شرح
صحیح بخاری شریف
مترجم
مولانا عبدالرزاق دیوبندی
مفصل حواشی
مولانا عزیز الرحمان فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ
اردو بازار۔ لاہور

اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ

صحیح بُخاری شریف مترجم

جلد چہارم

مُترجِم

مَولانا عبد الرّزاق دیوبندی

مفصّل حواشی

مولانا عزیز الرحمان فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

نام کتاب ——— صحیح بُخاری شریف مترجم

مُترجِم ——— مولانا عبدالرزّاق دیوبندی

مفصّل حواشی ——— مولانا عزیز الرحمان، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

ناشر ——— مکتبہ رحمانیہ لاہور

مطبع ——— لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست

جلد چہارم

سولھواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

کتاب المغازی

کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا بیان [1]

باب ۲۱۶۹ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ

قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

باب عشیرہ یا عسیرہ کے غزوہ کا بیان۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوا کا غزوہ کیا۔ پھر بواط کا پھر عشیرہ کا [2]

۳۶۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيْلَ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ قِيْلَ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرَةُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ.

(از عبداللہ بن محمد از وہب از شعبہ) ابواسحاق کہتے ہیں میں زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں ان سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے کیے ہیں۔ انہوں نے کہا انیس ۱۹ پھر پوچھا گیا ان میں سے آپ کتنے غزووں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے؟ انہوں نے کہا کہ سترہ ۱۷ میں۔ ابواسحاق کہتے ہیں میں نے دریافت کیا پہلے کون سا غزوہ ہوا؟ انہوں نے کہا عسیرہ یا عشیرہ۔

شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ سے اسکے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا عشیرہ [3]

باب ۲۱۷۰ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّقْتَلُ بِبَدْرٍ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کے نام قبل از وقت بیان فرما دیئے [4]

---

[1] غزوہ اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لے گئے اور سریہ وہ جس میں آپ خود نہیں گئے ۱۲ منہ [2] ابوا ایک گاؤں ہے جحفہ سے مدینہ کی طرف ۲۳ میل پر۔ بواط ایک پہاڑ کا نام ہے ینبوع کے قریب۔ عشیرہ بھی ایک مقام ہے یا ایک قبیلہ ہے ان تینوں جہادوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے پہلے تشریف لے گئے تھے اور غرض آپ کی یہ تھی کہ قریش کا قافلہ لوٹیں مگر قافلہ نہ ملا۔ کہتے ہیں ابوا میں سب سے پہلے مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی سعد بن ابی وقاص نے اس میں تیر چلایا یہ پہلا تیر تھا جو خدا کی راہ میں چلایا گیا یہ تینوں جہاد ہجرت کے ایک سال پہلے کئے گئے ۱۲ منہ [3] شیخ معجمہ سے۔ شک نہیں کہ یہ وہی جنگ ہے جس میں آپ قریش کا قافلہ لوٹنے کی نیت سے نکلے تھے لیکن قافلہ تو نکل گیا اور جنگ آن پڑی ۱۲ منہ [4] اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی وہ زیادہ مناسب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے حضرت عمرؓ کو بتلایا تھا کہ فلاں کافر یہاں مارا جائے گا اور فلاں یہاں مارا جائے گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں آپ نے جو جو مقام جس جس کافر کے لئے

۳۶۶۸ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ صَدِيْقًا لِاُمَيَّةَ ابْنِ خَلَفٍ وَّكَانَ اُمَيَّةُ اِذَا مَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ وَّكَانَ سَعْدٌ اِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُّعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِاُمَيَّةَ انْظُرْ لِيْ سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَّعَلِّيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ نِّصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ فَقَالَ هٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ اَلَا اَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ اٰمِنًا وَّقَدْ اٰوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ تَنْصُرُوْنَهُمْ وَتُعِيْنُوْنَهُمْ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّكَ مَعَ اَبِيْ صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ اِلٰى اَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ وَّرَفَعَ صَوْتَهٗ عَلَيْهِ اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَّنَعْتَنِيْ هٰذَا لَاَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ اَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيْقَكَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ اُمَيَّةُ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلٰى اَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ اَهْلِ الْوَادِيْ فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا عَنْكَ يَا اُمَيَّةُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ بِمَكَّةَ

(از احمد بن عثمان از شریح ابن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف از والدش از ابو اسحاق از عمرو بن میمون) حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (انصاری) اور امیہ بن خلف (کافر) میں دوستی تھی۔ امیہ جب مدینے کے راستے سے گذرتا تو حضرت سعد بن معاذ رض کے گھر مقیم ہوتا اور حضرت سعد رض جب کبھی مکے جاتے تو امیہ کے گھر مقیم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں آگئے تو حضرت سعد رض عمرے کے لیے مکے گئے وہاں اُمیہ کے پاس قیام فرمایا اور اس سے کہنے لگے ذرا ایسا وقت دیکھتے رہو جب کعبے میں کوئی نہ ہو تو اس وقت میں کعبے میں جا کر کعبے کا طواف[1] کر لوں۔ بہر حال اُمیہ دوپہر کے قریب حضرت سعد رض کو ہمراہ لے کر نکلا (عین طواف میں) ابوجہل (مردود) ملا وہ امیہ سے کہنے لگے ابو صفوان[2] یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُمیہ نے کہا سعد رض ہے ابوجہل نے حضرت سعد سے کہا کیا مزے سے بے ڈر ہو کر مکے میں طواف کر رہا ہے اور دین بدلنے والوں کو تم نے (اپنے شہر میں) جگہ دی[3] اور لطف کی بات یہ کہ تم ان کی مدد کرتے ہو اور ان کی اعانت کرتے ہو۔ بخدا اگر تو ابو صفوان کے ساتھ (اس وقت) نہ ہوتا تو بچ کر اپنے گھر نہ جا سکتا (مارا جاتا) حضرت سعد رض نے بلند آواز سے جواب دیا خدا کی قسم اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو میں تیرا وہ راستہ روک دوں گا جو اس سے زیادہ تجھ پر گراں گذرے گا یعنی تو مدینے سے (شام کی طرف) نہ جا سکے گا۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا اے سعد ابو الحکم[4] پر اپنی آواز بلند نہ کر وہ اس شہر کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے کہا امیہ بس کر ابوجہل کی طرف داری نہ کر! خدا کی قسم میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے[5] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اور

---

[1] سعد کو یہ ڈر تھا کہ اگر مکہ کے مشرک ان کو طواف کرتے دیکھیں گے تو تنگ کریں گے ستائیں گے ۱۲ منہ [2] یہ امیہ کی کنیت ہے ۱۲ منہ [3] حدیث میں صباۃ ہے جو صابی کی جمع ہے مکہ کے مشرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو صابی کہا کرتے جس کے معنے ہیں دین بدلنے والا ۱۲ منہ [4] ابو الحکم ابوجہل لعین کی کنیت تھی ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ کے مارے جانے کے پیشتر ہی خبر دے دی تھی۔ کرمانی نے جو تفسیر کی اس کی بنا پر ترجمہ یہ ہوگا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی تجھ کو قتل کریں گے امیہ کو اسی وجہ تعجب ہوا کہ ابوجہل تو میرا دوست ہے وہ مجھ کو کیونکر قتل کرے گا اس صورت میں قتل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تیرے قتل کا سبب بنیگا۔ ایسا ہی ہوا امیہ بدر کی لڑائی پر جانے کے لئے راضی نہ تھا، لیکن ابوجہل نے زبردستی سے اس کو لڑائی میں شریک کر لیا اور خود بھی واصل جہنم ہوا اور امیہ کو بھی ساتھ لیتا گیا ۱۲ منہ

قَالَ لَا أَدْرِي فَفَزِعَ لِذٰلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ يَا أُمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي فَقَالَ أُمَيَّةُ وَاللّٰهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُو جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ أَدْرِكُوا عِيرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي تَخَلَّفُوا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى قَالَ أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِي فَوَاللّٰهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِينِي فَقَالَتْ لَهُ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَجُوزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ حَتَّى قَتَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ

آپ کے صحابہؓ کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ امیہ نے پوچھا کیا مکے میں ماریں گے؟ حضرت سعدؓ نے جواب دیا یہ تو میں نہیں جانتا۔ امیہ حضرت سعد کی یہ بات سن کر بہت ڈر گیا[1]۔ جب امیہ اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا ام صفوان! تو نے سعد کی بات سنی؟ اس نے کہا سعد کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے میں نے پوچھا مکے میں؟ تو کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ چنانچہ امیہ نے قسم کھائی میں مکے سے باہر نہ نکلوں گا جب جنگ بدر کا دن ہوا تو ابوجہل نے لوگوں سے کہا لڑائی کیلئے نکلو اپنے قافلے کو بچاؤ۔ امیہ نے مکے سے باہر نکلنا پسند نہ کیا اسے اپنی جان کا ڈر تھا مگر ابوجہل اس کے پاس آیا کہنے لگا ابوصفوان! تم یہاں کے لوگوں کے سردار ہو جب لوگ دیکھیں گے تم نہیں نکلتے تو کوئی نہیں نکلے گا بہرحال اسی طرح ابوجہل اسے سمجھاتا رہا آخر مجبوراً امیہ نے کہا لو اگر کسی طرح نہیں مانتا تو خدا کی قسم میں ایک ایسا تیز رو اونٹ خریدونگا جسکی مثال مکے میں نہ ہو پھر امیہ نے اپنی بیوی سے کہا ام صفوان میرے سفر کا سامان کر دے اس نے کہا ابوصفوان کیا تو اپنے مدینے والے بھائی (سعد) کا کہنا بھول گیا؟ اس نے کہا میں نہیں بھولا مگر تھوڑی دور تک ان لوگوں کے ساتھ جاتا ہوں[2]۔ جب امیہ نکلا تو رستے میں جہاں اترتا وہیں اونٹ کو اپنے پاس ہی باندھتا (تاکہ بھاگنے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جائے) وہ برابر ایسے ہی احتیاط کرتا رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اسے قتل کرا دیا[3]

بَابُ ۲۱۷ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ بَلَى

باب جنگ بدر کا بیان[4]

اللہ تعالی کا ارشاد اللہ تعالی بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا تھا جب وقت[5] تم ذلیل تھے[6]، پس تم اللہ سے ڈرتے رہو[7]، تاکہ تم شکر گزار رہو جب اے پیغمبر تو مسلمانوں سے کہہ رہا تھا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتوں کو تمہاری مدد کے لیے نازل کرے بلکہ اگر تم (جنگ میں) صبر کرو اور تقوی اختیار کرو دربھاگو

[1] دوسری روایت میں ہے امیہ نے کہا خدا کی قسم محمد کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی ۱۲ منہ [2] بعد اس کے لوٹ آؤں گا آگے نہیں جاؤنگا ۱۲ منہ [3] بلال یا رفاعہ بن رافع نے اس کو مار ڈالا۔ مارے تلواروں کے اس کے جوڑ جوڑ کاٹ ڈالے اس کا قصہ انشاء اللہ آگے آئے گا ۱۲ منہ [4] بدر ایک گاؤں تھا مشہور جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے نام سے آباد ہے یا بدر ایک کنوئیں کا نام ہے وہاں بڑے معرکہ کی لڑائی مسلمانوں اور قریش کے کافروں میں ۲ھ میں ہوئی ۱۲ منہ [5] دشمن کے مقابلے میں ۱۲ منہ [6] بے حقیقت بے سرو سامان ۱۲ منہ [7] پیغمبر کا ساتھ نہ چھوڑو ۱۲ منہ

إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ وَقَالَ وَحْشِيٌّ قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ الْاٰيَةَ ۔

نہیں) اور کافر اسی وقت تم پر حملہ آور ہوں تو اللہ تمہ پانچ ہزار نشاندار (یا عمدہ گھوڑوں پر سوار) فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا، اور یہ جو اللہ نے فرشتوں کی مدد تمہارے لیے بھیجی یہ اس لیے تھی کہ تمہیں خوشی اور اطمینان حاصل ہو ورنہ درحقیقت فتح خدا کی طرف سے[1] ہے جو بڑا زبردست ہے، حکمت والا ہے اور فرشتوں کی مدد بھیجنے سے یہ بھی غرض تھی کہ کافروں کا ایک گروہ کاٹ ڈالے یا انہیں ایسا مغلوب کرے کہ وہ ناامید ہو کر لوٹ جائیں اور[2] وحشی (بن حرب وحشی) نے کہا حمزہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کر دیا[3]۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد[4] ہے "مسلمانو وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کرتا[5] تھا۔ کہ ایک تمہیں ضرور ملے گا۔ آیت کے آخر تک

۳۶۶۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب) عبداللہ بن کعب کہتے ہیں میں نے اپنے والد کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں کسی بھی غزوے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے اور غزوہ بدر میں جو میں پیچھے رہ گیا تو اس میں نہ جانے سے اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے بلکہ قریش کا قافلہ لوٹنے کی نیت سے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ناگہانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے

---

[1] سامان سامان اور فوج کی کثرت سے کچھ نہیں ہوتا ۱۲ منہ [2] جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے ۱۲ منہ [3] صحیح یہ ہے کہ عدی بن نوفل بن عبدالمناف کو امیر حمزہ نے قتل کیا تھا۔ کہتے ہیں جبیر بن مطعم نے جو طعیمہ کا بھتیجا تھا وحشی سے کہا جو اس کا غلام تھا اگر تو حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو مار ڈالے تو میں تجھ آزاد کر دونگا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ [4] سورۂ انفال میں ۱۲ منہ [5] یا قافلہ یا کافروں کا لشکر ۱۲ منہ

قریش حتیٰ جمع اللہ بینھم و بین عدوھم علیٰ غیر میعاد۔ | لڑا دیا ہے

باب ۲۱۷- قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ انفال میں) "جب تم اپنے مالک سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری فریاد سن لی فرمایا میں لگاتار ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ اور یہ مدد جو اللہ تعالیٰ نے کی وہ صرف تمہیں خوش کرنے اور تمہارے دلوں کو اطمینان دینے کے لیے تھی ورنہ فتح تو خدا کی طرف سے ہے بیشک اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے یہ وہ وقت تھا جب تمہیں بے خوف بنانے کے لیے تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اور تمہیں پاک کرنے اور شیطان کی گندگی دور کرنے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس دینے اور تمہارے پاؤں جمانے کے لیے آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا یہ وہ وقت تھا جب اے پیغمبر تیرا مالک فرشتوں کو حکم دے رہا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں تم (جا کر) مسلمانوں کا دل مضبوط کرو اور میں ابھی ابھی کفار کے دل میں دہشت ڈال دیتا ہوں تم ان کی گردنوں اور اعضاء کے جوڑوں پر چوٹ لگاؤ ان کی یہی سزا ہے انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے اسے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ کا عذاب سخت ہے [1]

۳۶۷۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

(از ابو نعیم از اسرائیل از مخارق از طارق بن شہاب) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے مقداد بن اسود کی ایک ایسی

---

[1] ہر چند کعب رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں بھی شریک نہیں ہوئے مگر چونکہ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد جنگ کا نہ تھا اس لئے سب لوگوں پر آپ نے نکلنا واجب نہیں رکھا تھا بر خلاف جنگ تبوک کے اس میں سب مسلمانوں کو ساتھ جانے کا حکم تھا جو لوگ نہیں گئے اسی لئے ان پر عتاب ہوا ۱۲ منہ [2] ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ نے بدر کے دن مسلمانوں کو پہلے ہزار فرشتوں سے مدد کی پھر بڑھا کر تین ہزار کر دیئے پھر پانچ ہزار کر دیئے اس لئے یہ آیت سورہ آل عمران کی آیت کے خلاف نہ ہوگی ۱۲ منہ [3] اللہ تعالیٰ ... گا دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا اثر فقط آخرت ہی میں پڑیگا نہیں نہیں اللہ کا عذاب

مَسْعُودٍ يَقُولُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ ۔

بات دیکھی اگر وہ مجھے حاصل ہوتی تو اس کے مقابلے میں کسی نیکی کو نہ سمجھتا وہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہوتی، ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں پر بد دعا کر رہے تھے اتنے میں مقداد آ پہنچے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح حضرت موسیٰؑ کی قوم نے ان سے کہا تھا تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاؤ (جبارین سے لڑو) ہم تو آپؐ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کریں گے ابن مسعود کہتے ہیں مقداد نے یہ کہا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا وہ نہایت چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے ۔

۳۶۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا وعدہ اور اقرار پورا کر یا اللہ اگر تیری مرضی یہی ہے کہ (یہ کافر غالب ہوں) تو پھر زمین میں تیری پوجا کرنے والا نہ رہے گا ۔ ابوبکر صدیق رضہ نے آپ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ بس کیجیے (دعا کرنے کی حد ہو چکی) اس وقت (خیمے سے) آپؐ یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر نکلے "کفار کا گروہ عنقریب شکست کھانے والا ہے اور پیٹھ دکھانے والا ہے ۔"

باب ۲۱۷۳

باب

۳۶۷۲ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از عبدالکریم از

---

۱ جب صفرا وادی میں پہنچے اور معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا مشرک لڑنے کو تیار ہیں ۱۲ منہ ۲ آپ کچھ فکر نہ کیجیے ۱۲ منہ ۳ ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ لوٹنے کی نیت سے لوگوں کو لے گئے تھے وہاں قافلہ تو نکل گیا تھا فوج سے لڑائی آن پڑی تھی آپ کا خیال ہوا کہ شاید صحابہؓ لڑائی میں تامل کریں کیونکہ وہ اس قصد سے نہیں نکلے تھے جب مقداد نے یہ عرض کیا تو آپ خوش ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے پھر حضرت عمرؓ نے اور پھر اور قریش کے مہاجرین نے آپ کو تسلی دی لیکن آپ مخاطب ہوئے آپؐ کو انصار کا خیال تھا کیونکہ بڑی جماعت انہیں کی تھی مہاجرین تو ساٹھ ستر سے زائد نہ تھے اور انصار سے جو آپ نے عہد لیا تھا وہ یہ تھا کہ مدینہ پر آپ کا کوئی دشمن آئیگا تو آپ کو بچائیں گے یہ لڑائی مدینہ میں نہ تھی نہ دشمن مدینہ پر چڑھ کر آئے تھے یہ حال دیکھ کر سعد بن معاذؓ اور دوسرے انصاریوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہمارا خیال ہے ہم تو ہر طرح آپ کے ساتھ لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہیں اگر آپ برک الغماد تک جو ایک دور دراز مقام تھا ہم کو لے جائیں تو ہم چلنے کو حاضر ہیں اس وقت آپ خوش ہو گئے اللہ اللہ انصار کی بھی جان نثاری رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ منہ ۴ وہ وعدہ یہ ہے کہ پیغمبروں کو غلبہ ہوگا جیسے اس آیت میں ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۔ ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ جب قریش کے کافر سامنے آئے تو آپ نے دعا کی یا اللہ یہ قریش کے لوگ بڑے غرور اور فخر سے تیرے پیغمبر سے لڑنے اور تیرے پیغمبر کو جھٹلانے کو آ رہے ہیں یا اللہ اپنی مدد بھیج جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ۱۲ منہ ۵ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ آخری پیغمبر ہیں اب دوسرا کوئی پیغمبر دنیا میں آنے والا نہیں تو اگر یہ گروہ ہلاک کر دیا گیا تو ساری زمین پر مشرک ہی مشرک رہ جائیں گے ۱۲ منہ

أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ۔

مقسم غلام عبداللہ بن حارث) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ اس آیت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ کی دو قسم سے مراد وہ لوگ لیتے تھے جو بدر میں شریک ہوئے اور جو اس میں شریک نہیں ہوئے۔

بَابٌ ۲۱۷ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب جنگ بدر میں جو مسلمان شریک تھے انکی تعداد

۳۶۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّينَ وَالْأَنْصَارُ نَيِّفًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ۔

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از ابو اسحاق) براء بن عازب رضؓ کہتے ہیں میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں (جنگ بدر میں) چھوٹے (نابالغ) سمجھے گئے[1]۔ (دوسری سند) امام بخاری کہتے ہیں مجھ سے محمود بن غیلان نے بواسطہ وہب بن جریر از شعبہ از ابو اسحاق بیان کیا کہ براء بن عازب رضؓ نے کہا میں اور عبداللہ بن عمر دونوں جنگ بدر کے موقع پر کم سن (ناقابل جنگ) سمجھے گئے اور بدر کی لڑائی میں مہاجرین کی تعداد کچھ اوپر ساٹھ آدمی کا تھا اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

۳۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَمِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ لَا وَاللهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابو اسحاق) حضرت براء رضؓ کہتے ہیں مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں جو لوگ شریک تھے انکی تعداد وہی تھی جو طالوت[2] (بادشاہ) کے ساتھیوں کی تھی جو نہر کے پار کر گئے تھے یعنی تین سو دس سے کچھ آدمی زیادہ۔ براء کہتے ہیں طالوت کے ساتھ نہر پار وہی لوگ گئے تھے جو ایماندار تھے (سب بے ایمان لوگ خوب پانی پی کر نہر پر رہ گئے تھے)

۳۶۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضؓ کہتے ہیں ہم لوگ یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہا کرتے تھے کہ بدری مجاہدین کی تعداد وہی تھی جو طالوت کے ساتھیوں کی تھی جو طالوت کے ساتھ نہر پر گئے تھے یعنی تین سو دس سے کچھ زیادہ

---

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لڑائی میں جانے سے پہلے مسلمان دکھلائے جاتے جو لوگ جہاد کے قابل ہوتے ان کو آپ اجازت دیتے جو قابل نہ ہوتے ان کو اجازت نہ دیتے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ بدر کے دن آپ کے سامنے پیش کئے گئے اس وقت ان کی عمر تیرہ برس کی تھی آپ نے نامنظور کیا پھر احد کے دن پیش کئے گئے اس وقت ان کی عمر ۱۴ برس کی تھی جب بھی آپ نے نامنظور کیا ۱۲ منہ [2] حضرت طالوت ع بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ تھے جن کا قصہ مشہور اور قرآن شریف میں مذکور ہے ۱۲ منہ

الَّذِيْنَ جَاوَزُوا النَّهَرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثَمِائَةٍ -

اور وہی لوگ طالوت کے ساتھ نہر پر گئے تھے جو ایمان دار تھے۔

۳۶۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رض ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رض قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّ بِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔

(از عبداللہ بن ابی شیبہ از یحییٰ از سفیان از ابواسحاق از براء رضی اللہ عنہ) دوسری سند (از محمد بن کثیر از سفیان از ابواسحاق) براء رض کہتے ہیں کہ ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ بدر کی جنگ میں شامل حضرات کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی جتنے لوگ طالوت کے ساتھ نہر پار گئے تھے اور طالوت کے ساتھ نہر پار وہی لوگ گئے تھے جو ایمان دار تھے

بَابٌ ۲۱۷۵ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيْدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَّهَلَاكِهِمْ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار قریش شیبہ، عتبہ، ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام کیلئے بددعا کرنا اور ان کا ہلاک ہونا۔

۳۶۷۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلٰى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا۔

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابواسحاق از عمرو بن میمون) حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کی طرف منہ کیا اور قریش کے چند کفار کے لیے بددعا کی۔ شیبہ بن ربیعہ عتبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام کے لیے۔
عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں خدا گواہ ہے میں نے ان لوگوں کو (بدر کے میدان میں) پڑا دیکھا، دھوپ کی گرمی سے ان کی لاشیں سڑ گئیں اور بدبودار ہو گئیں اس دن دھوپ تیز تھی۔

بَابٌ ۲۱۷۶ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ

باب ابوجہل کا ہلاک ہونا۔

۳۶۷۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ

(از ابن نمیر از ابواسامہ از اسماعیل از قیس) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں ابوجہل کے پاس آئے اس

ل جب انہوں نے سجدے میں اوجھری آپ کی پیٹھ پر ڈال دی تھی - ۱۲ منہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ۔

میں کچھ جان باقی تھی، ابوجہل نے کہا بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا ہے[۱]

۳۶۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ قَالَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ۔

(از احمد بن یونس از زہیر از سلیمان تیمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دوسری سند (از عمرو بن خالد از زہیر از سلیمان تیمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدر کے دن صحابہ کرام سے) فرمایا ابوجہل کو کون دیکھ کر اس کی خبر لاتا ہے[۲]۔ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود رض گئے دیکھا تو عفراء کے دونوں بیٹوں (معاذ اور معوذ) نے اسے (تلواروں سے) اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو رہا ہے (مرنے کے قریب ہے) عبداللہ بن مسعود نے اس کی داڑھی پکڑی پوچھا بتا تو ہی ابوجہل ہے؟ وہ کہنے لگا بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا یا یوں کہنے لگا اس شخص سے کون بڑھ کر ہے جسے اسکی قوم نے قتل کیا ہو[۳]۔ احمد بن یونس نے اپنی روایت میں یوں کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو ابوجہل ہے (بغیر استفہام کے)

۳۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ

(از محمد بن مثنیٰ از ابن ابی عدی از سلیمان تیمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا ابوجہل کو دیکھ کر اس کی خبر کون لاتا ہے؟ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود رض گئے دیکھا تو عفراء کے بیٹوں نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا ہے انہوں نے اس کی داڑھی پکڑی اور کہا تو ابوجہل ہے اس نے جواب دیا کہ مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جسے اس کی قوم نے یا تم لوگوں نے قتل کیا

---

[۱] اس کی گردن پر پاؤں رکھا اور کہا اللہ کے دشمن آخر اللہ نے تجھ کو ذلیل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی ہیں ان تمام لوگوں میں جو مارے گئے سب سے بڑا اور سب کا سردار ہوں مجھے کیا غم ہے۔ مردود نے مرتے وقت بھی غرور اور تکبر نہ چھوڑا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیا مجھ سے بھی زیادہ کسی شخص کا عجیب واقعہ ہے جس کو تم نے قتل کیا ہو یعنی میرا مارا جانا بڑا عجیب معاملہ ہے کہ اپنے قوم والوں کے ہاتھ سے مارا گیا بعضی روایتوں میں هل اعذر ہے یعنی مجھ سے زیادہ کون شخص ہے جس کا عذر زور دار ہو کیونکہ میں کچھ غیر لوگوں کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا تو میں معذور ہوں بعضوں نے هل اعمد کا یوں ترجمہ کیا ہے کہ تم کیا فخر کرتے ہو میں بھی آخر ایک شخص ہوں جس کو تم نے مار ڈالا ہے یعنی احد من الناس ہوں ۱۲ منہ [۳] کمبخت زندہ ہے یا مارا گیا ہے ۱۲ منہ [۴] یہ راوی کا شک ہے یعنی سلیمان تیمی کی دوسری روایت میں یوں ہے وہ کہنے لگا کاش مجھ کو کسانوں نے نہ مارا ہوتا کسانوں سے اس نے انصار کو مراد لیا ان کو ذلیل سمجھا ایک روایت میں ہے کہ پھر عبداللہ بن مسعود رض اس کا سر کاٹ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کھڑے ہو کر ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا جب عبداللہ بن مسعود رض نے اس مردود کے ہاتھ سے مکہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی تھیں ان کا دل جلا ہوا تھا اللہ نے ان کو یہ دن دکھایا کہ دشمن اس طرح ذلیل و خوار پڑا تھا انہوں نے اس کی داڑھی پکڑی اور سر کاٹا ۱۲ منہ

أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ۔

۳۶۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهُ۔

(از محمد بن مثنیٰ از معاذ بن معاذ از سلیمان از انس بن مالکؓ) ایسی ہی حدیث بیان کی۔

۳۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبْتُ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِيْ بَدْرٍ يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ۔

(از علی بن عبداللہ از یوسف بن ماجشون از صالح بن ابراہیم از والدش از جدش یعنی جد صالح) یہی واقعہ عفراء کے بیٹوں کا بیان کیا۔

۳۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ ابْنُ عُبَادٍ وَّفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَّعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ وَالْوَلِيْدُ ابْنُ عُتْبَةَ۔

(از محمد بن عبداللہ رقاشی از معتمر از والدشؒ از ابومجلز از قیس بن عباد) حضرت علیؓ کہتے ہیں قیامت کے دن سب سے پہلے میں پروردگار کے سامنے جھگڑا چکانے کے لیے دوزانوں بیٹھوں گا۔ قیس بن عباد نے کہا اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی "یہ دو فریق ہیں ایک دوسرے کے دشمن جو اپنے پروردگار کے مقدمے میں جھگڑے" دونوں فریق سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدر کے دن لڑنے کیلئے نکلے ایک طرف سے حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہ یا ابوعبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب اور (دوسری جانب سے) شیبہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

۳۶۸۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ وَّحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحٰرِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

(از قبیصہ از سفیان از ابوہاشم از ابومجلز از قیس بن عباد) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آیت هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ قریش کے چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی، علی، حمزہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہما ایک فریق، اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ دوسری طرف

۳۶۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ كَانَ يَنْزِلُ فِيْ بَنِيْ

(از اسحاق بن ابراہیم صواف از یوسف بن یعقوب (یوسف بن یعقوب بنی ضبیعہ کے محلے میں قیام کرتے تھے اور بنی سدوس کے

ف۱ ایک روایت میں ہے جب ابن مسعودؓ نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو مردود کیا کہنے لگا؟ ارے ذلیل بکریاں چرانے والے تو بڑے سخت مقام پر چڑھ گیا پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا ۱۲ منہ ف۲ سلیمان بن طرخان ۱۲ منہ ف۳ کافروں کی طرف سے ۱۲ منہ

ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوسٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رض فِينَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ۔

غلام تھے) از سلیمان تیمی از ابو مجلز از قیس بن عباد) حضرت علیؓ کہتے ہیں یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ہم لوگوں کے متعلق نازل ہوئی

۳۶۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتُ فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ۔

(از یحییٰ بن جعفر از وکیع از سفیان از ابو ہاشم از ابو مجلز از قیس بن عباد) حضرت ابوذر رضؓ قسمیہ فرماتے تھے کہ یہ تین آیتیں هٰذَانِ خَصْمَانِ الخ ان چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو بدر کے دن مقابل ہوئے تھے۔ ایسی ہی حدیث بیان کی جیسے اوپر گذری۔

۳۶۸۷۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابو ہاشم از ابو مجلز از قیس) حضرت ابوذر قسم کھا کر فرماتے تھے کہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ (سورہ حج) ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو بدر کے دن لڑنے کے لیے نکلے تھے حمزہ علی اور عبیدہ (مسلمانوں کی طرف سے) اور عتبہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ (کافروں کی طرف سے)

۳۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ حَقًّا۔

(از احمد بن سعید ابوعبداللہ از اسحاق بن منصور از ابراہیم بن یوسف از والدش) ابواسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براءؓ سے سوال کیا کہ کیا حضرت علیؓ جنگ بدر میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا ہاں شریک کیا، مقابلہ کے لیے میدان میں نکلے تھے اور دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔

ا؎ ہوا یہ کہ بدر کے دن کافروں کی طرف سے یہ تین شخص میدان میں نکلے اور کہنے لگے اے محمدؐ ہم سے لڑنے کے لئے لوگوں کو بھیجو ادھر سے انصار مقابلہ کو گئے تو کفار کہنے لگے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہم تو اپنی برادری والوں سے یعنی قریش سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمزہ اٹھ۔ اے علی اٹھ اے عبیدہ اٹھ۔ حضرت حمزہ شیبہ کے مقابل ہوئے اور علی ولید کے اور عبیدہ عتبہ کے مدمقابل ہوئے۔ حضرت حمزہ نے شیبہ کو علی رضؓ نے ولید کو مار ڈالا اور عبیدہ و عتبہ دونوں ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے دونوں زخمی ہو چکے تھے علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما نے جا کر عتبہ کو مار ڈالا اور عبیدہ رضؓ کو میدان جنگ سے اٹھا لائے ۱۲ منہ ۲؎ اس شخص کو حضرت علی رضؓ کی کم سنی کی وجہ سے یہ گمان ہوا ہوگا کہ شاید آپ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے ہوں حضرت براء رضؓ نے اس کا غلط گمان کو رفع کر دیا کہ لڑائی میں نکلنا کیا مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے اور ولید بن عتبہ کو واصل جہنم کیا سبحان اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا کیا کہنا۔ ولید کو اس طرح مارا پھر جنگ خندق میں عمرو بن عبدود بڑے پہلوان کو قتل کیا جنگ خیبر میں مرحب کو جو یہودیوں (القیہ صفحہ آئندہ)

۳۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَاتَبْتُ اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهٗ وَقَتْلَ ابْنِهٖ فَقَالَ بِلَالٌ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَيَّةُ۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از یوسف بن ماجشون از صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف از والدش) صالح کے دادا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے اور امیہ بن خلف سے ایک تحریری معاہدہ تھا[۱] پھر بدر کے دن اُمیہ اور اس کے بیٹے (علی) کے قتل ہونے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بلالؓ نے اس دن یہ کہا تھا کہ اگر اُمیہ بن خلف بچ گیا تو میں (آخرت میں عذاب سے) بچ نہیں سکتا[۲] (یا یہ کہ مجھے خطرہ ہے کہ موقع پر یہ بچ نکلا تو پھر یہ موقع پاکر مجھے قتل کر ڈالے گا)۔

۳۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَاَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهٗ غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا اَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ فَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔

(از عبدان بن عثمان از والدش از شعبہ از ابو اسحاق سبیعی از اسود بن یزید نخعی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم پڑھی اس میں سجدہ کیا[۳] آپؐ کے ساتھ (اسوقت) جتنے لوگ تھے (مسلمان کافر) سب نے سجدہ کیا مگر ایک بوڑھے (اُمیہ بن خلف) نے ایک مٹھی مٹی لی اور اپنی پیشانی سے لگا لی کہنے لگا کہ میرے لیے یہی کافی ہے (سجدے کے بدل)

عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں میں نے اس بوڑھے کو آخر میں دیکھا (جنگ بدر میں) کہ بحالت کفر مقتول ہُوا[۴]۔

۳۶۹۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلٰثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ اِحْدٰهُنَّ فِيْ عَاتِقِهٖ قَالَ اِنْ كُنْتُ لَاُدْخِلُ اَصَابِعِيْ فِيْهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّوَاحِدَةً يَّوْمَ الْيَرْمُوْكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از معمر از ہشام بن عروہ) عروہ کہتے ہیں (ان کے والد) حضرت زبیر رضؓ کو تین گہرے زخم لگے تھے ان میں ایک مونڈھے پر تھا۔ میں (بچپن میں) اپنی انگلیاں اس میں ڈالا کرتا تھا عروہ کہتے ہیں کہ ان میں دو زخم تو جنگ بدر کے دن لگے تھے اور ایک یرموک کی لڑائی میں[۵]۔ عروہ کہتے ہیں جب عبداللہ بن زبیر (حجاج ظالم کے ہاتھوں) شہید ہوئے تو عبدالملک مجھ پوچھنے لگا

(بقیہ سابقہ) بہادر اتنا مورسپاہی تھا جنگ صفین میں معاویہ کے غلام حبشی کو جس نے حضرت علی کے غلام کو مار ڈالا تھا خود جا کر قتل کیا غرض حضرت علی شجاعت بلا نہ اور قوت رستمانہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اس کے ساتھ زہد اور تقوی اور علم باطن میں تمام اولیاء اللہ کے سردار تھے اسی لیے آپ کو شاہ ولایت کہتے ہیں ایک رافضی اذان میں کہنے لگا اشہد ان علیا ولی اللہ بعضے لوگوں نے اس پر فساد کرنا چاہا میں نے کہا تم اس کلمہ پر کیوں ناراض ہوتے ہو میں تو اس سے بڑھ کر کہتا ہوں اشہد ان علیا امام الاولیاء ہر چند یہ کلمہ آنحضرت سے ماثور نہیں اس وجہ سے بدعت ہوگا۔ لیکن فی نفسہ اس کا مضمون صحیح ہے کہ جب کوئی یہ کہے اشہدان علیا ولی اللہ تو ہم کہیں گے صدقت و بررت بل ہو امام الاولیاء و قدوۃ الاصفیاء امیر المومنین و یعسوب الصالحین رض ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [۱] کہ امیہ مکہ میں عبدالرحمن وغیرہ کی جائیداد وغیرہ محفوظ رکھے اس کے بدل عبدالرحمن امیہ وغیرہ کی جائداد وغیرہ کی مدینہ میں حفاظت کریں گے کہتے ہیں اس دستاویز میں عبدالرحمن بن عوف نے اپنا نام عبدالرحمن لکھا تو امیہ مردود کہنے لگا میں رحمن نہیں پہچانتا جو تمہارا نام جاہلیت کے زمانہ میں تھا وہی لکھو یعنی عبد عمرو ۱۲ منہ [۲] بلال رضؓ پہلے امیہ ہی کے غلام تھے مردود نے ان کو سخت سے سخت تکلیفیں دی تھیں آخر حضرت بلال رضؓ ہی نے اس کو مارا کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف امیہ کو بچانے کیلئے اس پر آڑے پڑ گئے مگر مسلمانوں نے تلواریں گھسیڑ گھسیڑ کر مار ڈالا ۱۲ منہ [۳] فاسجدوا للہ واعبدوا ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث اوپر باب سجدۃ النجم میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۵] یرموک ملک شام میں ایک مقام ہے وہاں حضرت عمر کی خلافت (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيْهِ قُلْتُ فِيْهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ :

بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِّنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

ثُمَّ رَدَّهُ عَلٰى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ فَاَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلٰثَةَ اٰلَافٍ وَّاَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ اَخَذْتُهُ ۔

عروہ! تم اپنے والد زبیر رضؓ کی تلوار پہچان سکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ میں نے کہا بدر کی لڑائی میں اسکی دھار ایک طرف سے ذرا ٹوٹ گئی تھی، عبدالملکؒ نے کہا، وہ تو سچ کہتا ہے پھر (نابغہ شاعر کا) یہ مصرعہ پڑھا لڑتے لڑتے ان کی تلواروں کی دھاریں ٹوٹی ہیں لہ

پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو دے دی ہشام بن عروہ کہتے ہیں ہم نے آپس میں اس تلوار کی قیمت لگائی تو تین ہزار درہم مقرر کی ہم میں سے ایک شخص (عثمان بن عروہ) نے یہ (قیمت دے کر) وہ تلوار لے لی۔ مجھے تمنا رہی کاش میں اسے لے لیتا۔ لہ

۳۶۹۲ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ قَالَ هِشَامٌ وَّكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ ۔

(از فروہ از علی بن مسہر از ہشام بن عروہ) عروہ کہتے ہیں (انکے والد) زبیر رضؓ کی تلوار پر چاندی کا زیور تھا۔ ہشام کہتے ہیں میرے والد کی تلوار پر بھی چاندی کا زیور تھا (شاید وہی زبیرؓ کی تلوار ہوگی ۔)

۳۶۹۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ اَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَقَالَ اِنِّيْ اِنْ شَدَدْتُّ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ اَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَاَخَذُوْا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ اُدْخِلُ اَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ

(از احمد بن محمد از عبداللہ از ہشام ابن عروہ) ہشام کے والد عروہ کہتے ہیں کہ جنگ یرموک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبیر رضؓ سے کہا آؤ کافروں پر حملہ کرو ہم تمہارے ساتھ حملہ کریں گے۔ انہوں نے کہا دیکھو میں حملہ کروں تم نہ کرو تو تم جھوٹے ہو گے، انہوں نے کہا نہیں ہم (ضرور) حملہ کریں گے (جھوٹے نہیں بنیں گے) غرضیکہ زبیر رضؓ نے حملہ کیا اور کفار کی صفیں چیرتے ہوئے (انہیں مارتے ہوئے) پار نکل گئے۔ ان کے ساتھ کوئی ایک بھی نہ رہا۔ پھر وہاں سے اپنے لوگوں کی طرف لوٹے تو روم کے کافروں نے انکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور ان کے مونڈھے پر دو ضربیں لگائیں ان ضربوں میں ایک وہ ضرب تھی جو بدر

(بقیہ سابقہ صفحہ) میں ۱۵ھ میں مسلمانوں اور نصاریٰ سے جنگ عظیم ہوئی تھی مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہ بن جراح تھے اور نصاریٰ کا سردار باہان تھا اس جنگ میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے اور نصاریٰ ایک لاکھ پانچ ہزار مارے گئے چالیس ہزار قید ہوئے بدری صحابی ایک سو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے ۱۲ منہ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) لہ اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے عیب کوئی ان میں ہے تو بس یہی ایک عیب ہے۔ اور یہ کلام مدح ہے بصورت ذم ۱۲ منہ لہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ اس حدیث سے زبیر کا بدر والوں میں ہونا نکلتا ہے ۱۲ منہ لہ سب پیچھے رہ گئے ۱۲ منہ لہ اور حجاج نے ان کا کل سامان عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا۔ ۱۲ منہ

الْقُرَيَاتِ الْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَكَّلَ بِهِ رَجُلًا

کے دن لگی تھی۔[1]

عروہ کہتے ہیں میں بچپن میں ان زخموں میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا عروہ کہتے ہیں یرموک کی لڑائی میں زبیرؓ کے ساتھ عبداللہ بن زبیر بھی تھے حالانکہ انکی عمر اسوقت دس برس تھی۔ زبیرؓ نے عبداللہ کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے (حفاظت کے لیے) ایک شخص کے سپرد کر دیا تھا۔

۳۶۹۴- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللَّهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَ

(از عبداللہ بن محمد از روح بن عبادہ از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انس بن مالکؓ) حضرت ابوطلحہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک کنوئیں میں پھینک ڈالنے کا حکم دیا[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں وہیں قیام فرماتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے تیسرے دن آپؐ نے حکم دیا اونٹنی پر زین کسا گیا پھر آپؐ چلے آپؐ کے ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم بھی چلے، وہ سمجھے شائد آپؐ کسی کام کے لیے جا رہے ہیں غرضیکہ آپؐ (چلتے چلتے) اس کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور کفار قریش کو نام بنام آواز دینے لگے ان کا نام لیتے اور ان کے باپوں کے نام لیتے کہ فلاں کے بیٹے فلاں کے بیٹے[3] کیا تمہیں اب حسرت ہو رہی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کر لیتے ہم سے تو جس ثواب و اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پالیا تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی وہ پایا یا نہیں۔ ابوطلحہ رضؓ کہتے ہیں حضرت عمر رضؓ نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ ایسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا وہ کیا سنیں گے) آپؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم انہیں ان سے زیادہ نہیں سنتے (انہیں کے برابر سنتے ہو) قتادہ نے اس حدیث کی تفسیر میں یہ کہا اللہ نے اس وقت ان مُردوں کو جِلا دیا تھا انہیں تنبیہ

---

[1] یہ اگلی روایت کے خلاف ہے جس میں بدر کے دن دو زخم اور یرموک کے دن ایک زخم لگنا مذکور ہے حافظ نے کہا ابن مبارک کی روایت زیادہ اعتماد کے لائق ہے بہ نسبت معمر کی روایت کے ۱۲ منہ

[2] جن کی لاشیں اس میں ڈالی گئی تھیں ۱۲ منہ [3] امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپ نے پکارا یا عتبہ بن ربیعہ یا شیبہ بن ربیعہ یا امیہ بن خلف حالانکہ امیہ کو اس کنوئیں میں نہیں ڈالا

تَصْغِيْرًا أَوْ نِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا۔

کرنے اور ذلیل کرنے اور بدلہ لینے اور افسوس دلانے اور شرمندہ کرنے کے لیے [1]

۳۶۹۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ۔

(از حمیدی از سفیان از عمرو از عطاء) حضرت ابن عباسؓ اس آیت "اے پیغمبر کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کے بدلے ناشکری کی" کی تفسیر میں کہا کہ خدا کی قسم ان لوگوں سے مراد کفار قریش ہیں۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں (اس آیت میں) لوگوں سے مراد قریش ہیں اور اللہ کے احسان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے دار البوار سے مراد دوزخ ہے یعنی بدر کے دن ان لوگوں نے اپنی قوم کو دوزخ رسید کیا۔

۳۶۹۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رض أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِبُكَاءِ أَهْلِهٖ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهٖ وَذَنْبِهٖ وَإِنَّ أَهْلَهٗ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْآنَ قَالَتْ وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهٖ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ

(از عبید بن اسماعیل از ابو اسامہ از ہشام از والد ش یعنی عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر آیا کہ مردے پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب [2] ہوتا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ مردے پر اپنی خطاؤں اور گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اور اس کے عزیز اس پر روتے رہتے ہیں (انہیں یہ خبر نہیں کہ مردے کا کیا حال ہے) اور یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے گڑھے پر کھڑے ہوئے اس میں مشرکین کی وہ لاشیں تھیں جو بدر کے دن مارے گئے تھے، آپؐ نے فرمایا یہ میرا کہنا سن رہے ہیں حالانکہ آپؐ نے ایسا نہیں فرمایا عبداللہ بن عمرؓ کو مغالطہ ہوا آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ

---

[1] حافظ نے کہا قتادہ کی غرض اس تفسیر سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے یعنی سماع موتی کے منکر ہیں حضرت عائشہ سے ایسا ہی منقول ہے اور معتزلہ اور حنفیہ نے بھی یہی اختیار کیا ہے لیکن محققین علماء کا مذہب یہ ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جس کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر سلام کیوں مشروع ہوتا اور قرآن شریف میں جو آیا ہے انک لا تسمع الموتی اس سے سماع کی نفی نکلتی ہے نہ کہ سماع کی اور اسماع یعنی مردوں کو زندوں کی آواز سنانا بیشک اللہ کا کام ہے قسطلانی نے کہا ابن اسحاق نے مغازی میں اور امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے ابو طلحہؓ کے موافق یہ حدیث نکالی اگر یہ روایت محفوظ ہو تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے خیال سے رجوع کیا ۱۲ منہ

[2] کہتے ہیں یہ مضمون عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا تھا ۱۲ منہ

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ تَقُولُ حِينَ تَبَوَّءُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ۔

اب انہیں معلوم ہوگیا کہ میں جو کہتا تھا (شرک چھوڑ و اللہ پر ایمان لاؤ) سچ تھا پھر حضرت عائشہؓ نے (سورۂ نمل) یہ آیت اے پیغمبر تو مُردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا۔" اور (سورۂ فاطر کی) یہ آیت" اے پیغمبر تو قبر والوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا۔[1] عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب مُردوں کو نہ سنا سکنے سے (جس کا ان آیتوں میں ذکر ہے) یہ ہے کہ جب وہ دوزخ میں اپنے ٹھکانے پہنچ جائیں گے[2]

۳۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضـ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ قَلِيبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ رضـ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ حَتَّىٰ قَرَأَتِ الْآيَةَ۔

(از عثمان از عبدہ از ہشام از والدش) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور (مشرکوں کو جو مارے گئے تھے مخاطب کر کے) فرمایا تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا پھر فرمایا یہ لوگ اس وقت میرا کہنا سنتے ہیں ابن عمر کی یہ روایت حضرت عائشہ سے بیان کی گئی تو انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے یوں فرمایا تھا ان لوگوں کو اب معلوم ہوگیا جو میں ان سے کہتا تھا وہ سچ تھا پھر حضرت عائشہؓ نے (سورہ نمل کی) یہ آیت پڑھی "اے پیغمبر تو مردوں کو نہیں سنا سکتا"۔

---

[1] ان دونوں آیتوں سے حضرت عائشہؓ نے نفی سماع موتی پر دلیل لی ان کو اصل ٹھہرایا اور حدیث کی تاویل کی قسطلانی نے کہا جماعت مفسرین کا یہ قول ہے کہ موتی اور من فی القبور سے ان آیتوں میں کافر مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ وہ حق باتیں سن کر ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے جیسے وہ کافر جو مرگئے قبریں چلے گئے ہدایت اور دعوت سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو نہ سنانے سے ان کو فائدہ نہ پہنچا سکنا مراد ہے اس صورت میں آیتوں سے سماع موتی کی نفی نہیں نکلے گی حافظ نے کہا یہ حدیث ما انتم باسمع منہم اولا صرف ابن عمرؓ نے روایت نہیں کی بلکہ حضرت عمر اور ابوطلحہ نے بھی ایسی ہی روایت کی اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے اور عبداللہ بن سیدان سے ایسا ہی نکالا اس میں یوں ہے وہ تمہاری طرح سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے اور خود حضرت عائشہؓ سے بھی ابن اسحاق نے ایسا ہی نکالا اس کی اسناد جید ہے مترجم کہتا ہے آیت اور حدیث میں مخالفت نہیں آیت کا مطلب حدیثوں کے موافق لینا چاہیئے تو آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو تم اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ تمہاری بات کا جواب دیں ۱۲ منہ

[2] یعنی قبریں یا قبر پر ان کی روح نہ رہے اس وقت تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے عروہ نے گویا حدیثوں اور آیتوں میں یوں تطبیق کی مگر اگر حضرت عائشہؓ کا یہ مطلب ہوتا تو وہ ابن عمرؓ کی روایتوں کا رد کیوں کرتیں کیونکہ ممکن ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مشرکین کو پکارا اس وقت تک ان کی ارواح وہیں ہوں ابھی دوزخ نہ بھیجی گئی ہوں۔ مترجم کہتا ہے اکثر علماء جو سماع موتی کو مانتے ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ مومنوں کی قبروں پر جا کر جو ہم ان کو سلام کرتے ہیں تو اس کی اطلاع ان کی ارواح کو ہوتی ہے اور کبھی وہ اپنے زائر کا آنا اور اس کا سلام کرنا پہچان لیتے ہیں اور کبھی زائر سے ان کو ایک طرح کا انس بھی پیدا ہوتا ہے جیسے زندگی کی حالت میں ملاقات سے ایک انس اور رشتۂ اتحاد پیدا ہوتا ہے مگر ان علماء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں یہ مردے زندوں کی سن لیتے ہیں ممکن ہے کہ جس وقت زائر ان کی قبر پر بھی زیارت کو جائے وہ اپنی حالت میں مستغرق ہوں اور زائر کی طرف ان کو التفات نہ ہو اور یہ کبھی کبھی سن لینا بھی مخصوص ہے قبر سے یعنی جب ان کی قبر پر جا کر سلام کرو تو وہ سنتے ہیں لیکن دوسرے مقاموں سے ان کا سننا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی میری قبر پر آن کر درود پڑھے تو میں خود سن لیتا ہوں اور جو کوئی دور سے پڑھے تو فرشتے مجھ کو لا کر پہنچاتے ہیں تو اب دوسرے اولیاء اللہ یا بزرگ دور دور سے پکارنے والے کی کیونکر سنیں گے بعضے لوگ یوں دلیل لاتے ہیں کہ نماز میں جو السلام علیک ایہا النبی پڑھا کرتے ہیں تو ای ندا کا کلمہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور دور کی سن لیتے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ نماز میں ایہا النبی بطریق ندا کے نہیں پڑھا جاتا نماز کے اذکار جو آنحضرتؐ سے ماثور ہیں اس طرح بطریق حکایت کے پڑھتے ہیں جیسے قرآن میں یا ایہا النبی یا ایہا الرسول پڑھتے ہیں اس کے علاوہ بعضے صحابہؓ سے منقول ہے وہ اسی وہم کو دور کرنے کے لئے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد التحیات میں یوں پڑھا کرتے تھے السلام علی النبی اب جو کوئی قبر شریف کے سوا اور کہیں سے یوں کہے یا رسول اللہ تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ اعتقاد رکھ کر کہے کہ آنحضرتؐ ہر جگہ اور ہر مقام سے پکارنے والے کی سن لیتے ہیں تب وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا اگر یہ اعتقاد نہیں ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرتؐ خاص زمین والوں کی یا ایک قطعہ کی سن لیتے ہیں یا آنحضرتؐ کو بہ نسبت دوسرے لوگوں کے سمع کی قوت کچھ زیادہ ہے تو کافر نہیں ہوا مگر اس کا یہ خیال غلط ہے اس لئے کہ کوئی دلیل شرعی اس پر قائم نہیں ہوئی اور نہ ایسے پکارنے میں کوئی ثواب اور اجر ہوگا بلکہ ایک فعل لغو ہوگا اگر کوئی شخص اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یا بطور وظیفہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک یا یا رسول اللہ کہا کرے یا اور کسی ولی کا نام لیا کرے جیسے حضرت علیؓ یا غوث پاک کا وہ بھی مشرک ہوگیا اس لئے کہ ذکر ایک عبادت ہے خاص اللہ ہی کے لئے ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ندا کا حکم ہے ہر جگہ اور ہر مقام سے سن لینا یہ صفت الٰہی ہے یعنی سمع محیط جو اللہ کے سوا اور کسی کیلئے ایسا سمع یا ایسی بصر یا ایسا علم ثابت کرے تو وہ مشرک ہوگیا۔ ۱۲ منہ

باب ۱۷۲ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا۔

باب جو صحابہ کرام شریک جنگ بدر ہوئے ان کی فضیلت۔

۳۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رض يَقُولُ أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَ هَبِلْتِ أَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ۔

(از عبداللہ بن محمد از معاویہ بن عمرو از ابو اسحاق از حمید) حضرت انس رض کہتے تھے کہ حارثہ بن سراقہ رض بدر کے دن شہید[1] ہوئے وہ لڑکے تھے ان کی والدہ (ربیع بنت نضر انس رض کی پھوپھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں حارثہ سے مجھے کیسی محبت تھی اب اگر وہ بہشت میں (چین سے) ہے تو میں بھی صبر کروں[2] ثواب کی امید رکھوں اگر کسی اور (برے حال) میں ہے تو آپ دیکھیں میں کیا کرتی ہوں؟ (کیسے روتی پیٹتی ہوں) آپ نے فرمایا۔ افسوس کیا تو دیوانی ہے۔؟ کیا تو بہشت ایک ہی سمجھی ہے؟ (اللہ کی بہشتیں بہت ہیں) اور تیرا بیٹا حارثہ تو فردوس میں ہے[3]

۳۶۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرَ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلٰى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از اسحاق بن ابراہیم از عبداللہ بن ادریس از حصین بن عبدالرحمن از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمن سلمی) حضرت علی رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو مرثد اور زبیر رض تینوں کو بھیجا تینوں گھوڑے پر سوار تھے۔ فرمایا روضہ خاخ میں جاؤ (جو ایک مقام کا نام ہے مکے مدینے کے درمیان) وہاں ایک مشرک عورت ملے گی (اس کا نام سارہ تھا) اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے۔ (مکہ کے) مشرکین کے نام وہ اس سے لے آؤ حضرت علی کہتے ہیں (ہم روضہ خاخ میں چلے) جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہیں ہم نے اسے پایا وہ ایک اونٹ پر جا رہی تھی ہم نے اسے کہا خط نکال دے اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہم نے اس کا اونٹ بٹھایا تلاشی لی تو کوئی خط نہ ملا۔ آخر میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ خط نکال دے ورنہ ہم تجھے ننگا کر کے

[1] حوض پر پانی پی رہے تھے ابن عرقہ نے ایک تیر مارا ۱۲ منہ [2] خیر مجھ سے جدا مگر اچھا تو ہے ۱۲ منہ [3] جو سب بہشتوں سے بلند ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللهِ مَا بِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔

دیکھیں گے جب اس نے اتنی سختی دیکھی تو (مجبور ہو کر) اپنے نیفے میں ہاتھ ڈالا ایک چادر کی تہ بند باندھے ہوتی تھی اور خط نکال کر دیا[۱] چنانچہ ہم وہ خط نکال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (خط پڑھا گیا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ حاطب نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت (دغابازی کی)[۲]۔ آپؐ اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، آپؐ نے حاطب (کو بلا کر ان) سے پوچھا حاطب تو نے یہ کیا کیا۔ حاطبؓ نے عرض کیا خدا کی قسم! بھلا مجھے کوئی دیوانگی نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ رکھوں (خدا کی قسم میں تو دل سے اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہوں) میری غرض اس خط کے لکھنے سے صرف اتنی ہی تھی کہ کفار قریش پر میرا کچھ احسان ہو جائے اس کے صلے سے میرے بال بچوں جائیداد وغیرہ کو اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے بچائے رکھے (آپ کو معلوم ہے) آپؐ کے دوسرے اصحاب کے (مکے میں) رشتہ دار ہیں جن کی وجہ سے ان کے گھر بار مال سب اللہ محفوظ کیے ہوئے ہے (میرا کوئی رشتہ دار وہاں نہیں تھا) آنحضرت نے (حاطب کا بیان سن کر) فرمایا سچ کہتا ہے اسے اچھا ہی کہو (مسلمان سمجھو منافق وغیرہ لفظ نہ کہو) حضرت عمرؓ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ اسنے اللہ اور اسکے رسولؐ اور مسلمانوں کے ساتھ دغابازی کی[۳] حکم دیجئے میں اسکی گردن اڑا دوں آپؐ نے فرمایا حاطب بدر کی لڑائی میں شریک تھا (تمہیں معلوم نہیں) اللہ تعالیٰ نے (آسمان پر سے) بدر والوں کو دیکھا فرمایا اب تم جیسے چاہو (اچھے برے) کام کرو[۴] تمہارے لیے تو بہشت واجب ہو گئی یا میں نے تمہیں بخش دیا یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ آب دیدہ ہو گئے[۵] اور کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ہر کام کی مصلحت) خوب جانتا ہے[۶]

---

[۱] بعض روایتوں میں ہے جوڑے میں سے نکالا ۱۲ منہ [۲] کافروں کو ہمارے آنے کی خبر دے دی ۱۲ منہ [۳] اب دغا کھل گئی تو یہ بہانے کرنے لگا ہے ۱۲ منہ [۴] خوشی سے اللہ کی عنایت اور مہربانی دیکھ کر ۱۲ منہ [۵] حضرت عمرؓ کی رائے ملکی قانون اور سیاست ظاہری پر مبنی تھی جو شخص اپنی قوم یا بادشاہ سے نمک حرامی کرے اس کا راز کھول دے تو سزائے موت کے قابل ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حاطب یعنی اللہ عنہ کے دل کی نیت بتلا دی آپ کو معلوم ہو گیا کہ حاطب نے یہ امر بدنفسی بے ایمانی اور نفاق کی نیت سے نہیں کیا بلکہ ناسمجھی سے اس لئے معافی کے قابل ہے یہ جو اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا تم جیسے چاہو کام کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم سے کوئی خطا بھی ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہیں کرنے کے یہ مطلب نہیں کہ اہل بدر کے لئے گناہ کی باتیں درست ہو گئیں معاذ اللہ ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۱۷

۳۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ۔

باب

(از عبداللہ بن محمد جعفی از ابواحمد زبیری از عبدالرحمٰن بن غسیل از حمزہ بن ابی اسید از زبیر بن منذر بن ابی اسید) حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ہم لوگوں سے فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں (زد پر) اس وقت تیر مارو اور اپنے تیروں کو بچائے رکھو۔[1]

۳۷۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالْمُنْذِرِ ابْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوكُمْ يَعْنِي كَثَرُوكُمْ فَارْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ۔

(از محمد بن عبدالرحیم از ابواحمد زبیری از عبدالرحمٰن بن غسیل از حمزہ بن ابی اسید و منذر بن ابی اُسید) ابواسید (مالک بن ربیعہ رض) کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنگ بدر کے دن فرمایا جب کفار تم پر ہجوم کر آئیں[2] اس وقت انہیں تیر مارو اور اپنے تیر (ایسے وقت) کے لیے بچائے رکھو۔

۳۷۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا قَالَ أَبُو سُفْيَانَ

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابواسحاق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں عبداللہ بن جبیر کو (پچاس) تیراندازوں پر سردار مقرر کیا[3]

کافروں نے ستر مسلمانوں کو شہید کیا اور جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کرام نے کافروں کے ایک سو چالیس نفر کا نقصان کیا تھا ستر کو قید کر لیا تھا، ستر کو مار ڈالا تھا، جنگ احد میں ابوسفیان یوں کہنے لگا بدر کے دن کا بدلہ

---

[1] یعنی جلدی جلدی سب تیر نہ چلا دو لگیں یا نہ لگیں کیونکہ یہ تیروں کا ضایع ہے بلکہ ضرورت کے لئے ہمیشہ تھوڑے تیر ترکش میں رہنے دو سبحان اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے سب طرح کے کمالات عطا فرمائے تھے فوجی لیاقت بھی آپؐ نے بیحد پائی تھی اپنی ذات سے فوج کی کمانڈ کرتے تھے جو لائق جنرل ہوتے ہیں وہ اپنی فوج کا گولہ بارود ضائع نہیں ہونے دیتے جب دشمن خوب زد پر آجاتا ہے اس وقت فائر کا حکم کرتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہی قاعدہ صحابہ رضؓ کو تعلیم کیا ۱۲ منہ [2] اکثبوکم کا معنی اس حدیث میں راوی نے یہ کیا ہے کہ بہت سے آجائیں یعنے ہجوم کر آئیں بعضوں نے کہا یہ تفسیر لغت کے موافق نہیں ہے لغت میں کثب کے معنے نزدیک ہونے کے آئے ہیں ۱۲ منہ [3] ان کو ایک ناکا پر مقرر کیا اور فرمایا یہاں سے نہ سرکنا مگر ان کے ساتھی جنگ ختم سمجھ کر وہاں سے سرک گئے اور دشمن اسی ناکا سے گھس آئے ۱۲ منہ

يَوْمُ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ

آج ہو گیا اور لڑائی ڈولوں کی طرح ہے [1]

۳۷۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

(از ابوکریب محمد بن علا راز ابواسامہ (حماد بن اسامہ) از برید ابن عبداللہ بن عامر بن ابی موسیٰ) عامر کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں (میرے والد) ابوموسیٰ اشعری رضنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا آپ نے فرمایا میں نے (خواب میں) جو اللہ خیر کا لفظ دیکھا اس کی تعبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بعد مسلمانوں کو خیر (دکھلائی) یعنی فتح دی اور سچائی کا بدلہ وہ ہے جو بدر کی لڑائی کے بعد اللہ نے ہمیں دیا [2]

۳۷۰۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذِ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانِ حَدِيثَا السِّنِّ فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ يَا ابْنَ أَخِي وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ عَاهَدْتُ اللّٰهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ فَقَالَ لِي الْآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ مِثْلَهُ قَالَ فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتّٰى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ۔

(از یعقوب از ابراہیم بن سعد از والدش سعد بن ابراہیم) سعد بن ابراہیم کے جدامجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضہ کہتے ہیں بیس بدر کے دن صف میں کھڑا تھا میں نے نگاہ پھیر کر دیکھا تو معلوم ہوا میرے دائیں بائیں دو لڑکے کھڑے ہیں (انصاری) مجھے ان لڑکوں کو دیکھ کر خوف پیدا ہوا [3] ان کے دائیں بائیں رہنے سے اطمینان جاتا رہا۔ اچانک ان میں سے ایک چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا چچا ذرا مجھے ابوجہل دکھا دو [4] وہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا بھتیجے تجھے ابوجہل سے کیا مطلب ہے تو کیا کریگا وہ کہنے لگا میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے اگر میں ابوجہل کو دیکھوں تو اسے مار ڈالوں گا یا خود مارا جاؤں [5] گا پھر دوسرے نے بھی اسی طرح چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے یہی پوچھا چنانچہ مجھے [6] ان کے بدل دوسرے مردوں کے میان رہنے کی آرزو نہ رہی آخر میں [7] نے انہیں اشارے سے بتلایا یہی ابوجہل ہے یہ سنتے ہی دونوں لڑکے شکروں کیطرح اس پر جھپٹے [8] اور اس کا کام تمام کر دیا یہ دونوں نوجوان عفراء کے بیٹے (معاذ اور معوذ) تھے [9]

---

[1] ابوسفیان اس وقت تک کافر تھے اس لئے انہوں نے ایسا کہا بعض روایتوں میں ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے پاس آیا تو وہ لعین کہنے لگا کہ بدر کا بدلہ میں نے بنی ہاشم سے لیا اگر یہ روایت صحیح ہو تو یزید کے کفر میں کوئی شک نہیں رہا! اور امام غزالی اور شافعی سے تعجب ہے کہ انہوں نے یزید کے مظالم اور اہل بیت رسالت کی ہجو توہین اسنے کی اس کے متواتر ہونے پر بھی وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور یزید کو برا کہنا یا اس پر لعنت کرنا ناجائز سمجھتے ہیں ۱۲ منہ [2] ایک ڈول خالی جاتا ہے دوسرا بھرا نکلتا ہے اس فقرے کی تفسیر پہلے پارہ شروع کتاب میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یہ ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو علامات النبوۃ میں گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ہجرت کا مقام دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے ایک تلوار دو بار ہلائی ۱۲ منہ [4] کہ ان کا کیا بھروسہ ہے ابھی بچے ہیں ناتجربہ کار ایسا نہ ہو جنگ کے وقت بھاگ جائیں اور دشمن کو مجھ پر حملہ کرنے کا موقع دیں بعضوں نے کہا عبدالرحمٰن نے ان کو نہ پہچانا سمجھے کہیں یہ دشمن ہی کے لوگ نہ ہوں ۱۲ منہ [5] دوسری روایت میں یوں ہے میں نے سنا ہے کہ ابوجہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں اس کو دیکھوں تو اس سے جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ وہ مارا جائے یا میں مارا جاؤں ۱۲ منہ [6] خوشی ہوئی کہ میں ایسے بہادروں کے بیچ میں ہوں ۱۲ منہ [7] ابوجہل اونٹ پر سوار نکلا ۱۲ منہ [8] جیسے شکرہ چڑیا پر لپکتا ہے ۱۲ منہ [9] بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے بعفراء، معاذ اور معوذ کی والدہ کا نام تھا ان کے باپ کا نام حارث بن رفاعہ تھا ۱۲ منہ

۳۷۰۵ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ أُسَيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ فَقَالُوا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلٰى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمُ انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا وَنَزَلُوا إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهٰؤُلَاءِ

(از موسیٰ بن اسماعیل از ابراہیم از ابن شہاب از عمر بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیف بنی زہرہ و دوست ابوہریرہ رضؓ) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو جاسوسوں کا جتھا[1] بنا کر بھیجا اور اس کا سردار عاصم بن انصاری کو بنایا جو عاصم بن خطاب کے نانا تھے چنانچہ جب یہ لوگ ہدّہ میں پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ایک مقام ہے وہاں ہذیل قبیلے کی ایک شاخ بنی لحیان سے کسی نے ان کے آنے کا ذکر کر دیا انہوں نے سو آدمی تیر انداز ان کے تعاقب میں روانہ کئے یہ لوگ (بنی لحیان) اس جتھے کا کھوج لگانے لگے ایک مقام پر جہاں یہ لوگ اترے تھے کھجور کی گٹھلیاں دیکھیں کہنے لگے یہ یثرب (مدینے کی) کھجور معلوم ہوتی[2] ہے اسی پتے پر ان کے قدموں کے نشان دیکھتے چلے جب عاصم اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ آن پہنچے تو اور ایک (بلند) جگہ پر پناہ لی۔ بنی لحیان کے تیر اندازوں نے انہیں گھیر لیا اور کہنے لگے تم اتر آؤ اپنے آپ کو سپرد کر دو ہم تم سے عہد کرتے ہیں ہم کسی کو نہیں ماریں گے عاصم نے اپنے ساتھیوں سے کہا لوگو میں تو کافر کی پناہ میں نہیں اترنا چاہتا اور دعاء کی یا اللہ میرا حال ہمارے پیغمبرؐ کو پہنچا دے۔ بنی لحیان نے انہیں تیر مارنا شروع کیا عاصم (سات آدمیوں سمیت) شہید ہوئے تین آدمی خبیب رضؓ زید بن دثنہ رضؓ اور ایک اور (عبداللہ بن طارق) یہ تینوں (لاچار ہو کر) ان کے عہد پر بھروسہ کر کے اتر آئے جب انہوں نے ان تینوں پر قابو پا لیا تو کمانوں کی تانت نکالی اور اس سے ان کی مشکیں کس[3] لیں اس پر وہ تیسرا شخص (عبداللہ بن طارقؓ) بولا یہ پہلی غداری (بد عہدی) ہے خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جو قتل کئے گئے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اسے کھینچا اور بہت

---

[1] ان میں یہ لوگ تھے مرثد غنوی خالد بن بکیر خبیب بن عدی زید بن دثنہ عبداللہ بن طارق معتب بن عبید اس ٹکڑی کے سردار عاصم بن ثابت ۱۲ منہ [2] ادھر ہی یہ ٹکڑی گئی ہے ۱۲ منہ [3] یعنی انہوں نے تو عہد کیا تھا کہ ہم تم کو نہیں ستانے کے اب اترتے ہی ہماری مشکیں کسیں معلوم ہوا دغا باز ہیں اب انہوں نے یہ کیا ہے آئندہ اور معلوم نہیں کیا کیا کریں گے ۱۲ منہ

أُسْوَةً بُرِيدُ لِقَتْلِهِ فَجَرُّوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى
أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ
حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو
الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ
هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ
خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ
فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى
يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ
غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى
فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ قَالَتْ فَفَزِعْتُ
فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ
أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ قَالَتْ وَاللَّهِ
مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللَّهِ
لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ
فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ
مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ
اللَّهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ
فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ
فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَوْلَا

زور لگایا کہ مکے تک لے جائیں، لیکن اس نے کسی طرح قبول[1] نہ کیا
خبیب[2] اور زید بن دثنہ کو اپنے ہمراہ لے گئے ان دونوں کو مکے لے جا کر
بیچ دیا یہ واقعہ جنگ بدر کے بعد کا ہے حضرت خبیب[3] کو حارث بن عامر
بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا حضرت خبیب نے ہی جنگ بدر میں حارث
بن عامر کو قتل کیا تھا۔ چنانچہ حضرت خبیب ایک مدت تک (بنی حارث
کے پاس قید رہے (انہیں حرام مہینے گذر جانے کا انتظار تھا) جب انہوں
نے ان کے قتل کی ٹھان لی تو حضرت خبیب نے حارث کی ایک بیٹی سے
پاکی کے لیے استرا مانگا اس نے دے دیا۔ اتفاقاً اس کا ایک بچہ حضرت خبیب
کے پاس چلا گیا۔ ماں کو خبر نہ تھی اس نے جو دیکھا تو وہ بچہ حضرت خبیب کی
ران پر بیٹھا ہے اور استرہ خبیب کے ہاتھ میں ہے یہ حال دیکھ کر بچے کی ماں
پریشان[4] ہو گئی وہ کہتی ہے میری پریشانی کو حضرت خبیب نے (چہرے
سے) بھانپ لیا انہوں نے کہا کیا تو ڈر رہی ہے کہ میں اس بچے کو مار
ڈالوں گا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا بچے کی ماں کہتی ہے خدا کی قسم میں
نے کوئی قیدی حضرت خبیب سے بڑھ کر نیک نہیں پایا۔ خدا کی قسم میں
نے ایک دن دیکھا وہ انگور کا خوشہ ہاتھ میں لیے انگور کھا رہے ہیں
حالانکہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں
مکے میں کوئی میوہ نہ تھا وہ کہتی تھی یہ میوہ اللہ تعالیٰ نے (خاص) خبیب
کے لیے بھیجا[5] تھا جب حارث کے بیٹے انہیں قتل کرنے کے لیے
حرم کی سرحد سے باہر لے گئے تو حضرت خبیب نے ان سے کہا ذرا
مجھے دو رکعتیں پڑھ لینے دو انہوں نے اجازت دے دی حضرت خبیب نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اپنے قاتلوں سے
کہنے لگے خدا کی قسم اگر تم یہ خیال نہ کرو کہ میں قتل ہونے سے گھبرا رہا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا پھر

[1] مچل گیا آخر انہوں نے اس کو مار ڈالا ۱۲ منہ [2] اور زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے ۱۲ منہ [3] اور زید بن دثنہ شاید امیہ بن خلف کے قتل میں شریک ہوں گے اس لئے صفوان امیہ کے بیٹے نے ان کو خرید لیا یہ حارث کے بیٹوں نے خبیب کو اس لئے خریدا کہ حارث کے بدل ان کو قتل کریں ابے نامراد خبیب نے حارث کو میدان جنگ میں مارا تھا ورنہ تم اس طرح اس کا عوض لیتے ہو ۱۲ منہ [4] اس کو یہ یقین ہوا کہ خبیب کو تو یہ معلوم ہو گیا ہے اب میں مارا جاتا ہوں وہ کہیں گے چلو اپنے قاتلوں کا ایک بچہ ہی ہاتھ آیا اس کو مار ڈالیں مگر خبیب کے سوا اور کوئی شخص اس موقع پر ہوتا تو بیشک وہ ایسا کرتا مگر خبیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور متقی اور پرہیزگار اور خدا ترس تھے بھلا وہ معصوم بچوں کو کیوں مارنے لگے اپنی جان گئی تو گئی ۱۲ منہ [5] گویا حضرت خبیب کو اللہ تعالیٰ نے وہ کرامت عطا فرمائی جو حضرت مریم ؑ کو دی تھی کہ بن فصل کا میوہ ان کے کھانے کو آتا قسطلانی نے کہا اولیاء اللہ سے کرامات صادر ہوتی ہیں جیسے پیغمبروں سے معجزے صادر ہوتے ہیں ۱۲ منہ

اَنْ تَخْشَوْا اَنَّ مَا بِیْ جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا ثُمَّ اَنْشَأَ یَقُوْلُ ؎

یہ دعا کی کہ یا اللہ انہیں بالکل تباہ کردے۔ ایک ایک کرکے سب کو ہلاک کردے۔ ان کو مت چھوڑ۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

ترجمہ۔ اسلام کی حالت میں قتل ہوتے ہوئے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہیں کسی کروٹ بھی گروں۔
میری موت خدا کی محبّت میں ہی ہوگی۔ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ہر ٹکڑے کے عوض لاتعداد ثواب و برکت اور رحمت فرمادے۔

ثُمَّ قَامَ اِلَیْهِ اَبُوْ سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهٗ وَکَانَ خُبَیْبٌ هُوَ سَنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلٰوةَ وَاَخْبَرَ اَصْحَابَهٗ یَوْمَ اُصِیْبُوْا خَبَرَهُمْ وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِلٰی عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِیْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ اَنْ یُّؤْتَوْا بِشَیْءٍ مِّنْهُ یُعْرَفُ وَکَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِیْمًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِّثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ یَقْدِرُوْا اَنْ یَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَیْئًا وَقَالَ کَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ ذَکَرُوْا مَرَارَةَ بْنَ الرَّبِیْعِ الْعَمْرِیَّ وَهِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ الْوَاقِفِیَّ رَجُلَیْنِ صَالِحَیْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا۔

اس کے بعد حارث کا بیٹا ابوسروعہ عقبہ اٹھا اور اس نے حضرت خبیب رضؓ کو شہید کیا[1] حضرت خبیبؓ سے یہ سنت نکلی کہ جو مسلمان اس طرح بے بس ہوکر مارا جائے وہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کی اسی دن خبر دی جس دن وہ شہید ہوئے[3] قریش کے کافروں نے چند لوگوں کو عاصمؓ کی لاش پر بھجوایا کہ اس میں سے کچھ کاٹ کر لائیں تاکہ اس کی شناخت ہوسکے کیونکہ حضرت عاصمؓ نے ان کافروں کے ایک بڑے آدمی (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالی نے بھڑوں (زنبوروں) کی ایک فوج ابر کی طرح ان کی لاش پر بھیج دی۔ انہوں نے قریش کے آدمیوں سے لاش کو بچالیا (کسی خبیث کو پاس نہ آنے دیا) لاش میں سے کچھ بھی نہ کاٹ سکے۔ کعب بن مالکؓ کہتے ہیں مجھ سے لوگوں نے بیان کیا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی دو نیک بخت شخص تھے جو جنگ بدر میں شریک تھے۔ (لیکن جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے[4])

ل1 سبحان اللہ کیا خاتمہ ہے ایک تو شہادت دوسرے آخری کام نماز ۱۲ منہ ل2 حضرت خبیب کا یہ فعل سنت اس لئے ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا اور سکوت فرمایا ۱۲ منہ
ل3 اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے آپ کو کہلا بھیجا عاصم اور خبیب کی دعا قبول کی کہ ہمارے حال کی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کردے بیہقی نے روایت کیا کہ خبیبؓ نے مرتے وقت یوں کہا یا اللہ میری طرف سے کون جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہے گا اس وقت جبرائیل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ۱۲ منہ ل4 ابن دمیاطی کا رد ہوا جس نے کہا کہ ان دونوں شخصوں کو کسی نے بدر والوں میں شریک نہیں کیا کیونکہ اثبات مقدم ہے نفی پر یہ مضمون ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے غزوۂ تبوک میں وصل کیا ۱۲ منہ

۳۷۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ذُكِرَ لَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرِضَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحٰرِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَنْ مَا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحٰرِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّينَ النِّكَاحَ فَإِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ

(از قتیبہ از لیث از یحیٰی) نافع کہتے ہیں کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے جمعہ کے دن یہ بیان کیا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو بدری (اور عشرہ مبشرہ میں) تھے بیمار ہیں وہ سوار ہو کر انہیں دیکھنے گئے اس وقت دن چڑھ گیا تھا جمعہ کا وقت قریب تھا انہوں نے جمعہ چھوڑ دیا۔[1]

لیث بن سعد بحوالہ یونس از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ ان کے والد عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن عبداللہ بن ارقم کو خط لکھا تم سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جاؤ اور اس سے حدیث پوچھو نیز جو اس کے سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ دریافت کرو۔[2]

عمر بن عبداللہ نے جواب میں یہ لکھا کہ سبیعہ بنت حارث نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ وہ سعد بن خولہ کے نکاح میں تھی جو بنو عامر بن لؤی کے قبیلہ میں (یا ان کا حلیف) تھا اور وہ ان لوگوں میں تھا جو جنگ بدر میں شریک تھا لیکن حجۃ الوداع میں گذر گیا سبیعہ کو حاملہ چھوڑ گیا اس کے مرتے ہی کچھ مدت نہیں گذری کہ سبیعہ نے وضع حمل کیا (پچیس دنوں یا اس سے بھی کم) جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو پیغام بھیجنے والوں کے لیے اس نے بناؤ سنگار کیا چنانچہ ابوالسنابل بن بعکک جو قبیلہ عبدالدار کا فرد تھا اس کے پاس گیا۔ کہنے لگا سبیعہ کیا بات ہے؟ میرا خیال ہے تو پیغام بھیجنے والوں کے لیے بن ٹھن کر بیٹھی ہے، شائد تو نکاح کرنا چاہتی ہے خدا کی قسم تو نکاح نہیں کر سکتی جب تک چار مہینے دس دن (عدت کے) نہ گزر جائیں سبیعہ کہتی ہے جب میں نے ابوالسنابل کی یہ بات سنی تو اپنے

---

[1] اس حدیث کی یہاں بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ سعید بن زید بدر والوں میں سے تھے۔ گو یہ جنگ میں شریک نہ تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور طلحہ کو جاسوسی کے لئے بھیجا تھا ان کے لوٹنے سے پہلے لڑائی شروع ہو گئی۔ جب لوٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا اس وجہ سے وہ بدری ہوئے یہ حضرت عمرؓ کے عمزاد بھائی اور ان کے بہنوئی تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے ان کی عیادت ضرور سمجھی وہ مرنے کے قریب ہو رہے تھے اور جمعہ کی نماز اس عذر سے نہ پڑھ سکے ۱۲ منہ

[2] اس کو قاسم بن اصبغ نے اپنی مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ۔

کپڑے پہنے اور شام کے وقت آنحضرتؐ کے پاس آئی آپؐ سے مسئلہ پوچھا آپؐ نے فتویٰ دیا جب تو وضع حمل کر چکی ہے تو تیرے لیے دوسرا نکاح کرنا درست ہے نیز آپؐ نے فرمایا اگر تجھے خواہش ہے تو دوسرا نکاح کرلے لیث کیساتھ اس حدیث کو اصبغ بن فرج نے بھی عبداللہ بن وہب بحوالہ یونس روایت کیا[1]۔ نیز لیث کہتے ہیں مجھے یونسؒ نے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا یونس کہتے ہیں ہم نے ابن شہاب سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے بتایا جو بنی عامر بن لوی کا غلام تھا اسے محمد بن ایاس بن بکیر نے بتایا اور اس کے والد (ایاسؓ) بدر کی جنگ میں شریک تھے[2] (یعنی بدری صحابی تھے)۔

بَابٌ ۲۱۷۹ شُهُودِ الْمَلٰئِكَةِ بَدْرًا

باب فرشتوں کا جنگ بدر میں شامل ہونا۔

۳۷۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ۔

(از اسحاق بن ابراہیم از جریر از یحییٰ بن سعید) معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی کے والد جو کہ بدری صحابی ہیں کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے کہ آپؐ بدر والوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سب مسلمانوں میں افضل یا ایسے ہی کوئی کلمہ کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں[3]۔

۳۷۰۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ ابْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ

(از سلیمان بن حرب از حماد از یحییٰ از معاذ بن رفاعہ بن رافع) رفاعہ بدری صحابی تھے اور ان کے والد رافع رضؓ بیعت عقبہ والوں میں سے تھے معاذ بن رفاعہ کہتے ہیں کہ رافع اپنے بیٹے رفاعہ سے کہا کرتے تھے عقبہ کے برابر مجھے بدر میں شریک ہونے کی خوشی نہیں ہے[4] کہتے تھے جبرائیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

[1] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اس حدیث کا باب سے یہ تعلق ہے کہ اس میں سعد بن خولہ کا بدری ہونا ثابت کیا گیا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں پورے طور سے بیان کیا ہے یہاں اتنی ہی سند پر اکتفا کی کیونکہ یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ ایاس بدری تھے۔ [3] اگرچہ فرشتے اور جنگوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی بیہقی نے روایت کی کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی گردن پر چوٹ اور گردن پر آگ کا سا داغ۔ اسحاق کی مسند میں ہے جبیر بن مطعم سے کہ بدر کے دن میں نے کافروں کی شکست سے پہلے آسمان سے کالی کالی چیونٹیاں اترتی دیکھیں (یہ) فرشتے تھے ان کے اترتے ہی فوراً کافروں کو شکست ہوئی ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان بدر کے دن ایک کافر کو مارے جا رہا تھا اتنے میں آسمان سے ایک کوڑے کی آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے اے خیزوم آگے بڑھ پھر وہ کافر مر کر گر پڑا ۱۲ منہ

سَأَلَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

متعلق دریافت کیا تھا۔

۳۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ يَزِيدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ يَزِيدُ قَالَ مُعَاذٌ إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(از اسحاق بن منصور از یزید از یحییٰ) معاذ بن رفاعہ کہتے ہیں کہ ایک فرشتے (جبرائیل) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور یحییٰ بن سعید انصاری نے (اسی اسناد سے) یزید بن ہاد سے روایت کی کہ یحییٰ اس دن یزید کے ساتھ تھے جب معاذ نے ان سے یہ حدیث بیان کی۔

یزید کہتے ہیں معاذ نے کہا دریافت کرنے والے حضرت جبرائیل تھے

۳۷۱۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام آگئے ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور لڑائی کے ہتھیار لگائے ہوئے ؎

بَاب ۲۱۸۰

باب

۳۷۱۱۔ حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ أَبُو زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا۔

(از خلیفہ از محمد بن عبداللہ انصاری از سعید از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو زید (قیس بن سکن) صحابی لاولد مر گئے اور وہ بدری تھے ؎

۳۷۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضْحٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتّٰى

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از یحییٰ بن سعید از قاسم بن محمد از ابن خباب) حضرت ابو سعید خدری رض سفر سے واپس آئے ان کے گھر والوں نے ان کے سامنے قربانی کا گوشت رکھا انہوں نے فرمایا میں یہ نہیں کھاتا جب تک مسئلہ نہ دریافت کرلوں آخر وہ اپنے ماں جائے بھائی یعنی قتادہ بن نعمان کے پاس گئے جو

ؒ بیعت عقبہ میں وہ شریک ہونا بدر میں شریک ہونے سے بھی افضل جانتے تھے کیونکہ بیعت عقبہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطمینان اور ہجرت کا باعث ہوئی تو اسلام کی بناء و ہی ٹھہری ۱۲ منہ ؒ پھر وہی حدیث بیان کی ۱۲ منہ ؒ سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر سوار تھے اس کی پیشانی کے بال گندھے ہوئے تھے ابن اسحاق نے ابو واقد لیثی سے نکالا میں بدر کے دن ایک کافر کو مارنے چلا اس کا سر خود بخود تن سے جدا ہو کر گر پڑا ابھی میری تلوار اس تک پہنچی بھی نہ تھی بیہقی نے نکالا کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی پھر سخت آندھی چلی پہلی آندھی حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے اور دوسری حضرت میکائیل اگرچہ اللہ کا ایک فرشتہ ساری دنیا کے کافروں کو مارنے کیلئے بس کرتا تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عادت اور قوت بشری کے موافق کام لے ۱۲ منہ ؒ جو ہجرت سے پہلے انصار سے کی تھی ۱۲ منہ ؒ یہ ایک ٹکڑا ہے اسی حدیث کا جو مناقب انصار میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

أَسَالَ فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ ابْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

بدری تھے انہوں نے کہا تمہارے (سفر کو) جانے کے بعد ایک دوسرا حکم دیا گیا جس سے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کی ممانعت کا حکم منسوخ ہو گیا۔[1]

۳۷۱۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدَ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى قُتِلَ۔

(از عبید بن اسماعیل از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ بدر کے دن میں نے عبیدہ بن سعید بن عاص کو دیکھا وہ ہتھیاروں سے اتنا لیس تھا کہ صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی کہنے لگا میں ابو ذات الکرش ہوں میں نے ایک برچھی لے کر اس پر حملہ کیا اس کی آنکھ پر ماری اور وہ مر گیا۔[2]

ہشام کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا گیا زبیر رضؓ کہتے تھے (جب عبیدہ مر گیا) تو میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا اور (دونوں ہاتھ لمبے کر کے بڑی مشکل سے میں نے وہ برچھی اس کی آنکھ میں سے نکالی اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے (مڑ گئے تھے) عروہ کہتے ہیں یہ برچھی آنحضرتؐ نے زبیر رضؓ سے طلب فرمائی انہوں نے دے دی جب آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا تو زبیر رضؓ نے واپس لے لی پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے طلب کی تو انہیں دے دی جب حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ نے مانگی تو انہیں دیدی جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو زبیرؓ نے پھر واپس لی چنانچہ حضرت عثمانؓ نے طلب کی تو انہیں دیدی۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو یہ برچھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی (ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس رہی) آخر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگ لی تو ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے[3]

---

[1] کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا درست ہے یا نہیں ۱۲ منہ [2] وہی کھلی ہوئی ہے اور سارا بدن ڈھنکا ہوا ہے ۱۲ منہ [3] برچھی آنکھ پھوڑتی ہوئی دماغ تک پہنچی زبیر نے وہی کام کیا جیسے فردوسی نے شاہنامہ میں نقل کیا ہے کہ رستم نے اسفندیار روئیں تن کی آنکھ میں تیر مارا وہ مارا گیا ۱۲ منہ [4] پھر حجاج ظالم نے ان کو شہید کرنے کے بعد ان کا سارا مال اسباب عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا۔ یہ برچھی بھی اس میں چلی گئی ہو گی۔ باب کا مطلب اس سے نکلا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بدر کے دن کا بیان کیا معلوم ہوا وہ بدری تھے رضی اللہ عنہ۔

۴۷۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُونِي۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابو ادریس عائذ اللہ بن عبداللہ) عبادہ بن صامت جو بدری صحابی تھے[1] کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے بیعت کرو (آخر حدیث تک جو کتاب الایمان میں گذر چکی ہے)

۴۷۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ بن زبیرؓ) حضرت عائشہ رضؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں، سے مروی ہے کہ ابوحذیفہ رضؓ ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں آنحضرتؐ کے ساتھ شریک تھے انہوں نے سالم کو جو ایک انصاری عورت کا غلام تھا اپنا بیٹا بنالیا تھا اور اپنی بھتیجی ہندہ بنت ولید بن عتبہ سے اس کا نکاح کر دیا تھا[2] جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنالیا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں یہ رسم تھی جب کوئی کسی کو اپنا بیٹا بنالیتا تو اس کے نام سے پکارا جاتا (اسی کا بیٹا کہلاتا) اور اس کے مال کا وارث ہوتا حتٰی کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل فرمائی[3] منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کا بیٹا کہو[4]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سہلہ بنت سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔

راوی نے حدیث آخر تک بیان کی[5]

۴۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ

(از علی از بشر بن مفضل) خالد بن ذکوان کہتے ہیں کہ مجھ سے ربیع بنت معوذ رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے نکاح

---

[1] یعنی بدر کی جنگ میں شریک تھے باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ ولید بن عتبہ وہی ہے جو جنگ بدر میں حضرت علی رضؓ کے ہاتھ سے مارا گیا ابوحذیفہ صحابی اس کے بھائی تھے ان کا نام و نسب یہ ہے ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف مہاجرین اولین میں سے ہیں سبحان اللہ خدا کی کیا قدرت ہے کہ ایک بھائی تو اس درجہ پر پہنچے کہ مہاجرین اولین میں ہوئے اور ایک بھائی کفر کی حالت میں مارا گیا۔ تخرج من تشاء و تذل من تشاء ۱۲ منہ [3] جو ان کے اصل باپ ہوں اس سے اللہ تعالیٰ نے تبنی کو جو جاہلیت کی ایک رسم تھی باطل کیا اور متبنی بی بی سے اس کے پالنے والے کا نکاح درست رکھا اور مشرکوں کے اس اعتراض کو دفع کیا جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہتے تھے کہ آپؐ نے زید بن حارثہ کی بی بی اپنی بہو سے نکاح کرلیا ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے پوری حدیث نقل نہیں کی ابو داؤد نے اس کو پورا نقل کیا اس میں یہ ہے کہ سہلہ نے کہا یا رسول اللہ ہم تو سالم کو بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اس سے گوشہ پردہ نہ تھا اب آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا کر تو سالم کو دودھ پلا دے اس نے پانچ بار دودھ پلا دیا پھر سالم اس کا رضاعی بیٹا سمجھا گیا دیکھئے گوشہ پردے کی ضرورت نہ رہی (حضرت عائشہ رضؓ کا عمل اسی حدیث پر تھا وہ جب کسی مرد سے گوشہ پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں یا بھانجیوں سے کہتیں اس کو پانچ بار دودھ پلا دو گو وہ بڑی عمر کا ہوتا پھر وہ شخص حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آیا جایا کرتا (کیونکہ دودھ پینے سے محرم ہو گیا آنحضرتؐ کی دوسری بیبیاں یعنی ام سلمہ وغیرہ نے اس کا انکار کیا کہ اس عمر کی رضاعت سے کوئی شخص ان کے پاس آیا جایا کرے جب تک چھٹپن میں نہ پیئے ۱۲ منہ

مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولِي هٰكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ۔

کے دن (جس دن ان کے خاوند نے ان کے ساتھ صحبت کی) میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے (یہ ربیع رضؓ نے خالد سے کہا) اور کچھ لڑکیاں اس وقت دف بجا رہی تھیں جنگ بدر کے دن جوان کے بزرگ مارے گئے تھے ان کی تعریفیں کر رہی تھیں[1] ایک لڑکی (گانے گاتے) یہ کہنے لگی (مصرعہ کا ترجمہ) ہم میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں[2]

آپؐ نے فرمایا یہ مت کہہ[2] پہلی بات کہہ[3]

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ يُرِيدُ التَّمَاثِيلَ الَّتِي فِيهَا الْأَرْوَاحُ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر از زہری از اسماعیل از برادرش از سلیمان از محمد بن ابی عتیق از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ مجھے بدری صحابی حضرت ابوطلحہ رضؓ نے کہا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے یا کسی جانور کی تصویر ہو۔

(ابن عباس رضؓ کہتے ہیں) تصویر سے مراد جانداروں کی مورتیں ہیں[4]

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ

(از عبدان از عبد اللہ از یونس از احمد بن صالح از عنبسہ از یونس از زہری از علی بن حسین از حسین بن علی) حضرت علی رضؓ کہتے ہیں جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی میرے حصے میں آئی اور آنحضرتؐ کو جو خمس (پانچواں حصہ) اس دن اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا اس میں سے ایک اونٹنی آپؐ نے مجھے عطا فرمائی (گویا دو اونٹنیاں ہو گئیں) میں نے طے کیا کہ جناب فاطمہ رضؓ کے

---

[1] بعضے نسخوں میں یوں ہے بدر کے دن جو میرے بزرگ مارے گئے تھے ان کی تعریفیں کر رہی تھیں ربیع کے والد معوذ اور ان کے چچا عوف یا معاذ بدر کے دن شہید ہوئے تھے ان کو عکرمہ ابن ابی جہل نے مارا تھا ۱۲ منہ [2] کیونکہ آئندہ کی بات سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے شادی اور خوشی وغیرہ میں گانے بجانے کا جواز نکلا بشرطیکہ گانے والیاں فاحشہ یا غیر محرم عورتیں نہ ہوں ۱۲ منہ [4] معلوم ہوا کہ درخت اور مکان وغیرہ بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے قسطلانی نے کہا گو وہ حرام نہ ہوں مگر جس گھر میں ہوں گی وہاں رحمت کے فرشتے کو آنے سے روکیں گے ۱۲ منہ

يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي
مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا
أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا
صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ
بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ
فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي فَبَيْنَا أَنَا
أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَ
وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ
رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا
أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ
خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ
عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا
قَالُوا فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا
الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْنَةٌ
وَأَصْحَابُهُ فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا، أَلَا يَا حَمْزُ
لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ، فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ
أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا
قَالَ عَلِيٌّ رض فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَ
عَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ
فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَأَيْتُ
كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا
وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ

ساتھ عقد اس وقت کرلوں، چنانچہ ایک یہودی سنار سے جو قبیلہ
قینقاع کا فرد تھا اذخر گھاس اونٹنیوں پر لاد کر لانے کے لیے طے
کیا میرا مطلب یہ تھا کہ گھاس بیچ کر میں اپنے نکاح کا ولیمہ کروں
بہرحال میں اسی خیال میں اپنی اونٹنیوں کے لیے پالان تھیلے اور
رسیاں فراہم کر رہا تھا اور اونٹنیاں ایک انصاری کے گھر کے برابر بیٹھی
تھیں جب سامان اکٹھا کر کے میں اونٹنیوں کے پاس گیا تو دیکھا کہ
کسی نے ان کے کوہان کاٹ لیے ہیں اور ان کی کوکھیں چیر کر کلیجی نکال
لی ہے یہ حال دیکھ کر میں بے اختیار رو دیا اور میں نے لوگوں سے
پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ انہوں نے کہا حمزہ بن عبدالمطلب رض کا کام
ہے اور وہ اس گھر میں کئی انصاریوں کے ساتھ شراب پی رہے ہیں
ایک گانے والی لونڈی بھی ہے ان کے دوست بھی ہیں ہوا یہ کہ
گانے والی نے یوں کہا (ترجمہ) حمزہ اٹھو اور یہ بلند موٹی اونٹنیاں کالو
یہ سنتے ہی حضرت حمزہ رض تلوار لے کر لپکے اور (بے دھڑک) ان سب
اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لیے اور کوکھیں پھاڑ کر ان کی کلیجیاں نکال لیں[ل]
حضرت علی کہتے ہیں میں وہاں سے چلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا آپ کے پاس زید بن حارثہ رض بیٹھے تھے آنحضرت نے میرا
چہرہ دیکھ کر پہچان لیا کہ میں سخت رنجیدہ ہوں، پوچھا خیریت ہے؟
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج جیسی مصیبت میں نے کبھی نہیں دیکھی
حضرت حمزہ رض نے میری اونٹنیوں پر ستم کیا ان کے کوہان کاٹ ڈالے
کوکھیں پھاڑ ڈالیں اور ایک گھر میں بیٹھے شرابیوں کے ساتھ پی رہے
ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی چادر اوڑھ کر آپ
پیدل چلے میں اور زید بن حارثہ رض دونوں آپ کے پیچھے چلے آپ اس
گھر پر پہنچے جس میں حضرت حمزہ رض تھے اور اندر آنے کی اجازت مانگی
اجازت دی گئی آپ نے حمزہ رض کو ملامت کرنی شروع کی۔

ل شراب کے ساتھ گزک ضرور ہے اونٹ کی کوہان کا شوربا نہایت لذیذ ہوتا ہے اسی طرح کلیجی نہایت مزیدار ہوتی ہے۔ حضرت امیر حمزہ رض نے نشہ کی حالت میں یہ کام کیا اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی ۱۲ منہ

شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ -

آپ نے یہ کیا کیا؟ دیکھا تو حمزہ رضؓ نشے میں ہیں ان کی آنکھیں سُرخ ہیں۔ حمزہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالی پھر نظر اونچی کی اور گھٹنوں تک آپؐ کو دیکھا پھر اور اونچی نظر ڈالی اور آپؐ کے چہرۂ انور کو دیکھا پھر کہنے لگے آپ لوگ تو میرے باپ کے غلام معلوم ہوتے ہیں [1]

اس وقت آپؐ نے پہچان لیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ بالکل نشے میں (مست) ہیں اور آپؐ اُلٹے پاؤں وہاں سے واپس تشریف لائے اور اس گھر سے نکل آئے۔

ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکل آئے [2]

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا -

(از محمد بن عباد از ابن عیینہ (ابن عیینہ کو حدیث لکھ کر بھیجی گئی) از ابن اصبہانی از ابن معقل) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف (انصاری) رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ جنگ بدر میں شریک تھے [3]

۳۷۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رض يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبد اللہ) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضؓ کہتے ہیں جب ام المومنین حفصہ رضؓ بیوہ ہوگئیں ان کے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی رضؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے مدینے میں گذر گئے تو حضرت عمر رضؓ نے کہا میں حضرت عثمان رضؓ سے ملا ان کے سامنے حفصہ رضؓ کا ذکر کیا کہ وہ بیوہ ہیں اگر آپ کہیں تو میں اس کا نکاح آپ سے کر دوں انہوں

[1] یہ حمزہ نے نشہ میں کہا اس لئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہوا اور ایک معنی کر صحیح بھی ہے کیونکہ حضرت علی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عبد المطلب کے پوتے تھے اور عبد المطلب دونوں کے دادا تھے دادا یا باپ کا ہر آدمی غلام یعنی چھوٹا ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے کہ حمزہ کا نشہ جانے کے بعد آپ نے ان سے اونٹنیوں کی قیمت حضرت علیؓ کو دلوائی ۱۲ منہ [3] یعنی تکبیر تو سب کے جنازے پر کہی جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ اوروں سے زیادہ ان پر تکبیریں کہیں یعنی پانچ یا چھ جیسے دوسری روایتوں میں ہے گویا حضرت علیؓ نے زیادہ تکبیریں کہنے کی یہ وجہ بیان کی کہ سہل کو دوسرے لوگوں پر فضیلت تھی وہ جنگ بدر میں شریک تھے ابن خیثمہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر چار تکبیریں کہتے کبھی پانچ کبھی چھ کبھی سات کبھی آٹھ مگر اخیر میں آپ نے نجاشی پر چار تکبیریں کہیں اور اسی پر وفات تک قائم رہے تو عمرؓ نے کہا صحابہ میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا پھر چار تکبیروں پر اجماع ہو گیا ۱۲ منہ

قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا۔

نے کہا اچھا میں سوچ کر جواب دوں گا۔ میں کئی راتوں تک منتظر رہا پھر میں ان سے ملا تو کہنے لگے ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دنوں (دوسرا) نکاح نہ کروں[1] پھر میں ابوبکرؓ سے ملا ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کو آپ کے نکاح میں دے دوں یہ سن کر ابوبکرؓ خاموش ہو رہے ہاں یا نہیں کچھ جواب نہ دیا مجھے ابوبکرؓ کی اس خاموشی سے اس سے زیادہ رنج ہوا جتنا حضرت عثمانؓ سے ہوا[2] تھا چنانچہ میں اور کوئی دن ٹھیرا رہا اتنے میں آنحضرتؐ نے حفصہؓ کو پیغام بھیجا میں نے اس کا نکاح آنحضرتؐ سے[3] کر دیا اس کے بعد ابوبکرؓ مجھ سے ملے کہنے لگے شائد آپ کو رنج ہوا جب آپ نے حفصہؓ کا ذکر مجھ سے کیا تھا اور میں نے کچھ جواب نہیں دیا تھا میں نے کہا بیشک مجھے رنج ہوا تھا۔ انہوں نے کہا بات یہ ہے میں نے آپ کو جواب اسلئے نہ دیا[4] کہ آنحضرتؐ نے (مجھ سے) حفصہؓ کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کیا میں اس سے نکاح کر لوں) اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہ کر[5] سکتا تھا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بیشک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

۳۷۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ۔

(از مسلم از شعبہ از عدی از عبداللہ بن یزید از ابومسعود بدری[6]) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی[7] جو کچھ اپنے گھر والوں[8] پر خرچ کرے اس میں بھی صدقے کا ثواب ملتا ہے[9]۔

۳۷۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) عروہ بن زبیرؓ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی حکومت کے زمانے کا حال بیان کر رہے تھے

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں اس وجہ سے انہوں نے دوسرا نکاح ان دنوں مناسب نہ سمجھا ہوگا ۱۲ منہ [2] خیر انہوں نے جواب تو دیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو جواب ہی نہ دیا ۱۲ منہ [3] امید سے بڑھ کر مراد پائی ۱۲ منہ [4] یہ وجہ نہ تھی کہ میں نے کچھ حفصہ رضی اللہ عنہ کو برا سمجھا بلکہ وجہ یہ تھی ۱۲ منہ [5] اس لئے میں نے ہاں یا نہ کچھ نہ کہا میں منتظر رہا ۱۲ منہ [6] امام بخاری اور مسلم اور طبرانی اور حاکم اور ابواحمد نے ایسا ہی کہا ہے کہ ابومسعود بدر کی لڑائی میں شریک تھے پر اکثر لوگوں نے یوں کہا ہے کہ یہ بدر میں جا کر رہ گئے تھے اس لئے ان کو بدری کہنے لگے اسمٰعیل نے کہا۔ ان کا جنگ بدر میں حاضر ہونا صحیح نہیں ہوا بلکہ بدر میں انہوں نے سکونت اختیار کی تھی ۱۲ منہ [7] اللہ کی رضامندی اللہ اس کا حکم بجالانے کی نیت سے ۱۲ منہ [8] جورو بچوں بھر عزیزوں پر ۱۲ منہ [9] یہ حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

عُمَرَبْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ إِمَارَتِهِ أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ فَدَخَلَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ ابْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أُمِرْتَ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ۔

کہنے لگے ایک روز مغیرہ بن شعبہ نے (جو معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے) نماز عصر میں اخیر کی تو ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری جو زید بن حسن بن علی علیہ السلام کے[1] نانا تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے مغیرہ سے کہنے لگے تم تو جانتے ہو کہ حضرت جبرائیلؑ (معراج کی صبح کو) نازل ہوئے انہوں نے نماز پڑھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں نمازیں ان کے پیچھے پڑھیں پھر جبرائیل کہنے لگے آپ کو (معراج کی رات میں) اسی طرح (انہی اوقات میں) نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ عروہ بن ابی مسعودؓ اپنے والد سے یہ حدیث اسی طرح نقل کرتے تھے۔

۳۷۲۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْهِ۔

(از موسیٰ از ابوعوانہ از اعمش از ابراہیم از عبدالرحمٰن ابن یزید از علقمہ) ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں جو شخص رات کو پڑھ لے وہ اسے کافی ہوتی ہیں[2]۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں پھر میں خود ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ملا وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے یہ حدیث ان سے پوچھی انہوں نے (اسی طرح) بیان کی[3]۔

۳۷۲۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ میں تھے جو جنگ بدر میں شریک تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے[4]۔

۳۷۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ أَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ۔

(از احمد ابن صالح از عنبسہ از یونس) ابن شہابؒ کہتے ہیں میں نے حصین بن محمد انصاری سے بنی سالم کے شرفاء میں سے تھے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا جو محمود نے عتبان سے روایت کی انہوں نے کہا محمود سچ کہتے ہیں۔

[1] ابومسعود کی بیٹی ام بشیر پہلے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے منسوب تھیں پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے امام زید بن حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ۱۲ منہ [2] رات بھر وہ جن اور انس کے شر سے محفوظ رہے گا یا قیام شب کے بدل کافی ہوں گی ۱۲ منہ [3] جیسے علقمہ نے ان سے نقل کی تھی ۱۲ منہ [4] پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ ابواب المساجد میں گذر چکی ہے۔ یہاں اس کا ایک ٹکڑا امام بخاری اس لئے لائے کہ عتبان بن مالک کا بدری ہونا ثابت ہو ۱۲ منہ

۳۷۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ ابْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری) عبداللہ بن عامر بنی عدی کے تمام لوگوں میں بڑے تھے اور ان کے والد عامر بن ربیعہ بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے یہ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کا حاکم بنایا اور قدامہ بھی بدر کی لڑائی میں شریک تھے، یہ قدامہ عبداللہ بن عمر رضہ اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں تھے۔

۳۷۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيهَا أَنْتَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ ۔

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ از مالک از زہری) سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رافع بن خدیج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے کہا میرے دونوں چچا (ظہیر اور مظہر) نے جو جنگ بدر میں شریک تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی کہ آپؐ نے زمین کو کرائے پر دینے کی مخالفت کی۔

زہری کہتے ہیں میں نے سالم سے کہا آپ تو کرایہ پر دیا کرتے ہیں انہوں نے کہا ہاں رافع نے اپنے اوپر زیادتی کی[1]

۳۷۲۸ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا ۔

(از آدم از شعبہ از حصین ابن عبدالرحمٰن) عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی کہتے ہیں میں نے رفاعہ ابن رافع انصاری کو دیکھا وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے[2]

۳۷۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبدان از عبداللہ ابن مبارک مروزی از معمر و یونس از زہری از عروہ بن زبیر) مسور بن مخرمہ رضہ کہتے ہیں کہ عمرو بن عوف انصاری رضہ نے جو بنی عامر بن لوئی کے حلیف اور بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ابو عبیدہ بن جراح رضہ کو بحرین کا جزیہ (ٹیکس)

---

[1] زمین کو مطلق کرایہ پر دینا منع سمجھا حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس سے منع کیا تھا وہ زمین ہی کی پیداوار پر کرایہ کو دینے سے یعنی بٹائی سے لیکن نقدی ٹھیکہ اوسے آپ نے منع نہیں فرمایا وہ درست ہے اس کی بحث اوپر کتاب المزارعۃ میں تفصیل سے گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو اسمٰعیلی نے پورا نکالا اس میں یوں ہے کہ رفاعہ نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا دوسرے طریق میں یوں ہے اللہ اکبر کبیرًا کہا امام بخاری نے پوری حدیث اس لئے بیان نہیں کی کہ وہ اس باب سے کچھ تعلق نہیں رکھتی تھی دوسرے موقوف ہے ۱۲ منہ [3] محمود بن ربیع سے اوپر کی حدیث سن کر ۱۲ منہ [4] عبداللہ بن عامر گو بنی عدی میں سے نہ تھے مگر ان کے حلیف تھے اس لئے ان کو بھی بنی عدی کہہ دیا بعضے نسخوں میں بنی عدی کے بدل بنی عامر بن ربیعہ جو صحابی مشہور ہیں ان کے سب بیٹوں میں عبداللہ بڑے تھے کہتے ہیں یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں ہی پیدا ہو چکے تھے۔ عجلی نے ان کو ثقہ کہا ۱۲ منہ [5] عثمان بن مظعون کے بھائی ۱۲ منہ

فَقَالُوا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ قَالَ وَاللَّهِ لَا تَذَرُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا

خدا کی قسم ایک درہم بھی معاف مت کرو[1]

۳۷۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ۔

(از ابوعاصم از ابن جریج از زہری از عطاء بن یزید از عبید اللہ بن عدی از مقداد بن اسود) (دوسری سند) (از اسحاق بن منصور از یعقوب بن ابراہیم بن سعد از پسر برادر ابن شہاب از عمش (ابن شہاب) از عطاء بن یزید لیثی از عبید اللہ بن عدی بن خیار) مقداد بن عمرو کندیؓ نے جو بنی زہری کے حلیف اور جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے اگر میں (جنگ میں) ایک کافر سے مقابلہ کروں دونوں لڑیں پھر وہ کافر تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے اس کے بعد ایک درخت کی پناہ لے کر مجھ سے کہے میں تو اسلام لایا (مسلمان ہو گیا) آیا اب میں اسے قتل کروں جب وہ ایسے کہتا ہے (کلمۂ اسلام پڑھتا ہے) آپؐ نے فرمایا نہیں اسے قتل نہ کر۔ مقداد نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے تو میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور ہاتھ کاٹ کر یوں کہنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا اسے قتل نہ کرو[2] ورنہ اسے وہ درجہ حاصل ہو گا جو تجھے اس کے قتل سے پہلے حاصل تھا[3]

بقیہ حاشیہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں قید ہو کر آئے تھے وہ انصار کے بھانجے اس رشتے سے ہوئے کہ ان کی دادی یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنی نجار کے قبیلے میں سے تھیں ۱۲ منہ [1] پورا فدیہ ان سے لو آپ نے ان سے فرمایا عباس تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مالدار ہو انہوں نے کہا میں تو مسلمان ہوں مگر مکہ کے مشرک زبردستی مجھ کو پکڑ کر لائے تھے آپ نے فرمایا اللہ جانے اگر ایسا ہوا ہے تو اللہ تم کو اس کی تلافی کر دے گا ظاہر میں تو تم ان کے ساتھ ہو کر آئے ہو کہتے ہیں حضرت عباسؓ کو کعب بن عمرو انصاری نے پکڑا اور زور سے مشکیں کسیں وہ اس تکلیف سے ہائے ہائے کرتے رہے ان کی آواز سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آئی آخر صحابہ نے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جائیں اور صبح کو آپ کو خوش کرنے کے لئے یہ عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ان کا فدیہ بھی معاف کر دیں لیکن یہ انصاف کے خلاف تھا اس لئے آپ نے منظور نہ کیا اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں کئی انصاری آدمیوں کا بدر کی لڑائی میں شریک ہونا مذکور ہے گو ان کے نام مذکور نہیں ہیں ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب اسی جملہ سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] تو اس کے قتل کرنے سے پہلے جیسے مسلمان معصوم الدم تھا ایسے ہی اسلام کا کلمہ پڑھنے سے وہ مسلمان معصوم الدم ہو گیا ۱۲ منہ [4] کہ اس کا مار ڈالنا درست تھا ایسے ہی اب تیرا مار ڈالنا اس کے قصاص میں درست ہو جائے گا ۱۲ منہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ ابْنَ الْجَرَّاحِ اِلَی الْبَحْرَیْنِ یَاْتِیْ بِجِزْیَتِہَا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ صَالَحَ اَھْلَ الْبَحْرَیْنِ وَاَمَّرَ عَلَیْہِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَوَافَوْا صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ رَاٰھُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ قَدِمَ بِشَیْءٍ قَالُوْا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ۔

لانے کے لیے بھیجا آپؐ نے بحرین والوں سے صلح کر کے علاء بن حضرمی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ابوعبیدہ رضؓ بحرین سے روپیہ لے کر آئے (ایک لاکھ درہم) انصار نے جب یہ خبر سنی تو صبح کی نماز میں سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپہنچے جب آپؐ نے سلام پھیرا تو انصار کے لوگ آپؐ کے سامنے آئے آپؐ انہیں دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا میرا خیال ہے تم ابوعبیدہ رضؓ کے روپیہ لانے کی خبر سن کر آئے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو۔ خدا کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ تم محتاج ہو جاؤ گے مجھے یہ ڈر ہے کہیں تمہیں بھی سابقہ امتوں کی طرح دنیا کی فراغت اور کشائش مالی ہو جائے پھر تم ایک دوسرے سے رشک کرنے لگو اور دنیا تمہیں بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسے اگلی امتوں کو اس نے تباہ کر دیا [۱]

۳۷۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ یَقْتُلُ الْحَیَّاتِ کُلَّہَا حَتّٰی حَدَّثَہٗ اَبُوْ لُبَابَۃَ الْبَدْرِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُیُوْتِ فَاَمْسَکَ عَنْہَا۔

(از ابوالنعمان از جریر بن حازم) نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضؓ ہر سانپ کو مار ڈالتے حتیٰ کہ ابولبابہ (بشر بن عبدالمنذر) بدری صحابی نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سفید یا پتلے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا چنانچہ اس کے بعد سے عبداللہ بن عمر رضؓ نے ایسے سانپ مارنے چھوڑ دیے [۲]

۳۷۳۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ عَنْ مُّوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(از ابراہیم بن منذر از محمد بن فلیح از موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب) حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ چند انصاریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اپنے بھانجے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ان کا فدیہ معاف کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔

[۱] یہ حدیث اوپر باب الجزیہ میں گزر چکی ہے یہاں صرف اتنا مطلب اس سے نکالنا مقصود ہے کہ عمرو بن عوف بدری تھے ۱۲ منہ [۲] کیونکہ سپید سانپ میں زہر نہیں ہوتا اور جو سانپ زہریلا نہ ہو اس کے رہنے میں یہ فائدہ ہے کہ وہ زہریلی ہوا جذب کر لیتا ہے اور فرحت بخش ہوا منہ سے چھوڑتا ہے جیسے درختوں کی خاصیت ہے یہ حدیث بدء الخلق میں اوپر گزر چکی ہے حافظ نے کہا ابولبابہ گو خاص جنگ میں شریک نہ تھے مگر آپؐ نے ان کا حصہ بدر کی غنیمت میں نکالا تھا اس وجہ سے بدری ہوئے ۱۲ منہ

۳۷۳۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَكَ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ سُلَيْمَانُ هَكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ قَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ابن علیہ از سلیمان تیمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا ابوجہل کو کون جا کر دیکھتا ہے اس کا کیا حال ہوا یہ سن کر عبداللہ بن مسعودؓ گئے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ اور معوذ) نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا ہے ابن مسعود رض نے کہا کیا تو ہی ابوجہل ہے؟

ابن علیہ کہتے ہیں سلیمان نے کہا انس رض نے یوں ہی نقل کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ اس نے (مرتے مرتے) کیا جواب دیا مجھ سے بڑھ کر کوئی ہے جسے تم لوگوں نے مارا ہو۔ سلیمان کہتے ہیں یا یوں جواب دیا جسے اس کی قوم نے مارا ہو؟

ابومجلز کہتے ہیں ابوجہل (مرتے وقت ابن مسعود رض سے) کہنے لگا کاش مجھے کسان کے سوا اور کسی نے مارا ہوتا [1]

۳۷۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رض لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ۔

(از موسیٰ از عبدالواحد از معمر از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ از ابن عباس رضی اللہ عنہم) فاروق اعظم رض کہتے ہیں جب آنحضرتؐ کا وصال ہوا تو میں نے صدیق اکبر رض سے کہا چلئے! اپنے انصاری بھائیوں کے پاس چلیں (وہ کیا کر رہے ہیں؟) پھر ہمیں (رستے میں) ان میں سے دو نیک بخت انصاری ملے دونوں جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے عبداللہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا وہ دو آدمی عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے

۳۷۳۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ

(از اسحاق بن ابراہیم از محمد بن فضیل از اسماعیل) قیس کہتے ہیں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سالانہ وظیفہ پانچ پانچ ہزار مقرر ہوا [2] حضرت عمر رض نے فرمایا میں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ترجیح دیتا ہوں۔ [3]

۳۷۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از اسحاق بن منصور از عبدالرزاق از معمر از زہری از محمد بن

---

[1] اس مردود کو یہ رنج ہوا کہ میں مدینہ کے کاشتکاروں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا کاش کسی رئیس کے ہاتھ سے مارا جاتا ۱۲ منہ [2] حضرت عمرؓ کی خلافت میں ۱۲ منہ [3] سال میں دو بار یعنی دس ہزار ۱۲ منہ [4] معلوم ہوا بدری صحابہ غیر بدری سے افضل ہیں۔ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کے لئے سال میں دس ہزار اور انصار کے لئے سال میں آٹھ ہزار اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے لئے سال میں چوبیس ہزار مقرر کئے ۱۲ منہ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ
بِالطُّورِ وَذٰلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي
وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ
كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ وَقَالَ
اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ
الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ
أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ
يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا
ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ.
۳۷۲۷- حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ
يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ
الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ
وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رضی زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ

جبیر) حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورہ والطور پڑھتے سنا اور یہی وہ پہلا موقع تھا جب ایمان میرے دل میں جاگزین ہو گیا۔

اسی سند سے زہری نے بحوالہ محمد بن جبیر بن مطعم از والد خویش جبیر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے لیے یہ فرمایا اگر مطعم ابن عدی زندہ ہوتا اور ان گندے لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔

لیث نے بحوالہ یحییٰ بن سعد انصاری از سعید بن مسیب روایت کیا کہ پہلا فساد (مسلمانوں میں) جو واقع ہوا یعنی شہادت حضرت عثمان رض اس میں بدری صحابہ کرام میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فساد حرہ کا ہوا اس فساد میں ان صحابہ کرام رض میں سے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے کوئی باقی نہ رہا پھر ایک تیسرا فساد ہوا۔ وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ خوبی یا عقل باقی تھی۔

(از حجاج بن منہال از عبداللہ بن عمر نمیری از یونس بن یزید از زہری) عروہ بن زبیر و سعد بن مسیب و علقمہ بن وقاص و عبیداللہ بن عبداللہ ان چاروں نے حضرت عائشہ رض پر جو تہمت لگائی تھی اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا نقل کیا حضرت عائشہ رض کہتی تھیں میں اور مسطح کی ماں دونوں رفع حاجت کے لیے گئے وہاں مسطح کی ماں کا پیر چادر میں الجھ گیا اور وہ گر پڑیں اپنے بیٹے پر ناراض ہوئیں ہیں

ل۱ جبیر بن مطعم پہلی بار بدر کے قیدیوں میں قید ہو کر آئے تھے جب انہوں نے مغرب کی نماز میں سورہ والطور آپ سے سنی اس سے اس کی مناسبت باب نکل آئی مطعم بن عدی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ احسان کیا تھا کہتے ہیں آپ جب طائف سے پھرے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے مطعم نے آپ کو بچانے کے لئے اپنے چاروں بیٹوں کو مسلح کر کے کعبہ کے چاروں کونوں پر کھڑا کیا قریش ڈر گئے اور کہنے لگے ہم محمدی پناہ نہیں توڑ سکتے بعضوں نے کہا مطعم نے وہ قریش کا عہدنامہ تڑوایا جو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ستانے کے لئے کیا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ ل۲ اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ ل۳ جمعہ کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو ۱۲ منہ ل۴ اس میں یہ اشکال ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد تو علی رض اور زبیر رض اور طلحہ رض اور سعد رض اور سعید رض یہ سب اصحاب زندہ تھے اور بدری تھے۔ داؤدی نے کہا یہ سعید بن المسیب کی صریح غلطی ہے بعضوں نے کہا پہلے فساد سے ان کی مراد امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور دوسرے سے حرہ اور تیسرے سے ابا رقہ کا فساد عراق میں۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن المسیب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فساد یعنی قتل عثمان رض سے لے کر دوسرے فساد یعنی حرہ تک کوئی بدری باقی نہ رہا یہ صحیح ہے کیونکہ سب بدریوں کے اخیر میں سعد بن ابی وقاص مرے وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے گذر گئے تھے ۱۲ منہ ل۵ عبداللہ بن زبیر کا قتل مکہ کی خرابی ۱۲ منہ ل۶ یعنی اس فتنے نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بالکل وجود ہی اڑا دیا کوئی صحابی دنیا میں باقی نہ رہا۔ ۱۲ منہ ل۷ ان دنوں گھروں میں پاخانے نہ تھے۔ ۱۲ منہ

الْحَدِيثَ قَالَتْ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَا قُلْتِ تَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيثَ الْإِفْكِ -

نے ان سے کہا آپ اس پر ناراض ہو رہی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک تھا آپ برا کہہ رہی ہیں، پھر پورا واقعہ تہمت بیان کیا۔

۳۷۳۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللهِ تُنَادِي نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَثَمَانُونَ رَجُلًا وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ -

(از ابراہیم بن منذر از محمد بن فلیح بن سلیمان از موسیٰ بن عقبہ) ابن شہاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا ذکر کیا پھر کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ہیں پھر بدر والوں کا واقعہ بیان کیا کہنے لگے آنحضرتؐ کافروں کی لاشیں کنوئیں میں ڈال رہے تھے اس وقت آپؐ نے فرمایا اب بتاؤ جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے پایا یا نہیں (وعدہ عذاب) اسی سند سے موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ نافع از عبداللہ بن عمرؓ کہا کہ صحابہ کرامؓ میں چند حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ان سے بڑھ کر تو میری بات تم بھی نہیں سنتے ابو عبداللہؒ نے کہا بدر میں قریش کے جو لوگ شریک تھے جن کا حصہ (مال غنیمت میں) لگایا گیا تھا وہ اکاسی آدمی تھے عروہ بن زبیرؓ کہتے تھے زبیر نے کہا میں نے ان لوگوں سے حصے تقسیم کئے وہ سو آدمی تھے۔ واللہ اعلم۔

۳۷۳۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِينَ بِمِائَةِ سَهْمٍ -

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر از ہشام بن عروہ از والد ش) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ بدر میں مہاجرین کے لیے سو حصے لگائے گئے تھے۔

بَابُ ۲۱۸۱ تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ

باب شرکائے جنگ بدر بہ ترتیب حروف تہجی مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ؒ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ ۲ جو اوپر مفصل گذر چکا ہے ۱۲ منہ ۳ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لاشوں سے خطاب کیا ۱۲ منہ ۴ جن میں جان نہیں ۱۲ منہ ۵ امام بخاری کی ؟ یا ابن شہاب نے کہا ۱۲ منہ ۶ طبرانی اور بزار نے ابن عباس رضؓ سے نکالا کہ بدر کے دن مہاجرین کا شمار ستتر یہ ساٹھ آدمیوں کا تھا ۱۲ منہ

اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ ۔
اَلنَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ الْھَاشِمِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ اِیَاسُ بْنُ الْبُکَیْرِ
بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ الْقُرَشِیِّ
حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْھَاشِمِیُّ ،
حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ
اَبُوْحُذَیْفَۃَ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ
الْقُرَشِیُّ ۔ حَارِثَۃُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ
قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ وَّھُوَ حَارِثَۃُ بْنُ
سُرَاقَۃَ کَانَ فِی النَّظَّارَۃِ خُبَیْبُ
ابْنُ عَدِیٍّ الْاَنْصَارِیُّ ۔ خُنَیْسُ بْنُ
حُذَافَۃَ السَّھْمِیُّ ۔ رِفَاعَۃُ بْنُ رَافِعٍ
الْاَنْصَارِیُّ ۔ رِفَاعَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ
اَبُوْلُبَابَۃَ الْاَنْصَارِیُّ ۔ الزُّبَیْرُ بْنُ
الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ ۔ زَیْدُ بْنُ سَھْلٍ اَبُوْ
طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ ۔ اَبُوْزَیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ
سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ الزُّھْرِیُّ ۔ سَعْدُ بْنُ
خَوْلَۃَ الْقُرَشِیُّ ۔ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ الْقُرَشِیُّ ۔ سَھْلُ بْنُ
حُنَیْفٍ الْاَنْصَارِیُّ ۔ ظُھَیْرُ بْنُ رَافِعٍ
الْاَنْصَارِیُّ وَاَخُوْہُ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ
عُثْمَانَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ
عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْھُذَلِیُّ عُتْبَۃُ
ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْھُذَلِیُّ ؔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

(۱) نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
(۲) ایاس بن بکیر (۳) بلال بن رباح یعنی
صدیق اکبر رضؓ کے غلام (۴) حمزہ بن عبد المطلب
ہاشمی (۵) حاطب بن ابی بلتعۃ یعنی قریش کے
حلیف (۶) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قرشی،
(۷) حارثہ بن ربیع انصاری جنہیں حارثہ بن سراقہ
بھی کہتے ہیں وہ (بچے تھے) صرف جنگی منظر کے لئے
(بطور لطف اندوزی) گئے تھے لیکن شہید ہوئے (پانی
پیتے ہوئے ایک تیر لگا) (۸) خُبیب بن عدی
انصاری (۹) خُنَیس بن حُذافہ سہمی (۱۰) رفاعہ
ابن رافع انصاری (۱۱) رفاعہ بن عبد المنذر ابو
لُبابہ انصاری (۱۲) زبیر بن عوام قرشی (۱۳) زید
ابن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۴) ابوزید انصاری
(۱۵) سعید بن مالک زہری یعنی سعد بن ابی وقاص
(۱۶) سعد بن خولہ قرشی (۱۷) سعید بن زید بن عمرو
ابن نفیل قرشی (۱۸) سہل بن حنیف انصاری،
(۱۹) اور (۲۰) ظہیر بن رافع انصاری اور ان کے
بھائی (مظہر) (۲۱) عبد اللہ بن عثمان حضرت ابو
بکر صدیق قرشی (۲۲) عبد اللہ بن مسعود ہُذلی (۲۳)
عتبہ بن مسعود ہُذلیؔ (۲۴) عبد الرحمٰن بن عوف زہری
(۲۵) عُبیدہ بن حارث قرشی (۲۶) عبادہ بن صامت
انصاری (۲۷) حضرت عمر بن خطاب عَدَوِی (۲۸)
حضرت عثمان بن عفان قرشی انہیں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنی صاحبزادی کی خبرگیری کے

ؔ ان کا ذکر صحیح بخاری میں نہیں ہوا نہ مغازی والوں نے ان کا نام بدریوں میں لکھا ہے اکثر نسخوں میں اس کتاب کے یہ نام مذکور نہیں ہیں لیکن نسخہ مطبوعہ مصر اور متن قسطلانی میں موجود ہے ۱۲ منہ

ابنِ عوفٍ الزُّهريُّ، عُبَيدَةُ بنُ الحارثِ القُرَشيُّ، عُبادَةُ بنُ الصّامتِ الأنصاريُّ، عُمَرُ بنُ الخطّابِ العَدَويُّ، عُثمانُ بنُ عفّانَ القُرَشيُّ خَلَّفَهُ النَّبيُّ صلَّى اللّٰهُ عليهِ وسلَّمَ على ابنَتِهِ وضَرَبَ لَهُ بسَهمِهِ، عليُّ بنُ أبي طالبٍ الهاشميُّ، عَمرُو بنُ عَوفٍ حليفُ بني عامرِ بنِ لؤيٍّ، عُقبَةُ بنُ عَمرٍو الأنصاريُّ، عامرُ بنُ رَبيعةَ العَنَزيُّ، عاصمُ بنُ ثابتٍ الأنصاريُّ، عُوَيمُ بنُ ساعِدَةَ الأنصاريُّ، عِتبانُ بنُ مالكٍ الأنصاريُّ، قُدامَةُ بنُ مَظعونٍ، قَتادَةُ بنُ النُّعمانِ الأنصاريُّ، مُعاذُ بنُ عَمرِو بنِ الجَموحِ، مُعَوِّذُ بنُ عَفراءَ وأخوهُ، مالكُ بنُ رَبيعةَ أبو أُسَيدٍ الأنصاريُّ، مُرارَةُ بنُ الرَّبيعِ الأنصاريُّ، مَعنُ بنُ عَديٍّ الأنصاريُّ، مِسطَحُ بنُ أُثاثَةَ بنِ عَبّادِ بنِ المُطَّلِبِ بنِ عَبدِ مَنافٍ، مِقدادُ بنُ عَمرٍو الكِنديُّ حليفُ بني زُهرَةَ، هِلالُ بنُ أُمَيَّةَ الأنصاريُّ رضيَ اللّٰهُ عنهُم

لئے (جو بیمار تھیں) چھوڑ گئے تھے لیکن ان کا حصہ آپ نے لگایا (۲۹) حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی (۳۰) عمرو بن عوف یعنی بنی عامر بن لوی کے حلیف (۳۱) عقبہ ابن عمرو انصاری (۳۲) عامر بن ربیعہ العنزی (۳۳) عاصم بن ثابت انصاری (۳۴) عویم بن ساعدہ انصاری (۳۵) عتبان بن مالک انصاری (۳۶) قدامہ بن مظعون (۳۷) قتادہ بن نعمان انصاری (۳۸) ابن عمرو بن جموح (۳۹) اور (۴۰) معوذ بن عفراء اور ان کے بھائی عوف (۴۱) مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری (۴۲) مرارہ بن ربیع انصاری (۴۳) معن بن عدی انصاری (۴۴) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب بن عبد مناف (۴۵) مقداد بن عمرو کندی بنی زہرہ کے حلیف (۴۶) ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین و رزقنا اللہ معیتہم فی الحشر والجنۃ [1]۔

باب ۲۱۸۲ حديثِ بني النَّضيرِ ومَخرَجِ رسولِ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عليهِ وسلَّمَ إليهِم في دِيَةِ الرَّجُلَينِ وما أرادوا منَ الغَدرِ برسولِ اللّٰهِ

باب بنی نضیر یہودیوں کا واقعہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو آدمیوں کی دیت میں مدد لینے کے لیے ان کے پاس جانا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دغابازی کرنا [2]۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت یہاں سب ۴۴ آدمی مذکور ہیں اور بعضے نسخوں میں علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ۴۳ آدمی مذکور ہیں حافظ ابوالفتح نے قریش کے لوگوں میں سے ۹۴ - اور خزرج قبیلے کے ۱۹۵ - اور اوس قبیلے کے ۷۴ - کل تین سو تریسٹھ آدمیوں کے نام لکھے ہیں ۱۲ منہ [2] بنی نضیر ان کافروں میں سے تھے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان تھا کہ نہ خود آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے دشمن کو مدد دیں گے۔ ایسا ہوا کہ عامر بن طفیل (بقیہ برصفحہ آئندہ)

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِّنْ وَّقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَّقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحٰقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَأُحُدٍ۔

زہری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی انہوں نے کہا یہ بنی نضیر کی لڑائی جنگ بدر سے چھ مہینے کے بعد اور جنگ احد سے پہلے ہوئی [۱]

اللہ تعالیٰ کا (سورہ حشر میں) یہ فرمانا کہ "وہی پروردگار ہے جس نے اہل کتاب کے کفار کو ان کے گھروں سے نکالا یہ انہیں پہلی بار نکالنا تھا [۲]۔ ابن اسحاق نے بنی نضیر کی لڑائی کو بیر معونہ اور جنگ احد کے بعد ثابت کیا ہے [۳]

۳۷۴۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُّوسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ حَارَبَتِ النَّضِيرُ وَقُرَيْظَةُ فَأَجْلٰى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلٰى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ۔

(از اسحاق بن نصر از عبدالرزاق از ابن جریج از موسیٰ بن عقبہ از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنی نضیر اور بنی قریظہ (دونوں یہودی قوموں نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی آپؐ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا اور بنی قریظہ پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہنے دیا۔ لیکن انہوں نے (دوبارہ جنگ خندق میں) آپؐ سے لڑائی کی [۴] آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا ان کی عورتیں بچے مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔ بعض بنی قریظہ بچ گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے آپ نے انہیں امن دیا اور مدینے کے سب یہودیوں بنی قینقاع کو جو عبداللہ بن سلام کا قبیلہ تھا اور بنی حارثہ کے یہودیوں کو اور دوسرے تمام یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے جب قاریوں کو بیر معونہ پر فریب سے مار ڈالا تو عمرو بن امیہ ضمری کو جو مسلمان تھے اپنی ماں کی منت میں آزاد کر دیا رستے میں ان کو بنی عامر کے دو شخص ملے انہوں نے سوتے میں ان کو مار ڈالا اور سمجھے کہ میں نے بنی عامر سے جن میں کا ایک عامر بن طفیل تھا بدلہ لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں آکر خبر کی ان کو یہ خبر نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان دو مردوں سے عہد و پیمان ہے آپ نے عمرو سے فرمایا میں ان دو شخصوں کی دیت دوں گا بنی نضیر بھی بنی عامر کے ساتھ عہد رکھتے تھے آپ بنی نضیر کے پاس اس دیت میں مدد لینے کو تشریف لے گئے ان بدمعاشوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بٹھایا اور ظاہر میں امداد و اعانت کا وعدہ کیا لیکن در پردہ یہ صلاح کی کہ آپ دیوار کے تلے بیٹھے تھے دیوار پر سے ایک پتھر آپ پر پھینکیں اور آپ کو شہید کر دیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے اسی وقت ان کے منصوبہ سے آپ کو خبر دے دی آپ وہاں سے فوراً اٹھ کر مدینہ روانہ ہوئے اصحابؓ آپؐ کا انتظار کرتے رہے سمجھے شاید آپ حاجت کو گئے ہیں جب بڑی دیر ہو گئی اور اصحاب کو معلوم ہوا کہ آپ مدینہ تشریف لے گئے ہیں تو وہ بھی لوٹے آپ سے آن کر ملے آپ نے ان بدمعاشوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] اس کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا معمر سے انہوں نے زہری سے ۱۲ منہ [۲] جو عرب سے شام کے ملک میں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کا دوسرا دیس نکالا خیبر سے شام کے ملک کو ہوا۔ بعضوں نے کہا دوسرے دیس نکالے سے آخرت کا حشر مراد ہے۔ یہ آیت بنی نضیر یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ۱۲ منہ [۳] آپ نے ان کا محاصرہ کیا وہ عاجز ہو کر قلعہ سے اترے ۱۲ منہ

۳۷۴۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ -

(از حسن بن مدرک از یحییٰ بن حماد از ابوعوانہ از ابوبشر، سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے سورہ حشر (کا لفظ) کہا تو انہوں نے کہا یہ کہہ سورۃ النضیر[1]
ابوعوانہ کے ساتھ اس حدیث کو ہشیم نے بھی ابوبشر سے روایت کیا۔

۳۷۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَ النَّضِيرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ -

(از عبداللہ بن اسود از معتمر از والدش) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ کھجور کے درخت (بطور تحفہ کے) مقرر کرتے (تاکہ آپؐ ان کا میوہ کھا کر گذر کریں) حتیٰ کہ آپؐ نے بنی قریظہ اور بنی نضیر پر فتح حاصل کی[2] پھر تو آپؐ نے ان لوگوں کے دئے ہوئے درخت انہیں واپس کر دیئے۔

۳۷۴۳ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ -

(از آدم از لیث از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلوا دئے اور کٹوا ڈالے اس باغ کا نام بویرہ تھا[3]۔ اس وقت (سورہ حشر کی) یہ آیت اتری تم نے جو درخت کاٹ ڈالے یا انہیں (ہاتھ تک بھی نہ لگایا) اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا۔

۳۷۴۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ قَالَ وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

وَهَانَ عَلَىٰ سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ -

(از اسحاق از حبان از جویریہ بن اسماء از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلوا دئے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا۔
(ترجمہ شعر) بنی لوی کے شریفوں کے لیے بویرہ میں آگ لگنے کا واقعہ معمولی بات[4] ہے۔ ابوسفیان بن حارث (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے)

---

[1] کیوں کہ یہ آیت انہی کے بارے میں اتری ۱۲ منہ [2] جب آپ شروع میں مدینہ پر تشریف لائے تھے ۱۲ منہ [3] بویرہ بنی نضیر کے باغ کو کہتے تھے جو مدینہ منورہ کے قریب تھا ۱۲ منہ [4] بنی لوی قریش کے لوگوں کو کہتے تھے ان میں اور بنی نضیر میں عہد و پیمان تھا۔ حسان کا مطلب قریش کی ہجو کرنا ہے کہ ان کے دوستوں کے باغات جلائے گئے اور قریش مفت دیکھتے رہے اپنے دوستوں کی کچھ مدد نہ کر سکے ۱۲ منہ [5] ان کے باغ ہاتھ آگئے ۱۲ منہ

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ
وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

۳۷۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ قَالُوا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ

حسان رضی اللہ عنہ کا ان شعروں سے جواب دیا۔

(ترجمہ اشعار) خدا کرے کہ ہمیشہ یہ حال رہے مدینے کے چاروں طرف آگ لگی رہے۔ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون سلامت رہیگا اور کون نقصان اٹھائے گا[۱]۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) مالک بن اوس بن حدثان نصری کہتے ہیں مجھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بلایا، میں حاضر ہوا (ان کے پاس بیٹھا تھا) اتنے میں ان کا دربان یرفا آیا کہنے لگا حضرت عثمان حضرت عبدالرحمٰن حضرت زبیر حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنے کی اجازت چاہتے ہیں، آپ نے اجازت دی (وہ آپ کے پاس آگئے) تھوڑی دیر گذری کہ پھر یرفان آیا عرض کیا حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں انہیں آنے دے چنانچہ وہ آگئے حضرت عباسؓ نے کہا امیرالمومنین میرا اور ان کا (یعنی علیؓ کا) جھگڑا ہے آپ فیصلہ کیجئے ان کا جھگڑا اس کے متعلق تھا جو اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ و جدل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نضیر کا مال عنایت[۲] فرمایا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو سخت سست[۳] کہا۔ حضرت عثمان اور ان کے ساتھی (زبیرؓ عبدالرحمٰن سعدرضؓ) بول اٹھے (ٹھیک ہے) ان کا فیصلہ امیرالمومنین کر دیجئے! تاکہ دونوں کو ایک دوسرے سے آرام نصیب ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا ذرا ٹھیرو جلدی نہ کرو میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں تمہیں یہ معلوم ہے کہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ یعنی انبیاء کا وارث کوئی نہیں ہوتا۔ ہم جو (مال) چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، انہوں نے کہا بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔

---

[۱] ابوسفیان نے مسلمانوں کو بددعا دی یعنی خدا کرے تمہارے شہر میں ہمیشہ یہی حال رہے چاروں طرف آگ سلگتی رہے شہر دوزخ ہو جائے ۱۲ منہ [۲] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہ مال علیؓ اور عباسؓ دونوں کے سپرد کر دیا تھا ۱۲ منہ [۳] یعنی برا بھلا جیسے مدعی مدعی علیہ ایک دوسرے کو کہا کرتے ہیں۔ حدیث میں فاستب ہے یعنی گالی گلوچ کی۔ گالی گلوچ سے یہاں یہ مراد ہے کہ برا بھلا کہا یہ نہیں کہ فحش اور حرام گالیاں دیں جو بزرگوں کی شان کے خلاف ہے ۱۲ منہ

قَالَا نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْفَیْءِ بِشَیْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ اِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَاْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِیَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰٓى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِیَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ وَّاَقْبَلَ عَلٰى عَلِیٍّ وَّعَبَّاسٍ وَّقَالَ تَذْكُرَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهٗ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهٗ سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِیْ اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّیْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علیؓ اور عباس رضؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے اب میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تم جانتے ہو یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا بیشک (آپؐ نے یہ فرمایا ہے) تب حضرت عمر رضؓ نے کہا اب میں تم سے اس معاملے کی حقیقت بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اس مال میں جو بغیر قتال کے حاصل ہوا ایک خاص حق دیا ہے جو اور انبیار کو نہیں[1] دیا۔ فرمایا (سورہ حشر میں) اللہ نے جو مال (بغیر قتال) اپنے پیغمبرؐ کو عطا کیا اور اس پر تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ الآیۃ اس آیت کی رو سے اس قسم کے مال خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے (ان میں مجاہدین کا حق نہ تھا) مگر خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اپنی ذات کے لیے جوڑ نہیں رکھا نہ خاص اپنی ذات پر خرچ کیا بلکہ تم لوگوں کو دیا اور تقسیم کیا تقسیم کرنے کے بعد جو بچ گیا وہ یہ مال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے جو بچ رہتا وہ انہی کاموں میں صرف کرتے جن میں اللہ کا مال صرف کیا جاتا ہے (یعنی ہتھیار، گھوڑے اور سامان جنگ کی تیاری میں) آپؐ اپنی زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو ابوبکر رضؓ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہوں اور اس مال کو اپنے قبضے میں لے کر ولیا ہی کرتے رہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور تم دونوں" حضرت عمر رضؓ حضرت علی رضؓ اور عباس رضؓ کی طرف مخاطب ہوئے اس وقت یوں کہتے تھے کہ ابوبکر رضؓ کی یہ کارروائی ٹھیک نہیں[2] ہے اور اللہ خوب جانتا ہے ابوبکر رضؓ اس کارروائی میں سچے راستباز ٹھیک راستے پر حق کے تابع[3] تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضؓ کو اٹھا لیا اور

[1] کیونکہ دوسرے پیغمبروں کے لئے مال غنیمت درست ہی نہ تھا ۱۲ منہ [2] ان کو چاہیئے تھا۔ یہ مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کے حوالے کر دینا ۱۲ منہ [3] انہوں نے خود اپنے کان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی تھی کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس لئے انہوں نے یہ مال وارثوں میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے قبضے میں رکھ کر جو عمل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہوتا تھا وہی قائم رکھا ۱۲ منہ

لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِي كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ
وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ فَجِئْتَنِي يَعْنِي عَبَّاسًا فَقُلْتُ
لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ
إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ
عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِّ فِيهِ
بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبُو بَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيهِ مُذْ وُلِّيتُ وَإِلَّا فَلَا
تُكَلِّمَانِي فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهُ
إِلَيْكُمَا أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ
الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهِ
بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا
عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهُ قَالَ فَحَدَّثْتُ
هٰذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ
مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رض زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ
ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ أَلَا
تَتَّقِينَ اللّٰهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ
يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ

میں نے یہ سوچا کہ اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں
میں نے شروع شروع اپنی خلافت میں دو سال تک اس مال کو اپنے
قبضے میں رکھا اور جیسے جیسے ابوبکرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے
تھے (جن کاموں میں اس مال کو خرچ کرتے تھے) میں بھی وہی کرتا رہا اللہ
خوب جانتا ہے میں اس مال کے مقدمے میں سچا اور راستباز، ٹھیک رستے
پر حق کا تابع تھا پھر تم دونوں میرے پاس آئے اس وقت تم دونوں کی ایک
بات تھی، تمہارا ایک معاملہ تھا[1] پھر عباس رض! تم (تنہا بھی) میرے پاس
آئے میں نے تم سے یہی کہا، دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا
ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو (مال) چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے
پھر مجھے (بوجہ کثرت کار) یہ مناسب معلوم ہوا میں یہ مال تمہارے حوالے
کر دوں تو میں نے تم دونوں سے کہا دیکھو اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ
مال تمہیں دیئے دیتا ہوں بشرطیکہ تم پر خدا کا عہد و پیمان ہے کہ تم
اس مال میں وہی کرتے رہو گے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے
تھے اور جیسے ابوبکر رض کرتے رہے اور میں خلافت کے آغاز سے کرتا رہا
اگر تمہیں یہ شرط منظور نہیں ہے تو مجھ سے کچھ گفتگو نہ کرو تم نے یہ کہا کہ
اسی شرط پر یہ مال ہمارے حوالے کر دو میں نے حوالے کر دیا اب تم کیا اس
کے سوا اور کوئی فیصلہ چاہتے ہو؟ قسم اس پروردگار کی جس کے حکم سے
آسمان اور زمین قائم ہیں میں تو قیامت تک اور کوئی فیصلہ کرنے والا
نہیں[3]۔ البتہ اگر تم سے اس مال کا بند و بست نہیں ہو سکتا تو پھر میرے
سپرد کر دو میں یہ کام بھی کر لوں گا۔

زہری کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر رض سے بیان کی تو
انہوں نے کہا مالک بن اوس نے سچ کہا میں نے حضرت عائشہ رض سے سنا وہ
فرماتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حضرت
عثمان رض کو حضرت ابوبکر رض کے پاس بھیجا اس غرض سے کہ جو مال اللہ

[1] ملے جلے تھے آپس میں کوئی اختلاف نہ تھا ۱۲ منہ [2] جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ترکہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کا مانگتے تھے ۱۲ منہ [3] یعنی تم چاہو کہ میں یہ مال تم دونوں میں تقسیم کر دوں تو یہ ناممکن ہے ۱۲ منہ

هٰذَا الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَّحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَّهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا۔

نے تغیر قال اپنے رسول کو دے اس میں سے اپنا آٹھواں حصہ حاصل کریں تو میں نے انہیں منع کیا اور کہا کیا تمہیں خوف خدا نہیں تم یہ نہیں جانتیں کہ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے آپؐ کی مراد اپنی ذات تھی البتہ حضورؐ کی آل اس مال میں سے کھائے گی (گذارے کے مطابق خرچ کرے گی) یہ سن کر آپؐ کی ازواج مطہرات ترکہ مانگنے سے باز آگئیں" عروہ کہتے ہیں یہ مال حضرت علیؓ کے قبضے میں رہا انہوں نے حضرت عباسؓ کو اس پر قبضہ نہ کرنے دیا پھر (حضرت علی کے بعد) امام حسنؓ کے قبضے میں رہا پھر امام حسینؓ کے پھر امام زین العابدین علی بن حسین اور امام حسن بن حسن کے قبضے میں رہا دونوں باری باری اس کا انتظام کرتے رہے پھر زید بن حسن بن علی (ان کے بھائی) کے پاس[1] ہر شخص کے پاس اسی نظریے کے ماتحت رہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے (یہ لوگ بطور متولی کے تھے نہ بطور مالک کے)

۳۷۴۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ دونوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آکر اپنا ترکہ مانگنے لگے، کہنے لگے آپؐ کی زمین جو فدک میں ہے اور آپؐ کا (پانچواں) حصہ جو خیبر کی آمدنی میں ہے وہ ہمیں دیجئے حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے آپؐ فرماتے تھے ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا (جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل اس مال میں سے کھانے کے مطابق لے گی البتہ بطور سلوک اور مروت تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا) خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند[2] ہے۔

باب ۲۱۸۳ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ۔

باب کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ[3]

۳۷۴۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو بن دینار) حضرت جابر

[1] پھر عبداللہ بن حسن کے پاس پھر خلفائے عباسیہ نے لے لیا ۱۲ منہ [2] جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث نہیں سنی ہوئی تھی وہ قرآن کی آیتوں سے یہی سمجھیں کہ مال و دولت کے بھی پیغمبر وارث ہوتے ہیں اور ان کے وارث ان کے عزیز ہوتے ہیں جیسے ایک آیت میں ہے فہب لی من لدنك ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب ایک آیت میں ہے وورث سلیمان داؤد۔ جناب ابوبکر صدیقؓ نے یہ حدیث خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ان کے نزدیک وہ قرآن کی آیت کی طرح قطعی اور واجب التعمیل تھی ۱۲ منہ [3] یہ بڑا مالدار یہودی تھا اور شاعر بھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا قریش کے کافروں کو مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ابھارتا آخر مجبور ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماہ ربیع الاول ۳ھ میں قتل کرا دیا ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْ فَقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمْ ارْهَنُونِي قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ قَالَ ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ

بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے؟ (کون اسے قتل کرتا ہے؟) اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے رکھی ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ انصاری رضؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کو منظور ہے میں اسے مار ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! انہوں نے کہا تو مجھے اجازت دیجیے! جو میں مناسب سمجھوں (کعب کو خوش کرنے کے لیے) کہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو جو مناسب سمجھتا ہے وہ کہہ[1]۔ غرض محمد بن مسلمہ رضؓ کعب کے پاس آئے اور کہنے لگے ابھی یہ شخص (پیغمبرؐ) ہم سے زکوۃ مانگتا ہے عجب تکلیف میں (ہم غریب) مبتلا ہیں میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں مجھے کچھ قرض[2] دلواؤ۔ کعب نے کہا ابھی کیا ہے خدا کی قسم آگے چل کر تمہیں بہت تکلیف[3] ہوگی۔ محمد بن مسلمہ رضؓ نے کہا بات یہ ہے کہ ایک بار ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اب یہ تو اچھا نہیں کہ ایک دم اسے چھوڑ دیں مگر دیکھ رہے ہیں اس کا انجام کیا[4] ہوتا ہے خیر ہماری غرض یہ ہے کہ ایک یا دو وسق (کھجور یا غلہ) ہمیں قرض دلواؤ۔

سفیان کہتے ہیں عمرو بن دینار نے یہ حدیث ہم سے ایک بار نہیں کئی بار بیان کی تو ایک یا دو وسق کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے جب یہ کہا کہ اس میں ایک وسق ہے یا دو وسق تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر[5] تھا۔ کعب نے کہا اچھا (قرض دلاؤں گا) مگر کچھ گروی رکھو ان لوگوں نے کہا تم کیا چیز گروی چاہتے ہو؟ کعب نے کہا اپنی بیویاں گروی کر دو ان لوگوں نے کہا واہ ہم تیرے پاس کیسے بیویاں گروی کریں[6]؟

---

[1] گو آپ کی اور مسلمانوں کی اس میں برائی نکلے ۱۲ منہ [2] محمد بن مسلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر کے کئی روز تک متفکر رہے پھر ابونائلہ کے پاس آئے جو کعب کا رضاعی بھائی تھا اور عباد بن بشر اور حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبر کو بھی مشورہ میں شریک کیا وہ بھی محمد بن مسلمہ کے ساتھ ہوئے اور سب مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا ہم کو اجازت دیجیے ہم جو مناسب سمجھیں کعب سے ویسی باتیں کریں آپ نے فرمایا شوق سے کرو جاؤ ۱۲ منہ [3] ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا: آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ واقدی کی روایت میں ہے کہ پھر کعب نے ابونائلہ سے پوچھا کہو تمہارا کیا ارادہ ہے انہوں نے کہا یہی ارادہ ہے کہ اب اس شخص سے الگ ہو جائیں وہ جانے اس کا دین جانے کعب اس تقریر سے بہت خوش ہوا ۱۲ منہ [4] اگر برا نقشہ ہوا تو یار لوگ الگ ہو جائیں گے ۱۲ منہ [5] یہ راوی کا شک ہے کہ ایک وسق کہا یا دو وسق حافظ نے کہا یہ شک علی ابن مدینی کو ہوا۔ کرمانی نے کہا سفیان کو ہوا ۱۲ منہ [6] عورتیں تم کو دیکھ کر فریفتہ ہو جائیں گی ۱۲ منہ

فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ قَالَ وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ قِيلَ لِسُفْيَانَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَا جَاءَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ

تم تو سارے عرب میں خوبصورت ہو۔ اس نے کہا اچھا اپنے بیٹوں کو گرو کر دو ان لوگوں نے کہا بیٹوں کو رہن رکھیں تو ساری عمر لوگ ان پر طعنہ مارتے رہیں گے کہ ایک وسق یا دو وسق پر یہ رہن ہوئے تھے۔ بڑے شرم کی بات ہے البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گرو ہی رکھ سکتے ہیں۔ اتنی گفتگو کے بعد محمد بن مسلمہؓ رات کو دوبارہ آنے کا وعدہ کرکے چلے گئے رات کو آئے تو ابونائلہ کو ساتھ لائے جو کعب کا رضاعی بھائی (دودھ شریک بھائی) تھا کعب نے انہیں قلعے کے پاس بلایا اور خود قلعے سے اتر کر نیچے آکر ان سے ملا جب وہ قلعے سے اترنے لگا تو اس کی بیوی کہنے لگی اتنی رات کے وقت کہاں جاتا ہے؟ کعب کہنے لگا یہ محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابونائلہ بلا رہے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں عمرو بن دینار کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث میں اور بڑھایا ہے کہ اس کی بیوی کہنے لگی اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے[1] کعب نے کہا واہ! وہ تو میرا دوست محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی[2] ابونائلہ ہے اور شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بلائیں تو وہ تعمیل کرے گا[3]۔ (جائے گا)

ادھر محمد بن مسلمہؓ اپنے ساتھ دو آدمی اور لے کر آئے تھے سفیان سے پوچھا گیا کیا عمرو (راوی) نے ان لوگوں کے نام بھی بیان کئے تھے؟ انہوں نے کہا بعضوں کا نام لیا تھا (محمد بن مسلمہؓ اور ابونائلہ)

عمرو نے اتنا ہی کہا محمد بن مسلمہؓ دو آدمی علاوہ اپنے ساتھ لائے تھے (محمد بن مسلمہؓ کے علاوہ نام نہیں لیا) مگر دوسرے حضرات نے ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر کا نام لیا ہے[4]۔

بہرحال عمرو نے اتنا ہی کہا محمد بن مسلمہؓ جو اپنے ساتھ دو دیگر آدمیوں کو لائے تھے ان کو کہنے لگے جب کعب یہاں آئے گا میں اس کے سر کے بال تھام لوں گا سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا تو تم اپنا کام کرو (اس پر تلوار مار دینا) ایک مرتبہ عمرو (راوی) نے یہ لفظ کہے کہ میں سونگھوں گا اور تم کو سنگھاؤں گا۔ غرضیکہ کعب سر سے چادر اوڑھے ہوئے اترا اس کے بدن سے خوشبو مہک رہی تھی۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا میں نے تو (ساری عمر میں) آج کی طرح خوشبودار ہوا نہیں سونگھی۔ عمرو کے

---

[1] یعنی محمد بن مسلمہ ان کے ساتھیوں نے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے کہ وہ عورت اس سے لپٹ گئی اور کہنے لگی میں ہرگز نہ جانے دوں گی مگر کعب کے سر پر قضا کھیل رہی تھی اس نے ایک نہ سنی ۱۲ منہ [3] گویا کل پانچ آدمی تھے محمد بن مسلمہ ابونائلہ اور یہ تین شخص ابن اسحاق نے کہا رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ سے چلے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک ان کے ساتھ آئے تھے چاندنی رات تھی آپ نے فرمایا اللہ کے نام پر جاؤ اور یہ دعا فرمائی یا اللہ ان کی مدد کر ۱۲ منہ [4] یعنی یہ لوگ برے ارادے سے آئے معلوم ہوتے ہیں یہ جو رو بڑی عاقلہ تھی ۱۲ منہ [5] یہ عربی کی ایک مثل ہے یعنی کوئی ملاقات کو آئے او آدمی نہ ملے تو یہ مروت سے بعید ہے ۱۲ منہ

قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ اَشَمَّ اَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ اَتَاْذَنُ لِیْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ۔

سوا دوسے راوی یوں کہتے ہیں۔ کعب نے جواب میں کہا میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو تمام عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن وجمال (یا علم و کمال) میں بھی بے نظیر ہے عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ پھر محمد بن مسلمہؓ نے اس سے کہا تم مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا اچھا سونگھو انہوں نے خود بھی سونگھا اور ساتھیوں کو بھی سنگھایا۔ پھر دوبارہ کہا میں تمہارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ اس نے کہا ہاں۔ محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر زور سے تھاما اور اپنے ساتھیوں سے کہا "اب شروع کر دو" انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو تمام واقعہ سنایا۔[1]

بَاب ۳۱۸۴ قَتْلِ اَبِیْ رَافِعٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْحُقَیْقِ وَیُقَالُ سَلَّامُ بْنُ اَبِی الْحُقَیْقِ كَانَ بِخَیْبَرَ وَیُقَالُ فِیْ حِصْنٍ لَّهٗ بِاَرْضِ الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِیُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

باب ابورافع یہودی عبداللہ بن ابی حقیق کے قتل کا واقعہ۔

کہتے ہیں اس کا نام سلام بن ابی حقیق تھا یہ خیبر میں رہتا تھا۔ بعض کہتے ہیں ایک قلعے میں رہتا تھا جو سرزمین حجاز میں واقع تھا۔ زہری کہتے ہیں ابورافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا (رمضان ۶ ہجری میں)

۳۷۴۸۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِیْكٍ بَیْتَهٗ لَیْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ۔

(از اسحاق بن نصر از یحییٰ بن آدم از ابن ابی زائدہ از ابواسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کو ابورافع کے پاس بھیجا۔ عبداللہ بن عتیک رضؓ اس کے گھر میں داخل ہوئے وہ (ابورافع) سو رہا تھا اسے قتل کیا۔

۳۷۴۹۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ الْیَهُوْدِیِّ

(از یوسف بن موسیٰ از عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابواسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کے پاس انصار کے کئی افراد کو بھیجا ان کا سردار عبداللہ بن عتیکؓ کو مقرر فرمایا، ابورافع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا

---

[1] کہتے ہیں اس کا سر بھی کاٹ کر لیتے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر ڈال دیا آپ نے خدا کا شکر کیا دوسری روایت میں ہے جب صحابہؓ نے پہلی ضرب لگائی تو اس نے چیخ ماری اور یہود دوڑے مگر انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو نہ پایا صبح کو یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے ہمارا سردار مارا گیا آپ نے اس کے کرتوت ان کو سنائے یہودی مرعوب ہو گئے کعب سے آپ کا معاہدہ نہ تھا اس وجہ سے اس کا مار ڈالنا جائز تھا سہیلی نے کہا معاہدہ تھا مگر جب ذمی کافر پیغمبر کو برا کہے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ بھی کعب بن اشرف کی طرح مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تھا کعب کو اوس قبیلے والوں نے قتل کیا تھا تو خزرج قبیلے والوں کو رشک پیدا ہوا انہوں نے ابورافع کے قتل کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی ۱۲ منہ [3] اس کو یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] چار آدمی تھے ان کے سردار عبداللہ بن عتیک تھے ۱۲ منہ

بِرِجَالٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَّهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَّمُتَلَطِّفٌ لِّلْبَوَّابِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُّ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَّصَاحَ فَخَرَجْتُ

تھا اور آپؐ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا[1] حجاز میں اس کا قلعہ تھا، اس میں رہتا تھا، بہرحال یہ لوگ اس قلعے کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا لوگ اپنے اپنے مویشی چرا کر لوٹ چکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عتیک رضؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم یہاں قلعے کے باہر، اس جگہ بیٹھے رہو، میں جاتا ہوں اور دربان سے مل ملا کر قلعے کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں، وہ آئے قلعے کے دروازے پر پہنچ کر کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھے جیسے کوئی رفع حاجت کر رہا ہو قلعے کے سب لوگ اندر جا چکے تھے، اتنے میں دربان نے انہیں آواز دی! خدا کے بندے اگر اندر آنا چاہتا ہے تو آجا میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں[2]

عبداللہ بن عتیک رضؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں قلعے کے اندر گیا اور چھپ رہا[3]۔ جب قلعہ والے سب اندر آچکے تو دربان نے دروازہ بند کیا اور چابیاں ایک میخ پر لٹکا دیں (دربان غافل ہو گیا) میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا (تاکہ بھاگتے وقت آسانی ہو)

ادھر ابورافع کے پاس رات کو داستان ہوا کرتی تھی[4] وہ اپنے بالاخانوں میں بیٹھا کرتا تھا، جب داستان گو چل دیئے تو میں بالاخانے پر چڑھا اور جس دروازے سے گھستا تھا اسے اندر سے بند کر لیتا تھا میرا مطلب یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے جب بھی ان کے پہنچتے پہنچتے میں ابو رافع کو قتل کر ڈالوں۔ الغرض میں ابورافع تک پہنچا وہ ایک تاریک کوٹھری میں اپنے بال بچوں کے درمیان سو رہا تھا مجھے اس کا ٹھکانا معلوم نہ ہوا کہ وہ گھر کے کس حصے میں پڑا ہے آخر میں نے اسے آواز دی ابورافع! اس نے کہا کون ہے؟ میں اسی طرف جھکا اور آواز پر تلوار کی ایک ضرب لگائی

[1] کہتے ہیں جنگ احزاب میں اطراف عرب کے کئی قبیلوں کو ترغیب دے کر اور روپیہ سے ان کی مدد کر کے ان کو مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے کہ قلعہ والوں کا ایک گدھا گم ہو گیا تھا اس کے ڈھونڈھنے کے لئے باہر نکلے میں بھی ان لوگوں میں شریک ہو گیا اور کپڑا اس لئے ڈھانپ لیا کہ کوئی مجھ کو پہچانے نہیں جب وہ لوگ قلعے میں گئے تو میں بھی ان کے ساتھ اندر پہنچ گیا اور بڑی رات تک گدھوں کے طویلہ میں مخفی رہا ۱۲ منہ [3] گدھوں کے طویلہ میں ۱۲ منہ [4] جیسے امیروں کا قاعدہ ہے رات کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر بیٹھتے ہیں اور قصہ خوان داستان گو آتے ہیں ادھر ادھر کی حکایتیں اور نقلیں تفریح طبع کے لئے سناتے رہتے ہیں جب تک سونے کا وقت ہو اور نیند آنے لگے ۱۲ منہ [5] یعنی عبداللہ بن عتیک اور ان کے ہمراہی ۱۲

مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيبَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى أَصْحَابِي فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ۔

میں خود بھی اس وقت دہشت زدہ تھا، اس ضرب سے کچھ مقصد برآری نہیں ہوئی، ابورافع چلایا، میں کوٹھری کے باہر آگیا تھوڑی دیر ٹھیر کر پھر کوٹھری میں گیا اور میں نے (آواز بدل کر) پوچھا ابورافع! تم چلائے کیوں؟ وہ (مجھے اپنا آدمی سمجھ کر) کہنے لگا ارے تیری ماں مرے ابھی ابھی کسی نے اس کوٹھری میں مجھ پر تلوار کا وار کیا، یہ سنتے ہی میں نے اس پر ایک ضرب لگائی اگرچہ اب اسے کاری ضرب لگی مگر وہ مرا نہیں، آخر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب دبایا) وہ اس کے پیٹھ تک پہنچ گئی جب مجھے یقین ہوا کہ اب میں اسے ختم کرچکا ہوں، اس وقت میں لوٹا ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا، سیڑھیوں پر پہنچ کر اتر رہا تھا میں سمجھا کہ اب زمین آگئی، چاندنی رات تھی میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی مگر میں نے اسے پگڑی سے باندھ لیا اور وہاں سے چلتا ہوا (قلعہ کے باہر آکر) دروازے پر بیٹھ گیا، میں نے (اپنے دل میں) کہا میں یہاں سے آج کی رات اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک مجھے ابورافع کی موت کا یقین نہ ہوجائے[۱] جب مرغ نے آواز دی (صبح ہوگئی) اس وقت قلعہ کی دیوار پر موت کی خبر دینے والا کھڑا ہوا پکارنے لگا حجاز کا تاجر ابورافع مرچکا ہے۔

یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا اور ان سے کہا جلدی بھاگ چلو، اللہ نے ابورافع کو قتل کرادیا وہاں سے (بھاگتا ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ کو واقعہ سنایا آپ نے فرمایا ذرا اپنا پاؤں پھیلا، میں نے پھیلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیر دیا مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے اس پاؤں میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی[۲]

۳۷۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

(از احمد بن عثمان از شریح ابن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف از والدش از ابواسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کی طرف (اسے مارنے کے لیے) حضرت عبداللہ

---

[۱] کہتے ہیں عبداللہ بن عتیک کی نگاہ بھی ضعیف تھی ۱۲ منہ [۲] غرض رات بھر وہیں بیٹھا رہا ۱۲ منہ [۳] آپ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے ٹوٹی ہوئی ہڈی دم بھر میں جڑ گئی اور درد بھی جاتا رہا۔ سبحان اللہ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا ۱۲ منہ

الْبَرَاءِ رض قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ وَ
عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا
حَتّٰى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عَتِيكٍ امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتّٰى أَنْطَلِقَ أَنَا
فَأَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ
فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ
يَطْلُبُونَهُ قَالَ فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ قَالَ
فَغَطَّيْتُ رَأْسِي كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادَى
صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ
قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي
مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ
أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوا حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ
مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا
هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً
خَرَجْتُ قَالَ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ
وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كُوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ
فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ قَالَ قُلْتُ إِنْ
نَذِرَ بِي الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلَى مَهَلٍ ثُمَّ
عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا
عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي
رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ
طَفِئَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ
يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ فَعَمَدْتُ

ابن عتیک رض اور عبداللہ بن عتبہ اور دوسرے کئی افراد کو ان کے ساتھ
بھیجا[1]۔ یہ لوگ جب قلعے کے قریب پہنچے تو عبداللہ بن عتیک رض نے اپنے
ساتھیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرے رہو میں جا کر دیکھوں گا (کیا تدبیر کرنی
چاہیئے) عبداللہ بن عتیک رض کہتے ہیں میں گیا اور دربان کو ملا۔ میں
چاہتا تھا کہ قلعے میں گھس جاؤں، اتنے میں قلعے والوں کا ایک گدھا گم
ہوگیا، وہ روشنی لے کر اسے ڈھونڈھنے نکلے میں خوف زدہ ہوا کہیں
مجھے پہچان[2] نہ لیں، میں نے اپنا سر چھپا لیا (اور اس طرح بیٹھ گیا) جیسے
کوئی رفع حاجت کر رہا ہے اب دربان نے آواز دی "جسے اندر آنا ہو وہ
آجائے میں دروازہ بند کرتا ہوں" یہ سن کر میں قلعے کے اندر داخل ہوگیا
اور قلعے کے دروازے کے پاس جہاں گدھے بندھا کرتے تھے چھپ
رہا قلعے والوں نے ابو رافع کے پاس کھانا کھایا اور کچھ رات گذرنے تک
وہیں (بیٹھے) رہے باتیں کرتے رہے پھر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے
جب خاموشی ہوگئی اور کوئی آواز یا حرکت سنائی نہ دی (سب سو گئے)
تو میں (اس طویلے سے) باہر نکلا میں نے (پہلے ہی) دربان کو دیکھ لیا
تھا، اس نے دروازے کی کنجی ایک سوراخ میں رکھ دی تھی وہ کنجی لے کر
میں نے دروازہ کھول دیا، میرا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگوں کو خبر ہو جائے تو
میں آسانی سے چلا جاؤں (بھاگتے وقت تالا نہ کھولنا پڑے) اب میں قلعے
میں جو گھر تھے ان کے دروازوں پر گیا اور سب کی زنجیریں باہر سے لگا دیں
(تاکہ وہ باہر نہ نکل سکیں) اس کے بعد میں سیڑھی پر چڑھا جہاں ابو رافع تھا
اوپر جا کر دیکھا کہ جس کوٹھڑی میں ابو رافع ہے وہاں بالکل اندھیرا ہے
چراغ بھی گل ہوگیا ہے اس کا ٹھکانہ مجھے معلوم نہ ہوا آخر میں نے آواز
دی ابو رافع! اس نے پوچھا کون؟ میں آواز کی طرف گیا اور تلوار کی
ایک ضرب لگائی ابو رافع نے ایک چیخ ماری مگر اس ضرب سے مقصد حل نہ
ہوا تھا۔ عبداللہ بن عتیک رض کہتے ہیں تھوڑی دیر ٹھہر کر میں ابو رافع کے

[1] وہ لوگ یہ تھے مسعود بن سنان اسلمی اور عبداللہ بن انیس اور ابو قتادہ انصاری اور خزاعی بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم [2] یہ غیر آدمی کون ہے کہاں سے آیا کیوں آیا ۱۲ منہ

نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ فَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيثُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي فَقَالَ أَلَا أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيثِ فَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ أَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتَّى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ فَقُلْتُ انْطَلِقُوا فَبَشِّرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ۔

پاس گیا گویا اس کی مدد کے لیے آیا ہوں، میں نے آواز بدل کر پوچھا ابورافع کیا بات ہے؟ اس نے کہا بڑا تعجب ہے ارے تیری ماں مرے ابھی ابھی کوئی میرے پاس اندر آیا اور مجھ پر تلوار کا وار کر گیا ہے یہ سنتے ہی میں نے ایک اور ضرب لگائی لیکن کچھ کام نہ نکلا، اس نے چیخ ماری اس کی بیوی جاگ پڑی۔

عبداللہ بن عتیک رض کہتے ہیں پھر (تیسری بار) میں آیا اور میں نے آواز بدلی، گویا کوئی مدد کرنے کے لیے آیا ہے، میں نے دیکھا وہ چت لیٹا ہوا ہے میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی پھر اپنے سارے بدن کا بوجھ اس پر ڈالا یہاں تک کہ ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز میں نے سنی [۱]

اس کے بعد میں ڈرتے ڈرتے زینے پر آیا تاکہ اتروں لیکن (جلدی اور گھبراہٹ میں) نیچے گر پڑا، میرے پاؤں کا جوڑ نکل گیا[۲]۔ میں نے اسے کپڑے سے باندھ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اس طرح سے (آہستہ آہستہ چلتا) آیا جیسے قیدی زنجیروں میں جکڑا ہوا چلتا ہے میں نے ان سے کہا تم جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دو، اور میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک موت کی خبر دینے والے کی آواز نہ سن لوں گا۔

جب صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر چڑھا اس نے یوں آواز دی (لوگو) ابورافع مر گیا۔ عبداللہ بن عتیک رض کہتے ہیں میں اٹھا اور چل پڑا مجھے محسوس ہوا کہ اب میرے پاؤں میں درد نہیں ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے (جو مجھ سے آگے نکل چکے تھے) رستے میں مل گیا۔ ابھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچے تھے۔ میں نے خود پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی[۳]۔

---

[۱] ابن اسحٰق کی روایت میں ہے وہ چلانے لگی میں نے اس پر تلوار اٹھائی جی میں آیا اس کو مار ڈالوں لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خیال کیا کہ آپ نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا تھا اس لئے میں رک گیا اور اس کو نہیں مارا ۱۲ منہ [۲] تلوار پیٹ کی ہڈیوں تک پہنچ گئی ۱۲ منہ [۳] یعنی ہڈی سرک گئی۔ اگلی روایت میں پنڈلی ٹوٹنے کا ذکر ہے اور اس میں جوڑ کھل جانے کا دونوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور جوڑ بھی کسی جگہ سے کھل گیا ہو ۱۲ منہ
[۴] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے جس میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو میں بالکل اچھا ہو گیا کیونکہ احتمال ہے کہ عبداللہ بن عتیک کو خوشی کی وجہ سے چلتے وقت تکلیف معلوم نہ ہوئی ہو جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے ہوں اس وقت درد کی بھی شدت ہوئی ہو اور ہڈی کا قاعدہ بھی یہی ہے ٹوٹتے وقت جب تک گرم رہتی ہے زیادہ تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھوڑی دیر بعد زخم ٹھنڈا ہونے پر بہت درد شروع ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

باب ۲۱۸۵ غَزْوَۃِ اُحُدٍ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّیُٔ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وَقَوْلِہٖ جَلَّ ذِکْرُہٗ وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُھَدَآءَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ وَقَوْلِہٖ وَلَقَدْ

باب جنگ احد کا واقعہ [1]

اللہ تعالیٰ کا (سورۂ آل عمران میں) ارشاد ہے "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صبح اپنے گھر سے (کوہ احد کی طرف نکل کر) مسلمانوں کو جنگ کے لیے مورچوں پر متعین کرنے لگے (وہ وقت یاد کیجیے) اور اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد "نہ ہمت ہارو نہ رنجیدہ ہو، اگر تم سچے ایمان دار ہو تو (آئندہ) تم ہی غالب رہوگے، اگر اس جنگ میں تمہیں کچھ صدمہ پہنچا تو (بیدل کیوں ہوتے ہو) ان مشرکوں کو بھی (جنگ بدر میں) ایسا ہی صدمہ پہنچ چکا ہے ہم زمانہ ہر قوم کے لیے تبدیل کرتے رہتے ہیں (کبھی فتح کبھی شکست) اس شکست میں یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان داروں کو امتیاز عطا فرمائے اور بعض شہادت کے درجے پر فائز ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی ظالموں (مشرکوں کافروں) سے محبت نہیں [2] رکھتا۔ یہ بھی غرض تھی کہ ایمان والوں کو نکھار دے، اور کافروں کا ستیاناس کردے [3]۔ (مسلمانو) کیا تم یہ سمجھے تھے کہ بہشت کا داخلہ مل جائے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے (دنیا پر) ابھی واضح نہیں کیا کہ مجاہد اور صابر کیسے ہوا کرتے ہیں؟ نیز اس جنگ سے پہلے تو تم شہادت کی آرزو کرتے تھے اب تو شہادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا"۔

نیز (اسی سورت میں) ارشاد ہے "خدا نے اپنا وعدہ

[1] یہ بہت بڑی جنگ تھی جو شوال ۳ھ میں ہوئی احد ایک پہاڑ ہے مشہور، مدینہ منورہ سے تین میل پر اس جنگ میں اول اول مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی لیکن بعد میں لوٹ کی طمع سے انہوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس کی حفاظت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کافروں نے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کیا ان کے پاؤں اکھڑ گئے ستر مسلمان تخمیناً شہید کردیئے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس میں بڑی حکمت تھی چند منافقوں کا نفاق کھول دینا اور چند مسلمانوں کو شہادت کا درجہ دینا منظور تھا ۱۲ منہ [2] یہ نہ سمجھنا کہ مشرکوں کو جو جنگ احد میں غلبہ ہوا تو اللہ ان کو پسند کرتا ہے یا ان سے محبت رکھتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی ان کافروں کا جو جنگ احد میں بڑھ گئے تھے ان کا ستیاناس ہو کیونکہ اس فتح سے ان کا حوصلہ بڑھ گیا اب وہ پھر لڑنے آئیں گے اور اب کے ایسی مار کھائیں گے کہ پناہ بخدا ۱۲ منہ

صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ تَسْتَاْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا بِاِذْنِهٖ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الْاٰيَةَ۔

پورا کر دکھایا جب تم کفار کو خدا کے حکم (آغاز جنگ میں خوب قتل کر رہے تھے (تمہاری فتح ہوئی) پھر جب تم نے بزدلی کی اور پیغمبرؐ کے حکم کو نہ سنا اور اختلاف کرنے لگے اور جو امر تم چاہتے تھے (یعنی فتح) اسے دیکھ کر بھی تم نے پیغمبرؐ کی (کما حقہ) اطاعت نہ کی، کوئی دنیا کے پیچھے پڑ گیا اور کوئی آخرت کے خیال میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توجہ دشمنوں کیطرف سے ہٹا دی (تم بھاگ کھڑے ہوئے) اس میں تمہاری آزمائش بھی مقصود تھی، اور اللہ نے تمہاری لغزش (احد کے دن بھاگنے کی) معاف کر دی۔ اللہ ایمان والوں پر بڑا مہربان ہے (اسی صورت میں) ارشاد ہے "جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے (شہید ہوئے) انہیں مردہ ہرگز نہ خیال کرنا" آخر آیت تک [۱]

۳۷۵۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہتھیار لگائے ہوئے اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے آپہنچے ہیں۔

۳۷۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَ

(از محمد بن عبدالرحیم از زکریا بن عدی از عبداللہ بن مبارک از حیوہ از یزید بن ابی حبیب از ابوالخیر) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ برس کے بعد (یعنی آٹھویں برس میں) شہدائے احد پر اس طرح سے نماز پڑھی جس طرح کوئی زندوں اور مُردوں کو رخصت کرتا ہے [۲]، پھر وہاں سے آکر) منبر پر چڑھے فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں (تم سے پہلے آخرت میں جاتا ہوں) اور

---

[۱] ابن اسحاق نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے باب میں سورۂ آل عمران کی ساٹھ آیتیں اتاریں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سورت کی ایک سو بیس آیتیں اسی باب میں ہیں ۱۲ منہ

[۲] احد کی لڑائی ۳ھ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہوئی اس لئے راوی کا مطلب یہ ہے کہ آٹھویں برس جیسے ہم نے ترجمہ میں واضح کر دیا ہے زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کی حیات کے آخری سال کا ہے اور مُردوں کا وداع اس معنیٰ کر ہے کہ اب میدان کے (بقیہ برصفحہ آئندہ)

الْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا قَالَ فَکَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَّظَرْتُهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۵۳ - حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَقِیْنَا الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَئِذٍ وَّاَجْلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَیْشًا مِّنَ الرُّمَاةِ وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا اِنْ رَاَیْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَیْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَاَیْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَیْنَا فَلَا تُعِیْنُوْنَا فَلَمَّا لَقِیْنَا هَرَبُوْا حَتّٰی رَاَیْتُ النِّسَآءَ یَشْتَدِدْنَ فِی الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَاَخَذُوْا یَقُوْلُوْنَ الْغَنِیْمَةَ الْغَنِیْمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عَهِدَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَاَبَوْا فَلَمَّا اَبَوْا صُرِفَ وُجُوْهُهُمْ فَاُصِیْبَ سَبْعُوْنَ قَتِیْلًا وَّاَشْرَفَ اَبُوْ سُفْیٰنَ فَقَالَ اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِیْبُوْهُ فَقَالَ

تمہارے اعمال کا گواہ ہوں اور میرے تمہارے ملنے کا وعدہ حوض کوثر پر ہے اور میں تو (اس وقت بھی) اسی مقام سے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے اب اس کا ڈر نہیں رہا کہ تم (دوبارہ) مشرک ہو جاؤ گے (اسلام سے پھر جاؤ گے) بلکہ مجھے جو اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ تم دنیا کے مزوں میں پڑ کر کہیں ایک دوسرے سے رشک وحسد نہ کرنے لگو۔

عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے لیے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا[1]۔

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت براءؓ کہتے ہیں جنگ احد کے موقع پر مشرکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کا ایک جیش بٹھا دیا، ان کا افسر عبد اللہ بن جبیرؓ کو مقرر کیا، ان سے فرمایا تم اس جگہ سے نہ ہٹنا خواہ تم دیکھو کہ ہم کافروں پر غالب ہو گئے، جب بھی نہ ہٹنا خواہ تم دیکھو کہ ہم مغلوب ہو گئے (جب بھی نہ ہٹنا) ہماری مدد نہ کرنا۔

بہرحال جب ہماری اور کفار کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ بھاگ نکلے[2] میں نے ان کی عورتوں کو دیکھا پنڈلیوں پر سے کپڑا اٹھائے ہوئے پہاڑ پر بھاگی جا رہی تھیں ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں[3] اور مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کیا، مال غنیمت! مال غنیمت! حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ نے انہیں سمجھایا دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرما چکے ہیں کہ اس جگہ سے نہ ہٹنا لہٰذا اس جگہ سے مت ہلو انہوں نے نہ مانا[4]۔ اب مسلمانوں کے منہ پھر گئے (بھاگ نکلے) اور ستر مسلمان شہید ہوئے۔ ابوسفیان ایک اونچے مقام پر چڑھا، پکار کر کہنے لگا[5] کیا مسلمانوں

(بقیہ از صفحہ سابقہ) ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی حافظ نے کہا گو آنحضرتؐ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن وہ زندگی اخروی ہے جو دنیاوی زندگی سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں نماز سے دعا مراد ہے حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تین دن کے بعد پھر قبر پر نماز نہ پڑھیں ۱۲ منہ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اس کے چند روز بعد آپ کی وفات ہو گئی ۱۲ منہ [2] جس میں پچاس آدمی تھے ایک ناکے پر ۱۲ منہ [3] ان کافر عورتوں کے نام تھے جو اپنے خاوندوں کے ساتھ آئی تھیں۔ ہندہ بنت عتبہ، ام حکیم، فاطمہ بنت ولید، برزہ بنت معود، ریطہ بنت حبیش، سلافہ بنت سعد، خناس بنت مالک، عمرہ بنت علقمہ ۱۲ منہ [4] مورچہ چھوڑ دیا خالد بن ولید سواروں کا لشکر لئے ہوئے آن پہنچے اور مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا ۱۲ منہ [5] شیطان نے پکار دیا کہ محمدؐ مارے گئے ۱۲ منہ [6] صحابہ سے جو اس وقت آپ کے ساتھ رہ گئے تھے ۱۲ منہ

اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ قَالَ لَا تُجِیْبُوْہُ فَقَالَ اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ ھٰؤُلَآءِ قُتِلُوْا فَلَوْ کَانُوْا اَحْیَآءً لَاَجَابُوْا فَلَمْ یَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَہٗ فَقَالَ کَذَبْتَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ اَبْقَی اللّٰہُ لَكَ مَا یُخْزِیْكَ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانُ اُعْلُ ھُبَلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجِیْبُوْہُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانُ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجِیْبُوْہُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانُ یَوْمٌ بِیَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ وَتَجِدُوْنَ مُثْلَۃً لَمْ اٰمُرْ بِھَا وَلَمْ تَسُؤْنِیْ۔

کیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں؟ آپ نے صحابہ کرام سے کہا اسے جواب مت دو، پھر کہنے لگا ابو قحافہ کا بیٹا (صدیق اکبرؓ) زندہ ہیں؟ آپ نے فرمایا خاموش رہو جواب مت دو۔ پھر کہنے لگا خطاب کے بیٹے (فاروق اعظمؓ) زندہ ہیں [۵۲] تب ابو سفیان [۵۳] کہنے لگا یہ لوگ مارے جا چکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے، یہ سن کر حضرت عمر سے نہ رہا گیا بے اختیار کہا اُٹھے ارے خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے اللہ نے تجھے ذلیل کرنے کے لیے انہیں قائم رکھا ہے ابو سفیان نے کہا اے (ہمارے خدا) ھبل تو بلند [۵۴] ہو جا (یعنی تو بلند ہے) حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے جواب دو انہوں نے عرض کیا کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو اللہ اعلیٰ واجل (اللہ سب سے بلند و برتر ہے) پھر ابو سفیان کہنے لگا ہمارا مددگار عزیٰ ہے (جو ایک بت کا نام تھا) تم مسلمانوں کے پاس عزیٰ نہیں ہے آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے جواب دو، انہوں نے عرض کیا کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا مددگار نہیں ابو سفیان نے کہا جنگ بدر کا [۵۵] بدلہ ہو گیا، اور لڑائی تو ڈولوں کی طرح [۵۶] ہے۔ دیکھو (بعض لاشوں میں) ناک کان کترے ہوئے پاؤ گے۔ میں نے ایسا حکم نہیں دیا اگرچہ میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا [۵۷]۔

۳۷۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ یَوْمَ اُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُھَدَآءَ۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عمرو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعض لوگوں نے صبح کو شراب [۵۸] پی، پھر جنگ میں شہید ہوئے۔

۳۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَّکَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ

(از عبدان از عبداللہ از شعبہ از سعد بن ابراہیم) ابراہیم کہتے ہیں کہ ان کے والد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے (شام کے وقت) ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو کہنے لگے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (جنگ احد میں) شہید ہوئے وہ مجھ سے [۵۹] اچھے تھے ایک چادر میں انہیں کفن

---

[۵۱] ادھر سے کچھ جواب ملا ۱۲ منہ [۵۲] اپنے لوگوں کی طرف منہ کر کے ۱۲ منہ [۵۳] یا تجھ کو رنج دینے ۱۲ منہ [۵۴] ہبل ایک بت کا نام تھا خانہ کعبہ میں ابو سفیان کا مطلب تھا کہ اب بت پرستی کو پھر فروغ ہو گیا ہبل کی عظمت ظاہر ہو گئی ۱۲ منہ [۵۵] اس دن ستر کا فرمارے گئے تھے آج ستر مسلمان مارے گئے ۱۲ منہ [۵۶] کبھی ادھر کبھی ادھر ۱۲ منہ [۵۷] کہتے ہیں اس جنگ میں سب مسلمان بھاگ گئے یا تتر بتر ہو گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ اصحاب رہ گئے تھے اسی جنگ میں ابن قمیہ نے آپ کو پتھر مارے آپ کا دندان مبارک شہید ہوا چہرے پر زخم آیا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [۵۸] اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی ۱۲ منہ [۵۹] عبدالرحمٰن بن عوف عشرہ مبشرہ میں تھے مگر یہ تواضع کی راہ سے انہوں نے مصعب کو اپنے سے اچھا بتایا کوئی عقلمند آدمی اپنی آپ تعریف نہیں کرتا ۱۲ منہ

بُرْدَةٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

دیا گیا اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا (چادر چھوٹی تھی)

ابراہیم کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں عبدالرحمٰن رضؓ نے یہ بھی کہا اور حمزہ بن عبدالمطلبؓ (بھی اسی دن) شہید ہوئے وہ مجھ سے اچھے تھے، پھر ہم لوگوں کو دنیا دی خوشحالی اور فارغ البالی میسر ہوئی کیسی فارغ البالی دی گئی! یا یوں کہا پھر ہمیں دنیا دی گئی، کیسی دی گئی (یعنی بہت دی گئی) ہمیں ڈر ہے کہیں ہماری نیکیوں کا ثواب جلدی سے دنیا ہی میں نہ مل گیا ہو (آخرت میں نہ ملے) اس کے بعد رونے لگے، اتنا روئے کہ کھانا بھی نہ کھایا۔

۳۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عمرو) حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں ایک شخص نے جنگ احد کے دن آپؐ سے عرض کیا فرمائیے اگر میں مارا جاؤں تو مارے جانے کے بعد کہاں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا بہشت میں۔ وہ شخص یہ سن کر جو کھجوریں لیے ہوئے کھا رہا تھا انہیں پھینک دیا پھر لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا (شہید ہوا)[۱]

۳۷۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ وَمِنَّا مَنْ مَضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ

(از احمد بن یونس از زہیر از اعمش از شقیق) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت محض اللہ کی رضامندی کے لیے کی ہمارا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا۔[۲]

ہم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو گذر گئے انہوں نے دنیا میں کچھ بدلہ ہی نہ پایا۔ انہی لوگوں میں مصعب بن عمیر تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے، انہوں نے صرف ایک دھاری دار کمبل چھوڑا، جب ہم اس سے ان

---

[۱] ابن بشکوال نے کہا اس شخص کا نام عمیر بن حمام تھا مسلم کی روایت میں ہے کہ عمیر بن حمام نے جنگ احد کے دن کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگا پھر کہنے لگا ان کھجوروں کے تمام کرنے تک اگر جیتا رہا یہ تو بڑی لمبی زندگی ہوگی اور لڑائی شروع کی مارا گیا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ عمیر بدر کے دن مارا گیا اور یہ سب انصار میں پہلا شخص تھا جو اللہ کی راہ میں جنگ میں مارا گیا ابن اسحاق نے روایت کیا کہ عمیر بن حمام جب کافروں سے جنگ بدر میں بھڑ گیا تو یہ کہنے لگا اللہ کے پاس جاتا ہوں توشہ دو شہ کچھ البتہ خدا کا ڈر اور آخرت میں کام آنے والا عمل اور جہاد پر صبر ہے بیشک خدا کا ڈر نہایت مضبوط کرنے والا امر ہے انس بن نضر انصاری کو عمر بن خطاب رضؓ ملے جو گھبرائے ہوئے تھے انہوں نے کہا بڑا غضب ہو گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے انس نے کہا پھر اب ہم تم زندہ رہ کر کیا کریں گے آنحضرت صلعم کا خدا تو زندہ ہے اسی دین پر لڑ کر مرو جس پر تمہارے پیغمبر لڑے یہ کہہ کر انس بن نضر کافروں کی صف میں گھس گئے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوئے کہتے ہیں احد کی جنگ میں کافروں کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ نے سنبھالا اس کو حضرت علی نے مارا پھر عثمان بن ابی طلحہ نے اس کو امیر حمزہ نے مارا پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے اس کو سعد بن ابی وقاص نے مارا پھر نافع بن ابی طلحہ نے اس کو عاصم بن ثابت انصاری نے مارا پھر حارث بن ابی طلحہ نے اس کو بھی عاصم نے مارا پھر کلاب بن ابی طلحہ نے اس کو زبیر نے مارا پھر جلاس بن طلحہ نے پھر ارطاۃ بن شرجیل نے ان کو حضرت علی نے مارا پھر شریح بن قارظ نے وہ بھی مارا گیا پھر صواب ایک غلام نے اس کو سعد بن ابی وقاص یا حضرت علی یا قزمان نے مارا آخر کید کافر بھاگ نکلے ۱۲ منہ

[۲] وہ اپنے فضل سے ضرور عنایت کرے گا ۱۲ منہ

أُحُدٍ لَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ قَدْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

کا سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں باہر نکل آتے، جب پاؤں ڈھانپتے تو سر باہر نکل آتا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس جما دو یا ڈال دو۔

ہم میں بعض ایسے ہیں جن کا میوہ خوب پکا وہ اسے چن رہے ہیں[1]

أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رض أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ أَيْنَ يَا سَعْدُ إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ أُحُدٍ فَمَضَى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ

ہمیں حسان بن حسان نے بحوالہ محمد بن طلحہ از حمید از انس رض بیان کیا کہ ان کے (انس رض کے) چچا (انس بن نضر رض) بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے[2] کہنے لگے میں آنحضرت کے پہلے غزووں میں شریک نہ ہو سکا۔ اچھا اگر اللہ تعالے اب کسی جنگ میں مجھے آنحضرت کے ساتھ رکھا تو اللہ دیکھ لے گا میں کیسی کوشش کرتا ہوں[3] چنانچہ جب جنگ اُحد کا موقعہ آیا اور مسلمان شکست کھانے لگے تو انس بن نضر رض کہنے لگے ـــ یا اللہ ! میں تیری درگاہ میں اس کام کا عذر کرتا ہوں (معافی چاہتا ہوں) جو ان مسلمانوں[4] نے کیا۔ اور مشرکوں نے جو کیا اس سے بیزار ہوں، یہ کہہ کر تلوار لے کر آگے بڑھے رستے میں سعد بن معاذ سے ملے (جو بھاگے آرہے تھے) انس بن نضر نے کہا سعد! کہاں جاتے ہو؟ میں تو اس پہاڑ (اُحد) کے پاس سے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں غرض انس بن نضر رض گئے اور اتنا لڑے کہ شہید ہو گئے (ان پر اتنے زخم تھے کہ) ان کی لاش پہچانی نہ گئی، ان کی بہن[5] نے ایک تل یا انگلی کے پوروں کو دیکھ کر شناخت کیا، انہیں اسی سے زیادہ زخم نیزوں، تلواروں اور تیروں کے لگے تھے[6]

۳۷۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رض أَنَّهُ

(از موسیٰ بن اسماعیل از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از خارجہ بن زید بن ثابت رض) حضرت زید بن ثابت رض کہتے ہیں ہم حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں قرآن پاک لکھ رہے تھے سورہ احزاب کی ایک آیت

[1] مزے مزے سے کھا رہے ہیں یعنی دنیا کا مال اسباب ملا ۱۲ منہ [2] ان کو افسوس ہوا ۱۲ منہ [3] کیسے زور سے لڑتا ہوں ۱۲ منہ [4] کافروں کے مقابلے سے بھاگ نکلے ۱۲ منہ [5] ربیع بنت نضر ۱۲ منہ [6] اور مشرک کم بختوں نے ان کے کان ناک جدا کاٹ ڈالے تھے اس وجہ سے لاش کا پہچانی نہیں جاتی تھی مسلمانو! تمہارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تونس اور مراکش اسپین ہسپانیہ تک اور مشرق میں چین اور برما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں افریقہ تک پہنچ گئی تھی ہندوستان، شام و مصر وغیرہ سب ان کے زیر نگین آ گئے لیکن ہماری عیاشیوں اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی کہ خاص عرب کے سواحل بھی غیروں کے قبضے میں چلے گئے اب ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر قرآن اور حدیث کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے ۱۲ منہ

سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ فَقَدْتُ آيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ۔

اس میں نہ ملی جسے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا آخر میں نے تلاش کی اور وہ آیت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس دیکھی وہ آیت ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ چنانچہ میں نے قرآن پاک میں اس سورت (احزاب) میں شامل کر دی [1]۔

۳۷۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّمَّنْ خَرَجَ مَعَهٗ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً تَقُوْلُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةً تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از عدی بن ثابت از عبداللہ بن یزید) حضرت زید بن ثابت رضی کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف (جنگ کے لیے) تشریف لے گئے تو کچھ لوگ جاتے وقت آپؐ کے ساتھ لوٹ آئے [2] ان کے متعلق آنحضرتؐ کے صحابہ کرام کے دو گروہ ہو گئے تھے، ایک گروہ [3] کہنے لگا ہم تو ان (منافقوں) کو قتل کریں گے ایک گروہ یہ کہتا تھا نہیں انہیں قتل نہیں کر سکتے چنانچہ اسی موقع پر اللہ نے سورہ نساء کی یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) تمہیں کیا ہو گیا ہے مسلمانو؟ منافقوں کے متعلق تمہارے دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بدکاریوں کی سزا میں انہیں (کفر کی طرف پھر) الٹ دیا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مدینہ کا نام طیبہ (پاکیزہ) ہے، وہ گناہ گاروں کو اس طرح نکال کر پھینک دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کا میل نکال دیتی ہے [4]۔

بَاب ۲۱ إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

باب آیت جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہارنا چاہی اور اللہ ان کا مددگار تھا مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

[1] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے مسلمانوں میں بعضے مرد تو ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو قول قرار کیا تھا وہ سچ کر دکھایا اب ان میں بعضے تو اپنا کام پورا کر چکے شہید ہو چکے (جیسے حمزہ و مصعب) اور بعضے انتظار کر رہے ہیں (جیسے عثمان و طلحہ وغیرہ) اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف خزیمہ کے کہنے پر قرآن میں شریک کر دی گئی بلکہ یہ آیت صحابہ کو یاد تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا سن چکے تھے مگر بھولے سے مصحف میں نہیں لکھی گئی تھی جب خزیمہ کے پاس لکھی ہوئی ملی تو اس کو شریک کر دیا ۱۲ منہ [2] تو یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے باب میں اتری یہی صحیح ہے بعضوں نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا کہ میرا بدلہ اس شخص سے کون لیتا ہے جس نے میری بی بی کو بدنام کر کے مجھ کو ایذا دی اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ میں جھگڑا ہوا یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [3] یہ عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھی تھے ۱۲ منہ [4] کیوں کہ وہ ظاہر میں مسلمان تھے ۱۲ منہ [5] بنو سلمہ خزرج والے اور بنی حارثہ اوس والے ۱۲ منہ [6] اور منافقوں کے ساتھ لوٹ جانے کا قصد کیا ۱۲ منہ [7] اس نے سنبھال لیا آنحضرتؐ کے ساتھ رہے ۱۲ منہ

۳۷۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِيْ سَلِمَةَ وَبَنِيْ حَارِثَةَ وَمَآ اُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

(از محمد بن یوسف از ابن عیینہ از عمرو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہارنا چاہی ہمارے متعلق اتری، اس میں دو گروہوں سے بنی سلمہ (خزرج کی شاخ) اور بنی حارثہ (اوس کی شاخ) مراد ہیں۔ جابر رض کہتے ہیں مجھے اس آیت کا نزول ناپسند نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے، کہ ان کا مددگار تھا [1]

۳۷۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِيْ تِسْعَ اَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ اَنْ اَجْمَعَ اِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَآءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَاَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ اَصَبْتَ ـ

(از قتیبہ از سفیان از عمرو) حضرت جابر رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا جابر! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا بیوہ سے، فرمایا کنواری سے کیوں نہ کیا وہ تجھ سے کھیلتی رہتی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہوئے اور نو بیٹیاں چھوڑ گئے تو میری نو بہنیں تھیں، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ انہی کی طرح ایک نادان لڑکی لا کر ان میں شریک کروں میں نے چاہا ایک (سمجھ دار عمر والی) عورت لاؤں، جو ان کی کنگھی چوٹی اور ان کی خدمت کرے۔ آپ نے فرمایا تو نے ٹھیک کیا۔

۳۷۶۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ

(از احمد بن ابی سریج از عبداللہ بن موسیٰ از شیبان از فراس از شعبی) حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہوئے اور اپنے اوپر قرضے چھوڑ گئے اور چھ بیٹیاں۔ جب ان کے باغ کی کھجور اترنے کا وقت آیا تو میں آنحضرت کے پاس گیا، آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ میرے والد جنگ اُحد میں شہید ہو گئے اور بہت قرضہ چھوڑ گئے، اور چھ بیٹیاں (آپ تشریف لے چلیں) آپ کو قرضخواہ دیکھیں گے۔ [2]

آپ نے فرمایا اچھا تو باغ میں جا، ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی تشریف آوری کے لیے آدمی بھیجا (آپ تشریف لائے) جب انہوں نے آنحضرت کو دیکھا تو اس وقت اور بھی سختی کرنے

[1] تو اللہ کی ولایت یہ کتنا بڑا شرف ہے جو ہم کو حاصل ہوا جنگ احد میں جب عبداللہ بن ابی تین سو ساتھیوں کو لے کر رستے میں سے لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی شیطان نے وسوسہ ڈالا مگر اللہ نے ان کو سنبھال لیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا ۱۲ منہ [2] تو شاید آپ کے لحاظ سے کچھ قرض معاف کر دیں ۱۲ منہ

فَقَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لَكَ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً ـ

لگے[1]، آپؐ نے جب قرضخواہوں کو بلایا، آپؐ برابر انہیں ماپ ماپ کر دیتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا پورا قرضہ ادا کر دیا، میں تو اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرضہ پورا ادا کرا دے گو میری بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ بچے[2]۔ اللہ تعالیٰ نے سب ڈھیروں کو (جوں کا توں) بچا دیا اور جس ڈھیر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے، میں اسے دیکھ رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی[3]

۳۷۶۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از والدش از جدش) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی کہتے ہیں میں نے جنگ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو شخص دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد[4]۔

۳۷۶۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ نَثَلَ

(از عبداللہ بن محمد از مروان بن معاویہ از ہاشم بن ہاشم سعدی از سعید بن مسیب) حضرت سعد بن ابی وقاص رض کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے جنگ احد میں اپنے ترکش میں سے تیر نکال کر میرے سامنے رکھے اور فرمایا (اے سعد) تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ لو اور تیر اندازی

[1] زیادہ تقاضا شروع کیا جابرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرضخواہ کچھ قرضہ چھوڑ دینگے لیکن نتیجہ برعکس ہوا قرضخواہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جابرؓ پر عنایت ہے اگر جابرؓ کے والد کا مال قرضے کو کافی نہ ہوگا تو باقی قرضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے ادا کر دینگے اس لئے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا ۱۲ منہ [2] اپنی قدرت کاملہ سے ۱۲ منہ [3] دوسری روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرضخواہوں کو کچھ قرضہ چھوڑ دینے کے لئے فہمائش کی مگر انہوں نے نہ مانا پھر آپ نے فرمایا اچھا اپنے قرضے کے عوض باغ کا سب میوہ لے لو انھوں نے پھر بھی نہ مانا وہ یہ سمجھے کہ باغ کا میوہ ہمارے قرضہ کو کافی نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد پھرنے اور اس ڈھیر پر بیٹھ جانے کی وجہ سے ایسی برکت دی کہ سب ڈھیر جوں کے توں رہے اور یہ ڈھیر بھی کم نہ ہوا اور قرضہ سب ادا ہو گیا اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھلا معجزہ مذکور ہے باب کا تعلق یہ ہے کہ اس میں جابرؓ کے والد کا جنگ احد میں شہید ہونا مذکور ہے یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے ۱۲ منہ [4] مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل۔ اس حدیث سے یہ قول رد ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا اور جنگوں میں جنگ نہیں کی ۱۲ منہ

لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي -

کر د[1] ۔

۳۷۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ -

(از مسدد از یحیٰی از یحیٰی بن سعید از سعید بن مسیب) حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو مجھ پر ملا دیا[2]

۳۷۶۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رضہ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَهُوَ يُقَاتِلُ -

(از قتیبہ از لیث از یحیٰی از ابن مسیب) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو میرے لیے ملایا۔

سعدؓ کا مطلب یہ تھا میں لڑ رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

۳۷۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضہ يَقُولُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدٍ -

(از ابو نعیم از مسعر از سعد از ابن شداد) حضرت علیؓ کہتے تھے میں نے نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کے سوا اور کسی سے یوں فرمایا ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان[3]

۳۷۶۸- حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رضہ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي -

(از یسرہ بن صفوان از ابراہیم از والدش از عبداللہ بن شداد)۔ حضرت علی رضہ کہتے ہیں میں نے نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو تصدق کیا ہو (قربان ہونا فرمایا ہو) سوائے سعد بن مالک رضہ کے۔ جنگ احد کے دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، سعد! تیر اندازی کر تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

۳۷۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ

(از موسیٰ بن اسماعیل از معتمر از والدش) ابو عثمان ہندی کہتے تھے کہ ایک جنگ میں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے (یعنی

---

[1] حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے جنگ احد میں کافر چلے آتے تھے آپؐ نے اپنے تیر بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے تھے کہ تم ہی مارو انہوں نے ایسے تیر چلائے کہ ایک کافر کو آپ کے پاس پھٹکنے نہ دیا کہتے ہیں یہ تیر بھی ختم ہو گئے اور ایک کافر بالکل قریب آن پہنچا تو ایک تیر جس میں نری لکڑی تھی برچھی نہ تھی رہ گیا تھا آپ نے سعد سے فرمایا یہی تیر مارو سعد نے مارا وہ تیر کافر کے بدن میں گھس گیا ۱۲ منہ [2] یوں فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں [3] سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف ۱۲ منہ [4] سلمان بن طرخان ۱۲ منہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا۔

(جنگ احد میں) آپؐ کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ رضؓ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ رہا ابو عثمان نے یہ بات طلحہ اور سعدؓ سے سنکر روایت کی

۳۷۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَّوْمِ أُحُدٍ۔

(از عبد اللہ بن ابی اسود از حاتم بن اسماعیل از محمد بن یوسف۔) سائب بن یزید کہتے ہیں میں عبد الرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقاص رضؓ کی صحبت میں رہا۔ میں نے ان میں سے کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا البتہ طلحہ رضؓ کو جنگ احد کا واقعہ بیان کرتے سناؔ۔

۳۷۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ۔

(از عبد اللہ ابو شیبہ از وکیع از اسماعیل) قیس رضؓ کہتے ہیں نے طلحہ رضؓ کا ایک ہاتھ بیکار (شل) دیکھا انہوں نے جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ہاتھ سے بچایا تھاؔ۔

۳۷۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رضؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهُ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا وَّكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِّنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

(از ابو معمر از عبد الوارث از عبد العزیز) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں جب جنگ احد ہو رہی تھی تو ایک موقع پر کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور چلے گئے لیکن حضرت ابو طلحہ انصاری (حضرت انس کی والدہ کے دوسرے خاوند) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال کی آڑ آپؐ پر کئے رہے (تاکہ آپؐ کو کافروں کا تیر وغیرہ نہ لگے) اور ابو طلحہ رضؓ بڑے تیر انداز، زوردار کمان والے تھے، انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیاں توڑ دیں، جو مسلمان اس وقت تیروں کا ترکش لیے ہوئے گزرتا تو آنحضرتؐ اس سے فرماتے یہ تیر ابو طلحہ رضؓ کے آگے ڈال دے، اور آنحضرتؐ (کھڑے کھڑے) سر اٹھا کر کفار کو دیکھتے (کہ وہ خبیث کیا کر رہے

لہ یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں مقداد بن اسود کا بھی ساتھ رہنا مذکور ہے کیونکہ شاید مقداد بعد کو آگئے ہوں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپؐ کے ساتھ بارہ انصاری اور طلحہ رہے ایک روایت میں چودہ آدمی مذکور ہیں سات انصاری اور سات مہاجرین ۱۲ منہ

ﷺ اس میں یہ بیان نہیں ہے کہ طلحہ نے کیا قصہ سنایا ابو یعلی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے احد کے دن دو زرہیں تلے اوپر پہنی تھیں ابن اسحاق نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو طلحہ نیچے بیٹھ گئے آپ ان پر پاؤں رکھ کر چڑھ گئے آپؐ نے فرمایا کہ طلحہ نے اپنے لئے بہشت واجب کر لی کافروں نے آپؐ پر تلوار چلائی تو طلحہ رضؓ نے اپنے ہاتھ پر لی ان کا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا کہتے ہیں جس طرف سے کافر تیر مار رہے تھے طلحہ نے اس طرف اپنی پیٹھ کر کے کافروں کے تیر اپنی پشت پر لئے۔ اللہ اللہ طلحہ رضؓ کی جاں نثاری ۱۲ منہ

ﷺ طلحہ کی انگلی کٹ گئی تھی کہتے ہیں احد کے دن ان کو ۷۵ زخم لگے تھے مشرکوں نے آنحضرتؐ کو گھیر لیا آپؐ نے فرمایا کون ہے ایسا جو ان کافروں کو ہم سے ہٹائے یہ سن کر انصاری لوگ جو آپؐ کے ساتھ تھے گئے اور لڑے اور شہید ہوئے پھر طلحہ نے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ہٹا دیا ۱۲ منہ

إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا۔

ہیں ؟) ابو طلحہ آپؐ سے عرض کرتے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپؐ سر نہ اٹھائیے ایسا نہ ہو ان کافروں کا کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے میرے گلے پر تیر لگے وہ آپؐ کے گلے پر سے تصدق ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نے اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور (اپنی والدہ) ام سلیم کو دیکھا وہ کپڑا اٹھائے ہوئے پانی کی مشکیں بھر بھر کر اپنی پیٹھ پر لاتیں، مجاہدوں کے منہ میں (پانی) ڈالتیں پھر واپس جاتیں، مشک بھر کر لاتیں، لوگوں کے منہ میں (مشکوں کا منہ) کھولتیں، ان کی پازیبیں میں نے دیکھیں[1]۔ (اللہ تعالیٰ نے آرام پہنچانے کے لیے انہیں کچھ نیند اونگھ دے دی) اس لیے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار چھوٹ پڑی۔

۳۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي قَالَ قَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ بَصُرْتُ عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيرَةِ

(از عبید اللہ بن سعید از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں جنگ احد میں (پہلے) کفار کو شکست ہوئی تو شیطان ملعون نے (دھوکہ دینے کے لیے) اسی طرح آواز دی خدا کے بندو! تمہارے پیچھے جو لوگ آ رہے ہیں ان سے بچو[2]، یہ سنتے ہی اگلے لوگ پچھلے لوگوں پر پلٹ پڑے[3]۔

اتنے میں معلوم ہوا حذیفہ رضؓ کے والد یمان رضؓ کو مسلمان مار رہے ہیں۔ حذیفہ رضؓ نے با آواز بلند کہا خدا کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں (جنہیں تم مار رہے ہو)۔

عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم انہوں نے کسی طرح اسے نہ چھوڑا بلکہ مار ہی ڈالا[4]۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اللہ تمہیں بخشے![5]

[1] کیونکہ پنڈلیاں کھلی تھیں بے اختیار انس رضؓ کی نظر حضرت عائشہ رضؓ پر پڑ گئی ہوگی جو کچھ گناہ نہیں ہے ام سلیم تو ان کی والدہ ہی تھیں اور ایک اعتبار سے حضرت عائشہ رضؓ بھی والدہ تھیں کیونکہ آپ ام المؤمنین ہیں علاوہ اس کے یہ سخت گھبراہٹ کا وقت تھا ایسے وقت میں مجاہدین کو پانی پلانا ان کی جان بچانا نہایت ضروری تھا پردے کا خیال زیادہ اہم نہ تھا اس سب کے سوا انس رضؓ بہت کم سن تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تو بچوں سے پردے کی ضرورت نہ تھی ۱۲ منہ [2] حالانکہ وہ مسلمان تھے شیطان نے بہکا دیا کہا وہ کافر آ رہے ہیں ۱۲ منہ [3] آپس ہی میں تلوار چل گئی ۱۲ منہ [4] کہتے ہیں عتبہ بن مسعود عبد اللہ بن مسعود رضؓ کے بھائی نے ان کو کافر سمجھ کر مار ڈالا بعضوں نے کہا کئی آدمی ان کے قتل میں شریک تھے حذیفہ رضؓ نے جب کہا تم نے میرے باپ کو مار ڈالا انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم نے ان کو نہیں پہچانا ۱۲ منہ [5] اپنے باپ کے قاتلوں کے لئے دعا کرتے رہے اللہ ان کو بخشے ۱۲ منہ

فِی الْاَمْرِ وَاَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَیْنِ وَیُقَالُ بَصُرْتُ وَاَبْصَرْتُ وَاحِدٌ۔

۶ وہ کہتے ہیں خدا کی قسم حذیفہ رضہ جب تک زندہ رہے ان کے دل میں نیکی رہی؛ امام بخاری رح کہتے ہیں حدیث میں جو بَصُر کا لفظ ہے یہ بصرت سے ہے جو بصیرت سے نکلا ہے یعنی میں نے جانا، اَلْبَصَر کا معنی میں نے آنکھ سے دیکھا بعض کہتے ہیں بصرت اور البصرت کا ایک ہی معنی ہے۔

بَابٌ ۲۱۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جس دن (جنگ احد میں) دونوں گروہ (مسلمان اور کافر) لڑے تو تم میں سے جو لوگ بھاگ نکلے (وہ کافر نہیں ہوئے بلکہ) شیطان نے ان کے بعض اعمال کی وجہ سے انہیں پھسلا دیا اور بے شک اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا، اللہ بخشنے والا اور تحمل والا ہے

۴۰۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَیْتَ فَرَاٰی قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقُعُوْدُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَیْشٌ قَالَ مَنِ الشَّیْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ شَیْءٍ اَتُحَدِّثُنِیْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَیْتِ اَتَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَیَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ یَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ اَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ یَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِاُخْبِرَكَ وَلِاُبَیِّنَ لَكَ عَمَّا سَاَلْتَنِیْ عَنْهُ اَمَّا فِرَارُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا

(از عبدان از ابوحمزہ) عثمان ابن موہب کہتے ہیں کہ ایک شخص (یزید بن بشر سکسکی) نے بیت اللہ کا حج کیا، اس نے وہاں کئی لوگوں کو بیٹھا دیکھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریشی ہیں۔ دریافت کیا یہ بوڑھا شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضہ ہیں۔ وہ شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں بتاؤ گے؟ میں تمہیں اس گھر کی (بیت اللہ کی) عزت اور حرمت کی قسم دیتا ہوں کیا عثمان بن عفان رضہ جنگ اُحد سے بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا تم جانتے ہو کہ عثمان رضہ جنگ بدر میں غیر حاضر تھے اس میں شامل نہ تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ بیعت الرضوان سے بھی محروم رہے تھے اس وقت حاضر نہ تھے انہوں نے کہا ہاں تب اس نے اللہ اکبر کہا ؎

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آ میں تجھے بتاؤں اور تیرے سوالات کی حقیقت بیان کروں، جنگ اُحد کے دن کا بھاگنا تو اللہ تعالیٰ نے

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و لا تبرحوا الخ کے مطابق ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضہ روکتے رہے مگر انہوں نے اجتہادی غلطی کی کہ جنگ ختم ہو چکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہو گئی ہے وہاں سے چلے گئے مگر یہاں قابلِ تنبیہ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یقینی مفہوم عبداللہ بن جبیر رضہ کی رائے میں زیادہ تھا کیونکہ آپ کے الفاظ ان رایتمونا ظھرنا علیھم فلا تبرحوا میں یہ مفہوم غالب ہے اس کے باوجود انہوں نے ظنی پہلو کو اختیار کیا اور اطاعت امیر بھی نہ کی فاللہ اعلم بالصواب ۱۲ عبدالرزاق غفرلہٗ سلہ تعجب سے کہ جب عثمان رضہ ان بڑے بڑے مقامات میں شریک نہ تھے تو ان کی کوئی فضیلت نہ ہوئی۔

عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ عُثْمٰنَ وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمٰنَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمٰنَ اِذْهَبْ بِهٰذَا الْاٰنَ مَعَكَ ـ

معاف کر دیا (جیسے اوپر آیت میں گذرا) رہا جنگ بدر میں شریک نہ ہونا اس کا سبب یہ تھا کہ آنحضرتؐ کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں آپؐ نے ان سے فرمایا (تم مدینے میں رہ کر ان کی تیمارداری کرو) تمہیں اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا شریک جنگ کو ملے گا اور اتنا ہی مال غنیمت میں سے حصّہ ملے گا، رہ گیا بیعت الرضوان میں عدم شمولیت، تو اگر عثمانؓ سے زیادہ مکے میں کوئی عزت اور شان والا ہوتا تو آنحضرتؐ (مشرکوں کو سمجھانے کے لیے) اسے بھیجتے[1]۔ آپؐ نے انہی کو بھیجا اور بیعت الرضوان اس وقت ہوئی جب حضرت عثمان مکے کی طرف جا چکے تھے[2] تو آنحضرتؐ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ (گویا ان سے بیعت لے لی یہ تو عثمان رضؓ کا بہت زیادہ شرف ہوا) اب جا اور یہ باتیں یاد رکھنا[3]۔

باب ۲۱۸۸ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ـ تُصْعِدُوْنَ تَذْهَبُوْنَ اَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ ـ

باب (سورہ آل عمران) ارشاد باری تعالیٰ جب تم لوگ تیز تیز بھاگ رہے تھے اور باوجودیکہ رسول اللہؐ پچھلے گروہ میں رہ کر تمہیں بلا رہے تھے، لیکن تم نے مڑ کر بھی نہ دیکھا (بھاگنے میں لگے ہوئے تھے) بالآخر اللہ نے تمہیں (شکست دے کر) مغموم کیا اس میں یہ حکمت بھی تھی جب کوئی اچھی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے یا (خدا نخواستہ) کوئی مصیبت تم پر آجائے تو (صبر کیا کرو) حزین (بہت غمگین) نہ ہو جایا کرو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں تذھبون کا معنی تُصْعِدُوْنَ ہے یعنی چلے جا رہے تھے) اَصْعَدَ کا معنی گیا، صَعِدَ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص گھر کے اوپر چڑھے[4]

۳۷۷۵ـ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابو اسحاق) حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن پیدل دستے کا سردار عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا (اثنائے جنگ میں مسلمانوں کی فتح کے بعد) پیدل دستے کے

---

[1] ان سے بڑھ کر کوئی عزت دار نہ تھا ۱۲ منہ [2] بلکہ بیعۃ الرضوان کا باعث حضرت عثمانؓ ہی ہیں لوگوں نے یہ خبر اڑا دی کہ مشرکین جنگ پر مستعد ہیں اور انہوں نے حضرت عثمان کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر گئے تھے مار ڈالا اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت غصہ آیا اور سب صحابہ سے بیعت لی کہ جب تک جان باقی ہے مشرکین سے لڑیں گے ۱۲ منہ [3] تاکہ پھر تو شیطان کے فریب میں نہ آئے اور حضرت عثمان رضؓ کی نسبت یہ بدگمانی نہ کرے ۱۲ منہ [4] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ صعد میں جو مجرد ہے اور اصعد جو مزید ہے فرق ہے صعد کا معنے چڑھا اور اصعد کا معنے گیا ۱۲ منہ

عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ۔

(اکثر) لوگ (اختتام جنگ سمجھ کر) بھاگنے لگ گئے اسی منظر کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ الخ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے گروہ میں ٹھہرے ہوئے تمہیں بلا رہے تھے)

باب ۲۱۸۹ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

باب سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ

جب تم (شکست) غم کر چکے تو تم پر اللہ نے غنودگی طاری کر دی جو تم میں سے ایک گروہ کو ڈھانپ رہی تھی اور بعض کو اس وقت بھی اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی (یعنی منافقوں کو) وہ اللہ تعالیٰ سے زمانۂ جاہلیت والی بدگمانی کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اب ہمیں وہ خوشخبری کہاں میسر ہوئی (جس کا آنحضرت ﷺ نے عزم کیا تھا یعنی فتح) اے پیغمبر تمام امور کا اللہ ہی کو اختیار ہے۔

یہ منافق دلوں میں اور بھی (کفر و نفاق کی) بہت سی باتیں چھپائے پھرتے ہیں جنہیں آپ ﷺ کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ یہ پوشیدہ طور پر کہتے ہیں، اگر ہماری بات تسلیم کی جاتی تو ہمارے لوگ یہاں کیوں مارے جاتے؟ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے! اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے جب بھی جن کی قسمت میں اس وقت کی موت تھی وہ (کسی قدرتی خیال کے تحت) قتل گاہ میں آ موجود ہوتے اس جنگ میں یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ تم تمہاری آزمائش (جہان پر) واضح کرنا چاہتا تھا کہ تمہارے دل کی باتیں اور خیالات کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ (بذات خود تو) نہاں خانۂ دل کی تمام کیفیات سے سب سے زیادہ باخبر ہے۔

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتّٰى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَّدِي مِرَارًا يَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ

خلیفہ بن خیاط نے بحوالہ یزید بن زریع از سعید از قتادہ از انس از ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہا میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر جنگ احد میں اونگھ چھا گئی تھی، مجھے ایسی اونگھ آئی کہ کئی بار میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی وہ گرتی میں اٹھا لیتا، وہ گرتی میں اٹھا لیتا۔

باب ۲۱۹ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ قَالَ حُمَيْدٌ وَّثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔

باب سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو ان امور کا اختیار نہیں، یہ اللہ ہی کو اختیار رہے، خواہ وہ انہیں معاف کرے خواہ عذاب دے کیوں کہ وہ گناہ گار ہیں۔

حمید از ثابت بنانی نے انس رض سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں جنگ احد میں زخم ہوگیا، آپؐ نے فرمایا بھلا اس قوم کو کیسے فلاح نصیب ہوگی جس نے اپنے نبی کو زخم آلود کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۷۷۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَّالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

(از یحییٰ بن عبداللہ سلمی از عبداللہ از معمر از زہری از سالم) سالم کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے سنا، آپؐ جب نماز فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو یوں دعا فرماتے یا اللہ فلاں (صفوان بن امیہ) فلاں (سہیل بن عمرو) اور فلاں حارث بن ہشام) پر لعنت کر! یہ دعا آپؐ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد کرتے۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران کی یہ آیت نازل فرمائی) لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ الی اخر الآیۃ تک (ترجمہ اوپر گذر چکا)

عبداللہ بن مبارک نے (اسی اسناد سے) حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تو آپؐ صفوان بن اُمیہ سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام بن مغیرہ کے لیے بد دعا کرنے لگے اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک ؎

؎ حمید کی روایت کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے اور ثابت کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ یہ تینوں شخص اس وقت کافر تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق دی اور شاید یہی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے لئے بد دعا کرنے سے منع فرمایا کہتے ہیں جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کا نیچے کا دانت توڑا اور نیچے کا ہونٹ زخمی کیا اور عبداللہ بن شہاب نے آپکا چہرہ زخمی کیا اور عبداللہ بن قمیہ نے پتھر مار کر آپ کا رخسار زخمی کیا۔ زرہ کے دو چھلے آپؐ کے رخسارے مبارک میں گھس گئے آپؐ نے فرمایا اللہ تجھ کو ذلیل و خوار کرے گا ایسا ہی ہوا ایک پہاڑی بکری نے سینگ مار مار کر اسکو ہلاک کیا بعضوں نے کہا یہ آیت قاریوں کے قصے میں اتری جب آپ رعل اور ذکوان اور عصیہ وغیرہ ان قبائل پر لعنت کرتے تھے لیکن اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ آیت ان کے باب میں اتری ۱۲ منہ

باب ۲۱۹۱ ذِكْرُ اُمِّ سَلِيْطٍ

۳۷۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ اَبِيْ مَالِكٍ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِّسَآءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعْطِ هٰذَا ابْنَتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ اُمُّ سَلِيْطٍ اَحَقُّ بِهٖ وَاُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِّسَآءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ اُحُدٍ۔

باب ۲۱۹۲ قَتْلُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۷۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ وَحْشِيٍّ نَسْاَلُهٗ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَاَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِيْ ظِلِّ قَصْرِهٖ

باب ام سلیط رضؓ کا بیان [1]

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب) ثعلبہ بن ابی مالکؓ کہتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ چادریں مدینہ کی عورتوں میں تقسیم کیں، ایک عمدہ چادر بچ رہی تو بعض لوگوں نے جو ان کے پاس بیٹھے تھے یوں کہا اے امیر المومنین یہ چادر آنحضرتؐ کی نواسی کو دیجئے جو آپ کی بیوی ہیں یعنی ام کلثوم دختر حضرت علی رضؓ کو۔

فاروق اعظم رضؓ نے فرمایا نہیں ام سلیطؓ اس کی زیادہ حقدار ہیں ام سلیط رضؓ ایک انصاری عورت تھیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا یہ ام سلیط رضؓ وہ محترمہ ہیں جو جنگ احد میں پانی کی مشکیں بھر بھر کر ہمارے لیے لاد کر لاتیں [2]

باب حضرت امیر حمزہ رضؓ کی شہادت کا واقعہ [3]

(از ابوجعفر محمد بن عبداللہ از حجین بن مثنیٰ از عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ از عبداللہ بن فضل از سلیمان بن یسار) جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہیں میں عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ سفر میں نکلا جب ہم حمص میں پہنچے (جو شام کا ایک مشہور شہر ہے) تو عبیداللہ بن عدی نے کہا چلو وحشیؓ (بن حرب حبشی) سے ملیں، اس سے حضرت حمزہ رضؓ کے قتل کا حال دریافت کریں گے، میں نے کہا (چلیں) اچھا۔

وحشی حمص میں ہی رہا کرتے تھے، ہم نے اس کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے کہا دیکھو وہ اپنے مکان کے سائے میں مشک کی طرح پھولا بیٹھا ہے۔ جعفر کہتے ہیں ہم جب اس کے پاس پہنچے تو تھوڑی دیر کھڑے رہے

[1] یہ ایک انصاری عورت تھیں ان کا نام ام قیس بنت عبید تھا یہ ابوسعید خدری صحابی کی والدہ تھیں ۱۲ منہ [2] اللہ اللہ حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف انہوں نے ام سلیط کو اپنی بی بی پر مقدم سمجھا کیونکہ وہ قدیم الاسلام اور انہوں نے مسلمانوں کی بڑی خدمت ایک سخت وقت میں کی تھی حضرت عمر بی بی ام کلثوم کو یہ چادر دے دیتے مگر انہوں نے اس خیال سے کہ ان کو مجھ سے تعلق ہے نہ دی اس حدیث سے رافضیوں کو نصیحت لینا چاہیے اگر حضرت عمر معاذ اللہ جیسا وہ سمجھتے پیغمبر علیہ السلام اور آپ کی آل کے مخالف ہوتے تو حضرت علیؓ اپنی بیٹی کو ان کی زوجیت میں کیوں دیتے یہ سارا رافضیوں کا بہتان اور افترا ہے خذلہم اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ [3] ایک حدیث میں ہے کہ سب شہیدوں کے سردار حمزہ ہیں یہ بڑے جری شجیع تھے جنگ احد میں جدھر رخ کرتے کوئی مقابلہ میں نہ ٹھہرتا بہتوں کو تہ تیغ کیا آخر وحشی نے دھوکے سے حربہ پھینک کر ان کو شہید کر دیا رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

كَأَنَّهُ حَمِيتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ ابْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ شَدَّ

پھر ہم نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ اس وقت عبیداللہ اپنا عمامہ سر پر لپیٹے ہوئے تھے، وحشی رضؓ کو ان کا کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا صرف آنکھیں اور پاؤں دیکھ رہا تھا، تو عبداللہ نے اس سے پوچھا وحشی رضؓ! تو مجھے پہچانتا ہے؟ وحشی رضؓ نے انہیں دیکھا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت ام قتال بنت ابی العیص سے نکاح کیا تھا۔ ام قتال نے مکے میں ایک لڑکا جنا تھا، میں اس کے لیے انّا کو ڈھونڈ رہا تھا، میں نے اس کی ماں کے ساتھ اس لڑکے کو اٹھا لیا پھر میں نے وہ لڑکا اس کی ماں کو دے دیا (اس کے دونوں پاؤں دیکھے تھے) گویا اب میں وہی پاؤں دیکھ رہا ہوں[1]

عبیداللہ نے یہ سن کر اپنا منہ کھول دیا، پھر وحشی رضؓ سے کہا حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ تو بیان کیجیے! اس نے کہا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں طعیم بن عدی بن خیار کو مار ڈالا تھا (جو عبیداللہ کے باپ کا چچا تھا) جبیر بن مطعم نے جو میرے مالک تھے مجھ سے یہ کہا اگر تو حمزہؓ کو میرے چچا (طعیم) کے بدلے میں مار ڈالے تو تو آزاد ہے، جب قریش کے لوگ عینین کی جنگ والے سال میں نکلے۔ عینین ایک پہاڑ ہے کہ وہ احد کے ساتھ، دونوں کے درمیان ایک نالہ ہے، تو اس جنگ میں میں بھی قریش کے ساتھ شریک تھا۔ جب دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لیے صف بندی کی تو سباع نامی ایک شخص میدان میں نکلا، اور مبارز طلبی کی[2]

یہ سنتے ہی حمزہ بن عبدالمطلب اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور کہنے لگے اے سباع، ارے ام انمار کے بیٹے جو لڑکیوں کے ختنے کرتی پھرتی تھی تو اللہ اور اس کے رسول ؐ سے مقابلہ کرتا ہے؟ یہ کہہ کر حضرت حمزہؓ

---

[1] وحشی کی شناخت پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ پچاس برس کی مدت اس واقعہ پر گذر چکی تھی اور اس وقت عبیداللہ شیر خوار بچہ تھے ابن اسحاق کی روایت میں یوں ہے، قسم خدا کی میں نے تجھ کو اس وقت سے نہیں دیکھا جب سے میں نے تجھ کو اٹھا کر تیری ماں سعدیہ کو دیا تھا جس نے تجھ کو ذی طوی میں دودھ پلایا تھا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھی میں نے تجھ کو اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیا تیرے پاؤں چمکتے تھے اب یہ پاؤں تیرے میں نے دیکھ کر پہچانا یہی پاؤں تھے وحشی عبیداللہ کے گھرانے کا غلام تھا کیونکہ جبیر بن مطعم جو اس کے مالک تھے عدی بن خیار کے پوتے تھے اور طعیمہ جس کو امیر حمزہ نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا جبیر بن مطعم کا چچا تھا جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ

[2] پہلے زمانے کی جنگ کا یہ ایک طریقہ تھا کہ پہلے ایک کے مقابلے میں ایک نکلتا تھا ایک طرف سے دوسرے طرف والے کے سپاہی کو بلایا جاتا اور کہا جاتا ھل من مبارز ہے کوئی میرے مقابلے میں لڑنے والا چنانچہ دوسری طرف سے ایک شخص آتا اور دونو لڑتے اسے بارز طلبی کہا جاتا ہے ۱۲ عبدالرزاق

عَلَيْهِ فَكَانَ كَامْسِ لِذَاهِبٍ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا فِيْ ثُنَّتِهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَاَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتّٰى فَشَا فِيْهَا الْاِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَى الطَّائِفِ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَهِيْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ اَنْتَ وَحْشِيٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْاَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لَاَخْرُجَنَّ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّيْ اَقْتُلُهٗ فَاُكَافِئَ بِهٖ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ قَالَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ ثَلْمَةِ جِدَارٍ كَاَنَّهٗ جَمَلٌ اَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّاْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهٗ بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ وَوَثَبَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَهٗ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَاَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ

نے اس پر حملہ کیا اور جیسے کل گذشتہ کا وجود نہیں رہتا سباع نابود ہوگیا۔

وحشی کہتے ہیں میں ایک پتھر کی آڑ میں حضرت حمزہ رضؓ کو مارنے کے لیے چھپ[1] بیٹھا، جب میرے قریب آئے تو میں نے اپنا حربہ (دھار دار چکر) ان پر پھینک مارا وہ ان کے زیر ناف لگا اور دونوں سرینوں کے پار نکل گیا حمزہ رضؓ اسی وقت شہید ہوگئے

جنگ کے بعد جب لوگ (اپنے مکانوں کو) واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس ہوا اور مکے ہی میں ٹھہرا رہا حتی کہ وہاں دین اسلام پھیل گیا (مکہ فتح ہوگیا) اس وقت میں طائف چلا گیا، طائف کے لوگوں نے (سنہ ہجری میں) آنحضرتؐ کے پاس کچھ ایلچی بھیجے مجھ سے لوگوں نے کہا تھا کہ حضورؐ[2] ایلچیوں کو پریشان نہیں کرتے چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ چلا آیا جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا وحشیؓ تو ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا حمزہ رضؓ کو تو نے ہی شہید کیا تھا؟ میں نے کہا آپؐ کو تو سب کیفیت معلوم ہو چکی ہے (کہ حمزہ رضؓ کو میں نے کیوں شہید کیا؟) آپؐ نے فرمایا مگر تو یہ تو کر سکتا ہے کہ اپنا چہرہ مجھ سے چھپائے[3] رکھے۔ یہ سن کر میں آپؐ کے پاس سے چل دیا۔ جب حضورؐ کا وصال ہوگیا، اور مسیلمہ کذاب ظاہر[4] ہوا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا میں تو ضرور جا کر مسیلمہ کو ماروں گا اور حمزہ رضؓ کے قتل کا گناہ اتاروں[5] گا چنانچہ میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا اور مسیلمہ کے لوگوں نے جو کیا وہ کیا (بہت سے صحابہ کو مارا) میں نے دیکھا کہ خود مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے، سر پریشان، اونٹ کا سا رنگ میں نے وہی حربہ (جس سے حمزہ رضؓ کو شہید کیا گیا تھا) اسکی چھاتیوں کے درمیان مارا، وہ اس کے دونوں مونڈھوں کے پار نکل گیا۔ اتنے میں ایک انصاری کود کر گیا اور اس نے بھی مسیلمہ کی کھوپری پر تلوار ماری۔

عبداللہ بن فضل (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں مجھے سلیمان بن یسار نے بیان کیا کہ

---

[1] وہ شیر زماں کی طرح آرہے تھے جو کافر سامنے آتا اس کو دو نیم کرتے وحشی کی مجال تھی کہ میدان میں مقابلہ کرتا ۱۲ منہ [2] خیر اب میں کیا کہوں تو مسلمان ہوگیا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی کسی اور ملک میں رہے کیونکہ اس کے سامنے آنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حمزہ یاد آتے تو آپ کو صدمہ ہوتا ۱۲ منہ [4] فوجیں جمع کیں مسلمانوں سے لڑنے پر مستعد ہوا ۱۲ منہ۔ [5] گو اسلام سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر وحشی نے خدا کے ڈر سے یہ نیت کی کہ جیسے میں نے ایک بڑے نیک بندے کو مارا ویسا ہی مسیلمہ خبیث کو مار کر پروردگار کے سامنے اپنا عذر پیدا کرلوں ۱۲ منہ

فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ۔

انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے (جب مسیلمہ مارا گیا تو) ایک لڑکی کوٹھے پر چڑھ کر کہنے لگی ہائے امیر المومنین (یعنی مسیلمہ) کو ایک کالے غلام نے مار ڈالا۔ ؎۱

بَابُ ۲۱۹۳ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ۔

باب جنگ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا۔

۳۷۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

(از اسحاق بن نصر از عبدالرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا بڑا غضب ہے اس قوم پر جس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ کیا جب آپؐ یہ فرما رہے تھے تو (مبارک) دانت کی طرف اشارہ کئے ہوئے تھے (آپؐ نے مزید فرمایا) اللہ کا شدید غضب ہے اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کی راہ میں مارا (جیسے ابی بن خلف کو آپؐ نے خود جنگ اُحد میں مارا)

۳۷۸۰۔ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از مخلد بن مالک از یحییٰ بن سعید اموی از ابن جریج از عمرو بن دینار از عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ کا سخت غصہ ہے اس شخص پر جسے خدا کی راہ میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہو اللہ کا شدید عذاب ہے اس قوم پر جس نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رُخ انور خون آلود کیا (جیسے کفار قریش نے کیا تھا) ؎۲

بَابُ ۲۱۹۴

باب

۳۷۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب از ابی حازم) سہل بن سعد سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کا حال دریافت کیا انہوں

؎۱ مسیلمہ کے ساتھی اپنے تئیں مومن کہتے ہوں گے اس لئے مسیلمہ کو امیر المؤمنین کہا حالانکہ وہ مردود تو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا حافظ نے کہا امیر المومنین کا لقب تو حضرت عمرؓ کو سب سے پہلے دیا گیا تھا یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے اس لئے اس حدیث میں تامل کرنا چاہئے ۱۲ منہ ؎۲ اوپر گذر چکا ہے کہ ابن قمیہ ملعون نے آپ کا چہرہ مبارک پتھر مار کر زخمی کر دیا زرہ کے دو چھلے آپ کے رخسارے میں گھس گئے تھے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانت سے زور کر کے ان کو نکالا ان کے دانت ٹوٹ گئے مالک بن سنان نے جو ابو سعید خدری کے والد تھے آپ کا خون چوس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے خون سے میرا خون مل گیا وہ دوزخ میں نہیں جانے کا سیوطی نے کہا احد کے دن کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کے ستر وار کئے مگر اللہ سبحانہ وعز شانہ نے آپ کو بچا لیا ۱۲ منہ

ابْنَ سَعْدٍ وَّهُوَ يُسْئَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِىَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهٗ وَعَلِىٌّ يَسْكُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ اَنَّ الْمَآءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ اِلَّا كَثْرَةً اَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنْ حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَئِذٍ وَّجُرِحَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَاْسِهٖ۔

نے کہا دیکھو خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم کون دھورہا تھا اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کون سی دوا لگائی گئی، کہا کہ حضرت فاطمہؓ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخم دھورہی تھیں حضرت علی ڈھال میں پانی لیے ڈال رہے تھے، جب حضرت فاطمہ رضؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون نکل رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اسے جلا کر زخم پر بھر دیا چنانچہ خون بند ہوگیا۔ اسی دن (جنگ احد میں) آپ کا دانت شہید ہوا اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی کیا گیا اور سر مبارک پر (پتھر مار کر) خود توڑا گیا۔

۳۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهٗ نَبِىٌّ وَّاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عمرو بن علی از ابوعاصم از ابن جریج از عمرو بن دینار از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ اللہ کا شدید غضب ہے اس شخص پر جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہو اور اللہ کا سخت غصہ ہے اس شخص پر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (مبارک خون آلود کیا۔

بَاب ۲۱۹۵ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

باب (سورۂ آل عمران کی) یہ آیت جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کا کہنا مانا۔[1]

۳۷۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ قَالَتْ لِعُرْوَةَ يَا ابْنَ اُخْتِىْ

(از محمد از ابومعاویہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ آیت "جو لوگ زخمی ہوئے بعد از اں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانا ان میں جو نیک اور متقی ہیں انہیں ثواب عظیم ملے گا۔"
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے یہ کہا میرے بھانجے تیرے والد زبیر رضؓ اور (تیرے نانا) ابوبکر صدیق رضؓ انہی لوگوں میں تھے

[1] یعنی پھر کافروں سے لڑنے کے لئے چل کھڑے ہوئے اُن میں جو نیک اور پرہیزگار لوگ ہیں اُن کو بڑا ثواب ملے گا ۱۲ منہ

كَانَ أَبُوكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُونَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوا قَالَ مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

جب آنحضرتؐ کو جنگ اُحد میں جو صدمہ پہنچنا تھا پہنچ چکا، اور مشرک (مکے کی طرف) واپس ہو گئے تو آپؐ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں مشرک پھر نہ لوٹ کر آجائیں[1]۔ آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کفار کا تعاقب کون کرتا ہے؟ چنانچہ یہ سن کر ستر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپؐ کا فرمان قبول کیا ان میں ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی تھے[2]۔

بَاب ۲۱۶ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَالنَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ

باب شہدائے اُحد حضرت حمزہ بن عبد المطلب یمان، انس بن نضر اور مصعب بن عمیرؓ۔

۳۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ۔

(از عمرو بن علی از معاذ بن ہشام از والدش) قتادہ کہتے ہیں ہم تو نہیں جانتے کہ عرب کے کسی قبیلے کے لوگ انصار سے زیادہ شہید یا قیامت کے دن انصار سے زیادہ عزت والے ہوں۔

قتادہ کہتے ہیں ہم سے انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ جنگ اُحد میں انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے اور بیر معونہ کے دن بھی اتنے ہی آدمی شہید ہوئے جنہیں قاری کہا جاتا تھا، یمامہ کے دن بھی (جہاں مسیلمہ کے لوگوں سے لڑائی ہوئی) اتنے ہی آدمی شہید ہوئے۔ بیر معونہ کا واقعہ آنحضرتؐ کے زمانے میں ہوا تھا۔ یمامہ کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب سے مقابلے کے دن ہوا تھا[3]۔

۳۷۸۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ

(از قتیبہ ابن سعید از لیث از ابن شہاب از عبدالرحمن ابن کعب ابن مالک) حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد میں دو دو شہیدوں کو ایک ہی کپڑے میں لپیٹتے، اور پوچھتے ان دونوں میں کس کو قرآن زیادہ یاد تھا جب آپؐ سے اشارہ کیا جاتا کہ اسے (قرآن زیادہ یاد تھا) تو آپؐ اسے آگے کرتے (یعنی قبلے کی

---

[1] کہیں اس وقت مسلمان کمزور ہو رہے ہیں ان کا قصہ ہی پاک کر دو ۱۲ منہ [2] اور عمرؓ اور عثمان اور علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم جب یہ لوگ حمراء الاسد میں جو مدینہ سے تین میل ہے پہنچے مشرک ڈر گئے کہ ابھی مسلمانوں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ خود ہمارے تعاقب میں آئے اور ڈر کر بگٹٹ مکہ کی طرف بھاگے لوٹنے کا نام تک نہ لیا ۱۲ منہ [3] جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا ۱۲ منہ

أَخْذًا لِّلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَقَالَ أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْكِيهِ أَوْ مَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

طرف) اور آپ فرماتے قیامت کے دن ان لوگوں کا میں گواہ ہوں گا نیز آپ نے یہ حکم دیا کہ انہیں خون سمیت دفن کر دیا جائے، نہ ان پر نماز پڑھی نہ انہیں غسل[1] دیا۔

ابوالولید نے بحوالہ شعبہ[2] از منکدر از جابر رض بیان کیا کہ جب ان کے (حضرت جابر رض کے) والد (عبداللہ رض جنگ اُحد میں) شہید ہوئے تو میں ان کی لاش دیکھ کر رو رہا تھا (بار بار) ان کے منہ سے کپڑا کھولتا صحابہ کرام مجھے رونے سے منع کرتے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ کرتے، (کیونکہ جابر آہستہ سے روتے ہوں گے)

آپ نے فاطمہ بنت عمرو رض (میری پھوپھی) سے فرمایا تو عبداللہ پر مت رو یا فرمایا کیا روتی ہے! اس پر تو فرشتے جنازہ اُٹھائے جانے تک سایہ کئے رہے۔

۳۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى أُرٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللّٰهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ

(از محمد بن علاء از ابواسامہ از برید بن عبداللہ بن ابی بردہ از جدش ابو بردہ بن عامر) حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے (امام بخاری یا محمد بن علاء کہتے ہیں) میں سمجھتا ہوں حضرت ابوموسیٰ اشعری رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک تلوار ہلائی اور اس کی نوک ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر یہ تھی کہ مسلمان جنگ احد میں شہید ہوئے پھر دوسری بار ہلائی تو پہلے کی طرح درست ہوگئی اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں مسلمانوں کو فتح دی اور ان میں اتحاد ہو گیا۔

نیز میں نے خواب میں گائیں دیکھیں (جو ذبح ہو رہی تھیں) اور اللہ کے سب کام بہتر ہیں اس کی بھی یہی تعبیر تھی کہ مسلمان (جنگ اُحد میں) شہید ہوئے۔

۳۷۸۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ

(از احمد بن یونس از زہیر از اعمش از شقیق) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خاص خدا کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ حدیث کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے قسطلانی نے کہا شہید کو غسل نہ دینا چاہیئے گو وہ جنابت کی حالت میں شہید ہو نہ اس پر نماز پڑھنا چاہیئے اور یہ جو بعضی روائتوں میں احد کے شہیدوں پر نماز پڑھنا منقول ہے اس سے مراد دعا ہے اس طرح حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے حافظ نے کہا نماز پڑھے جانے کی کل روائتیں ضعیف ہیں اور حنفیہ نے کہا ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے ۱۲ منہ [2] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الْإِذْخِرِ أَوْ قَالَ أَلْقُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

کے ساتھ ہجرت کی لہٰذا ہمارا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا۔ اب کچھ لوگ تو ہم میں دنیا سے گذر گئے انہوں نے اپنی محنت کا (دنیا میں) نہیں کھایا انہی لوگوں میں معصب بن عمیر رضی تھے وہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور ایک دھاری دار چادر چھوڑ گئے، جب ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں باہر نکل آتے جب پاؤں ڈھانپتے تو سر نکل جاتا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس جما دو یا فرمایا پاؤں پر کچھ اذخر کی گھاس ڈال دو۔ اور کچھ لوگ ہم میں ایسے ہیں کہ اس دنیا میں ان کا پھل پک گیا اور وہ اسے چُن چُن کر کھاتے ہیں [1]

بَابٌ ۲۱۹ أُحُدٌ يُحِبُّنَا قَالَهُ عَبَّاسُ ابْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے، ہم اس سے محبت رکھتے ہیں" یہ عباس بن سہل نے ابوحمید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

۳۷۸۹۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔

(از نصر بن علی از والدش از قرہ بن خالد از قتادہ) حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اُحد پہاڑ وہ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے، ہم اس سے محبت رکھتے ہیں [2]۔

۳۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عمرو غلام مطلب) حضرت انس رضی بن مالک رضی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر سے لوٹتے وقت) اُحد پہاڑ دکھائی دیا فرمانے لگے یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبّت رکھتا ہے ہم اس سے محبّت رکھتے ہیں۔ یا اللہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرم بنایا اور میں مدینے کو دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان حرم قرار دیتا ہوں [3]۔

---

[1] دنیا کا مال خوب ملا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا احد کو احد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سب پہاڑوں سے الگ اکیلا واقع ہے ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الزکوٰۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کہا پہاڑ حقیقۃً محبت رکھ سکتا ہے کیونکہ اللہ اس میں ادراک اور علم پیدا کر سکتا ہے جب تو حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح کہا کرتے تھے اور دوسری جگہ فرمایا وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ جب پتھر میں اللہ کا ڈر ہوا تو محبت بھی ہو سکتی ہے بعضوں نے کہا احد کی محبت رکھنے سے یہ مراد ہے کہ احد کے رہنے والے یعنی مدینہ کے لوگ ہم سے محبت رکھتے ہیں ۱۲ منہ [5] تو مدینہ بھی حرم ہے اور جس نے مکے کے سوا اور کسی زمین کو حرم کی طرح سمجھنے کو شرک قرار دیا اس نے غلطی کی ۱۲ منہ

۳۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

(از عمرو بن خالد از لیث از یزید بن ابی حبیب از ابو الخیر) حضرت عقبہ بن عامر رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مدینے سے باہر نکلے اور شہدائے اُحد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے مُردوں پر پڑھتے ہیں (یعنی ان کے لیے دُعا کی) پھر (مدینے میں) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے میں تمہارا پیش خیمہ ہوں[۱] اور میں تمہارا گواہ بھی ہوں اور میں تو اس وقت بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، یا یوں فرمایا زمین کی کنجیاں (راوی کو شک ہے) بخدا مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں کہ میرے بعد تم مشرک بن[۲] جاؤ گے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم دنیاوی لذات میں مبتلا نہ ہو جاؤ[۳]

بَابٌ ۲۱۹۸ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ وَحَدِيثِ عَضَلٍ وَّالْقَارَةِ وَعَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ وَّخُبَيْبٍ وَّأَصْحَابِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ۔

باب غزوہ رجیع کا بیان رعل اور ذکوان کے حالات، بیر معونہ کا واقعہ، عضل اور قارہ کا واقعہ، عاصم بن ثابت، خبیب اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہم سے عاصم بن عمر رضؓ نے بیان کیا کہ غزوہ رجیع جنگ اُحد کے بعد ہوا[۴]

۳۷۹۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَّهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوا حَتّٰى

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از معمر از زہری از عمرو بن ابی سفیان ثقفی) حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جاسوسوں کی ایک جماعت (قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجی) اس کا افسر عاصم بن ثابت انصاری کو بنایا، وہ عاصم بن عمر بن خطاب رضؓ کے نانا تھے[۵] یہ لوگ روانہ ہوئے جب عسفان اور مکے کے درمیان پہنچے تو ھذیل قبیلے کے ایک خاندان بنی لحیان کو کسی نے ان حضرات کی خبر دے

---

[۱] تم سے پہلے آخرت کو سدھارتا ہوں ۱۲ منہ [۲] اسلام چھوڑ دو گے ۱۲ منہ [۳] ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے ۱۲ منہ [۴] رجیع ایک مقام کا نام ہے ہذیل کی بستیوں میں سے، یہ غزوہ صفر ۴ھ میں جنگ احد کے بعد ہوا، بیر معونہ بھی ایک مقام ہے مکہ اور عسفان کے درمیان وہاں قاری لوگوں کو رعل اور ذکوان قبیلے والوں نے دغا سے مار ڈالا تھا جیسا آگے آئے گا عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے۔ ان کا قصہ غزوۂ رجیع میں ہوا ۱۲ منہ [۵] کہتے ہیں یہ غلط ہے عاصم بن ثابت عاصم بن عمر کے ماموں تھے۔ کیونکہ عاصم بن عمر رضؓ کی ماں جمیلہ بنت ثابت تھیں جو عاصم بن ثابت کی بہن تھیں ۱۲ منہ

إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ
هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ
مِنْ مِائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلًا
نَزَلُوهُ فَوَجَدُوا فِيهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ
فَقَالُوا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَتَبِعُوا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوهُمْ
فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَ
جَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوا بِهِمْ فَقَالُوا لَكُمُ الْعَهْدُ
وَالْمِيثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلًا
فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ
اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا رَسُولَكَ فَقَاتَلُوهُمْ فَرَمَوْهُمْ حَتَّى
قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ خُبَيْبٌ
وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ
فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ نَزَلُوا إِلَيْهِمْ
فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ
فَرَبَطُوهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا
هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوهُ وَ
عَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوهُ وَ
انْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى
خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ
هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا
حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوسَى مِنْ بَعْضِ
بَنَاتِ الْحَارِثِ أَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ قَالَتْ فَغَفَلْتُ
عَنْ صَبِيٍّ لِي فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى
فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ

دی انہوں نے سو تیر اندازوں کو ان کے تعاقب پر بھیجا جو ان کے نشانات
ڈھونڈھتے رہے ایک جگہ جا کر ٹھیرے تو وہاں کھجور کی گٹھلیاں پڑی ہوئی
دیکھیں جیسے عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھی بطور توشہ کے ساتھ لے
گئے تھے، انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ کھجور مدینہ کی معلوم ہوتی ہے[1]، اور
ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے، یہاں تک کہ انہیں جا لیے۔ جب عاصم اور
ان کے ساتھی راستہ نہ پا سکے تو لاچار ہو کر ایک ٹیلے پر پناہ لی اور بنی
لحیان کے تیر اندازوں نے انہیں گھیر لیا، کہنے لگے اگر تم ٹیلے سے اتر
آؤ تو ہم پختہ عہد کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے
کہا میں کافر کی پناہ لے کر نہیں اترنا چاہتا (خواہ کچھ بھی ہو جائے) یا اللہ تو
ہماری خبر ہمارے نبی کریم تک پہنچا دے۔ الغرض بنی لحیان نے انہیں تیر
مارنا شروع کر دئے عاصم رض سمیت سات حضرات شہید ہو گئے۔ خبیب
زید بن دثنہ اور ایک تیسرا آدمی (عبداللہ بن طارق رض) بچ رہے، کفار نے
ان سے عہد کیا کہ تم اتر آؤ ہم نہیں ماریں گے چنانچہ وہ اقرار و عہد لیکر
اتر آئے، کفار نے قابو پاتے ہی اپنی کمانوں کے تانت کھولے اور ان کی
مشکیں کس لیں، یہ حال دیکھ کر تیسرے صاحب (عبداللہ بن طارق رض)
بولے یہ پہلی عہد شکنی ہے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا، انہوں نے
انہیں گھسیٹا اور بہت کوشش کی کہ کھینچ کر ساتھ لے جائیں مگر وہ قطعاً نہ
مانے آخر کفار نے انہیں شہید کر دیا۔ اب دو حضرات خبیب اور زید رض
کو پکڑ کر لے گئے اور مکے پہنچ کر بیچ ڈالا۔ حضرت خبیب رض کو حارث بن عامر
بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ انہوں نے جنگ بدر میں حارث بن عامر
کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیب رض (ایک عرصے تک) ان کے پاس قید رہے جب
ان کے قتل کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے حارث کی ایک بیٹی سے
صفائی کرنے کے لیے استرہ طلب کیا اس نے دے دیا۔
وہ کہتی ہے میرا دھیان کسی اور طرف تھا اتنے میں میرا ایک ننھا

[1] ادھر ہی سے یہ لوگ گئے ہوں گے ۱۲ منہ

وَفِيْ يَدِهِ الْمُوسٰى فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ فَخَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ ؎

بچہ خبیبؓ کے پاس چلا گیا۔ حضرت خبیب نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا جب میں نے یہ دیکھا تو گھبرا گئی میری گھبراہٹ صاف حضرت خبیبؓ نے پہچان لی اُسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہنے لگے کیا تو ڈر رہی ہے کہ میں اس بچے کو مار ڈالوں گا، خدا چاہے تو یہ کام مجھ سے کبھی نہیں ہونے کا۔

وہ کہا کرتی تھی میں نے کوئی قیدی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک نہیں دیکھا۔ میں نے خود دیکھا حضرت خبیبؓ انگور کا خوشہ کھا رہے تھے۔ حالانکہ ان دنوں مکے میں میوے کا نام نہیں تھا وہ لوہے (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے تھے (چل پھر نہیں سکتے تھے) یہ اللہ کا رزق تھا جو اس نے خبیب رضؓ کو عنایت فرمایا تھا۔

بہر حال کافر لوگ (حارث کے بیٹے) خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم کی حد سے باہر لے گئے، انہوں نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دو میں دو رکعت نفل ادا کرلوں (کافروں نے منظور کیا) نماز پڑھ کر خبیبؓ ان سے کہنے لگے اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں مرنے سے گھبراتا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ غرض حضرت خبیبؓ ہی سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ قتل ہوتے وقت دو رکعت نفل پڑھنا۔ نماز کے بعد خبیب رضؓ نے یوں دعا کی یا اللہ انہیں چن چن کر ہلاک کر دے (کوئی باقی نہ رہے) پھر یہ اشعار پڑھے ؎

مَا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

(ترجمہ) میں مسلمان ہوں، اسی لیے موت کا مجھے کوئی خوف نہیں، خواہ کسی کروٹ اور کسی پہلو مجھے گرا دیا جائے بہر حال خدا ہی کے لیے میرا قتل ہے (مجھے کیا فکر ہے) خدا نے چاہا تو میری لاش کے ٹکڑوں میں برکت پیدا کر دیگا (میری شہادت میرے لیے باعث نجات ہوگی)

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلٰى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهٖ يَعْرِفُوْنَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ

بعد ازاں عقبہ بن حارث کھڑا ہوا اس نے خبیبؓ کو قتل کیا۔ ادھر قریش نے عاصم کی لاش پر لوگوں کو بھیجا کہ ان کے بدن کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر لائیں جسے وہ پہچان لیں۔ عاصم نے جنگ بدر میں قریش کے ایک بڑے آدمی (عقبہ بن ابی معیط) کو مار ڈالا تھا۔ اللہ نے انکی لاش پر بھڑوں کا لشکر ابر کی طرح بھیج دیا، انہوں نے حضرت عاصم کی لاش کو بچا لیا قریش کے بھیجے ہوئے لوگ (ان کے پاس پھٹک) کچھ بھی نہ کر سکے۔ ؎

ؔ زینب کو یقین ہوگیا کہ خبیب اس کا بچہ مار ڈالیں گے ۱۲ منہ ؔ یہ حدیث اوپر بھی مار گزر چکی ہے ابن اسحٰق نے روایت کیا کہ عاصم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ مشرک کو ہاتھ نہ

۳۷۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُو سِرْوَعَةَ۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عمرو) حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ حضرت خبیب رض کو ابوسروعہ (عقبہ بن حارث) نے شہید کیا تھا۔

۳۷۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ۔

(از ابومعمر از عبدالوارث از عبدالعزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمیوں کو کسی کام کے لیے بھیجا[1] جنہیں قاری کہا جاتا تھا رستے میں بنی سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان کے لوگ بیر معونہ کے پاس انہیں گھیر کر مارنے لگے ان حضرات نے کہا بھی "ہمیں تم سے کچھ کام نہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کام کے لیے جا رہے ہیں، جانے دو! مگر انہوں نے (نہ مانا) بلکہ مار ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہفتے تک صبح کی نماز میں ان کافروں کے لیے بددعا کرتے رہے اسی وقت سے دعائے قنوت شروع ہوئی اس سے پہلے ہم قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن صہیب سے (اسی سند سے) روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت انس رض سے دریافت کیا قنوت رکوع کے بعد پڑھیں یا جب قرارت سے فارغ ہوں (رکوع سے پہلے) انہوں نے کہا جب قرارت سے فارغ ہو (یعنی رکوع سے پہلے)

۳۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ۔

(از مسلم از ہشام از قتادہ) حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد قنوت پڑھی۔ آپ عرب کے چند قبیلوں (رعل اور ذکوان وغیرہ) پر بددعا کرتے تھے۔

۳۷۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رِعْلًا وَذَكْوَانَ

(از عبدالاعلی بن حماد از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان ان قبیلوں کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے

[1] وہ کام یہ تھا کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنی لحیان قبیلوں کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہماری مدد کیلئے کچھ مسلمان بھیجئے۔ بعضوں نے کہا ابوبراء، عامر بن مالک آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اگر آپ چند لوگوں کو نجد کی طرف بھیجئے تو مجھے امید ہے کہ نجد والے اسلام قبول کریں گے آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں نجد والے ان کو ہلاک نہ کر دیں کہنے لگا میں ان لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھوں گا اس وقت آپ نے یہ ستر آدمی روانہ کئے اور راستے میں بیر معونہ پر انہیں قتل کر دیا۔

وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ قَالَ أَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْاٰنًا ثُمَّ إِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ زَادَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أُولٰئِكَ السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْاٰنًا كِتَابًا نَحْوَهُ۔

۳۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلٰثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ

دشمنوں کے مقابلے میں مدد طلب کی آپؐ نے ستر انصاریوں کو ان کی کمک کے لیے روانہ کیا جنہیں ہم لوگ قاری کہا کرتے تھے۔ یہ لوگ دن کو لکڑیاں لاتے اور رات کو نماز پڑھا کرتے، جب بیر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے دھوکہ دیا اور انہیں شہید کر ڈالا، یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپؐ ایک مہینے تک فجر کی نمازمیں عرب کے ان قبیلوں پر بد دعا کرتے رہے یعنی رعل، ذکوان، عُصیہ اور بنی لحیان پر۔

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ پہلے پہل ان لوگوں کے متعلق قرآن میں آیات بھی تھیں وہ ہم پڑھا کرتے تھے، بعد میں ان کی تلاوت موقوف ہوگئی وہ آیات قرآنی یہ تھیں بلّغوا عنّا قومنا آخر تک (ترجمہ) ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے وہ ہم سے خوش ہے ہم اس سے خوش ہیں۔

(اسی سند سے) قتادہ سے مروی ہے انہوں نے بحوالہ انسؓ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں ایک مہینے تک قنوت پڑھی جس میں آپؐ عرب کے چند قبائل پر بد دعا کرتے رہے یعنی رعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان پر۔

خلیفہ بن خیاط (امام بخاریؒ کے شیخ) نے اتنا اضافہ کیا ہم سے یزید بن زریع نے بحوالہ سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انسؓ بیان کیا کہ یہ انصار کے ستر قاری تھے اور بیر معونہ پر شہید کیے گئے

(از موسیٰ بن اسماعیل از ہمام از اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے (انسؓ کے) ماموں (حرام بن ملحانؓ) کو جو ام سلیم کے بھائی تھے ستر سواروں میں (بنی عامر کے پاس) بھیجا اور (بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ) مشرکوں کا سردار عامر بن طفیل تھا اس نے (اپنی خباثت کی بنا پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دیا تھا، کہتا تھا یا تو یوں کیجیے کہ گنوار اور دیہاتیوں پر

لہ یعنی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر کے لاتے ان کو بیچ کر اپنا گذارہ کرتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے۔ سبحان اللہ ان میں سے ایک ایک صحابی کا درجہ بڑے بڑے قطب اور غوث سے کہیں زیادہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ایسی فضیلت ہے جس کے مقابل ساری عمر کی عبادت نہیں ہو سکتی جب صحبت کے ساتھ کسب معیشت حلال طریقے سے ہو اور شب بیداری اور عبادت اس کے علاوہ تو ایسے لوگوں کا ہم مرتبہ کون ہو سکتا ہے رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ منہ

يَا أَهْلَ الْمَدَرِ أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ قَالَ كُونَا قَرِيبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ فَقَالَ أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلُحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آپ حکومت کریں اور شہر والوں پر میں (حکومت کروں) دوسری شکل یہ ہے میں آپ کا خلیفہ (جانشین) بنوں۔ ورنہ تیسری صورت یہ ہے کہ میں غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر آپ سے لڑوں گا۔ پس عامر ایک عورت ام فلاں کے گھر میں طاعون میں مبتلا ہوا اور کہنے لگا کہ فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں، اونٹ کے غدود کی طرح میری بھی غدود نکلی میرا گھوڑا لاؤ (اس پر سوار ہوا) گھوڑے کی پیٹھ پر ہی اس کا دم نکل گیا۔

الغرض حرام بن ملحان رض جو ام سلیم کے بھائی تھے ایک لنگڑے آدمی اور ایک دوسرے آدمی کو ساتھ لے کر (بنی عامر کے پاس) پہنچے۔ حرام رض نے ان دونوں سے کہا تم دونوں میرے قریب قریب رہو، پہلے میں ان لوگوں کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو تم بھی چلے آنا اگر انہوں نے مجھے مار ڈالا تو تم (بھاگ کر) اپنے ساتھیوں میں چلے جانا۔

یہ کہہ کر حرام ان لوگوں کے پاس گئے ان سے پوچھا کیا تم مجھے امن دیتے ہو میں آنحضرت کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ اور ان سے باتیں کرنے لگے اتنے میں انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا، اس نے پیچھے سے آ کر حرام رض کو نیزہ مارا۔

ہمام راوی کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں (اسحاق نے یوں کہا) وہ نیزہ ان کے آر پار نکل گیا حرام رض نے کہا اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم میں تو مراد حاصل کر چکا (کامیاب ہو چکا یعنی شہید ہوا) پھر وہ لوگ حرام کے ساتھی کے پیچھے لگے غرضیکہ تمام شہید ہوئے صرف وہ لنگڑا شخص بچ گیا جو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تھا، اس موقع پر اللہ نے قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی جس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہم اپنے پروردگار سے مل گئے وہ ہم سے راضی ہوا ہم اس سے راضی ہوئے آپ نے تیس دن تک رعل ذکوان بنی لحیان اور عصیہ قبائل پر بددعا کی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (دھوکے سے مسلمانوں کو شہید کیا)

لہ آپ کی وفات کے بعد ۱۲ منہ لہ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہو سکیں ۱۲ منہ لہ طبرانی کی روایت میں یوں ہے بالف اشقر والف احمر یعنی ہزار گھوڑے سفید رنگ اور ہزار سرخ رنگ آدمی لے کر آپ سے لڑوں گا آپ نے یہ سن کر فرمایا یا اللہ عامر سے سمجھ لے ۱۲ منہ لہ یہ گستاخی کی سزا میں ۱۲ منہ لہ ام فلان اور فلاں خاندان کی عورت سے سلول بن شیبان مراد ہے عامر کا یہ کہنا ڈھیٹھ پنے سے براہ تمرد تھا طاعون کی بیماری کو اس نے بے حقیقت سمجھا کہنے لگا یہ ایک غدود ہے جو اونٹ کو نکل آتا ہے مجھ کو بھی نکلا اور اپنا گھوڑا سواری کے لئے منگوایا لوگوں کو یہ جتلایا کہ میں اس بیماری سے کچھ نہیں ڈرتا یہ نہ سمجھا کہ یہ غدود پیام اجل ہے ۱۲ منہ لہ ظاہری ترجمہ تو یوں ہے کہ حرام بن ملحان جو لنگڑے آدمی تھے ایک اور آدمی کو ساتھ لے کر مگر یہ عبارت کی غلطی ہے کیونکہ حرام لنگڑے نہ تھے صحیح عبارت یوں ہے فانطلق حرام اخو ام سلیم ہو ورجل اعرج ورجل من بنی فلان بیہقی کی روایت میں یوں تصریح ہے اس لنگڑے شخص کا نام کعب بن زید اور دوسرے شخص کا نام منذر بن محمد تھا ۱۲ منہ لہ اس کے بعد اور مسلمانوں کے غرض ۱۲ منہ لہ خدا کی قدرت دیکھیے سالم ہاتھ پاؤں والے تو مارے گئے لنگڑے نے جان بچالی یہ وہی مثل ہوئی ہزار یا بُرد ویے دست و پائے جان بسلامت برد ۱۲ منہ

۳۷۹۸۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ وَحَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلٰى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

(از حبان از عبداللہ از معمر از ثمامہ بن عبداللہ بن انس) حضرت انس رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان رضؓ کو (جو انس رضؓ کے ماموں تھے) بیر معونہ کے حادثے کے دن نیزہ لگا تو انہوں نے خون کو ہاتھ سے لے کر منہ اور سر پر چھڑکا اور کہنے لگے "رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں" (شہید ہوگیا ہوں)۔

۳۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوجِ حِينَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذٰى فَقَالَ لَهُ أَقِمْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنِّي لَأَرْجُو ذٰلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصُّحْبَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَةُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتّٰى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُو عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لِأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ فَكَانَ

(از عبید بن اسماعیل از ابو اسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں جب (مکے میں) مشرک لوگ صدیق اکبر رضؓ کو سخت ایذا دینے لگے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ہجرت طلب کی، آپؐ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپؐ کو بھی یہ توقع ہے کہ آپؐ کو بھی ہجرت کی اجازت ملے گی آپؐ نے فرمایا مجھے تو ضرور اُمید ہے، چنانچہ صدیق اکبر رضؓ انتظار کرتے رہے ایک دن ظہر کے وقت (خلاف معمول) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضؓ کے پاس آئے انہیں آواز دی، فرمایا جو لوگ تمہارے پاس ہیں انہیں باہر کر دو۔ انہوں نے عرض کیا (یا رسول اللہ یہاں کوئی غیر آدمی نہیں ہے) بس میری دو بیٹیاں ہیں (عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہا) آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی[1] ابوبکر رضؓ نے عرض کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ چلوں گا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا چلو! ابوبکر رضؓ نے کہا میرے پاس دو (تیز رو) اونٹنیاں ہیں میں نے انہیں (چارہ وغیرہ کھلا کر) خوب تیز چلنے کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ غرض انہوں نے ان میں سے ایک اونٹنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اس کا نام جدعا[2] تھا۔ دونوں سوار ہو کر غار پر آئے وہاں پوشیدہ رہے۔ عامر بن فہیرہ رضؓ جو عبداللہ بن طفیل بن سخبرہ کے غلام تھے، یہ عبداللہ حضرت عائشہ رضؓ کا ماں کی جانب سے بھائی تھا، حضرت ابوبکر رضؓ کی ایک دودھ والی اونٹنی

[1] ہجرت کا ارادہ کافروں کو معلوم نہ ہو جائے مثل مشہور ہے دیوار ہم گوش دارد ۱۲ منہ [2] جدعا کہتے ہیں کن کٹی کو وہ کن کٹی نہ تھی بلکہ اس کا نام جدعا تھا ۱۲ منہ

يَرُوحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِّنَ الرِّعَاءِ فَلَمَّا خَرَجَا خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتّٰى قَدِمَا الْمَدِينَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَعَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى قَتِيلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ فَقَالُوا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو وَسُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا۔

تھی (عامر بن فہیرہ) یہ اونٹنی دن ڈھلے اور صبح سویرے ان کے پاس لے جاتا (تازہ دودھ دوہ کر انہیں دے آتا) صبح کو کچھ رات رہے ان کے پاس جاتا اور صبح روشن ہونے سے پہلے (دودھ دے کر) چراگاہ کی طرف چل دیتا۔ کسی چرواہے کو اس کے آنے جانے کی خبر نہ ہوتی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اس غار سے نکل کر (مدینہ کو) روانہ ہوئے تو عامر بن فہیرہؓ بھی ساتھ گئے، دونوں حضرات باری باری عامرؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے۔ یہ عامر بن فہیرہ رضؓ بیر معونہ پر (دوسرے قرا حضرات کے ساتھ) شہید ہوئے۔

(اسی سند سے) ابو اسامہ سے روایت ہے بحوالہ ہشام بن عروہ عروہ کہتے ہیں جب بئر معونہ کے قاری حضرات شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمری قید کر لیے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے ایک لاش کے متعلق دریافت کیا یہ کس کی لاش ہے؟ انہوں نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہیں عامر بن طفیل نے کہا جب یہ شخص شہید ہوا تو اس کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی میں نے دیکھا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی، پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ غرض ان حضرات کی شہادت کی خبر آنحضرتؐ کو دی گئی (بذریعہ جبرائیل ع) آپؐ نے (صحابہ کرام رضؓ سے) بیان کیا تمہارے ساتھی شہید کیے گئے، اور (شہید ہوتے وقت یہ دعا کی) یا اللہ ہماری خبر ہمارے بھائیوں کو کر دے کہ ہم تجھ سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر مسلمانوں کو پہنچا دی۔

ان شہداء میں اس دن عروہ بن اسماء بن صلت بھی تھے چنانچہ عروہ بن زبیر جب پیدا ہوئے ان کا نام عروہؓ رکھا گیا۔ انہی شہیدوں میں ایک حضرت منذر بن عمرو رضؓ تھے اور ان کے نام پر منذر رکھا گیا۔

۳۸۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ

(از محمد از عبداللہ از سلیمان تیمی از ابی مجلز) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس دن تک رکوع کے بعد قنوت پڑھی، آپؐ رعل، ذکوان (قبیلوں) پر بددعا کرتے تھے اور کہتے تھے (قبیلہ) عصیہ نے عصیان کیا (نافرمانی کی) اللہ تعالیٰ اور اس

ف۱ معلوم ہوا کہ عامر بن طفیل اس واقعہ کے بعد طاعون سے مرا ۱۲ منہ ع۵ انہی کے نام پر برکت کے لئے ۱۲ منہ

عُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ۔

۳۸۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِي أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلٰثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْا عَلَى رِعْلٍ وَلَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ۔

۳۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قُلْتُ إِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(از یحییٰ بن بکیر از امام مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے تیس دن تک ان لوگوں کے لیے بددعا کی جنہوں نے بیر معونہ پر آپ کے اصحاب کو مار ڈالا یہ ظالم لوگ رعل ذکوان اور لحیان (قبیلوں) کے تھے اور فرماتے عُصَیہ (قبیلہ) نے عصیان اور معصیت یعنی نافرمانی اللہ اور اس کے رسول کی کی (عُصَیہ لفظ عصیان ہی سے مشتق ہے)

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ پر ان لوگوں کے متعلق جو بیر معونہ میں شہید کئے گئے قرآنی آیات نازل کیں لیکن بعد میں منسوخ ہو گئیں وہ آیات یہ تھیں۔

ترجمہ:۔ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو ہم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر چکے ہیں، وہ ہم سے راضی ہے ہم اس سے راضی ہیں۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از عبدالواحد) عاصم احول کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضؓ سے قنوت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا صحیح ہے میں نے پوچھا رکوع سے پہلے یا بعد میں پڑھنا چاہیے؟ انہوں نے کہا رکوع سے قبل۔ میں نے کہا فلاں صاحب تو آپ کا نام لے کر یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے رکوع کے بعد پڑھنے کو کہا ہے، انہوں نے کہا وہ غلط کہتے ہیں، رکوع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ تک قنوت پڑھی تھی، اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ آپؐ نے ستر قاریوں کو مشرکین (بنی عامر) کی طرف بھیجا تھا کہ ان کی علمی امداد کریں) اس طرف جو دوسرے مشرک رہتے تھے (رعل اور ذکوان وغیرہ) ان کے اور آپ کے درمیان معاہدہ تھا۔ مگر ان لوگوں نے معاہدہ کا پاس نہ رکھا (خلاف معاہدہ قاریوں کو شہید کر ڈالا)

اس حادثہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک

ل اس لیے آپ کو کوئی ڈر نہ تھا کہ رستے میں یہ لوگ مزاحمت کریں گے ۲امنہ سلہ ان کو عامر بن طفیل نے بہکایا پہلے اس نے بنی عامر کو بلایا جن کی طرف یہ مسلمان بھیجے گئے تھے انہوں نے ان مسلمانوں سے لڑنا منظور نہ کیا پھر اس مردود نے رعل اور ذکوان اور عصیہ کو جو بنی سلیم کے قبیلے میں سے تھے بہکایا حالانکہ آنحضرتؐ سے اور بنی سلیم (بقیہ برصفحہ آئندہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

(نماز صبح میں) رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے جس میں ان دھوکہ بازوں پر بددعا کرتے تھے۔

بَابُ ۲۱۹۹ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ اَرْبَعٍ۔

باب غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب[1]

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں جنگ خندق شوال ۴ھ ہجری میں ہوئی، ابواسحاق کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں ہوئی۔

۳۸۰۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَاَجَازَهُ۔

(از یعقوب بن ابراہیم از یحییٰ بن سعید از عبیداللہ از نافع) حضرت ابن عمر رضؓ کہتے ہیں میں جنگ اُحد کے موقع پر (جہاد کے لیے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، میری عمر چودہ برس کی تھی، آپؐ نے منظور نہ کیا البتہ (بعد میں) جنگ خندق کے موقع پر پیش کیا گیا اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی تو آپؐ نے منظور فرما لیا[2]

۳۸۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔

(از قتیبہ از عبدالعزیز از ابوحازم) حضرت سہل بن سعد رضؓ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خندق میں تھے، خندق کھود کھود کر مٹی اپنے مونڈھوں پر اُٹھا کر باہر ڈھو رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) اے اللہ زندگی تو درحقیقت آخرت والی ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کو بخش دے!

۳۸۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(از عبداللہ بن محمد از معاویہ بن عمرو از ابواسحاق از ابوحمید) حضرت انس رضؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو سردی کے موسم میں صبح کے وقت خندق کھودتے ہوئے دیکھا جب کہ ان کے

(بقیہ سابقہ صفحہ) سے عہد تھا مگر عامر کے کہنے سے ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور رفاریوں کو ناحق مار ڈالا بعضوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور بنی عامر سے عہد تھا جب عامر بن طفیل نے بنی عامر کو ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بلایا تو انہوں نے عہد شکنی منظور نہ کی آخر اس نے رعل ذکوان اور عصیہ کے قبیلوں کو بھڑکایا جن سے عہد نہ تھا انہوں نے عامر کے بہکانے سے ان کو قتل کیا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] احزاب حزب کی جمع ہے حزب کہتے ہیں گروہ کو اس جنگ میں ابوسفیان عرب کے بہت سے گروہوں کو بہکا کر مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا اس لئے اس کا نام جنگ احزاب ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی اس کے کھودنے میں آپ بذات خود بھی شریک ہے کافروں کا لشکر دس ہزار کا تھا اور مسلمان کل تین ہزار تھے بیس دن تک کافر مسلمانوں کو گھیرے رہے آخر اللہ نے ان پر آندھی بھیجی وہ بھاگ کھڑے ہوئے ابوسفیان کو ندامت ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب سے کافر ہم پر چڑھائی نہیں کرنے کے ہم ان پر چڑھائی کریں گے ۱۲ منہ [2] اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ موسیٰ بن عقبہ کا قول صحیح ہے کہ جنگ خندق سنہ ۴ھ میں ہوئی کیونکہ جنگ احد بالاتفاق سنہ ۳ھ میں ہوئی تھی ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةْ ۞ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ ۞ فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ ؎

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رضؓ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ

؎ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

قَالَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيبُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ ۞ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ ۞ قَالَ يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفَّيَّ مِنَ الشَّعِيرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ۔

۳۸۰۶۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا رضؓ فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ

پاس غلام (خدمت گار) نہ تھے جو یہ کام کر لیتے (لہٰذا وہ سارے کام خود اپنے ہاتھوں سے کر رہے تھے) چنانچہ آپؐ ان کی تکلیف اور بھوک کی حالت دیکھ کر فرمانے لگے اے اللہ زندگی درحقیقت آخرت میں نصیب ہوگی (دنیا تو دارالمحن ہے) یا اللہ انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

صحابہ کرام نے آپؐ کے ان الفاظ کے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

ترجمہ:۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد ہی کرتے رہیں گے

ابومعمر نے بحوالہ عبدالوارث از عبدالعزیز از انس رضؓ بیان کیا کہ مہاجر اور انصار نے مدینے کے گرد خندق کھودنا شروع کیا مٹی اپنی پیٹھ پر لاد کر خندق کے باہر پھینک رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

ترجمہ:۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے اسلام ہی پر رہیں گے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہ فرما رہے تھے اے اللہ بھلائی حقیقت میں آخرت ہی میں ہے، انصار و مہاجرین کی زندگی میں برکت عطا فرما!

انس رضؓ کہتے ہیں (غذائی حالت یہ تھی) ایک (یا دو) مٹھی جو میں بدبودار چربی ملا کر پکا کر ان کے سامنے رکھا جاتا، وہ بھوکے (اسی پر قناعت کرتے) حالانکہ وہ بدمزہ چربی حلق پکڑ لیتی نیز اس چربی سے بدبو آتی۔

(از خلاد بن یحییٰ از عبدالواحد بن ایمن) جناب ایمن کہتے ہیں میں حضرت جابر رضؓ کے پاس گیا انہوں نے واقعہ بیان کیا ہم جنگ خندق کے دن زمین کھود رہے تھے اتنے میں ایک سخت پتھر ظاہر ہوا (جو کدال سے نہ کھودا جا سکا) صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ سے عرض کیا یہ ایک سخت پتھر ہے جو خندق میں حائل ہو گیا ہے

فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَّا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيْ قَدْ كَادَتْ اَنْ تَنْضَجَ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِّيْ فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهٗ قَالَ كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قَالَ قُلْ لَّهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ فَقَالَ قُوْمُوْا فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَاَتِهٖ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَاَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ۔

آپؐ نے فرمایا میں خود اترتا ہوں چنانچہ آپؐ خود اترے آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپؐ اور صحابہؓ تین دن سے بھوکے تھے (آپؐ نے کدال ہاتھ میں لی اور اس چٹان پر ماری وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ریت کیطرح بہنے لگا راوی کو شک ہے کہ اہیل کا لفظ ہے یا اہیم کا، بہر حال مفہوم ایک ہے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجیے (آپؐ نے اجازت دی) میں نے گھر آ کر بیوی سے کہا آنحضرتؐ میں میں نے وہ بات دیکھی ہیں پر صبر نہیں ہو سکتا (یعنی آپؐ بھوکے ہیں) تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا میری بیوی نے جو پیسے جب ہم گوشت ہانڈی میں ڈال چکے اور آٹا خمیر ہو گیا ہانڈی پتھروں کے چولہے پر تھی، گوشت پک جانے کے قریب تھا۔ اسوقت میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ تھوڑا سا کھانا میرے پاس تیار ہے آپؐ تشریف لے چلئے اور ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ لے لیجیے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کھانا کتنا ہے؟ میں نے کہا ایک صاع جو اور ایک لیلے کا گوشت۔ آپؐ نے فرمایا بہت ہے اور عمدہ ہے تو جا اپنی بیوی سے کہہ دے جبتک میں نہ آؤں ہانڈی چولہے پر سے نہ اتارے اور روٹی تنور میں سے نہ نکالے (میں تھوڑی دیر میں) آتا ہوں پھر آپؐ نے کہا اٹھو (جابرؓ کی دعوت میں چلو) یہ سن کر مہاجرین اور انصار کھڑے ہوئے جابرؓ اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اری اب کیا ہوگا آنحضرتؐ تو مہاجرین و انصار اور ان کے ساتھ تمام جماعت کو لے کر آ رہے ہیں ان کی بیوی نے کہا آنحضرتؐ نے آپ سے کچھ دریافت بھی کیا تھا، جابرؓ نے کہا ہاں دریافت فرمایا تھا آپؐ نے فرمایا اندر چلو اور آپس میں دھکے نہ دو۔ آپ روٹیاں توڑ توڑ کر ان پر گوشت رکھ رکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ جب ہانڈی اور تنور میں سے کچھ لے لیتے تو اسے ڈھانپ دیتے۔ آپ اسی طرح برابر روٹیاں توڑ توڑ کر دیتے رہے اور ہنڈیا سے گوشت لیتے رہے حتّٰی کہ سب سیر ہو گئے اور تھوڑا سا کھانا بچ بھی گیا۔ آپؐ نے جابرؓ کی بیوی سے فرمایا تو خود بھی کھا اور بطور ہدیہ دوسرے گھروں میں بھی بھیج۔ کیونکہ آجکل لوگوں کو بھوک زیادہ تکلیف دے رہی ہے[۱]۔

---

[۱] جب بہت سخت بھوک ہو اور کھانا نہ ملے تو پیٹ پر ایک پتھر رکھ کر کپڑے سے باندھ لیں تو ذرا تسکین ہوتی ہے مومنو! عبرت کا مقام ہے ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سید الاولین و الآخرین تھے دنیا میں اس تکلیف سے بسر کی حالانکہ اگر آپ چاہتے تو ساری دنیا کی دولت آپکے حوالے کردی جاتی ۱۲ منہ [۲] اپنے سب اصحاب جو حاضر تھے ۱۲ منہ [۳] ایک روایت میں ہے جابرؓ نے کہا اس دن بھر اسی سے کھاتے رہے اور لوگوں کو حصے بھیجتے رہے سبحان اللہ یہ آپ کا کتنا بڑا معجزہ تھا ۱۲ منہ [۴] کتنا کھانا ہے میں نے کہہ دیا تھا ان کی جورو نے کہا پھر کیا فکر اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اتنے میں آنحضرت صلی اللہ

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ

(از عمرو بن علی از ابو عاصم از حنظلہ بن ابی سفیان از سعید بن میناء)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خندق کھودی گئی تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پیٹ بھوک سے بہت لگ گیا ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اپنی بیوی کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ کیونکہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا بچہ[1] پل رہا تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے۔ وہ جو پیسنے سے اس وقت فارغ ہوئی جب میں بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالنے سے فارغ ہوا۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (دعوت دینے کے لئے) جانے لگا میری بیوی نے کہا دیکھنا کہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا (کہ بہت سے آدمی بلا لائے اور کھانا پورا نہ ہو)

چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے جو ہمارے پاس موجود تھا آپ تشریف لے چلئے اور چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے لیجئے۔ یہ سنتے ہی آپ نے پکار کر (لوگوں سے) فرمایا خندق والو! جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تمہاری دعوت ہے[2]۔ چلو جلدی چلو! ادھر آپ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم ہنڈیا چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹیاں بنانا۔ یہ سن کر میں (گھر میں) آیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنے پیچھے لئے ہوئے (میرے بعد) تشریف لائے میری بیوی[3] مجھ سے کہنے لگی اللہ تم سے سمجھے اللہ تم سے سمجھے۔ میں نے کہا۔ جیسے تونے کہا تھا میں نے وہی کیا[4]۔ پھر اس نے آٹا نکالا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] پلیرو۔ داجن کا ترجمہ ہے یعنی گھر میں پلا ہوا جو گھر ہی میں رہا کرتا ہو جنگل میں چرنے کو نہ جاتا ہو ۱۲ منہ [2] حدیث میں سور کا لفظ ہے قسطلانی نے کہا سور فارسی لفظ اس کا معنی ضیافت اور صحیح حدیثوں میں یہ ثابت ہے کہ آپ نے فارسی الفاظ بولے ہیں ۱۲ منہ [3] اتنے بہت سے آدمی دیکھے ۱۲ منہ [4] میرا قصور کچھ نہیں ۱۲ منہ [5] چپکے سے آپ کو دعوت دی اور کہہ دیا کھانا تھوڑا ہے ۱۲ منہ

فَاَخْرَجَتْ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهَا وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ۔

نے اپنا لب مبارک اس میں ڈال دیا اور دعائے برکت فرمائی، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنڈیا کی طرف گئے اس میں بھی لب ڈالا میری بیوی سے فرمایا روٹی پکانے والی ایک اور بلا لے (اسے کہہ) میرے ساتھ مل کر روٹی پکا۔ کفگیر سے ہنڈیا میں سے گوشت نکالتی جا۔ اسے چولہے پر سے نہ اتارنا۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ کھانے والے لوگ ایک ہزار آدمی تھے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں سب نے کھایا حتی کہ کھانا چھوڑ دیا (سیر ہو گئے) اور لوٹ گئے۔ ہنڈیا کا وہی حال تھا وہ گوشت سے بھری ہوئی جوش مار رہی تھی۔ آٹے کی بھی وہی کیفیت تھی اس میں سے روٹیاں اسی طرح پکتی رہیں[1]۔

۳۸۰۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِذْ جَاءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ۔

(از عثمان بن ابی شیبۃ از عبدہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سورۂ احزاب کی یہ بات "جب دشمن تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے پل پڑے ڈر کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں الآیۃ۔ جنگ خندق کے متعلق ہے[2]۔

۳۸۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اَغْمَرَ بَطْنَهُ اَوْ اَغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق کے دن بنفس نفیس مٹی ڈھو رہے تھے، حتیٰ کہ آپؐ کا پیٹ گرد و غبار سے چھپ گیا یا گرد آلود ہو گیا[3] آپؐ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

(ترجمہ) اے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

ہم پر تسلی نازل فرما جنگ میں ہمیں ثابت قدم رکھ یہ دشمن سرکشی و شرارت کی بنا پر ہم پر حملہ آور

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ یہ کھانے والے آٹھ سو تھے ایک روایت میں ہے تو سو ایک روایت میں تین سو بہرحال یہ کھلا ہوا معجزہ ہے کیونکہ تین سو آدمیوں کے لئے بھی تین من آٹا اور تین من گوشت درکار ہے بھلا ایک صاع آٹے اور ایک بکری کے بچے میں کیا ہوتا ہے آٹھ دس آدمی کھا لیں گے ۱۲ منہ

[2] اوپر کی طرف سے غطفان کے کافر ادھر تھے جن کا سردار عیینہ تھا اور نیچے کی طرف سے قریش کے لوگ جن کا سردار ابوسفیان تھا اس کے سوا تہامہ اور نجد وغیرہ کے دوسرے کافر بھی تھے کل کافروں کا شمار دس ہزار تک پہنچا تھا مسلمان سب تین ہزار تھے اور سے بنی قریظہ نے دغا دی جو خاص مدینہ میں رہتے تھے اور ان سے عہد تھا یعنی گھونسہ بن گئے مسلمان یہ حال دیکھ کر بہت گھبرا گئے ۱۲ منہ

[3] سبحان اللہ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو مسلمانی سلطنت کو شخصی قرار دیتے ہیں اسلام کی حکومت پیغمبر علیہ السلام کے زمانے سے جمہوری شروع ہوئی اللہ نے فرمایا وامرھم شوریٰ بینھم اور خلفاء راشدین کے عہد میں بھی جمہوری رہی پیغمبر علیہ السلام بھی ادنیٰ سپاہیوں ہی کی طرح جنگ اور ہر کام کاج میں شریک ہوتے اسی طرح خلفائے راشدین بھی ایک ادنیٰ مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتے بیت المال میں سے ایک ہی مسلمان کا حصہ لیتے ہر مقدمہ میں مشورے پر کام کرتے مسلمانوں کے خلیفہ بالکل مجلس شوریٰ کے میر مجلس ہوتے ان کو یہ اختیار نہ تھا کہ بیت المال میں سے ایک روپیہ بھی اپنی ذاتی عیش و عشرت میں اٹھا ڈالیں

اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا
وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَیْنَا اَبَیْنَا۔

ہوئے ہیں۔ جب وہ بہکانے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں کامیاب نہیں ہونے دیتے اور ان کی کوئی بات نہیں سنتے بلکہ انکار کرتے ہیں۔ آپ آخری لفظ ابینا ہم ان کی کوئی بات نہیں سنتے بلکہ انکار کرتے ہیں یہ آواز بلند دو بار فرماتے۔

۳۸۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔

(از مسدد از یحیی بن سعید از شعبہ از حکم از مجاہد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پُروا ہوا کے ذریعے میری مدد فرمائی اور عاد قوم کو پچھوا ہوا کے ذریعے ہلاک فرمایا۔

۳۸۱۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهٗ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتّٰى وَارٰى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهٖ كَانَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ فَسَمِعْتُهٗ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُوْلُ ؎

(از احمد بن عثمان از شریح بن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف از والدش از ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جنگ احزاب یا خندق کے دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ خندق کی مٹی ڈھو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیٹ کی کھال گرد میں چھپ گئی تھی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینے پر بال بہت تھے[1] آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھ رہے تھے اور مٹی ڈھوتے جاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاُولٰی رَغِبُوْا عَلَيْنَا
وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

(ترجمہ)

"اے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے، ہم پر تسلی نازل فرما، جنگ میں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ یہ دشمن سرکشی و شرارت کی بناء پر ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں جب وہ بہکانے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں کامیاب نہیں ہونے دیتے اور ان کی کوئی بات نہیں سنتے بلکہ انکار کرتے ہیں"

[1] قسطلانی نے کہا یہ اس کے خلاف نہیں ہے جو دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسربہ باریک تھی مسربہ بالوں کی لکیر جو سینہ سے پیٹ تک ہوتی ہے کیونکہ باریکی سے یہ مطلب ہے کہ بال پھیلے ہوئے نہ تھے بلکہ ایک جا تے پر جمع تھے ۱۲ منہ

قَالَ ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا۔

آخری شعر بآواز بلند فرماتے۔

۳۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رض قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ۔

(از عبدہ بن عبد اللہ از عبد الصمد از عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار از والدش) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے پہلی جس جنگ میں شریک ہوا وہ جنگ خندق تھی۔

۳۸۱۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِيْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعٰوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْلَ أَحَقُّ بِهٰذَا

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر از زہری از سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم) معمر کہتے ہیں مجھے عبد اللہ بن طاؤس نے از عکرمہ بن خالد روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں حضرت ام المؤمنین (ہمشیرہ) حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان کی زلفوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے کہا آپ دیکھتی ہیں کہ لوگوں نے کیا کیا؟[۱] کہ مجھے تو اقتدار سے کچھ حصہ بھی نہیں ملا[۲]۔ آپ نے کہا تم جاؤ لوگوں سے ملو وہ تمہارے منتظر ہیں ایسا نہ ہو کہ تم نہ جاؤ اور لوگوں میں اختلافات پیدا ہو جائیں[۳] غرض ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (ابن عمر رض کو) نہ چھوڑا۔ آخر وہ گئے[۴] لوگ جب منتشر ہو چکے (جلسہ برخاست ہوا) تو حضرت معاویہ رض نے خطبہ سنایا[۵] کہنے لگے اگر کسی کو خلافت کے بارے میں کچھ کہنا ہو تو ذرا اپنا سر اٹھائے۔ ہم اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ خلافت کا حق رکھتے ہیں[۶] حبیب بن ابی مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ نے معاویہ رض کی تقریر کا جواب کیوں نہ دیا؟ انہوں نے کہا میں جواب دینے کو تیار ہوا

[۱] یہ اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت علی رض اور معاویہ رض میں جنگ صفین ہو چکی تھی اور مسلمان بڑی پریشانی میں تھے کہ اب کس کو حاکم بنائیں تاکہ یہ جھگڑا دور ہو جو صحابہ باقی رہ گئے تھے اُن سے بھی مشورہ لیا آخر معاویہ کی خلافت قرار پائی ۱۲ منہ [۲] حالانکہ میرے والد اس قدر عمدگی کے ساتھ خلافت کر چکے ہیں ۱۲ منہ [۳] کوئی فساد کھڑا ہو جائے تمہارے جانے سے کچھ تو فائدہ ہوگا فساد دبے گا شاید لوگ تم کو ہی حکومت دے دیں ۱۲ منہ [۴] جانے پر مجبور کیا ۱۲ منہ [۵] جہاں تحکیم ہو رہی تھی وہاں پہنچے ۱۲ منہ [۶] ہوا یہ کہ لوگوں نے رائے دی ہر فریق کی طرف سے ایک شخص حکم مقرر ہوا اور دونوں حکم جو فیصلہ کر دیں وہ فریقین قبول کریں۔ حضرت علی رض کے فریق کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری رض اور معاویہ رض کی طرف سے عمرو بن العاص حکم (یعنی پنچ مقرر ہوئے) عمرو نے ابوموسیٰ رض سے کہا اٹھو ہمارے باہمی مشورے میں جو بات ٹھہری ہے وہ بیان کرو ابوموسیٰ اٹھے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کو یہ خطبہ سنایا مسلمانو! ہم نے خلافت کے بارے میں غور کیا اس وقت سارا جھگڑا مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ ہم دونوں حکم علی رض اور معاویہ رض دونوں کو معزول کر دیں اور جب تک کوئی اور خلیفہ قرار پائے جس کو لوگ پسند کریں اس وقت تک خلافت کے کام ایک مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے سپرد رہیں اس لئے میں نے علی رض اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیا یہ کہہ کر ابوموسیٰ اتر آئے اب عمرو بن العاص چڑھے انہوں نے کہا لوگو تم نے سنا ابوموسیٰ نے اپنے صاحب یعنی علی رض کو معزول کر دیا میں نے بھی ان کو معزول کیا اور میں اپنے صاحب یعنی معاویہ کو خلافت پر قائم رکھتا ہوں وہ حضرت عثمان کے ولی اور ان کے خون کے دعویدار ہیں۔ جب عمرو یہ کہہ چکے تو لوگوں میں شور ہوا بہت لوگ عمرو سے ناراض ہو کر چلے گئے اس وقت معاویہ نے خطبہ سنایا جو آگے مذکور ہوتا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ عمرو بن العاص نے مجھ سے دغابازی کی ٹھہرا کچھ تھا انہوں نے کہا کچھ ۱۲ منہ [۷] یہ معاویہ نے عبد اللہ بن عمر رض پر طعنہ کیا کہ اگر ان کو خلافت کی ہوس ہے تو ہمارا حق ان سے بلکہ ان کے والد سے بھی زیادہ ہے یا حضرت علی رض کی بہ نسبت ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں ۱۲ منہ

الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا۔

خیال آیا کہ کہوں تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ شخص ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے دین کے لئے لڑتا رہا[1] پھر میں ڈرا کہیں ایسا کہنے سے جماعت میں پھوٹ نہ پڑ جائے اور خونریزی نہ شروع ہو جائے۔ لوگ میرا مفہوم کچھ دوسرا نہ سمجھ لیں کہ یہ نفسانیت کرتا ہے (میں نے بہشت میں جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے (صابرین کے لئے) تیار کر رکھی ہیں، ان کا خیال کیا۔ حبیب بن مسلمہؓ نے کہا آپ بچے رہے آفت میں نہیں پڑے[2] (ٹھیک کیا)، اس حدیث کو محمود بن غیلان نے بھی عبدالرزاق سے (انہوں نے معمر سے) روایت کیا۔ اس میں بجائے نَسْوَاتُهَا کے نَوْسَاتُهَا ہے (معنی میں کوئی فرق نہیں)

۳۸۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا۔

(از ابو نعیم از سفیان از ابو اسحاق، سلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جنگ احزاب میں کافر بھاگ گئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا۔ آئندہ انہیں حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں رہی اب ہم چڑھائی کریں گے[3]۔

۳۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ يَقُولُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ أَجْلَى الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ۔

(از عبداللہ بن محمد از یحییٰ بن آدم از اسرائیل از ابو اسحاق) سلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب جنگ خندق میں کفار کے گروہ واپس چلے گئے (لڑائی کا نتیجہ واضح ہو گیا) تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا "اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے۔ وہ چڑھائی کرنے کے قابل نہیں رہے۔

۳۸۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ۔

(از اسحاق از روح از ہشام از محمد از عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا اللہ ان کفار کے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں سورج غروب ہونے تک بیچ والی نماز (عصر) نہ پڑھنے دی (لڑائی میں مشغول رکھا)۔

۳۸۱۷۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

(از مکی بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ از ابی سلمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ جنگ خندق کے

---

[1] مراد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا ہیں جو ابوسفیان معاویہ کے باپ سے اور معاویہ سے اس وقت لڑتے رہے جب یہ دونوں کافر تھے ۱۲ منہ [2] گویا حبیبؓ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا کہ تم نے جو اس وقت سکوت کیا وہی ٹھیک تھا ۱۲ منہ [3] یہ آپ کا ایک معجزہ ہے آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا جنگ خندق کے بعد کافروں کا حوصلہ ٹوٹ گیا انہوں نے پھر مسلمانوں پر چڑھائی نہیں کی ۱۲ منہ

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

دن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس وقت آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا۔ چنانچہ کفار قریش کو گالیاں دینے لگے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ان مردود کفار نے مجھے (عصر کی) نماز نہ پڑھنے دی سورج ڈوبنے ہی کو تھا اس وقت میں نے پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ میں نے تو اب تک نہیں پڑھی۔ بعد ازاں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بُطحان[1] میں گئے وہاں آپ نے نماز کے لئے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھائی جس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

۳۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از ابن المنکدر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق میں فرمایا (لوگو) بنو قریظہ کے یہودیوں کی کون جاکر خبر لاتا ہے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں خبر لاتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا بنو قریظہ کی کون خبر لاتا ہے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں لاتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بنو قریظہ کی کون خبر لاتا ہے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں لاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا[2]۔ ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حواری (خاص رفیق یا وزیر) ہوتا ہے۔ میرا حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے

۳۸۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ۔

(از قتیبہ بن سعید از لیث از سعید بن ابی سعید از والدش) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ الخ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنے لشکر اسلام کو عزت دی۔ اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو عزت دی۔ کفار کی فوجوں پر وہ اکیلا غالب آیا (سب کو بھگا دیا) اس کی ہستی اور کسی کی نہیں[3]۔

۳۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ

(از محمد از فزاری و عبدہ از اسمٰعیل بن ابی خالد) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (خندق کے دن)

---

[1] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں ۱۲ منہ [2] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی یہ مستعدی اور بہادری دیکھ کر ۱۲ منہ [3] یعنی اللہ کی ہستی کے سامنے کوئی ہستی نہیں ہے کیونکہ اللہ کی ہستی قائم اور مستقل اور باقی ہے دوسری سب چیزوں کی ہستی نیستی ہے وہ اللہ کی ذات سے قائم ہیں اسی کے وجود کا پرتو ان پر پڑا ہے تو وہ موجود معلوم ہوتی ہیں حقیقت میں معدوم ہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اللہ کے بعد دوسری کوئی چیز نہیں یعنی سب فنا ہونے والی ہے سب کے بعد وہی قائم رہے گا جیسے فرمایا هو الاول والاٰخر والظاهر والباطن ۱۲ منہ [4] کذا فی التونیة بدون الف کما تنزی ۱۲ منہ [5] کیا وہ بھی عہد توڑ کر قریش کے کافروں سے مل سکتے ہیں ۱۲ منہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

کفار کی فوجوں پر بد دعا کی۔ فرمایا۔ اے اللہ! کتاب (قرآن) اتارنے والے، جلدی حساب لینے والے ان فوجوں کو بھگا دے۔ یا اللہ انہیں شکست دے۔ ان کے قدم اکھیڑ دے۔

۳۸۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَّنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ یَبْدَاُ فَیُکَبِّرُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

(از محمد بن مقاتل از عبد اللہ از موسی بن عقبہ از سالم و نافع) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرے سے واپس آتے تو پہلے تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹ کر آ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں، اپنے رب کی حمد کرتے ہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا[1] اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی ہے کافروں کی فوجوں کو تنہا اسی نے شکست دی[2]۔

باب ۲۲۔ مَرْجِعِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ وَمَخْرَجِهٖ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهٖ اِیَّاهُمْ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ خندق سے واپس تشریف لانا، بنو قریظہ پر حملہ آوری، اور ان کا محاصرہ۔

۳۸۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ اُخْرُجْ اِلَیْهِمْ قَالَ

(از عبد اللہ بن ابی شیبہ از ابن نمیر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق سے لوٹ کر ہتھیار اتار کر رکھے، غسل فرمایا (گرد و غبار صاف کیا) تو جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے کہنے لگے آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور ہم فرشتوں نے تو اللہ کی قسم ابھی تک ہتھیار نہیں کھولے چلئے ان پر حملہ کیجیے۔ آپ نے پوچھا کدھر؟ انہوں نے کہا بنو قریظہ کی طرف

---

[1] مسلمانوں کو فتح دی حج یا عمرہ نصیب کیا ۱۲ منہ [2] یعنی جنگ خندق میں ۱۲ منہ

قَالَ ابْنُ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِىْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ۔

جبریل علیہ السلام نے یہ کہتے ہوئے بنو قریظہ کی طرف اشارہ بھی کیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

۳۸۲۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِىْ زُقَاقِ بَنِىْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِىْ قُرَيْظَةَ۔

(از موسیٰ از جریر بن حازم از حمید بن ہلال) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں بنی غنم (خزرج کا ایک خاندان) کے کوچوں میں غبار اڑنے کا منظر اب تک میرے سامنے ہے جو در حقیقت حضرت جبریل علیہ السلام کی سواری سے اُٹھا تھا۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ سے قتال کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

۳۸۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِىْ بَنِىْ قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرُ فِى الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّىْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّىْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ بن اسماء از نافع) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق میں (جب جنگ ہو چکی) فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز عصر[1] بنو قریظہ کے پاس پہنچ کر پڑھے۔ نماز کا وقت رستے میں شروع ہو گیا۔ بعضوں نے کہا ہم جب تک بنو قریظہ کے پاس نہ پہنچ لیں گے عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے اور بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ کا یہ مطلب[2] تھا کہ ہم نماز قضا کر دیں۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے کسی پر خفگی نہیں کی۔

۳۸۲۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح وَحَدَّثَنِىْ خَلِيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَاِنَّ اَهْلِىْ اَمَرُوْنِىْ اَنْ اٰتِىَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَعْطَوْهُ

(از ابن ابی الاسود از معتمر) دوسری سند (از خلیفہ بن خیاط از معتمر بن سلیمان از والدش) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انصار میں سے چند حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درختوں میں سے کچھ کھجور کے درخت تحفۃً دیتے[3] حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنی نضیر پر فتح دی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لئے بھیجا کہ میں ان سے وہ سب درخت یا ان میں سے

---

[1] مسلم کی روایت میں ظہر کی نماز ہے حالانکہ دونوں کی سند ایک ہی ہے اور ضرور ہے کہ ایک روایت غلط ہو اور بعضوں نے بے تکلف تطبیق کی ہے ۱۲ منہ [2] حالانکہ ایک کا فعل ضرور غلط ہوگا مگر چونکہ دونوں کی نیت بخیر تھی اس لئے کسی پر ملامت نہ ہوئی معلوم ہوا کہ مجتہد اگر اس مسئلہ میں جس میں نص نہ ہو قیاس کرے اور اس کی رائے غلط نکلے تب بھی اس پر مؤاخذہ نہ ہوگا بلکہ اس کو ایک اجر ملے گا جیسے دوسری حدیث میں ہے اسی لئے ہم تمام مجتہدان امت کے مداح اور ثنا خوان ہیں اور ہر ایک مجتہد سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں کیونکہ ان بزرگوں نے بڑی محنت اور جانفشانی کی اور شرع کے احکام قرآن اور حدیث سے نکالے اللہ ان کو جزائے خیر دے اور درجات عالیہ مرحمت فرمائے ان مجتہدین میں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام اسحٰق، امام داؤد ظاہری، امام بخاری، امام ابن جریر طبری، امام ابو ثور وغیرہ ہیں اور متاخرین میں کئی مجتہد گذرے ہیں جیسے امام ابن حزم، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام شوکانی وغیرہم رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔ [2] بلکہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ جلد جاؤ دیر نہ کرو ۱۲ منہ۔ [3] تاکہ آپ

أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكِ كَذَا وَتَقُولُ كَلَّا وَاللهِ حَتَّى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ۔

کچھ واپس طلب کروں جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفتہً دیئے تھے۔ آپؐ نے یہ درخت ام ایمن کو دے دیئے تھے۔ اتنے میں ام ایمن آگئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر جھڑکنے لگیں۔ کہنے لگیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ درخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دے چکے ہیں اب تمہیں واپس نہیں دیں گے۔ یا ایسا ہی کوئی لفظ کہا (ام ایمن نے راوی کو شک ہے) ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ام ایمن تم اتنے درخت ان درختوں کے بدلے لے لو اور وہ یہی کہے جارہی تھیں۔ خدا کی قسم میں نہیں دوں گی۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ان درختوں کے دس گنے لے لو (یہ واپس کردو) یا انس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کوئی دوسرا جملہ کہا۔[1]

۳۸۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از سعد از ابو امامہ) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اہل قریظہ کے یہودی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اتر آئے[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ کو بلا بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپؐ نے انصار سے فرمایا اٹھو اپنے سردار کو اتارو یا یوں فرمایا اٹھو اسے اتارو جو تم سب میں بہتر ہے۔ پھر آپؐ نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے یہودی تیرے فیصلے پر راضی ہو کر اترے ہیں (اب تو کیا حکم دیتا ہے؟) انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان میں لڑائی کے قابل ہیں وہ تو قتل کئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنائے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے وہی فیصلہ کیا جیسے اللہ کا حکم تھا یا جیسے بادشاہ (یعنی خدا) کا حکم تھا۔[3]

۳۸۲۷۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

(از زکریا بن یحیٰی از عبد اللہ بن نمیر از ہشام از والدش) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کو جنگ خندق میں حبان بن عرفہ قریش کے ایک

[1] جب ان درختوں کے دس گنے درخت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دینا قبول کئے اس وقت ام ایمن راضی ہوئیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور محبت تھی ام ایمن سے کیونکہ وہ آپ کی کھلائی تھیں رضی اللہ عنہا ۱۲ منہ [2] پندرہ روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گھیرے رہے تیروں کی بارش ان پر ہوتی رہی آخر مجبور ہو کر قلعہ سے اترنا قبول کر لیا سعد بن معاذ جو جنگ خندق میں زخمی ہو چکے تھے بہت ناتواں اور ضعیف ہو گئے تھے انہوں نے دعا کی تھی یا اللہ میں اس وقت تک نہ مروں جب تک بنی قریظہ کی سزا نہ دیکھ لوں ۱۲ منہ [3] ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے جیسے بادشاہ کا حکم تھا سات آسمانوں کے اوپر سے یعنی عرش پر سے ۱۲ منہ [4] یعنی اس مسجد کے جو آپؐ نے بنی قریظہ کے قریب نماز کے لئے بنائی تھی ۱۲ منہ [5] اب تم کیا حکم دیتے ہو ۱۲ منہ

عَائِشَةَ رض قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُمْ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا فَانْفَجَرَتْ

کافر نے تیر مارا وہ آپ کی ہفت اندام میں پیوست ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگا دیا تاکہ قریب سے ان کی تیمارداری کر لیا کریں جب آپؐ جنگ خندق سے لوٹ کر آئے اور ہتھیار اتارے غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آ پہنچے۔ وہ اپنے سر سے گرد جھاڑ رہے تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے ہتھیار اتار ڈالے۔ خدا کی قسم میں نے تو اب تک ہتھیار نہیں کھولے چلئے بنی قریظہ کی طرف چلیں۔ آپؐ اُن کے پاس پہنچے (انہیں گھیر لیا) آخر آپؐ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعے سے اترے۔ آپؐ نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ جو فیصلہ کریں وہ کرو۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا میں تو یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو لوگ ان میں لڑائی کے قابل ہیں وہ تو قتل کئے جائیں۔ عورتیں بچے قید کر لئے جائیں (لونڈی غلام بنیں) اور ان کے مال اسباب (مسلمانوں میں) تقسیم ہو جائیں [1]۔

ہشام کہتے ہیں مجھے میرے والد نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ (جب زخمی ہوئے تو انہوں) نے یہ دعا کی یا اللہ تو جانتا ہے مجھے اس سے زیادہ کوئی عمل پسند نہیں ہے کہ میں تیری راہ میں ان لوگوں سے لڑوں جنہوں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا وطن سے نکالا (یعنی قریش کے کافروں سے لڑوں) یا اللہ میں یہ سمجھتا ہوں تو نے ہماری ان کی جنگ ختم کر دی لیکن اگر قریش کی لڑائی ابھی باقی ہو تو مجھے ان سے لڑنے کیلئے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کروں۔ لیکن اگر تو نے لڑائی ختم کر دی ہو تو پھر میرا زخم بہا دے (اس کا خون جاری کر دے)

---

[1] کہتے ہیں آپ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ رکھا تھا کہیں سے رسد نہ پہنچی تھی آخر تنگ آ گئے ان کے سردار نے یہ صلاح دی کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ایکبارگی نکل پڑو اور لڑ کر مرو نہیں تو مسلمان ہو جاؤ مگر انہوں نے منظور نہ کیا جب سعد کے فیصلے پر راضی ہو کر اترے تو مسلمانوں نے ان کے قتل کے لئے نالیاں کھودیں ان میں کھڑا کر کے ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ نالیاں خون سے بھر گئیں یہ سب چھ سو یا چار سو مرد تھے۔ عورتیں اور بچے الگ وہ لونڈی غلام بنے دغابازی اور عہد شکنی کی یہی سزا ہے ۱۲منہ

مِنْ لَبَّتِهٖ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَ فِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَآ اَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَاْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

میں اسی میں مرجاؤں (شہادت پاؤں)۔ اس دعا کے بعد ان کا خون سینہ بہہ نکلا[1] مسجد کے لوگ بھی اس وقت ڈرنے لگے کہ بنی غفار کے خیمے سے جو مسجد میں لگا ہوا ہے[2] خون بہہ بہہ کر آرہا ہے۔ مسجد والوں نے پوچھا خیمے والو! تمہاری طرف سے بہہ بہہ کر یہ کیا آرہا ہے؟ دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون پھوٹ کر بہہ رہا ہے۔ آخر وہ انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

۳۸۲۸۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ وَ زَادَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ۔

(از حجاج بن منہال از شعبہ از عدی) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا مشرکوں کی ہجو کر، جبریل علیہ السلام تیری مدد کریں گے۔

ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ شیبانی از عدی بن ثابت از براء بن عازب رضی اللہ عنہ اتنا اضافہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے دن حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے یوں فرمایا مشرکوں کی ہجو کر جبریل تیری مدد کریں گے[3]۔

بَاب ۲۲۰۱ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ

باب غزوہ ذات الرقاع[4]

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِاَنَّ اَبَا مُوْسٰى جَآءَ بَعْدَ خَيْبَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَجَآءٍ اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْعَطَّارُ

یہ جنگ محارب قبیلے سے ہوئی جو خصفہ[5] کی اولاد تھے اور یہ خصفہ بنی ثعلبہ میں سے تھا جو غطفان قبیلے کی ایک شاخ ہیں[6]۔ اس لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخل میں جا کر اترے تھے[7] یہ لڑائی جنگ خیبر کے بعد ہوئی کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے بعد

---

[1] زخم کھل گیا بعضوں نے کہا سعد کی یہ دعا کہ اگر ابھی قریش کی لڑائی باقی ہو قبول نہیں ہوئی کیونکہ سعد کی وفات کے بعد بھی بہت سی لڑائیاں ہوئیں حافظ نے کہا سعد کی دعا قبول ہوئی اور لڑائی باقی رہنے سے یہ مراد ہے کہ قریش کے کافر جنگ کا قصد کر کے لڑیں جنگ خندق کے بعد پھر قریش نے ایسی کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ حدیبیہ میں جنگ ہونے کو تھی مگر صلح ہو گئی مکہ کی فتح میں خود مسلمان چڑھ کر گئے تھے گو سعد کو ہفت اندام کی رگ میں زخم لگا تھا مگر ورم چڑھتے چڑھتے سینہ تک ورم ہو گیا تھا اس سے خون جاری ہو گیا اور انہوں نے وفات پائی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [2] یہ وہی ڈیرہ تھا جس میں سعد رکھے گئے تھے اس میں ایک عورت تھی رفیدہ جو زخموں کی دوا دارو کیا کرتی تھی ۱۲ منہ [3] ابراہیم بن طہمان کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ جنگ ۴ھ میں خیبر کی جنگ کے بعد ہوئی بعضوں نے کہا خیبر سے پہلے بعضوں نے کہا جنگ خندق سے بھی پہلے چوتھے سال میں اور امام بخاری نے پہلے قول کو ثابت کیا کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شریک تھے اور وہ خیبر فتح ہونے کے بعد حبش کے ملک سے آئے تھے ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ آگے مذکور ہوگی ۱۲ منہ [5] ظاہر مطلب یہ نکلتا ہے کہ محارب ثعلبہ کی اولاد تھے حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے محارب اور غطفان چچا زاد بھائی تھے قسطلانی نے کہا عبارت میں غلطی ہو گئی ہے صحیح یوں ہے وبنی ثعلبۃ من غطفان ۱۲ منہ [6] بن قیس بن غیلان

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ۔

ہوئی کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے بعد (حبش سے) آئے تھے[1] عبداللہ بن رجاء[1] بحوالہ عمران عطار از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رض کو صلوٰۃ خوف ساتویں غزوے ذات الرقاع[2] میں پڑھائی۔ ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف ذی قرد میں پڑھائی[3] بکر بن سوادہ[4] بحوالہ زیاد بن نافع از ابوموسیٰ (علی بن رباح) از جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب اور ثعلبہ کی لڑائی میں صحابہ رض کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ ابن اسحٰق بحوالہ وہب بن کیسان از جابر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخل میں سے ذات الرقاع کی لڑائی میں گئے وہاں غطفان کے لوگ ملے مگر لڑائی نہیں ہوئی۔ ہر ایک نے دوسرے کو ڈرایا (مسلمانوں نے کفار کو، کفار نے مسلمانوں کو) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی[5]

یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرد کے دن جہاد میں شریک ہوا۔

۳۸۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رض قَالَ

(از محمد بن علاء از ابواسامہ از برید بن عبداللہ بن ابی بردہ از ابوبردہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم چھ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہم چھ

---

[1] اس کو سراج نے اپنی سند میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] ذات الرقاع کو ساتواں غزوہ کہا تو ضرور وہ خیبر کے بعد ہوگا کیونکہ پہلا غزوہ بدر ہے دوسرا احد تیسرا خندق چوتھا قریظہ پانچواں مریسیع چھٹا خیبر ۱۲ منہ [3] ذی قرد ایک مقام ہے مدینہ سے ایک منزل پر غطفان کے قریب اس کو نسائی اور طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا ابن اسحاق کی یہ روایت مجھ کو نہیں ملی البتہ امام احمد نے ابن اسحاق سے یہ مضمون نکالا مگر وہ وہب کی روایت سے نہیں ہے ۱۲ منہ

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَّعْتَقِبُهُ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِيْ وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى اَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ اَبُوْمُوْسٰى بِهٰذَا ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهٗ كَاَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّكُوْنَ شَيْءٌ مِّنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ۔

۳۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلّٰى صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وُّجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وُجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَّذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ الْقٰسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهٗ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ اَنْمَارٍ[1]

آدمیوں کے لئے سواری صرف ایک اونٹ تھا۔ باری باری اس پر سوار ہوا کرتے آخر (چلتے چلتے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور میرے تو پاؤں پھٹ کر ناخون بھی گر پڑے۔ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے۔ اسی سے اس جنگ کا نام ذات الرقاع ہوا (یعنی چیتھڑوں والی لڑائی) کیونکہ پاؤں پر پھٹ جانے کی وجہ سے چیتھڑے باندھتے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے (پہلے) یہ حدیث بیان کی پھر انہوں نے اس کا بیان کرنا ناپسند کیا۔ کہا ہم نے یہ محنت (اللہ کی راہ میں) اس لئے نہیں کی تھی کہ اسے بیان کریں انہیں اپنے نیک اعمال ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

(از قتیبہ بن سعید از امام مالک از یزید بن رومان) صالح بن خوات کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں جو غزوۂ ذات الرقاع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ الخوف میں شامل تھے کہ ایک جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھ کر کھڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلے میں رہی۔ آپؐ نے اس جماعت کے ساتھ جو آپ کے پیچھے تھی ایک رکعت پڑھی۔ پھر آپ چپ چاپ کھڑے رہے اور مقتدی ایک اور رکعت پڑھ کر اپنی نماز پوری کرکے لوٹ گئے دشمن کے مقابلے میں صف باندھی۔

اب دوسرا گروہ آیا جو دشمن کے مقابل تھا۔ آپؐ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی جو آپؐ کی نماز میں باقی رہی تھی۔ پھر آپؐ (خاموش) بیٹھے رہے اور مقتدیوں نے ایک رکعت اور پڑھ کر اپنی نماز پوری کی۔ پھر آپؐ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ معاذ ابن ہشام کہتے ہیں[2] ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا انہوں نے ابوالزبیر سے روایت کیا انہوں نے جابرؓ سے روایت کیا انہوں نے کہا ہم نخل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پھر صلوٰۃ خوف کا ذکر کیا۔ (جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے[3]) امام مالک کہتے ہیں صلوٰۃ خوف کے بارے میں سب سے عمدہ یہی روایت میں نے سنی۔ معاذ بن ہشام کے ساتھ اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی بحوالہ ہشام بن سعد مدنی از زید بن اسلم از قاسم بن روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف غزوۂ بنی انمار میں پڑھی[4]۔

[1] کہتے ہیں اس شخص کا نام سہل بن ابی حثمہ تھا بعضوں نے کہا خوات بن جبیر ۱۲ منہ [2] اس کو طبرانی اور ابوداؤد طیالسی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] امام بخاری کی غرض اس روایت کے بیان کرنے سے یہی ہے کہ جس غزوہ میں آپ نے خوف کی نماز پڑھی وہ ذات الرقاع کا غزوہ تھا جابرؓ سے بالاتفاق یہ روایتیں منقول ہیں ۱۲ منہ [4] اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں وصل کیا متابعت کے معنے یہاں سمجھ میں نہیں آتے کیونکہ لیث کی روایت مسنداً اور متناً معاذ ابن ہشام کی روایت سے مختلف ہے بعضوں نے کہا بنی انمار کے مقامات بنی ثعلبہ کے مقامات سے ملے ہوئے تھے حافظ نے کہا واقدی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ بنی انمار ایک ہی ہے مگر غزوہ بنی انمار کو امام بخاری نے آگے چل کر الگ بیان کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ عبارت تابعہ اللیث آگے کی حدیث کے بعد ہونا تھی صحیح بخاری کے ناقلین نے شاید سہو سے یہاں لکھ دی ہے ۱۲ منہ

۳۸۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ فَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ۔

(از مسدد از یحییٰ بن سعید قطان از یحییٰ بن سعید الانصاری از قاسم ابن محمد از صالح بن خوات) سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (صلوٰۃ الخوف میں) امام قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور ایک گروہ امام کے پیچھے ایک گروہ دشمن کی طرف منہ کئے کھڑا ہو، جو لوگ امام کے پیچھے ہیں ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے (اب امام خاموش کھڑا رہے) مقتدی کھڑے ہوکر اپنے لئے ایک رکعت اور پڑھ لیں۔ اسی جگہ دو سجدے کرکے اُن لوگوں کی جگہ چلے جائیں جو دشمن کے روبرو کھڑے ہیں۔ اب وہ لوگ آئیں، ایک رکعت ان کے ساتھ امام پڑھے۔ تو امام کی دو رکعتیں ہوگئیں، یہ لوگ ایک رکعت اور اپنے اپنے لئے پڑھیں اور دو دو سجدے کریں۔

۳۸۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش از صالح ابن خوات) سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی۔

۳۸۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ[1]

(از محمد بن عبیداللہ از ابن ابی حازم از یحییٰ از قاسم از صالح ابن خوات) سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے ان کا قول مروی ہے۔

۳۸۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف (غطفان پر) جہاد کیا۔ ہم لوگ دشمن کے مقابل کھڑے ہوئے اور صف باندھی۔

۳۸۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

(از مسدد از یزید بن زریع از معمر از زہری از سالم بن عبداللہ ابن عمر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف پہلے ایک جماعت کے ساتھ شروع کی۔ دوسرا گروہ دشمن کی

[1] یعنی موقوفاً نقل کیا ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولٰئِكَ فَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ۔

طرف منہ کئے ہوئے کھڑا رہا پھر (ایک رکعت پڑھ کر) یہ لوگ لوٹ گئے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر جو دشمن کے مقابل تھا کھڑے ہو گئے۔ اب وہ آئے ان کے ساتھ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ اور ایک گروہ کھڑا ہوا اس نے دوسری رکعت (جو باقی رہی تھی) ادا کی اور دوسرا گروہ کھڑا ہوا اس نے بھی اپنی باقی ماندہ رکعت ادا کی

٣٨٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سنان و ابوسلمہ) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف شرکتِ جہاد کی۔

٣٨٣٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ إِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ لِي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از اسمٰعیل از برادرش از سلیمان از محمد بن ابی عتیق از ابن شہاب از سنان بن ابی سنان الدؤلی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا جب آپؐ وہاں سے واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا۔ اتفاقاً دوپہر کے وقت ایسے مقام پر پہنچے جہاں کانٹے دار درخت بہت تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اتر پڑے۔ صحابہ کرام جدا جدا درختوں کے سائے میں ٹھہرے آپؐ ایک کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے، تلوار درخت سے لٹکا دی (آپ سو گئے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ بھی ذرا سو رہے۔ پھر اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلا لیا، ہم حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا تو آپ کے ساتھ ایک اعرابی بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں سو رہا تھا کہ اس نے آ کر میری تلوار سونت لی۔ میں جاگا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں دیکھی کہنے لگا۔ اب میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا "اللہ بچائے گا۔ اعرابی یہ بیٹھا ہے[1]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہ دی[2]۔

---

[1] ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بچائے گا اسی وقت حضرت جبریلؑ نے اس کے سینے پر ایک گھونسہ لگایا تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی (بقیہ برصفحہ آئندہ)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ تَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ خَيْبَرَ۔

ابانؒ بن یزید از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم غزوۂ ذات الرقاع میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اتنے میں ایک درخت بہت سایہ دار نظر آیا، ہم نے وہ درخت آپ کے آرام لینے کے لئے چھوڑ دیا[1]۔ اسی اثناء میں ایک مشرک آیا اور آپ کی تلوار جو درخت سے لٹکی تھی اس نے لے کر سونت لی۔ کہنے لگا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں نہیں ڈرتا۔ اس نے کہا آپؐ کو میرے وار سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ۔ صحابہ کرام نے اسے ڈانٹا[2]۔ نماز کی تکبیر ہوئی۔ آپؐ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں[3]۔ پھر وہ ہٹ کر (دشمن کے سامنے) چلے گئے۔ آپؐ نے دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں[4]۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

مسدد نے بحوالہ ابوعوانہؒ از ابی بشر کہا کہ اس شخص کا نام غورث[5] بن حارث تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں محارب خصفہ کے لوگوں سے لڑائی کی تھی۔ ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا "ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مقام) نخل میں تھے آپؐ نے صلوٰۃ خوف پڑھی"۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں[7] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں صلوٰۃ الخوف پڑھی"۔ ابوہریرہؓ جنگ خیبر کے زمانے میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے[9]۔

باب ۲۲۰۲ غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَذَلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَ

باب جنگ بنی مصطلق۔

بنی مصطلق بنی خزاعہ کی شاخ ہیں۔ اس جنگ کو غزوۂ مُریسیع بھی کہتے ہیں[10]۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ جنگ ۶ھ ہجری میں ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ۴ھ ہجری میں ہوئی[11]۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی اور فرمایا اب میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائے گا کہنے لگا کوئی نہیں بچا سکتا ۱۲ منہ [2] یہ آپ کی بے انتہا بہادری کی دلیل ہے جو لوگ شجاع اور بہادر ہوتے ہیں ان ہی میں رحم و کرم بھی زیادہ ہوتا ہے کہتے ہیں یہ بہادر بعد کو مسلمان ہو گیا اور اس کی وجہ سے بہت لوگوں نے ہدایت پائی صحیح بخاری کا نام آگے مذکور ہوگا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا) [1] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] آپ اس کے تلے اترے ۱۲ منہ [3] کمبخت پیغمبر علیہ السلام سے ایسی بے ادبی کرتا ہے ۱۲ منہ [4] اور سلام پھیر دیا انہوں نے بھی سلام پھیر دیا ۱۲ منہ [5] اور سلام پھیرا انہوں نے بھی سلام پھیرا ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] جس نے آنحضرتؐ کی تلوار سونت لی تھی ۱۲ منہ [8] اس کو ابوداؤد اور طحاوی اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [9] تو معلوم ہوا کہ غزوۂ ذات الرقاع کی جنگ خیبر کے بعد ہوئی ۱۲ منہ [10] مریسیع ایک کنوئیں یا چشمہ کا نام ہے جو ان کے ملک میں تھا اسی لڑائی میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا تھا اور تیمم کا حکم اترا تھا ۱۲ منہ [11] ابن اسحٰق کا قول ان کے مغازی میں اور موسیٰ کا ان کے مغازی میں مروی ہے بیہقی نے قتادہ اور عقبہ سے نکالا کہ ۵ھ ہجری میں ہوئی ۱۲ منہ

قَالَ النُّعْمٰنُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيْثُ الْإِفْكِ فِيْ غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيْعِ

۳۸۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَّعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَّسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ

نعمان بن راشد نے زہری سے روایت کیا کہ واقعہ تہمت ام المومنین اسی جنگ میں ہوا[1]

(از قتیبہ بن سعید از اسمٰعیل بن جعفر از ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن از محمد بن یحییٰ بن حبان) ابن محیریز کہتے ہیں میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے وہاں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ چنانچہ ان سے عزل کا مسئلہ پوچھا[2]۔ انہوں نے کہا ہم غزوہ بنی مصطلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے وہاں ہم نے عرب لوگوں کو قید کیا۔ عورتوں کی ہمیں بہت خواہش ہوئی۔ بغیر عورت رہنا مشکل ہوگیا۔ ہم نے چاہا عزل کریں۔ ہمارا ارادہ ہوا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر عزل نہ کرو۔ اللہ کے علم میں قیامت تک جو جان (دنیا میں) آنے والی ہے وہ آکر رہے گی۔

۳۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ وَهُوَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَّاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ

(از محمود از عبدالرزاق از معمر از زہری از ابوسلمہ) حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ نجد میں شامل تھے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اتفاق سے اس وقت ہم ایک خاردار جنگل میں تھے۔ آپ نے ایک درخت کے سائے میں آرام فرمایا۔ تلوار درخت سے لٹکا دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم الگ الگ درختوں کے سائے میں آرام کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طلب فرمایا۔ ہم حاضر خدمت ہوئے۔ ایک اعرابی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص میرے پاس

---

[1] اس کو جوزقی اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] کہ عزل درست ہے کہ نہیں یعنی جماع کے وقت جب انزال قریب ہو تو ذکر کو باہر نکال لینا تاکہ اولاد نہ ہو ۱۲ منہ

يَدَيْهِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا أَتَانِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هٰذَا قَالَ وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آیا جبکہ میں سو رہا تھا۔ اس نے میری تلوار سونت لی۔ میں بیدار ہوا تو میرے سرہانے کھڑا تھا۔ کہنے لگا۔ آپ کو مجھ سے اب کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ۔ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی اور بیٹھ گیا۔ دیکھو یہ بیٹھا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی[1]

بَاب ۲۲۰۳ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ

باب جنگ بنی انمار

۳۸۴۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از عثمان بن عبد اللہ بن سراقہ) حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ انمار میں اونٹنی پر نماز پڑھتے دیکھا آپ کا رخ مبارک مشرق کی طرف تھا۔ آپ نفل پڑھ رہے تھے۔

بَاب ۲۲۰۴ حَدِيْثِ الْإِفْكِ

باب واقعہ افک۔

اَلْإِفْكُ وَالْأَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ إِفْكُهُمْ وَأَفَكُهُمْ

اِفْك اور اَفَك اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے نِجس اور نَجَس۔ کہا جاتا ہے اِفْكُهُمْ وَاَفَكُهُمْ[2]

۳۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعٰى لِحَدِيْثِهَا مِنْ

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از صالح از ابن شہاب) عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ (چاروں حضرات) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعۂ تہمت روایت کیا۔ ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ایک حصہ نقل کیا۔ ان (چاروں) میں سے کوئی بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی الحافظہ تھا۔ بہر حال میں نے (ابن شہاب نے) ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی۔ جو اس نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی

---

[1] اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ تھے ملکہ پیغمبر تھے۔ دنیا کے بادشاہوں میں یہ قاعدہ ہے کہ بادشاہ پر جو کوئی حملہ آور ہو وہ سزائے موت کے قابل ہوتا ہے ۱۲ منہ

[2] (سورۂ احقاف میں جو آیا ہے) وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ وہ بکسر ہمزہ ہے اور بفتح ہمزہ بسکون فا اور اَفْكُهُمْ بفتح ہمزہ و فا بھی آیا ہے جس نے اَفَكَهُمْ بفتح ہمزہ و فا کاف پڑھا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا اس نے ان کو ایمان سے پھیر دیا اور جھوٹا بنایا جیسے سورۂ الذاریات میں يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ہے یعنی قرآن سے وہی منحرف ہوتا ہے (پھیرا جاتا ہے) جو اللہ کے علم میں منحرف قرار پا چکا ہے (پھیرا جا چکا ہے) ۱۲ منہ

[3] اس سارے کلام سے ابن شہاب کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو حدیث یہاں بیان کی ہے یہ بحیثیت مجموعی ان چاروں شخصوں سے منقول ہے مگر یہ نہیں ہے کہ اس کا ہر ہر جملہ چاروں شخصوں نے بیان کیا ہے ۱۲ منہ

بَعْضٍ وَّاَثْبَتَ لَهٗ اقْتِصَاصًا وَّقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَّاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ قَالُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَاْنِيْ اَقْبَلْتُ اِلٰى رَحْلِيْ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَاِذَا عِقْدٌ لِّيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهٗ قَالَتْ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِيَ الَّذِيْ كُنْتُ اَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَّمْ يُهَبِّلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا يَاْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوْا

ہر ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے اگرچہ ان میں سے ایک باعتبار دوسرے کے زیادہ یادداشت والا تھا۔

یہ حضرات کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات کے متعلق قرعہ اندازی کرتے اور ان میں سے اُسے اپنے ساتھ لے جاتے جس کے نام قرعہ نکلتا۔

(فرماتی ہیں) ایک لڑائی میں (غزوہ مریسیع میں) آپ نے ہمارے متعلق قرعہ اندازی کی، تو میرا نام نکلا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی، اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا[1]۔ میں ایک ہودے میں بٹھا کر (اونٹ پر) سوار کی جاتی اور اسی میں رہ کر اتاری جاتی۔ بہر حال ہم اسی طرح سفر کرتے رہے۔ جب آپ اس جہاد سے واپس ہوئے اور ہم مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات آپ نے کوچ کا حکم دیا۔ میں اٹھی اور رفع حاجت کے لئے (تنہا) چل پڑی۔ لشکر سے کافی دور نکل گئی۔ جب فارغ ہوئی تو اپنی جگہ پر آئی۔ میں نے اپنا سینہ چھوا تو معلوم ہوا میرا ہار جو ظفار[2] کے نگینوں کا تھا وہ ٹوٹ کر گر گیا ہے میں پھر لوٹی اور ہار ڈھونڈنے لگی، اسے ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہو گئی، ادھر وہ لوگ آ پہنچے جو میرا ہودہ اٹھایا کرتے تھے، وہ سمجھے میں ہودے میں بیٹھی ہوں انہوں نے ہودہ اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ اس زمانے میں عورتیں ہلکے وزن کی ہوتی تھیں۔ موٹی پُر گوشت نہ تھیں۔ تھوڑا کھانا کھاتی تھیں۔ چنانچہ ہودہ اٹھانے والوں نے جب ہودہ اٹھایا انہوں نے اس کے ہلکے پن کا خیال نہ کیا۔ نیز میں اس وقت کم سن تھی (میرا بوجھ

[1] معلوم ہوا کہ پردے کا یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں گھروں سے باہر نہ نکلیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ سفر میں کیوں لے جاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی مذہب تھا۔ اسی لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئیں جنگ جمل میں گئیں لیکن بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ گھر سے باہر نہ جائیں اور وہ مرتے تک اپنے گھر میں رہیں ۱۲ منہ [2] ظفار ایک شہر کا نام ہے یمن میں ۱۲ منہ

وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ
سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ
فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ
ابْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ
الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ
نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ
الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي
فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَوَاللَّهِ مَا تَكَلَّمْنَا
بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ
وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا
فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي
الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ
الظَّهِيرَةِ وَهُمْ نُزُولٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ
هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدَ
اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ قَالَ عُرْوَةُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ
كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ
وَيَسْتَوْشِيهِ وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ
الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ
أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِينَ
لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ

ہی کیا تھا) غرض انہوں نے اونٹ اٹھایا اور چلے گئے۔ جب
سارا لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ اس وقت میرا ہار ملا۔ میں
ٹھکانوں میں آئی تو وہاں آدمی کا نام نہیں نہ کوئی بات
کرنے والا نہ جواب دینے والا۔ آخر (مجبوراً) میں اس مقام
پر آبیٹھی جہاں میں ٹھہری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ جب قافلے
والے مجھے (ہودے میں) نہ پائیں گے تو یہیں ڈھونڈنے آئیں گے۔
غرض میں اس جگہ بیٹھی تھی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں سو گئی۔
ایک شخص صفوان بن معطل سُلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا (قافلے
کی گری پڑی اشیاء اٹھالیتا) وہ میرے ٹھکانے پر آیا۔ اس نے دیکھا
کوئی شخص سو رہا ہے۔ اس نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا۔ کیونکہ پردے کا حکم
نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے پہچان کر
انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی میں نے اوڑھنی سے
منہ ڈھانپ لیا۔ خدا کی قسم نہ ہم دونوں نے کوئی بات کی نہ میں نے اس کی
کوئی بات سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سنی۔ غرض وہ اونٹ
سے اترا اس نے اونٹ بٹھایا اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھا میں کھڑی
ہو کر اونٹ پر سوار ہوئی وہ پیدل چلتا رہا حتیٰ کہ ہم دونوں سخت گرمی
کے وقت ٹھیک دوپہر کو لشکر میں پہنچے۔ اس وقت لشکر کے لوگ
(آرام کے لئے) اتر پڑے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر جو
لوگ ہلاک ہونے والے تھے وہ (تہمت لگا کر) تباہ ہوئے اور اس طوفان
والوں کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول (رئیس المنافقین) تھا۔ عروہؓ
کہتے ہیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس طوفان کا اس کے پاس چرچا ہوتا۔ لوگ
بیان کرتے تو وہ اسے تسلیم کرتا، کان لگا کر سنتا، کرید کرید کر سوال کرتا۔
(اسی سند سے) عروہ سے منقول ہے کہ طوفان لگانے والوں میں صرف ان لوگوں کا نام معلوم ہو سکا۔ حسان بن ثابت مسطح
ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش۔ باقی لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے۔ مگر ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جیسے اللہ نے (سورۂ نور میں) فرمایا[1]

[1] جن لوگوں نے طوفان کھڑا کیا تم میں سے ایک گروہ ہیں ۱۲ منہ

تَعَالٰی وَاِنَّ کِبْرَ ذٰلِکَ یُقَالُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَۃُ کَانَتْ عَائِشَۃُ تَکْرَہُ اَنْ یُّسَبَّ عِنْدَھَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ اِنَّہُ الَّذِیْ قَالَ ؎

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَہٗ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَاءٗ

قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَاشْتَکَیْتُ حِیْنَ قَدِمْتُ شَھْرًا وَّالنَّاسُ یُفِیْضُوْنَ فِیْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْکِ لَآ اَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ وَھُوَ یُرِیْبُنِیْ فِیْ وَجَعِیْٓ اَنِّیْ لَآ اَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ کُنْتُ اَرٰی مِنْہُ حِیْنَ اَشْتَکِیْ اِنَّمَا یَدْخُلُ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ کَیْفَ تِیْکُمْ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَذٰلِکَ یُرِیْبُنِیْ وَلَآ اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰی خَرَجْتُ حِیْنَ نَقَھْتُ فَخَرَجَتْ مَعِیَ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَکَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَکُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَیْلًا اِلٰی لَیْلٍ وَّذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ نَّتَّخِذَ الْکُنُفَ قَرِیْبًا مِّنْ بُیُوْتِنَا قَالَتْ وَاَمْرُنَآ اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِی الْبَرِّیَّۃِ قِبَلَ الْغَآئِطِ وَکُنَّا نَتَاَذّٰی بِالْکُنُفِ اَنْ نَّتَّخِذَھَا عِنْدَ بُیُوْتِنَا قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَّھِیَ ابْنَۃُ اَبِیْ رُھْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّاُمُّھَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ

ان سب کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ (اسی سند سے) عروہ کہتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ (باوجودیکہ حسان نے ان پر تہمت لگائی تھی مگر وہ) حسان کو بُرا کہنا پسند نہیں کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ حسان ہی نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

(ترجمہ) میں، میرا باپ، دادا اور میری آبرو سبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو پر قربان ہیں[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، غرض میں سفر سے مدینے میں آئی، بیمار پڑ گئی۔ ایک مہینے تک بیمار رہی۔ دوسری طرف لوگ طوفان والوں کی افواہیں سنتے رہے۔ مجھے کچھ خبر ہی نہ ہوئی۔ صرف ایک معمولی سا شک میرے دل میں یہ آیا کہ جیسی مہربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر پہلے رکھتے تھے ویسی میں نے اس بیماری میں نہ دیکھی۔ آپ اندر آ کر سلام کرتے اور صرف یہ پوچھ کر چلے جاتے اب تمہارا کیا حال ہے؟ اس سے مجھے شک ہوا (کہ آپ کچھ ناراض ہیں) مگر اس طوفان کی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ بہرحال جب میں بیماری سے ذرا اچھی ہوئی تو مسطح کی ماں کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ وہاں ہم رفع حاجت کے لئے جایا کرتیں۔ ہم صرف ایک بار رات کے وقت جایا کرتیں۔ اس زمانے میں چونکہ گھروں کے قریب بیت الخلا بنے ہوئے نہ تھے اور ہم اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں رفع حاجت کے لئے جایا کرتے۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی (فرماتی ہیں) میں اور مسطح کی ماں (سلمٰی) جو ابو رُہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (میرے والد) کی خالہ تھیں۔ مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مُطّلب اُس

[1] حسان رضی اللہ عنہ نے یہ قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور مشرکین کی ہجو میں لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ میں اور میرا باپ دادا میری آبرو سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو پر تصدق ہیں جہاں تک ہو سکے گا آپ کی عزت کا بچاؤ کریں گے حضرت عائشہؓ نے باوجودیکہ حسانؓ نے ان کی نسبت ایسا سخت بہتان کیا تھا مگر اس وجہ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح اور ثنا خواں تھا اس کو بُرا کہنا گوارا نہیں کیا سبحان اللہ پاک نفسی اور ایمانداری اس کو کہتے ہیں۔ **مصنف** مسلمانوں کا عجیب حال ہے اللہ رحم کرے جہاں کسی مولوی یا مشائخ سے ایک بات میں اختلاف آن پڑا تو بس پھر سارے فضائل اور مناقب اختلاف کرنے والے کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں اور ایمان والوں کو کافر بنایا جاتا ہے اللہ ایسے تعصب اور نفسانیت سے بچائے رکھے منہ

عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ لَهُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي

کا بیٹا تھا- ساتھ ساتھ گئے- جب میں اور وہ دونوں رفع حاجت سے فراغت پاکر گھر کو لوٹے آرہے تھے۔ اس وقت اس کا پاؤں چادر میں الجھا، وہ گر پڑی، کہنے لگی "مرجائے مسطح" میں نے کہا- اری مسطح کو تو بُرا کہتی ہے- مسطح جنگ بدر میں شریک تھے- اس نے کہا- اری خدا کی بندی تم نے مسطح کی بات نہیں سنی؟ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے بیان کی- جب (غم کی وجہ سے) میری بیماری دگنی ہو گئی[1] جب میں گھر پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے آپ نے سلام کیا- پوچھا اب کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دیجئے- میری نیت یہ تھی کہ میں ان کے پاس جاکر اس خبر کی تحقیق کروں (شاید مسطح کی ماں نے غلط کہا ہو) آپ نے اجازت دے دی (میں گئی) میں نے اپنی ماں سے کہا- اماں! یہ لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں- انہوں نے کہا بیٹی! تو اتنا رنج نہ کر- خدا کی قسم یہ تو ہوتا آیا ہے جب کسی خوبصورت عورت کی سوکنیں ہوں اور خاوند اسے چاہتا ہو تو وہ ایسے بہت سے چکر چلاتی ہیں[2] میں نے کہا سبحان اللہ لوگ ایسی (بکواس) منہ سے نکالنے لگے- میری ساری رات روتے روتے گذری- صبح تک نہ آنسو تھمے نہ نیند آئی[3] صبح کو بھی میں رو رہی تھی-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وحی نازل ہونے میں تاخیر ہوئی تو حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا- ان سے پوچھا- مشورہ لیا- کیا میں اس عورت کو (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) چھوڑ دوں- اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے وہ جانتے تھے کہ وہ عورت ایسی باتوں سے پاک ہے اور جیسے وہ ہم لوگوں سے

---

[1] ہائے ایسے قاسی القلب طوفان لگانے والے تھے ایک بھولی بھالی شریف زادی دوسرے بیمار پر ایسی تہمتیں جوڑنا ۱۲ منہ [2] تاکہ یہ خوبصورت عورت خاوند کی نظر سے گر جائے- ہر چند اس طوفان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بی بی شریک نہ تھی مگر حمنہ بنت جحش جو حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی بہن تھی وہ بھی اس طوفان میں شریک تھی تو حضرت عائشہ کی والدہ نے یہ خیال کیا کہ شاید ان کی سوکنوں کی بھی اس میں سازش ہو ۱۲ منہ [3] ایک کم سن بھولی بھالی شریف لڑکی دوسرے بیمار بھی ایسی تہمت سے اس کا کیا حال ہوا ہوگا ۱۲ منہ

بِعِلْمِهِ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي قَالَتْ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ

دلی محبت رکھتے تھے، یہی مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کی محترمہ اہلیہ ہیں۔ ہم انہیں نیک (پاک دامن) ہی سمجھتے ہیں[1]۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ پر عورتوں کی تنگی نہیں رکھی، اس کے سوا بھی بہت سی عورتیں ہیں[2]۔ آپ ذرا بریرہ رضی اللہ عنہا ان کی باندی سے تو پوچھئے وہ صحیح صحیح ان کا حال بتا دیگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا بریرہ! کیا تو نے عائشہؓ سے کبھی کوئی بات دیکھی ہے جس سے اس کی پاکدامنی میں شک پیدا ہو؟ بریرہ نے جواب دیا قسم اس خدا کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے میں نے تو کبھی کوئی بات اس میں عیب والی نہیں دیکھی۔ اتنی بات ہے ابھی کم عمر لڑکی ہے (بھولی بھالی ہے) گھر میں آٹا گندھا رکھا ہوتا ہے وہ سو جاتی ہے، بکری آکر آٹا کھا لیتی ہے[3]۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر اسی دن کھڑے ہوئے اور منبر پر آکر عبداللہ بن اُبی (ملعون) کی شکایت کرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا مسلمانو! اس شخص سے کون میرا بدلہ لیتا ہے جس نے میری زوجہ کی بدنامی مجھ تک پہنچائی۔ خدا کی قسم میں تو اپنی زوجہ کو نیک (پاکدامن) ہی سمجھتا ہوں اور جس سے تہمت لگاتے ہیں اُسے بھی نیک جانتا ہوں، وہ کبھی میری زوجہ کے پاس نہیں گیا جب تک میں اس ساتھ نہیں ہوا۔

یہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بنی عبدالاشہل (اوس قبیلے) میں سے کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ میں آپؐ کا بدلہ لیتا ہوں اگر یہ تہمت لگانے والا میرے قبیلے اوس میں سے ہے تو ابھی اس کی گردن مارتا ہوں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہے تو آپ حکم دیجئے! جو حکم بھی آپ دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یہ سن کر خزرج کا ایک مرد کھڑا ہوا، حسان کی ماں اس کی چچا زاد بہن ہوتی تھی۔ اس کے قبیلے کی تھی اس کا نام

---

[1] بہتان لگانے والے کمبخت جھوٹے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی شبہ ہے تو چھوڑ دیجئے دوسری عورت کر لیجئے اسی وقت سے حضرت عائشہؓ کو حضرت علیؓ سے بمقتضائے بشریت کچھ رنجش پیدا ہوئی اور یہ رنجش مدت تک قائم رہی یہانتک کہ حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ کا نام تک نہ لیتیں ۱۲ منہ [3] بریرہؓ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کو معاذ اللہ ایسے برے اور فحش کاموں سے کیا نسبت وہ تو بالکل کم سن بھولی بھالی لڑکی ہیں یہ کام تو چلتی عورتوں کے ہوتے ہیں وہ تو آٹے تک کی حفاظت نہیں کر سکتیں ۱۲ منہ

وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ
فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ
عَلٰى قَتْلِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَّهْطِكَ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ
يُّقْتَلَ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ
فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ
فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ
فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا
اَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ
قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ لَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ
وَّلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ
وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا وَّلَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ
وَّلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَظُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ
فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَا اَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِيْ
وَاَنَا اَبْكِيْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ مِّنَ
الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ قَالَتْ
فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَ
لَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَ
قَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَاْنِيْ بِشَيْءٍ

سعد بن عبادہ تھا وہ خزرج کا سردار تھا، پہلے تو وہ نیک انسان تھا،
مگر (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے کلام پر) اپنی قوم کی حمایت
کر رہا تھا وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔ پروردگار کی
بقا کی قسم تو جھوٹا ہے تو اسے نہیں مار سکتا۔ تیری کیا مجال جو اسے
مارے، اگر وہ (تہمت لگانے والا) تیری قوم کا ہوتا تو تو کبھی
اس کا قتل گوارا نہ کرتا[1] یہ سن کر اسید بن حضیر کھڑے ہوئے جو سعد
ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ
سے کہا تو جھوٹا ہے۔ قسم اللہ کے بقا کی ہم تو ضرور اسے قتل کریں گے
تو منافق ہے کیونکہ منافقوں کی حمایت کر رہا ہے۔ حضرت عائشہؓ
کہتی ہیں (اس گفتگو پر) دونوں قبیلوں اوس اور خزرج اٹھ کھڑے ہوئے
اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے آپؐ
انہیں چپ کراتے (سمجھاتے) رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہوئے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو رہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی
ہیں میں برابر سارا دن روتی رہی نہ تو میرے آنسو تھمتے تھے نہ مجھے نیند
آتی تھی والدین بھی میرے پاس رہے میں دو رات اور ایک دن سے برابر
رو رہی تھی نہ تو میرے آنسو تھمتے تھے نہ مجھے نیند آتی تھی حتیٰ کہ میں سمجھی کہ میرا
کلیجہ (روتے روتے) پھٹ جائے گا۔ اسی حال میں میرے والدین بھی میرے
پاس تھے میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب
کی میں نے اجازت دی وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ غرض ہم اسی
حال میں تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ نے سلام
کیا پھر بیٹھ گئے اور جس دن سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی آپؐ میرے پاس[2]

[1] سعد بن عبادہ اس وقت شیطان کے اغوا میں آ گئے ان کو قومی جوش نے نا حق کوش کر دیا ورنہ وہ صحابی تھے پکے مسلمان تھے حالانکہ سعد بن معاذ نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم خزرج کے آدمی کو مار ڈالیں گے صرف یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا لائیں گے۔ اس میں سعد بن عبادہ کا غصہ محض بیجا تھا۔ انہی سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت خلافت کے وقت بھی خلاف کیا اور خفا ہو کر شام کے ملک کو چلے گئے وہیں مرے۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے اللہ ان کو تباہ کرے یعنی انہوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے اور سارا انتظام بگاڑ دینے کا قصد کیا تھا۔ اگر وہ خلیفہ ہوتے جیسے سعد بن عبادہ کہتے تھے تو ایک دن بھی کام نہ چلتا ۱۲ منہ

[2] اور آپ ایک مہینے تک رنج اور تردد میں رہے اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ پیغمبروں کو اپنے گھر کے متعلق بھی کوئی غیب کی بات بغیر اللہ کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتی پھر دوسرے اولیاء اللہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش بردار ہیں ان کو ایسا علم کہاں سے آیا کہ جو بات غیب کی چاہیں وہ معلوم کر لیں البتہ اللہ تعالیٰ جب کوئی بات بتانا چاہے تو یہ اور بات ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّيْ فِيْمَا قَالَ فَقَالَ اَبِيْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ اُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ

نہیں بیٹھے تھے۔ تہمت کے بعد آپ ایک مہینے تک ٹھیرے رہے میرے متعلق کوئی وحی آپ پر نہیں آئی۔ فرماتی ہیں آپؐ نے بیٹھ کر کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمانے لگے۔" اما بعد! عائشہ! مجھے تیری طرف سے یہ یہ بات پہنچی ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب تیری پاکدامنی بیان کرے گا۔ اگر بالفرض تو کسی گناہ میں آلودہ ہوگئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ کرے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔" حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تقریر ختم کر چکے فوراً میرے آنسو بند ہوگئے[1] حتیٰ کہ مجھے ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہوا۔[2] میں نے اپنے والد سے کہا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے آپ جواب دیجئے، آپؐ نے جن باتوں کے متعلق فرمایا ہے" انہوں نے کہا " خدا کی قسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں[3]"۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب دیں! انہوں نے بھی یہی کہا؛

خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپؐ کو کیا جواب دوں"۔ چنانچہ اب میں نے خود ہی کہنا شروع کیا۔ اس وقت میں ایک کم سن لڑکی تھی۔ قرآن میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم آپ حضرات نے تو یہ بات سن لی اور وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے۔ آپ نے اسے سچ سمجھ لیا ہے (جبھی تو میری طرف سے شبہ آگیا) اب اگر میں یہ کہوں" میں بے گناہ ہوں جب بھی آپ حضرات مجھے سچا نہیں سمجھیں گے۔ ہاں اگر میں (جھوٹ بولتے ہوئے) ایک گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ حضرات مجھے سچا سمجھیں گے۔ بخدا اب میری اور آپ حضرات کی وہی کیفیت ہے جو یوسف علیہ السلام کے والد کی تھی[4]۔ انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ الآیہ۔ اب اچھی طرح صبر کرنا ہی بہتر ہے اور تم جو کہہ رہے ہو، اس پر اللہ میری مدد کرنے والا ہے"۔ چنانچہ یہ کہہ کر میں نے

---

[1] جب رنج حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو آنسو تھم جاتے ہیں آدمی ہکا بکا ہو کر رہ جاتا ہے ۱۲ منہ [2] ... [3] ابوبکر صدیقؓ اول تو عاشق رسول تھے معشوق پر سے مال اور اولاد عزت سب تصدق ہے دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ایسا معقول تھا کہ اس کا کچھ جواب نہیں ہو سکتا تھا ۱۲ منہ [4] حضرت عائشہؓ رنج میں حضرت یعقوبؑ کا نام بھول گئیں ۱۲ منہ

بِبَرَاءَتِي وَلَكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ

اپنا منہ پھیر لیا۔ اور اپنے بستر پر لیٹ رہی۔ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں وہ ضرور میری پاکدامنی بیان کرے گا۔ مگر مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میرے متعلق قرآن اترے گا (جو قیامت تک) پڑھا جائیگا کیونکہ میں اپنی حیثیت حقیر ترین سمجھتی تھی۔ مجھے یہ توقع نہ تھی کہ (اتنا بڑا بادشاہ) اللہ تعالیٰ میرے متعلق کچھ کلام کرے[1] مجھے یہ امید تھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے معاملے کے متعلق کوئی خواب آئے گا۔ (نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے) جس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ میری پاکدامنی واضح فرمائے گا۔ پھر خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے جہاں بیٹھے تھے ہلے بھی نہیں نہ کوئی آدمی گھر کا باہر گیا۔ اتنے میں آپ پر وحی کی حالت طاری ہوئی، جیسے سختی وحی کے وقت آپؐ پر ہوا کرتی تھی، وہ ہونے لگی یہ سختی اس کلام کے بوجھ سے جو آپؐ پر نازل ہوتا تھا، ایسی ہوتی تھی کہ سردی کے دنوں میں آپؐ کے جسم سے موتی کی طرح پسینہ ٹپکنے لگتا۔ بہرحال جب وحی کی حالت گذر چکی تو آپؐ (خوشی سے) ہنسنے لگے۔ پہلی بات جو آپ نے منہ سے نکالی وہ یہ تھی۔ عائشہ! اللہ نے تیری پاکدامنی بیان فرما دی۔ اس وقت میری والدہ کہنے لگیں۔ اٹھ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کر! میں نے کہا خدا کی قسم میں تو کبھی اٹھ کر آپ کا شکریہ ادا نہیں کرنے کی۔ میں تو بس اپنے مالک اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گی[2]۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دس آیتیں نازل کیں "جن لوگوں نے یہ بہتان اٹھایا" آخر تک۔ اللہ تعالیٰ نے میری بے گناہی صاف بیان فرما دی[3]۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو رشتہ داری اور محتاجی کی وجہ سے مسطح سے کچھ سلوک کرتے تھے، انہوں نے کہا اب میں مسطح سے کبھی کوئی سلوک نہیں کرنے کا (اس نے ایسی شرارت کی)، عائشہؓ پر ایسی تہمت لگائی۔

---

[1] کہاں میں ایک ناچیز بندی اور کہاں وہ شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ سبحان اللہ حضرت عائشہؓ جب ہر طرف سے مایوس ہوئیں ماں باپ کا آدمی کو بڑا آسرا ہوتا ہے وہ بھی خاموش ہو گئے۔ خاوند عورت کو سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اس کے دل میں بھی وہم آ گیا۔ اب کوئی نہ رہا بجز خداوند کریم کے تب اس کا دریائے رحم و کرم جوش میں آیا اور اسی وقت اس نے تکلم فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور پیغمبر علیہ السلام پر اپنا کلام اتارا ۱۲ منہ [2] اس وقت حضرت عائشہؓ توحید میں مستغرق تھیں یہ کیفیت اکثر اولیا اللہ کو بھی ہوتی ہے پروردگار کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اس کو توحید شہودی یا وجودی کہتے ہیں بعضوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے ناز محبوبیت کے طور پر فرمایا اور ان کا ناز بجا تھا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کو یہ توقع تھی کہ آپ اس خبر کو سنتے ہی اس کو جھوٹ اور لغو سمجھیں گے برخلاف توقع آپ کے دل میں بھی وہم آ گیا اور آپ ایک مدت تک رنج و تشویش میں رہے اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا پیغمبر علیہ السلام اور حضرت عائشہؓ کے درجے بلند کرنا منافقوں کو ذلیل اور خوار کرنا، خیرخواہ اور مخلص مسلمانوں کی تمیز کرا دینا الی غیر ذلک من الفوائد ۱۲ منہ [3] اب اگر کوئی شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا انکار کرے تو وہ کافر ملعون ہے شیعہ بھی جو حضرت عائشہؓ سے دشمنی رکھتے ہیں ان کی پاکدامنی کے معترف ہیں۔ [4] ارشاد ہوا سبحانک ہذا بہتان عظیم ۱۲ منہ

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِىْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِىْ فَقَالَ لِزَيْنَبَ مَاذَا عَلِمْتِ اَوْ رَاَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِىْ سَمْعِىْ وَبَصَرِىْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِىَ الَّتِىْ كَانَتْ تُسَامِيْنِىْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهٰذَا الَّذِىْ بَلَغَنِىْ مِنْ حَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهٗ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

تب اللہ تعالیٰ نے (اسی سورۂ نور میں) یہ آیت نازل فرمائی "جو لوگ تم میں بزرگی اور مقدور والے ہیں وہ ایسی قسم نہ کھائیں آخر آیت غفور رحیم تک اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیوں نہیں! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور انہوں نے مسطح کو جو دیا کرتے تھے پھر دینا شروع کر دیا کہنے لگے خدا کی قسم میں یہ معمول کبھی بند نہ کروں گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایام تہمت میں) ام المومنین حضرت زینبؓ سے (جو میری سوکن تھیں) میرا حال پوچھا آپؐ نے فرمایا "تم عائشہؓ کو کیسا سمجھتی ہو۔ تم نے اسے کیسا دیکھا؟ انہوں نے کہا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنے کان اور آنکھ کو بچائے رکھتی ہوں[1] خدا کی قسم میں تو عائشہؓ کو اچھا ہی سمجھتی ہوں"۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے زینب ہی میرے برابر تھیں[2] اللہ نے ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں بچائے رکھا[3] لیکن ان کی بہن حمنہ نے اپنی بہن کے خیال سے لڑنا شروع کیا۔ وہ بھی دوسرے تہمت لگانے والوں کے ساتھ تباہ ہو گئیں[4] ابن شہاب کہتے ہیں یہ وہ حدیث ہے جو ان چاروں شخصوں (عروہ، سعید، علقمہ اور عبداللہ) سے مجھے پہنچی۔ عروہ نے بھی یہی کہا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں۔ خدا کی قسم جس مرد سے مجھے تہمت لگائی گئی تھی، (صفوان بن معطل) وہ (بیچارہ یہ تہمتیں سن کر تعجب سے) کہتا سبحان اللہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے تو کسی عورت کا ستر تک کبھی نہیں کھولا (جماع کیسا؟) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا[5]

۳۸۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَمْلٰى عَلَىَّ هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهٖ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ قَالَ لِىَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ اَبَلَغَكَ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ اَخْبَرَنِىْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ

(از عبداللہ بن محمد از ہشام بن یوسف از معمر) زہری کہتے ہیں مجھ سے ولید بن عبد الملک بن مروان (خلیفہ) نے پوچھا۔ کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں تھے، جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں[6] مگر تمہاری قوم (قریش) کے دو آدمیوں ابوسلمہ

---

[1] جو بات نہیں سُنی اس کو سُنا اور جو نہیں دیکھی اس کو دیکھا نہیں کہتے ۱۲ منہ [2] یعنی میرے مقابل کی حسن اور جمال در شرافت میں سبحان اللہ سوکن ہو کے پھر سچی بات کہنا کتنی مشکل ہے ۱۲ منہ [3] ذلیل و خوار ہوئیں حد پڑی یہ تو وہی بات ہوئی مدعی سست گواہ چست حمنہ کا یہ مطلب تھا کہ اگر حضرت عائشہؓ الگ ہو گئیں تو پھر پیغمبر علیہ السلام کی پوری توجہ میری بہن کی طرف ہو جائے گی ۱۲ منہ [4] ان کا ایسا ہی نیک انجام ہوتا ہے جھوٹے اتہام لگانے والے ذلیل و خوار ہوتے ہیں ۱۲ منہ [5] مجھ کو تو ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی ۱۲ منہ [6] وہ اس تہمت میں نہ پھنسیں ۱۲ منہ

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَهُمَا كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا۔ فَرَاجَعُوهُ فَلَمْ يَرْجِعْ وَقَالَ مُسَلِّمًا بِلَا شَكٍّ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَانَ فِي أَصْلِ الْعَتِيقِ كَذٰلِكَ۔

ابن عبد الرحمٰن و ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رض کہتی تھیں کہ حضرت علی رض ان کے متعلق خاموش تھے[1]۔ لوگوں نے دوبارہ ہشام بن یوسف (یا زہری) سے پوچھا انہوں نے یہی کہا مُسَلِّمًا (کہ حضرت علی اس کے بارے خاموش تھے) راوی ہشام یا زہری نے شک نہیں کیا۔ مُسِيئًا (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطا پر تھے) کا لفظ نہیں کہا۔ اور عَلَيْهِ کا لفظ زیادہ کیا (فَلَمْ يَرْجِعْ عَلَيْهِ یعنی زہری نے ولید کو اور کچھ جواب نہیں دیا)

نسخہ قدیم میں مُسَلِّمًا کا لفظ تھا[2] (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں خاموش تھے)

۳۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ فَقَالَتْ أُمُّ رُومَانَ وَمَا ذَاكِ قَالَتِ ابْنِي فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَأَبُو بَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَأْنُ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از حُصَین از ابو وائل از مسروق ابن اجدع) ام رومان رضی اللہ عنہا یعنی حضرت عائشہ رض کی والدہ کہتی ہیں میں اور عائشہ رض دونوں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اتنے میں ایک انصاری عورت آئی۔ کہنے لگی اللہ تعالیٰ فلاں کو تباہ کرے فلاں کو تباہ کرے میں نے پوچھا کیا سبب ہے ؟ کہنے لگی میرا بیٹا بھی اس بات کے بیان کرنے میں شریک ہے۔ ام رومان نے کہا کون سی بات ؟ تب اس نے بہتان کا حال بیان کیا[3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات کی خبر ہوگئی ؟ اُس نے کہا ہاں ! پھر پوچھا ابو بکر رض کو بھی ہوئی ؟ اس نے کہا ہاں ! یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رض بیہوش ہوکر گر پڑیں۔ ہوش آیا تو لرزہ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اس کے کپڑے اس پر ڈال دئے اور چھپا دیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا ہوا ؟ میں نے عرض کیا لرزے

---

[1] اکثر روایتوں میں مسلّما کا لفظ ہے یعنی نہ تہمت لگانے والوں میں شریک تھے نہ تہمت لگانے والوں کا رد کرتے تھے نہ اسامہ کی طرح حضرت عائشہ رض کی تعریف اور توصیف کرتے تھے بعضی روایتوں میں مسیئًا ہے یعنی برا کرنے والے خطا کرنے والے مطلب یہی ہے کہ حضرت علی رض نے حضرت عائشہ رض کی ہمدردی نہ کی اُن کی تہمت پر رنج نہ کیا یہ نہیں کہ معاذ اللہ حضرت علی رض ان کو تہمت لگانے میں شریک تھے۔ ایسا امر قبیح حضرت علی رض کی شان سے بہت بعید ہے ابن مردویہ کی روایت میں یوں ہے حضرت عائشہ رض نے کہا کہ حضرت علی رض نے میرے ساتھ برائی کی اللہ ان کو بخشے ۱۲ منہ

[2] نہ مسیئًا کا لیکن عبد الرزاق نے مسیئًا کا لفظ روایت کیا اور ابن مردویہ کی روایت میں سافی شأنی ہے اس سے بھی مسیئًا کی تائید ہوتی ہے ہوا یہ تھا کہ بنی امیہ حضرت علی رض کے دشمن تھے ان کو خوش کرنے کے لئے لوگوں نے یہ لگا دیا کہ حضرت عائشہ رض پر تہمت ہوئی اس کے بانی مبانی معاذ اللہ حضرت علی رض تھے بنی امیہ کو یہ عمدہ شگوفہ ہاتھ لگا ولید بن عبد الملک کا بھی یہی اعتقاد تھا یہ سب مروان کے چوزے تھے شافعی نے روایت کیا کہ سلیمان بن یسار ہشام بن عبد الملک کے پاس گئے ہشام نے پوچھا سلیمان اس تہمت کا بانی مبانی کون تھا انہوں نے کہا عبد اللہ بن ابی بن سلول اس نے کہا تو جھوٹا ہے علی اس کے بانی مبانی تھے پھر زہری اس کے پاس آئے ہشام نے ان سے بھی یہی سوال کیا زہری نے وہی جواب دیا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول اس کا بانی مبانی تھا۔ ہشام نے کہا تو جھوٹا ہے زہری نے کہا بھلا میں جھوٹ بولوں گا تیرا باپ نہیں خدا کی قسم اگر آسمان سے آواز آئے کہ اللہ نے جھوٹ بولنا درست کر دیا جب بھی میں جھوٹ نہ بولوں انتہیٰ معلوم ہوا کہ ہشام اور ولید دونوں خود جھوٹے تھے حضرت علی رض پر بہتان رکھتے تھے یہ بھی ان بہتان والوں کے بھائی تھے جنہوں نے حضرت عائشہ رض پر بہتان کیا تھا ۱۲ منہ

[3] کہ معاذ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فلاں شخص سے بدنام کرتے ہیں ۱۲ منہ

هٰذِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰى بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ لِيْ شَيْئًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ اَحَدٍ وَّلَا بِحَمْدِكَ۔

سے بخار چڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا شاید اس (تہمت) کی بات سن لی ہوگی میں نے عرض کیا جی ہاں!

اتنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کر بیٹھی کہنے لگی۔ خدا کی قسم اگر میں قسم کھا کر بھی کہوں میں بے گناہ ہوں، جب بھی آپ حضرات مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور میں بیان کروں تب بھی میرا عذر نہیں مانیں گے۔ میری اور آپ کی کیفیت وہی ہے جو یعقوبؑ کی ان کے بیٹوں کے ساتھ گذری۔ یعقوب علیہ السلام نے (صبر کیا) کہا اللہ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو مدد کرنے والا ہے۔

ام رومان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سُن کر واپس چلے گئے کچھ جواب نہیں دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی نازل کی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں بس میں اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں نہ آپؐ کا نہ کسی اور کا۔

۳۸۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ اَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ نَزَلَ فِيْهَا۔

(از یحییٰ از وکیع از نافع بن عمر از ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہؓ (سورۂ نور میں) اس آیت کو یوں پڑھتی تھیں اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بکسر لام اور فرماتی تھیں یہ وَلْق سے نکلا ہے۔ ولق کا معنیٰ ہے جھوٹ۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ ان آیات کو اوروں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ خالص انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔

۳۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِيْ قَالَ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ فَرْقَدٍ

(از عثمان بن ابی شیبہ از عبدہ از ہشام) عروہ کہتے ہیں میں حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بُرا کہنے لگا انہوں نے کہا حسانؓ کو بُرا مت کہہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (مزید) کہا۔ حسان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار قریش کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا میں خود بھی تو خاندان قریش سے ہوں۔ حسانؓ نے کہا میں آپ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے (صاف) نکال لیا جاتا ہے۔ محمد بن عقبہ (امام بخاری کے شیخ) کہتے

لہ لشکر سے پیچھے رہ جانے کی وجہ ۱۲ منہ ۔ ۲ہ کہ ہار ڈھونڈھنے میں دیر لگ گئی ۱۲ منہ ۔ ۳ہ یعنی جب تم اپنی زبانوں سے جھوٹ نکالنے لگے اور مشہور قراءت تَلَقَّوْنَهٗ بو فتحہ لام یعنی جب تم اس کو اپنی زبانوں پر لینے لگے ۱۲ منہ

سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا ۔

ہیں ہم سے عثمان بن فرقد نے بحوالہ ہشام نقل کیا کہ ان کے والد عروہ نے کہا میں نے حسان رضؓ کو برا کہا کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو بدنام کیا تھا۔

۳۸۴۶۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضؓ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِاَبْيَاتٍ لَّهٗ وَقَالَ ۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَاْذَنِيْنَ لَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى قَالَتْ لَهٗ اِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ اَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(از بشر بن خالد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از ابو الضحیٰ) مسروق کہتے ہیں ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے دیکھا تو وہاں حسان بن ثابت اشعار سنا رہے ہیں (جن میں حضرت عائشہ رضؓ کی مدح تھی) اور تشبیب کے طور پر کچھ بیت پڑھ رہے تھے جب انہوں نے یہ بیت پڑھا۔

(ترجمہ) وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہے، اس پر کوئی
تہمت نہیں لگی۔ وہ ہر صبح بھوکی ہوتے ہوئے بھی نادان
بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔[1] (یعنی غیبت نہیں کرتی)

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مگر تو تو ایسا نہیں ہے۔[2] مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا آپ اسے اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں؟ اللہ نے تو (سورۂ نور میں اس کے حق میں) فرمایا۔ جس نے ان میں سے تہمت کا بڑا حصہ لیا اُسے بڑا عذاب ہوگا۔[3] حضرت عائشہ رضؓ نے کہا بھلا اندھے پن سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہوگا۔ (آخر عمر میں حضرت حسان رضؓ اندھے ہو گئے تھے) یہ بھی کہا کہ حضرت حسان رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے تھے۔ یا یوں کہا کہ آپ کی طرف سے مشرکوں کی ہجو کیا کرتے تھے۔[4]

باب ۲۲۰۵ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

باب غزوۂ حدیبیہ[5]

اللہ تعالیٰ کا (سورۂ فتح میں) ارشاد "بے شک اللہ

---

[1] یعنی نادان عورتوں کی جن کو کچھ خبر نہیں غیبت نہیں کرتی غیبت کرنا گویا ان کا گوشت کھانا ہے اس بیت میں حسان نے حضرت عائشہ رضؓ کی صفات بیان کیں ۱۲ منہ [2] لوگوں کی غیبت کرتا ہے ان پر طوفان لگاتا ہے ۱۲ منہ [3] مسروق نے فالذی تولی کبرہ سے مراد حسان کو سمجھا۔ حالانکہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ مراد اس سے عبداللہ بن ابی منافق ہے کیونکہ وہی طوفان کا بانی مبانی تھا حسان ان طوفان والوں میں شریک تھے لیکن بانی مبانی نہ تھے مگر جب حضرت عائشہ رضؓ نے مسروق کے قول کو تسلیم کیا اس کا رد نہ کیا تو مسروق کا خیال غلط نہیں کہہ سکتے ۱۲ منہ [4] ان الحسنات یذھبن السیئات حسان کی یہ نیکی ایسی ہے جس نے برائی پر پردہ ڈال دیا سبحان اللہ حضرت عائشہ رضؓ کی پاک نفسی سے مومنوں کو سبق لینا چاہیے باوجودیکہ حسان نے ان کو ایسی سخت تہمت لگائی تھی کہ اگر اور کوئی عورت ہوتی تو تمام عمر ان کو اپنے گھر میں نہ پھٹکنے دیتی احسان کیا لیکن حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے ذاتی رنج کا کچھ خیال نہ کیا اور حسان سے یہ خیال کر کے احسان کرتی رہیں کہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثناء خوان تھا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی مسطح کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا ایمان داری اور نیک نہادی اس کو کہتے ہیں۔ بعضے مسلمان ایسے ہیں کہ ایک فروعی مسئلہ میں کسی نے کلام کیا تو بس اس کی جان کے دشمن بن گئے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کتنی ہی محبت رکھتا ہو مگر ان کے پیر یا مرشد یا گرو یا مجتہد کا جہاں خلاف کیا قابل گردن زدنی ہوگیا اس کے محاسن اور فضائل سب کالعدم ہوگئے معاذ اللہ اس نادانی اور بے ایمانی کو کیا کہا جائے ۱۲ منہ [5] حدیبیہ ایک کنواں تھا مکہ کے قریب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سنہ ۶ ہجری میں ذی الحجہ میں وہاں جا کر اترے تھے وہیں ایک کیکر کے درخت کے تلے بیعت رضوان ہوئی تھی ۱۲ منہ

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

ان مسلمانوں سے راضی ہو چکا جب وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

۳۸۴۷ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبِرِزْقِ اللّٰهِ وَبِفَضْلِ اللّٰهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ اَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان بن بلال از صالح بن کیسان از عبید اللہ ابن عبد اللہ) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے سال (سنہ ۶ھ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے) روانہ ہوئے۔ ایک رات برسات آئی تو صبح کو آپ نے نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: "تمہیں معلوم ہے رب تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے۔ میرے بندوں میں کچھ تو صبح کو مومن ہی اٹھتے ہیں اور کچھ کافر۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل وکرم اور اللہ کی شانِ رزاقی سے ہمیں بارش عطا کی گئی تو وہ میرا مومن ہے ستاروں کا منکر ہے۔ جو کہے فلاں ستارے کی تاثیر سے بارش ہوئی وہ میرا کافر ہے ستاروں کا قائل اور مومن [1]

۳۸۴۸ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهٗ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ۔

(از ھدبہ بن خالد از ہمام از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے، سب ذی قعدہ کے مہینے میں کئے البتہ جو عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا (وہ ذی الحجہ میں کیا تھا) حدیبیہ کا عمرہ ذی قعدہ میں تھا۔ اسی طرح دوسرے سال کا عمرہ ذی قعدہ میں (جسے عمرہ قضا کہتے ہیں) جعرانہ کا عمرہ جہاں آپ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا وہ بھی ذی قعدہ میں تھا چوتھا عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا جو ذی الحجہ میں تھا۔

۳۸۴۹ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

(از سعید بن ربیع از علی بن مبارک از یحییٰ از عبد اللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ کہتے ہیں ہم حدیبیہ کے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ

[1] وہ کافر ہو گیا کیونکہ ستاروں کو مؤثر یا فاعل سمجھا یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ۔

ہوئے دیگر تمام صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے، میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔[1]

٣٨٥٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رض قَالَ تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (انا فتحنا میں) تم فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو، بیشک مکے کی فتح بھی اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے مگر ہم تو اس آیت میں بیعت رضوان جو حدیبیہ میں ہوئی فتح سمجھتے ہیں[2] (واقعہ یہ ہے کہ) ہم چودہ سو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے ہم نے اس میں سے پانی لینا شروع کیا، ایک قطرہ نہ چھوڑا (اب پانی کی ضرورت ہوئی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی آپؐ تشریف لائے اس کی مُن پر بیٹھ کر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا، کلی کی اور اللہ سے دعا کی پھر یہ پانی (جس سے آپؐ نے وضو کیا تھا) کنوئیں میں ڈال دیا کچھ دیر انتظار کے بعد کنوئیں نے ہمیں اور ہمارے جانوروں کو جتنا ہم نے چاہا پانی پلا کر لوٹایا۔

٣٨٥١۔ حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُو عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا۔

(از فضل بن یعقوب از حسن بن محمد بن اعین ابو علی حرانی از زہیر از ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضؓ کہتے ہیں حدیبیہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو یا اس سے زیادہ آدمی تھے[3]۔ ایک کنوئیں پر ٹھیرے اس کا سارا پانی کھینچ ڈالا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (آپؐ سے عرض کیا پانی نہیں رہا اب کیا کریں) آپؐ کنوئیں کی مُن پر بیٹھ گئے اور فرمایا اس کے پانی کا ایک ڈول لاؤ۔ لوگ لائے آپؐ نے اس میں اپنا لُعاب مبارک ڈال دیا اور اللہ سے دعا کی پھر آپؐ نے فرمایا ایک گھڑی اسے مہلت دو اس کے بعد اس کنوئیں کے پانی سے لوگوں نے اپنے آپ کو اور اپنے مولیشیوں سب کو سیراب کر لیا اور وہاں سے کوچ کیا۔

---

[1] امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں مختصراً ذکر کیا ہے پوری حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] حدیبیہ کی صلح گویا باعث تھی ترقی اسلام کی اس صلح کی وجہ سے بہت سے لوگ مسلمانوں میں آکر شامل ہو گئے اور اسلام کو بہت قوت حاصل ہوئی اس لئے اس کو فتح کہا ۱۲ منہ [3] کسی روایت میں پندرہ سو اور کسی روایت میں تیرہ سو ہیں ۱۲ منہ

۳۸۵۲ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

۳۸۵۳ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِي أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ يَقُولُ كَانُوا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِي سَعِيدٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

۳۸۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ

(از یوسف بن عیسیٰ از ابن فضیل از حصین از سالم) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی، آپؐ نے اس کے پانی سے وضو کیا، پھر لوگ آپؐ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس تو وضو کے لیے پانی ہے نہ پینے کے لیے۔ بس اب یہی پانی رہ گیا ہے جو آپؐ کی چھاگل میں موجود ہے، آپؐ نے یہ سن کر اپنا ہاتھ مبارک اس چھاگل میں ڈال دیا، آپؐ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔

جابرؓ کہتے ہیں ہم سب لوگوں نے پیا اور وضو کیا۔ سالم کہتے ہیں میں نے جابرؓ سے دریافت کیا اس دن آپ وہاں کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے کہا اگر لاکھ آدمی ہوتے، تب بھی وہ پانی ہمارے لیے کافی تھا ویسے ہم پندرہ سو کی تعداد میں تھے

(از صلت بن محمد از یزید بن زریع از سعید) قتادہ کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب سے کہا مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جابر بن عبداللہؓ ان لوگوں کی تعداد (جو حدیبیہ میں آپؐ کے ساتھ تھے) چودہ سو بیان کرتے ہیں سعید نے کہا مجھ سے تو جابرؓ نے یہ بیان کیا کہ جن لوگوں نے حدیبیہ کے دن آنحضرت سے بیعت کی وہ پندرہ سو تھے۔

ابوداؤد عیاسی[1] کہتے ہیں ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے روایت کیا۔ محمد بن بشار نے بھی ابوداؤد طیالسی کے ساتھ اسے روایت کیا۔

(از علی از سفیان از عمرو) حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے حدیبیہ کے دن (صحابہ کرام سے) فرمایا تم تمام روئے زمین پر افضلیت رکھتے ہو جابرؓ کہتے ہیں اس دن ہم چودہ سو آدمی تھے اور اگر مجھ میں بینائی[2] ہوتی تو میں تمہیں اس (کیکر کے) درخت کی جگہ دکھا دیتا[3]۔ سفیان کے ساتھ اس حدیث کو اعمش نے بھی روایت کیا انہوں نے سالم بن ابی جعد سے سنا

[1] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] حضرت جابر رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے ۱۲ منہ [3] جس جگہ بیعت رضوان ہوئی تھی ۱۲ منہ

الشَّجَرَةِ تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَ مِائَةٍ وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ۔

انہوں نے جابر رضؓ سے، اس میں چودہ سو آدمی مذکور ہیں۔[1]

عبیداللہ بن معاذ نے بحوالہ والدش از شعبہ از عمرو بن مرہ از عبیداللہ بن ابی اوفی بیان کیا کہ جن لوگوں نے شجرۂ رضوان کے نیچے بیعت کی ان کی تعداد تیرہ سو تھی،[2] اسلم قبیلے کے لوگ مہاجروں کا آٹھواں حصہ تھے۔[3]

عبیداللہ بن معاذ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن بشار نے بھی روایت کیا، بحوالہ ابوداؤد طیالسی از شعبہ۔[4]

۳۸۵۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ لَا يَعْبَأُ اللَّهُ بِهِمْ شَيْئًا۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از عیسیٰ از اسماعیل از قیس) مرداس اسلمی رضؓ جو اصحاب شجرہ سے ہیں (بیعت رضوان میں موجود تھے) کہتے تھے (قیامت کے قریب) نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھا لئے جائیں گے اور ان کے بعد ایسے لوگ رہ جائیں گے جیسے ردی کھجور یا جو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہ ہوگی۔[5]

۳۸۵۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا لَا أُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيدَ فَلَا أَدْرِي يَعْنِي مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيدِ أَوِ الْحَدِيثَ كُلَّهُ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از عروہ) مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال صحابہ کرام میں سے کئی سو آدمی ہمراہ لے کر روانہ ہوئے جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا، اس کا کوہان چیر کر خون بہایا اور وہیں سے عمرے کا احرام باندھا۔

علی بن مدینی کہتے ہیں میں نے بے شمار مرتبہ یہ حدیث سفیان سے سنی حتیٰ کہ میں نے سفیان سے سنا وہ کہنے لگے مجھے زہری سے کوہان چیرنا اور ہار ڈالنا یاد نہیں رہا۔ اب مجھے مقام اشعار و تقلید (کوہان چیرنے ہار ڈالنے کا مقام) یاد نہیں رہا، یا ساری حدیث یاد نہیں رہی۔

---

[1] اس کو امام بخاری نے کتاب الاشربہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا ممکن ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی کو باقی آدمیوں کی خبر نہ ملی ہو اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے ۱۲ منہ [3] کہتے ہیں اس وقت مہاجرین آٹھ سو تھے تو اسلم کے لوگ ایک سو ہوں گے ۱۲ منہ [4] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس حدیث کا مضمون باب سے تعلق نہیں رکھتا - امام بخاری اس کو اس وجہ سے یہاں لائے ہیں کہ اس میں مرداس کا اصحاب شجرہ میں سے ہونا مذکور ہے یہ حدیث یہاں موقوفاً بیان ہوئی ہے اور کتاب الرقاق میں اس کو مرفوعاً بھی نکالا ہے ۱۲ منہ

۳۸۵۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ ۔

(از حسن بن خلف از اسحاق بن یوسف از ابوالبشر ورقا از ابن نجیح از مجاہد از عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ) کعب بن عجرہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے انہیں دیکھا ان کے سر کی جوئیں (اتنی زیادہ ہوگئیں تھیں کہ) منہ پر گر رہی تھیں آپؐ نے فرمایا ان کیڑوں سے تجھے تکلیف ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی حضور! آپؐ نے انہیں حکم دیا سر منڈوا دے! اس وقت وہ حدیبیہ میں تھے، کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ (عمرے سے وہ روکے جائیں گے) حدیبیہ میں ہی انہیں احرام کھول ڈالنا ہوگا، بلکہ انہیں مکے میں داخل ہونے کی (اور عمرہ پورا کرنے کی) اُمید تھی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقر کی) آیت فدیہ اتاری (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهٖ أَذًى) اس وقت آپؐ نے کعب رضؓ کو یہ حکم دیا کہ ایک فرق کھانا (سولہ رطل) چھ مسکینوں کو دے یا ایک بکری قربانی کر یا تین روزے رکھ۔

۳۸۵۸ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا

(از اسماعیل بن عبداللہ از مالک از زید بن اسلم) اسلم کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا وہاں انہیں ایک جوان عورت ملی کہنے لگی امیرالمومنین! میرا خاوند مر گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے انہیں خدا کی قسم بکری کے پائے تک بھی نہیں ملتے جنہیں پکا کر کھائیں، نہ ان کے پاس زرعی زمین ہے نہ دودھ والے جانور، اندیشہ ہے کہیں قحط سالی میں (بھوک سے) نہ مر جائیں، میں خفاف بن ایماء غفاری کی بیٹی ہوں ۱؎ میرے والد حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔

حضرت عمر رضؓ یہ سن کر کھڑے ہو گئے، آگے نہیں بڑھے فرمانے لگے مرحبا! تیرا خاندان تو ہمارے خاندان (قریش) سے قریب ۲؎ ہے پھر آپؓ نے ایک مضبوط زور آور اونٹ کی طرف چل دئیے جو گھر میں بندھا ہوا تھا، اس پر اناج کی دو بوریاں بھر کر لادیں اور ساتھ ہی اس میں روپے اور کپڑے بھی رکھے، اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے

۱؎ اس کا باپ خفاف اور دادا ایماء دونوں صحابی تھے ۱۲ منہ ۲؎ کیونکہ غفار اور قریش دونوں کنانہ میں جاکر مل جاتے ہیں ۱۲ منہ

نَفَقَةً وَّثِيَابًا ثُمَّ قَرَنَا وَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَّفْنِيَ حَتّٰى يَاْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى اَبَا هٰذِهٖ وَاَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ اَصْبَحْنَا نَسْتَفِيْءُ سُهْمَانَهُمَا فِيْهِ۔

دی فرمایا اسے لے جا یہ سامان ختم ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ تجھے اس سے بہتر دیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا آپ نے تو اسے بہت دے دیا امیر المومنین آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے خدا کی قسم میں نے اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھا[۱] دونوں حضرات (کافروں کے) ایک قلعے کا محاصرہ کئے رہے حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا[۳] پھر ہم صبح کو ان دونوں کا حصہ مال غنیمت میں سے وصول کر رہے تھے۔[۴]

۳۸۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ اَبُوْ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ اَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ اَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُوْدٌ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا۔

(از محمد بن رافع از شبابہ بن سوار ابو عمرو فزاری از شعبہ از قتادہ از سعید بن مسیب) مسیبؓ کہتے ہیں میں نے وہ درخت دیکھا تھا جس کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی، دوبارہ میں وہاں گیا تو وہ درخت نہ پہچان سکا محمود بن غیلان نے اپنی روایت میں یوں نقل کیا پھر وہ درخت میں بھول گیا۔

۳۸۶۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُّصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ قَالُوْا هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَاَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ

(از محمود از عبید اللہ از اسرائیل) طارق بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں حج کی نیت سے چلا، رستے میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کیسی مسجد ہے؟ (جنگل میں کیوں بنائی گئی؟) لوگوں نے کہا یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی (اسی کے نیچے مسلمانوں نے نماز کے لیے مسجد بنالی تھی) یہ سن کر میں سعید بن مسیب کے پاس آیا، میں نے اس سے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد (مسیب بن حزن) نے بیان کیا کہ وہ اصحاب بیعت رضوان میں

لہ یعنی اس سے زیادہ اور غلہ روپیہ کرانہ وغیرہ تجھ کو دیں گے حضرت عمرؓ کی رعایا پروری اور رحم وکرم کا کیا کہنا بے اختیار جی چاہتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے ایک ایک کلام پر تصدق ہو جائے ہائے مسلمانوں کی بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کرنے والے اور اپنی رعیت کی خبر رکھنے والے ہمارے زمانہ میں بادشاہ تمہیں نہیں ہیں۔ ہمارے زمانے کے بادشاہوں کو اپنی ذاتی عیش وعشرت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں پر سے اللہ تعالےٰ نے اپنی نظر عنایت اٹھالی ہے وہ روز بروز تباہ اور خراب ہوتے جاتے ہیں حضرت عمرؓ کے سے حاکم کو نہ فوج کی ضرورت ہے نہ لشکر کی ساری رعیت ایسے حاکم پر سے جان فدا کرنے سے گریز نہیں کرتی اور ہر مسلمان کے دل میں یہ خیال جما رہتا ہے کہ ملک ہمارا، خزانہ ہمارا۔ ہم مارے بھی جائیں تو بھی کچھ فکر نہیں ہمارے بال بچوں کیلئے بیت المال پرورش کا کافی ذریعہ موجود ہے ہر شخص اپنے ملک اور اپنے خزانہ کے بچانے کے لئے جان اور مال سے دریغ نہیں کرتا کیونکہ اپنے اور اپنے بال بچوں عزیزوں دوستوں سب کو ملک اور سلطنت کا حصہ دار سمجھتا ہے اور اپنی ذاتی جائیداد کی طرح اس کی حفاظت میں کوشش کرتا ہے اس سے بڑھ کر جمہوری سلطنت اور کون سی ہوگی ۱۲ منہ سلہ باپ کا نام تو خفاف تھا لیکن بھائی کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۱۲ منہ سلہ شاید یہ کوئی خیبر کا قلعہ ہوگا کیونکہ خیبر حدیبیہ کے بعد فتح ہوا ۱۲ منہ سکہ حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ اس عورت کے باپ اور بھائی نے مسلمانوں کی وہ وہ خدمتیں کی ہیں کہ میں نے جو کچھ اس کو دیا وہ کم ہے الٹا تو یہ کہتا ہے کہ آپ نے بہت دیا تجھے کیا معلوم حافظ نے کہا خفاف کے باپ دادا ایماء اور رحضہ بھی صحابی تھے اور خفاف کے بیٹے بھی صحابی تھے اور چار پشت صحابی ہوئے بعضوں نے اس کو ابوبکر صدیقؓ سے خاص کیا ہے اور میں نے اس کو ڈھونڈا تو دس شخص ایسے پائے گئے۔ انکمال میں زید بن حارثہ بھی ہیں واقدی نے کہا کہ خفاف کے والد ایماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابواء میں سو بکریاں دو دو بیل اونٹنیاں تحفہ بھیجیں آپ نے قبول کیں ان کے لئے بھی برکت کی دعا کی ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِیْنَاھَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَیْھَا فَقَالَ سَعِیْدٌ اِنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَعْلَمُوْھَا وَعَلِمْتُمُوْھَا اَنْتُمْ فَاَنْتُمْ اَعْلَمُ۔

میں سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی کہتے تھے جب ہم دوسرے سال وہاں گیا تو اس درخت کو بھول گیا۔ سعید نے کہا آنحضرتؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو یہ درخت پہچان نہ سکے تم لوگوں نے کیسے پہچان لیا (اس کے نیچے مسجد بنالی) گویا تم زیادہ عِلم والے ہوئے[1]

۳۸۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ مِمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَرَجَعْنَا اِلَیْھَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِیَتْ عَلَیْنَا۔

(از موسیٰ از ابوعوانہ از طارق از سعید بن مسیب) حضرت مسیّبؓ بن حزان صحابہؓ میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے جب ہم دوسرے سال وہاں گئے تو ہمیں وہ دکھائی نہ دیا[2]۔

۳۸۶۲۔ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ ذُکِرَتْ عِنْدَ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ الشَّجَرَۃُ فَضَحِکَ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ وَکَانَ شَھِدَھَا

(از قبیصہ از سفیان) طارق بن عبدالرحمان کہتے ہیں سعید بن مسیب کے سامنے اس[3] درخت کا ذکر آیا تو وہ ہنس دئے کہنے لگے میرے والد نے مجھ سے بیان کیا (وہی مفہوم جو اوپر گذرا) میرے والد اس بیعت میں شریک تھے[4]

۳۸۶۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی وَکَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الشَّجَرَۃِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَۃٍ فَقَالَ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ فَاَتَاہُ اَبِیْ بِصَدَقَتِہٖ فَقَالَ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از عمرو بن مرّہ) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ اصحاب شجرہ میں سے تھے (جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی) کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کسی قوم کی زکوٰۃ آتی تو آپؐ یوں دعا کرتے یا اللہ ان پر رحمت فرما، چنانچہ جب میرے والد زکوٰۃ لیکر آئے تو آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ ابی اوفیٰ کی اولاد پر رحمت فرما۔

۳۸۶۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَخِیْہِ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ

(از اسماعیل از برادرش از سلیمان از عمرو بن یحییٰ) عباد بن تمیم کہتے ہیں جنگ حرّہ کے روز لوگ عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کرنے لگے۔ تو عبداللہ بن زید رضؓ نے دریافت کیا عبداللہ بن حنظلہ کس اقرار پر لوگوں

---

[1] یہ سعید نے بطور انکار کہا یعنی تم صحابہ سے زیادہ علم والے نہیں ہو سکتے ان کو تو شجرۂ رضوان کا پتہ نہ چلا تم کو پتہ لگ گیا۔ ابن سعد نے نافع سے باسناد صحیح نکالا حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ اس درخت کے پاس آتے جاتے ہیں وہاں نماز پڑھتے ہیں آپ نے ان کو دھمکایا پھر حکم دیا وہ درخت کاٹ ڈالا گیا۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس چیز کی نسبت یہ قصد ہو کر لوگ اس کو پوجنے لگیں گے وہاں شرک کے مرتکب ہو نگے اس کو تلف کر ڈالنا درست ہے جب شجرۂ رضوان جس کا ذکر خود قرآن شریف میں ہے صرف شرک کے ڈر سے کاٹ ڈالا جائے تو اور قبور یا مشاہد شرکیہ جہاں پر ڈر کیا روز شرک ہوتا رہتا ہے ان کا گرانا یا جلانا یا تلف کرنا کیونکر درست نہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی قبر کا احترام حدیث شریف سے نکلتا ہے مگر جب بیہودہ گار علام کی یہ حرمتی ہو رہی ہو تو اس کو روکنے کیلئے اُن کا احترام بالائے طاق رکھنا چاہیئے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا اس درخت کے چھپ جانے (اور مشتبہ ہو جانے میں یہ حکمت تھی کہ جاہل خرابی نہ ملہ اسکی تعظیم یا عبادت نہ کرنے لگیں ۱۲ منہ [3] جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا سعید نے ایسا کہنے سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ شجرۃ الرضوان کا مقام کوئی نہیں پہچان سکتا کیونکہ خود جابرؓ کی روایت میں ہے کہ اگر مجھ کو بینائی ہوتی تو اس درخت کا مقام تم کو بتلا دیتا قسطلانی نے شفاء الغرام سے نقل کیا کہ حدیبیہ ہی مقام ہے جہاں اب بیر شمس واقع ہے یہ مقام جدہ کے رستے میں ہے لیکن درخت یا حدیبیہ کا اب پتہ نہیں ایک موضع ہے حدّہ یہ حدیبیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جدّہ سے قریب ہے اور حدیبیہ مکہ سے قریب تھا حرم کی حد میں یا حل میں یا کچھ حرم میں

الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُونَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ عَلٰى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ قِيْلَ لَهٗ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا اُبَايِعُ عَلٰى ذٰلِكَ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ۔

سے بیعت لے رہے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا موت پر (یعنی ان لوگوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے مریں گے) عبداللہ بن زید رضؓ نے کہا اس شرط پر تو میں آنحضرتؐ کے بعد اور کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔ عبداللہ بن زید رضؓ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے (موت پر آپؐ سے بیعت کی تھی)

۳۸۶۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيْهِ۔

(از یحییٰ بن یعلیٰ محاربی از والدش از ایاس بن سلمہ بن اکوع) سلمہ بن اکوع رضؓ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی تھی، کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھا کرتے (نماز سے فارغ ہو کر) جب لوٹتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا جس میں ہم سایہ لیتے۔

۳۸۶۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ۔

(از قتیبہ بن سعید از حاتم) یزید بن ابی عبید کہتے ہیں میں نے سلمہ بن اکوع رضؓ سے کہا آپ نے حدیبیہ کے دن کس اقرار پر آنحضرتؐ پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا موت پر۔

۳۸۶۷ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقِيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقُلْتُ طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهٗ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثْنَا بَعْدَهٗ۔

(از احمد بن اشکاب از محمد بن فضیل از علاء بن مسیب) مسیب کہتے ہیں میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے ملا اور کہا آپ بڑے قابل مبارکباد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور آپ سے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی! انہوں نے کہا بھتیجے! (یہ ٹھیک ہے) مگر تجھے کیا معلوم۔ ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا نئے گُن کئے ہیں[۲]

---

[۱] یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے مدینہ والوں نے یزید کی بُری حرکات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ دالی اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر حاکم بنایا ان کے والد حنظلہ وہی تھے جن کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں یزید نے یہ حال سن کر مدینہ والوں پر ایک فوج بھیجی جن کا سردار مسلم بن عقبہ تھا اس مردود نے مدینہ والوں کا قتل عام کیا شہر لوٹ لیا سات سو صرف عالموں کو شہید کیا جن میں تین سو صحابہؓ تھے مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے حجرہ روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے معاذ اللہ کوئی دقیقہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے حرمتی کا اس نے نہ چھوڑا اور یہ سنئیے جب یہ مردود مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی یا اللہ میں نے توحید کی شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کا قتل عام کیا یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے۔ ارے خبیث بندگان خدا پر ظلم کرتا ہے اللہ کے پیغمبر کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے اس کو یہ غرہ تھا کہ میں نے یزید خلیفہ وقت کی اطاعت کی اور مردود یہ نہ سمجھا کہ اللہ و رسول کی اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم ہے ۱۲ منہ [۲] یہ براءؓ نے عاجزی اور تواضع کی راہ سے کہا صحابہؓ تو سب سے زیادہ بدعت سے بھاگنے والے تھے اس پر بھی اپنے نیک اعمال پر ان کو غرہ نہ تھا ہمیشہ اپنے تئیں گنہگار سمجھتے ۱۲ منہ

٣٨٦٨ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(از اسحاق بن منصور از یحییٰ بن صالح از معاویہ بن سلام از یحییٰ از ابو قلابہ) ثابت بن ضحاک رضہ نے بیان کیا کہ انہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

٣٨٦٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ قَالَ أَصْحَابُهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ أَمَّا إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَعَنْ أَنَسٍ وَأَمَّا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ۔

(از احمد بن اسحاق از عثمان بن عمر از شعبہ از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضہ سے مروی ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا[1] سے مراد صلح حدیبیہ ہے صحابہ رضہ نے کہا مبارک مبارک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر ہمارے لیے کیا (خوشخبری) ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ "تاکہ اللہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جس کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔"

شعبہ کہتے ہیں میں کوفے میں آیا میں نے یہ ساری حدیث قتادہ سے نقل کی (یعنی ان کے حوالے سے بیان کیا) پھر لوٹ کر قتادہ کے پاس آیا ان سے (برائے تصدیق) بیان کیا تو فرمانے لگے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ کی تفسیر تو حضرت انس رضہ سے منقول ہے اور هَنِيْئًا مَّرِيْئًا (مبارک مبارک) یہ عکرمہ رضہ سے منقول[2] ہے۔

٣٨٧٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ إِنِّي لَأُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مِّنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً۔

(از عبداللہ بن محمد از ابو عامر از اسرائیل از مجزاۃ بن زاہر اسلمی) زاہر بن اسود رضہ بیعت رضوان میں شریک تھے کہتے ہیں (جنگ خیبر میں) دیگچی میں گدھوں کا گوشت پکا رہا تھا اتنے میں آنحضرتؐ کے منادی نے آواز دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت سے منع فرما رہے ہیں۔

(اسی سند سے) مجزاۃ سے روایت ہے اس نے ایک شخص سے جو بیعت الرضوان میں شریک تھے روایت کیا اس کا نام اُھبان بن اوس رضہ تھا۔ ان کے گھٹنے میں تکلیف تھی۔ جب وہ سجدہ کرتے تو گھٹنے کے نیچے ایک (نرم) تکیہ رکھ لیتے۔

٣٨٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از شعبہ از یحییٰ بن سعید از بشیر بن یسار)

[1] جب اس سورت میں یہ اترا کہ اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے تو ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ قتادہ نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو انس رضہ سے روایت کیا ہے اور دوسرا ٹکڑا عکرمہ سے ۱۲ منہ

ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ اُتُوْا بِسَوِیْقٍ فَلَاكُوْهُ تَابَعَهٗ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ۔

سوید بن نعمان رضہ بیعت رضوان والے صحابہ کرام میں سے تھے کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام (جنگ خیبر میں بطور غذا) صرف ستو لائے اور چبا چبا کر گذر اوقات کیا۔

ابن عدی کے ساتھ اس حدیث کو معاذ نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔[1]

۳۸۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رض وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ یُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ اِذَا اَوْتَرْتَ مِنْ اَوَّلِهٖ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهٖ۔

(از محمد بن حاتم بن بزیع از شاذان از شعبہ) ابوجمرہ کہتے ہیں کہ میں نے عائذ بن عمرو رضہ سے پوچھا اور وہ ان صحابہ میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی کہ کیا وتر کا توڑ ڈالنا (ایک رکعت اور پڑھ کر) درست ہے؟ انہوں نے فرمایا جب تو شروع رات میں وتر پڑھ چکا ہو تو آخر رات میں مت پڑھ۔

۳۸۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَسِیْرُ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَسِیْرُ مَعَهٗ لَیْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَیْءٍ فَلَمْ یُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ یَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا یُجِیْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِیْرِیْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ وَخَشِیْتُ اَنْ یَّنْزِلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا یَصْرُخُ بِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَّكُوْنَ نَزَلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از زید بن اسلم) اسلم رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کسی سفر میں تشریف لے جا رہے تھے (یعنی حدیبیہ کو) حضرت عمر رضہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا انہوں نے حضورؐ سے کچھ دریافت کیا، آپؐ نے جواب نہ دیا، پھر پوچھا پھر جواب نہ دیا (اس وقت آپؐ وحی میں مشغول تھے لیکن حضرت عمر رضہ کو خبر نہ تھی) آخر حضرت عمر رضہ (اپنے دل میں) کہنے لگے عمر! خدا کرے (تو مر جائے) تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضرتؐ سے تین بار اس قدر عاجزی سے عرض کیا اور آپؐ نے جواب نہیں دیا۔

(حضرت عمر رضہ کہتے ہیں) میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور سب سے آگے بڑھ گیا، میں ڈرا کہیں میرے متعلق قرآن نہ اترے (اللہ تعالیٰ کا مجھ پر عتاب نہ ہو) تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا، مجھے مزید خوف ہوا شائد میرے بارے کوئی آیت غضب نازل ہوگئی!

[1] یعنی وتر کو توڑنا نہیں اوپر اس کا بیان گذر چکا ہے اور مالکیہ حنفیہ اور شافعیہ کا یہی قول ہے

وَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔

۴۳۸۷۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِيْنَ حَدَّثَ
هٰذَا الْحَدِيْثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ
مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ
قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ
الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِّنْ أَصْحَابِهِ
فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَ
أَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّبَعَثَ عَيْنًا لَّهُ مِنْ خُزَاعَةَ
وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ
بِغَدِيْرِ الْأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا
جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا وَّقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ
وَهُمْ مُّقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَ
مَانِعُوْكَ فَقَالَ أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ
أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ
الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ فَإِنْ
يَّأْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَّحْرُوْبِيْنَ قَالَ
أَبُوْ بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِّهٰذَا الْبَيْتِ

بہرحال میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپؐ کو سلام
عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر رات ایک سورت نازل ہوئی جو ان تمام
چیزوں سے مجھے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپؐ نے
یہ سورت پڑھی، اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔

(ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان
نے بیان کیا، انہوں نے کہا جب زہری نے یہ حدیث بیان کی (جو آگے مذکور
ہوتی ہے) تو اس میں سے میں نے کچھ یاد رکھی (پوری نہیں) لیکن معمر نے اسے
اچھی طرح یاد دلا دیا، انہوں نے عروہ بن زبیر سے نقل کیا انہوں نے مسور بن مخرمہ
اور مروان بن حکم سے روایت کیا مسور اور مروان میں سے ہر ایک دوسرے
سے کچھ اضافہ کرتا ہے۔ بہرحال دونوں حضرات مسور اور مروان کہتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ والے سال کئی سو صحابہ کرام اپنے
ساتھ لے کر (مکے کی جانب چلے)، جب ذوالحلیفہ میں آئے تو قربانی کے
گلے میں ہار ڈالا اس کا کوہان چیرا (کوہان بہایا) وہیں سے عمرے کا احرام
باندھا اور خزاعہ قوم کے ایک جاسوس کو روانہ کیا (کہ قریش کی خبر لائے
اور آپؐ چل پڑے جب غدیر الاشطاط میں پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آیا
کہنے لگا قریش نے تو فوجیں جمع کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبائل میں سے
تیار کی ہیں وہ آپؐ سے لڑیں گے اور بیت اللہ میں نہیں آنے دیں گے روکیں گے
آنحضرتؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا لوگو مجھے مشورہ دو، کیا میں ان کفار کے
اہل وعیال کا رخ کروں (انہیں قید کرلوں) جو ہمیں خانۂ خدا سے روکنے آئے
ہیں اگر وہ ہم سے لڑنے آئے (اپنے اہل وعیال کو بچانے کیلئے) تو اللہ نے
مشرکوں کے ہاتھ سے ہمارے جاسوس کو بچا دیا ان کی جماعت کم کر دے گا۔[1]
اگر نہ آئے تو ہم انہیں مفلس بنا کر چھوڑ دیں گے[2]
ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ تو (گھر سے) بیت اللہ کا عزم

[1] یعنی ان کافروں کے جو قریش کی مدد کے لئے اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر مکہ میں آئے ہوئے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی جب یہ باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو مکہ میں رہ جائیں گے ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت میں کافروں کی جماعت کم ہو جائے گی بہ نسبت اس کے کہ ہم مکہ میں جا کر مقابلہ کریں کیونکہ وہاں تو یہ باہر والے اور قریش کے کافر سب ایک جگہ مل کر ہمارا مقابلہ کریں گے بعضوں نے کہا مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے لوگ اپنے بال بچے بچانے کو آئے تو مارے جائیں گے اور ان کے مارے جانے سے (بقیہ صفحہ آئندہ)

لَا نُرِيدُ قِتَالَ أَحَدٍ وَّلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهَ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوا عَلَى اسْمِ اللهِ۔

کر کے تشریف لائے تھے نہ آپ کا ارادہ کسی کو مارنے کا تھا نہ کسی سے لڑنے کا، تو آپ حسب ارادہ (بیت اللہ کی جانب) بڑھتے رہے اب جو بھی ہمیں بیت اللہ سے روکے گا، ہم اس سے لڑیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو بسم اللہ۔

۳۸۷۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِّنْ خَبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيمَا أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَّإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوا فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِيَ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ كَاتَبَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ

(از اسحاق از یعقوب از برادر زادۂ ابن شہاب از عمش از عروہ بن زبیر) مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرۂ حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتے تھے۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ہیں نے ان دونوں سے سن کر مجھ سے بیان کیا تو اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو (قریش کے وکیل سے صلح کی اور صلح نامہ لکھوایا گیا۔ اس میں سہیل نے یہ شرط بھی لکھوائی کہ "اگر ہمارا کوئی آدمی آپ کے پاس آجائے اگرچہ وہ مسلمان ہوگیا تو آپ اسے ہماری طرف کریں گے، ہم جو سلوک چاہیں گے اس کے ساتھ کرنے کے مجاز ہوں گے" سہیل نے کہا میں تو اسی شرط پر صلح کروں گا۔

مسلمانوں نے اس شرط کو برا جانا اور ناراض ہوئے انہوں نے گفتگو کی (کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو کافروں کے سپرد کردیں) سہیل نے کہا کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو صلح بھی نہیں ہو سکتی۔

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط منظور کرلی اور صلح نامہ اسی شرط کے ساتھ تحریر کرایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل بن سہیل کو (جو مسلمان ہو

(بقیہ صفحہ سابقہ) قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ یہی باہر والے ہماری خبریں قریش کو پہنچایا کرتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں قسطلانی نے جو اس حدیث کی شرح کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ کافر ہمارے مقابلہ پر آئے تو اللہ نے مشرکوں کا ایک جاسوس ورکردیا یعنے جس کو آنحضرت صلعم نے بھیجا تھا یعنی ہم ان کی طرح ہوگئے جنہوں نے جاسوس نہیں بھیجا اور رستہ عبور نہیں کیا اور لڑائی کے لئے مقابل ہوئے مگر یہ مطلب ذہن نشین نہیں ہوتا اور صاحب تیسیر القاری نے قسطلانی کی عبارت کا صرف ترجمہ فارسی میں کردیا اور اس کے مطلب پر خیال نہیں فرمایا اور ترجمہ میں بھی یہ غلطی کی کہ واجہھم بالقتال کو جو اثبات تھا بطور نفی بیان کیا ابن اثیر نے نہایہ میں اس عبارت کا یہ مطلب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے ہاتھ سے ہمارے جاسوس کو بچا لیا ان کی خبر ہم کو کردی ۱۲ منہ ۵ یعنی قریش کے لوگوں کے ۱۲ منہ ۶ مال اسباب بال بچے سب غائب ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا) ۱ یہ ابوجندل مسلمان ہوگئے تھے مکہ کے کافروں نے ان کو پابزنجیر قید کر رکھا تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے تو یہ قید سے بھاگ کر آئے اور مسلمانوں کے جتھے میں اپنے تئیں ڈال دیا اس کے باپ سہیل بن عمرو نے کہا یہ پہلا امر ہے جو شرط کے موافق آپ کو پورا کرنا چاہیئے آپ صلعم نے اس کو اس کے باپ کی تحویل میں دے دیا پورا قصہ پہلے گذر چکا ۱۲ منہ

يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِّمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ بَلَغَنَا حِينَ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ فَذَكَرَهُ بِطُولِهِ۔

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ۔

گیا تھا) اس کے باپ سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا۔ مدت صلح کے اندر جو شخص بھی اگرچہ مسلمان ہو کر آیا آپ نے اسے قریش کے حوالے کر دیا اور عورتیں بھی مسلمان ہو کر اس صلح کے زمانے میں آئیں، انہوں نے ہجرت کی، ان میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جو جوان (یا جوانی کے قریب) ہو گئی تھی، وہ بھی مدینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئیں اس کے عزیز آپ کے پاس آئے تاکہ آپ اسے واپس کر دیں (کفار کے حوالے کر دیں) چنانچہ اس وقت (سورہ ممتحنہ کی) وہ آیت نازل ہوئی جو مسلمان عورتوں کے متعلق ہے[1]۔

(اسی سند سے) ابن شہاب نے بحوالہ عروہ بن زبیر بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کا جو مسلمان ہو کر ہجرت کر آئیں امتحان لیتے، وجب آیت "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب مسلمان عورتیں تیرے پاس آئیں" الی آخر الآیہ۔

ابن شہاب کے بھتیجے نے (اسی سند سے) اپنے چچا سے روایت کیا ہمیں یہ بات پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا کہ مشرکوں نے اپنی بیویوں پر جو خرچ کیا (وہ بھی یہاں ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس چلی آئیں) تو ان کا خرچ واپس کر دیا جائے۔ ابوبصیر کا واقعہ طوالت کے ساتھ بیان کیا[2]۔

(از قتیبہ از مالک از نافع) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنے اور فساد کے زمانے میں عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے[3] تو کہنے لگے اگر میں خانہ کعبہ جانے سے روکا گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر کیا تھا (حدیبیہ کے موقع پر) چنانچہ انہوں نے عمرے کا احرام باندھا کیونکہ آنحضرت نے بھی حدیبیہ کے زمانے میں عمرے کا احرام باندھا تھا۔

---

[1] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اخیر تک ۱۲ منہ [2] جو کتاب الصلح میں اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے خود مشرکوں نے صلح نامہ میں جو شرط لکھوائی تھی وہ بجائے مفید ہونے کے ان کے حق میں مضر ہوئی آخر کہنے لگے ہم اس شرط سے باز آئے ۱۲ منہ [3] وہ زمانہ مراد ہے جب حجاج ظالم عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لئے مکہ آیا تھا۔

۳۸۷۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ -

(از مسدد از یحییٰ از عبداللہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا اور فرمانے لگے اگر لوگ مجھے کعبے میں جانے سے روکیں گے تو میں بھی وہی کام کروں گا جو کفار قریش کے حائل ہونے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ آپؐ نے یہ آیت بھی پڑھی۔ لقد کان الخ تمہارے لیے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔

۳۸۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وَقَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا أُرَى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعْيًا وَاحِدًا حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا -

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ از نافع) عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم نے عبداللہ کے (اپنے والد) ابن عمرؓ سے گفتگو کی۔

دوسری سند (از موسیٰ بن اسمٰعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی بیٹے نے اپنے والد سے کہا اس سال آپ رہ جائیں (عمرے کو نہ جائیں) تو بہتر ہے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شائد آپ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکیں۔ انہوں نے کہا ہم آنحضرتؐ کے ساتھ (عمرے کی نیت سے) روانہ ہوئے کفار قریش نے آپؐ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیا۔ آخر آپؐ نے (حدیبیہ میں) اپنی قربانیاں کاٹ ڈالیں اور سر منڈوایا۔ آپؐ کے صحابہ کرام نے بھی بال کترائے (احرام کھول ڈالا) عبداللہ بن عمرؓ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا میں تمہیں گواہ کرتا ہوں میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کر لیا اب اگر لوگوں نے بیت اللہ تک مجھے جانے دیا تو میں طواف کروں گا (عمرہ بجا لاؤں گا) اگر لوگ حائل ہوئے تو میں ویسے ہی کروں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ تھوڑی دور تک یہی کہہ کر چلے۔ پھر فرمانے لگے حج اور عمرہ دونوں برابر ہیں (دونوں میں احصار یعنی روکے جانے کا ایک ہی حکم ہے) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا چنانچہ انہوں نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا اور ایک ہی سعی کی اور دونوں کا احرام ساتھ ہی (دسویں تاریخ) کھولا۔

۳۸۷۹ - حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ النَّضْرَ ابْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ

(از شجاع بن ولید از نضر بن محمد از صخر) نافع کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہوئے، یہ صحیح نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ حدیبیہ کے دن حضرت عمرؓ نے

ف حافظ نے کہا اس انصاری کا نام معلوم نہیں ہوا ممکن ہے کہ یہ وہی انصاری ہو جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا ۱۲ منہ

وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ إِلٰى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِي بِذٰلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهِ إِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتّٰى بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَفَرَّقُوْا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ۔

۳۸۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى رض قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ۔

اپنے بیٹے عبداللہ رض کو ایک انصاری کے پاس[1] اپنا گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تاکہ اس پر سوار ہو کر جہاد کریں اس وقت آنحضرت ﷺ درخت کے پاس (صحابہ کرام سے) بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمر کو اس بات کی خبر نہ تھی تو عبداللہ بن عمر رض نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کر لی، پھر گھوڑا لینے گئے اور اسے لیے حضرت عمر کے پاس پہنچے حضرت عمر اس وقت لڑائی کے لیے زرہ پہن رہے تھے انہیں یہ خبر دی کہ آنحضرت ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں یہ سنتے ہی حضرت عمر رض روانہ ہوئے عبداللہ ابن عمر رض بھی ساتھ گئے اور فاروق اعظم رض نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

صرف یہی بات ہے جس کی وجہ سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے

ہشام بن عمار کہتے ہیں ہم سے ولید بن مسلم نے بحوالہ عمر بن محمد عمری از نافع از ابن عمر رض بیان کیا کہ حدیبیہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو لوگ تھے وہ الگ الگ درختوں کے سائے میں ٹھہرے تھے۔ پھر اچانک لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوتے دکھائی دئے۔ حضرت عمر رض نے (اپنے بیٹے) عبداللہ رض سے کہا دیکھ تو سہی یہ لوگ کیوں جمع ہوئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کو کیوں گھیرے ہوئے ہیں؟ انہوں نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آپ ﷺ سے بیعت کر رہے ہیں عبداللہ بن عمر رض نے بھی بیعت کی پھر لوٹ کر حضرت عمر رض کے پاس آئے تو انہوں نے بھی بیعت کی

(از ابن نمیر از یعلی از اسماعیل) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے جب آپ ﷺ عمرہ (قضا) کے لیے روانہ ہوئے، آپ ﷺ نے طواف کیا، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا، آپ ﷺ نے نماز پڑھی، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو ہم آپ ﷺ پر آڑ کئے ہوئے تھے مبادا کوئی مشرک مکہ آپ ﷺ پر حملہ کر دے۔

[1] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

۳۸۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَصِينٍ قَالَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِّنْ صِفِّيْنَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اتَّهِمُوا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هٰذَا الْأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ۔

(از حسن بن اسحاق از محمد بن سابق از مالک بن مغول از ابو حصین) ابو وائل کہتے ہیں جب سہیل بن حنیف انصاری رضؓ صفین[۱] سے لوٹ کر آئے، ہم ان کے پاس خبر دریافت کرنے کے لیے گئے انہوں نے کہا اپنی رائے پر ناز نہ کرو[۲]۔ ایک وہ دن تھا ابو جندل[۳] کا اس دن میں نے اپنے آپ کو دیکھا اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ سنتا (ابو جندل کو حوالے نہ ہونے دیتا خوب لڑتا) لیکن اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے[۴] (ہماری رائے کوئی چیز نہیں) ہم نے تو اس جنگ سے پہلے جب کسی ڈر کی وقت تلواریں اپنے کندھوں پر سنبھالیں تو اس کا نتیجہ ایسا ہوا جسے ہم اچھا سمجھتے تھے[۵] مگر اس جنگ کا عجب[۶] حال ہے ہم فساد کا ایک کونا بند کرتے ہیں تو دوسرا کونا کھل جاتا ہے ہم نہیں جانتے اسے بند کرنے کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے[۷]۔

۳۸۸۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رض قَالَ أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيِّ هٰذَا بَدَأَ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از مجاہد از ابن ابی لیلی) کعب بن عجرہ رضؓ کہتے ہیں حدیبیہ کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میرے منہ پر جوئیں گر رہی تھیں، آپؐ نے فرمایا کیا یہ سر کے کیڑے تجھے تکلیف دے رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی حضور! آپؐ نے فرمایا تو یوں کر سر منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری قربانی کر دے۔
ایوب سختیانی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین باتوں میں سے پہلے کونسی بات فرمائی[۸]۔

۳۸۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ

(از محمد بن ہشام ابو عبداللہ از ہُشیم از ابو بشر از مجاہد از

۱؎ صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگ عظیم ہوئی تھی سہل اس لڑائی سے الگ رہنا چاہتے تھے ۱۲ منہ ۲؎ یہ مسلمانوں کی آپس کی لڑائی ہے خوب سوچو ۱۲ منہ
۳؎ جب وہ مسلمان ہو کر بیڑیاں پہنے ہوئے بھاگ کر مسلمانوں پاس آ گئے تھے ۱۲ منہ ۴؎ کس کام میں مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ سہل رضؓ کا مطلب ہے کہ بعضی بات ظاہر میں تو بھلی معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت بُری ہوتی ہے تو ہر کام میں شرع کی پیروی کرنا چاہیئے اپنی عقل پر نازاں نہ ہونا چاہیئے۔ ابو جندل کا قصہ اوپر گذر چکا ہے یہ حدیبیہ کے دن مسلمان ہو کر بھاگ کر مسلمانوں پاس آ گئے تھے لیکن ان کے باپ نے از روئے شرائط صلح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو واپس مانگا۔ مسلمانوں کو ان کا واپس دینا نہایت ناگوار ہوا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کی اور ابو جندل رضؓ کو کافروں کے سپرد کر دیا۔ سہل رضؓ کا مطلب تھا کہ ایسا ہی جنگ صفین گو بھلی معلوم ہوتی ہے اور تم اس میں لڑنا عقل کی رو سے اچھا سمجھو مگر اپنی عقل پر بھروسہ نہ کرو غور کرو کہ شریعت کی رو سے یہ جنگ جائز ہے یا نہیں ۱۲ منہ ۵؎ اسلام کی ترقی کافروں کی خرابی ۱۲ منہ ۶؎ بجائے فائدہ کے اس سے اور خرابی پیدا ہوئی ۱۲ منہ ۷؎ جس سے یہ فساد موقوف ہو ۱۲ منہ ۸؎ سبحان اللہ! محدثین کرام کا ذوقِ حدیث اتنا لطیف ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی ترتیب کو بھی اہم قرار دیتے ہیں حالانکہ اس ترتیب سے مراد جو یہاں ہے وہ تینوں احمال میں سے کسی ایک میں سہولت سمجھ کر اختیار کرنا ہے مگر محدث کی تمنا یہ ہے کہ آپؐ کا پہلا لفظ ترجیحی عمل ہے وہ بھی معلوم ہو

قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ قَالَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَّاقَطُ عَلٰى وَجْهِي فَمَرَّبِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (عمرے کا) احرام باندھے ہوئے تھے۔ اور مشرکوں نے ہمیں (کعبے میں جانے سے) روک دیا تھا۔ میرے سر پر اس وقت بہت بال تھے۔ جن میں سے چہرے پر جوئیں ٹپک رہی تھیں (اس کثرت سے ہوگئی تھیں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا ان سر کے کیڑوں سے تجھے تکلیف ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! چنانچہ اس وقت (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ فَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا الخ (ترجمہ) جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں (جوؤں وغیرہ کی) تکلیف ہو تو وہ فدیہ دے، روزے رکھے یا صدقہ نکالے یا قربانی دے۔

بَابٌ ۲۲۶ قِصَّةِ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ

باب قصۂ عُکل و عُرینہ[1]

۳۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا رض حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَهْلَ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ وَّاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا اَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا

(از عبدالاعلیٰ بن حماد از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انس رض کہتے ہیں کہ عُکل اور عُرینہ کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آئے، اسلام کا کلمہ پڑھنے لگے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ دودھ والے جانوروں کو پالتے تھے اور کھیتی باڑی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ہمیں مدینے کی ہوا ناموافق ہے[2] آخر آپ نے انہیں چند اونٹ دے کر ایک چرواہا ساتھ کرکے حکم دیا تم انہیں لے کر (جنگل میں) چلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب استعمال کرو۔ وہ چلے گئے۔ جب حرہ[3] کے ایک طرف پہنچے تو اسلام سے پھر کر کافر ہوگئے (مرتد ہوگئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے چرواہے کو (جس کا نام یسار تھا) شہید کردیا اور اونٹ بھگالے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی آپ نے ان کے پکڑنے کے لئے آدمی روانہ کئے (جب وہ پکڑے ہوئے آئے) آپ نے حکم دیا تو اس کے مطابق ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور حرہ کے ایک کونے میں ڈال دیئے گئے۔ اسی حال میں مر گئے۔

[1] عکل اور عرینہ دو عرب قبیلوں کے نام ہیں انہی لوگوں نے کیا یہ واقعہ ذی قرد کے غزوہ کے بعد ہوا ۱۲ منہ [2] اپنے ملک میں دودھ پر بسر کرتے تھے ۱۲ منہ [3] حرہ وہ پتھریلا میدان جو مدینے سے باہر ہے ۱۲ منہ

أَيْدِيَهُمْ وَتَرَكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ۔

قتادہ کہتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خیرات کی ترغیب دیتے تھے اور مُثلہ (ناک کان کاٹنا، آنکھ پھوڑنا اس) سے منع کرتے تھے۔

شعبہ، ابانؒ اور حماد نے قتادہؓ سے صرف عُرینہ کا لفظ نقل کیا، عُکل کا لفظ نہیں کہا، یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے ابو قلابہ سے ابو قلابہ نے حضرت انس رضؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ عُکل کے کچھ لوگ آئے[1]۔

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّامِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوا حَقٌّ قَضٰى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ قَالَ وَأَبُو قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّينَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ذَكَرَ الْقِصَّةَ۔

(از محمدؐ بن عبد الرحیم از حفص بن عمر ابو عمر حوضی از حماد بن زید از ایوب و حجاج صواف) ابو رجاء جو ابو قلابہ کے غلام تھے اور ملک شام میں ابو قلابہ کے ساتھ تھے کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ) نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا، پوچھا قسامت کے متعلق تم کیا کہتے ہو[2]؟ انہوں نے کہا قسامت حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلیفوں نے اس کا حکم دیا ہے، جو آپ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اس وقت ابو قلابہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے تخت کے پیچھے کھڑے تھے۔ اتنے میں عنبسہ بن سعید نے کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو عرینہ والوں کی حدیث روایت کی وہ کہاں گئی[3]؟ ابو قلابہ نے کہا یہ حدیث تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی بیان کی ہے۔ عبد العزیز بن صہیب نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اس میں صرف عُرینہ کا ذکر ہے، اور ابو قلابہ کی روایت میں بحوالہ انس رضی اللہ عنہ عکل کا لفظ مذکور ہے اور یہی واقعہ ہے۔ فقط۔

تَمَّ الْجُزْءُ السَّادِسَ عَشَرَ وَيَتْلُوهُ الْجُزْءُ السَّابِعَ عَشَرَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

---

[1] اس میں عرینہ کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ [2] جب قتل کے گواہ نہ ہوں اور لاش کسی محلہ یا گاؤں میں ملے ان لوگوں پر قتل کا اشتباہ ہو تو ان میں سے پچاس آدمی چن کر قسمیں حلف لی جاتی ہے اس کو قسامت کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی آپ نے ان لوگوں کے لئے قسامت کا حکم نہیں دیا بلکہ ان سے قصاص لیا عنبسہ کا یہ اعتراض صحیح نہ تھا کیونکہ عرینہ والوں پر تو خون ثابت ہو چکا تھا اور قسامت وہاں ہوتی ہے جہاں ثبوت نہ ہو صرف اشتباہ ہو ۱۲ منہ

سترھواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَاب ۲۲۰ غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ۔

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُولَى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ قَالَ فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوا يَسْتَقُونَ

باب ذات القرد کی لڑائی کا قصہ۔ یہ وہ غزوہ ہے

اس جنگ میں (غطفان قبیلہ کے) لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں بھگا لے گئے تھے جنگ خیبر سے تین رات پہلے یہ واقعہ ہوا۔

(از قتیبہ بن سعید از حاتم از یزید بن ابی عُبید) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں اذان صُبح سے پہلے (مدینے سے) نکل کر غابہ کی طرف گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں ذی قرد میں چر رہی تھیں[1]۔ رستے میں مجھے عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کون پکڑ لے گیا اس نے کہا غطفان کے لوگ[2]۔ یہ سُنتے ہی میں نے یا صَبَاحَاہ کی تین آوازیں بُلند کیں مدینے کے دونوں کناروں میں آواز پہنچا دی[3] پھر میں سیدھا ان لٹیروں کے پیچھے) چلا، میں نے انہیں پکڑ لیا وہ (جانوروں کو) پانی پلانا چاہتے تھے

---

[1] ذات القرد یا ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو غطفان قبیلے کے قریب ہے ۱۲ منہ [2] ایک روایت میں یوں ہے فزارہ کے لوگ پکڑے گئے فزارہ بھی غطفان قبیلے کی ایک شاخ ہے ۱۲ منہ [3] عرب لوگ یہ کلمہ اس وقت پکارتے ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے صبح صبح کوئی ان کا مال لوٹ لیتا ہے فریاد کے طور پر یہ کہتے ہیں ۱۲ منہ [4] ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلع پہاڑ پر چڑھ گیا اور تین بار چلا کر یَا صَبَاحَاہْ کہا میری آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنائی دی لوگوں میں منادی ہو گئی ۱۲ منہ

مِنَ الْمَآءِ فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِىْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَّاَقُوْلُ :- اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ ۔ اَلْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَاَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَآءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ اِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ ۔

میں نے تیر مارنا شروع کئے اور میں اچھا تیرانداز تھا۔ ساتھ ہی یہ شعر پڑھتا جاتا تھا ؎ میں سلمہ بن اکوع ہوں + آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے آخر میں نے سب دودھیل اونٹنیاں (جنہیں وہ لوٹ کر لے چلے تھے) ان سے چھڑالیں اور تیس چادریں علاوہ ازیں چھین لیں۔ سلمہؓ کہتے ہیں اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں پہنچ گئے[1] میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اُن لٹیروں کو تیر مار مار کر پانی نہیں پینے دیا۔ وہ پیاسے ہیں آپ اسی وقت ان کے تعاقب میں فوج روانہ کیجئے[2] آپ نے فرمایا اکوع کے بیٹے جب وہ تیرے قابو میں آگئے تو اب نرمی کر[3] آپ نے مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھالیا۔ ہم مدینے واپس آگئے[4]

بَابٌ ۲۲۰۸ غَزْوَةُ خَيْبَرَ ۔

باب جنگ خیبر[5]

۳۸۸۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ وَهِىَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّىَ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ فَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از یحییٰ بن سعید از بشیر بن یسار) جناب سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ جب صہبا[6] میں جو خیبر کے نزدیک ہے پہنچے تو آپ نے وہاں نماز عصر ادا فرما کر توشے طلب فرمائے تو فقط ستو آیا (اور کچھ کھانا نہ تھا) آپ نے حکم دیا وہ بھگویا گیا اور آپ کے ساتھ سب نے کھایا۔ پھر آپ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے کلّی کی۔ ہم نے بھی کلّی کی۔ نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (سب باوضو تھے)

۳۸۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ

(از عبداللہ بن مسلمہ از حاتم بن اسمٰعیل از یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم جنگ خیبر میں رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے، ایک شخص عامر

[1] کہتے ہیں یہ چہارشنبہ کا دن تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پانسو یا سات سو آدمی گئے تھے ۱۲ منہ [2] تو وہ گرفتار ہو جائیں گے۔ ابن سعد کی روایت میں یوں ہے اگر سو آدمی مجھ کو دیئے جائیں تو میں جس قدر جانور ان کے پاس ہیں وہ چھین لاتا ہوں اور خود ان کو بھی گرفتار کر لیتا ہوں ۱۲ منہ [3] جانے دے اپنا مال تو مل گیا ۱۲ منہ [4] آپ نے فرمایا آج ہمارے سب پیدل لوگوں میں بہتر سلمہ ہے اور ہمارے سب سواروں میں بہتر ابو قتادہ ہے انہوں نے ایک لٹیرے کو جو بہت بہادر مشہور تھا اس دن مار لیا ۱۲ منہ [5] خیبر ایک بستی کا نام ہے مدینہ سے آٹھ برید شام کی طرف یہ لڑائی سنہ ۷ھ میں ہوئی وہاں پر یہود آباد تھے ان کے قلعے بنے ہوئے تھے آنحضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا ۱۲ منہ [6] صہبا ایک

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ ؎

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا

سے کہنے لگا۔ عامر آپ ہمیں اپنے اشعار نہیں سناتے؟ یہ سن کر عامر (اپنی سواری سے) اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

(ترجمہ)

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات
تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوٰۃ
تجھ پہ صدقے جب تلک دنیا میں ہم زندہ رہیں
بخش دے ہم کو، لڑائی میں عطا فرما ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہ والاصفات
جب وہ ناحق چیختے سنتے نہیں ہم ان کی بات[1]
چیخ چلا کر انھوں نے ہم سے چاہی ہے نجات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون گا رہا ہے؟ عرض کیا گیا عامر بن اکوع۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے[2] ایک شخص (حضرت عمرؓ) یہ سن کر کہنے لگے۔ اب تو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت لازم ہو گئی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمیں عامر رضی اللہ عنہ سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ غرض ہم خیبر میں پہنچے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ ہمیں شدت سے بھوک لگی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ اسی روز شام کو لوگوں نے بہت آگ سلگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ آگ کیسی روشن ہے کیا پکا رہے ہو؟ عرض کیا گوشت پکا رہے ہیں آپ نے پوچھا کس جانور کا؟ عرض کیا پالتو گدھوں کا۔ آپ نے فرمایا یہ گوشت بہا دو۔ ہانڈیاں توڑ کر پھینک دو۔ ایک شخص (غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے

---

[1] اس مصرعہ میں بعضوں نے ابینا کے بجائے اتینا پڑھا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا۔ جب کوئی پکارنے کیلئے دوڑ کر ہم آتے ہیں ۱۲ منہ [2] امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا اللہ اس کو بخشے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے لئے یوں فرماتے اللہ اس کو بخشے تو وہ شہید ہوتا۔ عامر بھی اس جنگ میں شہید ہوئے ان کی تلوار پلٹ کر خود انہی کو لگ گئی ۱۲ منہ

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ نُهْرِيقُهَا وَ
نَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ
كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ
يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ
فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ
فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ
مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ
عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَ
جَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ
عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا
حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِهَا۔

اللہ علیہ وسلم گوشت بہا دیں اور ہانڈیاں (بجائے توڑنے کے) دھو ڈالیں، کوئی حرج تو نہیں؟ آپ نے فرمایا اچھا ایسا ہی کرلو۔

جب دشمنوں کے مدمقابل صف بندی ہوئی تو عامر[1] رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی وہ یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے۔ اس کی نوک پلٹ کر خود انہی کے گھٹنے پر لگنے سے زخمی ہوگئے اسی زخم سے وہ شہید ہوگئے۔

جب خیبر سے لوگ واپس ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پوچھا سلمہ کیا حال ہے؟[2] میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ عامر کی نیکیاں ضائع ہوگئیں[3]۔ آپ نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ عامر کو تو دہرا اجر ملے گا۔ آپ نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا فرمایا وہ تو جاہد مجاہد ہے[4]۔ کوئی عرب زمین پر (یا مدینے میں) عامر کی طرح نہیں چلا۔ قتیبہ کی روایت حاتم سے اس طرح ہے "کوئی عرب مدینے میں عامر کی طرح پیدا نہیں ہوا"[5]۔

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى خَيْبَرَ
لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ بِهِمْ
حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ
وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ
مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ
خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ
الْمُنْذَرِينَ۔ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ
قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید طویل) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں رات کو پہنچے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہوتی تو ان پر حملہ نہ کیا کرتے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہودی اپنی کدالیں اور ٹوکریاں (سامانِ زراعت) لے کر نکلے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں خدا کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) لشکر سمیت آپہنچے۔ آپؐ نے فرمایا۔ خیبر خراب ہوا (برباد ہوا) ہم جہاں کسی ایسی قوم کی زمین پر اترتے ہیں جنہیں پہلے انذار و تبلیغ کی گئی ہو (اور وہ ایمان نہ لائے ہوں) تو ان کی صبح منحوس ہوتی ہے۔ ہمیں صدقہ بن فضل نے بحوالہ ابن عیینہ از ایوب از

[1] مرحب یہودی کے مقابل ہوئے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے آپ نے مجھے پریشان پایا تو پوچھا ۱۲ منہ [3] کیونکہ وہ اپنی مار سے آپ مرے ۱۲ منہ [4] یعنی جہاد کرنے والا مجاہد جاہد کی تاکید ہے ۱۲ منہ [5] یہ حدیث اوپر کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ

عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك رضـ
قال صبحنا خيبر بكرة فخرج اهلها بالمساحي
فلما بصروا بالنبي صلى الله عليه وسلم قالوا
محمد والله محمد والخميس فقال النبي صلى
الله عليه وسلم الله اكبر خربت خيبر انا
اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين
فاصبنا من لحوم الحمر فنادى منادي النبي صلى
الله عليه وسلم ان الله ورسوله ينهيانكم
عن لحوم الحمر فانها رجس۔

۳۸۹۰۔ حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب
حدثنا عبد الوهاب حدثنا ايوب عن محمد
عن انس بن مالك رضـ ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم جاءه جاء فقال اكلت الحمر فسكت
ثم اتاه الثانية فقال اكلت الحمر فسكت
ثم اتاه الثالثة فقال افنيت الحمر فامر
مناديا فنادى في الناس ان الله ورسوله
ينهيانكم عن لحوم الحمر الاهلية فاكفئت
القدور وانها لتفور باللحم۔

۳۸۹۱۔ حدثنا سليمن بن حرب حدثنا
حماد بن زيد عن ثابت عن انس رضـ قال صلى
النبي صلى الله عليه وسلم الصبح قريبا من
خيبر بغلس ثم قال الله اكبر خربت خيبر
انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرين فخرجوا يسعون في السكك فقتل

محمد بن سیرین از انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا "ہم صبح سویرے
خیبر میں پہنچے دیکھا کہ وہاں کے لوگ کدالیں لے کر نکلے ہیں۔ جب
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے محمد (صلی
اللہ علیہ وسلم) ہیں خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قوم سمیت آپہنچے
آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر خیبر خراب ہوا۔ ہم جہاں کسی ایسی قوم کی زمین
پر اترتے ہیں جنہیں انذار و تبلیغ کی گئی ہو (اور وہ ایمان نہ لائے ہوں)
تو ان کی صبح منحوس ہوتی ہے۔ خیبر میں ہمیں گدھوں کا گوشت ملا۔
(ہم اسے پکانے لگے) اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یوں
منادی کی اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں وہ پلید ہے۔

(از عبد اللہ بن عبد الوہاب از عبد الوہاب از ایوب از محمد بن سیرین)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس (جنگ خیبر میں) کوئی شخص آیا کہنے لگا۔ لوگ گدھے کھا رہے
ہیں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ پھر دوسری بار آیا اور کہا لوگ
گدھے کھا رہے ہیں۔ آپ خاموش رہے۔ تیسری بار پھر آیا اور یہی کہا گدھے
فنا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک منادی کو حکم دیا اور اس نے لوگوں
میں یہ منادی کی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں
کے گوشت سے تمہیں منع کرتے ہیں (یہ سنتے ہی) ہانڈیاں الٹ دی گئیں۔
حالانکہ ان میں (گدھوں کا) گوشت ابل رہا تھا۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ثابت) حضرت انس رضـ
کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قریب پہنچ کر صبح کی
نماز اندھیرے میں پڑھی۔ پھر فرمایا۔ خیبر خراب ہوا۔ ہم جہاں کسی ایسی
قوم کی زمین میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس[1] ہو جاتی ہے جنہیں
پہلے تبلیغ و انذار کی گئی ہو (اور وہ ایمان نہ لائے ہوں) الغرض خیبر
والے (پریشان ہو کر) گلیوں میں دوڑنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ

[1] یہ جملہ اقتباس ہے اس آیت سے فاذا نزل بساحتهم فساء صباح المنذرين صبح منحوس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسی دن ان پر آفت آئی اور تباہ و برباد ہو گئے ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَأَنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ۔

علیہ وسلم نے ان میں جنگجوؤں کو قتل کر دیا، عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ ان قیدیوں میں ایک عورت تھی صفیہ (بنت حیی)، وہ پہلے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے لیا اور ان کا مہر ان کی آزادی کی شکل میں ادا کیا۔ اس طرح آپ نے ان سے نکاح کرلیا۔

عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا اے ابو محمد (یہ ثابت کی کنیت ہے) کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیا تھا؟ انہوں نے اپنا سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

٣٨٩٢ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا۔

(از آدم از شعبہ از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قید کیا۔ پھر انہیں آزاد کرکے ان سے نکاح کرلیا۔

ثابت نے انس رض سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا خود ان کی ذات مہر قرار پائی کہ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔

٣٨٩٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ

(از قتیبہ از یعقوب از ابوحازم) سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کا (خیبر کے دن) مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے فوجیں برسرپیکار ہوئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور کافر اپنی فوج کی طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک شخص دکھائی دیا وہ جہاں کسی کافر کو اکا دکا دیکھتا اسے پیچھے سے جا کر تلوار لگاتا۔ چنانچہ اس کی شہرت ہوگئی کہ جو کام آج اس شخص نے کر دکھایا ہے وہ ہم میں سے کوئی نہ کرسکا (بہت سے کافروں کو ختم کر دیا) یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہے تو ایسا ہی) مگر یہ دوزخی ہے۔

ایک صحابی نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا۔[1] غرض یہ شخص اس کے ساتھ ہوا۔ جہاں وہ ٹھہر جاتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑتا

[1] دیکھوں گا یہ دوزخیوں کا کونسا کام کرتا ہے۔ ظاہر میں تو بہشتی معلوم ہوتا ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلط نہیں ہوسکتا کوئی نہ کوئی کام یہ ایسا کرے گا جس کی وجہ سے دوزخی بنے گا تو میں دیکھتا رہوں گا یہ کام کب کرتا ہے اور کیسے کرتا ہے ۱۲ منہ

مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا۔

راوی کہتے ہیں وہ شخص بہت زخمی ہوگیا اور اس نے جلدی مرنے کی کوشش کی (خودکشی کے لئے) اس نے اپنی تلوار زمین پر ٹیکی، اس کی نوک اپنے سینے پر رکھ کر سارا بوجھ اس پر ڈال دیا اپنے آپ کو ختم کر دیا (خودکشی کرلی) اب دوسرا شخص (جو اس کے امتحان میں تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے دریافت فرمایا بتا کیا واقعہ ہے؟ اس نے عرض کیا جس شخص کے متعلق آپ نے ابھی دوزخی فرمایا تھا اور لوگوں کو تعجب[1] ہوا تھا میں نے تصدیق کے لئے لوگوں سے کہا کہ میں چل کر اس کا حال دیکھتا ہوں تاکہ اس کی کیفیت بیان کروں۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ سخت زخمی ہوا تو جلدی مرجانے کے لئے اس نے اپنی تلوار کی ہتھی زمین پر ٹیک دی اور اس کی نوک اپنی چھاتی سے لگائی اور اپنا بوجھ ڈال دیا۔ (تو تلوار اس کی پیٹھ سے پار نکل گئی) اس طرح اس نے خودکشی کرلی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا یہی بات ہے کہ کوئی شخص لوگوں کی نظر میں بہشتیوں والے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ (اللہ کے نزدیک) دوزخی ہوتا ہے اور ایک آدمی لوگوں کی نظر میں دوزخیوں والے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ (اللہ کے نزدیک) بہشتی ہوتا ہے[2]۔

۳۸۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم خیبر کی جنگ میں موجود تھے۔ آنحضرت

---

[1] طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا تو لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا آدمی دوزخی ہے تو پھر ہمارا کیا حال ہونا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شخص منافق ہے اپنا نفاق چھپاتا ہے یہ معلوم ہوا کہ ظاہر کسی کے اعمال عمدہ ہونے پر یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بہشتی ہے کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی نیت اعمال خیر میں خالص نہیں ہوتی ریا اور دکھلاوے کے لئے لوگوں میں اپنا شہرہ اور تعریف ہونے کے لئے اچھے کام کرتے ہیں کبھی دنیا کا فائدہ کمانے کے لئے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل میں ایمان نہیں ہوتا نفاق کے ساتھ اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں ایسی حالتوں میں نیک اعمال کیا فائدہ دے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے بچائے اور خلوص اور رضاء الٰہی نصیب فرمائے آمین۔ [2] اس کا خاتمہ اچھا ہو جاتا ہے وہ توبہ کر کے مرتا ہے اپنے گناہوں پر نادم رہنے کی وجہ سے اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ حضرت ابوعبداللہ انصاری فرماتے ہیں۔ مبارک ہو وہ گناہ جو آدمی کو عاجزی کی طرف لے جائے اور منحوس ہے وہ نیکی جو آدمی کو غرور کی طرف لے جائے۔ بہت سے رند مشرب گناہگار لوگ ایسے ہیں کہ ان کو اللہ کا ڈر دلایا گیا تو وہ رو دیئے اپنے تئیں بدترین خلائق سمجھتے ہیں اور اپنی نجات محض پروردگار کے فضل و کرم پر منحصر جانتے ہیں کیونکہ نیک اعمال ان کے پاس نہیں ہوتے۔ اور کئی عابد و زاہد اپنے زہد و تقویٰ پر نازاں دوسرے بندگانِ خدا کو حقیر اور گنہگار اور اپنے تئیں ان سے بہتر سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ یہ شیطان کا اغوا ہے سارا زہد و تقویٰ بیکار بلکہ مہلک ہے اگر ذرا سا بھی خیال دل میں آجائے کہ ہم دوسروں سے اچھے ہیں۔ ہزاروں گناہ سرزد ہوں مگر اپنے مالک کے سامنے عاجزی اور تضرع و زاری سے پیش آؤ تو سب بخش دیئے جائیں گے اور ساری عمر عبادت اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں گذارو لیکن ذرا سا بھی یہ خیال آئے کہ ہم دوسروں سے اچھے ہیں مہلک ہے

هُرَيْرَةَ رض قَالَ شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيْبٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ساتھی کے حق میں فرمایا جو (بظاہر) اسلام کا دعوٰی کرتا تھا (لیکن درحقیقت منافق تھا) یہ دوزخی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص خوب لڑا اور بہت زخمی ہو گیا۔ چنانچہ بعض لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں شک پیدا ہونے کو تھا[1]۔ بعد ازاں اس شخص نے زخموں کی تکلیف محسوس کی تو اس نے ترکش میں ہاتھ ڈال کر تیر نکالا اور گلے میں پیوست کر لیا (خودکشی کر لی) یہ حال دیکھ کر کئی مسلمان دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کی۔ اس شخص نے خودکشی کر لی ہے۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا۔ اٹھ اور لوگوں میں منادی کر دے۔ بہشت میں وہی جائیگا جو مومن ہوگا[2]۔ اور اللہ تعالیٰ (کی یہ قدرت ہے وہ) بدکار آدمی سے اس دین کی مدد کراتا ہے[3]۔

شعیب کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی زہری سے روایت کیا۔ نیز شبیب نے بحوالہ یونس از ابن شہاب از سعید بن مسیب و عبدالرحمن ابن عبداللہ بن کعب نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جنگ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے (پھر آخر تک مندرجہ بالا حدیث ذکر کی) عبداللہ بن مبارک نے بحوالہ یونس[4] از زہری از سعید بن مسیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو (مرسلاً) روایت کیا۔ عبداللہ بن مبارک کے ساتھ اسے صالح بن کیسان نے بھی زہری سے روایت کیا[5]۔ محمد بن ولید زبیدی نے بحوالہ زہری از عبدالرحمن بن کعب از عبیداللہ بن کعب بیان کیا۔ عبیداللہ بن کعب کہتے تھے مجھ سے اس شخص نے جو جنگ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا بیان کیا۔ زہری کہتے ہیں مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ

---

[1] اس کے دل میں نفاق نہ ہو ۱۲ منہ [2] جیسے اس شخص سے مدد کرائی یہ شخص دوسرا تھا یا وہی قزمان تھا جس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے اور شاید اس نے پہلے تیر اپنے بدن میں چبھوئے ہوئے ہوں پھر اس نے تلوار ٹیک کر اپنے تئیں مار لیا ہو تو دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہ رہے گا ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الجہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۹۵- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

۳۸۹۶- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَّا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هٰذِهٖ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيْبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔

۳۸۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

اور سعید بن مسیب دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کیا[۱]

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از عاصم از ابو عثمان) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر جہاد کیا یا خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک اونچی جگہ پر چڑھے تو آواز بلند تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے آپ نے فرمایا۔ اپنے اوپر آسانی کرو (بلند آواز کی تکلیف نہ اٹھاؤ) کیا تم اسے پکارتے ہو جو بہرا یا غائب ہے؟ تم تو ایسے (خدا) کو پکارتے ہو جو (سب کی) سنتا ہے اور قریب ہے۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہے[۲] اس وقت میں (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ آپ نے میری آواز سن لی۔ میں یہ کہہ رہا تھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ آپ نے آواز دی عبد اللہ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایک کلمہ نہ بتاؤں جو بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں بتلائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یزید بن ابی عبید نے کہا میں نے سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں تلوار کے زخم کا نشان دیکھ کر دریافت کیا یہ کیسے لگا؟ تو کہا یہ زخم جنگ خیبر کا ہے۔ لوگ کہنے لگے سلمہ مارے گئے (ایسا سخت زخم آیا تھا)، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے تین بار اس پر پڑھ کر پھونکا تو آج تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از ابن ابی حازم از والدش) سہل رضی اللہ

[۱] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی علم وقدرت سے عموماً اور فضل و رحمت سے خصوصاً ۱۲ منہ

ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ الْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَاقْتَتَلُوا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدُهُمْ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج اور کفار کا ایک جنگ میں مقابلہ ہوا۔ دونوں فوجوں نے خوب قتال کیا۔ بعد ازاں دونوں لشکر واپس ہوئے۔ مسلمانوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا کہ جب وہ کسی کافر کو تنہا دیکھتا تو پیچھے سے جا کر ایک تلوار اسے مار دیتا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص نے تو آج ایسا کام کیا ہے کہ ویسا کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا وہ تو دوزخی ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ دوزخی ہے تو پھر ہم میں بہشتی کون ہے؟ چنانچہ ایک شخص نے کہا میں اس شخص کے ساتھ رہتا ہوں[1] یہ اس کے ساتھ رہا۔ وہ دوڑتا تو یہ بھی دوڑتا وہ ٹھیرتا تو یہ بھی ٹھیر جاتا۔ آخر وہ شخص زخمی ہوا اور فوراً مر جانے کی غرض سے اس نے اپنی تلوار کا مٹھہ زمین پر رکھا، اس کی نوک اپنے سینے سے لگائی۔ پھر اس پر زور دے کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا (تلوار اس کے سینے سے پار ہو گئی)، اب یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ درست ہے، ایک شخص بظاہر لوگوں کی نگاہ میں جنتیوں والے کام کرتا ہے مگر ہوتا دوزخی ہے۔ دوسرا شخص لوگوں کی نگاہ میں ناریوں والے کام کرتا ہے مگر ہوتا جنتی ہے۔

۳۸۹۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ۔

(از محمد بن سعید خزاعی از زیاد بن ربیع) ابو عمران کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ تو اس وقت خیبر کے یہودی معلوم ہوتے ہیں[2]

---

[1] دیکھوں اس کا انجام کیا ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا شاید یہ لوگ اکثر چادریں اوڑھتے ہوں گے اور دوسرے لوگ جن کو انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ اتنی کثرت سے چادریں نہ اوڑھتے ہوں گے اس لئے اُن کو یہودیوں سے مشابہت دی اس سے چادر اوڑھنے کی کراہت نہیں نکلتی بعضوں نے کہا انسؓ نے زرد رنگ کی چادریں اوڑھنے پر رد کیا اور طبرانی نے ام سلمہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اپنی چادر اور ازار کو زعفران یا ورس سے رنگتے بعضوں نے کہا یہ لوگ چادریں اس طرح اوڑھتے تھے جیسے یہودی اوڑھتے ہیں کہ پیٹھ اور مونڈھوں پر ڈال کر دونوں کنارے لٹکے رہنے دیتے ہیں الٹے نہیں انسؓ نے اس پر انکار کیا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو۔ ۱۲ منہ

۳۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ فُتِحَتْ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا اَوْ لَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُّحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ

(از عبداللہ بن مسلمہ از حاتم از یزید بن ابی عبید) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ گئے، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ پھر کہنے لگے بھلا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاؤں (یہ ناممکن ہے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تو آپ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا، یا کل ایسا شخص جھنڈا سنبھالے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں[1] اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ ہم یہ سن کر سب امیدوار رہے (شاید ہمیں جھنڈا ملے) (چنانچہ صبح کو جب جھنڈا ملنے کا وقت آیا) لوگوں نے آپ سے عرض کیا یہ علی رضی اللہ عنہ آ پہنچے آپ نے انہی کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

۳۹۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقِيْلَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب بن عبدالرحمٰن از ابو حازم) سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن یوں فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ (خیبر) فتح کرا دے گا وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ کے اس ارشاد کو سن کر لوگ رات بھر اسی چہ میگوئی میں رہے کہ دیکھئے کسے جھنڈا ملتا ہے؟ صبح ہوتے ہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ہر ایک کو یہ اُمید تھی شاید جھنڈا مجھے ملے۔ آپ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا بھیجو۔ چنانچہ انہیں لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لب لگا دیا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے تندرست ہو گئے جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ نے جھنڈا ان کے حوالے کر دیا۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہودیوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا:

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے بہادر ہے بھاگنے والا نہیں ۱۲ منہ

قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

خاموشی سے چلے جانا۔ جب ان کے علاقے میں پہنچے تو (پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا۔ اللہ کے جو حق ان پر واجب ہیں (نماز روزہ وغیرہ) انہیں بتانا۔ بخدا اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے[۱]

۳۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَّوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهٗ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ۔

(از عبدالغفار بن داؤد از یعقوب بن عبدالرحمٰن)

دوسری سند (از احمد بن عیسےٰ از عبداللہ بن وہب از یعقوب بن عبدالرحمٰن زہری از عمرو بن ابی عمرو غلام مُطّلب بن عبداللہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم خیبر میں پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا تو کسی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن وجمال کا ذکر کیا جو حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ ان کا خاوند مارا گیا تھا۔ وہ ابھی دلہن تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے منتخب[۲] فرمایا اور انہیں ساتھ لے کر خیبر سے روانہ ہوئے۔ جب ہم لوگ سد الصہباء میں پہنچے (جو خیبر سے مدینے کی طرف ایک منزل ہے) تو وہ حیض سے پاک ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی پھر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس[۳] تیار کیا اور مجھ سے فرمایا جو لوگ تیرے آس پاس ہیں انہیں بلا لے۔ غرض حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہی ولیمہ تھا جو آپ نے کیا۔ پھر ہم مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے پیچھے (اونٹ پر) کمبل کا گول گدا بناتے اور اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا زمین پر رکھ دیتے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر چڑھ جاتیں[۴]

۳۹۰۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعَ اَنَسَ

(از اسمٰعیل از برادرش از سلیمان از یحییٰ از حمید طویل) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] لال اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں ابن اسحٰق نے ابو رافع سے نکالا انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو سردار بنایا تو ہم ان کے ساتھ نکلے ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا ان کی ڈھال گرا دی وہاں ایک دروازہ قلعہ کے پاس پڑا تھا حضرت علیؓ نے اسی کو اٹھا لیا اور ڈھال کی طرح اس کو لئے رہے یہاں تک کہ اللہ نے خیبر فتح کرا دیا ابو رافع کہتے ہیں میں اور سات آدمی اور آٹھ آدمیوں نے زور لگایا تو اس دروازے کو اُلٹ نہ سکے سبحان اللہ یہ زور خداداد تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی ۱۲ منہ [۲] آپ کو اختیار تھا کہ مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے جو چیز پسند فرمائیں وہ لے لیں کہتے ہیں حضرت صفیہؓ کا اصلی نام زینب تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چن لیا تو ان کا نام صفیہ پڑ گیا یعنی چنی ہوئی ۱۲ منہ [۳] حیس وہ کھانا جو کھجور گھی اور پنیر ملا کر بناتے ہیں ۱۲ منہ [۴] کیونکہ وہاں سیڑھی نہ تھی اور آنحضرت ﷺ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ حضرت صفیہ کو کوئی دوسرا شخص سوار کرائے ۱۲ منہ

بن مالك رض أن النبي صلى الله عليه وسلم أقام على صفية بنت حيي بطريق خيبر ثلاثة أيام حتى أعرس بها وكانت فيمن ضرب عليها الحجاب۔

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو لے کر خیبر کے رستے میں تین دن ٹھیرے رہے۔ ان سے خلوت کی۔ اور وہ ان عورتوں میں شریک ہوگئیں جنہیں پردے کا حکم تھا[1]

٣٩٠٣- حدثنا سعيد بن أبي مريم أخبرنا محمد بن جعفر بن أبي كثير قال أخبرني حميد أنه سمع أنسا رض يقول أقام النبي صلى الله عليه وسلم بين خيبر والمدينة ثلث ليال يبنى عليه بصفية فدعوت المسلمين إلى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها إلا أن أمر بلالا بالأنطاع فبسطت فألقى عليها التمر والأقط والسمن فقال المسلمون إحدى أمهات المؤمنين أو ما ملكت يمينه قالوا إن حجبها فهي إحدى أمهات المؤمنين وإن لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب۔

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر بن ابی کثیر از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر درمیان تین راتیں (رستے میں) ٹھہرے رہے۔ آپؐ نے اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی۔ میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے کی دعوت میں بلایا اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت صرف یہ تھا کہ آپ نے بلال رض کو فرمایا دسترخوان بچھاؤ پھر آپ نے اس پر کھجور پنیر اور گھی ڈالا۔ اب مسلمان کہنے لگے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ماں ہیں (آزاد ہیں) یا لونڈی (حرم) ہیں۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حجاب (پردے) میں رکھا تو وہ مسلمانوں کی ماں ہیں ورنہ لونڈی ہیں۔ جب آپ نے کوچ کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے (اونٹ پر) اپنے پیچھے جگہ درست کی اور پردہ لگایا۔

٣٩٠٤- حدثنا أبو الوليد قال حدثنا شعبة ح وحدثني عبد الله بن محمد حدثنا وهب حدثنا شعبة عن حميد بن هلال عن عبد الله بن مغفل رض قال كنا محاصري خيبر فرمى إنسان بجراب فيه شحم فنزوت لآخذه فالتفت فإذا النبي صلى الله عليه وسلم فاستحييت۔

(از ابو الولید از شعبہ) دوسری سند (از عبداللہ بن محمد از وہب از شعبہ از حمید بن ہلال) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم لوگ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اتنے میں ایک آدمی نے ایک تھیلی چربی بھری پھینکی۔ میں اُسے اٹھانے کے لئے دوڑا کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر مجھے شرم آگئی[2]

٣٩٠٥- حدثنا عبيد بن إسمعيل عن أبي أسامة عن عبيد الله عن نافع وسالم عن ابن عمر رض أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از عبیداللہ از نافع و سالم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن لہسن اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کیا۔

---

[1] یعنی امہات المومنین میں کیونکہ پردہ آزاد بی بیوں پر واجب تھا نہ لونڈیوں پر ۱۲ منہ [2] آپ فرمائیں گے بڑا ندیدہ اور کھو کلا ہے ۱۲ منہ

يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ - نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ وَلُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ -

لہسن کی ممانعت صرف نافع نے نقل کی اور پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت صرف سالم نے نقل کی۔

۳۹۰۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ -

(از یحیی بن قزعہ از مالک از ابن شہاب از عبداللہ و حسن پسران محمد بن علی از محمد بن علی) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔[1]

۳۹۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ -

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از عبیداللہ بن عمر از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا۔[2]

۳۹۰۸- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ -

(از اسحاق بن نصر از محمد بن عبید از عبیداللہ از نافع و سالم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۳۹۰۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ -

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از عمرو از محمد بن علی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن (پالتو) گدھوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرمایا۔ اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔[3]

۳۹۱۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى رض

(از سعید بن سلیمان از عباد از شیبانی) عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خیبر کے دن ہمیں (سخت) بھوک نے ستایا ہوا تھا۔

---

[1] پھر فتح مکہ میں متعہ مباح ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اور قیامت تک اس کی حرمت قائم رہی مگر بعضے صحابہ جیسے جابرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ کو اس کی حرمت کی خبر نہ ہوئی ان کو شبہ رہ گیا حضرت عمرؓ نے برسر منبر اس کی حرمت بیان کی اور دوسرے صحابہ نے سکوت کیا گویا اجماع ہوگیا ۱۲ منہ [2] پلیر و گدھے یعنی بستی کے گدھے لیکن جنگل کا گدھا یعنی گورخر بالاتفاق حلال ہے ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے امام شافعی اور صاحبین اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور اس کی تفصیل انشاء اللہ کتاب الذبائح میں آئے گی ۱۲ منہ

أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيقُوهَا قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ -

(گدھے کے گوشت کی) ہانڈیاں اُبل رہی تھیں۔ بعض ہانڈیوں کا گوشت پک بھی گیا تھا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آیا کہنے لگا۔ گدھوں کا گوشت مت کھاؤ اور ہانڈیاں انڈیل دو۔
عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے تھے پھر ہم (صحابہ کرام) یوں کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت سے اس لئے منع کیا کہ ابھی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا[1] اور بعض نے کہا اس لئے منع فرمایا ہے کہ گدھا نجاست کھاتا ہے[2]

۳۹۱۱- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ -

(از حجاج بن منہال از شعبہ از عدی بن ثابت) حضرت براء و حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ کرام (جنگ خیبر میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انہیں گدھے غنیمت میں ملے ان کا گوشت پکایا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) نے یہ منادی کی کہ ہانڈیاں الٹ دو۔ (گوشت پھینک دو)۔

۳۹۱۲- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفَى يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ -

(از اسحاق از عبدالصمد از شعبہ از عدی بن ثابت) حضرت براء اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن جب صحابہ کرام (گدھے کے گوشت کی) ہانڈیاں چڑھا چکے تھے یہ فرمایا ہانڈیاں اُلٹ دو۔

۳۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

(از مسلم از شعبہ از عدی بن ثابت) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں شمولیت کی (پھر یہی حدیث بالا نقل کی)

۳۹۱۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ابن ابی زائدہ از عاصم از عامر)

[1] یعنی تقسیم سے پہلے ہی صحابہ نے بھوک کے مارے گدھے کاٹ کر ان کا گوشت چڑھا دیا تھا نہ اس لئے کہ گدھوں کا گوشت حرام ہے ۱۲ منہ
[2] جانوروں کی کید وغیرہ متالی کی گھاس بھی کھالیتا ہے مگر نجاست کھانا کراہت کی علت ہو سکتی ہے نہ تحریم کی اور شاید ممانعت سے مقصود یہی کراہت ہو بعضوں نے کہا کراہت کی علت یہ تھی کہ گدھے کی نسل کم نہ ہو جائے جو فوجی باربرداری سواری وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے ۱۲ منہ

أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيْئَةً وَنَضِيجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں یہ حکم دیا کہ ہم گدھوں کا گوشت پھینک دیں خواہ وہ پکا ہو یا کچا ہو اور پھر بعد ازاں اس کے کھانے کی ہمیں اجازت نہیں دی (لہٰذا منع رہی رہا)

۳۹۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

(از محمد بن ابی الحسین از عمر بن حفص از ابو عاصم از عامر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نہیں جانتا کہ خیبر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع کیا تو آیا اس وجہ سے منع کیا کہ گدھا بار برداری کے کام آیا ہے اس کا نقصان نہ ہو یا مطلقاً حرام کر دیا؟"

۳۹۱۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضـ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ۔

(از حسن بن اسحاق از محمد بن سابق از زائدہ از عبید اللہ بن عمر از نافع) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے دو حصے رکھے اور پیدل آدمی کا ایک حصہ۔ عبید اللہ کہتے ہیں نافع نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ جس شخص کے پاس گھوڑا ہو اُسے تین حصے دیئے جائیں (ایک خود اس کا دو گھوڑے کے) جس کے پاس گھوڑا نہ ہو اسے ایک ہی حصہ دیا جائے۔

۳۹۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از سعید بن مسیب) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم دونوں نے عرض کیا آپ نے خیبر کے پانچویں حصے میں سے مطلب ابن عبد مناف کی اولاد کو دیا اور ہمیں نہیں دیا۔ حالانکہ ہمارا اور ان کا رشتہ آپ کے ساتھ برابر ہے[1] آپ نے فرمایا (یہ ٹھیک ہے)

[1] کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور عبد شمس اور نوفل اور عبد المطلب ہاشم کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور نوفل کی اولاد میں جبیر عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا۔

مگر بات یہ ہے کہ ہاشم اور مطلب کی اولاد (ہمیشہ) ایک رہے (ملے جلے رہے) جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذوی القربٰی کے حصے میں سے) عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہ دیا۔

۳۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ مَنْ هٰذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از محمد بن علاء از ابو اسامہ از برید بن عبد اللہ از ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم (اپنے ملک) یمن ہی میں تھے جب ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے سے نکل کر مدینے کو روانہ ہونے کی خبر ملی تو ہم بھی بغرض ہجرت آپ کے پاس روانہ ہوئے۔ میں نکلا میرے ساتھ میرے دو بھائی بھی تھے۔ ابو بردہ اور ابو رہم میں تینوں بھائیوں میں چھوٹا تھا۔ راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں رہا ابو موسیٰ نے پچاس سے کچھ زیادہ یا ترپن یا باون آدمی اپنی قوم کے بیان کئے جوان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے بہرحال ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سب ایک جہاز میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے یہ جہاز حبشے میں نجاشی بادشاہ کے پاس پہنچا (ہوا اڑا کر لے گئی)، وہاں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمیں ملے۔ ہم انہی کے پاس رہ گئے۔ پھر (کچھ عرصے کے بعد) جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم سب لوگ چلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے۔ بعض لوگ کہنے لگے ان جہاز والوں سے ہماری ہجرت پہلے ہوئی۔

ہمارے ساتھیوں میں سے اسماء بنت عمیس (جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملنے گئیں۔ انہوں نے بھی دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ نجاشی کے ملک میں ہجرت کی تھی۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپہنچے۔ اسماء رضی اللہ عنہا حفصہؓ کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اسماءؓ کو دیکھ کر پوچھا یہ کون عورت ہے؟ حفصہؓ نے کہا یہ اسماء بنت عمیس ہے۔ عمرؓ نے کہا اچھا وہ اسماء جو ملک حبش کو گئی تھیں اب سمندر کا سفر کر کے آئی ہے؟ اسماء نے

لہ یعنی ہم کو تم سے زیادہ قرب اور فضیلت ہے کیونکہ ہماری ہجرت مقدم ہے تم نے تو اخیر میں ہجرت کی ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِأَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهٖ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَإِنَّهٗ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ

کہا ہاں! بس وہی اسماء ہوں حضرت عمرؓ کہنے لگے ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے[۱] یہ سن کر اسماءؓ کو غصہ آیا کہنے لگیں - واہ خدا کی قسم تم ہم سے بڑھ کر نہیں۔ تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے جو تم میں بھوکا ہوتا آپؐ اُسے کھانا کھلاتے اور رجو جاہل ہوتا اسے وعظ و نصیحت کرتے[۲] ہم تو دور دراز تھے یا دشمنوں کے ملک میں یعنی حبشے میں تھے ہمارا یہ سفر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے تھا (ذاتی فائدہ نہ تھا) خدا کی قسم مجھ پر دانہ پانی حرام ہے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بیان نہ کردوں اور آپؐ سے نہ پوچھوں۔ ہمیں تو بڑی تکلیف اور خوف کا سامنا رہا۔ خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولوں گی نہ غلط کہوں گی نہ اپنی طرف سے کوئی بات بڑھاؤں گی۔ غرضیکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اسماءؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمرؓ یوں کہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم نے کیا جواب دیا؟ اسماءؓ نے کہا میں نے یہ جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے۔ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کی تو ایک ہی ہجرت ہوئی اور تم جہاز والوں کی دو ہجرتیں ہوئیں[۳] اسماءؓ کہتی ہیں میں نے دیکھا ابوموسٰی اور دوسرے جہاز والے لوگ جوق در جوق میرے پاس آنے لگے اور مجھ سے یہ حدیث پوچھنے لگے۔ ساری دنیا میں نہیں کسی چیز سے ایسی خوشی نہیں ہوئی نہ اتنی عظیم نعمت معلوم ہوئی جتنی یہ حدیث معلوم ہوئی۔ ابوبردہ کہتے ہیں حضرت اسماءؓ نے کہا میں نے ابوموسٰیؓ کو دیکھا کہ وہ بار بار یہ حدیث مجھ سے سنتے۔

ابوبردہؓ کہتے ہیں ابوموسٰیؓ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اشعری صحابہ کی آواز پہچانتا ہوں جب وہ رات کو مدینے میں آکر اپنے گھروں میں قرآن پڑھا کرتے ہیں اور میں ان کی جائے قیام پہچان لیتا ہوں خواہ دن کو جب وہ اترتے تھے میں نے ان کی قیام گاہ نہ دیکھی

[۱] غرض یہ ہے کہ تم آرام میں رہے ۱۲ منہ [۲] یعنی حبش کے ملک میں جو ہم جا کر پڑے تو کیا کچھ بے ڈر آرام سے رہے طرح طرح کی تکلیفیں اور صدمے اٹھاتے رہے تو ہماری ہجرت اسی روز سے رہی جب سے ہم مکہ سے نکلے ۱۲ منہ [۳] ایک حبش کو دوسری مدینے کو ۱۲ منہ

لَمْ اَدْمَنَا لَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ اَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِيْ يَاْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ۔

ہو۔ نیز ان اشعریوں میں ایک شخص حکیم ہے (یعنی حکیم اس کا نام ہے یا وہ حکمت والا ہے) جب وہ کفار کے سواروں یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے ہمارے ساتھی یہ چاہتے ہیں کہ تم ذرا ٹھیرو یا ذرا سی مہلت دو۔

۳۹۱۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لِاَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا۔

(از اسحاق بن ابراہیم از حفص بن غیاث از برید بن عبداللہ از ابوبردہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حبشے سے) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ آپؐ نے ہمیں بھی حصہ دلایا اور ہمارے سوا اور کسی ایسے شخص کو نہیں دلایا جو خیبر کی فتح میں شریک نہ تھا۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً اِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْاِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهٗ عَبْدٌ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ اَهْدَاهُ لَهٗ اَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى اَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْٓئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَآءَ رَجُلٌ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ اَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ اَصَبْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ۔

(از عبداللہ بن محمد از معٰویہ بن عمرو از ابواسحاق از مالک بن انس از ثور از سالم غلام ابن مطیع) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے تھے ہم نے خیبر فتح کیا اور غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملا بلکہ گائے بیل اونٹ اسباب باغات ہاتھ آئے۔ پھر وہاں سے واپسی پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ میں آئے۔ آپ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے مِدعَم کہتے تھے۔ یہ غلام آپ کو بنی ضباب کے ایک شخص نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔ یہ غلام آپ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک اسے تیر آ لگا معلوم نہیں کس نے مارا؟ لوگ کہنے لگے اسے مبارک ہو شہید ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں اس نے ایک چادر جو خیبر کے دن تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرالی تھی وہ آگ ہو کر اسے جلا رہی ہے۔ یہ سن کر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوتی کا تسمہ ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا میں نے یہ غنیمت کے مال میں سے لے لئے تھے۔ آپ نے فرمایا (اگر تو داخل نہ کرتا تو) یہ ایک تسمہ یا دو تسمے آگ کے بن جاتے (قیامت میں یہ تجھ کو جلاتے)

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید از والدش)

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَّیْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مَّا فُتِحَتْ عَلَیَّ قَرْیَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ وَ لٰكِنِّیْ اَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَّهُمْ یَقْتَسِمُوْنَهَا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے تھے قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ مفلس اور محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو جو بستی فتح ہوتی اسے میں مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کر دیتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کر دیا تھا لیکن میں یہ چاہتا ہوں ان مسلمانوں کے لئے کچھ خزانہ رہنے دوں جسے وہ (بوقت ضرورت) تقسیم کرتے رہیں [1]

۳۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِیْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَیْهِمْ قَرْیَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ۔

(از محمد بن مثنیٰ از ابن مہدی از مالک بن انس از زید بن اسلم از والدش) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر مفتوحہ بستی تقسیم کر دیتا، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کر دیا تھا [2]

۳۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ وَسَاَلَهٗ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اُمَیَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رض اَتَی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ قَالَ لَهٗ بَعْضُ بَنِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهٖ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَا عَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلّٰی مِنْ قَدُوْمِ الضَّاْنِ وَیُذْكَرُ عَنِ الزُّبَیْدِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یُخْبِرُ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری) عنبسہ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (مسلمان ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خیبر میں) آئے [3] سعید بن العاص اموی کے ایک بیٹے (ابان) نے کہا یا رسول اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ دیجئے (اس کا کوئی حق نہیں) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس ابان نے تو (جنگ احد میں) نعمان بن قوقل (صحابی) کو قتل کیا تھا [4] ابان (غصے میں) بولے واہ کیا خوب ایک بلا ضان کے جنگل سے ابھی اترا ہے [5]

محمد بن ولید زبیدی نے بحوالہ زہری از عنبسہ بن سعید روایت کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سعید بن عاص سے بیان کر رہے تھے

---

[1] حدیث میں ببان کا لفظ ہے دو بائے موحدہ سے دوسری بائے مشددہ ہے ابو عبیدہ کہتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں یہ لفظ عربی زبان کا نہیں ہے۔ زہری کہتے ہیں یہ یمن کی زبان کا ایک لفظ ہے جو عربی میں مشہور نہیں ہوا ببان کا معنے یکساں ایک طریق اور ایک روش پر بعضوں نے کہا نادار محتاج ۱۲ منہ [2] حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو آئندہ مسلمان ہوں گے اور وہ محض نادار اور مفلس ہوں گے تو میں جس قدر ملک فتح ہوتا جاتا وہ سب کا سب مسلمانوں کو جاگیروں کے طور پر بانٹ دیتا اور خالصہ کچھ نہ رکھتا جس کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے مگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال ہے جو آئندہ مسلمان ہوں گے وہ اگر بے معاش اور نادار ہوئے تو ان کی گذر اوقات کے لئے کچھ نہ رہے گا۔ اس لئے خزانہ میں ملک کی تحصیل جمع رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسے مسلمانوں کے لئے کام آئے ۱۲ منہ [3] جب جنگ ہو چکی تھی ابوہریرہ نے غنیمت کے مال میں سے حصہ مانگا ۱۲ منہ [4] اس وقت تک ابان مسلمان نہیں ہوئے تھے ابوہریرہ نے ابان کی برائی بیان کی کہ اس نے ایک مسلمان کا خون کیا ہے ۱۲ منہ [5] اور لگا دخل در معقولات کرنے اور ایسے امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دینا ہے ابان نے ابوہریرہ کی تحقیر کی کہ ابھی ابھی تو پہاڑ سے اتر کر آیا ہے اور دخل در معقولات کرنے لگا وبر ایک جانور ہے بلی برابر چونکہ اس کا نام ہم کو ہندی میں نہ ملا اس لئے ہم نے اس کا ترجمہ بلا کر دیا اور ضان اس پہاڑ کا نام ہے جو ابوہریرہ کے ملک یعنی دوس میں تھا ۱۲ منہ

سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ أَبَانُ وَأَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَانُ اجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید کو ایک فوج کا سردار بنا کر مدینے سے نجد کی طرف بھیجا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ابان اوران کے ساتھی (اس سفر سے) اس وقت لوٹ کر آئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے وہیں تشریف فرما تھے۔ اس زمانے میں مسلمان ایسے مفلس تھے کہاں کے گھوڑوں کی زینیں کھجور کی چھال کی تھیں (چمڑہ بھی میسر نہ تھا)

بہرحال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ ابان اوران کے ساتھیوں کا (خیبر کے مال غنیمت میں) حصّہ نہ لگایئے۔ ابان نے کہا واہ! توبھی اس مرتبے کو پہنچ گیا[1] او بلّے ابھی توضان پہاڑ سے اتر کر آیا ہے (ابھی سے یہ باتیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان سے فرمایا۔ ابان بیٹھ جا۔ آپ نے ان کا حصّہ نہیں لگایا[2]

۳۹۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ أَبَانُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَانٍ يَنْعَى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِيَدِي وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ۔

(ازموسیٰ بن اسمٰعیل ازعمرو بن یحیٰی بن سعید از جدش، حضرت ابان ابن سعید رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خیبر میں) آئے (جب خیبر فتح ہو چکا تھا) آپ کو سلام کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ کو (احد کے دن) اسی نے قتل کیا تھا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے کہا واہ بلّے! ابھی توضان کے جنگل سے لڑھکتا ہوا آیا ہے (ابھی سے یہ باتیں) مجھ پر ایسے شخص کا الزام لگا رہا ہے جسے میری وجہ سے اللہ نے (شہادت کا) مرتبہ دیا اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل نہ ہونے دیا۔[3]

۳۹۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

(ازیحیٰی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کسی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان مالوں میں سے ترکہ مانگتی تھیں جو اللہ نے آپ کو مدینے اور فدک میں عنایت فرمائے تھے اور خیبر

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاح اور مشورہ دینے لگا ۱۲ منہ [2] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابوعبداللہ الضال السدر یعنی امام بخاری نے کہا ضال جنگلی بیری کو کہتے ہیں یہ تفسیر اس نسخہ پر ہے جس میں بجائے راس ضان کے راس ضال ہے ۱۲ منہ [3] اگر میں اس کے ہاتھ سے مارا جاتا تو دوزخی ہوتا ۱۲ منہ

بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ
لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي
عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ
فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا
شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ
فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ
فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ
بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ
وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ
وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَ
مُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ
كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللهِ لَا تَدْخُلُ
عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا عَسَيْتَهُمْ
أَنْ يَفْعَلُوا بِي وَاللهِ لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ

کے خمس (پانچویں حصے) میں سے جو باقی ماندہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے" ہم پیغمبروں
کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو مال و سامان چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ
ہے" بے شک آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال میں سے کھائیں گے۔
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات اسی حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھی۔ اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کیا کرتے تھے، میں بھی ویسا ہی کرتا رہوں گا (جس جس کو آپ دیا کرتے تھے
میں بھی انہی کو دیتا رہوں گا) غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہؓ
کو اس ترکے میں سے کچھ بھی دینا منظور نہ کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا انہوں نے ان کی ملاقات ترک کر دی
اور وصال تک ان سے کلام نہ کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف
چھ ماہ ہی زندہ رہیں۔ جب ان کا وصال ہوا تو ان کے خاوند حضرت علیؓ نے
رات ہی کو ان کو دفن کر دیا[1] اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی خبر
نہ دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی[2]
جب تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں تو لوگ حضرت علیؓ
پر بہت توجہ و التفات رکھتے تھے (حضرت فاطمہؓ کے خیال سے)، جب ان کی
وفات ہوگئی تو حضرت علیؓ نے محسوس کیا کہ لوگ ان سے منحرف ہوگئے ہیں لہٰذا انہوں
نے حضرت ابوبکرؓ سے مصالحت اور ان سے بیعت کرنے کی خواہش کی۔ قبل ازیں
چھ ماہ تک انہوں نے بیعت نہیں کی تھی[3]۔ اب انہوں نے ابوبکرؓ کو بلوا بھیجا آپ تنہا
میرے پاس آئیے اور کوئی ساتھ نہ آئے۔ انہیں یہ منظور نہ تھا کہ حضرت عمرؓ ان کے ساتھ
آئیں[4] حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا خدا کی قسم تم اکیلے ان کے پاس نہ جانا[5] ابوبکرؓ نے کہا

---

[1] کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات ہی کو دفن کر دیا جائے ان کا مطلب یہ تھا کہ رات کو دفن کرنے میں اور زیادہ پردہ پوشی ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۱۲ منہ [3] نہ دوسرے بنی ہاشم لوگوں نے اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ حضرت علیؓ یا بنی ہاشم ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کو ناجائز سمجھتے تھے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صدمہ میں مبتلا تھے اور ان کو یہ خیال رہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے خلافت کے مشورہ میں ہم کو کیوں نہیں شریک کیا۔ خاص حضرت علیؓ نے جو بیعت میں دیر کی اس کی وجہ یہ بھی ہوگی کہ حضرت فاطمہ کی دلجوئی اور تسلی اور تیمار داری سے ان کو فرصت نہ ملی ۱۲ منہ [4] کیونکہ حضرت عمرؓ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ حضرت علیؓ نے یہ خیال کیا کہ اگر حضرت عمرؓ آئیں گے تو ایسا نہ ہو گفتگو بڑھ جائے اور ملاقات کا نتیجہ برعکس نکلے مخالفت پیدا ہو ۱۲ منہ [5] حضرت عمرؓ یہ ڈرے ایسا نہ ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں اکیلے جائیں اور بنی ہاشم ان کی تعظیم اور تکریم جیسی چاہیئے ویسی نہ کریں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رنج پیدا ہو ۱۲ منہ

فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ
اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ
اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ
عَيْنَا أَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ وَأَمَّا الَّذِيْ شَجَرَ
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ
الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِيْ
بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ
الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَ
تَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ
ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَ
حَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰى
أَبِيْ بَكْرٍ وَلَا إِنْكَارًا لِلَّذِيْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا
نَرٰى لَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا
فَوَجَدْنَا فِيْ أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَ
قَالُوْا أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ
رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ۔

کیوں وہ میرے ساتھ کریں گے؟ میں خدا کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ بہرکیف ابوبکرؓ ان کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے خدا کو گواہ کیا اور کہنے لگے ابوبکرؓ! ہمیں تمہاری فضیلت اور بزرگی جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے معلوم ہے اور جو عزت اللہ نے آپ کو دی اس پر ہم کچھ حسد نہیں کرتے مگر ہمیں یہی برا معلوم ہوا کہ آپ نے اکیلے ہی اکیلے خلافت حاصل کی (ہم سے مشورہ نہ کیا) ہم یہ خیال کرتے تھے کہ اس مشورے میں ہم لوگ ضرور شریک کئے جائیں گے کیونکہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری اور قرابت تھی (حضرت علی برابر ایسی ہی باتیں کرتے رہے) یہاں تک کہ ابوبکرؓ کی آنکھیں بھر آئیں پھر ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی انہوں نے کہا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا خیال تو مجھے اپنی قرابت سے بھی زیادہ ہے[1]۔ اب ان چند مالوں (فدک، بنی نضیر، خیبر وغیرہ) کی وجہ سے جو مجھ میں اور تم لوگوں میں جھگڑا ہو گیا تو میں نے اس مقدمے میں بھی وہی کیا جو بہتر تھا۔ میں نے تو وہ معمول نہ چھوڑا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا کسی کام میں فرق نہ کیا اس وقت حضرت علیؓ نے کہا۔ اچھا آج بعد دوپہر ہم آپ سے بیعت کریں گے ہمارا وعدہ ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر پڑھی تو منبر پر چڑھے تشہد پڑھا پھر حضرت علیؓ کا حال بیان کیا کہ انہیں اب تک بیعت نہ کرنے سے یہ عذر پیش آیا (یا ان کا عذر قبول کیا) اور ان کے لئے دعائے بخشش کی۔ بعد ازاں حضرت علیؓ نے تشہد پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کے فضائل اور حقوق بیان کئے[2]۔ کہنے لگے میں نے جو اب تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے ابوبکرؓ کی خلافت پر کوئی حسد یا ان کی فضیلت اور بزرگی سے کچھ انکار تھا۔ صرف بات یہ تھی۔ ہم لوگوں کو یہ خیال تھا کہ خلافت کے مقدمے میں ان کے لئے ہماری رائے بھی لینا ضروری تھا، انہوں نے نہ لی، آپ ہی آپ اس مقدمے کو طے کر لیا۔ اس کا ہمیں رنج ہوا مسلمانوں نے جب حضرت علیؓ کی یہ گفتگو سنی[3] تو خوش ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مزید محبت کرنے لگے جب یہ دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے[4]۔

---

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا میں اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرنے پر مقدم سمجھتا ہوں ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں ہے پھر اٹھے اور ان سے بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ کے بیعت کرتے ہی سب بنی ہاشم نے بیعت کر لی ابوبکرؓ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ اب بتلائیے ان کی خلافت کو جو کوئی صحیح نہ سمجھے وہ تمام صحابہ کا مخالف ہے یا نہیں اور وہ اس آیت میں داخل ہے یا نہیں ومن یبتغ غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے ۱۲ منہ [3] اور دیکھا کہ انہوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کر لی ۱۲ منہ [4] کہ مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہو گئے۔ اختلاف نہیں کیا ابن حبان نے ابوسعید سے روایت کیا کہ حضرت علیؓ نے شروع ہی میں ابوبکرؓ سے بیعت کر لی تھی بیہقی نے کہا یہی روایت صحیح ہے تو اب دوسری بیعت بطور تاکید کے ہوگی ۱۲ منہ

۳۹۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ۔

(از محمد بن بشار از حرمی از شعبہ از عمارہ از عکرمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب تو ہم لوگ کھجور سے خوب سیر ہو جائیں گے۔

۳۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ۔

(از حسن از قرہ بن حبیب از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار از والد خود) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم تو (کھجور سے) اس وقت سیر ہوئے جب خیبر کو فتح کیا۔

باب ۲۲۰۹ اسْتِعْمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ۔

باب خیبر والوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل مقرر کرکے بھیجنا۔

۳۹۲۸- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رض وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ أَوْ بِالثَّلٰثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ۔

(از اسمٰعیل از مالک از عبدالمجید بن سہیل از سعید بن المسیب) ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیلدار مقرر کیا۔ وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے جواب دیا نہیں بخدا ہم عام کھجور دو یا تین صاع دے کر اس کا ایک صاع لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یوں نہ کیا کر بلکہ عام قسم کی کھجور نقد پیسوں کے عوض بیچ دیا کر پھر اس رقم سے یہ کھجور خرید لے۔

عبدالعزیز بن محمد نے بحوالہ عبدالمجید بن سہیل از سعید روایت کیا[۱] کہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے قبیلہ بنی عدی کے ایک شخص (سواد بن غزیہ) کو خیبر کی طرف حاکم بنا کر بھیجا۔

اسی سند سے بحوالہ عبدالمجید از ابو صالح سمان از ابو ہریرہ از ابو سعید رضی اللہ عنہما ایسی ہی حدیث منقول ہے۔

ل بہت سے باغات ہاتھ آئے ۱۲ منہ۔ ۵ اس کو ابو عوانہ اور دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ۲۲۰ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ خَيْبَرَ۔

باب خیبر والوں سے بٹائی کرنا۔

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر دی کہ وہ اس میں زراعت اور محنت و مشقت کریں اور آدھی پیداوار خود حاصل کریں (باقی نصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کریں)

بَابُ ۲۲۱ الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زہر آلود بکری رکھنا۔

اسے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا[1]

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زہر آلود بکری بطور تحفہ بھیجی گئی[2]

بَابُ ۲۲۲ غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

باب زید بن حارثہ کا غزوہ[3]

۳۹۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ فَطَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ

(از مسدد از یحییٰ بن سعید قطان از سفیان بن سعید از عبداللہ ابن دینار) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو ایک فوج کا سردار مقرر کیا[4] بعض صحابہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت پر طعنہ کیا[5] آنحضرت نے فرمایا اگر تم اسامہ کی قیادت پر طعنہ زنی کرتے ہو تو نئی بات نہیں

---

[1] اس کو خود امام بخاری نے باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] زینب بنت حارث یہودن نے بھیجی تھی جو سلام بن مشکم کی جورو تھی۔ اس نے یہ دریافت کر لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند ہے اس نے اسی میں خوب زہر ملایا تھا۔ آپ نے ایک نوالہ چکھ کر تھوک دیا بشر بن براء کھا گئے دوسرے صحابہ کو آپ نے منع کر دیا کہ مت کھاؤ اس میں زہر ہے بیہقی کی روایت میں ہے آپ نے اس عورت کو بلا بھیجا اس سے پوچھا تو نے یہ کیا کیا وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لئے کیا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو اللہ آپ کو خبر دیدے گا اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کا مرنا ہی بہتر ہے لوگ اس جھگڑے سے نجات پائیں۔ آپ نے اس کو سزا نہ دی اور رمونڈ سے پر پچھنی لگائی زہری نے کہا یہ عورت مسلمان ہو گئی آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابن سعد کی روایت میں یوں ہے جب بشر بن براء زہر کے اثر سے مر گئے تو آپ نے اس کو بشر کے وارثوں کے حوالے کر دیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ زہر دے کر مار ڈالنا بھی قتل عمد ہے اور اس میں قصاص لازم آتا ہے اور حنفیہ کا رد ہوا جو اس کو قتل بالسبب کہتے ہیں اور قصاص اس میں ساقط کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] زید بن حارثہ کو آپ نے کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا سلمہ نے کہا ہم نے سات لڑائیاں ان کے ساتھ ہو کر لڑیں پہلے نجار کی طرف پھر بنی سلیم کی طرف پھر قریش کے قافلے کی طرف جس میں ابوالعاص بن ربیع آنحضرت کے داماد قید ہو کر آئے پھر بنی ثعلبہ کی طرف پھر حسمی کی طرف پھر وادی القریٰ کی طرف پھر بنی فزارہ کی طرف حافظ نے کہا امام بخاری کی مراد اس غزوہ سے یہی اخیر کا غزوہ ہے ۱۲ منہ

فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ۔

اس سے پہلے تم اس کے والد کی قیادت پر طعنہ زنی کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ قیادت و امارت کے لائق تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جنہیں میں بہت چاہتا ہوں اور اب اس کا بیٹا یہ اسامہؓ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اس کے بعد میں بہت چاہتا ہوں[۱]

بَابٌ ۲۲۱۳ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب عمرۂ قضاء کا بیان[۲]

اسے انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[۳]

۳۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا لَا نُقِرُّ بِهَذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحٰق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کے مہینے میں (۷ھ) عمرہ کیا تو کفار مکہ نے آپ کو روکا اور مکے میں نہ جانے دیا۔ آخر آپ نے ان سے اس بات پر فیصلہ کیا کہ (آئندہ سال عمرے کو آئیں اور) مکے میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ جب صلحنامہ لکھا جانا شروع ہوا (حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھ رہے تھے) انہوں نے یوں لکھا یہ وہ صلحنامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا، کفار مکہ نے کہا ہم یہ تسلیم نہیں کرتے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے ہوتے تو آپ کو روکتے ہی کیوں۔ یوں لکھیے جس پر محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فیصلہ کیا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔

---

[۱] اس فوج میں بڑے بڑے مہاجرین اور انصار شریک تھے۔ جیسے ابوبکر اور عمر اور ابو عبیدہ اور سعد اور سعید اور قتادہ وغیرہ رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [۲] ان طعنہ کرنے والوں کا سردار عیاش بن ابی ربیعہ تھا وہ کہنے لگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوکرے کو مہاجرین کا افسر بنایا اس پر دوسرے لوگ بھی گفتگو کرنے لگے یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا اور آنحضرتؐ کو اطلاع دی آپ بہت غصے ہوئے اور یہ خطبہ سنایا جو آگے مذکور ہوتا ہے ۱۲ منہ [۳] اسی کو جیش اسامہ کہتے ہیں جو آپ نے مرض موت میں روانہ کرنا چاہا تھا اور وفات کے وقت بھی وصیت فرمائی کہ اسامہ کا لشکر روانہ کر دینا اسامہ کے سردار کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کے والد ان کافروں کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے اسامہ کی دلجوئی منظور تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنے والد کی شہادت یاد کر کے اس لڑائی میں بہت کوشش کریں گے دشمنوں کو خوب ماریں گے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی سرداری اور امامت درست ہے کیونکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ یقیناً اسامہ سے افضل تھے رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [۴] اس کو عمرۂ قضا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضا یعنے فیصلے کے مطابق کیا گیا تھا جو آپ نے قریش کے کافروں کے ساتھ کیا تھا یہ معنی نہیں ہے کہ یہ اگلے عمرے کی قضا کا عمرہ تھا کیونکہ اگلا عمرہ بھی آپ کا پورا ہو گیا تھا گو کافروں کی مزاحمت کی وجہ سے آپ اس کے ارکان بجا نہیں لا سکتے تھے بعضوں نے کہا یہ عمرہ اس عمرے کی قضا کا تھا ۱۲ منہ [۵] اس کو عبد الرزاق اور ابن حبان نے وصل کیا اس عمرے میں عبد اللہ بن رواحہ آنحضرتؐ کے سامنے شعر پڑھتے جاتے تھے حضرت عمرؓ نے کہا عبد اللہ تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے ہو آپ نے فرمایا عمر اس کو شعر پڑھنے دے یہ کافروں پر تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں وہ شعر یہ تھیں + خلوا بنی الکفار عن سبیلہ + قد انزل الرحمٰن فی تنزیلہ + بان خیر القتل فی سبیلہ + نحن قتلناکم علی تاویلہ + کما قتلناکم علی تنزیلہ + یا رب انی مومن بقیلہ + یعنی اے کافروں کی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ چھوڑ دو اللہ نے ان پر اپنا پاک کلام اتارا ہے اور ہم تم کو اس پاک کلام کے موافق قتل کرتے ہیں یہ قتل اللہ کی راہ میں بہت عمدہ قتل ہے اب اس قتل کی وجہ سے ایک دوست دوسرے دوست سے جدا ہو ... ھل خلیل من خلیلہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَآ اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَّتْبَعَهُ وَاَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهٖ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَ مَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَ زَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا فَقَالَ عَلِيٌّ

انہوں نے کہا میں تو خدا کی قسم کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا، آپ اچھی طرح لکھنا بھی نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے (معجزے کے طور پر) یوں لکھ دیا، یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فیصلہ کیا کہ آپ مکے میں ہتھیار نہیں لائیں گے صرف تلواریں غلاف میں لے کر آئیں گے اور مکے والوں میں سے کوئی آپ کے ساتھ جانا چاہے تب بھی اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکے میں رہائش کرنا چاہے تو اسے منع نہیں کریں گے۔ غرض اس صلحنامے کی رو سے آپ (سال آئندہ) مکے میں داخل ہوئے اور تین دن گذر گئے تو کفار مکہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے اپنے صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو اب یہاں سے چلے جائیں کیونکہ مدت گذر چکی (چنانچہ حضرت علیؓ نے عرض کیا) آپ وہاں سے روانہ ہوئے حمزہ رضؓ کی بیٹی آپ کے پیچھے چل پڑی وہ چچا چچا پکار رہی تھی حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہ رضؓ سے کہا لو اپنے چچا کی بیٹی لو انہوں نے اپنے کجاوے میں اسے بٹھا لیا، اب حضرت علیؓ اور زید بن حارثہ رضؓ اور جعفر بن ابی طالبؓ تینوں اسکے مقدمے میں جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ نے کہا میں نے اسے اٹھایا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضؓ نے کہا میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ (اسماء بنت عمیس) میرے نکاح میں ہے، زید رضؓ نے کہا میری بھتیجی ہے۔ آخر آنحضرت نے وہ لڑکی اسکی خالہ کو دلا دی (جعفرؓ کے پاس رہی) آپ نے فرمایا خالہ ماں کی طرح ہے حضرت علیؓ سے (انہیں تسلی دینے کیلئے) فرمایا تو میرا ہے میں تیرا ہوں اور جعفر رضؓ سے فرمایا تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہے زید رضؓ سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ (آزاد کردہ)

لہ امام ابوالولید باجی نے اس حدیث کا مطلب یہی بیان کیا کہ گو آپ لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے معجزے کے طور پر اس وقت لکھ دیا اور اندلس کے علماء نے باجی کو اس تقریر پر بےدین ٹھہرایا چونکہ قرآن سے ثابت ہے ولا تخطہ بیمینک باجی نے اس کا جواب یہ دیا کہ قرآن میں اس کتابت کی نفی ہے جو قرآن اترنے سے پہلے ہو اور یہ اس کے مانع نہیں ہے کہ بعد قرآن اترنے کے آپ معجزے کے طور پر کچھ لکھ دیں قسطلانی نے کہا حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ آنحضرت نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ کہاں ہے انہوں نے بتلایا آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو مٹا دیا پھر وہ کاغذ حضرت علیؓ کو دے دیا انہوں نے یوں لکھا یہ وہ صلحنامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا اس تقریر پر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا صلحنامہ کا یہ مضمون تھا ۱۲ منہ لہ کیونکہ حمزہ آنحضرت کے رضاعی بھائی بھی تھے اس رشتہ سے چچا ہوئے ۱۲ منہ لہ ہر ایک چاہتا تھا میں اس کی پرورش کروں ۱۲ منہ لہ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید اور حمزہ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا ۱۲ منہ لہ حافظ نے کہا اس حدیث سے جعفر کی بڑی فضیلت نکلی صورت میں تو اور لوگ بھی آنحضرت کے مشابہ تھے جیسے حسنین اور حضرت فاطمہ رضؓ اور ایسے لوگ دس سے زیادہ تھے۔ قسطلانی نے کہا ستائیس تک شمار کئے گئے ہیں لیکن خصلت اور سیرت کی مشابہت جعفر رضؓ کا خاصہ ہے ۱۲ منہ

اَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا آپؐ حمزہ رضؓ کی بیٹی سے نکاح کر لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا (یہ ناجائز ہے) وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے۔ (میں اس کا چچا ہوں)

۳۹۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَیْشٍ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ هَدْیَهُ وَحَلَقَ رَاْسَهُ بِالْحُدَیْبِیَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا یَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَیْهِمْ اِلَّا سُیُوْفًا وَّلَا یُقِیْمَ بِهَا اِلَّا مَا اَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا اَنْ اَقَامَ بِهَا ثَلٰثًا اَمَرُوْهُ اَنْ یَّخْرُجَ فَخَرَجَ۔

(از محمد بن رافع از شریح از فلیح) دوسری سند (از محمد بن حسین بن ابراہیم از والدش از فلیح بن سلیمان از نافع) حضرت عمر بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے مکے کو روانہ ہوئے، کفار قریش حائل ہوئے، آپ کو خانہ کعبہ نہ جانے دیا آخر آپؐ نے حدیبیہ میں ہی اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا اور سر منڈا دا الا کفار سے یہ طے ہوا کہ آئندہ سال آپؐ عمرے کے لیے آئیں اور تلواروں کے سوا کسی قسم کا ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور مکے میں اتنے ہی دن ٹھریں جتنے دن یہ کفار پسند کریں۔ آپؐ نے اسی شرط کے مطابق آئندہ سال عمرہ کیا اور صلح کے طور پر مکے میں داخل ہوئے، جب وہاں تین دن تک قیام فرما چکے تو کفار نے کہا اب جائیے، چنانچہ آپؐ وہاں سے تشریف لے آئے۔

۳۹۳۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رض جَالِسٌ اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلَا تَسْمَعِیْنَ مَا یَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور) مجاہد کہتے ہیں میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں گئے دیکھا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں، عروہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کتنے عمرے کئے؟ انہوں نے کہا چار عمرے۔ پھر ہم نے آواز سنی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسواک کر رہی ہیں، عروہ نے ان سے کہا ام المؤمنین آپ نے سنا کہ ابوعبدالرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے چار عمرے کئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمرہ کیا اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ شریک تھے، مگر آپؐ

ل یہ لڑکی جعفرؓ کی زندگی تک ان کے پاس رہی جب جعفرؓ شہید ہوئے تو ان کی وصیت کے موافق حضرت علیؓ کے پاس رہی انہی کے پاس جوان ہوئی۔ اس وقت حضرت علیؓ نے آنحضرت سے عرض کیا آپ اس سے نکاح کیوں نہیں کرتے تب آنحضرت نے مذکورہ بالا جواب دیا ۱۲ منہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

نے رجب کے مہینے میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۳۹۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از اسماعیل بن ابی خالد) ابن ابی اوفی رض کہتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو ہم آپؐ کو مشرکوں اور ان کے لڑکوں سے محفوظ کئے ہوئے تھے تاکہ وہ آپؐ کو ایذا نہ دیں۔

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلٰثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوا لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد ابن زید از ایوب از سعید بن جبیر) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کرام (عمرے کے لیے مکے میں) آئے۔ مشرکین آپس میں کہنے لگے کچھ لوگ تمہارے پاس آئے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے ناتواں کر دیا ہے تو آنحضرتؐ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ (طواف کے) پہلے تین چکروں میں رملؔ[1] کریں۔ اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان معمولی چال سے چلیں (کیونکہ ادھر مشرکوں کی نظر نہیں پڑتی تھی)، تمام پھیروں میں آپؐ نے رمل کا حکم نہیں دیا۔ تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو ایوبؒ[2] سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رض سے، اس میں اتنا اضافہ ہے جب اس سال مکے میں تشریف لائے جس سال کفار سے امان لی تھی تو آپؐ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا رمل کرو تاکہ مشرکین مسلمانوں کی قوت دیکھیں اس وقت مشرکین قعیقعان کے پہاڑ کی طرف کھڑے تھے[3]

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض

(از محمد از سفیان بن عیینہ از عمرو از عطاء) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف میں اور صفا اور

---

[1] مونڈھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلیں رمل کا بیان کتاب الحج میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] قعیقعان ایک پہاڑ ہے وہاں سے شامی دونوں رکن کعبہ کے نظر پڑتے ہیں یمانی نظر نہیں آتے ۱۲ منہ

قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

مروہ کے درمیان اس لیے سعی فرمائی (دوڑے) تاکہ مشرک لوگ آپؐ کی قوت دیکھ لیں [۱]

۳۹۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفَ وَزَادَ ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ وَّأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

(از موسیٰ بن اسماعیل از وہیب از ایوب از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ رضؓ سے بحالت احرام نکاح کیا، جب آپؐ نے ان سے تخلیہ کیا تو اس وقت آپ احرام کھول چکے تھے۔ حضرت میمونہ کا انتقال مقام سرف میں ہوا تھا [۲]

(امام بخاری کہتے ہیں) محمد بن اسحاق نے اتنا اضافہ کیا مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے بحوالہ عطاء و مجاہد از ابن عباسؓ روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے ام المومنین میمونہ رضؓ سے عمرۂ قضاء میں نکاح کیا [۳]

بَابٌ ۲۲۱۴ غَزْوَةُ مُوْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ

باب غزوہ مُوتہ کا بیان جو شام کے ملک میں ہوا تھا۔

۳۹۳۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلٰى جَعْفَرٍ يَّوْمَئِذٍ وَّهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُّ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ لَّيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

(از احمد از ابن وہب از عمرو از ابن ابی ہلالؒ) نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضؓ نے بیان کیا کہ جس دن جعفر رضؓ (غزوہ موتہ میں) شہید ہوئے تو میں نے ان کی لاش کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا پچاس زخم تلوار اور بھالے کے تھے، اُن میں سے کوئی زخم پشت پر نہ تھا [۴]

احمد بن ابی بکر نے بحوالہ مغیرہ بن عبدالرحمن از عبداللہ بن سعد از نافع از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کو سردار بنایا اور فرمایا اگر زید رضؓ شہید ہوں تو جعفر رضؓ کو سردار بنایا جائے، اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی

---

[۱] ان کا یہ خیال دور ہو کہ مدینہ کے بخار سے مسلمان ضعیف ہو گئے ہیں ۱۲ منہ [۲] یہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے صحبت کی تھی یہ ایک موضع ہے مکہ سے دس میل پر ان کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا ۱۲ منہ [۳] ام المومنین میمونہ ابن عباس کی خالہ تھیں ان کی بہن ام الفضل حضرت عباسؓ کی بی بی تھیں انہوں نے ہی میمونہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس روایت کو ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] انہوں نے عبداللہ بن رواحہ کی شعریں اور زید اور جعفر اور عبداللہ کی شہادت کا ذکر کیا ۱۲ منہ [۵] سبحان اللہ شجاعت اور بہادری اس کا نام ہے اتنے زخم کھائے پر منہ نہ پھیرا۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مسلمانوں کو اپنے بزرگوں کی بہادریاں صفحۂ دل پر منقوش کرنا چاہئیے ۱۲

ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ مُوتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ۔

شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنایا جائے (چنانچہ تینوں شہید ہوئے)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اس لڑائی میں موجود تھا (لڑائی کے بعد) ہم نے جعفرؓ کی لاش ڈھونڈی دیکھا تو اور لاشوں میں پڑی ہوئی ہے، اور ان پر بھالے اور تیر کے نوے[۱] سے زیادہ زخم تھے[۱]

۴۰۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

(از احمد بن واقد از حماد بن زید از ایوب از حمید بن ہلال) حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنا دی حالانکہ (ان ای زبان ای سے) ان کی شہادت کی خبر نا حال نہیں پہنچی تھی آپ نے فرمایا پہلے زیدؓ نے (امارت اور قیادت کا) جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا، وہ شہید ہوئے، یہ فرماتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، پھر فرمایا اس کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار[۲] نے جھنڈا سنبھالا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر فتح دی۔

۴۰۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہم جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ

(از قتیبہ از عبدالوہاب از یحییٰ بن سعید از عمرہ) حضرت عائشہ رضؓ کہتی تھیں جب زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالبؓ، اور عبداللہ بن رواحہ کی خبر شہادت آئی تو آنحضرتؐ مسجد میں بیٹھ گئے، آپ کے چہرے پر رنج و غم کے آثار تھے ایک شخص آیا کہنے لگا یا رسول اللہؐ جعفرؓ کی عورتیں (چلا کر رو رہی) ہیں، آپ نے فرمایا انہیں منع کرو، وہ گیا اور دوبارہ آیا، کہنے لگا میں نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں، آپ نے فرمایا پھر جا اور منع کر، وہ گیا اور سہ بارہ آیا، کہنے لگا خدا کی قسم ان عورتوں

---

[۱] جعفرؓ نے اتنے زخم کھائے اور زبانِ حال سے یوں کہہ رہے تھے ؎ آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آں منم کاندر میانِ خاک و خون بینی سرے + یہ شجاعت خاندانی اور موروثی تھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

[۲] یعنی خالد بن ولید نے جو بڑے عمدہ جنرل اور تدابیر جنگ سے واقف تھے ۱۲ منہ

رَجُلٌ فَقَالَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَکَرَ بُکَاءَھُنَّ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّنْھَاھُنَّ قَالَ فَذَھَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتٰی فَقَالَ قَدْ نَھَیْتُھُنَّ وَذَکَرَ اَنَّہٗ لَمْ یُطِعْنَہٗ قَالَ فَاَمَرَ اَیْضًا فَذَھَبَ ثُمَّ اَتٰی فَقَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاھِھِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰہُ اَنْفَکَ فَوَاللّٰہِ مَا اَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَکْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ۔

نے نہیں عاجز کر دیا۔ (حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں آخر آپؐ نے فرمایا جا ان کے منہ پر مٹی ڈال۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں میں بول اٹھی، تیری ناک خاک آلود ہو، نہ تو ان عورتوں ہی کو رونے سے روک سکا نہ تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا چھوڑا۔

۳۹۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَیَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ۔

(از محمد بن ابو بکر از عمر بن علی از اسماعیل بن ابی خالد) عامر کہتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو یوں فرماتے اے دو پروں والے کے بیٹے تم پر سلام [1]

۳۹۴۳- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ یَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَۃَ تِسْعَۃُ اَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِیْ یَدِیْ اِلَّا صَفِیْحَۃٌ یَّمَانِیَۃٌ۔

(از ابو نعیم از سفیان اسماعیل از قیس بن ابی حازم) حضرت خالد بن ولید رضؓ کہتے تھے "غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں البتہ ایک یمنی چوڑی تلوار باقی رہ گئی تھی۔

۳۹۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ یَقُوْلُ لَقَدْ دُقَّ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَۃَ تِسْعَۃُ اَسْیَافٍ وَصَبَرَتْ فِیْ یَدِیْ صَفِیْحَۃٌ لِّیْ یَمَانِیَۃٌ

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از اسماعیل از قیس) حضرت خالد بن ولید رضؓ کہتے تھے غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ پر نو ۹ تلواریں ٹوٹیں البتہ ایک یمنی کشادہ تلوار باقی رہ گئی (وہ نہیں ٹوٹی) [2]

---

[1] ہوا یہ تھا کہ جعفر رضؓ اس جنگ میں داہنے ہاتھ میں جھنڈا تھامے ہوئے تھے دشمنوں نے وہ ہاتھ کاٹ ڈالا تو انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا دشمنوں نے اس کو بھی کاٹ ڈالا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو بہشت میں پرندے کی طرح دو پنکھ دیئے ہیں وہ ان سے اڑتے پھرتے ہیں ۱۲ منہ [2] اللہ رے خالد رضؓ کی شمشیر زنی اور بہادری افسوس ہے ان لوگوں پر جو رستم و اسفندیار کی جھوٹی کہانیاں شاہنامہ کی پڑھتے ہیں اور صحابہ کی سچی بہادریاں اور شمشیر زنیاں نہیں دیکھتے نو تلواریں ایک ہی دن ٹوٹنا اللہ اکبر خالد رضؓ نے اس دن کتنے کافروں کو مارا ہوگا ۱۲ منہ

۳۹۴۵- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَاجَبَلَاهْ وَاكَذَا وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ۔

(از عمران بن میسرہ از محمد بن فضیل از حصین از عامر) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبداللہ بن رواحہ (ایک بار بیماری سے) بیہوش ہوگئے، ان کی بہن عمرہ (جو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں) پکار کر رونے لگیں۔ ہائے میرا پہاڑ جیسا بھائی ہائے ایسا ہائے ویسا ان کی تعریفیں بیان کرنے لگیں جب انہیں ہوش آیا تو (بہن سے) کہا جب تو میری کوئی تعریف بیان کرتی تھی تو (فرشتے مجھے جھڑکاتے اور کہتے کیا تو ایسا تھا[1]؟

۳۹۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ۔

(از قتیبہ از عبثر از حصین از شعبی) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوگئے الخ پھر یہی حدیث بیان کی۔ جب (غزوہ موتہ میں) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بہن نے ان پر ماتم نہیں کیا۔

باب ۲۲۱۵ بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ۔

باب حرقات قبیلہ کی طرف جو جہینہ کی ایک شاخ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا۔

۳۹۴۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(از عمرو بن محمد از ہشیم از حصین از ابو ظبیان) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرقہ قبیلے والوں کے پاس بھیجا۔ ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کیا۔ انہیں شکست دی۔ نیز میں اور ایک انصاری حرقہ کے ایک شخص سے لڑ پڑے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو (مجبوراً) وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا، یہ سنتے ہی انصاری نے تو ہاتھ روک لیا لیکن میں نے نیزے سے اسے مار ڈالا، جب ہم اس جنگ سے واپس ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی، آپ نے فرمایا اسامہ! تو نے یہ کیا کیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر ڈالا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہ دل سے نہیں کہتا تھا) اپنے بچاؤ کے لئے کہتا

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ لوہے کا گرز اٹھاتے اور عبداللہ سے پوچھتے کیا تو ایسا تھا معلوم ہوا کہ بعضی بیماری میں مرنے سے پہلے ہی فرشتے نمودار ہو جاتے ہیں گو آدمی نہ مرے چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اس بیماری سے اچھے ہوگئے تھے ۱۲ منہ

قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

تھا۔ چنانچہ آپ بار بار یہ فقرہ[۱] دہراتے رہے میں[۲] گھبرا کر یہ حسرت کرنے لگا کاش میں آج سے پہلے اسلام ہی نہ لایا ہوتا[۳]۔

۳۹۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ ابْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً أُسَامَةُ۔

(از قتیبۃ بن سعید از حاتم از یزید بن ابی عبید) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات کئے۔ جن فوجوں کو آپ نے روانہ کیا لیکن آپ خود ان کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے۔ ایسی نو فوجوں میں میں گیا۔ کبھی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہوتے کبھی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔

عمرو بن حفص بن غیاث (جو امام بخاری رح کے شیخ ہیں[۴]) کہتے ہیں ہم سے والد نے بحوالہ یزید بن ابی عبید بیان کیا کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات کئے اور نو ایسی فوجوں میں شریک ہوا جنہیں آپ نے بھیجا (خود شریک نہیں ہوئے) کبھی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر الجہاد ہوتے کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ۔

۳۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رض قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا۔

(از ابو عاصم ضحاک بن مخلد از یزید) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جہاد کئے اور اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی جہاد کیا جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا افسر بنایا تھا[۵]۔

۳۹۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيدُ وَنَسِيتُ بَقِيَّتَهُمْ۔

(از محمد بن عبید اللہ از حماد بن مسعدہ از یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات[۶] غزووں میں شمولیت کی۔ پھر انہوں نے بیان کیا۔ خیبر، حدیبیہ، حنین اور یوم القرد۔

یزید کہتے ہیں باقی غزوں کے نام میں بھول گیا۔

---

[۱] یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تو نے اسے مار ڈالا ۱۲ منہ [۲] یعنی میں اپنے اس فعل کی سرزنش پر شرمندہ ہوا ۱۲ منہ [۳] تو میرا گناہ معاف ہو جاتا ۱۲ منہ [۴] اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [۵] یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جہاد مذکور ہیں شاید سلمہ نے وادی القریٰ اور عمرۂ قضا کا سفر بھی جہاد سمجھ لیا اس طرح نو جہاد ہو گئے قسطلانی نے کہا یہ حدیث امام بخاری کی پندرھویں ثلاثی حدیث ہے ۱۲ منہ [۶] شاید قسطلانی کے نسخہ میں تسع کا لفظ ہو جب یہ حاشیہ ٹھیک ہوگا ورنہ نسخہ مولانا احمد علی صاحب و نسخہ صحیحہ مجتبوئی میں سبع کا لفظ ہے واللہ اعلم ۱۲

باب ۲۲۱۶ غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۵۹۳-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ يَقُولُ كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا

باب فتح مکہ کا ذکر اور اس خط کا ذکر جو حاطب ابن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کے نام بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے جنگ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔

(از قتیبہ از سفیان از عمرو بن دینار از حسن بن محمد از عبید اللہ بن ابی رافع) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا تم تینوں روضہ خاخ تک جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت اونٹ پر سوار ملے گی اس کے پاس خط ہے وہ اس سے چھین لاؤ۔ چنانچہ ہم (تینوں) گھوڑے دوڑاتے چلے گئے۔ جب روضہ خاخ پہنچے تو واقعی وہاں ایک عورت دیکھی جو اونٹ پر بیٹھی تھی۔ ہم نے اس سے کہا لا خط نکال! وہ کہنے لگی میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تجھے خط لازماً نکالنا پڑیگا ورنہ مجبوراً ہم تیرے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے۔ آخر اس نے اپنے سر کے بالوں میں سے ایک خط نکال کر دیا ہم وہ خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس میں یہ عبارت تھی۔ "از جانب حاطب بن ابی بلتعہ بنام مشرکین مکہ" بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خبریں درج تھیں[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو بلا کر ان سے پوچھا حاطب تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلدی نہ فرمائیے (میں تفصیلاً وجہ عرض کرتا ہوں) میں قریش مکہ کا صرف حلیف ہوں۔ ان سے خاندانی تعلق نہیں، دوسرے مہاجرین جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے ہیں ان سبھی کا وہاں کوئی نہ کوئی عزیز موجود ہے جو ان کے پس ماندگان اور مال کی نگہبانی کرتے ہیں۔ میں نے سوچا چونکہ خاندان کی حیثیت سے میرا ان سے تعلق نہیں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبے والوں کی خبر گیری کرتے رہیں (انہیں ایذا نہ دیں)،

[1] کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوج لے کر مکہ پر آیا چاہتے ہیں تم لوگ اپنا بچاؤ کر لو ۱۲ منہ

عَنْ دِیْنِیْ وَلَا رِضًا بِالْکُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکُمْ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَ ھٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّہٗ قَدْ شَھِدَ بَدْرًا وَّمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ اللّٰہَ اَطَّلَعَ عَلٰی مَنْ شَھِدَ بَدْرًا قَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ السُّوْرَۃَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ اِلٰی قَوْلِہٖ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۔

خدانخواستہ میں نے اپنے دین سے مرتد ہونے کی نیت سے ایسا نہیں کیا نہ میں اسلام لانے کے بعد کفر کو پسند کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان سن کر فرمایا حاطب سچ کہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو غزوہ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ تجھے کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کے متعلق پوری حقیقت جانتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا ہے" آئندہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا" اس واقعہ کے بعد (سورہ ممتحنہ میں) یہ آیت نازل کی "اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمن (یعنی کفار) کو دوست مت بنا ؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ فقد ضل سواء السبیل تک[1]

بَابُ ۲۲۱۷ غَزْوَۃِ الْفَتْحِ فِیْ رَمَضَانَ

باب غزوۂ فتح مکہ رمضان (۸ھ ہجری) میں ہوا۔

۳۹۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَۃَ الْفَتْحِ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ الْکَدِیْدَ الْمَآءَ الَّذِیْ بَیْنَ قُدَیْدٍ وَّعُسْفَانَ اَفْطَرَ فَلَمْ یَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰی انْسَلَخَ الشَّھْرُ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از لیث، از عقیل از ابن شہاب، از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا جہاد رمضان المبارک میں کیا۔ (اسی سند سے) زہری کہتے ہیں میں نے سعید ابن مسیب سے بھی یہی سُنا۔

زہری نے عبیداللہ سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکے روانہ ہوئے) تو کدید تک روزے رکھتے رہے کدید وہ چشمہ ہے جو قُدَید اور عسفان کے درمیان ہے۔ جب کدید پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر ڈالا اور مہینہ ختم ہونے تک روزہ نہیں رکھا[2]

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِی الزُّھْرِیُّ عَنْ

(از محمود از عبدالرزاق از معمر از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ظاہری قانون سیاست کے مطابق درست تھی اور حاطب قتل کے لائق تھے مگر آپ نے اس کی سچائی وحی سے معلوم کرلی یہ ادریات ہے۔ اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ سفر میں مسافر کو افطار کرنا جائز ہے ۱۲ منہ

عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ الْآلَافِ وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِّنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ يَصُومُ وَيَصُومُونَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيدَ وَهُوَ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآخِرُ فَالْآخِرُ۔

علیہ وسلم (فتح مکہ میں) رمضان کے مہینے میں مدینے سے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔ اس وقت آپ کی مدینے میں تشریف آوری کو ساڑھے آٹھ برس ہونے والے تھے[1] چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان مکے کی طرف روانہ ہوئے اور کدید تک روزے رکھتے رہے۔ جب کدید پر پہنچے جو عسفان و قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے تو وہاں آپ نے افطار کیا۔ صحابہ کرام نے بھی افطار کیا۔

زہری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آخری فعل ہے ہمیں وہ اختیار کرنا چاہیئے[2]

۳۹۵۴۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ وَّالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فَصَائِمٌ وَّمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ أَوْ مَآءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ أَوْ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ أَفْطِرُوا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں حنین کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ صحابہ کرام بعض روزے سے تھے بعض بے روزہ۔ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو دودھ یا پانی کا ایک برتن منگوا کر اپنی ہتھیلی یا اونٹنی پر رکھا (اسے پیا)، آپ نے لوگوں کو دیکھا تو جو بے روزہ تھے انہوں نے روزہ داروں سے کہا۔ اب روزہ کھول ڈالو۔

عبدالرزاق کہتے ہیں[3] ہمیں معمر نے بحوالہ ایوب از عکرمہ خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال (مدینے سے) روانہ ہوئے پھر یہی حدیث بیان کی۔

حماد بن زید نے یہ حدیث بحوالہ ایوب از عکرمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کی[4]

۳۹۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از علی بن عبداللہ از جریر از منصور از مجاہد از طاؤس) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ فتح میں) رمضان میں سفر کیا اور روزے رکھتے رہے۔ جب

[1] حافظ نے کہا صحیح ساڑھے سات برس ہیں ۱۲ منہ [2] اور پہلے فعل کو منسوخ سمجھا جائے تو یہاں آخری فعل آپ کا یہ ہوا کہ آپ نے سفر میں افطار کیا گو رمضان شروع ہوتے وقت آپ مسافر نہ تھے بعضوں نے اس میں خلاف کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

عسفان میں پہنچے تو پانی کا برتن طلب فرمایا اور علانیہ دن دہاڑے پانی پی لیا تاکہ لوگ دیکھ لیں۔ پھر مکے پہنچنے تک آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

بَاب ۲۲۱۸ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا کہاں نصب کیا۔

۳۹۵۶۔ **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذَلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيرَانٍ كَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ مَا هَذِهِ لَكَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ نِيرَانُ بَنِي عَمْرٍو فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ فَرَآهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيبَةً كَتِيبَةً

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از ہشام) ہشام کے والد عروہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز روانہ ہوئے تو یہ خبر قریش کو پہنچی ان میں سے ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا آپ کی طرف اطلاعات حاصل کرنے کے لیے آئے مرالظہران[1] پہنچ کر انہوں نے عرفات کی طرح بہت سی آگیں[2] روشن دیکھیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ آگیں کیسی ہیں؟ بالکل عرفات کی آگیں معلوم ہوتی ہیں، بدیل بن ورقار نے کہا بنی عمرو قبیلے کی آگیں معلوم ہوتی ہیں ابوسفیان نے کہا بنی عمرو قبیلے والے تو اس سے کم ہیں۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ داروں نے ان تینوں کو گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک چلی تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو وہاں کھڑا کرو جہاں گھوڑوں کا ہجوم ہے تاکہ وہ مسلم فوج کو دیکھ لے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں کھڑا کر لیا۔ چنانچہ تمام عربی قبیلے قبیلے ایک ایک کرکے گزرنے لگے۔ ایک لشکر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے سے نکلتا پھر دوسرا، ایک لشکر گزرا

[1] مرالظہران ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک منزل پر اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] عرفات میں حاجیوں کی عادت تھی کہ ہر ایک آگ سلگاتا کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ الگ الگ آگ روشن کرو انہوں نے دس ہزار آگیں روشن کیں ۱۲ منہ

عَلٰی أَبِی سُفْیَانَ فَمَرَّتْ کَتِیْبَةٌ قَالَ یَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارُ قَالَ مَا لِیْ وَ لِغِفَارَ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَیْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَیْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَیْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی أَقْبَلَتْ کَتِیْبَةٌ لَمْ یَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَیْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّایَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ یَا أَبَا سُفْیَانَ الْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَةُ فَقَالَ أَبُوْ سُفْیَانَ یَا عَبَّاسُ حَبَّذَا یَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ کَتِیْبَةٌ وَهِیَ أَقَلُّ الْکَتَائِبِ فِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ وَرَایَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَیْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ کَذَبَ سَعْدٌ وَلٰکِنْ هٰذَا یَوْمٌ یُعَظِّمُ اللّٰهُ فِیْهِ الْکَعْبَةَ وَیَوْمٌ تُکْسٰی فِیْهِ الْکَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْکَزَ رَایَتُهٗ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَأَخْبَرَنِیْ نَافِعُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ یَقُوْلُ لِلزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ یَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هٰهُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ غفار قبیلے کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان رضؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی غرض نہیں[1]۔ پھر جہینہ کا لشکر گذرا تو ابوسفیان رضؓ نے ایسا ہی کہا۔ پھر قبیلہ سعد بن ہذیم گذرا تب بھی اس نے یہی کہا۔ پھر قبیلہ سلیم گذرا۔ تب بھی اس نے یہی کہا۔ آخر میں ایک لشکر ایسا آیا کہ ابوسفیان رضؓ نے ایسا (عظیم) لشکر کبھی نہیں دیکھا تھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ انصاری لوگ ہیں۔ ان کے سردار سعد بن عبادہ تھے جو جھنڈا لئے ہوئے تھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو آواز دی کہا ابوسفیان آج تو قتل کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا درست ہوگا۔ ابوسفیان رضؓ عباس سے کہنے لگے آج کتنا مبارک دن ہے کہ کفار ہلاک ہو جائیں گے[2]۔

پھر ایک اور لشکر آیا جو تمام لشکروں سے چھوٹا تھا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے (مہاجر) صحابہ کرام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا مبارک حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان رضؓ کے سامنے سے گذرے تو اس نے عرض کیا کیا آپ نے سعد بن عبادہ رضؓ کا کہنا سنا انہوں نے یوں کہا ہے (کہ آپ سب کو قتل کر ڈالیں گے)، آپ نے فرمایا نہیں سعد رضؓ نے غلط کہا۔ یہ تو وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ کعبے کو عظمت بخشے گا[3]۔ اسے پوشاک دی جائے گی۔

عروہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ آپ کا جھنڈا حجون میں گاڑا جائے۔

(اسی سند سے) عروہ کہتے ہیں مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی کہا میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ زبیر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے اے ابو عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اسی

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ دن اچھا ہے جب تم کو مجھے بچانا چاہیے کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے گذرے تو ابوسفیان نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا نہیں ابوسفیان نے سعد بن عبادہ کا کہنا بیان کیا آپ نے فرمایا نہیں آج تو رحمت اور کرم کا دن ہے آج اللہ تعالیٰ قریش کو عزت دے گا اور سعد سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس کو دیا ۱۲ منہ [3] بتوں کی پلیدی وہاں سے دور کرے گا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ الرَّايَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ۔

۳۹۵۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ۔

۳۹۵۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ۔

۳۹۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا

جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس دن خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دیا کہ کداء کی بالائی جانب سے مکے میں داخل ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کُدا کے (نشیبی) جانب سے داخل ہوئے۔

اسی دن خالدؓ کے سواروں میں دو شخص حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری مارے گئے[1]

(از ابو الولید از شعبہ از معٰویہ بن قرہ) عبداللہ بن المغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر سوار دیکھا، آپ سورہ انا فتحنا خوش الحانی سے[2] پڑھ رہے تھے۔ معاویہ بن قرہ کہتے ہیں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے ارد گرد جمع ہو جائیں گے تو میں اس طرح پڑھ کر سناتا جیسے عبداللہ بن مغفلؓ نے پڑھ کر سنایا۔

(از سلیمان بن عبدالرحمٰن از سعدان بن یحییٰ از محمد بن ابی حفصہ از زہری از علی بن حسین از عمرو بن عثمان) حضرت اسامہ بن زیدؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) دریافت کیا رسول اللہ کل (مکے پہنچ کر) کہاں قیام فرمائیے گا؟ آپ نے فرمایا عقیل نے کوئی مکان ہمارے لئے باقی بھی چھوڑا ہے؟ (سب بیچ دیئے) پھر فرمایا مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

زہری سے کسی نے دریافت کیا ابو طالب کا (جو مشرک رہ کر مرے تھے) کون وارث ہوا؟ انہوں نے کہا عقیل اور طالب[3]

معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا اس میں یوں ہے کہ حج کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپؐ کل کہاں اتریں گے؟[4]

یونس نے اپنی رویت میں نہ حج کا ذکر کیا نہ فتح مکہ کا۔

(از ابو الیمان از شعیب از ابو الزناد از عبدالرحمٰن)

---

[1] جب خالد بن ولید سپاہ گراں لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکین نے ایک ذرا سا مقابلہ کیا جن کو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرہ آدمی مارے گئے باقی سب بھاگ نکلے ۱۲ منہ [2] جیسے گاتے ہیں ایک لفظ کو آہستہ سے پھر بلند آواز سے ۱۲ منہ [3] جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور علی اور جعفر کو ابو طالب کا کچھ ترکہ نہیں ملا کیونکہ یہ دونوں صاحب مسلمان ہو گئے تھے ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے جہاد میں وصل کیا ۱۲

شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے سفر میں) فرمایا۔ کل اگر اللہ نے فتح دی تو انشاء اللہ ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں قریش نے کفر پر باہمی عہد و پیمان کیا تھا اور قسم کھائی تھی[1]

۳۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از ابی سلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے سفر میں فرمایا کل انشاء اللہ ہم خیف[2] بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسم کھائی تھی۔

۳۹۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا نُرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا۔

(از یحییٰ بن قزعہ از مالک از ابن شہاب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن سر پر خود رکھے ہوئے مکے میں داخل ہوئے۔ جب آپ نے خود اتاری تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن خطل[3] کعبے کے پردے پکڑے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا اسے مار ڈالو[4] امام مالک کہتے ہیں میرے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

۳۹۶۲۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ

(از صدقہ بن فضل از ابن عیینہ از ابن ابی نجیح از مجاہد از ابومعمر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے۔ اس وقت بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت چاروں طرف رکھے ہوئے

---

[1] اور بنی ہاشم کو الگ کر دینے کی قسم کھائی تھی ۱۲ منہ [2] خیف کہتے ہیں اس مقام کو جو معمولی زمین سے ذرا اونچا ہو لیکن پہاڑ سے نیچا ہو۔ اسی مقام میں مسجد خیف ہے یہاں آپ اس لئے اترے کہ اللہ کا احسان ظاہر ہو۔ ایک وہ دن تھا جب کہ بنی ہاشم قریش کے کافروں سے ایسے مغلوب اور مرعوب تھے۔ یا ایک دن اللہ نے وہ دکھلایا کہ سارے قریش کے کافر مغلوب ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ۱۲ منہ [3] جو اسلام سے پھر گیا تھا خون کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوایا کرتا ۱۲ منہ [4] ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ وہ کعبے کے پردوں میں سے نکالا گیا اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی آپ نے فرمایا اب کوئی قریشی اس طرح بے بس

الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ

۳۹۶۳- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَبٰى اَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَاَمَرَ بِهَا فَاُخْرِجَتْ فَاُخْرِجَ صُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ فِيْ اَيْدِيْهِمَا مِنَ الْاَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ ۲۲۱۹ دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَّمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ

تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی سے ہر بت کو مارتے ہوئے فرماتے۔ حق آگیا باطل مٹ گیا۔ حق آگیا، باطل سے نہ شروع میں کچھ ہوسکتا ہے اور نہ آئندہ کچھ ہوسکتا ہے[1]۔

(از اسحاق از عبدالصمد از والدش از ایوب از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبے میں بت ہونے کی وجہ سے آپ نے اس کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا چنانچہ وہ بت باہر نکالے گئے۔ ابراہیم اسمٰعیل علیہما السلام کی مورتیں بھی نکالی گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں (فال کھولنے کے) پانسے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ ان مشرکوں کو تباہ کرے یہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں نے کبھی فال نہیں کھولی بعد ازاں آپ کعبے کے اندر تشریف لے گئے۔ چاروں کونوں میں تکبیر کہی (اللہ اکبر کہا) پھر باہر نکلے وہاں نماز نہیں پڑھی۔

عبدالصمد کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی ایوب سے روایت کیا[2]۔ وُہیب بن خالد نے بحوالہ ایوب از عکرمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[3]۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں بلندی کی جانب سے داخل ہونا

لیث بن سعدؓ نے بحوالہ یونس از نافع از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے کی بلند جانب سے اونٹنی پر سوار ہوکر تشریف لائے، اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ (کلید بردار) بھی تھے آپ نے مسجد حرام میں اونٹنی کو بٹھایا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ چابی لاؤ۔

---

[1] پہلی آیت سورۂ بنی اسرائیل میں دوسری آیت سورہ سبا میں ہے حق سے مراد اسلام کا دین ہے اور باطل سے بت یا شیطان مراد ہیں ۱۲ منہ [2] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ
[3] یعنی مرسلاً روایت کیا ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الجہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ

أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ

وکعبہ کھولو۔ انہوں نے کھولا) آپؐ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیے ہوئے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں بڑی دیر تک ٹھیرے رہے پھر باہر تشریف لائے تو دوسرے صحابہ کرام (اندر جانے کے لئے) لپکے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں سب سے پہلے اندر پہنچا۔ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں پر نماز پڑھی؟ انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں آپ نے نماز پڑھائی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں [1]

۳۹۶۴۔ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَاءٍ

(از ہیثم بن خارجہ از حفص بن میسرہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء کی جانب سے، جو بلند جانب ہے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حفص بن میسرہ کے ساتھ وہیب اور ابواسامہ نے بھی بلند جانب یعنی کداء سے داخل ہونا نقل کیا ہے۔

۳۹۶۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ۔

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از ہشام) ہشام کے والد عروہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء یعنی بلند جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

بَابٌ ۲۲۲ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ۔

باب فتح مکہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نزول۔

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی لیکن بلال کی روایت میں نماز پڑھنے کا اثبات ہے اور اثبات نفی پر مقدم ہے ممکن ہے کہ ابن عباس باہر ہوں ان کو آپ کے نماز پڑھنے کی خبر نہ ہوئی ہو کہتے ہیں آپ نے فراغت پا کر کعبے کی کنجی پھر عثمان کے حوالے کر دی اور فرمایا یہ ہمیشہ تیرے خاندان میں رہے گی یہ میں نے تجھ کو نہیں دی بلکہ اللہ نے دی ہے اور جو کوئی ظالم ہوگا وہ یہ کنجی تجھ سے چھینے گا ۱۲ منہ

۳۹۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلٰوةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔

(از ابوالولید از شعبہ از عمرو) ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہم سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز اشراق پڑھتے دیکھا۔ بس ایک ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ نے فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں غسل کیا اور اشراق کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آپ کو اتنی ہلکی نماز کبھی پڑھتے نہیں دیکھا۔ صرف یہ بات تو تھی کہ آپ رکوع اور سجود پوری طرح ادا کرتے (مگر قرات بہت مختصر کی)

بَاب ۲۲۲

۳۹۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔

باب

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از منصور از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں یوں فرمایا کرتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔[له]

۳۹۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتَى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رُئِيتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي

(از ابوالنعمان از ابوعوانہ از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان بوڑھے صحابہ کے ساتھ جو جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے، مجھے بھی اپنے پاس بلایا کرتے۔[۲] اس پر بعض لوگ کہنے لگے، آپ اس جوان کو ہم لوگوں کے ساتھ کیوں بلا لیتے ہیں، اس کے برابر تو ہمارے بیٹے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تمہیں معلوم ہے۔ چنانچہ ایک دن ایسا ہوا حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو بلا لیا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ

له یعنی تو پاک ہے اے خدا ہمارے مالک تیری تعریف کرتے ہیں یا اللہ مجھ کو بخش دے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رکوع یا سجدے میں دعا کرنا منع نہیں ہے اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ اسی حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ جب آپ پر سورۂ اذا جاء نصر اللہ اتری یعنی فتح مکہ کے بعد تو آپ ہر نماز میں رکوع اور سجدے میں یوں ہی فرمانے لگے اس سورت میں اللہ نے یہ حکم دیا فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی اسی کی تکمیل ہے ۱۲ منہ

۲ حضرت عمرؓ کا عمل اسی پر تھا یعنی بزرگی بعقل ہے نہ بہ سال۔ ابن عباسؓ اس امت کے بڑے عالم تھے اور عالم گو جوان ہو مگر علم کی فضیلت سے وہ بوڑھوں کے برابر بلکہ ان سے بھی اچھا سمجھا جاتا ہے ہمارے پیشوا خلفائے راشدین اور دوسرے شاہان اسلام نے علم کی ایسی قدردانی کی ہے جب مسلمان علم حاصل کرنے میں کوشش کرتے تھے مگر افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان بادشاہ ایسے لائق ہیں جن کے مصاحبوں میں ایک بھی عالم فاضل یا حکیم فیلسوف نہیں ہوتا نہ ان کو دینی علوم کی قدر ہے نہ دنیاوی علوم کی بلکہ سچ پوچھو تو علم ولیاقت کے دشمن ہیں ان کے ملک میں اگر شاذ و نادر دین کا عالم پیدا ہو گیا تو اس کو ستانے اور بے عزت کرنے اور نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر یہی [illegible]

فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُمِرْنَا اَنْ نَّحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهٗ اِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِيْ اَوْلَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا قَالَ عُمَرُ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ۔

بلا لیا غالباً صرف میرے علم و فضل کا ان سے تعارف کرانے کے لئے۔ اور ان لوگوں سے اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون الخ کا مطلب دریافت کیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے مدد ملے اور فتح ہو تو ہم اللہ کی تعریف کریں اس سے بخشش چاہیں۔ بعضوں نے کہا معلوم نہیں کیا معنی ہے؟ بعض نے کوئی جواب نہ دیا (خاموش رہے) اب آپ نے فرمایا ابن عباس! تو کیا کہتا ہے؟ کیا یہی مطلب ہے؟ (جو انہوں نے بتایا ہے) میں نے کہا نہیں۔ کہا تو پھر کیا مفہوم ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اس سورت میں اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا ہے کہ اب آپ کی وفات کا وقت آپہنچا۔ فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور مکے کی فتح آپ کی عمر کے تمام ہونے کی نشانی ہے۔ اب آپ اللہ کی تسبیح و تعریف کیا کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیا کیجئے وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک میرے نزدیک بھی اس سورت کا یہی مفہوم ہے[1]

۳۹۶۹ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ اِئْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ

(از سعید بن شرحبیل از لیث از مقبری) ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے (جو یزید کی طرف سے حاکم مدینہ تھا) کہا عمرو ابن سعید مکے پر فوجیں روانہ کر رہا تھا[2]۔ اے امیر! میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن صبح کو ارشاد فرمائی تھی، میرے کانوں نے خود اسے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے یہ حدیث فرماتے وقت اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا (لوگو) مکے کو اللہ نے حرام بنایا ہے لوگوں نے نہیں بنایا۔ جو شخص اللہ اور آخرت

[1] اور رونے لگے فرمایا ہر کمالے را زوالے حضرت عمرؓ نے دین کی ایک بات پوچھ کر ابن عباسؓ کی فضیلت بوڑھوں پر ظاہر کر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو علم دے کر بڑی بڑی عمر والے فرشتوں پر ان کی فضیلت ثابت کر دی اور ان فرشتوں سے فرمایا آدمؑ کو سجدہ کرو قدردان بادشاہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ مجھ کو اورنگزیب بادشاہ غازی نور اللہ مرقدہٗ کی ایک حکایت یاد آئی لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ علم کی ایسی بے قدری ہو گئی ہے کہ طالب علم اور مولوی فاقہ کشی کر رہے ہیں انہوں نے کہا خیر میں اس کا بندوبست کروں گا علیحدہ دربار میں جب سب امراء اور وزراء اور ارکان دولت جمع تھے انہوں نے وضو کا پانی منگوایا۔ دو رکعتیں نفل پڑھیں ان میں سہو کیا نماز کے بعد سب حاضرین سے مسئلہ پوچھا وہ لاعلم تھے حکم دیا جو کوئی فقہ اور شریعت کے مسائل نہ جانتا ہو وہ ہمارے دربار میں نہ آنے پائے دوسرے روز سے مولویوں اور طالب علموں کی تلاش شروع ہو گئی سب کے سب نوکر رکھ لئے گئے ادھر ہر ایک امیر اور وزیر نے علم فقہ پڑھنا شروع کیا۔ بادشاہ کی ادنیٰ توجہ سے وہ وہ کام ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی محنت شاقہ سے کبھی پورے نہیں ہوتے اگر ہمارے مسلمان بادشاہ اب بھی ذرا سی توجہ فرمائیں تو علم کی رونق ہو جائے کوئی عہدہ یا خدمت جاہل کو نہ دیں خصوصاً دینی خدمات جیسے قاضی محتسب امام وغیرہ باپ کے بعد بیٹے کو کر دیا خواہ وہ لائق ہو یا نالائق یہ رسم بالکل موقوف کر دی جائے ۱۲ منہ

[2] عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لئے انہوں نے یزید سے بیعت نہیں کی تھی ۱۲ منہ

وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَّكُمْ وَاِنَّمَآ اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَّاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَآ اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَرْبَةُ الْبَلِيَّةُ۔

پر یقین رکھتا ہے اُسے وہاں خون بہانا یا وہاں کا درخت کاٹنا درست نہیں۔ اگر کوئی شخص (میرے بعد) یہ دلیل بیان کرے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو مکے میں لڑے تو اسے یوں جواب دینا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خصوصی اجازت دی[1] تمہیں اجازت نہیں دی۔ اور دیکھو مجھے بھی وہاں لڑنے کی اجازت صرف ایک دن کی گھڑی بھر کے لئے ہوئی پھر آج اس کی حرمت ویسی ہی قائم ہوگئی جیسے کل تھی۔ جو لوگ اس اجتماع میں موجود ہیں وہ اس حدیث کی تبلیغ انہیں کردیں جو یہاں آج موجود نہیں۔

لوگوں نے ابو شریح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا یہ فرمائیے کہ عمرو بن سعید نے حدیث سننے کے بعد کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا وہ یوں کہنے لگا ابو شریح! میں تجھ سے زیادہ یہ مسئلہ جانتا ہوں۔ حرم اس شخص کو پناہ نہیں دیتا جو مجرم ہو یا خون خرابہ کرکے بھاگ آیا ہو[2]۔

امام بخاری کہتے ہیں حدیث میں جو خَرْبَة کا لفظ ہے اس کا معنیٰ بلا (یا چوری، غارت گری)

۳۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ۔

(از قتیبہ از لیث از یزید بن ابی حبیب از عطاء بن ابی رباح) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بیچنا حرام کیا[3]۔

بَابٌ ۲۲۲۲ مُقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مکہ۔

۳۹۷۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّحْيٰى

(از ابو نعیم از سفیان از قبیصہ از سفیان از یحییٰ بن ابی اسحٰق) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

---

[1] ضرورت تھی مکہ کا شرک سے صاف کرانا مقصود تھا ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے شراب پینا حرام کیا ہے ویسے ہی شراب کی تجارت اور سوداگری بھی حرام ہے اور تعجب ہے ان مسلمانوں سے جو شراب گھڑے کے گھڑے اور ترابے کے ترابے لنڈاتے پھرتے ہیں پھر اگر ان سے کوئی کہے کہ شراب کی دکان لگاؤ تو نہایت خفا ہوتے ہیں کہتے ہیں شراب بیچنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے ارے کمبخت شراب پینا تو اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اگر تم شراب تیار کرکے بیچتے تو شرعاً گنہگار تو ہوتے مگر دنیا کا کچھ فائدہ کما لیتے تم نے نہ تو دین درست کیا نہ دنیا حاصل کی۔ دنیا بھی گنوائی آخرت بھی برباد کی خسر الدنیا والآخرۃ ۱۲ منہ۔

ابْنِ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ۔

دس دن ٹھہرے رہے اور نماز قصر کرتے رہے۔

۳۹۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

(از عبدان از عبداللہ از عاصم از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس دن تک مکے میں قیام فرمایا اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے (قصر کرتے رہے[1])

۳۹۷۳- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَاِذَا زِدْنَا اَتْمَمْنَا۔

(از احمد بن یونس از ابوشہاب از عاصم از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (فتح مکہ) کے سفر میں ہم ان کے ساتھ انیس دن تک ٹھہرے رہے۔ نماز قصر پڑھتے رہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم انیس دن تک جب کہیں ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے ہیں اس سے زیادہ دن ٹھہرنے پر پوری نماز پڑھتے۔

بَاب ۲۲۲۳ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ

باب لیث کہتے ہیں مجھ سے یونس نے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا کہ عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال میرے منہ پر (از راہ شفقت) ہاتھ پھیرا تھا۔[2]

۳۹۷۴- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ اَبِي جَمِيلَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ اَبُوْ جَمِيلَةَ اَنَّهُ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر) زہری کہتے ہیں سنین ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ہم سے اس وقت بیان کی جب ہم سعید بن مسیب کے ساتھ تھے۔ ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال دیکھا تھا اور آپ کے ساتھ گئے تھے۔[3]

---

[1] قصر کے احکام اوپر کتاب الصلوۃ میں بیان ہو چکے ہیں ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اختصار کے لئے اصل حدیث بیان نہیں کی صرف اسی جملہ پر اکتفا کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا ۱۲ منہ [3] ابن مندہ اور ابونعیم اور ابن عبدالبر نے بھی ان ابو جمیلہ کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا ۱۲ منہ

۳۹۷۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللَّهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُغْرَى فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُولُونَ اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلُّوا كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید) ایوب سختیانی کہتے ہیں مجھ سے ابو قلابہ نے کہا عمرو بن سلمہ سے ملو، ان سے (یہ قصہ) پوچھو۔ ایوب کہتے ہیں میں عمرو بن سلمہ سے ملا۔ انہوں نے فرمایا ہم ایک چشمے پر رہائش اختیار کئے ہوئے تھے۔ آئے دن قافلے وہاں سے گذرا کرتے۔ ہم ان سے پوچھتے رہتے کہو لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس شخص (مدعی نبوت) کا کیا حال ہے؟ وہ کہتے وہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے بھیجا ہے، اللہ اس پر وحی نازل کرتا ہے یا یوں کہا کہ اللہ نے اس پر یہ وحی بھیجی ہے (قرآنی آیات سناتے) میں اسے یاد کرلیتا گویا کوئی میرے سینے میں جما دیتا[1]۔ عرب لوگ مسلمان ہوجانے میں فتح مکہ کے منتظر تھے۔ وہ کہتے تھے ابھی (خاموش رہو) دیکھو اس شخص کی اپنی قوم قریش[2] سے کیسے گذرتی ہے؟ اگر ان پر غالب آیا تب وہ سچا پیغمبر ہے چنانچہ جب مکہ فتح ہوگیا (قریش مغلوب ہوگئے) تو ہر قوم نے مسلمان ہونے میں عجلت سے کام لیا۔ میرے باپ نے بھی اپنی قوم سمیت مسلمان ہونے میں جلدی کی۔ جب وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوکر) آئے تو کہنے لگے خدا کی قسم میں سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر تمہارے پاس آرہا ہوں آپؐ نے یہ فرمایا ہے فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پر اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جسے زیادہ قرآن یاد ہو وہ نماز پڑھائے (امام بنے) میری قوم والوں نے جب معلوم کیا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن یاد نہیں کیونکہ میں مسافر سواروں سے سن سن کر یاد کرچکا تھا لہٰذا انہوں نے مجھے ہی امام بنا دیا۔ اس وقت میری عمر چھ سات برس کی تھی۔ اس وقت میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی (اتنی چھوٹی کہ) جب میں سجدہ کرتا تو سمٹ کر رہ جاتی

[1] یا چپکا دیتا یا لکھا کر دیتا یہ کئی ترجمے اس بنا پر ہیں کہ بعضے نسخوں میں يُغْرٰى فِي صَدْرِي ہے اور بعضوں میں يُقَرُّ فِي صَدْرِي بعضوں میں يُقْرَأُ فِي صَدْرِي ہے ۱۲ منہ
[2] یعنی قریش کے سوا دوسرے عرب لوگ ۱۲ منہ

اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ۔

رہیرا استر کھل جاتا، ہماری قوم کی ایک عورت یہ حال دیکھ کر لوگوں سے کہنے لگی اپنے امام کے سرین تو ڈھانکو۔ انہوں نے میرے لئے ایک کرتہ تیار کر دیا۔ میں اس سے اتنا خوش تھا کہ کسی شے سے نہ تھا۔

۳۹۷۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هَذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَخِي هَذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے دوسری سند (از لیث بن سعد از یونس از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے (جو بحالت کفر مرا تھا) اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو (مرتے وقت) یہ وصیت کی کہ زمعہ بن قیس کی کنیز کا جو بچہ ہے، اسے لے لینا وہ میرا بیٹا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں مکے میں تشریف لائے تو سعد اس بچے کو لیکر آنحضرت کے پاس آئے، ان کے ساتھ ہی عبد بن زمعہ بھی آیا، سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرے بھائی (عتبہ) کا بیٹا ہے، وہ وصیت کر گیا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ زمعہ کا بیٹا ہے ان کی کنیز کے پیٹ سے ہوا ہے، آپ نے اس بچے کو دیکھا تو سب لوگوں میں اس کی صورت عتبہ بن ابی وقاص سے زیادہ مشابہ تھی (جس سے یہ خیال ہوا کہ عتبہ کا نطفہ ہے) مگر آپ نے عبد بن زمعہ سے فرمایا تو ہی اس بچے کو رکھ وہ تیرا بھائی ہے، تیرے باپ کی کنیز سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی تو آپ نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ رض سے فرمایا تم اس سے پردہ کرو (حالانکہ وہ ان کا بھائی ہوا)۔ ابن شہاب کہتے ہیں حضرت عائشہ رض نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا لڑکا اسی کا ہوتا ہے جس کی بیوی یا کنیز کے پیٹ سے پیدا ہوا اور زانی کی سزا پتھروں سے مار ڈالنا ہے۔

ابن شہاب رض کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رض یہ حدیث

۱؎ اس سے شافعیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکے کی امامت درست ہے جب وہ تمیز دار ہو فرائض اور نوافل سب میں اور اس میں حنفیہ نے اختلاف کیا ہے اور فرائض میں امامت جائز نہیں رکھی ۱۲ منہ ۲؎ اس کو زہری نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ ۳؎ اس کو خود امام بخاری نے کتاب القدر میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذٰلِكَ

زور زور سے بیان کرتے تھے۔

۳۹۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا اِلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ اُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَاْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از یونس از زہری) عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ایک عورت (فاطمہ مخزومیہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غزوۂ فتح میں چوری کی۔ چنانچہ اس کی قوم والے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں (کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے)

عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی تو غصّے سے آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا (اسامہ!) تو اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سفارش کرتا ہے؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ (میری خطاء معاف کر دے) جب شام ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے لئے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی کماحقہ تعریف کی پھر فرمایا اما بعد! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ ہوگئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے (سزا نہ دیتے) جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اسے (فوراً) سزا دیتے، قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ غرض آپ نے حکم دیا اس عورت (فاطمہ مخزومیہ) کا ہاتھ کاٹا گیا۔ بعد ازاں اس نے اچھی توبہ کی اور (بنی سلیم کے ایک شخص سے) نکاح کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر وہ عورت (میرے پاس) آیا کرتی ہیں اس کا جو کام ہوتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیتی[1]

[1] امام احمد کی روایت میں ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا آج تو تو ایسی ہے جیسے اس دن تھی جس دن پیدا ہوئی تھی ۱۲ منہ

۳۹۷۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ-

(از عمرو بن خالد از زہیر از عاصم از ابی عثمان) مجاشع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنے بھائی (مجالد رضی اللہ عنہ) کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنے بھائی کو آپ کے پاس لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا ہجرت کا ثواب تو ہجرت والے لے چکے (اب ہجرت کا زمانہ گذر چکا) میں نے عرض کیا پھر آپ کس چیز پر اس سے بیعت لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام، ایمان اور جہاد پر۔ ابوعثمان نہدی کہتے ہیں جب میں یہ حدیث مجاشع سے سن چکا تو اس کے بعد ابومعبد (مجالد رضی اللہ عنہ) سے ملا۔ وہ (دونوں بھائیوں میں) بڑے تھے میں نے اس سے بھی یہ حدیث دریافت کی۔ انہوں نے کہا۔ مجاشع رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔

۳۹۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ أَنَّهُ جَاءَ بِأَخِيهِ مُجَالِدٍ -

(از محمد بن ابی بکر از فضیل بن سلیمان از عاصم از ابوعثمان نہدی) مجاشع بن مسعود رضؓ کہتے ہیں میں (اپنے بھائی) ابومعبد رضؓ کو ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپؐ نے فرمایا ہجرت کا زمانہ تو مہاجرین کے لیے گذر چکا، البتہ میں اسلام اور جہاد پر اس سے بیعت لیتا ہوں۔

ابوعثمان کہتے ہیں اس کے بعد میں ابومعبد رضؓ سے ملا ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا۔ مجاشع سچ کہتے ہیں۔ خالد حذاء نے بھی اس حدیث کو ابوعثمان سے روایت کیا، انہوں نے مجاشع رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے بھائی مجالد رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے[1]

۳۹۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلَّا

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ابوبشر) مجاہد کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں شام کی طرف ہجرت کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا اب ہجرت کہاں ہے؟ البتہ جہاد باقی ہے جا کوشش کر اگر جہاد مل جائے بہتر ورنہ لوٹ آنا۔

نضر[2] نے بحوالہ شعبہ از ابوبشر از مجاہد روایت کیا "میں نے

[1] پھر حدیث کو آخر تک بیان کیا۔ اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

رَجَعَتْ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ اَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب ہجرت کے لئے پوچھا تو کہنے لگے آج ہجرت کا زمانہ کہاں ہے؟ یا (کہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر ہجرت کہاں رہی؟ اور مندرجہ بالا روایت کی طرح بیان کیا۔

۳۹۸۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ۔

(از اسحاق بن یزید از یحییٰ بن حمزہ از ابوعمرو الاوزاعی از عبدہ بن ابی لبابہ از مجاہد بن جبر مکی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی۔

۳۹۸۲۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَاَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ اَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ اَنْ يُّفْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ اَظْهَرَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ۔

(از اسحٰق بن یزید از یحییٰ بن حمزہ از اوزاعی) عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں میں عبید بن عُمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ عُبید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہجرت کا مسئلہ دریافت کیا انہوں نے کہا اب ہجرت نہیں رہی۔ ہجرت تو یہ تھی کہ آدمی اپنا دین بچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ آتے۔ اُسے یہ اندیشہ ہوتا کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔ آج تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے۔ اور مسلمان جہاں چاہے (وہاں رہ کر) اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ البتہ جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

۳۹۸۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَلَمْ تَحْلِلْ لِيْ قَطُّ اِلَّا سَاعَةً مِّنَ الدَّهْرِ

(از اسحاق از ابوعاصم از ابن جریج از حسن بن مسلم) مجاہد بن[۱] جبیر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن (خطبہ سنانے کے لئے) کھڑے ہوئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین وآسمان پیدا کئے اسی دن سے مکے کو حرمت (عزت) والا قرار دیا وہ اللہ کی عطا کردہ حرمت کی وجہ سے تا قیامت صاحب حرمت رہے گا۔ مجھ سے پہلے بھی کسی کے لئے حلال نہیں ہوا[۲]۔ اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ میرے لئے صرف ایک گھڑی بھر حلال ہوا[۳]۔

---

[۱] مجاہد تابعی ہیں تو یہ حدیث مرسل ہوئی مگر امام بخاری نے اس کو کتاب الحج اور کتاب الجہاد میں وصل کیا ہے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ۱۲ منہ

[۲] یعنی کسی کے لئے وہاں لڑنا بھڑنا جائز نہیں ۱۲ منہ [۳] کیونکہ ضرورت تھی شرک مٹانا ضروری تھا ۱۲ منہ

لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ۲۲۴ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

۳۹۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ.

۳۹۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

لہٰذا یہاں کے جانور کو نہ چھیڑا جائے وہاں کا کانٹا (درخت) نہ کاٹا جائے وہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ وہاں کی پڑی ہوئی چیز بھی اٹھانا جائز نہیں، البتہ جو اس پڑی ہوئی چیز کے مالک کو ڈھونڈھتا ہے وہ مستثنیٰ ہے حضرت عباس نے (یہ احکام سن کر) عرض کیا یا رسول اللہ مگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دیجئے لوہاروں اور گھروں کے لیے ضرورت پیش آتی ہے۔ آپؐ خاموش ہو رہے پھر فرمایا صرف اذخر کی اجازت ہے (اسے کاٹنا درست ہے) دوسری روایت میں ابن جریج سے یہی مفہوم صادر ہوتا ہے ابن جریج بحوالہ عبدالکریم بن مالک از عکرمہ از ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ نے بھی آنحضرتؐ سے یہی روایت کی ہے ۱؎

باب جنگ حنین کا بیان ۲؎

اللہ تعالیٰ کا (سورہ توبہ میں) ارشاد حنین کے دن تم اپنی کثیر تعداد پر نازاں تھے، مگر یہ کثرت تعداد تمہارے کام نہ آئی اور زمین باوجود کشادگی تمہارے لیے تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے، اس کے بعد اللہ نے سکینت نازل فرمائی۔ آخر آیت غفور رحیم تک۔

(از محمد بن عبداللہ بن نمیر از یزید بن ہارون) اسماعیل کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضہ کے ہاتھ پر چوٹ کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا تو فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ حنین کے روز چوٹ آگئی تھی میں نے دریافت کیا آپ حنین میں شریک ہوئے تھے؟ تو کہا میں اس سے پہلے بھی (جنگوں میں) شریک ہوتا رہا ہوں ۳؎

(از محمد بن کثیر از سفیان) ابو اسحاق کہتے ہیں میں نے براءؓ سے سنا ان کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا ابوعمارہ! (یہ براءؓ کی کنیت ہے) کیا آپ حنین کے دن بھاگ نکلے تھے! انہوں نے کہا میں تو یہ گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ نہیں بھاگے بلکہ

۱؎ اس کو امام بخاری نے کتاب العلم میں وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ حنین ایک وادی کا نام ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں وہاں آپ فتح مکہ کے بعد چھٹی شوال کو تشریف لے گئے تھے آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مالک بن عوف نے کئی قبیلوں کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے اکٹھے کئے ہیں جیسے ہوازن اور ثقیف وغیرہ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی تعداد چار ہزار تھی ۱۲ منہ ۳؎ حدیبیہ میں پہلے شریک ہوئے تھے ۱۲ منہ ۴؎ جیسے قرآن شریف میں مذکور ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَاَبُوْسُفْيٰنَ ابْنُ الْحٰرِثِ اٰخِذٌ بِرَاْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

۳۹۸۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قِيْلَ لِلْبَرَآءِ وَاَنَا اَسْمَعُ اَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ اَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

۳۹۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَيْسٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَّاِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا فَاَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَآئِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ اٰخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ قَالَ اِسْرَآئِيْلُ وَزُهَيْرٌ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ

۳۹۸۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ لَيْثٌ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

مسلمانوں میں چند لوگوں نے عجلت کی۔ ہوازن کے لوگوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کی (وہ بڑے تیرانداز تھے) ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضؓ آپؐ کے سفید خچر کی باگ تھامے، آپؐ یہ فرماتے جا رہے تھے ۔ ترجمہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اس میں جھوٹ نہیں کہ میں پیغمبر ہوں۔

(از ابوالولید از شعبہ) ابواسحاق کہتے ہیں براء رضؓ سے پوچھا گیا کیا آپ جنگ حنین سے آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا آنحضرتؐ تو نہیں بھاگے تھے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ہوازن کے لوگ بہت تیرانداز لوگ تھے[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

(ترجمہ) میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس میں جھوٹ نہیں کہ میں پیغمبر ہوں۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ) ابواسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا ان سے قیس قبیلے کے ایک شخص نے پوچھا کیا آپ حنین کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے جواب دیا (ہم تو بھاگے) مگر آنحضرتؐ نہیں بھاگے تھے[2]۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ، ہوازن کے لوگ بڑے تیرانداز تھے پہلے جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو انہیں شکست ہوئی، ہم لوگوں نے مال غنیمت پر لوٹنا شروع کیا، ہوازن کے لوگوں نے سامنے آکر تیروں کی بوچھاڑ کی (ہم بھاگ کھڑے ہوئے) میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ آپؐ سفید خچر پر سوار تھے ابوسفیان بن حارث رضؓ اس کی باگ تھامے ہوئے تھے۔ آپؐ یہ فرما رہے تھے ۔ ترجمہ) میں پیغمبر ہوں اس میں قطعاً جھوٹ نہیں۔

اسرائیل اور زہیر کی روایت میں[3] ہے کہ حضورؐ اپنے خچر پر سے اترپڑے (اور دعا مانگی)

(از سعید بن عفیر از لیث از عقیل از ابن شہاب)

دوسری سند (از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از بھتیجے ابن شہاب (محمد بن عبداللہ بن شہاب) از محمد بن شہاب از عروہ بن زبیر) مروان

---

[1] انہوں نے ایک دم تیروں کی بوچھاڑ کی ۱۲ منہ [2] بلکہ آپ میدان میں ثابت قدم رہے اور چار آدمی اور آپ کے ساتھ جمے رہے۔ تین بنی ہاشم کے اور ایک اور عباس آپ کے سامنے تھے اور ابوسفیان آپ کی خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے عبداللہ بن مسعود آپ کی دوسری طرف تھے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے پاس نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے ابن مسعود سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی ۸۰ آدمی مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے ۱۲ منہ [3] اسرائیل کی روایت کو امام بخاری نے جہاد میں وصل کیا اور زہیر کی روایت

حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَزَعَمَ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ

ابن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں کہتے ہیں کہ جب ہوازن کے ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ مسلمان تھے انہوں نے آپؐ سے یہ درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی واپس کئے جائیں تو آپؐ نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ساتھ کتنے لوگ ہیں[1]؟ دیکھو مجھے سچی بات بہت پسند ہے تم ایک چیز اختیار کرو۔ یا تو اپنے قیدی لے لو یا مال لے لو اور میں نے اسی خیال سے دیر کی تھی[2]۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتوں تک ان لوگوں کے منتظر رہے جب طائف سے لوٹے (مال غنیمت تقسیم نہیں کیا) بہرحال جب انہیں معلوم ہوگیا کہ آنحضرتؐ انہیں دونوں چیزیں نہیں دیں گے ایک ہی چیز دیں گے تو کہنے لگے اچھا ہمارے قیدی واپس کر دیجئے! اس وقت آپ مسلمانوں کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے پہلے کما حقہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما بعد تمہارے بھائی (ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے آئے ہیں (مسلمان ہو کر) میں مناسب سمجھتا ہوں ان کے قیدی واپس کر دوں، جو شخص خوشی سے ایسا کرے بہتر ہے اور جسے یہ بات پسند نہ ہو اس کا حق قائم رہے گا اور سب سے پہلا مال غنیمت جو اللہ ہمیں دے گا ہم اس میں سے اس کا معاوضہ دے دیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم خوشی سے اس بات پر راضی ہیں، آپؐ نے فرمایا (تم لوگ بہت ہو) معلوم نہیں کون راضی ہے کون راضی نہیں یوں کرو کہ اس وقت چلے جاؤ اور تمہارے نقیب اپنے اپنے لوگوں سے دریافت کر کے ان کی رضامندی کا حال ہم سے بیان کریں۔ یہ سن کر لوگ چلے گئے ان کے نقیبوں نے اس کے متعلق ان سے گفتگو کی پھر آنحضرتؐ کے پاس آکر آپؐ سے بیان کیا کہ وہ خوشی سے قید واپس کرنے پر راضی ہیں۔ انہوں نے اجازت دی۔

ابن شہاب رضؓ کہتے ہیں ہوازن کے قیدیوں کا یہی حال ہمیں معلوم ہوا ہے۔

---

[1] یعنی میں کچھ اکیلا نہیں ہوں کہ تمہارا ہی لوٹ واپس کر دوں میرے ساتھ بہت لوگ ہیں ان سب کا حق اس غنیمت میں ہے ۱۲ منہ [2] کہ تم شاید مسلمان ہو کر آجاؤ مال غنیمت کے بانٹنے میں دیر کی ۱۲ منہ

عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا هٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ ـ

۳۹۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابوالنعمان از حماد بن زید از ایوب) نافع کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری سند (از محمد بن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از معمر از ایوب سختیانی از نافع) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں جب ہم جنگ حنین سے لوٹ کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک اعتکاف کی منت مانی تھی (کیا اس کا پورا کرنا ضروری ہے؟) آپؐ نے فرمایا (بے شک) پورا کرو۔ بعض حضرات نے اس حدیث کو حماد بن زید سے یوں روایت کیا از ایوب از نافع از ابن عمرؓ [1]

جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو از ایوب از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (موصولاً) روایت کیا [2]۔

۳۹۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عمر بن کثیر بن افلح از ابو محمد غلام ابو قتادہ) ابو قتادہ رضؓ کہتے ہیں جس سال جنگ حنین واقع ہوئی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے، جب کافروں سے مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان قدرے منتشر ہو گئے [3]۔ میں نے ایک مشرک کو دیکھا جو ایک مسلمان پر غالب ہو گیا تھا، میں پیچھے سے گیا مشرک کے مونڈھے کی رگ پر ایک تلوار لگائی اس کی زرہ کاٹ [4] ڈالی، اس نے (اس مسلمان کو چھوڑ کر) مجھے آدبایا، اس زور سے دبوچا کہ موت نظروں کے سامنے آ گئی کچھ دیر بعد وہ خود ہی مر گیا، میں حضرت عمرؓ سے ملا ان سے پوچھا مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کا حکم [5]۔

---

[1] یعنی عبداللہ بن مبارک کی طرح اس کو موصولاً روایت کیا نہ مرسلاً جیسے محمد بن فضل نے۔ احمد بن عبدہ کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] جریر کی روایت کو امام مسلم نے اور حماد بن سلمہ کی بھی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ ابو قتادہ نے کنایہ کے طور پر کہا صاف نہیں کہا کہ مسلمان بھاگ نکلے ۱۲ منہ [4] زرہ کٹ کر تلوار مونڈھے تک پہنچی اس کا ہاتھ کٹ گیا ۱۲ منہ [5] یعنی تقدیر میں ایسا ہی تھا ۱۲ منہ

أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ فَأَعْطَانِيهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ

بعد ازاں مسلمان لوٹے[1] پھر (جنگ کے بعد) آنحضرتؐ بیٹھے اور فرمایا جس نے کسی کافر کو مارا ہو اس کا سامان اسی کو ملے گا۔ میں نے دل میں کہا میری شہادت کون دیگا؟[2] یہ سمجھ کر میں بیٹھ رہا۔ پھر آپ نے (تیسری بار) بھی فرمایا (مجھے ولولہ پیدا ہوا) میں کھڑا ہو گیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ اے ابو قتادہ! کیا بات ہے؟ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ ایک شخص (اسود بن خزاعی اسلمی) کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں اس کافر کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو میری جانب سے راضی کر دیجئے (وہ سامان مجھ سے نہ لے) یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ خدا کے شیروں میں سے ایک شیر کا جو اللہ اور رسول کی طرف سے لڑتا ہے، حق دبا کر تجھے دلا دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں (ایسا کبھی نہیں ہوگا) وہ سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر۔ غرض وہ سامان اس نے مجھے دے دیا۔ میں نے اس کے بدلے بنی سلمہ کے محلے سے ایک باغ خریدا۔ یہ پہلا مال ہے جو میں نے زمانۂ اسلام میں حاصل کیا۔

لیث بن سعد کہتے ہیں[3] مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بحوالہ عمر بن کثیر بن افلح از ابو محمد غلام ابو قتادہ بیان کیا کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ جنگ حنین میں میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو ایک مشرک سے لڑ رہا تھا پیچھے سے ایک مشرک اور آیا جو دھوکہ دے کر اس مسلمان کو مارنا چاہتا تھا میں یہ حال دیکھ کر اس دوسرے مشرک کی طرف جو دھوکہ دینا چاہتا تھا، جھپٹا۔ اس نے مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن میں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس نے مجھے دبا کر ایسا بھینچا کہ مجھے خطرۂ موت محسوس ہوا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اس کا زور کم ہو گیا میں نے اسے دھکا دے کر

[1] دوبارہ حملہ کیا ان کو شکست دی ۱۲ منہ [2] گو میں نے ایک کافر کو مارا ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے احکام میں وصل کیا ۱۲ منہ

مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ

قتل کر ڈالا۔ دوسری طرف یہ ہوا کہ مسلمان بھاگ نکلے میں بھی ان کے ساتھ بھاگا، دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت عمرؓ لوگوں میں بیٹھے ہیں میں نے پوچھا یہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا؟ انہوں نے کہا اللہ کا حکم (اس کی مرضی) بعد از ان مسلمان واپس ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ آپ نے فرمایا جو شخص گواہی سے یہ ثابت کر دے کہ اس نے فلاں کافر کو مارا ہے تو اس کا سامان وہی لے گا میں نے جس کافر کو مارا تھا اس کے مارنے کے گواہ ڈھونڈھنے کے لئے کھڑا ہوا میں نے دیکھا تو کوئی گواہ نہ ملا آخر میں پھر بیٹھ گیا پھر میرے دل میں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض تو کروں میں نے سارا حال آپ سے بیان کر دیا یہ سن کر جو لوگ آپ کے پاس بیٹھے تھے ان میں سے ایک شخص کہنے لگا ابو قتادہؓ جس کافر کا ذکر کر رہے ہیں اس کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو راضی کر دیجئے اور سامان مجھے دلا دیجئے! ابو بکر صدیقؓ نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا آپ قریش کے ایک بجو یا چڑیا کو تو سامان دلا دیں اور خدا کے شیروں میں سے ایک شیر کو محروم کر دیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں لڑتا ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھے دلا دیا، میں نے اسے بیچ کر ایک باغ خریدا یہ پہلی جائیداد ہے جو اسلام کے زمانے میں میں نے حاصل کی۔

بَابٌ ۲۲۲۵ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ

۳۹۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي

باب غزوہ اوطاس۔

(از محمد بن علاء از ابو اسامہ از برید بن عبد اللہ از ابو بردہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ابو عامر اشعری کو سردار بنا کر ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا۔ وہاں درید بن صمہ (سردار کفار) سے مقابلہ ہوا۔ درید مارا گیا۔ اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھٹنے پر زخم آیا ایک جشمی شخص (قبیلہ بنی جشم والا) نے انہیں تیر مارا تیر ان کے گھٹنے میں گھس گیا میں ان کے پاس گیا پوچھا چچا یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے

مُوْسٰی فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدٰهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرٰى لِأَبِي مُوْسٰی۔

اس جشمی شخص کو اشارے سے بتایا اور کہنے لگے یہی شخص میرا قاتل ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا۔ میں اس کے پیچھے ہوا۔ میں یہ کہتا ہوا جا رہا تھا۔ ارے بے حیا ٹھہرتا کیوں نہیں؟ آخر وہ ٹھہر گیا اور مجھ میں اور اس میں تلوار کے دو دو وار ہوئے میں نے اُسے مار ڈالا۔ پھر ابو عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا اللہ نے تمہارے قاتل کو قتل کرا دیا۔ انہوں نے کہا اب یہ تیر تو نکال! چنانچہ میں نے وہ تیر نکالا۔ اور زخم سے پانی بہہ نکلا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ میرے بھتیجے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ غرض ابو عامر نے اپنا قائم مقام مجھے بنایا۔ اور تھوڑی دیر زندہ رہ کر انتقال کر گئے میں جنگ سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ گھر میں ایک باندی کی چار پائی پر تشریف فرما ہیں اس پر بستر بھی نہیں[1]۔ باندوں کے نشان آپ کی پشت مبارک اور پہلوؤں پر پڑ گئے ہیں[2] میں نے اپنا اور ابو عامرؓ کا تمام واقعہ بیان کیا۔ نیز عرض کیا کہ ابو عامرؓ نے آپ سے دعاء کی درخواست کی ہے آپ نے پانی منگوایا، وضو کیا۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء فرمائی یا اللہ عبید بن عامرؓ کو بخش دے آپ نے اتنے ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے دعاء فرمائی۔ یا اللہ قیامت کے دن ابو عامرؓ کو اپنے بہت بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبے والا) کیجیو۔ میں نے عرض کیا میرے لئے بھی تو دعاء فرمائیے آپ نے فرمایا یا اللہ عبداللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعریؓ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اسے عزت کی جگہ (بہشت میں) لے جا۔

ابو بردہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دعائیں فرمائیں۔ ایک حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے، دوسری حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لئے۔

---

[1] یہی صحیح ترجمہ ہے گو حدیث میں وعلیہ فراش ہے مگر اس میں غلطی ہوئی ہے ما نافیہ چھوٹ گیا ہے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اس طرح سے زندگی بسر کی اگر چاہتے تو اپنے لئے نہایت عمدہ اور نرم بچھونا تیار کر لیتے کیا ان حالات کو بھی دیکھ کر کوئی آپ کی نبوت میں شک کر سکتا ہے زہد کا یہ حال، عبادت کا یہ حال کہ راتوں کو نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں سوج جاتے ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۲۲۶ غَزْوَةُ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ۔

باب غزوۂ طائف کا بیان جو شوال ۸ھ ہجری میں ہوا۔
اسے موسیٰ بن عقبہ نے (اپنے مغازی میں) بیان کیا۔

۳۹۹۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رض دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ۔ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ۔

(از حمید از سفیان از ہشام از والدش از زینب بنت ابی سلمہ) ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا۔ عبداللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتح دی تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا (کیسی موٹی عورت ہے) سامنے سے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیرتے وقت آٹھ بل پڑتے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہیجڑے آئندہ تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔
ابن عیینہ کہتے ہیں ابن جریج نے کہا کہ اس ہیجڑے کا نام ہیت تھا[۱]۔

۳۹۹۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ۔

(از محمود از ابو اسامہ از ہشام) یہی حدیث مروی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے ان ایام میں طائف کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

۳۹۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا نَذْهَبُ وَلَا

(از علی بن عبداللہ از سفیان بن عمرو از ابو العباس شاعر نابینا) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ نہ بگاڑ سکے[۲]۔ آخر آپؐ نے فرمایا ہم کل یہاں سے لوٹ جائیں گے۔ یہ امر مسلمانوں پر شاق گذرا وہ کہنے لگے بغیر فتح کئے ہی روانہ ہو جائیں؟ (یہاں نذهب کا لفظ ہے)

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینے سے نکال دیا پھر بہت بوڑھا ہو گیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اجازت دی کہ ہر جمعہ مدینہ میں آ کر بھیک وغیرہ مانگ کر اپنے مقام پر چلا جایا کرے ۱۲ منہ [۲] بلکہ الٹا مسلمانوں کا نقصان ہوا طائف والے قلعہ کے اندر تھے اور ایک برس کا ذخیرہ انہوں نے اس میں رکھ لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ دن یا پچیس دن یا سترہ دن یا چالیس دن تک اس کا محاصرہ کئے رہے کافر قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تیر چلاتے تھے اور لوہے کے ٹکڑے گرم کر کے پھینکتے تھے کئی مسلمان شہید ہوئے آپ نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ لیا انہوں نے کہا کہ یہ لوگ تو لومڑی کی طرح ہیں جو اپنے بل میں گھس گئی ہے اگر آپ یہاں ٹھہرے

نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ۔

ایک بار راوی نے یوں کہا بغیر فتح کئے ہی لوٹ جائیں ؟ (یہاں نقفل کا لفظ ہے) آپ نے فرمایا اچھا تو صبح کو جنگ کرو۔ صبح ہوئی اور مسلمان لڑنے گئے تو زخمی ہوئے[1] آپ نے فرمایا انشاء اللہ کل ہم یہاں سے لوٹ جائیں گے۔ یہ سن کر صحابہ کرام خوش ہوئے[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دئے[3] (یہاں فضحک کا لفظ ہے)

ایک بار سفیان نے یوں کہا آپ مسکرا دیئے (یہاں فَتَبَسَّمَ کا لفظ ہے) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حمیدی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم سے یہ ساری حدیث سفیان بن عیینہ نے بیان کی۔

۳۹۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَقَالَ هِشَامٌ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عاصم) ابو عثمان کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا اور یہ سعد وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ ابو عثمان کہتے ہیں میں نے ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی سنا وہ طائف کے قلعے کی دیوار پر کئی آدمیوں کے ساتھ چڑھ گئے تھے (پھر لٹک کر اتر آئے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ یہ دونوں وہ حضرات (یعنی سعد اور ابو بکرہ رض) ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اپنے اصلی باپ کے سوا قصدًا اور کسی کا بیٹا بنے اس پر جنت حرام ہے۔ ہشام بن یوسف کہتے ہیں معمر ابن راشد نے بحوالہ عاصم بن سلیمان از ابو العالیہ یا ابو عثمان نہدی (راوی کو شک ہے) روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے سعد اور ابو بکرہ رض دونوں سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ عاصم کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ یا عثمان سے کہا تمہارے سامنے تو دو شخصوں نے اس حدیث کی شہادت دی اور وہ دونوں صحابی ہیں اور یہ اس کی صداقت کیلئے کافی ہے تو کہا ہاں! ان دونوں میں ایک وہ صاحب ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا[4]۔ اور دوسرے (ابو بکرہ رضی اللہ عنہ) وہ ہیں جو

---

[1] لوگوں کا حال دیکھ کر کہ پہلے تو لڑائی کے اور قلعہ فتح کرنے کے شائق تھے جب زخمی ہوئے اور تکلیف اٹھائی تو اب روانہ ہونا پسند کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی سعد بن ابی وقاص رض ۱۲ منہ [3] اور قلعہ والوں کا کچھ بگاڑ نہ سکے وہ آڑ میں تھے ۱۲ منہ [4] اور کل انہوں نے برا مانا تھا ۱۲ منہ

الطَّائِفِ۔

تیئیسویں آدمی تھے ان لوگوں میں جو طائف کے قلعے سے اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے[1]۔

۳۹۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رض قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَّنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً۔

(از محمد بن العلاء از ابو اسامہ از برید بن عبد اللہ از ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جب آپ جعرانہ میں قیام فرما تھے جو مکے اور مدینے کے درمیان ہے[2] حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت ایک اعرابی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا وہ پورا کیجئے! آپ نے فرمایا خوش ہو جا! اس نے کہا یہ کیا بات؟ آپ اکثر یہی فرماتے رہتے ہیں خوش ہو جا۔ یہ سن کر ایسا معلوم ہوا جیسے آپ غصے میں ہیں۔ آپ بلال اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اس اعرابی نے خوشخبری قبول نہیں کی، تم قبول کرو۔ ان دونوں نے کہا ہمیں قبول ہے[3]۔ پھر آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ اور دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور کلی بھی کی پھر (بلال اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے) فرمایا دونوں یہ پانی پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے آواز دی تھوڑا سا پانی اپنی ماں کے لئے بھی رہنے دو۔ چنانچہ انہوں نے کچھ پانی بچا کر انہیں بھی دیا[4]۔

۳۹۹۷ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلٰى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَ أَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از یعقوب بن ابراہیم از اسمٰعیل از ابن جریج از عطاء از صفوان ابن یعلیٰ بن امیہ) صفوان کے والد حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہا کہتے تھے مجھے آرزو تھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی اتر رہی ہو۔ ایک دفعہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپ پر ایک کپڑے کا سایہ

[1] حافظ نے لہا یہ ہشام کی تعلیق مجھ کو موصولاً نہیں ملی اور اسی سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اگلی روایت کی تفصیل ہو جائے اس میں مجملاً یہ مذکور تھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قلعہ پر چڑھ گئے تھے اس میں بیان ہے کہ وہ تیئیس آدمی تھے ۱۲ منہ [2] یہ راوی کی غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان چونکہ جعرانہ وہیں ہے ۱۲ منہ [3] شاید اس گنوار سے آپ نے کچھ روپے پیسے یا مال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہوگا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے بہشت تجھ کو مبارک ہو لیکن بدقسمتی سے اس گنوار نے یہ نعمت ابدی قبول نہ کی اور بے ادب یوں کہنے لگا کہ آپ اکثر ایسا ہی فرمایا کرتے ہیں آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو موسیٰ اور بلال کو یہ نعمت عطا فرمائی یہ ہے تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۱۲ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را [4] اس حدیث کی مناسبت باب سے اس فقرے سے نکلتی ہے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے کیونکہ جعرانہ میں آپ غزوۂ طائف میں ٹھہرے تھے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ مَعَهُ فِيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُّتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهٖ أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهٗ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهٖ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ۔

کر دیا گیا۔ اس میں آپ کے ساتھ کئی صحابہ کرام بھی تھے۔ اتنے میں ایک بدو خوشبو سے معطر جبہ پہنے حاضر ہوا اور آپ سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص عمرے کا احرام ایسے جبے میں باندھے جس میں وہ ایسی خوشبو لگا چکا ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آؤ (نزولِ وحی دیکھو) یعلیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا سر اس کپڑے کے اندر ڈال دیا (خود باہر کھڑے رہے) دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ہے اور آپ خراٹے لے رہے تھے۔ کچھ دیر تک یہ حالت رہنے کے بعد ختم ہو گئی آپ نے دریافت فرمایا۔ وہ (بدو) کہاں گیا جس نے عمرے کے متعلق مجھ سے ابھی پوچھا تھا۔ لوگ اسے تلاش کر کے لے آئے۔ آپ نے فرمایا جو خوشبو تیرے کپڑے میں لگی ہے اُسے تین بار دھو ڈال[1]۔ اور جبہ اتار کر پھینک دے پھر عمرے میں وہی احکام بجا لا جو حج میں ہوتے ہیں۔ (طواف وسعی وغیرہ)

۳۹۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَّا أَصَابَ النَّاسَ أَوْ كَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَّا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُّتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از عمرو بن یحییٰ از عباد بن تمیم) عبداللہ ابن زید بن عاصم[2] کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین میں آپ کو مال غنیمت عطا فرمایا تو آپ نے وہ مال ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلب[3] منظور تھی اور انصار کو کچھ نہ دیا[4]۔ انصار نے ذرا محسوس کیا کہ اور لوگوں کو ملا انہیں نہیں ملا۔ چنانچہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے انصار کیا تم پہلے گمراہ نہیں تھے پھر اللہ کریم نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی اور کیا تم میں پھوٹ نہ تھی؟ پھر میری وجہ سے اللہ کریم نے تمہارے دل ملا دیئے[5] اور کیا تم محتاج اور نادار نہ تھے؟ اللہ کریم نے میری وجہ سے تمہیں مالدار بنا دیا۔ جب آپ کوئی فقرہ فرماتے تو انصار کہتے اللہ اور رسول کا ہم پر بہت احسان ہے۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گذر چکی ہے قسطلانی کہا حجۃ الوداع کی حدیث اس کی ناسخ ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رض نے احرام باندھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی ۱۲ منہ [2] یہ مشہور صحابی ہیں کہتے ہیں مسیلمہ کذاب کو انہوں نے ہی مارا تھا واقعہ حرہ میں ۶۳ھ میں یزید کے لشکر والوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ۱۲ منہ [3] آپ نے یہ قریش کے ان لوگوں کو دیا جو نو مسلم تھے ابھی ان کا اسلام مضبوط نہیں ہوا تھا جیسے ابوسفیان، سہیل، حویطب، حکیم بن حزام، ابو السنابل، صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن یربوع وغیرہم ۱۲ منہ [5] اوس اور خزرج میں محبت ہو گئی ۱۲ منہ

عَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ جب کچھ فرماتے تو انصاری یہی کہتے اللہ اور رسول کا احسان (ہم پر) بہت ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم بھی یہ کہہ سکتے ہو (اپنا احسان جتا سکتے ہو) کہ آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے اس حال میں آئے تھے[1] بھلا تمہیں یہ خوشی نہیں کہ دوسرے لوگ بکریاں اور اونٹ وغیرہ لے کر (اپنے گھروں کو) جائیں اور تم اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں میں جاؤ۔ دیکھو اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی، (میں مکے کا رہنے والا نہ ہوتا) تو میں بھی ایک انصاری ہوتا۔ اگر دوسرے لوگ کوئی وادی اور راستہ اختیار کریں اور انصار اپنی کوئی وادی اور راستہ تو میں (سب کو چھوڑ کر) انصار کی وادی اور راستہ اختیار کروں گا۔ انصار کپڑے کا استر ہیں دوسرے مسلمان ابرہ۔[2] دیکھو انصار! میرے بعد تمہاری حق تلفی ہوگی[3] تم صبر سے کام لینا حتیٰ[4] کہ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملو۔[5]

۳۰۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رض قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ

(از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن کے اموال اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (جنگ حنین میں) عطا فرمائے تو آپ نے (قریش کے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے۔ اس پر انصار کے کچھ لوگوں نے کہا اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف فرمائے۔ آپ قریش کے لوگوں کو دے رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کا خون ٹپک رہا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا اور ایک چمڑے کے خیمے میں صرف

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے کہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ آپ کی بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہ تھا ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ آپ کا کوئی مددگار نہ تھا ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ کو کہیں رہنے کا ٹھکانا نہ تھا ہم نے ٹھکانا دیا۔ اور بے شک اگر تم ایسا کہو تو سچ ہے مگر انصار نے یہی کہا کہ نہیں اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے ۱۲ منہ [2] استر نیچے کا کپڑا جو بدن سے لگا رہتا ہے ابرہ اوپر کا کپڑا ۱۲ منہ [3] حاکم اور رئیس دوسروں کو حکومتیں دیں گے تم کو محروم رکھیں گے ۱۲ منہ [4] حاکم وقت سے جنگ اور فساد نہ کرنا ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا نَاسٌ مِّنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَجِدُونَ أُثْرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ يَصْبِرُوا۔

۴۰۰۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ

صرف انصار ہی کو جمع کیا اور فرمایا میں تم لوگوں کی طرف سے عجیب بات سن چکا ہوں یہ کیا بات ہے؟ انصار کے جو سمجھ دار لوگ تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں جو معتبر لوگ ہیں انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ چند نوجوان بچوں نے ایسی باتیں کہیں (یہ ان کی نادانی تھی) کہ کہنے لگے "اللہ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف فرمائے آپ قریش کے لوگوں کو دیتے ہیں اور ابھی تک ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ان کا دل ملاتا ہوں، (کہیں پھر کافر نہ ہو جائیں)، کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ۔ خدا کی قسم تم جو لے کر جاتے ہو کہیں اس سے بہتر ہے جسے وہ لے کر جاتے ہیں۔

انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم راضی ہیں (ہمیں کوئی شکوہ نہیں)، آپ نے فرمایا دیکھو تم عنقریب بڑی حق تلفی دیکھو گے[1] تم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ میں (قیامت کے دن) حوضِ کوثر پر موجود ہوں گا (وہاں تم سے ملوں گا)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مگر (چند انصار سے صبر نہ ہو سکا۔[2]

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از ابو التیاح) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس زمانے میں مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حنین کا) مالِ غنیمت قریش میں تقسیم کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر انصار بہت ناراض ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] اوروں کو حکومت اور عہدے ملیں گے تم محروم رہو گے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض انصار نے خلافت میں شرکت چاہی جیسے سعد بن عبادہ وغیرہ نے مگر اکثر انصار صبر کئے رہے اور بخوشی قریش کے خلفاء سے بیعت کر لی رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ۔

(ان کا غصہ فرو کرنے کے لئے) فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ دنیا (کا مال و اسباب) لے کر (اپنے گھروں کو) جائیں اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ؟ انہوں نے کہا بے شک ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر (دوسرے) لوگ ایک وادی یا ایک راستے کی طرف جائیں[1] تو میں انصار ہی کی وادی یا راستہ کی طرف چلنا پسند کروں گا۔

۴۰۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقٰى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ۔

(از علی بن عبد اللہ از ازہر از ابن عون از ہشام بن زید بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حنین کا دن ہوا اور قوم ہوازن سے مقابلہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار فوج (مہاجرین و انصار وغیرہ) تھی۔ اور وہ لوگ جنہیں آپ نے بطور احسان چھوڑ دیا تھا[2]۔ یہ سب لوگ (چند صحابہ مستثنیٰ ہیں) بھاگ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی انصاریو! انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ لبیک (حاضر)، چنانچہ آپ (خچر پر سے) اتر پڑے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا ہوں۔ بعد ازاں کفار کو شکست ہوئی۔ (مسلمانوں نے دوبارہ ان پر حملہ کیا) مالِ غنیمت آپ نے مہاجرین اور ان لوگوں کو دیا جنہیں احسان فرما کر چھوڑ دیا تھا۔ انصار کو کچھ نہ دیا انہوں نے چہ میگوئی کی[3]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا۔ اور ایک خیمے میں لے گئے۔ فرمایا کیا تمہیں یہ منظور نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ وغیرہ لے کر اپنے گھروں کو سدھاریں اور تم اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پھر فرمایا اگر دوسرے لوگ ایک میدان کی طرف اور انصار ایک راستے پر چلیں تو میں انصار کا راستہ اختیار کروں گا (انہی کے ساتھ رہونگا)

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصاریوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ بات یہ ہے کہ قریش کے لوگ ابھی ابھی جاہلیت اور

---

[1] اور انصار ایک نالے یا ایک رستے کی طرف ۱۲ منہ [2] دوسرے لوگوں کا ساتھ چھوڑ دوں ۱۲ منہ [3] جیسے ابوسفیان اُن کا بیٹا معاویہ، حکیم بن حزام وغیرہ آپ نے فتح مکہ کے بعد نہ ان لوگوں کو قتل کیا نہ قید کیا بلکہ احسان رکھ کر چھوڑ دیا امن دے دیا ۱۲ منہ [4] یہ گفتگو اوپر گذر چکی انہوں نے یہ کہا اللہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے آپ قریش کو دیتے ہیں ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک قریش کے خون ٹپک رہے ہیں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّمُصِيْبَةٍ وَّاِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَأَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

(قتل وقید) کی مصیبت سے نکلے ہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ ان کے نقصان کی تلافی کروں (یا انہیں کچھ انعام واکرام دوں) ان کا دل ملاؤں۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا (کا مال واسباب) لے کر جائیں اور تم اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس پر راضی ہیں (اس سے زیادہ اور کیا عزت افزائی ہوسکتی ہے) آپ نے فرمایا (مجھے تم سے اتنی الفت ہے کہ) اگر لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر تو میں انصار ہی کے میدان یا راستے کو اختیار کروں گا (دوسروں کا راستہ اختیار نہ کروں گا)

۴۰۰۴۔ **حَدَّثَنَا** قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَا اَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

(از قبیصہ از سفیان از اعمش از ابو وائل) عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص (معتب بن قشیر جو منافق تھا) بولا اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی مقصود نہیں (معاذ اللہ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا۔ آپ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا (غصہ آگیا) پھر فرمایا اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں مجھ سے زیادہ تکلیف[1] دی گئی مگر انہوں نے صبر کیا۔[2]

۴۰۰۵۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا اَعْطَى الْاَقْرَعَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَعْطٰى

(از قتیبہ بن سعید از جریر از منصور از ابو وائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حنین کا دن ہوا (اور غنیمت کے جانور ملے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو بہت بہت جانور دیئے جیسے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی اونٹ دیئے اور بھی کچھ لوگوں کو اسی طرح دیئے تو ایک شخص

---

[1] کیا کیا بہتان لگائے گئے ۱۲ منہ [2] حضرت موسیٰ کی مزاج میں شرم اور حیا بہت تھی وہ چھپ کر تنہائی میں نہایا کرتے بنی اسرائیل کو شگوفہ ہاتھ آیا کسی نے کہا ان کو برص ہے کسی نے کہا خصیے بڑھ گئے ہیں اسی قسم کے بہتان کرنا شروع کئے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی اور بے عیبی ظاہر کردی یہ قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے یَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى اخیر تک اس کمبخت منافق نے اتنا غور نہیں کیا کہ دنیا اور دنیا کا مال واسباب سب پروردگار کی ملک ہے جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا ہو اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اس طرح دنیا کا مال تقسیم کرے اللہ کی رضامندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہوگا اس کا عشر عشیر بھی اوروں کو نہیں ہوسکتا یہ حنین کا مال تھا چند اونٹ چند بکریاں وغیرہ اگر آپ زمین کے سارے خزانے بانٹ دیتے تو بھی اللہ تعالیٰ آپ سے ناخوش نہ ہوتا ساری دنیا کی کائنات اس پروردگار کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی ۱۲ منہ

نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَّا أُرِيدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

(منافق) یہ حال دیکھ کر بول اٹھا اس تقسیم سے تو اللہ کی رضامندی مقصود نہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (اس منافق کی) یہ بات سن کر دل اپنے دل میں کہا میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اس کی اطلاع دوں گا۔[1] آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ ایذا دی گئی مگر انہوں نے صبر کیا۔[2]

۴۰۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَّمِنَ الطُّلَقَاءِ فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا

(از محمد بن بشار از معاذ بن معاذ از ابن عون از ہشام بن زید بن انس بن مالک) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حنین کا دن ہوا تو ہوازن اور غطفان وغیرہ قبیلوں کے لوگ اپنے مویشی اور بال بچے سب ساتھ لے کر جنگ کرنے کے لئے آئے[3] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابۂ کرام تھے اور کچھ وہ لوگ بھی تھے جنہیں آپ نے احسان فرما کر چھوڑ دیا تھا۔ بہرحال یہ لوگ بھاگ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ جنگ میں تنہا رہ گئے۔[4] اس دن آپ نے دو آوازیں الگ الگ دی۔ پہلی دائیں طرف نگاہ پھیری اور پکارا اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ خوش ہو جائیے ہم آپ کے ساتھ (لڑنے مرنے کو) حاضر ہیں۔ پھر بائیں طرف نگاہ پھیری پکارا انصاریو! انہوں نے کہا یا رسول اللہ خوش ہو جائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے[5] آخر اس پر سے اُتر پڑے اور فرمانے لگے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اب کافر بھاگ نکلے (انہیں شکست ہوئی) اور مال غنیمت بہت سا ہاتھ آیا۔ آپ نے وہ مال مہاجرین اور ان لوگوں کو جنہیں بطور احسان چھوڑ دیا تھا تقسیم کر دیا۔ انصار کو کچھ نہ دیا۔ اس وقت انصار کہنے لگے جب مشکل پیش آتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت اوروں کو دیا جاتا ہے۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپؐ نے سب انصاریوں کو ایک خیمے میں جمع کیا پھر فرمایا انصاریو!

[1] پھر میں نے آپ کو خبر دی ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ صبر عجیب نعمت ہے پیغمبروں کی خصلت ہے جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا آخیر میں اس کا دشمن ہی ذلیل و خوار ہوا ۱۲ منہ [3] ان کا مطلب یہ تھا کہ خوب جم کر لڑیں بال بچے اور اسباب کے خیال سے میدان جنگ نہ چھوڑیں ۱۲ منہ [4] دشمن کی طرف منہ کئے لڑائی پر مستعد ۱۲ منہ [5] مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا شجرۂ رضوان والوں کو آواز دو اُن کی آواز بہت بلند تھی انہوں نے آواز دی ارے شجرۂ رضوان والے کہاں گئے۔ ان کے پکارتے ہی یہ لوگ اس طرح لپکے جیسے گائیں اپنے بچوں کی طرف شفقت سے لپکتی ہیں اور کہنے لگے حاضر حاضر اور کافروں پر بڑے زور کے ساتھ حملہ کیا خوب تلوار چلنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہے آپ نے فرمایا ہاں اب تنور گرم ہوا یعنی لڑائی خوب چمکی ۱۲ منہ

فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَسَكَتُوا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هِشَامٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ۔

یہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ وہ خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے جائیں اور تم اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جاؤ۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم خوش ہیں آپؐ نے فرمایا۔ اگر لوگ ایک میدان کی طرف چلیں اور انصار دوسرے راستے چلیں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔

ہشام نے (اپنے دادا انس رضی اللہ عنہ سے) کہا اے ابو حمزہ! کیا آپ بھی اس وقت موجود تھے؟ کہا تو میں کہاں غائب ہو گیا تھا۔؟

بَاب ۲۲۷ السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ

باب نجد کی طرف فوج کی روانگی[1]۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا۔

(از ابو النعمان از حماد از ایوب از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا۔ میں اس میں شریک تھا۔ ہم لوگوں کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے۔ اور مزید ایک ایک اونٹ بطور انعام ملا۔ گویا تیرہ تیرہ اونٹ لے کر ہم واپس ہوئے۔

بَاب ۲۲۸ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ۔

باب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں بنی جذیمہ کے مقابلے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج بھیجنا۔

۴۰۰۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ

(از محمود از عبد الرزاق از معمر)

دوسری سند (از نعیم از عبد اللہ از معمر از زہری از سالم) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔

---

[1] دنیا کے مال و اسباب کی حقیقت ہی کیا ہے مجھ کو تم سے ایسی محبت ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس جنگ کو طائف کے بعد ذکر کیا لیکن اہل مغازی نے کہا ہے کہ یہ فتح مکہ کو جانے سے پہلے آپ نے روانہ کیا تھا ابن سعد نے کہا آٹھویں ۸ھ ہجری ماہ شعبان میں بعضوں نے کہا رمضان میں۔ اس لشکر کے سردار ابو قتادہ تھے اس میں پچیس آدمی تھے انہوں نے غطفان کے دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں غنیمت میں حاصل کیں ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ.

انہوں نے انہیں دعوت اسلام دی۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے۔ (بلکہ گھبراہٹ میں) یوں کہنے لگے ہم نے اپنا دین بدل ڈالا ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ اور ہر ایک مسلمان کا قیدی (حفاظت کے لئے) اسی کے سپرد کر دیا۔ ایک دن خالد رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ ہر مسلمان اپنے قیدی کو مار ڈالے میں نے کہا خدا کی قسم میں اور میرے ساتھی اپنے کسی قیدی کو نہ ماریں گے[1]

جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ سے ہم نے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے یہ سن کر ہاتھ بلند فرمائے اور دوبار ارشاد فرمایا۔ یا اللہ میں خالد رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے الگ ہوں (یعنی خالد رضی اللہ عنہ نے یہ کام بُرا کیا)

بَابُ ۲۲۲۹ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ.

باب عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی کا فوجی دستہ جسے سریۃ الانصار بھی کہا جاتا ہے۔

۴۰۰۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ فَقَالَ أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوا فَقَالَ أَوْقِدُوا نَارًا فَأَوْقَدُوهَا فَقَالَ ادْخُلُوهَا فَهَمُّوا وَجَعَلَ

(از مسدد از عبد الواحد از اعمش از سعد بن عبیدہ از ابو عبد الرحمن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا جس کا سردار ایک انصاری کو مقرر فرمایا مسلمانوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔ کسی بات پر ان انصاری کو غصہ آگیا وہ کہنے لگے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا بے شک دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا اچھا ایندھن جمع کرو۔ لوگوں نے جمع کیا۔ انہوں نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلا دی۔ انہوں نے کہا اب اس میں گھس جاؤ۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ گھس جائیں۔ مگر ایک دوسرے کو روکتے رہے اور کہنے لگے ہم

[1] حالانکہ خالد بن ولید فوج کے سردار تھے مگر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم میں ان کی اطاعت نہ کی کیونکہ ان کا حکم خلاف شرع تھا۔ جب بنی جذیمہ کے لوگوں نے صبأنا سے یہی مراد لی تھی کہ ہم مسلمان ہوگئے تو خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل سے باز رہنا تھا اور یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کے فعل سے اپنی براءت ظاہر کی گو خالد رضی اللہ عنہ کو سزا نہ دی اس لئے کہ ان کی خطا اجتہادی خطا تھی وہ صبأنا کا معنی اسلمنا نہ سمجھے اور انہوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا کہ جب تک اسلام نہ لائیں ان سے لڑو ۱۲ منہ

بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُولُونَ فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی لئے بھاگ کر آئے کہ (قیامت کے دن) آگ سے بچیں[1]۔ بہرحال اس اثناء میں آگ بجھ گئی اور انصاری سردار کا غصہ فرو ہوگیا۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا[2] اگر آگ میں گھس جاتے تو قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے (جل مرتے) اطاعت فقط اس کام میں ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہو[3]۔

بَابُ ۲۲۳. بَعْثُ أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو حج وداع سے پہلے یمن کی طرف بھیجنا۔

۴۰۱۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ

(از موسیٰ از ابوعوانہ از عبدالملک) ابوبردہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کے دونوں صوبوں میں الگ الگ روانہ کیا[4]۔ یمن کے دو صوبے ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں کو نصیحت فرمائی۔ دیکھو لوگوں پر آسانی کرنا، مشکل میں نہ پھنسانا، انہیں خوش رکھنا (دین سے) نفرت نہ دلانا۔ بہرحال ان میں سے ہر شخص اپنے اپنے کام پر روانہ ہوا اور دونوں میں سے جو کوئی اپنے اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب آجاتا تو اس سے تازہ ملاقات کرلیتا اور سلام کرتا۔

ایک بار ایسا ہوا کہ معاذ رضی اللہ عنہ اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے ایک خچر پر سوار ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ بیٹھے ہوئے تھے لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن قیسؓ! (ابوقیس کا نام ہے) یہ کون شخص ہے؟۔ (اس کی مشکیں کیوں کسی ہوئی ہیں) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہوگیا (مرتد ہوگیا) معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں خچر پر سے نہیں اتروں گا جب تک وہ قتل نہ کردیا جائے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا اتر آئیے اسے تو قتل کرنے کیلئے

---

[1] اپنا قدیمی دین چھوڑ کر ۱۲ منہ [2] ان لوگوں نے اچھا کیا جو آگ میں نہ گھسے ۱۲ منہ [3] لیکن شریعت کے خلاف کسی کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے بادشاہ ہو یا امام مولوی ہو یا سردار پیر ہو یا مرشد کیونکہ بڑا بادشاہ پروردگار ہے اور بڑے پیر پیغمبر علیہ السلام ہیں ہم اپنے بادشاہ اور بڑے پیر کے خلاف کسی کا قول نہیں مانیں گے تمام جہان کے پیر اور ولی اور مرشدان کے غلام اور کفش بردار ہیں ۱۲ منہ [4] ایک بلند حصہ وہاں کا حاکم معاذ کو کیا ایک نشیبی حصہ ابوموسیٰ کو وہاں کا حاکم کیا ۱۲ منہ [5] یعنی دونوں

فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَتَفَوَّقُهٗ تَفَوُّقًا قَالَ فَكَيْفَ تَقْرَأُ اَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ اَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَاَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِيْ مِنَ النَّوْمِ فَاَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ فَاَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا اَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ۔

لایا گیا ہے انہوں نے کہا میں اس کے قتل ہونے سے پہلے نہیں اترنے کا۔ آخر ابوموسیٰؓ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا اور معاذ رضی اللہ عنہ خچر پر سے اترے[1] معاذؓ نے دریافت کیا۔ اے عبداللہ! تم قرآن کی تلاوت کیسے کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں[2] ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا معاذ تم کس طرح تلاوت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں تو شروع رات سو جاتا ہوں کچھ نیند کے بعد جتنا قرآن اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں رکھا ہے اس کی تلاوت کرتا ہوں میں سوتا بھی ثواب کی نیت سے ہوں اور اٹھتا بھی ثواب کی نیت سے ہوں[3]

۴۱۰۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ فَسَاَلَهٗ عَنْ اَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا قَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِاَبِيْ بُرْدَةَ مَا الْبِتْعُ قَالَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيْذُ الشَّعِيْرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ رَوَاهُ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ۔

(از اسحاق از خالد از شیبانی از سعید بن ابی بردہ از والدش) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے آپؐ سے یمنی شرابوں کے متعلق دریافت کیا جو وہاں تیار ہوتی ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کون سی شراب؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا بتع اور مزر۔ (جملہ معترضہ) سعید کہتے ہیں میں نے ابوبردہ سے دریافت کیا بتع کیا ہے؟ انہوں نے کہا شہد کی شراب اور مزر جو کی شراب۔ (ابوموسیٰؓ کے جواب میں) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے حرام ہے[4]

اس حدیث کو جریر اور عبدالواحد نے بھی سلیمان شیبانی سے اور انہوں نے ابوبردہ سے روایت کیا[5]

۴۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهٗ اَبَا مُوْسَى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ اَبُوْ

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ) سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید کے دادا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور آپ نے دونوں سے فرمایا دیکھو لوگوں پر آسانی کرتے رہنا، انہیں مشکل میں نہ ڈالنا، خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا۔ نیز تم دونوں

[1] اللہ اللہ معاذ بن جبلؓ کا تقویٰ شریعت کی پیروی صحابہ پر ختم ہو گئی حدیث میں آیا ہے جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو۔ معاذؓ نے جب تک شریعت کا حکم جاری نہ ہوا اس وقت تک ابوموسیٰ کے پاس اترنا اور ٹھہرنا بھی منظور نہ کیا ۱۲ منہ [2] یعنی یہ نہیں کرتا کہ ایک وقت ایک ہی منزل یا ایک پارہ پڑھ ڈالوں ۱۲ منہ [3] کیونکہ جب کھانے پینے سونے سے یہ غرض ہو کہ عبادت کی طاقت حاصل ہو تو سب میں ثواب ملتا ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا جریر کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اور عبدالواحد کی روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی ۱۲ منہ [5] حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے صرف بتع اور مزر کے متعلق دریافت کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیہ بتا دیا کہ ہر وہ چیز جو نشہ کرے حرام ہے خواہ پینے کی ہو خواہ کھانے اور سونگھنے کی خواہ ٹیکہ لگانے کی۔ غرض سوال خاص تھا حکم عام ہے۔ عبدالرزاق

مُوْسٰی یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّ اَرْضَنَا بِھَا شَرَابٌ مِّنَ الشَّعِیْرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِاَبِیْ مُوْسٰی کَیْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّعَلٰی رَاحِلَتِہٖ وَاَتَفَوَّقُہٗ تَفَوُّقًا قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَنَامُ وَاَقُوْمُ فَاَحْتَسِبُ نَوْمَتِیْ کَمَا اَحْتَسِبُ قَوْمَتِیْ وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا یَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ اَبَا مُوْسٰی فَاِذَا رَجُلٌ مُّوْثَقٌ فَقَالَ مَا ھٰذَا فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی یَھُوْدِیٌّ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَہٗ تَابَعَہُ الْعَقَدِیُّ وَوَھْبٌ عَنْ شُعْبَۃَ وَقَالَ وَکِیْعٌ وَّالنَّضْرُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ ۔

حاکم بھی مل جل کر رہنا[1]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک (یمن) میں مزر یعنی جو کی شراب اور بتع یعنی شہد کی شراب تیار ہوتی ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا ہر وہ چیز جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔ بہر حال معاذ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں روانہ ہوئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کس طرح قرآن مجید پڑھا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کھڑے بیٹھے، سوار ہو کر (ہر حال میں) تھوڑا تھوڑا (فرصت کے ہر وقت میں) پڑھا کرتا ہوں۔ معاذ رضی نے کہا میرا معمول یہ ہے کہ (شروع رات میں) سو جاتا ہوں۔ پھر (عبادت کے لئے) اٹھتا ہوں مجھے سونے میں بھی امید ثواب ہے جیسے نماز کے لئے کھڑے ہونے میں۔

ابوموسیٰ رض نے ایک خیمہ لگایا ہوا تھا، دونوں حضرات ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے جایا کرتے۔ ایک بار معاذ رض ابوموسیٰ رض سے ملنے کے لئے آئے۔ یہاں دیکھا کہ ایک شخص بندھا ہوا ہے دریافت کیا یہ کون ہے؟ ابوموسیٰ رض نے کہا یہ ایک یہودی ہے جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اب پھر اسلام سے پھر گیا ہے (مرتد ہو گیا ہے) معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو اس کی گردن مار دوں گا۔

مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس حدیث کو عبدالملک بن عمرو عقدی اور وہب بن جریر نے بھی شعبہ سے روایت کیا[2] وکیع، نضر اور ابوداؤد نے بحوالہ شعبہ از سعید از والدش ابوبردہ از جد سعید ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا۔ جریر بن عبدالحمید نے بحوالہ شیبانی از ابوبردہ روایت کیا۔[3]

۴۳۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِھَابٍ یَّقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی

(از عباس بن ولید از عبدالواحد از ایوب بن عائذ از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے ملک (یمن) کا حاکم بنا کر بھیجا۔ میں جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابطح (یعنی محصب) میں قیام فرما تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔

[1] آپس میں ضد اور نفسانیت نہ کرنا ۱۲ منہ [2] عقدی کی روایت کو امام بخاری نے احکام میں اور وہب کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] وکیع کی روایت کو امام بخاری نے جہاد میں اور ابوداؤد طیالسی کی روایت کو امام بخاری نے ادب میں وصل کیا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصولاً روایت کیا اور مسلم بن ابراہیم اور عقدی اور وہب بن جریر نے مرسلاً ۱۲ منہ

أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ وَمَكُثْنَا بِذَلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ ۔

عبداللہ بن قیس! (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا نام ہے) کیا تو نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تو نے احرام باندھتے وقت کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے یہ الفاظ کہے "اے خدا میں حاضر ہوں میرا وہی احرام ہے جو احرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔" آپ نے فرمایا کیا تو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا تو بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر لے پھر احرام کھول ڈال۔ میں نے ایسا ہی کیا بنی قیس کی ایک عورت نے میرے بالوں میں کنگھی کی۔ ہمارا یہی طریقہ رہا حتیٰ کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے [1]۔

۴۱۰۴۔ **حَدَّثَنَا** حَبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ

از حبان از عبداللہ از زکریا ابن اسحٰق از یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی از ابومعبد غلام ابن عباس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا یہ فرمایا تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اہل کتاب ہیں (یہود و نصاریٰ وغیرہ) جب تو ان کے پاس پہنچے تو انہیں کہنا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ یہ مان لیں تب ان سے کہنا کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی تسلیم کر لیں تب ان سے کہنا کہ اللہ نے ان کے مالداروں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان سے لے کر انہی کے محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ یہ بھی تسلیم کر لیں تو خیال رکھنا کہ (زکوٰۃ میں) نہایت عمدہ مال مت لینا (درمیانے قسم کا مال لینا) اور دیکھنا مظلوم کی بد دعاء سے بچے رہنا۔ مظلوم کی دعاء سیدھی پروردگار تک پہنچ جاتی ہے (کوئی چیز اس کو نہیں روک سکتی)

---

[1] پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں متعہ النساء اور متعہ حج سے منع کیا متعہ حج کی بحث اوپر کتاب الحج میں گذر چکی متعہ نساء کی آگے بحث آئیگی۔

الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَاَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَاَطَعْتُ۔

امام بخاری کہتے ہیں (سورۂ مائدہ ہیں) طَوَّعَتْ کا معنی وہی ہے جو طَاعَتْ وَاَطَاعَتْ کا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ طِعْتُ، طُعْتُ اور اَطَعْتُ سب کا مفہوم ایک ہے[1]

۴۱۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ اَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَاَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَرَاَ مُعَاذٌ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از حبیب بن ثابت از سعید بن جبیر) عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن میں تشریف لائے تو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی اور یہ آیت پڑھی وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، ایک شخص عین نماز میں بول اٹھا ابراہیم کی ماں کی آنکھ خوب ٹھنڈی ہوئی[2]

معاذ بن معاذ بصری نے بحوالہ شعبہ از حبیب از سعید از عمرو بن میمون اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز صبح پڑھائی۔ اس میں سورۂ نساء پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا تو ایک شخص ان کے پیچھے بول اٹھا کہ ابراہیم ؑ کی والدہ کی آنکھ تو خوب ٹھنڈی ہوگئی۔

باب ۲۲۳ بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حجۃ الوداع سے پہلے بھیجنا۔

۴۱۶۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ يُوْسُفَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ

(از احمد بن عثمان از شریح بن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق از والدش از ابواسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور فرمایا

---

[1] حدیث میں اطاعوا کا یا طاعوا کا لفظ آیا تھا۔ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کے لفظ طوّعت کی تفسیر کردی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہے اور غرض یہ ہے کہ اس میں تین لغت آئے ہیں طوّع، طاع اور اطاع معنی ایک ہی ہے یعنی راضی ہوا مان لیا ۱۲ منہ [2] یعنی ان کو تو بڑی خوشی اور مبارکباد دی ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا خلیل ہوا اس شخص نے مسئلہ نہ جان کر نماز میں بات کرلی ۱۲ منہ

ابْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَّنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُّعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ۔

خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان سے کہہ دینا اگر وہ چاہیں تو تمہارے ساتھ ہو کر پھر یمن کو لوٹ جائیں[1] اور اگر چاہیں تو چلے آئیں۔

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن گئے تھے اور مجھے کئی اوقیہ مال غنیمت میں ملے[2]۔

۴۱۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ ابْنِ مَنْجُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

(از محمد بن بشار از روح بن عبادہ از علی بن سوید بن منجوف، از عبد اللہ بن بریدہ) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لینے کے لئے بھیجا۔ میں نے حضرت علی رض کو اس وقت برا سمجھا[3]۔ جب انہوں نے وہاں (ایک لونڈی سے ہمبستری کی اور) غسل کیا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا آپ دیکھ رہے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے؟ چنانچہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا[4]۔ آپ نے فرمایا بریدہ! کیا تو علی رض سے دشمنی رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں[5]۔ آپ نے فرمایا علی رض سے دشمنی مت رکھ[6]۔ ان کا تو خمس میں اس سے زیادہ حصہ ہے[7]۔

۴۱۰۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رض

(از قتیبہ از عبد الواحد از عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ از عبد الرحمن ابن ابی نعم) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رنگین چمڑے کے تھیلے میں کچھ سونا بھیجا ابھی وہ سونا مٹی

---

[1] اور زیادہ جہاد کریں ۱۲ منہ [2] اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علی کے ساتھ پھر یمن کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمدان سے مقابلہ ہوا حضرت علی نے ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خط سنایا وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی نے یہ حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھا آپ نے سجدہ شکر کیا کہ ہمدان سلامت رہے ۱۲ منہ [3] ہوا یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی جو سب قیدیوں میں عمدہ تھی اور اس سے صحبت کی۔ حضرت بریدہ رض کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں خیانت کی اس وجہ سے ان کو برا سمجھا حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خمس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی رض اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو تقسیم کے لئے بھی اختیار دیا ہو گا اب استبراء سے قبل لونڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لونڈی باکرہ ہو گی اور باکرہ کے لئے استبراء بعضوں کے نزدیک لازم نہیں ہے شاید حضرت علی کا بھی یہی مذہب ہو گا یا وہ اسی دن حیض سے پاک ہو گئی ہو گی۔ [4] کہ علی نے ایک لونڈی لے لی اس سے صحبت بھی کی ۱۲ منہ [5] ان کے کام ہی ایسے ہیں ۱۲ منہ [6] ایک لونڈی کیا چیز ہے ۱۲ منہ [7] دوسری روایت میں ہے بریدہ رض نے کہا پھر تو میں حضرت علی رض سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا امام احمد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی سے دشمنی مت رکھ وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے حضرت علی کی شکایت کی

إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

سے جُدا نہیں کیا گیا تھا[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ[2] بن بدر، اقرع[3] بن حابس، زید خیل چوتھا آدمی علقمہ یا عامر بن طفیل تھا[4]۔

یہ حال دیکھ کر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کہنے لگا ہم تو ان لوگوں سے زیادہ مستحق اس سونے کے تھے۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ اس ذات کے نزدیک میں امین اور معتمد ہوں جو آسمان پر ہے صبح اور شام آسمان پر سے مجھے خبر آتی رہتی ہے۔

راوی کہتے ہیں اس اثناء میں ایک اور شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں، دونوں گال ابھرے ہوئے تھے اور پیشانی اٹھی ہوئی، گھنی ڈاڑھی، سر منڈا ہوا اور تہ بند اٹھائے ہوئے تھا[5]، کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے خوف کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ بدبخت! کیا میں تمام اہل جہان سے زیادہ حقدار نہیں کہ خدا سے ڈروں[6]۔ بہرحال جب وہ پیٹھ پھیر کر چل پڑا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا[7]۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی گردن اڑا دوں[8]۔ آپ نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سے نمازی ایسے ہیں جن کی زبان پر کچھ ہوتا ہے اور دل میں کچھ ہوتا ہے (یعنی منافق ہیں)، آپ نے فرمایا مگر مجھے یہ حکم نہیں ملا کہ لوگوں کے دل کی بات کھود کر نکالوں یا ان کے پیٹ چیروں؟۔

راوی کہتے ہیں وہ پیٹھ کئے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن بڑے مزے سے یا ہر وقت پڑھتے رہیں گے مگر وہ ان کے گلے

---

[1] یعنی کان سے نکلا ہوا کچا سونا تھا ۱۲ منہ [2] صحیح یہ ہے کہ علقمہ بن علاثہ تھا کیونکہ عامر بن طفیل اس سے پہلے کفر کی حالت میں کان کے پھوڑے سے مر گیا تھا جیسے اوپر اس کا قصہ گذر چکا ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام ذوالخویصرہ یا نافع یا حرقوص بن زہیر تھا ۱۲ منہ [4] کیونکہ میں تو اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جتنا میں اللہ کو پہچانتا ہوں تو کیا پہچانے مجھ کو اس کا ڈر سب سے زیادہ ہونا چاہیئے ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں ہی اللہ سے نہ ڈروں تو پھر کون ڈرے گا ۱۲ منہ [5] ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ معروضہ کیا۔ شاید دونوں نے کیا ہو ۱۲ منہ [6] اس نے خدا کے رسول سے ایسی گستاخی اور بے ادبی کی ۱۲ منہ

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔

کے نیچے نہیں اترے گا (صرف زبان پر قرآن ہوگا فہم و عمل میں نہیں ہوگا[1]) وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور کا پیٹ چیر کر نکل جاتا ہے[2] (اس میں کچھ لگا نہیں رہ جاتا)

راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) یہ بھی فرمایا اگر کہیں میں نے ان لوگوں کو دیکھ لیا تو قوم ثمود کی طرح بالکل قتل کر ڈالوں گا[3]

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيْمَ عَلَى إِحْرَامِهِ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا۔

(از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از عطاء) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (جب وہ یمن سے لوٹ کر آئے) یہ حکم دیا کہ اپنے احرام پر قائم رہیں[4] محمد بن بکر نے بحوالہ ابن جریج از عطاء از جابر یہ حدیث اس اضافے کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی حکومت یمن سے لوٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا علی! تو نے کونسا احرام باندھا ہے؟ (حج یا عمرے کا) انہوں نے جواب دیا میں نے تو وہی نیت کی جس کا احرام آپ نے باندھا ہو۔ آپ نے فرمایا اچھا قربانی کا جانور رکھ چھوڑ اور جیسے احرام باندھے ہوئے ہے اسی حال میں ٹھہرا رہ (یعنی احرام کو باقی رکھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی قربانی کے جانور لائے تھے۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ

(از مسدد از بشر بن مفضل از حمید طویل از بکر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کا احرام باندھا ہم نے بھی حج کا احرام باندھا۔ جب ہم مکے میں پہنچے تو

---

[1] ان کے دلوں پر قرآن کا ذرا اثر نہ ہوگا۔ ہمارے زمانے میں یہی حال ہے قرآن پڑھنے کو تو بہت لوگ پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنے اور مطلب میں غور کر کے پڑھنے والے بہت تھوڑے ہیں بلکہ بعضے شیاطین ایسے پیدا ہوئے ہیں جو قرآن اور حدیث کا ترجمہ پڑھنے پڑھانے سے منع کرتے ہیں أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ ۱۲ منہ [2] ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مسلمانوں کو تو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے یہ پیشینگوئی آپ کی پوری ہوئی، خارجی جن کے یہی اوضاع و اطوار تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے حضرت علیؓ نے ان کو خوب قتل کیا۔ آج کے دور میں بھی ان خارجیوں کے پیرو موجود ہیں جو کہ ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار مگر غریب مسلمانوں خصوصاً مجاہدین اور علماء حق کی مخالفت اور ان پر حملے کرتے ہیں طرح طرح سے ستاتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکوں سے برابر میل جول رکھتے ہیں ان سے کچھ متعرض نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے اپنے بھائیوں یعنی محمدؐ کا کلمہ پڑھنے والوں کو تو ایک مسئلہ پر ستائیں اور ہندو اور پارسی اور انگریز سے دوستی اور محبت رکھیں۔ ایسے مسلمان قیامت کے دن اپنے پیغمبر علیہ السلام کو کیا منہ دکھائیں گے ۱۲ منہ [3] ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ ہدی ساتھ لائے تھے ۱۲ منہ

مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَّكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِّنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا۔

آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو وہ احرامِ حج کو احرام عمرہ میں تبدیل کرلے (طواف وسعی کر کے احرام کھول دے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ تمہاری اہلیہ (حضرت فاطمہؓ) بھی ہمارے ساتھ ہیں حضرت علیؓ نے جواب دیا میں نے وہی احرام باندھا ہے جو آپ نے باندھا ہے آپ نے فرمایا تم حالتِ احرام میں رہو کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کے جانور موجود ہیں۔

بَابٌ ۲۲۳۲ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ

باب جنگِ ذوالخلصہ[1]

۴۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَّخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ۔

(از مسدد از خالد از بیان از قیس) حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک بت خانہ تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا (اب وہاں جامع مسجد بن گئی ہے) اور کعبہ یمانی اور کعبہ شامی[2] بھی اس کا نام تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جریر! کیا تم ذوالخلصہ کو تباہ کر کے مجھے بے فکر نہیں کر دیتے؟ چنانچہ میں ڈیڑھ سو سوار (اپنی قوم احمس کے) لے کر گیا۔ اور ذوالخلصہ کو توڑ پھوڑ کر وہاں جسے پایا قتل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا آپ نے ہمارے لئے اور (ہماری قوم) احمس کے لئے دعا فرمائی

۴۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَّكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از اسمٰعیل از قیس) جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ "اے جریر! ذوالخلصہ کی طرف سے تو مجھے بے فکر نہیں کرتا؟"

ذوالخلصہ خثعم قبیلے میں ایک بت خانہ تھا اسے کعبہ یمانی بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ (آپ کے ارشاد پر) میں ڈیڑھ سو سوار احمس قبیلے کے لے کر وہاں گیا۔ وہ سب لوگ اچھے سوار تھے۔ ایک میں گھوڑے پر اچھی طرح جم کر نہ بیٹھ سکتا تھا چنانچہ آپ نے میرے سینے پر دست مبارک مارا یہاں تک کہ آپ کی انگلیوں کے نشانات میں نے اپنے سینے میں دیکھے

---

[1] یہ ایک بت خانہ تھا جو یمن میں مشرکوں نے طیار کیا تھا اس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے ۱۲ منہ [2] کعبہ شامی اس لئے کہتے تھے کہ اس کا دروازہ ملک شام کے بالمقابل بنایا گیا تھا ۱۲ منہ

فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

اور آپ نے دعاء کی یا اللہ اسے گھوڑے پر جما کر بٹھا دے اور اسے ہادی اور ہدایت یافتہ کر دے۔

چنانچہ جریر رضی اللہ عنہ ذوالخلصہ کی طرف گئے۔ اسے توڑ پھوڑ کر جلا دیا۔ پھر ایک شخص کو قاصد بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ قاصد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں آپ کے پاس آنے کے لئے اس وقت چلا جب ذوالخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح (تباہ و برباد) کر کے چھوڑا۔[1]

آپ نے یہ خبر سن کر احمس (قبیلے) کے گھوڑوں اور لوگوں کے لئے پانچ بار برکت کی دعاء فرمائی۔

۴۰۲۳۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلَى فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ فِيهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ

(از یوسف بن موسیٰ از ابواسامہ از اسمٰعیل بن ابی خالد از قیس)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو ذوالخلصہ تباہ کر کے مجھے بے فکر نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا ضرور (ابھی جاتا ہوں) چنانچہ احمس کے ڈیڑھ سو سوار لے کر چلا۔ سب کے سب اچھے سوار تھے۔ ایک میں ہی گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا[2]۔ میں نے آپ کے ہاتھ کے نشان اپنے سینے پر ابھرے ہوئے دیکھے اور آپ نے دعاء فرمائی یا اللہ اسے گھوڑے پر جما دے اسے ہادی اور ہدایت یافتہ بنا دے۔

جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کی اس دعاء کے بعد میں گھوڑے پر سے کبھی نہیں گرا۔[3]

جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ذوالخلصہ یمن میں خثعم اور بجیلہ قبیلوں کا بت خانہ تھا۔ وہاں بت رکھے ہوئے تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی۔[4] اسے کعبہ کہتے تھے۔ بہرحال حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اسے آگ سے جلایا اور توڑ پھوڑ ڈالا۔ جب جریرؓ یمن میں پہنچے تو وہاں ایک شخص

[1] خارشی اونٹ پر ڈامر وغیرہ ملتے ہیں تو کالے کالے دھبے پڑ جاتے ہیں اسی طرح ذی الخلصہ کا حال جل بھن کر ہو گیا تھا ۱۲ منہ [2] ایک روایت میں یوں ہے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور منہ سینے پر زیر ناف تک پھیرا پھر سر پر ہاتھ رکھا اور پیٹھ پر سر سے سرین تک پھیرا ۱۲ منہ [3] میری ران بڑی خوب جمنے لگی اچھا سوار ہو گیا ۱۲ منہ [4] یا پتھر گڑے تھے جہاں پر قربانیاں کرتے تھے ۱۲ منہ

يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَهُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ ۔

تھا جو تیروں کے ذریعے فال کھولتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اگر تجھے (ان حرکات میں) دیکھ لیا تو مار ڈالیں گے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ فال کھول رہا تھا اتنے میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے انہوں نے کہا یہ فال کے تیر توڑ کر پھینک دے اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دے (مسلمان ہو جا) ورنہ ابھی تیری گردن مارتا ہوں اس نے وہ تیر توڑ ڈالے اور کلمہ طیبہ کی شہادت دی

بعد ازاں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ذو الخلصہ کی تباہی کی) خوشخبری کے لئے احمس قبیلے کے ایک شخص کو بھیجا جس کی کنیت ابو ارطاۃ تھی۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو کہنے لگا یا رسول اللہ اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے میں اس وقت تک نہیں نکلا جب تک ذو الخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح (تباہ و بدشکل) بنا کر نہیں چھوڑا۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لئے پانچ بار برکت کی دعاء فرمائی۔

بَابٌ ۲۲۳ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامَ قَالَهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ

باب غزوۂ ذات السلاسل [۱]

بقول اسمٰعیل بن خالد اسے غزوۂ لخم اور جذام بھی کہتے ہیں [۲]۔ محمد بن اسحاق بحوالہ یزید بن رومان از عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ غزوۂ ذات السلاسل بلی، عذرہ اور بنی قین کی بستیوں میں ہوا [۳]۔

۴۰۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

(از اسحاق از خالد بن عبد اللہ از خالد حذاء) ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ذات السلاسل کے لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں (لوٹ کر) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں

---

[۱] ایک روایت میں ہے کہ خود حضرت جریر رضی اللہ عنہ آئے ۱۲ منہ [۱] یہ غزوہ ۸ھ میں جمادی الاخریٰ میں ہوا بعضوں نے کہا ۷ھ میں ہوا۔ یہ مقام وادی القریٰ کے پرے مدینے سے دس دن کی مسافت پر ہے اس کو ذات السلاسل اس لئے کہتے ہیں کہ کافروں نے اس میں جم کر لڑنے کے لئے اپنے تئیں زنجیروں سے باندھ لیا تھا۔ بعضوں نے کہا سلسل وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا ۱۲ منہ [۲] لخم اور جذام دونوں قبیلوں کے نام ہیں ۱۲ منہ [۳] بنی عذرہ اور بنی قین بھی دونوں قبیلوں کے نام ہیں ۱۲

قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ۔

نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سب لوگوں میں سے کس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے میں نے دریافت کیا مردوں میں سے فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اس کے والد سے۔ میں نے دریافت کیا پھر کس سے۔ آپ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) سے اسی طرح آپ نے (یکے بعد دیگرے) کئی اشخاص کے نام لئے۔ پھر میں اس ڈر سے خاموش ہو رہا کہیں مجھے سب کے آخر میں نہ کر دیں[۵]۔

بَاب ۲۲۳۴ ذِهَابِ جَرِيْرٍ اِلَى الْيَمَنِ

باب جریر رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا۔

۴۰۲۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْبَحْرِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ اُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلٰى اَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّاَقْبَلَا مَعِيْ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا اَخْبِرْ صَاحِبَكَ اَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا اِلَى الْيَمَنِ

(از عبد اللہ بن ابی شیبہ عبسی از ابن ادریس از اسمٰعیل بن ابی خالد از قیس) جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بحری سفر کر رہا تھا کہ دو یمنی شخص ملے ایک کا نام ذوکلاع اور دوسرے کا نام ذوعمرو تھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ان سے بیان کرنے لگا۔

ذوعمرو نے کہا "جس شخص کے یہ حالات بیان کر رہے ہو اگر یہ حالات صحیح ہیں تو تین دن ہوئے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے[۶]"۔ بہرکیف وہ دونوں شخص میرے ساتھ (مدینے کی طرف چلے)، رستے میں کچھ سوار مدینے کی طرف سے آتے ہوئے ملے ہم نے ان سے حال پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ باقی سب لوگ بخیریت ہیں۔ یہ سن کر ذوکلاع اور ذوعمرو نے کہا۔ تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتا دینا کہ ہم یہاں تک آئے تھے۔ انشاء اللہ ہم پھر آئیں گے۔ یہ کہہ کر وہ دونوں یمن کی طرف لوٹ گئے میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کا واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا

---

[۱] اس لڑائی میں تین سو مہاجرین اور انصار اور تیس گھوڑے آپ نے بھیجے تھے عمرو کو ان کا سردار کیا گیا تھا۔ جب عمرو دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور کمکی فوج طلب کی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو آپ نے سردار بنا کر بھیجا اور دو سو فوجی ساتھ روانہ کئے۔ ان میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ ابو عبیدہ جب عمرو سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن عمرو نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو میری مدد کے لئے روانہ کیا ہے تو سردار میں ہی ہوں گا ابو عبیدہ نے مان لیا اور عمرو ہی امامت کرتے رہے حاکم کی روایت میں ہے کہ عمرو نے لشکر میں انگار روشن کرنے سے منع کیا عمرؓ نے اس پر انکار کیا ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا چپ رہو آنحضرتؐ نے جو عمرو کو سردار کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فنون خوب جانتا ہے یہ سن کر عمرؓ خاموش رہے بیہقی کی روایت میں ہے کہ عمرو جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ سے سوال کیا۔ اس حدیث سے مفضول کی امامت باوجود فاضل کے درست ثابت ہوئی ۱۲ منہ [۲] تاکہ ان سے لڑیں ان کو اسلام کی دعوت دیں اور ظاہر ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے اور ذوالخلصہ گرانے کے لئے جو گئے تھے وہ دوسرا واقعہ ہے ۱۲ منہ [۳] ذوعمرو کاہن ہوگا یا اس کو چپکے سے کوئی خبر پہنچ گئی ہوگی یا ان لوگوں میں سے ہوگا جن کو الہام ہوا کرتا ہے یعنی روشن ضمیر ۱۲ منہ

[۵] سبحان اللہ۔ صحابہ کرام کی نفسیات کس قدر ایمان سے لبریز ہیں۔ حضرت عمرو اس خیال سے خاموش ہو رہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نمبر آخر میں کر دیا تو یہ ان کے لئے بہت بڑی فکر والی بات تھی لہٰذا اس فکر و احساس سے بچنے کے لئے سوال کو ترک کر دیا۔ عبد الرزاق

فَأَخْبَرْتُ بِحَدِيثِهِمْ قَالَ أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي ذُو عَمْرٍو يَا جَرِيرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوا مُلُوكًا يَغْضَبُونَ غَضَبَ الْمُلُوكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوكِ۔

تم انہیں میرے پاس کیوں نہ لائے؟۔

ایک طویل عرصے کے بعد (خلافتِ فاروق اعظمؓ کے عہد میں) ذوعمرو مجھ سے ملے کہنے لگے۔ جریر رضی اللہ عنہ! تمہارا مجھ پر احسان ہے۔ اور میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں، دیکھو عرب لوگو! تم ہمیشہ خیر و عافیت میں رہوگے (تمہاری حکومت قائم رہے گی) جب تک تمہارا دستور رہے گا کہ ایک امیر کے انتقال کے بعد[ع] دوسرے کو امیر بنا دیا کروگے[عہ] لیکن جب تلوار کے زور سے بادشاہت ہونے لگے گی تو یہ امیر دوسرے بادشاہوں کی طرح غصہ کریں گے، انہی کی طرح خوش ہوں گے[1]

بَابُ ۲۲۲۵ غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ
وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ۔

باب غزوہ سیف البحر
اس لڑائی میں قریش کے قافلے کے منتظر تھے۔
اسلامی فوج کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔

۲۶ ۴۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوتُنَا

(از اسمٰعیل از مالک از وہب بن کیسان) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر سمندر کے کنارے بھیجا۔ اس کا سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی تھے۔ غرض ہم لوگ (مدینے سے) نکلے، ابھی رستے ہی میں تھے کہ زادِ راہ (سفرخرچ) ختم ہوگیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے توشے ایک جا جمع کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ سارا توشہ کھجور کے دو تھیلے تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس میں سے ہر روز

---

[1] خوشامد اور جھوٹی تعریف سے خوش ہوں گے جو کوئی حق بات قوم اور ملک کے مفید کہے گا اس سے ناراض ہوں گے۔ ذوعمرو نے بہت ٹھیک بات کہی خلفاء راشدین کے زمانے تک خلافت مسلمانوں کے صلاح مشورے سے ہوتی رہی اس کے بعد یہ عمدہ قاعدہ نسیًا منسیًا ہوگیا اور کسریٰ اور قیصر کی طرح تلوار کے زور سے لوگ زبردستی بادشاہ بننے لگے اور مسلمانوں میں جبن آگیا انہوں نے جان کے ڈر سے سکوت اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے کاسے میں پھوٹ پڑ گئی اور مسلمان طائف الملوک ہوگئے، مسلمانوں پر بڑی آفت اسی جب سے آئی کہ باپ کے بعد بیٹا خواہ لائق ہو یا نالائق بادشاہ بنایا گیا یا بادشاہت ایک موروثی حق ہوگئی حالانکہ اسلام میں شروع زمانہ سے خلافت موروثی چیز نہ تھی ورنہ آنحضرتؐ کے بعد امام حسنؓ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے، مگر افسوس کہ اب تک مسلمانوں کو عقل نہیں آئی اور آپس میں اتفاق اور صلاح اور مشورے کرکے اپنا امام مقرر نہیں کرتے اگر اب بھی اس تباہ کن رسم کو توڑ دیں اور حسب سابق خلفاء راشدین کی طرح مجلس شوریٰ مقرر کریں اور امام ارکان مجلس کے اتفاق سے یا کثرت رائے سے بطور میر مجلس منتخب ہوا کرے تو پھر کیا کہنا مسلمانوں کے گذرے ہوئے دن پھر لوٹ آئیں اور ان کی ساری خرابی دور ہو جائے۔ [2] اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ۸ھ ماہ رجب کا ہے، اس وقت تو قریش سے صلح کی ہوئی تھی بعضوں نے کہا کہ یہ غزوہ جہینہ کی قوم پر تھا جو سمندر کے متصل رہتی تھی بعضوں نے کہا یہ واقعہ ۶ھ کا ہے صلح حدیبیہ سے پہلے ۱۲ منہ [ع] صلاح اور مشورے اور رضامندی سے ۱۲ منہ [عہ] نہ یہ کہ جبر اور زور سے تلوار کے ڈر سے ۱۲ منہ

كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا

تھوڑا تھوڑا ہمیں کھانے کے لئے دیتے رہے۔ آخر وہ بھی ختم ہوگیا۔ پھر تو ہمیں روزانہ صرف ایک کھجور فی کس ملا کرتی۔

وہب کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا بھلا ایک کھجور سے کیا کام چلتا ہوگا۔ انہوں نے کہا حقیقت تو یہ ہے کہ ایک کھجور بھی غنیمت تھی۔ جب وہ بھی میسر نہ رہی تو ہمیں اس کی قدر معلوم ہوئی۔

بعدازاں ہم سمندر پر پہنچے وہاں (خدا کی قدرت) بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی (کنارے پر) پڑی ملی۔ پورا لشکر اس کا گوشت اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ جب وہاں سے چلنے لگے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اس کی دو پسلیاں کھڑی کی جائیں چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ کسا گیا، وہ اونٹ کجاوہ سمیت ان کے نیچے سے مس ہوئے بغیر ادھر سے ادھر نکل گیا۔

۴۰۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ جَابِرٌ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو بن دینار) حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ ہمارے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم لوگ قریش کے قافلے کی تاک میں تھے۔ بہرکیف ہم سمندر کے کنارے نصف ماہ تک پڑے رہے۔ سخت بھوک کی وجہ سے پتے کھاتے رہے۔ اسی وجہ سے اس فوج کا نام پتوں کی فوج رکھ لیا گیا[1]۔ آخر (خدا کی مہربانی ایسی ہوئی کہ) سمندر نے ایک جانور نکال کر پھینک دیا جسے عنبر کہتے ہیں۔ ہم آدھے مہینے تک اسے کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملتے رہے۔ جیسے موٹے تازے پہلے تھے ویسے ہی ہوگئے[2]۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (واپسی پر) اس کی ایک پسلی لی اسے کھڑا کیا اور سارے لشکر میں جو سب سے لمبا آدمی تھا[3] اسے مقرر کیا (اور وہ اس کے نیچے سے گذر گیا)

سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ یہ لفظ بھی کہے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار کر کے اس پسلی کے نیچے سے گزارنا چاہا تو (وہ) بخوبی نکل گیا۔ جابر نے

[1] اس کی کھال سے ڈھالیں بناتے ہیں ۱۲ منہ [2] فاقہ کشی سے جو دبلا پن ہو گیا تھا وہ جاتا رہا ۱۲ منہ [3] قیس بن سعد بن عبادہ ۱۲ منہ

وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ اِنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ صَالِحٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِاَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ

فرمایا ہے کہ لشکر میں ایک لمبا آدمی تھا۔ اس نے (لوگوں کے کھانے کے لئے) تین اونٹ ذبح کئے پھر (دوسرے دن بھی) تین اونٹ ذبح کئے پھر (تیسرے دن بھی) تین اونٹ ذبح کئے۔ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے (اونٹ ذبح کرنے سے) منع کر دیا (مبادا سواریوں کی قلت واقع ہو جائے اور سفر کرنا مشکل ہو جائے)

عمرو بن دینار کہتے تھے ہمیں ابوصالح ذکوان نے بتایا کہ قیس ابن سعد نے اپنے والد (سعد بن عبادہ) کو واقعہ ان الفاظ میں بتایا۔ میں بھی اس لشکر میں تھا۔ لوگوں کو بھوک لگی، ابوعبیدہ نے کہا اونٹ نحر (ذبح) کرلے۔ میں نے ذبح کیا۔ پھر بھوک لگی تو انہوں نے کہا اونٹ نحر (ذبح) کرلے۔ میں نے ذبح کیا (تیسری بار) پھر بھوک لگی انہوں نے کہا۔ اونٹ نحر (ذبح) کرلے۔ میں نے ذبح کرلیا۔ پھر بھوک لگی۔ انہوں نے کہا نحر (ذبح) کر۔ یعنی کاٹ لے (پھر قیس کہتے ہیں) مجھے اونٹ کاٹنے سے منع کر دیا گیا۔

۴۰۲۸۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَّيِّتًا لَّمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَاَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَاَكَلَهُ۔

(از مسدد از یحیٰی از ابن جریج از عمرو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم پتّوں والے لشکر میں شریک تھے (اس لشکر نے بھوک کی وجہ سے پتے کھائے تھے) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سردار تھے۔ ہمیں بے انتہا بھوک نے ستایا (خدا کی قدرت) سمندر نے ایک مردہ مچھلی کنارے پر پھینک دی۔ ویسی بڑی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس مچھلی کا نام عنبر ہے۔ نصف ماہ تک برابر اسے ہم نے بطور غذا استعمال کیا۔ (آخر میں) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی (وہ کھڑی کی گئی) تو اونٹ مع سوار اس کے نیچے سے نکل گیا۔

ابن جریج کہتے ہیں مجھ سے ابوالزبیر نے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر والوں سے کہا کہ اس کا گوشت کھاؤ۔ جب ہم مدینے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو روزی تمہارے لئے پیدا کی اسے کھاؤ۔ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ماندہ) ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ چنانچہ یہ سن کر بعض حضرات اس مچھلی کا بچا ہوا گوشت لے کر آئے۔ آپ نے بھی تناول فرمایا۔

بَاب ۲۲۳۶ حَجِّ اَبِیْ بَکْرٍ بِالنَّاسِ فِیْ سَنَةِ تِسْعٍ -

باب ۹ھ ہجری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کے ساتھ حج ادا کرنا

۴۲۹- حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ ابْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ فِیْ رَهْطٍ یُؤَذِّنُ فِی النَّاسِ لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ -

(از سلیمان بن داؤد ابوالربیع از فلیح از زہری از حمید بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس حج میں جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا اور جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر الحج مقرر کرکے بھیجا تھا[1]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ منادی کرنے کے لئے مقرر کیا کہ "اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے کا مجاز نہیں، اور نہ ہی کسی کو برہنہ ہوکر طواف بیت اللہ کی اجازت ہے۔"

۴۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ رض قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ کَامِلَةً بَرَآءَةٌ وَّاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَآءِ یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ -

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل از ابواسحٰق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے آخری سورت جو پوری نازل ہوئی سورۂ براءت ہے اور آخری آیت جو نازل ہوئی وہ سورت نساء کی یہ آیت ہے۔ یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ[2]۔

بَاب ۲۲۳۷ وَفْدِ بَنِیْ تَمِیْمٍ

باب وفد بنی تمیم[3]

۴۳۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِیِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رض قَالَ اَتٰی نَفَرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰی یَا بَنِیْ تَمِیْمٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَرُئِیَ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ فَجَآءَ نَفَرٌ مِّنَ الْیَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰی

(از ابونعیم از سفیان از ابوصخرہ از صفوان بن محرز مازنی) عمران ابن حصین سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے کچھ آدمی (۹ھ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اے بنی تمیم (بہشت کی بشارت) قبول کرو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ بشارت دیتے ہیں تو کچھ دنیاوی مال بھی عطا فرمایئے۔ یہ سنتے ہی آپ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار نمایاں ہوگئے[4]۔ اس کے بعد یمن سے (قبیلہ اشعر کے) چند آدمی آئے۔ آپ نے فرمایا بنی تمیم نے تو یہ بشارت قبول نہیں کی، تم قبول کرلو۔

---

[1] یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، یہ واقعہ ۹ھ کا ہے ۱۰ھ میں تو حج الوداع ہوا اس پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت ابوبکرؓ ماہ ذی قعدہ میں مدینے سے نکلے تھے ان کے ساتھ تین سو صحابہ تھے اور آنحضرتؐ نے بیس اونٹ بھی قربانی کے لئے انکے ساتھ بھیجے تھے ۱۲ منہ [2] یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ سورۂ براءت سب کی سب ایک بار نہیں اتری شاید راوی کی مراد یہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ یکبارگی اترا ۱۲ منہ [3] یہ ۹ ہجری کے اخیر میں آئے تھے جب آنحضرتؐ جعرانہ سے لوٹ کر آئے تھے ان ایلچیوں میں عطارد اور اقرع اور زبرقان اور عمرو اور حباب اور نعیم اور قیس اور عیینہ بن حصین تھے ۱۲ منہ [4] ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بہشت کی سی عمدہ اور دائمی نعمت کو خوشخبری قبول نہ کی اور دنیائے دنی کے طالب ہوئے ۱۲

إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ.

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے قبول کی۔

باب ۲۲۳۸ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ ابْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَغَارُوا وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبَى مِنْهُمْ نِسَاءً.

باب محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عنبر جو بنی تمیم ہی کی ایک شاخ ہیں، سے جنگ کرنے کے لئے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تو انہوں نے شبخون مارا اور کئی مرد قتل کر کے کئی عورتوں کو قید کر لیا[1]

۴۰۳۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِي.

(از زہیر بن حرب از جریر از عمارہ بن قعقاع از ابو زرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بنی تمیم سے اس وقت سے برابر محبت کرنے لگا ہوں جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق تین باتیں سنیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بنی تمیم دجال کے مقابلے میں تمام مسلمانوں میں سخت ترین رویہ رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنی تمیم ہی کی ایک عورت قید تھی۔ آپ نے حکم دیا یہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہے، اسے آزاد کر دو۔ جب وہاں سے (بنی تمیم سے) زکوٰۃ آئی تو فرمایا یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے[2]

۴۰۳۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنی تمیم کے چند سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی کہ ہم میں کسی کو امیر مقرر فرما دیجئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا سردار قعقاع بن معبد بن زرارہ کو متعین کیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس کو مقرر فرمائیے۔ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو تو محض میری

---

[1] اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ بنی عنبر نے خزاعہ کی قوم پر زیادتی کی آپ نے عیینہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ ان پر بھیجا۔ کوئی انصاری یا مہاجر اس لڑائی میں شریک نہ تھا۔ کہتے ہیں عیینہ نے اس تھوڑی فوج سے بنی عنبر کی گیارہ عورتوں اور گیارہ مردوں کو قید کر لیا تیس بچے پکڑ لئے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ بنی تمیم الیاس بن مضر میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں ۱۲ منہ

أَرَدْتُمْ إِلَّا خِلَافِي قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا حَتَّى انْقَضَتْ۔

مخالفت کرنا چاہتے ہیں (اور کوئی غرض نہیں) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں میری غرض مخالفت کرنے کی نہیں[1]۔ دونوں میں اتنا جھگڑا ہوا کہ آوازیں بلند ہوئیں۔ آخر سورۂ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی طرف سے کوئی اقدام نہ کرو۔ آخر تک۔

بَابٌ ۲۲۳۹ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ.

باب وفد عبد القیس[2]

۴۰۳۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ لِي جَرَّةً تُنْتَبَذُ لِي نَبِيذٌ فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِي جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوسَ خَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامٰى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(از اسحاق از ابو عامر عقدی از قرّہ) ابو جمرہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں نبیذ (کھجور کا شربت) بنایا جاتا ہے، مٹھاس قائم رہنے تک پیتا رہتا ہوں۔ اور بعض اوقات بہت پی لیتا ہوں۔ اور لوگوں کے پاس زیادہ دیر بیٹھ کر یہ خوف محسوس ہوتا ہے کہیں میری فضیحت اور رسوائی نہ ہو جائے (مبادا وہ لوگ کہیں یہ نشے میں ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں قبیلہ عبد القیس کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے[3] آپ نے فرمایا۔ تمہارا آنا مبارک ہے۔ نہ تم نقصان میں رہے نہ شرمسار ہوئے۔ (بخوشی اسلام قبول کر لیا جنگ سے مغلوب ہو کر مسلمان ہوتے تو ذلت و ندامت ہوتی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلۂ مضر کے کفار رہتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں صرف چاروں حرام مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں (جن میں عرب جنگ و جدال سے باز رہتے ہیں) لہٰذا اجمال و اختصار کے ساتھ دین کی تمام باتیں بیان فرما دیجئے کہ ان پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن سکیں اور دوسروں کو بھی ان اعمال کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے روکتا ہوں[4] (جن کا حکم کرتا ہوں) ایمان باللہ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ ایمان نام ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (خدا کے سوا کوئی معبو

---

[1] بلکہ میں مصلحت کی بات کہتا ہوں ۱۲ منہ [2] عبد القیس ایک مشہور قبیلہ تھا جو بحرین پر رہتا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے بعد وہیں جمعہ کی نماز پڑھی گئی ۱۲ منہ [3] یہ ایلچی دو بار آئے پہلے تیرہ آدمی تھے اور دوسری بار چالیس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہنچنے سے پہلے صحابہ کو ان کے آنے کی خوشخبری دے دی تھی ان ایلچیوں میں اشج بھی تھا جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں عمدہ ہیں اخیر حدیث تک ۱۲ منہ [4] ان چار باتوں کا تو عام سب لوگوں کو حکم ہے اور پانچویں بات کا خاص کر کے تم کو ۱۲ منہ

وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ مَّا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حقیقی نہیں) کی گواہی دے گا۔(۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) روزہ ہائے رمضان رکھنا۔ اور مالِ غنیمت میں سے خمس (اللہ و رسول[۲] کا) ادا کرنا۔ چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے خول (برتن) کریدی ہوئی لکڑی کے برتن، سبز لاکھی گھڑے یا مرتبان اور روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے[۱]۔

۴۰۳۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَّإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ۔

(از سلیمان بن حرب، از حماد بن زید از ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ وفد عبد القیس نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور قبیلہ مضر کے کفار ہمارے اور آپ کے درمیان حائل ہیں وہ ہمیں آپ تک آنے نہیں دیتے۔ بس چار حرام مہینوں میں ہم حاضر خدمت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا دین کی چند (بنیادی) باتیں فرما دیجئے جن پر ہم خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔

(اوامر) خدا[۱] پر ایمان لانا یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، آپ نے ایک انگلی بند کی۔ نماز[۲] صحیح طریقے سے ادا کرنا زکوٰۃ[۳] دینا۔ مالِ غنیمت سے خُمس ادا کرنا۔ اور ان باتوں سے روکتا ہوں۔ کدو[۱] کے خول (برتن) کریدی[۲] ہوئی لکڑی کے برتن۔ سبز[۳] لاکھی برتن۔ روغنی[۴] برتن میں نبیذ بھگونے سے۔

۴۰۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو ح وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمرو بن حارث از بکیر) دوسری سند (از ابو عبد اللہ از بکر بن مضر از عمرو بن حارث از بکیر) حضرت کریب غلام ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عبد الرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ تینوں نے کریب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ انہیں ہم سب کی طرف سے سلام کہو اور ان سے یہ دریافت کرو

[۱] یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ

فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيهِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي إِلَى عَائِشَةَ رض فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُومِي إِلَى جَنْبِهِ فَقُولِي تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عصر کے بعد دو رکعتیں (سنت) پڑھی ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ سنتیں پڑھا کرتی ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ اس سے منع فرماتے تھے (یعنی عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے سے) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں تو حضرت عمرؓ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس بات پر زدوکوب کیا کرتا تھا۔[1]

کریب کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تینوں حضرات کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کر۔ میں واپس ان حضرات کے پاس آیا ان سے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا۔ چنانچہ انہوں نے ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیا انہیں اسی طرح پیغام دیا جیسے حضرت عائشہؓ کو دیا گیا تھا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اس سے منع فرماتے تھے۔ پھر (ایک مرتبہ) آپ نماز عصر پڑھ کر میرے پاس آئے اس وقت انصاری قبیلہ بنی حرام کی چند عورتیں میرے پاس بیٹھی تھیں، آپ نے یہ دوگانہ پڑھا۔ میں نے اپنی کنیز کو آپ کے پاس بھیجا۔ اس سے کہہ دیا آپ کے پاس جا کر کھڑی ہو اور کہہ ام سلمہؓ پوچھتی ہیں میں نے تو سنا ہے کہ آپ ان رکعتوں کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں اب آپ خود ہی یہ پڑھ رہے ہیں، اگر آپ ہاتھ سے اشارہ کریں تو ہٹ جانا۔ چنانچہ کنیز گئی اس نے یہی کیا۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا (آپ نماز میں تھے) کنیز ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابو امیہ کی بیٹی[2]! تو نے عصر کے بعد دوگانہ کے متعلق دریافت کیا۔ بات یہ ہے کہ قبیلہ عبد قیس[3] کے چند لوگ مسلمان ہو کر اپنی قوم کا پیغام لے کر میرے پاس آئے۔ مجھے انہوں نے باتوں میں مشغول رکھا۔ ظہر کا دوگانہ نہ پڑھ سکا تھا تو اب اسے پڑھا ہے[4]۔

---

[1] معلوم ہوا کہ نماز کی سی عبادت بھی اگر خلاف سنت ادا کی جائے تو اس پر بھی سزا ہو سکتی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ام المؤمنین ام سلمہ کے والد تھے ۱۲ منہ [3] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنے یہ عصر کا دوگانہ نہ تھا بلکہ ظہر کا دوگانہ تھا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے طحاوی کی روایت میں یوں ہے میرے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے تھے میں ان کو دیکھنے میں یہ دوگانہ بھول گیا تھا پھر یاد آیا تو میں نے مسجد میں لوگوں کے سامنے اس کا ادا کرنا بُرا جانا اور یہاں گھر میں تیرے پاس آ کر پڑھ لیا ۱۲ منہ

۴۰۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى يَعْنِي قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ -

(از عبد اللہ بن محمد جعفی از ابو عامر عبد الملک از ابراہیم بن طہمان از ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مسجد نبوی کے بعد جمعہ سب سے پہلے عبد القیس کی مسجد میں، مقام جواثی میں جو بحرین کے ایک گاؤں کا نام ہے، ہوئی۔

باب ۲۲۴ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ وَحَدِيثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

باب وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے حالات[1]

۴۰۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ

(از عبد اللہ بن یوسف از لیث از سعید بن ابی سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف روانہ فرمائے۔ وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے اور مسجد کے ایک ستون سے لا کر باندھ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے۔ دریافت کیا ثمامہ! کیا سمجھا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا) اس نے جواب دیا، بہتر ہے۔ اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو ایک قاتل کو قتل کریا (میں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے[2]) اگر احسان کر کے بری کر دیا تو میں شکر گذار رہوں گا۔ اگر آپ میرے بدلے مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں گے طلب کریں وہ بھی حاضر ہے۔ یہ سن کر آپ نے ثمامہ کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر دوسرے دن اس کے پاس تشریف لائے پوچھا ثمامہ! کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں تو کل، عرض کر چکا۔ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گذار بندے پر احسان ہو گا۔ آپ نے ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو آپ پھر تشریف لائے فرمایا ثمامہ! کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں تو عرض کر چکا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو اور اسے چھوڑ دو۔

---

[1] بنی حنیفہ ایک مشہور قبیلہ ہے یمامہ میں مکہ اور یمن کے درمیان یہ ایلچی ۹ھ میں آئے تھے واقدی نے کہا وہ سترہ آدمی تھے ان میں مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور ثمامہ ابن اثال تو فضلائے صحابہ میں سے ہیں ان کا قصہ بنی حنیفہ کے قاصدوں کے آنے سے پہلے کا ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر آپ مجھ کو ماریں تو ایسے شخص کو ماریں گے جس

فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَیَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِیْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰی فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا يَاْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰی يَاْذَنَ فِيْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا) وہ مسجد کے قریب ایک پانی پر (یا کھجور کے باغ میں) گیا۔ اس نے غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے کسی چہرے پر غصہ نہیں آتا تھا۔ اب آپ کا چہرۂ انور دنیا بھر کے چہروں سے محبوب تر ہے۔ خدا کی قسم آپ کے دین سے زیادہ مجھے کسی دین سے نفرت نہیں تھی، اب آپ کا دین سب دینوں سے زیادہ مجھے پسند ہے۔ خدا کی قسم آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کسی شہر سے نفرت نہیں تھی، اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے اس حال میں گرفتار کر لیا جب میں عمرے کی نیت سے جا رہا تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو جا عمرہ ادا کر۔

جب ثمامہ رضی اللہ عنہ (برائے عمرہ) مکے پہنچے تو کسی کافر نے کہا ثمامہ! تو نے دین بدل دیا؟ اس نے کہا نہیں تو، میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں اور تم (مکے کے کافرو!) یہ سمجھ لو کہ یمامہ کے ملک سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں گے۔[1]

۴۰۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِیْ مُحَمَّدٌ مِّنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِیْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ

(از ابوالیمان از شعیب از عبداللہ بن ابی حسین از نافع بن جبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسیلمہ کذاب نے (مدینے میں آ کر) کہا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ منتخب کر لیں تو میں ان کا فرمانبردار بن سکتا ہوں (مسلمان ہو جاتا ہوں) مسیلمہ اپنے ساتھ اپنی قوم کے بہت سے آدمی لائے ہوئے تھا۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس

---

[1] مکے کے کافروں نے ثمامہ سے پوچھا تو نے اپنا دین بدل ڈالا تو ثمامہ نے یہ جواب دیا میں نے دین نہیں بدلا بلکہ اللہ کا تابعدار بن گیا ہوں ثمامہ کا یہ کہنا بالکل صحیح تھا کیونکہ پہلے ثمامہ کا کوئی دین ہی نہ تھا شرک کوئی دین تھوڑے ہے بلکہ ایک لغو خیال اور اعتقاد ہے کہتے ہیں ثمامہ نے یمامہ میں جا کر یہ حکم دیا کہ مکے کے کافروں کو غلہ نہ بھیجو آخر مکہ والوں نے مجبور ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا کہ آپ تو ناطہ پروری کرتے ہیں؟ ہمارا غلہ کیوں رکوا دیا ہے اس وقت آپ نے ثمامہ کو حکم دیا کہ مکہ کو غلہ واگذار کر دے ۱۲ منہ [2] یعنی بنی حنیفہ کے لوگوں کو ۱۲

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِطْعَۃُ جَرِیْدٍ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی مُسَیْلِمَۃَ فِیْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِیْ ھٰذِہِ الْقِطْعَۃَ مَآ اَعْطَیْتُکَھَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰہِ فِیْکَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰہُ وَاِنِّیْ لَاَرَاکَ الَّذِیْ اُرِیْتُ فِیْہِ مَا رَاَیْتُ وَھٰذَا ثَابِتٌ یُّجِیْبُکَ عَنِّیْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْہُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ اَرَی الَّذِیْ اُرِیْتُ فِیْہِ مَا رَاَیْتُ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَآ اَنَا نَآئِمٌ رَاَیْتُ فِیْ یَدَیَّ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَھَبٍ فَاَھَمَّنِیْ شَاْنُھُمَا فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْھُمَا فَنَفَخْتُھُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُھُمَا کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا الْعَنْسِیُّ وَالْاٰخَرُ مُسَیْلِمَۃُ۔

کے پاس تشریف لائے (اسے سمجھانے اور دعوت اسلام دینے کے لئے) آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس (انصار کے خطیب) تھے۔ آپ کے ہاتھ میں (کھجور کی) ایک چھڑی تھی۔ آپ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہوئے (اس نے کہا آپ مجھے اپنا شریک کر لیجیے) آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے تب بھی میں نہیں دوں گا، اللہ نے تیری تقدیر میں جو لکھ دیا ہے تو اس سے بچ نہیں سکتا۔ اگر تو اسلام نہ لایا تو اللہ تجھے تباہ کر دیگا۔ میں تو سمجھتا ہوں تو وہ شخص ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھے (خواب میں) دکھلادی ہے[1]۔ اور میری طرف سے یہ ثابت بن قیس تجھ سے گفتگو کرے گا۔ یہ فرما کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا "تو وہ شخص ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھے (خواب میں) دکھلادی ہے"۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں تو مجھے فکر پیدا ہوئی (یہ زنانہ زیور میرے ہاتھ میں کیسے؟) پھر خواب ہی میں مجھے حکم ہوا ان پھونک مار۔ چنانچہ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر سمجھی کہ میرے بعد دو جھوٹے[2] شخص پیغمبری کا دعویٰ کریں گے۔ ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

۴۴۔ حَدَّثَنَآ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ ھَمَّامٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رض یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَآ اَنَا نَآئِمٌ اُتِیْتُ بِخَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ کَفِّیْ سِوَارَانِ مِنْ ذَھَبٍ فَکَبُرَا عَلَیَّ

(از اسحاق بن نصر از عبد الرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ دنیا کے تمام خزانے میرے پاس لائے گئے۔ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے وہ مجھے بھاری معلوم ہوئے (گراں گزرے)

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا آپکے ہاتھ میں دو کنگن ہیں آپنے پھونک ماردی تو وہ اڑ گئے ایک کنگن سے مسیلمہ کذاب مراد تھا دوسرے کنگن سے اسود عنسی ۱۲ منہ

[2] اسود عنسی تو آنحضرتؐ ہی کے زمانہ میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں قتل ہوا۔ سچ آخر سچ ہوتا ہے اور جھوٹ چند روز تک چلتا ہے پھر مٹ جاتا ہے دیکھو اسود اور مسیلمہ کا ایک تابعدار بھی باقی نہ رہا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار قیامت تک قائم رہیں گے روز بروز ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور بڑی نشانی اسلام کے سچے دین ہونے کی یہ ہے کہ نصرانی حاکم وقت ہو کر لاکھوں روپئے تبلیغ پر خرچ کر کے بھی اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۱۲ منہ

فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

پھر مجھے حکم ہوا انہیں پھونک دو چنانچہ میں نے پھونک دیا وہ دونوں کنگن (اڑ) گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ ان کنگنوں سے وہ دونوں کذاب مراد ہیں جن کے درمیان میں ہوں ایک صنعاء والا (اسود عنسی) اور دوسرا یمامہ والا (مسیلمہ کذاب)

۴۱۰۴۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَاِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ اَخْيَرُ مِنْهُ اَلْقَيْنَاهُ وَاَخَذْنَا الْاٰخَرَ فَاِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهٖ فَاِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْاَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَّلَا سَهْمًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ اِلَّا نَزَعْنَاهُ وَاَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَّسَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ يَقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا اَرْعَى الْاِبِلَ عَلٰى اَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهٖ فَرَرْنَا اِلَى النَّارِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ۔

(از صلت بن محمد از مہدی بن میمون) ابو رجاء عطاردی کہتے تھے ہم (زمانہ شرک میں) پتھروں کی پوجا کیا کرتے تھے جب ایک پتھر پہلے پتھر سے اچھا نظر آتا تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے دوسرے پتھر کی پوجا شروع کرتے۔ اگر کوئی (پوجا کے قابل) پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ٹیلہ (تبہ) بناتے اور بکری لاکر اس پر دودھ دوہتے پھر اس کے گرد طواف کرتے۔ جب ماہ رجب آتا تو ہم کہتے (تیروں نیزوں کے) پھل اتار ڈالنے کا (جنگ بندی کا) مہینہ آگیا اور ہم ہر نیزے اور تیر کی انی نکال دیا کرتے۔ اور پورا مہینہ وہ انی الگ ہی رہا کرتی (یعنی سامانِ جنگ معطل رہتا)

مہدی بن میمون کہتے ہیں میں نے ابو رجاء سے سنا وہ کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا ہوا، اس وقت میں بچہ تھا، اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبے کی خبر سنی تو ہم (بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) دوزخ کی طرف چل دیئے یعنی مسیلمہ کذاب کے تابعدار بن گئے[1]

بَابُ ۲۲۴۱ قِصَّةِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ

باب اسود عنسی کا واقعہ

۴۱۰۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَّكَانَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ مُسَيْلِمَةَ

(از سعید بن محمد جرمی از یعقوب بن ابراہیم از والدش از صالح از عبداللہ بن عبیدہ بن نشیط) عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذاب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) مدینے میں آیا تھا اور وہاں آکر (اپنی بیوی) حارث ابن کریز کی بیٹی (کیسہ) کے گھر میں قیام کیا۔ یہ کیسہ عبداللہ بن عبداللہ بن

[1] پہلے ابو رجاء مسیلمہ کذاب کے تابعدار بنے تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام کی توفیق دی مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ۱۲ منہ

الْكَذَّابُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحٰرِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحٰرِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ خَطِيبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذَا الْقَضِيبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيبُكَ عَنِّي فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ

عامر کی ماں تھی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت بن قیس بن شماس کو ہمراہ لے کر اس کے پاس آئے یہ ثابت بن قیس وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کہلاتے تھے۔ اُس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ مسیلمہ خبیث کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس سے باتیں کیں (دعوتِ اسلام دی) اس نے کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھے حکومت ملے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خلافت اور حکومت تو کیا) اگر تو یہ چھڑی بھی مجھ سے مانگے تو میں نہ دوں۔ (تو اتنا ذلیل ہے) اور میں تو سمجھتا ہوں تو وہی ملعون ہے جو خواب میں مجھے دکھایا گیا۔ میری طرف سے ثابت بن قیس تجھ سے گفتگو کریں گے۔ یہ فرما کر آپ لوٹ گئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق دریافت کیا جس کا آپ نے ذکر فرمایا تھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ مجھے یہ حدیث بیان کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک بار میں سو رہا تھا خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن پہنا دیئے گئے۔ میں گھبرا گیا اور مجھے وہ بُرے معلوم ہوئے۔ پھر مجھ سے (خواب ہی میں بذریعہ وحی) کہا گیا انہیں پھونک مار دو۔ میں نے پھونک مار دی تو وہ دونوں اڑ گئے۔ اس کی تعبیر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں) میں نے یہ سمجھی کہ کنگنوں سے مراد دونوں کذاب ہیں جو پیدا ہوں گے[1]۔

عبید اللہ کہتے ہیں یہ دونوں شخص اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب تھے۔ اس عنسی کو فیروز نے یمن میں مار ڈالا[2]

---

[1] پیغمبری کا دعویٰ کریں گے لیکن ان کو فروغ نہ ہوگا ۱۲ منہ [2] اور مسیلمہ کذاب کو وحشی نے قتل کیا۔ اسود کے قتل کی خبر وحی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک رات دن پہلے ہو گئی آپ نے اپنے اصحاب کو سنا دی بعد اس کے آدمیوں کے ذریعہ سے یہ خبر ابو بکر رضی کی خلافت میں آئی یہ اسود صنعا میں ظاہر ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل مہاجر بن ابی امیہ پر غالب ہو گیا۔ بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باذان (بقیہ آئندہ)

بَابٌ ۲۲۴ قِصَّةِ اَهْلِ نَجْرَانَ

۳۴۔۴ ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُّلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَاَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَّلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَآ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ـ

باب واقعۂ اہل نجران[1]

(از عباس بن الحسین از یحییٰ بن آدم از اسرائیل از ابو اسحاق از صلہ بن زفر) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عاقب اور سید (نصاریٰ کے دو رئیس) نجران سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (ان کے ساتھ ابوالحارث بن علقمہ پیر پادری بھی تھا[2]) آپ یہ چاہتے تھے کہ وہ آپ سے مباہلہ کریں۔ ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے کہنے لگا مباہلہ نہ کر۔ اگر یہ واقعی سچے پیغمبر ہوں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہماری اور ہماری اولاد کی تباہی ہوگی۔ (وہ رضامند ہوگیا)

چنانچہ دونوں کہنے لگے (ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے) آپ ہم سے اس کے بدلے جو خراج چاہیں لے لیں۔ ہم ہمیشہ دیں گے (جزیہ پر راضی ہوگئے[3])

انہوں نے یہ درخواست کی کہ ایک امانت دار شخص ہمارے ساتھ کردیجئے وہ خائن نہ ہو۔ آپ نے فرمایا ضرور میں تمہارے ساتھ ایک امین کیا پکے امین کو بھیجتا ہوں (جو بے نظیر امانتدار ہوگا) آپ کی یہ بات سن کر صحابہ کرام منتظر ہوگئے (دیکھئے آپ کسے بھیجتے ہیں؟)

پھر آپ نے فرمایا۔ اے ابوعبیدہ بن جراح اٹھ (ان کے ساتھ جا)

جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ یہ ہیں میری امت کے امین۔

۴۴۔۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از ابواسحٰق از صلہ بن زفر) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اہل نجران (جو عیسائی تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا ایک امانتدار شخص ہمارے ساتھ

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہاں کا عامل تھا باذان مرگیا تو اسود نے اس کی جورو مرزبانہ سے نکاح کرلیا اور یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ آخر فیروز ایک شب کو نقب کی راہ سے اس کے گھر میں گھس گئے کیونکہ دروازے پر ایک ہزار چوکیداروں کا پہرہ تھا انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور باذان کی عورت کو مال و اسباب سمیت نکال لائے اس رات کو باذان کی عورت نے اس کو خوب شراب پلائی تھی۔ وہ مردود نشہ میں مدہوش تھا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] نجران ایک بڑا شہر تھا مکہ سے سات منزل پر وہاں نصاریٰ بہت آباد تھے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمجھایا اسلام کی دعوت دی قرآن سنایا پر انہوں نے نہ مانا آخر آپ نے فرمایا اچھا آؤ ہم تم مباہلہ کریں مباہلہ کا معنے اوپر گذر چکا ہے یعنی دو فریق جن میں باہمی اختلاف ہو جب تقریر اور بحث میں قائل نہ ہوں تو دونوں مل کر اللہ سے دعا کریں یا اللہ جو کوئی ہم میں سے غلطی اور ناحق پر اصرار کر رہا ہو اس پر اپنا عذاب اتار ۱۲ منہ [3] آپ نے نجران کے نصاریٰ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ ہزار جوڑے کپڑے کے رجب میں اور ہزار جوڑے صفر میں دیا کریں اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی دیں ۱۲ منہ

جَآءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔

روانہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ضرور میں تمہارے ساتھ سچے اور صحیح امین، کو بھیجوں گا۔ یہ سن کر لوگ انتظار میں رہے (دیکھیں آپ کسے بھیجتے ہیں؟)

چنانچہ آپؐ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

۴۰۴۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

(از ابوالولید از شعبہ از خالد از ابو قلابہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں ایک امین ہوا کرتا ہے اور ہماری امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں[1]

بَاب ۲۲۳ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ

باب واقعہ بحرین و عمان

۴۰۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلٰثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ اَبَا بَكْرٍ فَاَخْبَرْتُهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلٰثًا قَالَ فَاَعْطَانِيْ قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَاَلْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ

(از قتیبہ بن سعید از سفیان از ابن منکدر) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب بحرین سے محصول کا روپیہ آئے گا تو میں تجھے اتنا اتنا یعنی لپ بھر کر روپیہ دوں گا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس روپیہ کے آنے سے پہلے ہی ہو گیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ روپیہ آیا۔ انہوں نے منادی کرائی "جس شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض ہو یا آپ نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آئے (اپنا حق لے لے)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میں یہ منادی سن کر) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اس وعدے کا ان سے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا روپیہ آئے گا تو میں تجھے اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔" غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اتنا روپیہ دے دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد جو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے روپیہ مانگا تو انہوں نے نہ دیا پھر میں گیا، تب بھی نہ دیا تیسری بار گیا جب بھی نہ دیا۔ آخر (مجبوراً) میں نے کہا ایک بار

[1] اس حدیث میں گو باب کا تعلق مذکور نہیں مگر اگلی روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے یہ جملہ اس وقت فرمایا جب نجران کے نصاریٰ نے آپ سے ایک ایماندار شخص کی درخواست کی تھی تو باب کا تعلق باقی رہا ۱۲ منہ

أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي فَقَالَ أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جِئْتُهُ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ۔

میں آیا تو آپ نے نہ دیا، دوسری بار آیا جب بھی آپ نے نہ دیا پھر تیری بار آیا آپ نے نہ دیا۔ اگر آپ کو دینا ہے تو دیجئے ورنہ صاف کہیئے (میں سمجھوں گا) کہ آپ مجھ سے بخل کر رہے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو مجھے بخیل بتاتا ہے اور اس سے بدتر بیماری اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے تین بار یہی جملے کہے پھر کہنے لگے یہ ٹھیک ہے میں نے کسی مرتبہ نہیں دیئے مگر میری نیت دینے کی تھی[1] (البتہ یہ سوچتا رہا کس مد سے دوں؟)

(اسی سند سے) عمرو بن دینار[2] بحوالہ امام محمد باقر علیہ السلام حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا انہیں گن۔ میں نے گنے تو وہ پانچ سو روپے تھے۔ انہوں نے کہا پانچ پانچ سو اور لے لے (تین لپ ہو گئے)

بَابُ ۲۲۴ قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔

باب اشعریوں اور اہل یمن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا[3]۔

ابوموسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا اشعری میرے ہیں، میں ان کا ہوں[4]۔

۷۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نُرَى ابْنَ مَسْعُودٍ وَأُمَّهُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُولِهِمْ وَلُزُومِهِمْ لَهُ۔

(از عبداللہ بن محمد و اسحاق بن نصر از یحیی بن آدم از ابن ابی زائدہ از والدش از ابو اسحاق از اسود بن یزید) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور میرا بھائی دونوں مل کر یمن سے آئے[5] ہم ایک مدت تک یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ (ام عبداللہ) دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے ہیں۔ یعنی اہل بیت سے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بکثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے اور اکثر آپ کے ساتھ رہتے[6]۔

---

[1] میں یہ چاہتا تھا کہ اپنے اپنے حصے یعنے خمس میں سے تجھ کو دوں معلوم ہوا کہ خمس خلیفہ کو ملتا ہے وہ جن کاموں میں مناسب سمجھے اس کو صرف کر سکتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو امام بخاری نے باب من تکفل عن میت دینا میں وصل کیا حدثنا علی بن عبداللہ حدثنا سفیان حدثنا عمرو ۱۲ منہ [3] یہ ۷ ہجری میں خیبر کی فتح کے وقت آئے تھے ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الشرکۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] ابوموسیٰ اشعری دوسرے یمن والوں کے ساتھ پہلے حبش کو پہنچ گئے تھے وہاں سے جعفر بن ابی طالب کے ساتھ مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تھے یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [6] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آپ خیبر میں تھے ۱۲ منہ

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَھْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْمُوْسٰی اَكْرَمَ ھٰذَا الْحَیَّ مِنْ جَرْمٍ وَاِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهٗ وَھُوَ یَتَغَدّٰی دَجَاجًا وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ اِلَی الْغَدَآءِ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُهٗ یَاْكُلُ شَیْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَقَالَ ھَلُمَّ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْكُلُهٗ فَقَالَ اِنِّیْ حَلَفْتُ لَآ اٰكُلُهٗ فَقَالَ ھَلُمَّ اُخْبِرْكَ عَنْ یَمِیْنِكَ اِنَّآ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَاَبٰی اَنْ یَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا یَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ یَلْبَثِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُتِیَ بِنَھْبِ اِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاھَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمِیْنَهٗ لَا نُفْلِحُ بَعْدَھَا اَبَدًا فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنْ لَّآ اَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ فَاَرٰی غَیْرَھَا خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّآ اَتَیْتُ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْهَا۔

(از ابونعیم از عبدالسلام از ایوب از ابو قلابہ) زہدم کہتے ہیں جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے[1] تو وہ قبیلہ جرم کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے۔[2] زہدم کہتے ہیں (ایک بار) ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے وہ ایک مرغی کے گوشت کا ناشتہ کر رہے تھے۔ وہاں ایک اور صاحب بھی موجود تھے۔ ابوموسیٰ نے انہیں بھی کھانے کے لئے بلایا وہ کہنے لگے میں (مرغی نہیں کھاتا۔ میں نے دیکھا وہ نجاست کھاتی ہے۔ اس لئے مجھے اس سے کراہت آتی ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آ بھائی کھالے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نے تو قسم کھا لی ہے (مرغی کبھی نہیں کھاؤں گا) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ادھر آ میں قسم کا بھی علاج بتاتا ہوں۔ ایک بار ہم اشعری لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ہم نے آپ سے سواری مانگی۔ آپ نے فرمایا سواری نہیں ہے۔ دوبارہ ہم نے طلب کی تو آپ نے قسم کھالی کہ ہمیں سواری نہیں دیں گے۔ اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد مال غنیمت میں اونٹ آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پانچ اونٹ عنایت فرمائے۔ ہم سوچنے لگے غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھول گئے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (دھوکہ دیا) غفلت میں رکھا قسم یاد نہیں دلائی۔ ہماری فلاح ناممکن ہے۔ چنانچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواری نہیں دیں گے اور پھر ہمیں آپ نے سواری دے دی۔[3] آپ نے فرمایا مجھے قسم یاد تھی مگر میرا قاعدہ ہے اگر کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف امر کے ارتکاب میں نیکی سمجھتا ہوں تو وہ نیک عمل اختیار کر لیتا ہوں (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)

۴۴۰۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ

(از عمرو بن علی از ابوعاصم از سفیان از ابو صخرہ جامع بن شداد از صفوان بن محرز مازنی) عمران بن حصین کہتے ہیں بنی تمیم کے لوگ

[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کوفہ کے حاکم بن کر ۱۲ منہ [2] جس میں کے ایک شخص زہدم بھی تھے ۱۲ منہ [3] شاید قسم آپ کو یاد نہیں رہی ۱۲ منہ

صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ فَقَالَ أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے - آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ بنی تمیم! وہ کہنے لگے آپ نے ہمیں بشارت دی ہے کچھ روپیہ بھی دلوائیے یہ سنتے ہی آپ کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔

بعد ازاں کچھ اہل یمن آئے آپ نے فرمایا، بنی تمیم نے خوشخبری قبول نہیں کی تم قبول کر لو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے قبول کی [1]

۴۰۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔

(از عبد اللہ بن محمد الجعفی از وہب بن جریر از شعبہ از اسمٰعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم) حضرت ابو مسعود رضی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان اس طرف ہے (یہ کہتے ہوئے) آپ نے یمن کی طرف اشارہ کیا اور جفاء اور سنگدلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دُموں کے پاس چلاتے ہیں۔ نیز جہاں سے شیطان کے سر کے کونے طلوع ہوں گے۔ یعنی یہ لوگ قبیلۂ ربیعہ اور مُضر والے ہیں (ان میں جفاء اور سنگدلی ہے)

۴۰۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از شعبہ از سلیمان از ذکوان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یمن کے لوگ تمہارے پاس آئے ہیں ان کے دل کے پردے باریک ہیں۔ دل نرم ہیں، ایمان و حکمت اہل یمن میں ہے۔ غرور و تکبر اونٹ والوں میں ہے اور اطمینان اور وقار بکری والوں میں۔

غندر نے بحوالہ شعبہ از سلیمان از ذکوان از ابو ہریرہ از

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ حافظ نے کہا اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بنی تمیم کے لوگ تو ۹ھ ہجری میں آئے تھے اور اشعری اس سے پیشتر ۷ھ ہجری میں چکے تھے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شاید کچھ اشعری لوگ بنی تمیم کے بعد بھی آئے ہوں ۱۲ منہ

سُلَيْمٰنَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث روایت کی[1]

۴۰۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ هٰهُنَا هٰهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔

(از اسمٰعیل از برادرش از سلیمان از ثور بن زید از ابوالغیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمنی ہے۔
اور فتنہ (دین کی خرابی) ادھر ہے۔ (قبیلہ ربیعہ اور مضر کی سمت) ادھر سے ہی شیطان کے سر کا کونا نمودار ہوگا۔

۴۰۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ۔

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان کے دل نرم ہیں۔ دل کے پردے باریک ہیں۔ فقہ (دینی سمجھ) اور حکمت بھی یمن والوں میں ہے[2]

۴۰۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيَسْتَطِيعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَقْرَءُوا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُو زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبدان از ابوحمزہ از اعمش از ابراہیم) علقمہ کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ (جلیل القدر صحابی) تشریف لائے۔ انہوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا یہ جوان لوگ (جو تمہارے شاگرد ہیں) تمہاری طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اگر آپ کہیں تو ان میں کسی کو کہوں وہ قرآن سنائے۔ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (کسی کو) کہیئے چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ سے کہا قرآن پڑھ۔
زیاد بن حدیر کے بھائی زید بن حدیر بولے آپ علقمہ کو قرآن پڑھنے کے لئے کہہ رہے ہیں حالانکہ وہ ہم سے زیادہ قاری نہیں ہے ابن مسعودؓ نے فرمایا ٹھہر اگر تو چاہے تو میں وہ ارشاد بیان کروں

[1] اس کو امام احمد نے وصل کیا۔ اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعمش کا سماع ذکوان سے بصراحت معلوم ہو جائے ۱۲ منہ
[2] اس حدیث سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یمن میں رواج ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یمن میں کسی کا تعصب بالکل نہیں ہے۔ دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے سے یہ مطلب ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی نشانی ہے ۱۲ منہ

وَمِلْكَ وَقَوْمِهِ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ آيَةً مِّنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُّلْقٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ۔

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم (بنی اسد) کے حق میں اور جو علقمہ کی قوم کے حق میں فرمایا[1]

(علقمہ کہتے ہیں) بہرکیف میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیات سنائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا فرمائیے کیسے پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا بہت خوب۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس طرح میں پڑھتا ہوں اسی طرح علقمہ بھی پڑھ لیتا ہے۔ پھر انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں تو کہا کیا ابھی تک اس انگوٹھی کے اتارنے کا وقت نہیں آیا (حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے) خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی وہ انگوٹھی اتار ڈالی اور فرمایا۔ اب آپ میرے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کبھی نہ دیکھیں گے۔

اس حدیث کو غندر نے شعبہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اعمش سے[2])

باب ۲۲۴۵ قِصَّةِ دَوْسٍ وَّالطُّفَيْلِ ابْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ۔

باب دوس قبیلے اور طفیل بن عمرو دوسی کا بیان[3]

۴۰۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّائْتِ بِهِمْ۔

(از ابونعیم از سفیان از ابن ذکوان از عبدالرحمن اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ عرض کیا۔ دوس اسلام نہیں لاتے اور نافرمانی کرتے ہیں وہ تباہ ہوئے۔ آپ ان کے لئے بددعا فرمائیے۔ آپ نے (بجائے بددعا کے) دعا فرمائی۔ یا اللہ دوس کو ہدایت کر اور انہیں میرے پاس لے آ۔

---

[1] زید بن حدیر بنی اسد میں سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کو بنی اسد اور غطفان سے اچھا بتلایا اور علقمہ نخع قبیلے کے تھے امام احمد اور بزار نے ابن مسعود سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخع قبیلے کے لئے دعا کرتے تھے اس کی تعریف کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کاش میں بھی اسی قبیلے کا ہوتا ۱۲ منہ [2] اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا شاید خباب سونا پہننے کو مکروہ تنزیہی سمجھتے ہوں تو ابن مسعود نے ان کو تنبیہ کی کہ مردوں کو سونا پہننا حرام ہے ۱۲ منہ [3] دوس ایک قوم ہے یمن میں طفیل بن عمرو اسی قوم میں سے تھے ان کو ذوالنور بھی کہتے ہیں وہ آن کر مسلمان ہو گئے تو آنحضرتؐ نے ان کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اسلام کی دعوت دی لیکن ان کا باپ مسلمان ہوا ماں مسلمان نہیں ہوئی اور قوم والوں نے بھی ان کا کہنا نہ مانا صرف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مانا اس وقت طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا دوس کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے دوس کے لوگوں کو ہدایت دی کہتے ہیں طفیل بن عمرو نے آنحضرتؐ سے کچھ نشانی چاہی آپ نے دعا کی یا اللہ طفیل کو نور دے ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سے ایک نور نکلتا جو رات کو روشن ہو جاتا ابن کلبی نے کہا حبیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا اس کی عمر تین سو برس کی تھی وہ پچھتر آدمیوں کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہو گئے ۱۲ منہ

۴۰۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ ؎

يَا لَيْلَةً مِّنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

وَأَبَقَ غُلَامٌ لِّي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ۔

(از محمد بن علاء، از ابو اسامہ از اسمٰعیل از قیس) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں جب میں (اپنے ملک سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آرہا تھا تو راستے میں یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

اے شب اگرچہ تو بہت طویل اور تکلیف دہ ہے مگر میں پھر بھی تیرا مرہونِ منت ہوں کہ تو نے مجھے دار الکفر (کفر کے گھر) سے تو نجات دلادی۔

(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میرا ایک غلام تھا وہ رستے سے بھاگ گیا۔ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ سے بیعت کی تو اسی اثناء میں میرا وہ مفرور غلام آنکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ! دیکھ تیرا غلام آپہنچا ہے (میں نے فوراً خدا تعالیٰ کی شکر گذاری میں) کہا میں نے اللہ کے لئے اسے آزاد کیا۔"

بَابٌ ۲۲۴۶ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّءٍ وَحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

باب وفد بنی طے اور عدی بن حاتم کا واقعہ[1]

۴۰۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ بَلَى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوا وَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از عبد الملک از عمرو بن حریث) عدی بن حاتم[2] رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی (خلافت کے زمانے میں) خدمت میں ایک وفد کی شکل میں آئے۔ آپ ایک ایک آدمی کو اس کا نام لے لے کر بلاتے جاتے۔ (پہلے مجھے نہیں بلایا) آخر میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں؟ (خوب پہچانتا ہوں۔ تم اس وقت ایمان لائے تھے جب یہ تمام لوگ کافر تھے۔ تم نے اس وقت (اسلام کا) رخ کیا

---

[1] بنی طے ایک قبیلہ ہے اس کا نام طے اس لئے ہوا کہ سب سے پہلے گول کنواں اسی نے بنوایا تھا ۱۲ منہ [2] یہ بنی طے میں سے تھے ان کے باپ وہی حاتم طائی ہیں جن کا نام سخاوت میں اب تک مشہور ہے ۱۲ منہ

عَرَفْتَ اِذْ اَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا اُبَالِي اِذًا۔ تھا جب انہوں نے پیٹھ پھیری تھی۔ تم نے اس وقت وفا کی جب انہوں نے غداری کی (بے وفائی کی)، تم نے اس وقت حق کو پہچان لیا جب انہوں نے حق کا انکار کیا تھا۔ عدی کہتے ہیں۔ میں نے جب خلیفہ کے یہ کلمات سنے (تو مجھے تسلی ہو گئی) تو میں نے کہا، اب مجھے کچھ پرواہ نہیں[1]

تمّ الجزء السّابع عشر ویتلوہ الجزء الثّامن عشر انشاء اللہ تعالیٰ

[1] یعنی جب تم میرا حال جانتے ہو اور میری قدر جانتے ہو تو اب مجھ کو اس کا کوئی رنج نہیں ہے کہ تم نے پہلے اور لوگوں کو بلایا مجھ کو نہیں بلایا۔ پہلے عدی بن حاتم نصرانی تھے ان کی بہن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار پکڑ لائے۔ آپ نے ان کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دیا اس کے بعد بہن کے کہنے پر عدی بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے ۱۲ منہ

اٹھارھواں پارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۲۲۴۷ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۰۵۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَعَهٗ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حجۃ الوداع[1]

(از اسمٰعیل بن عبد اللہ از مالک از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ہم نے عمرے کا احرام باندھا (جب مکے میں پہنچے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہو وہ حج اور عمرے دونوں کی نیت کرے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک حج اور عمرے دونوں سے فراغت حاصل نہ کرلے۔غرض جب میں آپ کے ساتھ مکے میں پہنچی تو حالت حیض میں تھی۔میں نے نہ تو بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا و مروہ میں سعی کی آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (کہ ایام حج آپہنچے اور ابھی تک میرا عمرہ ہی پورا نہیں ہوا) آپ نے فرمایا تو اپنا سر کھول ڈال بالوں میں کنگھی کرلے اور حج کا احرام باندھ لے۔عمرہ رہنے دے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔جب میں حج ادا کرچکی تو آپ نے مجھے عبد الرحمٰن (میرے بھائی) کے ساتھ تنعیم کی طرف روانہ کیا۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے مدینہ میں ہجرت کی بس یہی حج کیا لیکن ہجرت سے پہلے تین حج کئے ہیں جس کو زمذہ نے نکالا۔بعضوں نے کہا آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے آپ پچیسویں ذیقعد کو ہفتہ کے دن مدینہ سے نکلے تھے۔ابن حزم نے کہا جمعرات کے دن بعضوں نے کہا جمعہ کے دن لیکن صحیح یہ ہے کہ ہفتہ کا دن تھا کیونکہ اس سال غرۂ ذی الحجہ جمعرات کے دن تھا اور وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا اور صحیحین میں انس سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر نکلے۔اس سے معلوم ہوا کہ جس دن آپ نکلے وہ جمعہ کا دن نہ تھا ۱۲ منہ

مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِیْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَّجَعُوْا مِنْ مِّنًی وَاَمَّا الَّذِیْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا۔

میں نے وہاں سے عمرے کا احرام باندھا۔ آپ نے فرمایا یہ عمرہ اس عمرے کے بدلے میں ہے (جو تم نے ترک کر دیا تھا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے (مکے پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر احرام کھول ڈالا۔ اس کے بعد جب (حج کر کے) منٰی سے لوٹے تو حج کا دوسرا طواف کیا۔ (یعنی پھر صفا و مروے میں سعی کی) اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کی نیت کی تھی انہوں نے ایک ہی سعی کی۔[1]

۴۰۵۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ رض قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَمِنْ اَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ اَنْ یَّحِلُّوْا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض یَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ۔

(از عمرو بن علی از یحیی بن سعید از ابن جریج از عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں عمرہ کرنے والا جب طواف کعبہ کر چکے تو حلال ہو جاتا ہے (یعنی اسے احرام والی ممنوعات جائز ہو جاتی ہیں) ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے دریافت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے "پھران کا حلال ہونا بیت العتیق کے پاس ہے۔" دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حجۃ الوداع میں احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے کہا یہ احرام کھول ڈالنا تو اس وقت ہے جب وقوف عرفات ہو جائے۔ انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ خیال تھا کہ عرفات میں پہنچنے سے قبل اور بعد ہر حال میں (جب طواف کر لے) احرام کھول سکتا ہے۔

۴۰۶۰۔ حَدَّثَنَا بَیَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رض قَالَ قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَیْفَ اَهْلَلْتَ قُلْتُ

(از بیان از نضر از شعبہ از قیس از طارق) ابو موسیٰ اشعری رض کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے حج کا احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے پوچھا۔ احرام میں کیا پکارا؟ میں نے عرض کیا۔ "لبیک باہلال کا ہلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] کیونکہ عمرے کے ارکان حج میں شریک ہو گئے علیحدہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے یہاں صرف اس لئے اس کو لائے کہ اس میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے ۱۲ منہ

لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِيْ

یعنی وہی احرام باندھتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ آپ نے فرمایا تو بیت اللہ کا طواف کر کے صفا و مروہ پر دوڑ کر احرام کھول ڈال۔ میں نے طواف کیا صفا و مروہ میں سعی کی اور (احرام کھول کر) قیس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میری جوئیں نکالیں۔

۴۰۶۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُّ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَسْتُ اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ هَدْيِيْ۔

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از موسیٰ بن عقبہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حجۃ الوداع والے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا کہ (طواف اور سعی کر کے) احرام کھول ڈالیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں نہیں احرام کھولتے۔ آپ نے فرمایا میں نے سر کے بال جما لیے ہیں اور قربانی کو ہار ڈال کر ساتھ لایا ہوں۔ میں جب تک اپنی قربانی ذبح نہ کر لوں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا۔

۴۰۶۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری)

دوسری سند (از محمد بن یوسف از اوزاعی از ابن شہاب از سلیمان بن یسار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اونٹ پر) حجۃ الوداع کے موقع پر سوار تھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (آپ کے چچا زاد بھائی) آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ حج جو اللہ کا فرض ہے اس کے بندوں پر اس وقت فرض ہوا جب میرا باپ اتنا ضعیف العمر ہے کہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں (ہو سکتا ہے)[1]

۴۰۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

(از محمد بن رافع از سریج بن نعمان از فلیح از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس سال مکہ فتح ہوا آپ قصواء اونٹنی پر سوار اسامہ بن زید کو پیچھے

[1] یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے یہاں اس کو اس لئے لائے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے ۱۲ منہ

قَالَ اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ اُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتّٰى اَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَاءَهٗ بِالْمِفْتَاحِ فَفُتِحَ لَهُ الْبَابُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ ثُمَّ اَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُّ بِلَالًا قَائِمًا مِّنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْئَلَهٗ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ۔

۴۰۶۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُمَا اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ

بٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلالؓ (مؤذن) اور عثمان بن طلحہ حجبی (کعبہ کے کلید بردار) تھے آپؐ نے کعبے کے پاس اونٹنی کو بٹھایا پھر عثمان سے فرمایا کنجی لائیے، کعبے کا دروازہ کھولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اسامہؓ، بلالؓ اور عثمان سمیت کعبے کے اندر گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ بڑی دیر تک دن کو وہاں ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے تو دوسرے لوگ داخلے کے لیے لپکے، ابن عمرؓ کہتے ہیں میں اور لوگوں سے آگے پہنچا پس میں نے دیکھا بلالؓ دروازے کے پیچھے کھڑے ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں کس جگہ نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا ان دونوں اگلے ستونوں کے درمیان، ان دنوں کعبے کے چھ ستون تھے، تین تین ستونوں کے دو حصے، آپ نے پہلے حصے کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ کعبے کا دروازہ پیٹھ کی طرف کیا اور دیوار کی طرف منہ کیا جو اندر داخل ہوتے ہی سامنے ہوتی ہے، نماز پڑھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دیوار سے تین ہاتھ کے قریب فاصلے پر تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بلال رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کرنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟ آپؐ نے جہاں نماز پڑھی، اس کے پاس ہی سرخ سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔[1]

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر و ابو سلمہ بن عبدالرحمن) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حجۃ الوداع میں حالت حیض ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا اس کی وجہ سے ہمیں ٹھہرنا پڑیگا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو مکے واپس آکر طواف زیارت کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر کیا ہے۔ (ہمارے ساتھ کوچ کر

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حدیث میں فتح کا واقعہ مذکور ہے جو سنہ ۸ ہجری میں ہوا اور حجۃ الوداع سنہ ۱۰ ہجری میں تھا ۱۲ منہ [2] مدینہ کو نہ جا سکیں گے آپ سمجھے کہ ابھی انہوں نے طواف الزیارۃ نہیں کیا ۱۲ منہ

فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

(طواف الوداع کی ضرورت نہیں)

۴۰۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ أَلَا إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمر بن محمد از والدش محمد ابن زید بن عبداللہ بن عمرؓ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم حجۃ الوداع کا تذکرہ کیا کرتے تھے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں (بنظر ظاہر موجود تھے۔ ہمیں حجۃ الوداع کا مفہوم معلوم نہ تھا[1] غرض آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی، اس کی ثنا بیان کی۔ پھر مسیح دجال کا مفصل ذکر کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو اس سے نہ ڈرایا ہو حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے پیغمبروں نے بھی ڈرایا۔ آپ نے فرمایا وہ (قیامت کے قریب) ضرور نکلے گا۔ اگر تمہیں اور کوئی دلیل (اس کے جھوٹے ہونے کی) معلوم نہ ہو تو بھی یہ دلیل کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا۔ تمہارا پروردگار (جل شانہ) کانا نہیں (وہ تو ہر عیب سے پاک ہے) دجال دائیں آنکھ کا کانا ہوگا[2] اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے پھولا ہوا انگور۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے خون اور مال حرام کئے ہیں جیسے اس دن کو حرام کیا ہے اس شہر میں، اس مہینے میں۔ دیکھو میں نے تمہیں احکام الٰہی پہنچا دیئے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا یا اللہ گواہ رہ۔ تین بار یہی فرمایا۔ دیکھو یہ افسوسناک کام نہ کرنا کہ میرے بعد اسلام سے پھر کر کافر ہو جاؤ یا کسی مسلمان کی گردن مارنے لگو[3]

۴۰۶۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابو اسحاق) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جہاد کئے اور ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا۔

[1] کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وداع یا مکہ کا وداع ابن عمر کو یہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وداع مراد ہے اس کے بعد آپ چند ہی روز دنیا میں زندہ رہے گویا یہ حج دنیا سے آپ کی رخصت تھی ۱۲ منہ [2] بعض روایتوں میں یوں ہے کہ بائیں آنکھ کا کانا ہوگا۔ غرض ایک آنکھ اس کی کانی ہوگی ۱۲ منہ [3] کافروں کو چھوڑ کر آپس میں لڑنے لگو۔ یہ آپ کی بیش بہا آخری نصیحت تھی۔ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا بلا وجہ شرعی خون کا کرنا کفر ہے۔ ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے لیکن دوسرے علماء نے تاویل کی ہے مطلب ہے کافروں کا سا فعل نہ کرو ۱۲ منہ

تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّاَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ اُخْرٰى۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ نے ایک حج اس وقت کیا جب مکے میں تھے۔ (مدینے کی طرف ہجرت نہیں کی تھی)[1]

۴۰۶۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيْرٍ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از علی بن مدرک از ابو زرعہ ابن عمرو بن جریر) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مجھے فرمایا لوگوں کو خاموش کر (تاکہ میری بات سنیں) پھر فرمایا لوگو! میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ۔

۴۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثَةٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب از ایوب از محمد بن سیرین از ابن ابی بکرۃ) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع میں) فرمایا۔ زمانہ پھر گھوم کر اسی حال پر آگیا جس حال پر اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے تھے[2] دیکھو بارہ مہینے کا ایک سال ہوتا ہے۔ ان میں لگاتار تین مہینے حرام ہیں ذی القعدہ ذی الحجہ، محرم اور رجب مضر[3] جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہوتا ہے۔

پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں، اس کے بعد آپ خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے شاید آپ اس مہینے کا اور کوئی نام بیان کریں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ پھر آپ خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے

---

[1] یہ ابواسحاق کا خیال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے مکہ میں رہتے وقت بہت حج کئے تھے ہر سال حج کرتے رہتے ۱۲ منہ

[2] ہوا یہ تھا کہ مشرک کم بخت حرام مہینوں کو اپنے مطلب سے پیچھے ڈال دیتے محرم میں لڑنا منظور ہوتا تو صفر کو محرم کر دیتے اسی طرح گول مال مدت سے کرتے چلے آ رہے تھے اتفاق سے جس سال آپ نے حج وداع کیا تو ذی الحجہ کا مہینہ ٹھیک وہی پڑا کافروں کے حساب سے بھی اور واقعی حساب سے بھی اس وقت آپؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اب آئندہ حساب نہ بگاڑو اور ٹھیک اسی حساب سے مہینوں کا شمار رکھو ۱۲ منہ

[3] اس کو مضر کا رجب اس وجہ سے کہا کہ مضر قوم کے لوگ اور مشرکوں سے زیادہ رجب کی تعظیم کرتے۔ اس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے ۱۲ منہ

الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ
بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ
فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَحْسِبُهٗ
قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ
هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ
رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا
بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا
لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلَّغُهٗ
اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ
مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ۔

شاید آپ اس شہر کا اور کوئی نام بیان کریں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ وہی شہر (مکہ)
نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک یہ مکے کا شہر ہے پھر فرمایا اچھا
یہ دن کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے
اس کے بعد خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے شاید آپ اس دن کا اور کوئی نام رکھیں
گے۔ پھر فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک یہ یوم النحر
(قربانی کا دن) ہے۔ آپ نے فرمایا (سنو!) تمہارے آپس کے مسلمانوں کے خون
اور مال، ابن سیرین کہتے ہیں میرا خیال ہے ابو بکرہ نے یہ بھی کہا تمہاری آبروئیں
ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شہر اس مہینے
میں۔ دیکھو تمہیں ایک دن ضرور اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے تمہارے اعمال
کی باز پرس کرے گا۔ خبردار ایسا نہ کرنا کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر
(خون خرابہ کر کے) گمراہ بن جاؤ۔ سنو جو لوگ تم میں یہاں موجود ہیں وہ یہ حدیث
ان لوگوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ کہا ہے ایسا ہوتا ہے جسے بات پہنچائی
جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے زیادہ اسے یاد رکھتا ہے۔

محمد بن سیرین جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پھر یہ فرمایا۔ دیکھو میں نے خدا کا حکم تمہیں پہنچا دیا۔ دو بارہ یہ فرمایا۔

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيٰنُ الثَّوْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ
شِهَابٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ
الْاٰيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ
اَيَّةُ اٰيَةٍ فَقَالُوا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ
اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَيَّ
مَكَانٍ اُنْزِلَتْ اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان ثوری از قیس بن مسلم) طارق بن شہاب
سے مروی ہے کہ بعض یہودی یوں کہنے لگے اگر (سورہ مائدہ کی)، یہ آیت ہم
لوگوں پر نازل ہوتی تو ہم لوگ اس دن کو عید (خوشی کا دن) مقرر کر لیتے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کونسی آیت؟ انہوں نے کہا۔
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (عید کا دن تو وہ ہم لوگوں میں بھی ہے) میں جانتا
ہوں جہاں یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ آیت اس وقت
نازل ہوئی جب آپ عرفہ کے دن عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے (یعنی حجۃ الوداع میں)[1]

۱؎ ترمذی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ اس دن تو دوہری عید تھی ایک تو جمعہ کا دن دوسرے عرفہ کا دن ۱۲ منہ

۱۷۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضى قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابو الاسود محمد بن عبدالرحمٰن ابن نوفل از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے) روانہ ہوئے۔ ہم میں کسی نے تو عمرے کی نیت کی کسی نے حج کی، کسی نے دونوں کی (قران کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کی نیت کی تھی۔ پھر جس نے صرف حج کی نیت کی تھی یا حج اور عمرہ دونوں کی (اکٹھے) تو اس نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک دسویں تاریخ ذوالحجہ کی نہیں آئی۔

۲۷۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک) یہی حدیث منقول ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں روانہ ہوئے۔

۳۷۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِثْلَهُ۔

(از اسماعیل از مالک) یہی حدیث منقول ہے۔

۴۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ

(از احمد بن یونس از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از عامر ابن سعد) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع میں (میں بیمار ہو گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں ایسا بیمار ہوا کہ قریب الموت تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دیکھتے ہیں میں کتنا سخت بیمار ہوں (بچنے کی امید نہیں) میں بہت مالدار ہوں اور ایک بیٹی کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں۔ میں اپنا دو تہائی مال (اللہ کی راہ میں) خیرات کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا آدھا مال۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ تہائی مال۔ آپ نے فرمایا ہاں تہائی مال خیرات کر سکتا ہے۔ تہائی بہت ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ بہتر ہے نہ کہ انہیں محتاج چھوڑ

وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ رَثَى لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ۔

جائے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تو جو کچھ اللہ کی رضا مندی کے لئے خرچ کرے اس پر تجھے ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمے پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جاؤں گا اور وہ آپ کے ساتھ مدینے چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو پیچھے نہیں رہے گا۔ اگر رہ بھی گیا تو کیا ہے جو کام اللہ کی رضا کے لئے کریگا اس پر تجھے ایک درجہ ملے گا۔ تیرا درجہ بلند ہوگا اور عجب نہیں کہ تیری عمر دراز ہو اور تیری وجہ سے کچھ لوگوں کو (مسلمانوں کو) فائدہ ہو اور کچھ لوگوں (کافروں) کو نقصان ہو۔ یا اللہ میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انہیں پیچھے نہ لوٹا۔ البتہ سعد بن خولہ تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ مکے میں انتقال کر گئے[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بہت صدمہ ہوا۔

۴۰۷۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

(از ابراہیم بن منذر از ابو ضمرہ از موسی بن عقبہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر مبارک منڈوایا۔

۴۰۷۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ

(از عبید اللہ بن سعید از محمد بن بکر از ابن جریج از موسی بن عقبہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور (اکثر) صحابہ کرام نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا اور بعض صحابہ نے بال کترائے۔

۴۰۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ

(از یحیی بن قزعہ از مالک از ابن شہاب) دوسری سند (از لیث[2] بن سعد از یونس از ابن شہاب از عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عتبہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں

[1] یہاں سے ہجرت کی تھی جس ملک سے ہجرت کرے پھر وہاں مرنا اچھا نہیں ہے یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ
[2] اس کو زہریات میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ اَقْبَلَ یَسِیْرُ عَلٰی حِمَارٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًی فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْہُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

ایک گدھے پر سوار ہو کر آ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ میرا گدھا صف کے کچھ حصے کے آگے گذرا۔ پھر میں گدھے سے اتر کر صف میں شریک ہو گیا۔

۴۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ ھِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ سُئِلَ اُسَامَۃُ وَاَنَا شَاھِدٌ عَنْ سَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِہٖ فَقَالَ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَۃً نَصَّ۔

(از مسدد از یحییٰ از ہشام) عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے دریافت کیا اس وقت میں موجود تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنی سواری کیسے چلاتے تھے؟ انہوں نے کہا (عموماً) درمیانی چال سے اور جب رستہ کشادہ ہوتا تو تیز بھی چلاتے۔

۴۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَّالِکٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ الْخَطْمِیِّ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِیْعًا

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از یحییٰ بن سعید از عدی بن ثابت از عبداللہ بن یزید خطمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

بَابٌ ۲۲۴۸ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ وَھِیَ غَزْوَۃُ الْعُسْرَۃِ۔

باب جنگ تبوک کا بیان جسے غزوہ عسرت[1] بھی کہتے ہیں۔

۴۰۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَصْحَابِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُہُ الْحُمْلَانَ لَھُمْ اِذْ ھُمْ مَّعَہٗ فِیْ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ وَھِیَ غَزْوَۃُ تَبُوْکَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

(از محمد بن علاء از ابو اسامہ از برید بن عبداللہ بن ابی بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے جو غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے والے تھے سواریاں مانگنے کے لئے آپؐ کے پاس بھیجا۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھیوں نے سواریاں مانگنے کے لئے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں

---

[1] عسرت کے معنے تنگی اور تکلیف کے ہیں اس جنگ میں صحابہ بہت محتاج تھے سواری اور سامان ہر شے کی تکلیف تھی یہ جنگ ۹ھ ہجری رجب کے مہینے میں ہوئی حج وداع سے پہلے چاہیئے یہ تھا کہ پہلے یہ باب لاتے پھر باب حجۃ الوداع اور شاید امام بخاری رح نے ایسا ہی کیا ہو لیکن سہواً کسی سے مقدم و مؤخر ہو گیا ہو ۱۲ منہ

إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي أَيْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ خُذْ هَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللَّهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا لِي إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُو مُوسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوُا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ

کوئی سواری نہیں دیتا۔ اتفاق سے آپ اس وقت غصے میں تھے۔ مجھ کو معلوم نہ تھا۔ غرض میں بہت رنجیدہ ہو کر لوٹا مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری نہیں دی دوسرا رنج یہ تھا کہیں مبادا سواری مانگنے سے آپ ناراض نہ ہو گئے ہوں[1] میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ بیان کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جو مجھے پکار رہے تھے اے عبداللہ بن قیس! میں گیا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یاد فرمایا ہے جاؤ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا یہ دو اونٹ کا جوڑا لے جا یہ جوڑا لے جا چھ اونٹ[2] عنایت فرمائے آپ نے یہ اونٹ اسی وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مول لئے تھے فرمایا یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا ان سے کہہ کہ اللہ نے یا فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں، ان پر سوار ہو۔ میں اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹ سواری کے لئے تمہیں دیئے ہیں مگر میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں۔ تم میں سے چند آدمی میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا ارشاد (میں تمہیں سواری نہیں دیتا) سنا ہو۔ تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے اپنے دل سے ایک بات تم سے کہہ دی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی تھی[3]۔

انہوں نے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہم تمہیں سچا سمجھتے ہیں مگر تمہارے کہنے سے ہم چند آدمی بھی تیرے ساتھ بھیجتے ہیں۔

ابوموسیٰؓ ان میں سے کئی آدمی اپنے ساتھ لے کر چلے اور ان لوگوں

---

[1] سواری نہ ملنے کا اتنا رنج نہیں تھا بڑا رنج یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں ناراض نہ ہو گئے ہوں سبحان اللہ صحابہ کی جاں نثاری اور محبت رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [2] بعضی روایتوں پانچ اونٹ مذکور ہیں شاید راوی کی غلطی ہو یا یہ قصہ کئی بار ہوا ہو ۱۲ منہ [3] ابوموسیٰ کو یہ ڈر ہوا کہ میرے ساتھی مجھ کو جھوٹا نہ سمجھیں کہ ابھی تو اس نے یہ کہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری نہیں دیتے اور ابھی سواریاں لے کر آیا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری دینے سے انکار نہ کیا ہو ہو گا اس نے اپنے دل سے بات بنا کر کہہ دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواریاں دینے سے انکار کرتے ہیں ۱۲ منہ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَعَہٗ اِیَّاھُمْ ثُمَّ اِعْطَاءَھُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْھُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَھُمْ بِہٖ اَبُوْمُوْسٰی۔

کے پاس آئے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سابقہ ارشاد سنا تھا کہ اول آپ نے سواری دینے سے انکار کیا تھا پھر اس کے بعد سواری عنایت فرمائی۔ ان لوگوں نے وہی بیان کیا جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کیا تھا۔ (غرض ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی)

۴۰۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَۃَ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰی تَبُوْکَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِیًّا فَقَالَ اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْیَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبًا۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از حکم از مصعب بن سعد) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جانے لگے[1] آپ نے (مدینے میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں[2]؟ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میرے پاس تیرا وہ درجہ ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہارون ؑ پیغمبر کا تھا صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی دوسرا پیغمبر نہیں۔

ابوداؤد طیالسی نے یہی حدیث بحوالہ شعبہ از حکم از مصعب روایت کی ہے[3]۔

۴۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً یُخْبِرُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ صَفْوَانُ ابْنُ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَۃَ قَالَ کَانَ یَعْلٰی یَقُوْلُ تِلْکَ الْغَزْوَۃُ اَوْثَقُ اَعْمَالِیْ عِنْدِیْ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ یَعْلٰی فَکَانَ لِیْ اَجِیْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُھُمَا

(از عبیداللہ بن سعید از محمد بن بکر از ابن جریج از عطاء از صفوان ابن یعلی بن امیہ) یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جنگ عسرت (یعنی جنگ تبوک) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور یعلی کہتے تھے، میں اپنے سب نیک اعمال میں اس عمل کو زیادہ قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔

عطاء نے بحوالہ صفوان مجھے بتایا کہ یعلی نے ایک شخص[4] کو ملازم رکھا وہ ایک شخص سے لڑا۔ اور پھر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ کو (دانتوں سے) کاٹا۔

---

[1] آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ روم کے نصاریٰ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں اور عرب کے بھی کئی قبیلوں لخم جذام وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان پر پیشقدمی مناسب سمجھی تاکہ ان کو معلوم ہو کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اسی جنگ میں حضرت عثمانؓ نے مجاہدین کے لئے دوسو اونٹ مع سامان فراہم کر دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا اب عثمان ؓ جیسے اعمال کریں ان کو ضرر نہیں ہونے کا ۱۲ منہ [2] کیا میں لڑنے کے لائق نہیں؟ ۱۲ منہ [3] اس میں حکم کے سماع کی مصعب سے صراحت ہے اگلی سند میں صراحت نہیں ہے اس روایت کو امام بیہقی نے دلائل میں اور ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا اس حدیث سے حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت نکلتی ہے اور صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجز نبوت کے اور سارے کمالات حضرت علیؓ کو حاصل تھے۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل حضرت علیؓ خلیفہ ہوں جیسے رافضیوں نے سمجھا ہے کیونکہ حضرت ہارون ؑ حضرت موسیٰ ؑ سے پیشتر ہی گذر گئے تھے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے صرف کوہ طور جاتے وقت ان کو اپنا جانشین بنایا تھا یہاں آنحضرت ؐ نے تبوک جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنایا پس مشابہت سے یہی مقصود ہے ۱۲ منہ [4] رستے میں خدمت کرنے کے لئے ۱۲ منہ

يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِي فِي فَحْلٍ يَقْضَمُهَا

عطاء کہتے ہیں صفوان کہتے تھے میں یہ بھول گیا کہ ان دونوں میں کس نے ہاتھ کاٹا۔ غرض جن کا ہاتھ دانت سے پکڑا گیا تھا، اس نے جو اپنا ہاتھ کھینچا تو دوسرے کا دانت نکل پڑا۔ پھر یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مقدمہ لے کر) آئے۔ آپ نے دانت والے کو کوئی دیت نہیں دلائی۔ عطاء کہتے ہیں میرا خیال ہے صفوان نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا تو اونٹ کی طرح اسے چبا ڈالتا؟ -

بَاب ۲۲۴۹ حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا -

باب کعب بن مالک کا واقعہ[1]

اور (سورۂ براءت میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا -

۴۰۸۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبدالرحمن ابن عبداللہ بن مالک) عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کعب کو اندھے ہو جانے کے بعد پکڑ کر چلایا کرتے، انہوں نے کہا۔ میں نے کعب سے سُنا، وہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے تھے کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لڑائی میں چھوڑ کر پیچھے نہیں رہا۔ صرف غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گیا اور جنگ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا مگر جنگ بدر سے پیچھے رہ جانے پر اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا تھا۔ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلۂ قریش کے تعاقب کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو اچانک بغیر وعدہ کے ٹھہرا دیا (لڑائی ہو گئی) اور میں لیلۃ العقبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تھا جہاں ہم نے اسلام پر قائم رہنے اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا) مضبوط قول و اقرار کیا تھا -

[1] یعنی اللہ نے ان تین شخصوں کا بھی قصور معاف کر دیا جو اس جنگ میں نہ جا سکے تھے اپنے گھر رہ گئے تھے یہ تین شخص کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تھے ۱۲ منہ

وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ
بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِي
أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ حِينَ تَخَلَّفْتُ
عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللَّهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي
قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ
وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ
الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا
وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ
لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ
بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ وَلَا
يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيدُ الدِّيوَانَ قَالَ
كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ
أَنْ سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللَّهِ وَ
غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ
الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَ
تَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
الْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ
مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَأَقُولُ فِي
نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي
حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُولُ

مجھے تو جنگ بدر اس رات سے زیادہ محبوب نہیں اگرچہ بدر کا شہرہ لوگوں
میں اس رات سے زیادہ ہے۔ بہرحال میرا حال یہ گذرا کہ غزوہ تبوک
کے وقت میں خوب قوی اور مالدار رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو چھوڑ کر پیچھے رہ گیا تھا۔ میرے پاس سواری کی دو اونٹنیاں
کبھی جمع نہیں ہوئی تھیں۔ اس جنگ کے وقت میرے پاس ایک کے
ایک کے دو اونٹنیاں سواری کے لئے موجود تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ قاعدہ تھا جب کہیں جنگ پر جانے والے ہوتے تو اس کا
ذکر واضح نہ فرماتے، بلکہ مبہم رکھتے تاکہ لوگ دوسرا مقام سمجھیں۔ جب
اس جنگ کا وقت آیا تو اتفاقاً سخت گرمی تھی اور سفر بھی دور و دراز،
رستے میں جنگل، دشمن بے شمار (روم و عرب کے عیسائی) اس لئے آپ
نے مسلمانوں سے صاف صاف فرما دیا (کہ ہم تبوک کی طرف جانے کا ارادہ
رکھتے ہیں) آپ کی غرض یہ تھی کہ وہ اچھی طرح لڑائی (اور سفر) کا سامان
درست کرلیں[1]۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف تبوک
کا ارادہ مسلمانوں سے بیان کردیا۔ اس وقت مسلمانوں کا شمار بہت تھا
اور کوئی رجسٹر وغیرہ نہیں تھا کہ اس میں سب کے نام ہوتے[2]۔ کعب کہتے ہیں
کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا کہ اس لڑائی میں شرکت نہ چاہتا ہو مگر وہ
یہ گمان کرتا تھا کہ اس کا غیر حاضر رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
وقت تک معلوم نہ ہوگا جب تک اس کے متعلق وحی نازل نہ ہو[3]۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ کا اس وقت ارادہ کیا جب درختوں کے
میوے پک چکے تھے اور سائے میں بیٹھنا آدمی کو بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔
سب تیاریاں کر رہے تھے۔ میں بھی ہر صبح کو جاتا کہ سامان سفر تیار کروں پھر
خالی لوٹ آتا، کچھ تیاری نہ کر پاتا۔ میں اپنے دل میں کہتا میں ہر وقت سامان
تیار کر سکتا ہوں (جلدی کیا ہے؟) اسی طرح دن گذرتے رہے یہاں تک کہ لوگوں

[1] توشہ اور سواری کا بخوبی انتظام کرلیں ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار سے زائد مسلمان تھے حاکم نے اکلیل میں میں نکالا کہ تیس ہزار سے زائد تھے اور دس ہزار گھوڑے تھے ابو زرعہ سے منقول ہے کہ چالیس ہزار آدمی تھے ۱۲ منہ [3] کیونکہ آدمی بے شمار تھے اور رجسٹر وغیرہ کچھ نہ تھا کہ کوئی انکا داخلہ لیتا ہر آدمی کو یہ گمان نہ تھا کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خیال نہ ہوگا کہ فلاں شخص حاضر ہوا یا نہیں ۱۲ منہ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ
وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ
بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ
بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ
شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا
فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ
وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ
فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ
فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ أَحْزَنَنِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى إِلَّا
رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ
عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ
فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ
كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ
اللهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِيْ عِطْفِهِ فَقَالَ
مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ
اللهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ
فَلَمَّا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ
وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا
أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ
بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِّنْ أَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا

نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا اپنا سامان تیار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مع صحابہ کرام ایک صبح کو روانہ ہو گئے۔ اس وقت تک
بھی میں نے کوئی تیاری نہ کی تھی لیکن میں نے اپنے جی میں کہا میں ایک
یا دو دن میں مکمل تیاری کر کے آپ سے مل جاؤں گا۔ جب وہ روانہ
ہو گئے تو دوسری صبح کو میں نے سامان تیار کرنا چاہا لیکن اس دن
بھی خالی واپس آگیا کوئی تیاری نہ کی۔ پھر تیسری صبح کو بھی ایسا ہی
ہوا خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی۔ میرا برابر یہی حال رہا (کہ آج روانہ
ہوتا ہوں کل روانہ ہوتا ہوں) اُدھر تمام لوگ جلدی جلدی سفر کرتے دور
نکل گئے[1] میرا (کئی بار) قصد ہوا کہ میں بھی کوچ کروں اور ان سے مل جاؤں
کاش میں ایسا کرتا مگر مجھ کو اس کی توفیق نہیں ہوئی۔ اب ایسا ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد میں (مدینے میں) نکلتا اور پھر کر
دیکھتا تو وہی لوگ نظر آتے جو منافق کہلاتے یا معذور تھے یعنی ضعیف و کمزور
لوگ، اس سے مجھے بہت رنج ہوتا۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک
پہنچنے تک مجھے یاد نہیں فرمایا۔ جب تبوک پہنچے تو ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ
وہاں بیٹھے تھے، اتنے میں فرمایا کعب بن مالک کہاں ہے؟ بنی سلمہ کے ایک
آدمی نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اپنے حسن و جمال (یا لباس
کی خوبی) پر نازاں ہو کر رہ گیا۔ یہ سن کر معاذ بن جبلؓ نے فرمایا تو نے بری بات
کہی۔ خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اسے اچھا آدمی (سچا
مسلمان) سمجھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے۔ کعب بن
مالکؓ کہتے ہیں جب یہ خبر آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لوٹے
آرہے ہیں تو میرا غم تازہ ہو گیا[2] جھوٹے جھوٹے خیالات دل میں آنے
لگے۔ (یہ عذر کروں وہ عذر کروں) مجھے یہ فکر ہوئی کل میں آپ کے غصے سے کیسے بچ
سکوں گا؟ میں نے اپنے عزیزوں میں سے جو عقلمند تھے ان سے بھی مشورہ لیا۔
جب یہ خبر آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے قریب آپہنچے اُس

[1] اب ان سے ملنے کا بھی موقع جاتا رہا ۱۲ منہ [2] مجھے فکر پیدا ہوئی اب کیا بہانہ کروں گا ۱۲ منہ

زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ عَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعَةً وَّثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ فَقُمْتُ وَسَارَ

وقت تمام جھوٹے خیالات میرے دل سے مٹ گئے اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ جھوٹی باتیں بنا کر میں آپ کے غصے سے بچ نہ سکوں گا[1]۔

اب میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں سچ سچ کہہ دوں گا غرض صبح کے وقت آپ مدینے میں داخل ہوئے۔ آپ کی عادت مبارک تھی جب سفر سے تشریف لائے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں ایک دوگانہ ادا فرماتے (آپ نے مسجد میں دوگانہ ادا کیا) پھر لوگوں سے ملنے کیلئے بیٹھے، اب جو جو (منافق) لوگ پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے آنا شروع کیا اور اپنے اپنے عذر بیان کرنے اور قسمیں کھانے لگے۔ ایسے لوگ اسی سے کچھ زیادہ تھے۔ آپ نے ظاہر میں ان کا عذر مان لیا ان سے بیعت لی ان کے واسطے دعا کی، ان کے دلوں کا بھید کو خدا پر چھوڑا۔

کعبؓ کہتے ہیں میں بھی آیا۔ میں نے جب آپ کو سلام کیا تو آپ مسکرائے مگر جیسے غصے میں کوئی آدمی مسکراتا ہے۔ پھر فرمایا آؤ۔ چنانچہ میں آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا۔ کعب! تو کیوں پیچھے رہ گیا؟ تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا بے شک۔ اگر کسی دنیادار شخص کے سامنے میں بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصے سے بچ جاتا۔ میں اچھا بولنے پر بھی خوب قادر ہوں مگر بخدا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج جھوٹ بول کر آپ کو خوش کر لوں تو کل اللہ تعالیٰ (اصل حقیقت کھول کر پھر آپ کو مجھ پر غصے کر دے گا[2]) (لہٰذا کیا فائدہ؟) میں سچ ہی کیوں نہ بولوں۔ گو آپ اس وقت سچ بولنے کی وجہ سے مجھ پر ناراض ہوں گے مگر آئندہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی مجھے امید تو رہے گی۔ بخدا قوت و دولت سب میں کوئی میرے برابر نہ تھا اور میں یہ سب چیزیں ہوتے ہوئے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کعبؓ نے سچ کہہ دیا۔ کعب! تو اٹھ جا اور اپنے متعلق خدا کے حکم کا انتظار کر۔ میں اٹھ کر چل پڑا۔ بنی سلمہ کے کچھ لوگ اٹھ کر میرے پیچھے ہوئے۔

---

[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے وہ اصل حال کی آپ کو خبر کر دے گا ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کا غیب جانتے ہیں کہ خدا کے بتلانے سے جان جاتے ہیں اور تمام کائنات سے زیادہ جاننے کے باوجود اس طرح عالم غیب نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ اصطلاحاً اس کو کہا جاتا ہے کہ آپ عالم الغیب نہیں یہی معنی ہیں لا یعلم الغیب الا ہو کے۔

رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ
مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ
عَجَزْتَ اَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ
قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ
حَتّٰى اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ
لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ اَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ
قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ
فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ
وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ
صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ
حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ
بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَ
تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِيَ الْاَرْضُ فَمَا
هِيَ الَّتِيْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً
فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا
يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ
فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ

اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ تو نے اس سے پہلے بھی کوئی
قصور کیا ہو۔ تو نے اور لوگوں کی طرح جو پیچھے رہ گئے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بہانہ کیوں نہ کر دیا؟ اگر تو بھی کوئی بہانہ نہ
کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تیرے گناہ کی معافی کیلئے
کافی تھی۔ وہ برابر مجھے ملامت کرتے رہے۔ بخدا ان کی باتوں سے
میرے دل میں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ جاؤں
اور اپنی اگلی بات (اقرار گناہ) کو جھٹلا کر کوئی بہانہ نکالوں میں
نے ان سے پوچھا کیا کوئی اور شخص بھی ہے جس نے میری طرح اقرار قصور
کیا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! دو شخص اور ہیں۔ انہوں نے بھی تیری
طرح اقرار گناہ کیا ہے۔ ان سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہی فرمایا ہے جو تجھ سے فرمایا ہے[1] میں نے پوچھا وہ دو شخص
کون ہیں؟ انہوں نے کہا مُرارہ بن ربیع عمروی اور ہلال بن امیہ
واقفی[2] انہوں نے ایسے دو نیک شخصوں کا بیان کیا جو بدر کی لڑائی
میں شریک ہو چکے تھے اور جن کے ساتھ رہنا مجھے اچھا معلوم ہوا[3]
غرض جب انہوں نے ان دو شخصوں کا بھی نام لیا (تو مجھے تسلی ہو گئی)
میں چل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو منع کر
دیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے۔ اور دوسرے لوگ جو
پیچھے رہ گئے تھے، جنہوں نے جھوٹے بہانے کئے تھے ان کے لئے یہ حکم نہیں
دیا۔ اب لوگوں نے ہم سے پرہیز کیا (کوئی شخص ہم سے بات نہ کرتا)
بالکل اجنبی بن گئے ایسا معلوم ہوا جیسے روئے زمین بدل گئی ہو۔ وہ
زمین ہی نہ رہی جس پر پہلے رہتے تھے۔ غرضیکہ اس طرح ہم نے پچاس راتیں گذاریں۔ میرے دونوں ساتھی تو روتے پیٹتے اپنے
گھروں میں بیٹھ رہتے۔ میں جوان مضبوط آدمی تھا تو (مصیبت پر صبر کر کے) باہر نکلتا۔ نماز کی جماعت میں شریک ہوتا

[1] کہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نہ اتارے ۱۲ منہ [2] ابن ابی حاتم نے نکالا کہ مرارہ بن ربیع اپنے باغ کو پھلا پھولا دیکھ کر رہ گئے تھے کہنے لگے میں تو کئی جہاد کر چکا ہوں ایک یہ نہ سہی پھر اپنا گناہ خیال کر کے کہنے لگے میں نے یہ باغ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ ہلال بن امیہ کے اعزاء و اقرباء مدت کے بعد آن کر اکٹھے ہوئے تھے وہ ان سے ملنے کے لئے رہ گئے جب اپنے گناہ کا خیال کیا تو کہنے لگے یا اللہ اب سے میں نہ اپنے عزیزوں سے ملوں گا نہ اپنا مال و اسباب دیکھوں گا سبحان اللہ ان لوگوں کے گناہ ہماری تمام عمر کی نیکیوں سے بہتر تھے ۱۲ منہ [3] یعنی میں نے ان دو شخصوں کا نام سن کر یہ ٹھان لیا کہ اب اپنی بات بدلنا اچھا نہیں جو ان کا انجام ہوگا وہی میرا بھی ہوگا قسمت پر شاکر رہ کر صبر کرنا چاہئے اکثر اہل سیر نے ان دونوں شخصوں کو اہل بدر میں نہیں ذکر کیا ہے مگر اس روایت سے ان کا بدری ہونا ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ

وَاَطُوْفُ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یُکَلِّمُنِیْ اَحَدٌ وَّاٰتِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَھُوَ فِیْ مَجْلِسِہٖ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَاَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ ھَلْ حَرَّکَ شَفَتَیْہِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَیَّ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّیْ قَرِیْبًا مِّنْہُ فَاُسَارِقُہُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰی صَلٰوتِیْ اَقْبَلَ اِلَیَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَہٗ اَعْرَضَ عَنِّیْ حَتّٰی اِذَا طَالَ عَلَیَّ ذٰلِکَ مِنْ جَفْوَۃِ النَّاسِ مَشَیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِیْ قَتَادَۃَ وَھُوَ ابْنُ عَمِّیْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَوَاللّٰہِ مَا رَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ یَا اَبَا قَتَادَۃَ اَنْشُدُکَ بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمُنِیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَسَکَتَ فَعُدْتُّ لَہٗ فَنَشَدْتُّہٗ فَسَکَتَ فَعُدْتُّ لَہٗ فَنَشَدْتُّہٗ فَقَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَیْنَایَ وَتَوَلَّیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ بِسُوْقِ الْمَدِیْنَۃِ اِذَا نَبَطِیٌّ مِّنْ اَنْبَاطِ اَھْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ یَبِیْعُہٗ بِالْمَدِیْنَۃِ یَقُوْلُ مَنْ یَّدُلُّ عَلٰی کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ فَطَفِقَ النَّاسُ یُشِیْرُوْنَ لَہٗ حَتّٰی اِذَا جَآءَنِیْ دَفَعَ اِلَیَّ کِتَابًا مِّنْ مَّلِکِ غَسَّانَ فَاِذَا فِیْہِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّہٗ قَدْ بَلَغَنِیْٓ اَنَّ صَاحِبَکَ قَدْ جَفَاکَ وَلَمْ یَجْعَلْکَ اللّٰہُ بِدَارِ ھَوَانٍ وَّلَا مَضْیَعَۃٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِکَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَاْتُھَا وَھٰذَا اَیْضًا مِّنَ الْبَلَآءِ فَتَیَمَّمْتُ بِھَا

بازاروں میں گھومتا رہتا مگر کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آتا۔ آپ نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھے ہوتے۔ میں آپ کو سلام کرتا پھر مجھے خیال آتا آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہونٹ (مبارک) ہلا کر مجھے سلام کا جواب دیا یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتا رہتا اور آنکھ بچا کر آپ کو دیکھتا رہتا۔ چنانچہ میں جب نماز میں ہوتا تو مجھے دیکھتے اور جب میں آپ کو دیکھتا تو آپ منہ (مبارک) پھیر لیتے۔ اسی طرح ایک مدت گذر گئی اور لوگوں کی روگردانی دوبھر ہو گئی تو میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا اس سے مجھے بہت محبت تھی میں نے اسے سلام کیا تو بخدا اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا[1] میں نے کہا ابوقتادہ تجھے خدا کی قسم تو مجھے اللہ اور اس کے رسول کا محب سمجھتا ہے؟ (یا نہیں)، جب بھی اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے پھر قسم دے کر دوبارہ یہی کہا لیکن جواب نہ ملا۔ پھر تیسری بار قسم دیکر یہی کہا تو اس نے یہ کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں[2]؟ مجھ سے رہا نہ گیا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پیٹھ موڑ کر دیوار پر چڑھ کر وہاں سے چل دیا۔ میں ایک دن مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا۔ اتنے میں ایک نصرانی کسان جو شام کا رہنے والا تھا، اور اناج فروخت کرنے آیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا لوگو! کعب بن مالک کا پتہ بتاؤ۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ اس نے غسان کے بادشاہ کا (جو نصرانی تھا) ایک خط مجھے دیا جس میں یہ درج تھا۔ "مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیغمبر نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا ذلیل نہیں بنایا نہ بے کار تم ہم لوگوں سے آملو ہم تمہاری بخوبی خاطر مدارات کریں گے۔ میں نے جب یہ خط پڑھا تو (دل میں) کہا۔ یہ

[1] کیسے جواب دیتے فرمان نبوی صادر ہو چکا تھا کہ کوئی مسلمان ان سے سلام کلام نہ کرے سبحان اللہ صحابہ کی تابعداری و فرمانبرداری آفرین ہے ۱۲ منہ

[2] ابوقتادہ نے جواب کے طور پر نہیں کہا ورنہ فرمان نبوی کے خلاف ہو جاتا بلکہ اپنے میں آپ ایک بات کہی ۱۲ منہ

التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَّاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَّيْسَ لَهٗ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ إِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ وَّاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهٗ فِيْهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ

ایک اور مصیبت ہے[1]۔ میں نے وہ خط تنور میں جھونک دیا۔ ابھی پچاس میں سے چالیس راتیں گذر رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا کہنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی جدا رہو، میں نے دریافت کیا کیا اُسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا نہیں اس سے الگ رہو۔ ہم لبستری مت کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا۔ آخر میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا۔ تو اپنے والدین کے گھر چلی جا۔ وہیں رہ جب تک اللہ تعالیٰ میرا کچھ فیصلہ نہ کرے (وہ چلی گئی)

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ہلال بن اُمیہ بوڑھا کھوسٹ ہے اگر میں اس کا کام کاج کرتی رہوں تو کوئی بُرائی تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کچھ نہیں مگر وہ صحبت نہیں کرسکتا اس نے عرض کیا حضور اس میں تو ایسی کوئی خواہش ہی نہیں اور موجودہ حکم کے وقت سے تو وہ برابر رو رہے ہیں۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے بھی میرے بعض عزیزوں نے کہا تم بھی اگر اپنی بیوی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو (کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے) تو مناسب ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو خدمت کی اجازت دے دی (تمہیں بھی اجازت دے دیں گے)

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں تو خدا کی قسم کبھی اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں مانگنے کا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں (اجازت دیں یا نہ دیں) میں جوان آدمی ہوں (ہلال رضی اللہ عنہ کی طرح کمزور نہیں)

---

[1] سبحان اللہ کعب بن مالک کی قوت۔ ایمان یہاں سے سمجھ لینا چاہیئے مسلمان اپنے ملک اور قوم کے ایسے عاشق تھے جب تو مسلمانوں کو اگلے زمانہ میں فروغ حاصل ہوا تھا اور آج یہ زمانہ ہے جب مسلمان کافروں سے مل کر اپنے بھائی مسلمانوں کو ستاتے ہیں کافروں کے ہاتھوں قتل اور قید کرواتے ہیں یہ لوگ درحقیقت مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافروں سے بدتر ہیں قیامت میں ان کا منہ کالا اور ان کا حشر انہی کافروں کے ساتھ ہوگا جن کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علیہم ۱۲ منہ

لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَّعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَّاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنُّوْنِّيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ اِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ اِلَيَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

بہرحال اس کے بعد دس راتیں مزید گذاریں اور پوری پچاس راتیں اس وقت سے ہوگئیں جب سے آپ نے ہم سے سلام کلام کی ممانعت فرما دی تھی۔

پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا تو جیسے اللہ نے فرمایا (وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ) میرا دل بہت تنگ ہو رہا تھا اور زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ معلوم ہو رہی تھی اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر چڑھ کر پکار رہا تھا اے کعب بن مالکؓ خوش ہو جا، یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا اب میری مشکل دور ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو خبر کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف کر دیا۔ اب لوگ خوشخبری دینے کے لئے میرے پاس اور میرے دونوں ساتھیوں (مرارہ اور ہلال) کے پاس جانے لگے ایک شخص گھوڑے پر سوار میرے پاس آئے اور اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور پہاڑ پر کی آواز گھوڑے سے جلد مجھے پہنچ گئی۔ غرض جب یہ خوشخبری کی آواز مجھے پہنچی[1] میں نے (خوشی میں) اپنے دو کپڑے اتار کر اسے پہنا دئیے اس وقت کپڑوں کی قسم سے میرے پاس یہی دو کپڑے تھے اور میں نے (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ رستے میں فوج در فوج لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے مبارکباد دیتے جاتے تھے اور کہتے تھے اللہ کی معافی تمہیں مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں لوگ آپ کے گرد ہیں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھ کر دوڑ اٹھے اور مصافحہ کیا مبارکباد دی۔ خدا کی قسم مہاجرین میں سے اور کسی نے اٹھ کر مجھے

[1] یعنی اس کی جس نے پہاڑ پر چڑھ کر پکارا تھا ۱۲ منہ

غَيْرُهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا
سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ
وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ
عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ
عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ
لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ
حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ
مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي
صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ
عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّي
أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ وَإِنَّ
مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا
بَقِيتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ
ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
يَوْمِي هٰذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي وَمَا تَعَمَّدْتُ
مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا وَإِنِّي لَأَرْجُو
أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى

مبارک باد نہیں دی[1] میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان کبھی بھولنے
والا نہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سلام کیا میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا
آپ نے فرمایا کعب! یہ دن تجھے مبارک جو ان سب دنوں سے بہتر ہے
جب سے تیری ماں نے تجھے جنا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) یہ معافی اللہ کی طرف سے ہوئی یا آپ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا
اللہ کی طرف سے ہوئی (اس نے خود حکم معافی نازل کیا ہے) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور چاند کی طرح روشن ہو جاتا
ہم لوگ اسے پہچان لیتے۔ غرض جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے
عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی معافی کے شکریے
میں اپنا سارا مال خیرات کردوں۔ اللہ اور اللہ کے رسول کو دے دوں۔
آپ نے فرمایا کچھ مال اپنے لئے بھی رہنے دے یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔
میں نے عرض کیا بہت بہتر۔ اچھا تو خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہی
رہنے دیتا ہوں (باقی سب خیرات کئے دیتا ہوں) پھر میں نے عرض
کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے جو سچ بول دیا، اس
وجہ سے مجھے نجات ملی اور میری توبہ میں یہ اقرار بھی ہے کہ اب میں
زندگی بھر ہمیشہ سچ ہی بولوں گا (کبھی جھوٹ نہیں بولنے کا) خدا کی
قسم میں نہیں سمجھتا کہ اللہ نے سچ بولنے کی وجہ سے کسی مسلمان پر اتنا
فضل کیا ہو جتنا مجھ پر فضل کیا ہے۔ جب سے میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے میں سچ سچ عرض کر دیا، اس وقت
سے آج تک میں نے کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے زندگی بھر جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ
نے سورۂ توبہ میں یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ
عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ إِلَى قَوْلِهِ وَكُوْنُوْا مَعَ

[1] طلحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی بھائی بنا دیا تھا اس لئے وہ اٹھے ۱۲ منہ

رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَى قَوْلِهٖ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَى قَوْلِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَلَفُوا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهٗ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهٗ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ۔

باب ۲۲۵ نُزُولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ

۴۰۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

الصّٰدِقِیْنَ۔ خدا کی قسم میں تو اسلام کی ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اپنے اوپر اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دی اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے لوگوں (منافقوں) کی طرح تباہ ہو جاتا جیسے وہ تباہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جھوٹوں کے لئے بُرا لفظ نازل کیا ویسا بُرا کسی کے لئے نازل نہیں کیا۔ اب جب تم واپس آئے تو یہ لوگ اللہ کی جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔" آیت کے آخر تک یعنی " اللہ تعالیٰ ہرگز نافرمان قوم سے خوش نہیں" تک۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تینوں آدمیوں کا حکم ملتوی رکھا گیا اور ان لوگوں کا مقدمہ جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں، فیصل ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیعت لی۔ ان کے واسطے استغفار کیا اور ہمارے مقدمے کو التوا میں رکھا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے عفو کا حکم نازل فرمایا۔ اور اس آیت وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا میں خُلِّفُوا سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم التوا میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول کر لئے۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حجر[1] میں نازل ہونا۔

(از عبداللہ بن محمد جعفی از عبدالرزاق از معمر از زہری از سالم) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی

[1] حجر وہ مقام ہے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی مدینہ اور شام کے درمیان ۱۲ منہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى جَازَ الْوَادِيَ

اللہ علیہ وسلم (تبوک کو جاتے ہوئے) مقام حجر سے گذرے تو لوگوں سے فرمایا۔ ان ظالموں کے (اجڑے) دیار میں تم مت جاؤ ایسا نہ ہو ان کی طرح تم پر بھی عذاب اترے۔ اگر ایسے ہی جاتے ہو تو (خدا کے خوف سے) روتے ہوئے جاؤ۔ پھر آپ نے اپنا سر چھپا لیا اور جلدی سے اس وادی (حجر کی سرحد سے) پار ہو گئے۔

۴۰۸۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوا عَلَى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔

(از یحیی بن بکیر از مالک از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر والوں کے متعلق فرمایا ان ظالموں کے (گھروں کے) پاس مت جاؤ مگر روتے ہوئے جاؤ تو درست ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب نازل ہو جو ان پر نازل ہوا تھا۔

بَابٌ [۱] ۲۲۵

باب

۴۰۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از عبدالعزیز بن ابی سلمہ از سعد بن ابراہیم از نافع بن جبیر از عروہ بن مغیرہ) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے (جب واپس آئے تو) میں وضو کے لئے پانی ڈالنے لگا۔ عروہ کہتے ہیں میرے خیال میں مغیرہ نے یہ واقعہ جنگ تبوک کا بیان کیا۔ بہر حال آپ نے منہ دھویا۔ پھر کہنیوں تک ہاتھ دھونے لگے تو جبّے کی آستین تنگ تھی۔ آپ نے جبّے کے تلے سے اپنے دونوں بازو باہر نکال لئے۔ پھر انہیں دھویا۔ بعد از اں موزوں پر مسح کیا۔

۴۰۸۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ

(از خالد بن مخلد از سلیمان از عمرو بن یحیی از عباس بن سہل ابن سعد) ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم غزوۂ تبوک سے لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے۔ جب مدینہ منورہ

[۱] اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے۔ یہ باب سابق کے بطور فصل کے ہے ۱۲ منہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هٰذِهِ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔

دکھائی دینے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ طابہ (مدینہ کا نام ہے) آپہنچا اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۴۰۸۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔

(از احمد بن محمد از عبداللہ از حُمید طویل) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے لوٹ کر آئے۔ جب مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا۔ مدینے میں بعض لوگ ایسے ہیں جو ہر رستے اور ہر وادی میں تمہارے ساتھ رہے۔ (ان کے دل تمہارے ساتھ تھے) لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مدینے میں رہ کر؟ آپ نے فرمایا ہاں مدینے میں رہ کر۔ وہ عُذر کی وجہ سے رہ گئے تھے[۱]

بَابٌ ۲۲۵۲ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسریٰ (شاہِ ایران) اور قیصر (شاہ روم) کو خط لکھنا[۲]

۴۰۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ

(از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از والدش از صالح از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو ایک خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا[۳] آپ نے عبداللہ بن حذافہ سے فرمایا یہ خط بحرین کے رئیس (حاکم اعلیٰ) کو دینا (جو کسریٰ کا نائب تھا) رئیس بحرین نے وہ خط کسریٰ کو بھیج دیا۔ اس بدبخت نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا[۴]

---

[۱] ورنہ ان کو جہاد کا بہت شوق تھا تو قلب و روح سے تمہارے ہمراہ تھے گو ظاہری جسم سے تمہارے ساتھ نہ تھے۔ تا نہ پنداری کہ تنہا می روی ؎ دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست ۱۲ منہ [۲] اس وقت میں کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا اور قیصر ہرقل تھا جس کا حال اوپر گذر چکا ۱۲ منہ [۳] واقدی نے کہا خط کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد اللہ کے رسول کی طرف سے کسریٰ کو معلوم ہو جو فارس کا رئیس ہے جو شخص ہدایت پر چلے اور اللہ پر ایمان لائے اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے ہیں وہ سلامت رہے میں تجھ کو اللہ کے بلانے پر اسلام کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی طرف سے سب آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اس لئے بھیجا گیا کہ جو شخص زندہ ہے اس کو ڈراؤں اور اللہ کا فرمانا کافروں پر پورا ہو جائے۔ مسلمان ہو جا تو سلامت رہے گا۔ اگر تو نہ مانے گا تو سارے پارسیوں کا گناہ تجھ پر پڑے گا ۱۲ منہ [۴] گویا پیغمبر علیہ السلام کا خط لائق لحاظ اور قابل جواب نہ سمجھا اسے مردود تو ذرے سے قطعہ ملک ایران پر اتنا مغرور ہو گیا کہ شہنشاہ دوجہان کے نائب کا خط پھاڑنے لگا۔ تیرے جیسے تو دلیشت پیغمبر صاحب کے غلاموں کے کفش بردار بننے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے تھے۔ ۱۲ منہ

فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

زہری کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں سعید بن مسیب نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ خبر سن کر) ایران والوں کے لئے بددعا کی۔ آپ نے فرمایا یا اللہ ایران والوں کو بالکل پھاڑ دے[1]

۴۰۹۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِيَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُّ اَنْ اَلْحَقَ بِاَصْحَابِ الْجَمَلِ فَاُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً۔

(از عثمان بن ہیثم از عوف از حسن) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ نے جنگ جمل کے دن مجھے اس بات سے فائدہ دیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ورنہ میں قریب تھا کہ جمل والوں کے ساتھ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں) شریک ہوکر (علی رضی اللہ عنہ کے خلاف) لڑتا۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ یہ بات تھی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو تخت پر بٹھایا تو فرمایا بھلا وہ قوم کہیں پنپ سکتی ہے جو اپنے امورِ سلطنت ایک عورت[2] کے سپرد کردے[3]

۴۰۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اَذْكُرُ اَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ مجھے (اب تک) یاد ہے کہ (بچپن میں) میں دوسرے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع[4] تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے گیا تھا جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس

---

[1] ان کی سلطنت نیست و نابود کردے یہ دعا قبول ہوئی پرویز کے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار ڈالا اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایران کی سلطنت بالکل مٹ گئی آج تک کیانیوں کو تخت پر بیٹھنا تو کیا ایک گاؤں کی بھی حکومت نصیب نہیں ہوئی حق تعالیٰ کے محبوب کے گستاخی کی سزا قیامت تک کی ذلت اور خواری قرار پائی اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ ایران کی شاہزادیاں قید ہوکر مسلمانوں کی باندیاں بنیں ۱۲ منہ [2] اس کو حکومت اور بادشاہت دیں۔ جمہور علماء کے نزدیک عورت کا امیر یا قاضی ہونا درست نہیں۔ ابوبکرہ نے اسی حدیث کی رو سے حضرت عائشہؓ کا افسر ہونا اور ان کے ماتحت ہوکر جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اس حدیث پر اعتراض نہ ہوگا کہ نصاریٰ نے اپنے ملکوں میں کئی عورتوں کو بادشاہ بنایا اور ان کی سلطنت میں خلل نہیں آیا چنانچہ وکٹوریہ اور الزبتھ اور کیتھرائن یہ مشہور عورتیں ہیں جنہوں نے بہت عمدگی کے ساتھ سلطنت چلائی کیونکہ یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے اکثر عورتیں جاہل اور نااہل ہوتی ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایران میں عورتوں کی تعلیم کا رواج نہ تھا ایسی جاہل عورتیں کیا سلطنت چلا سکتی ہیں دوسرے یہ کہ نصاریٰ کے ملکوں میں بادشاہت شخصی نہیں ہے بلکہ جمہوری ہے بادشاہ محض برائے نام ہوتا ہے سلطنت کے کل کام معمر اور عاقل اور ذی علم مرد چلاتے ہیں ۱۲ منہ [4] ثنیۃ الوداع ایک ٹیکرہ ہے یا گھاٹی ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کو رخصت کیا ہوگا جب آپ سفر میں جاتے ہوں گے بعضوں نے کہا مدینہ والے قدیم زمانے سے مسافر کو یہاں تک پہنچایا کرتے یہ ثنیہ شام کے رستے میں ہے اور مکہ کے رستے میں دوسرا ثنیہ ہے ۱۲ منہ [3] حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور وہ ہم عصر صحابہ یا صحابیات کے متعلق اپنی رائے رکھ سکتے ہیں صحابہ کے علاوہ کسی کو حق نہیں کہ وہ کسی ادنیٰ صحابی یا صحابیہ کے متعلق ایسی بات کرے۔ حضرت عائشہؓ تو جلیل القدر صحابیہ اور ام المومنین ہیں۔ مزید براں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار مدحیہ کلمات ان کے حق میں ہیں۔ نیز پوری امت میں بلکہ قیامت تک کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہہ اور عالم ہیں۔ تمام ذخیرۂ احادیث میں ایک تہائی احادیث انہی سے روایت ہیں اس لئے یہ حدیث نظری ہے بدیہی نہیں یعنی حضرت عائشہؓ ان عورتوں سے مستثنیٰ ہیں جن کے متعلق حدیث ہے واللہ اعلم بالصواب۔ نیز اس حدیث کے جاننے والے اور صحابہ کرام بھی تو تھے اور ان کی ایک کثیر تعداد نے حضرت عائشہؓ کی قیادت کو تسلیم کیا۔ نیز جو رائے حضرت عائشہؓ کی تھی وہ بہت سے صحابہ کرام کی بھی تھی وہ تنہا نہ تھیں ۱۲ عبدالرزاق

وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً مَعَ الصِّبْيَانِ -

آرہے تھے[1] ایک بار سفیان بن عیینہ نے اس حدیث میں غلمان کے بجائے صبیان کا لفظ بیان کیا (معنیٰ ایک ہی ہے)

۴۰۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّآئِبِ اَذْكُرُ اَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از زہری) سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یاد ہے میں بچوں کے ساتھ ثنیہ وداع تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے گیا تھا جب آپ تبوک سے تشریف لا رہے تھے[2]

بَاب ۲۲۵۳ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ("بے شک تجھے بھی انتقال کرنا ہے اور وہ بھی مریں گے" پھر تم (قیامت کے دن) اپنے مالک کے سامنے جھگڑا کرو گے"[3]

وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَتْ عَآئِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَآئِشَةُ مَآ اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُّ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ -

اور یونس نے زہری سے روایت کی[4] عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں فرماتے تھے "عائشہ! مجھے اب تک اس (زہر آلود بکری کا گوشت) کھانے کی تکلیف معلوم ہوتی ہے جو خیبر میں میں نے کھایا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا، اس زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔

۴۰۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحٰرِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبید اللہ ابن عبداللہ از عبداللہ بن عباس) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورہ والمرسلات عُرفًا پڑھتے سنا پھر اس کے

---

[1] یہ دونوں حدیثیں بظاہر باب سے تعلق نہیں رکھتیں بعضوں نے کہا امام بخاری نے ان روایتوں کو لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ آپ نے بادشاہوں کو خطوط ۹ھ ہجری میں لکھے یعنی جس سال غزوۂ تبوک ہوا بعضوں نے کہا آپ نے قیصر روم کو دو خط لکھے پہلا خط اس وقت لکھا جب قریش سے صلح تھی جس کا قصہ شروع کتاب میں گذر چکا ہے پھر ۹ھ ہجری میں قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کو خطوط لکھے اور یہ نجاشی اس نجاشی کا قائم مقام تھا جو مسلمان ہو کر مر گیا تھا اور یہ کافر تھا ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شنبہ یا چارشنبہ کو ام المؤمنین حضرت میمونہ کے گھر میں شروع ہوئی اور تیرہ دن یا چودہ دن یا دس دن آپ بیمار رہے اور وفات آپ کی پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری یا بارھویں تاریخ کو ہوئی بزار کی روایت میں ہے کہ آپ کی وفات گیارہ رمضان کو ہوئی ۱۲ منہ [3] اس کو حاکم اور بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ

بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔

بعد وفات تک آپ نے کوئی نماز ہمیں نہیں پڑھائی۔

۴۰۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ۔

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ از ابوالبشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھے اپنے پاس بٹھایا کرتے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ ان کے برابر تو ہمارے بیٹے ہیں (انہیں بھی اپنے پاس بٹھائیے)[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی وجہ تم جانتے ہو (کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کیوں تعظیم کرتا ہوں[1])، پھر انہوں نے مجھ سے اس آیت کے متعلق پوچھا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ میں نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اشارہ ہے (اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر) آپ کو خبر دے دی ہے (کہ آپ کی وفات کا وقت پہنچا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں جو تم سمجھے[2]۔

۴۰۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ

(از قتیبہ از سفیان از سلیمان احول) سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے جمعرات کا دن، ہاں جمعرات ہی کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری تیز ہو گئی۔ آپ نے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تمہیں ایک کتاب (وصیت نامہ) لکھوا جاؤں تم اس پر چلو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ سن کر صحابہ کرام نے جھگڑنا شروع کیا حالانکہ پیغمبر کے سامنے جھگڑا کرنا درست نہیں۔ کوئی کہنے لگا کیا آپ (شدت مرض سے) یہ فرما رہے ہیں[3]؟ دوبارہ پوچھو۔ چنانچہ آپ سے پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا رہنے دو میں جس کام میں مشغول ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم کہہ رہے ہو، غرض آپ نے (زبانی) تین باتوں کی نصیحت فرمائی۔ فرمایا مشرکوں کو جزیرہ

---

[1] اول تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے دوسرے بڑے عالم تھے۔ علم ایسی ہی چیز ہے جس کی تعظیم سب کو کرنا چاہئے بزرگی بہ علم است نہ بسال ۱۲ منہ

[2] اس سورت کے اترنے کے بعد آپ نے پوری پوری توجہ آخرت کی طرف کر دی اور دنیا سے انقطاع کیا ۱۲ منہ [3] مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ پیغمبر کا حکم بجا کیوں نہیں لاتے کیا پیغمبر اوروں کی طرح ہیں کہ بیماری میں واہی تباہی بکنے لگیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیا آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا یعنی وفات ہو گئی۔ مطلب یہ ہے کہ ابھی تو آپ زندہ ہیں یہ بات آپ سے پوچھ لو ۱۲ منہ

مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا۔

۴۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتٰبَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔

عرب سے نکال دینا۔ قاصدوں کی اسی طرح خاطر مدارات کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا۔ تیسری بات (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یا سعید نے یا سلیمان نے) بیان نہیں کی یا کہا میں تیسری بات بھول گیا۔[1]

(از علی بن عبداللہ از عبدالرزاق از معمر از زہری از عبیداللہ ابن عبداللہ بن عتبہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہونے لگی اس وقت گھر میں کئی صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ادھر آؤ میں تمہیں ایک کتاب (وصیت نامہ) لکھوا دیتا ہوں تم اس پر چلتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یہ سن کر کسی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہو رہا ہے اور تمہارے پاس قرآن (اللہ کی کتاب) موجود ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔[2] اب گھر والوں میں اختلاف ہونے لگا۔ کوئی کہتا تھا لکھنے کا سامان لاؤ اور کتاب (وصیت نامہ) لکھوا لو تاکہ گمراہ نہ ہو سکو کوئی کچھ کہتا تھا کہ لکھوانے کی ضرورت نہیں) جب جھگڑا بہت ہونے لگا، اور بے کار بحث چھڑ گئی تو آپ نے فرمایا چلو اٹھو۔

عبیداللہ کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے افسوس صد افسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اختلاف اور بے کار بحث کی وجہ سے کچھ لکھوانے کا موقعہ نہ دیا۔[3]

---

[1] کہتے ہیں تیسری بات یہ تھی کہ قرآن پر چلتے رہنا یا اسامہ کے لشکر کا سامان کر دینا یا میری قبر کو بت نہ بنا لینا یا نماز اور لونڈی غلاموں کا خیال رکھنا۔ امام مالک نے مؤطا میں یہی روایت کیا ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنا لینا ۱۲ منہ [2] حضرت عمرؓ کی یہ غرض تھی کہ ایسی بیماری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب لکھوانے کی کیوں تکلیف دیں۔ قرآن شریف جس میں سب احکام موجود ہیں ہمارے لئے کافی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث کی ہم کو حاجت نہیں معاذ اللہ حضرت عمرؓ ایسا کیوں کہنے لگے جب خود قرآن شریف میں حدیث پر عمل کرنے کا حکم ہے ۱۲ منہ [3] حضرت عمرؓ تمام صحابہ میں بڑے عاقل اور دوراندیش تھے اور سیاست مدن اور انتظامی امور میں تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ان کو یہ ڈر ہوا کہیں بیماری کی شدت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب لکھوائیں اور شاید آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس پر منافقوں کو طعن و تشنیع کا موقع ملے تو آئندہ اسلام کی اشاعت میں بڑا خلل پیدا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کی نیت معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی نہ تھی اور جو کوئی ایسا گمان کرتا ہے وہ بیوقوف ہے حضرت عمرؓ کی جان نثاری اور دین کی تائید اور حق پسندی اور انصاف پروری پر اس نے مطلق غور نہیں کیا ورنہ ایسا گمان جو محض اغوائے شیطان ہے ان پر نہ کرتا اگر بالفرض حضرت عمرؓ کی رائے غلط تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ (بقیہ آئندہ)

۴۰۹۷- حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضـ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ۔

(از یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی از ابراہیم بن سعد از والدش از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرض وصال میں بلوایا اور ان کے کان میں کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر اپنے پاس بلایا اور ان کے کان میں کوئی بات کی تو وہ ہنس دیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) وجہ پوچھی انہوں نے کہا پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اس بیماری سے بچنے والا نہیں یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر کان میں مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے عزیزوں میں سب سے پہلے آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی[1]

۴۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از سعد از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں سنا کرتی تھی کہ کوئی پیغمبر اس وقت تک انتقال نہیں کرتا جب تک سے (پروردگار کی طرف سے) یہ اختیار نہیں دیا جاتا کہ دنیا اختیار کرے (یعنی دنیا میں اور رہنا) یا آخرت پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرض وصال میں سنا آپ کو ٹھسکا لگا (اوچھو ہوا) فرمانے لگے "یا اللہ ان لوگوں کے ساتھ رکھ جن پر تو نے اپنا انعام کیا" آیت کے اخیر تک[2]۔ چنانچہ میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار ملا[3]

۴۰۹۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى۔

(از مسلم از شعبہ از سعد از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں فرماتے تھے یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ (یعنی پیغمبروں میں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) کے بعد تین روز یا پانچ روز زندہ رہے آپ کو منظور ہوتا تو بعد میں یہ کتاب لکھوا دیتے یا اسی وقت اصرار سے فرماتے کہ نہیں دوات قلم لاؤ تو کسی کی مجال تھی کہ آپکے حکم سے سرتابی کرتا صدہا مہاجرین اور انصار آنحضرت ﷺ کے جاں نثار ایسے موجود تھے کہ کمر کسے سینکڑوں اشخاص کا اگر وہ پیغمبر کی مخالفت کرتے اسی وقت کام تمام کر دیتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے درست تھی اور بعد کو آنحضرت ﷺ نے بھی اسی رائے سے اتفاق فرمایا اگر بالفرض آپ خلافت کے باب میں کچھ لکھوانا چاہتے تھے تو ارادہ الٰہی یہی ہوا ہوگا کہ خلافت مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دی جائے اور اسی لئے آپنے سکوت فرمایا ورنہ ان تین باتوں کی طرح خلافت کا مقدمہ بھی صاف صاف طے فرما دیتے فقط ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] ایک روایت میں یوں ہے کہ دوسری بار آپنے کان میں یہ فرمایا کہ تو تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہے اس حدیث میں صاف اور صریح آپ کا ایک معجزہ مذکور ہے۔ حضرت فاطمہؓ (بقیہ صفحہ آئندہ)

۴۱۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيحٌ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيَّا أَوْ يُخَيَّرُ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى فَقُلْتُ إِذًا لَا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست تھے تو فرماتے تھے کسی پیغمبر کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوا جبتک بہشت میں اس کا مقام اسے نہیں دکھالیا پھر اُسے اختیار نہیں دیا گیا چاہے (دنیا میں مزید) زندہ رہے چاہے آخرت کو اختیار کرے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ آپ کا وقت آپہنچا آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ کو غش آگیا۔ جب ہوش آیا تو چھت کی طرف نگاہ لگائی اور فرمایا یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ (جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ) چنانچہ اس وقت میں نے (اپنے دل میں) کہا۔ اب آپ ہم لوگوں کے پاس رہنا گوارا نہیں کریں گے اور میں سمجھ گئی آپ نے جو حدیث بحالت صحت فرمائی تھی، اسی کا ظہور ہوا[1]

۴۱۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَأَبَدَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضٰى وَكَانَتْ تَقُولُ مَاتَ بَيْنَ

(از محمد از عفان از صخر بن جویریہ از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہری مسواک لئے ہوئے آئے جس سے وہ مسواک کیا کرتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے پر سہارا دیئے ہوئے تھی۔ آپ نے اپنی نگاہ اس مسواک پر لگا دی میں نے وہ مسواک عبدالرحمٰن سے لے کر کاٹ کر (یا دانتوں سے چبا کر نرم کر کے) جھٹک کر پانی سے پاک صاف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے مسواک کی اور ایسے عمدہ طریقے سے کہ اس سے اچھی مسواک کرتے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ پھر مسواک سے فارغ ہوتے ہی کچھ دیر نہیں گذری کہ آپ نے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا اور تین بار فرمایا بلند رفیقوں کی رفاقت عطا فرما۔ اس کے بعد انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) سب سے پہلے گذ گئیں صرف چھ مہینے آپ کے بعد زندہ رہیں ۱۲ منہ [2] وحسن اولئک رفیقا ۱۲ منہ [3] لیکن آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے وفات کے وقت فرمایا تھے اللھم الرفیق الاعلی۔ واقدی نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آنے پر سب سے پہلے جو کلمہ زبان سے نکالا وہ اللہ اکبر تھا اور اخیر کلمہ وفات کے وقت فرمایا الرفیق الاعلی تھا ۱۲ منہ [1] آپکو بھی اختیار دیا گیا ۱۲

حَاقِنَتِی وَذَاقِنَتِی۔

میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان انتقال فرمایا[1]

۴۱۰۲۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ طَفِقْتُ اَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِیْ كَانَ يَنْفِثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ۔

(از حبان از عبداللہ از یونس از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات (سورۂ اخلاص، سورہ فلق اور سورۂ والناس) پڑھ کر دم کرتے[2] اور ہاتھ اپنے بدن پر پھیرتے۔ جب آپ مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں نے یہ سورتیں پڑھ کر آپ پر دم کرنا شروع کر دیا۔ اور آپ کا ہاتھ لے کر آپ کے بدن پر پھیرتی (اس امید سے کہ شاید آپ اچھے ہو جائیں)

۴۱۰۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ اِلَیَّ ظَهْرَهٗ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِيْقِ۔

(از معلی بن اسد از عبدالعزیز بن مختار از ہشام بن عروہ از عباد بن عبداللہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وفات سے پہلے میں نے کان لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی۔ آپ پیٹھ مبارک میرے ساتھ ٹیکے ہوئے تھے اور یہ فرما رہے تھے یا اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے بلند رفیقوں سے ملا دے[3]

۴۱۰۴۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهٗ

(از صلت بن محمد از ابو عوانہ از ہلال وزان از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمایا۔ اللہ یہودیوں پر لعنت کرے، جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا لیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] دوسری روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو اپنا وصی بنایا آپ نے تو میری ہنسلی اور حلق کے درمیان وفات پائی حضرت علی رضؓ کو کس وقت وصی کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ شیعوں کا افترا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ یا وصی مقرر کیا اگر آپ ایسا کر کے جاتے تو مہاجرین اور انصار قیامت تک ابوبکر صدیق کی خلافت قبول نہ کرتے اب حاکم اور ابن سعد نے جو روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی گود میں وفات پائی تو یہ روایت صحیح نہیں ہے اس کی سند میں ایک شیعی ہے ۱۲ منہ

[2] دوسری روایت میں معمر سے یوں ہے میں نے زہری سے پوچھا کیونکر دم کرتے انہوں نے کہا یہ سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے پھر ہاتھ اپنے منہ پر پھیرتے اسی طرح سارے بدن پر جہاں تک ہو سکے ۱۲ منہ

[3] حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب گناہ اگلے اور پچھلے معاف کر دیئے تھے مگر بندگی کی شان یہی ہے کہ اپنے مالک سے قصوروں کی معافی چاہتا رہے گو کتنا ہی تقرب کیوں نہ ہو ۱۲ منہ

خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

۴۱۰۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ فَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ

کی قبر کھول دی جاتی۔

(از سعید بن عُفیر از لیث از عُقیل از ابن شہاب از عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے اپنی (دوسری) بیویوں سے اجازت لی کہ بیماری میں وہ میرے گھر میں رہیں انہوں نے اجازت دے دی۔ آپ دو آدمیوں پر ایک عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص پر سہارا دیئے ہوئے اس طرح سے باہر نکلے کہ آپ کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر خط کھینچتے جاتے تھے۔

عبید اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث عبد اللہ بن عباسؓ سے بیان کی انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرے شخص کون تھے جن کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں! انہوں نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے حجرے میں تشریف لائے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے یہ حکم دیا "سات مشکیں پانی کی لاؤ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں اور میرے اوپر بہاؤ تاکہ (مجھے سکون ہو اور) میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے آپ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک برتن میں بٹھایا اور یہ مشکیں آپ پر بہانا شروع کیں حتیٰ کہ آپ نے اشارے سے فرمایا بس کر دیں۔ پھر آپ لوگوں کی طرف تشریف لائے انہیں نماز پڑھائی اور وعظ سنایا[1]

زہری کہتے ہیں مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہوا تو آپ منہ کو چادر سے چھپانے لگے۔

[1] مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا تھا آپ نے وعظ میں یہ فرمایا کہ اللہ کے ایک بندے پر دنیا اور اس کی آرائش پیش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو اختیار کیا یہ سن کر ابوبکرؓ رو دیئے اور کہنے لگے ہمارے ماں باپ، ہماری جانیں ہمارے مال سب آپ پر سے صدقے اس کے بعد آپ نے وفات تک کوئی وعظ نہیں فرمایا ۱۲ منہ

بِطَرَحُ خَمِيصَةً لَّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَّسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِیْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِیْ قَلْبِیْ اَنْ يُّحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ اَبَدًا وَّاِلَّا كُنْتُ اُرٰى اَنَّهٗ لَنْ يَّقُوْمَ اَحَدٌ مَّقَامَهٗ اِلَّا تَشَآءَمَ النَّاسُ بِهٖ فَاَرَدْتُّ اَنْ يَّعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جب (گرمی سے) گھبراتے تو منہ کو کھول دیتے اور اسی حالت میں فرماتے "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ لوگوں کو اس (بُرے) کام سے ڈراتے تھے[1]۔

زہری کہتے ہیں مجھے عبید اللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر میں (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کے متعلق) کئی مرتبہ معذرت عرض کی۔ اس کی وجہ یہ تھی میں نہیں سمجھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص آپ کا جانشین ہوگا لوگ اسے محبت کی نظر سے دیکھیں گے بلکہ میں یہ سمجھی کہ جو شخص آپ کا جانشین ہوگا لوگ اسے بُرا (نحوست والا) سمجھیں گے اس لئے میں نے یہ ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کام سے (یعنی امامت سے) معاف رکھیں۔

اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[2]۔

۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ حَاقِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ فَلَآ اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از ابن الہاد از عبدالرحمن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان انتقال فرمایا۔ جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی دیکھی، اس کے بعد سے میں موت کی سختی کسی کے لئے بُرا نہیں سمجھتی[3]۔

۱۰۶۲۔ حَدَّثَنَآ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ

(از اسحاق از بشر بن شعیب بن ابی حمزہ از والدش از زہری)

---

[1] گویا آپ کی آخری وصیت یہی تھی کہ میری قبر کو کہیں مسجد نہ بنا لینا یعنے اس کو سجدہ نہ کرنے لگنا اس کو بت نہ بنا دینا افسوس آپ کی اس وصیت پر بہت تھوڑے مسلمان قائم ہیں جاہل توحید ہیں اور نام کے مسلمانوں نے تو یہ شرک پھیلائی ہے کہ معاذ اللہ پیغمبروں کو تو چھوڑو انہوں نے ادنیٰ ادنیٰ بزرگوں اور درویشوں کی قبر کی ایسی تعظیم شروع کر دی ہے کہ پناہ بخدا اس کو سجدہ کرتے ہیں اس کے گرد طواف کرتے ہیں اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں اس کی منت مانتے ہیں اس پر نیاز چڑھاتے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس قسم کے مسلمان یہود و نصاریٰ سے کئی درجہ زیادہ مستحق لعنت ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی ابوبکر رضؓ کی امامت کا قصہ ابوموسیٰ کی حدیث کو اسی باب میں اور ابن عمرؓ کی حدیث کو باب امامت میں اور ابن عباسؓ کی حدیث کو بھی اسی باب میں خود امام بخاری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی بڑی سختی ہوئی آپ پانی لے لے کر بار بار منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ موت میں بڑی سختیاں ہیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے یا اللہ موت کی سختی میں میری مدد کر ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جتنی موت کی سختی میں نے آنحضرتؐ پر دیکھی اتنی کسی پر نہیں دیکھی ۱۲ منہ

ابْنِ اَبِیْ حَمْزَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیُّ وَ كَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَحَدَ الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْهِمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا حَسَنٍ كَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَاَخَذَ بِیَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاُرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ یُتَوَفّٰی مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا اِنِّیْ لَاَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اذْهَبْ بِنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْاَلْهُ فِیْمَنْ هٰذَا الْاَمْرُ اِنْ كَانَ فِیْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ فِیْ غَیْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَاَوْصٰی بِنَا فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَاَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا یُعْطِیْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَسْاَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری جن کے والد کعب بن مالک انصاری ان تین شخصوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے (غزوہ تبوک میں عدم شمولیت کا گناہ) معاف کردیا تھا (یہ عبداللہ بن کعب) کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واقعہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے لوگوں نے ان سے پوچھا ابوالحسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج مبارک کیسا ہے؟ انہوں نے کہا الحمدللہ آپ اچھے ہیں یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے خدا کی قسم تم تین دن کے بعد غلام بنو گے[1] اور میں تو خدا کی قسم یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں عنقریب وصال فرما جائیں گے میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوتا ہے۔ علی! ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں۔ آپ سے دریافت کرلیں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا۔ اگر آپ ہم لوگوں کو (بنی ہاشم کو) خلافت دیں تو بہتر ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ اگر آپ دوسرے کسی کو خلیفہ بنائیں تو اسے فرما جائیں گے (وہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک کرے گا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ ہو ہم آپ سے پوچھیں اور آپ ہم لوگوں کو خلافت نہ دیں تو پھر لوگ (قیامت تک) آپ کے بعد کبھی ہمیں نہیں بنائیں گے[2] اور میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا سوال نہیں کروں گا[3]۔

---

[1] لفظی ترجمہ یوں ہے تم لاٹھی کے غلام بنو گے مطلب یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص حاکم ہوگا اور تم کو اس کی اطاعت کرنا ہوگی ۱۲ منہ [2] حضرت علی کو معلوم تھا کہ لوگوں کے دل ہماری طرف مائل نہیں ہیں اگر کہیں آنحضرت صلعم نے ہم کو خلافت دینے سے انکار کر دیا تب تو لوگوں کو ایک دستاویز ہاتھ آجائے گی وہ کبھی ہمیں خلافت نہیں دینے کے بر خلاف اس کے اگر سکوت کریں تو احتمال ہے کہ لوگ ہماری قرابت اور فضیلت پر نظر کرکے کبھی نہ کبھی ہم کو بھی خلافت دیں حضرت علی رض کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی خلافت کوئی موروثی حق نہیں ہے کہ باپ کے بعد بیٹا حاکم بن جائے بلکہ مسلمان لوگ جس شخص کو افضل اور خلافت کے لائق سمجھیں اس کو حاکم بنائیں یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام کی حکومت شروع ہی سے جمہوری طرز پر قائم ہوئی تھی اگر اسی طرز پر رہتی تو اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہتی مگر مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کا طریقہ چھوڑ کر کسریٰ اور قیصر کا طرز اختیار کیا اور بادشاہت اور خلافت کو موروثی کر دیا باپ کے بعد اس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا گو وہ کیسا ہی جاہل اور ظالم اور فاسق اور نالائق ہو۔ یزید کے وقت سے یہ ظلم کا سلسلہ قائم ہوا جو اب تک مسلمانوں میں رائج ہے اور لطف یہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک تو خلاف شرع کافروں کی یہ رسم اختیار کی اور بادشاہ کو خواہ وہ کتنا ہی نالائق جاہل فاسق اور ظالم ہو (بقیہ صفحہ آئندہ)

۱۰۸ا۴- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَاهُمْ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوْفِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ

(از سعید بن عفیر از لیث از عُقیل از ابن شہاب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیر کے دن مسلمان نماز فجر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ادا کر رہے تھے، اتنے میں وہ چونک گئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا، مسلمانوں کو دیکھا وہ نماز میں صفیں باندھے (کھڑے) ہیں، آپ مسکرا کر ہنس دئے (خوش ہوئے کہ مسلمان نماز پر قائم ہیں) یہ دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ ایڑھیوں کے بل پیچھے سرکے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں، وہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسلمانوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔[1]

۱۰۹ا۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ

(از محمد بن عبید از عیسی بن یونس از عمر بن سعید از ابن ابی ملیکہ) ابو عمرو ذکوان جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری باری کے دن میرے گھر میں انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرا اور آپ کا تھوک ملا دیا۔ وہ یوں کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

(بقیہ صفحہ سابقہ) مقدس سمجھنے لگے اور اس کی تعظیم الٰہی کرنے لگے کہ پناہ بخدا گویا بادشاہ کو دوسرا خداوند قرار دیا اگر بادشاہوں کو اپنی رعب داب میں رکھتے اور شریعت اور قانون کی پابندی پران کو مجبور رکھتے تو یہ بُرا دن دیکھنا کا ہے کو نصیب ہوتا نصاریٰ نے بھی بعضے ملکوں میں بادشاہت موروثی قرار دی ہے مگر بادشاہ کو صرف برائے نام رکھا ہے اصل میں قانون کی حکومت ہے اور رعایا کو پوری قدرت ہے اگر بادشاہ ذرا سی بھی بے اعتدالی کرے تو اس کو اسی وقت معزول کر دیتے ہیں بادشاہ کو اپنی طرح ایک آدمی سمجھتے ہیں اس کے افعال اور احکام پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اس کو ہر وقت تنبیہ کرتے رہتے ہیں کہ ظلم اور ناشائستہ حرکات سے باز رہے ورنہ اس کو معزول کر کے دوسرے لائق شخص کو بادشاہ بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُن کے انتظام سلطنت میں فرق نہیں آتا۔ [3] کہتے ہیں پھر جب آنحضرتؐ کی وفات ہو گئی تو حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں لیکن حضرت علیؓ نے بیعت نہیں لی۔ ابو الطاہر ذہلی نے باسناد صحیح حضرت علیؓ سے روایت کیا وہ کہتے تھے کاش میں حضرت عباسؓ کا کہنا سُن لیتا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا) [1] دوسری روایت میں ہے کہ اسی دن آپ کی وفات ہوئی ۱۲ منہ

الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهُ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهِ اَنْ نَّعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهُ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهِ اَنْ نَّعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَاَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ۔

۴۱۱۰۔ **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْاَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهُ اَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ رض فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ

ایک مسواک لئے ہوئے آئے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ سہارا دیئے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف توجہ فرما رہے ہیں، مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو بہت پسند کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا آیا یہ مسواک آپ کے لئے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں۔ چنانچہ میں نے وہ مسواک (عبدالرحمٰن سے لے کر) آپ کو دی۔ لیکن آپ پر بیماری کا غلبہ تھا[۱] میں نے کہا۔ میں نرم کر دوں؟ آپ نے اشارے سے فرمایا ہاں! میں نے (چبا کر) نرم کر دی۔ آپ نے وہ مسواک دانتوں پر پھیری۔ آپ کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی تھی[۲] یا پانی کا ایک کٹورا تھا۔ آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے، فرماتے لا الٰہ الا اللہ، موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا (اے اللہ) بلند رفیقوں میں (رکھ) اس کے بعد آپ رحلت فرما گئے۔ ہاتھ مبارک نیچے آ گیا۔

(از اسمٰعیل از سلیمان بن بلال از ہشام بن عروہ از والدش)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں یوں دریافت فرماتے تھے کل میں کہاں ہوگا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی۔؟ یہ کیفیت دیکھ کر (کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنا پسند کرتے ہیں) ازواجِ مطہرات نے آپ کو اجازت دی جہاں چاہیں وہاں رہیں، چنانچہ آپ وصال تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے پاس رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (اتفاق سے) آپ کا وصال جس دن ہوا وہ دن میری باری کا تھا[۳] اللہ نے اس وقت آپ کی روح مبارک قبض کی جب آپ کا سر میری رگدگی اور سینے کے درمیان تھا اور اللہ نے آپ کا اور میرا تھوک ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض (میرے بھائی)

[۱] آپ اس مسواک کو نرم نہ کر سکے ۱۲ منہ [۲] یا پانی کا کٹورا۔ عمر بن سعید راوی کو شک ہے ۱۲ منہ [۳] آپ گو ہر باری ہر بیوی کی سب ہی بیبیوں پاس رہتے ۱۲ منہ

وَّمَعَهُ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهٖ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِنِيْ هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهٗ ثُمَّ مَضَغْتُهٗ فَاَعْطَيْتُهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِيْ۔

ایک مسواک لئے ہوئے آئے جسے وہ اپنے دانتوں پر رگڑا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسواک کو دیکھا۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دے انہوں نے دے دی۔ میں نے اسے تراش کر دانتوں سے چبایا (نرم کیا) پھر وہ مسواک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپؐ نے میرے سینے پر ٹیک لگا کر مسواک کی۔

۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَكَانَتْ اِحْدَانَا تُعَوِّذُهٗ بِدُعَاءٍ اِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ اُعَوِّذُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّفِيْ يَدِهٖ جَرِيْدَةٌ رَّطْبَةٌ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ اَنَّ لَهٗ بِهَا حَاجَةً فَاَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَاْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَاَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيْهَا فَسَقَطَتْ يَدُهٗ اَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَّدِهٖ فَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری کے دن میرے سینے اور ردگدگی کے درمیان وفات پائی۔ ہم لوگوں کا دستور تھا کہ جب آپ بیمار ہوتے تو دعا پڑھ کر آپ کے واسطے پناہ مانگتے۔ میں نے آپ کے لئے پناہ مانگنا شروع کی (یعنی معوذات سورتیں پڑھ کر) آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ فرمایا فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ (بلند رفیقوں میں رکھ) اتنے میں عبدالرحمٰن ہری مسواک ہاتھ میں لئے آگئے۔ آپؐ نے اسے دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ آپؐ اس سے مسواک کرنا چاہتے ہیں میں نے اسے لے لیا اور چبا کر جھاڑ کر آپ کو دی۔ آپ نے بہت اچھی طرح اسے دانتوں پر ملا۔ پھر وہ مسواک مجھے دیتے وقت آپ کا ہاتھ مبارک گر گیا یا مسواک آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اللہ تعالیٰ (کا فضل تھا کہ اس نے) آپؐ کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں (میرا اور آپ کا تھوک مبارک ملا دیا۔[۱]

۱۱۱۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک

[۱] اس میں یہ اشارہ تھا کہ حضرت عائشہ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں میں ایک جگہ رہیں گے حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بی بی ہیں حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ میں کھانا تیار کر کے ایصال ثواب کے وقت آنحضرتؐ اور حضرت فاطمہ اور حسنین کی نیت کیا کرتا خواب میں میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا آپ عتاب کی نظر سے مجھ کو دیکھ رہے ہیں میں نے سبب پوچھا ارشاد ہوا کہ یہ امر سب کو معلوم ہے کہ میں عائشہؓ کے گھر میں کھانا کھایا کرتا ہوں حضرت مجددؒ کہتے ہیں اس روز سے میں نے آپ کی ازواج مطہرات کو بھی ایصالِ ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا ۱۲ منہ

أَبُوسَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضہ
أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِّنْ مَّسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ
فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ
عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ
وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ
بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ
مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ
فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضہ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَ
عُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى
عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا
عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ
يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ
مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ
فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللّٰهُ وَمَا مُحَمَّدٌ
إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى
قَوْلِهِ الشَّاكِرِينَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ
لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتَّى

گھوڑے پر سوار اپنے گھر سے جو سُنح میں تھا[1] آئے۔ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں گئے، کسی سے بات نہیں کی۔ میرے حجرے میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعش مبارک کی) طرف گئے۔ آپ کو ایک یمن کے کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کپڑا اٹھایا۔ پھر آپ کے اوپر اوندھے گر کر روئے، بوسہ دیا، کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دو بار موت نہ دے گا[2]۔ بس ایک مرتبہ وفات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھ دی تھی۔ (فرمایا اللہ نے انک میت) وہ ہو چکی۔
زہری کہتے ہیں مجھ سے ابوسلمہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت کو دیکھ کر) آپ کے پاس سے باہر نکلے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ (باہر کھڑے ہوئے) لوگوں سے باتیں کر رہے تھے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا[3]) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بیٹھ جائیے! انہوں نے نہ سُنا۔ آخر سب لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اے لوگو سنو) اما بعد تم میں جو شخص (اگر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (یہ سمجھتا تھا کہ وہ رب کی طرح کبھی انتقال نہیں کریں گے) تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے (اس کا خیال غلط ٹھہرا[4]) اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا[5] اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے، موت کبھی اس پر واقع نہ ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا خود قرآن میں ارشاد ہے "محمد ایک رسول ہی تو ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی رسول آ چکے ہیں آیت کے آخر وسیجزی اللہ الشاکرین تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو) ایسا معلوم ہوا

---

[1] سنح مدینہ کے باہر بلند گاؤں کا نام ہے جہاں بنی حارث بن خزرج کے لوگ رہا کرتے تھے ۱۲ منہ [2] حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر ان صحابہ کا رد کیا جو یہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وفات ہو گی گویا دوبار موت ہو جائے گی۔ بعضوں نے کہا دوبارہ مرنے سے یہ مطلب ہے کہ پھر قبر میں آپ کو موت نہ ہو گی بلکہ آپ زندہ رہیں گے یا آپ کی شریعت نہ مرے گی بلکہ قیامت تک زندہ رہے گی ۱۲ منہ [3] ابھی تک تو آپ منافقوں کی گردن اڑا کے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عمرؓ یوں کہہ رہے تھے خبردار جو کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرتؐ مر گئے میں اس کا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ حضرت عمرؓ کو واقعی یہ یقین تھا کہ آپؐ نہیں مرے یا ان کا یہ فرمانا بڑی مصلحت اور سیاست پر مبنی ہو گا انہوں نے یہ چاہا کہ خلافت کا انتظام ہو جائے پھر آپ کی وفات ظاہر کی جائے ایسا نہ ہو، آپ کی وفات کا حال سن کر دین میں کوئی خرابی ہو جائے۔ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [4] محمدؐ کو اس کا بندہ جانتا تھا اس کا خیال صحیح ہے ۱۲ منہ [5] نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک اور نہ خدا کے بیٹے ۱۲ منہ [6] فاروق اعظمؓ فنافی الرسول تھے۔ محبتِ کاملہ کی وجہ سے ان کے تصور میں یہ بات نہ آئی تھی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ محبت کے سبب بے ہوش تھے۔ محبت کے کئی درجات ہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ وہ ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وہ بیہوش نہ ہوئے اور فکر انتظام میں متوجہ ہو گئے ۱۲ عبدالرزاق۔

تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِّنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ وَحَتّٰى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ۔

جیسے لوگ قبل ازیں جانتے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی ہوئی ہے بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پڑھنے سے اس آیت کا علم ہوا۔ پھر تو سب نے یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیکھ لی اور جسے دیکھو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا۔

زہری کہتے ہیں مجھے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے ایسا معلوم ہوا جیسے کہ میں نے یہ آیت سُنی ہی نہ تھی۔ جب ابوبکرؓ نے پڑھی تو میں نے سُنی۔ اس وقت میں سہم گیا۔ دہشت اور غم کے بوجھ سے میرے پاؤں نہیں اٹھتے تھے۔ میں زمین پر گر گیا جونہی میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سُنی اور مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال (واقعی) ہوگیا۔[۱]

۱۳ ۱۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ۔

(از عبداللہ بن ابی شیبہ از یحییٰ بن ابی سعید از سفیان از موسیٰ بن ابی عائشہ از عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضہ کہتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا۔

۱۴ ۱۴ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَزَادَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از علی از یحییٰ) مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ اتنا اضافہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے آپؐ کے منہ میں دوا ڈالی جب آپؐ بیمار تھے، آپؐ اشارے سے منع فرمانے لگے، میرے منہ میں دوا مت لگاؤ ہم سمجھے کہ آپؐ کا منع فرمانا ایسا ہے جیسے ہر مریض دوا سے کراہت کرتا ہے، پھر جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میں تمہیں منع کرتا رہا کہ میرے منہ میں دوا مت لگاؤ (مگر تم نے نہ سنا) ہم نے عرض کیا کہ ہمارے خیال میں آپؐ کا منع کرنا اسی طرح تھا جیسے ہر بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا (اب تمہاری سزا یہ ہے) گھر میں کوئی آدمی باقی نہ رہے جس کے منہ میں دوا نہ ڈالی جائے، صرف عباس رضہ کو چھوڑ دو وہ موجود نہ تھے۔

اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے بحوالہ ہشام از والدش از عائشہ رضی اللہ عنہا از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا۔[۲]

---

[۱] امام احمد کی روایت میں یوں ہے حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا اس کے بعد عمرؓ اور مغیرہؓ آئے دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی نعش مبارک کو دیکھ کر کہا ہائے آپ بیہوش ہوگئے۔ مغیرہؓ نے کہا آپ مر گئے ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو جھوٹا ہے فسادی فتنہ کرانا چاہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک مرنے والے نہیں جب تک منافقوں کو فنا نہیں کرلیں گے ۲ ا منہ ۵۲ میرے

۴۱۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَزْھَرُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصٰی اِلٰی عَلِیٍّ قَالَتْ مَنْ قَالَہٗ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَمُسْنِدَتُہٗ اِلٰی صَدْرِیْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَا شَعُرْتُ فَکَیْفَ اَوْصٰی اِلٰی عَلِیٍّ۔

(از عبداللہ بن محمد از ازہر از ابن عون از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو (وفات کے وقت) اپنا وصی (خلیفہ) بنایا تھا[1]۔ انہوں نے کہا کون کہتا ہے؟ میں نے تو خود دیکھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک دیئے ہوئے تھی۔ آپ نے طشت منگوایا[2]۔ پھر ایک طرف جھک گئے اور انتقال فرمایا۔ مجھ تک کو خبر نہ ہوئی کہ علی رضی اللہ عنہ کو کب وصی بنایا۔

۴۱۱۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَۃَ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ کَیْفَ کُتِبَ عَلَی النَّاسِ الْوَصِیَّۃُ اَوْ اُمِرُوْا بِہَا قَالَ اَوْصٰی بِکِتَابِ اللّٰہِ۔

(از ابو نعیم از مالک بن مغول) طلحہ بن مصرف کہتے ہیں میں نے عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو وصی بنایا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کرتے رہنے کی وصیت کی۔

۴۱۱۷۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً اِلَّا بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَرْکَبُہَا وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَہَا لِابْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَۃً۔

(از قتیبہ از ابو الاحوص از ابو اسحٰق) عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اشرفیاں چھوڑیں نہ روپے نہ غلام نہ باندی البتہ ایک خچر سفید رنگ کا چھوڑا جس پر آپ سواری کرتے تھے۔ نیز ہتھیار چھوڑے، کچھ زمین (خیبر اور فدک میں) چھوڑی جسے آپ اپنی زندگی میں مسافروں کے لئے وقف کر گئے تھے۔

۴۱۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ عَلَیْہَا السَّلَامُ وَاکَرْبَ اَبَاہُ فَقَالَ لَہَا لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ یَا اَبَتَاہُ

(از سلیمان بن حرب از حماد از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو آپ پر غشی طاری ہونے لگی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی صاحبزادی نے یہ حال دیکھ کر فرمایا۔ ہائے میرے باپ کو کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ بس آج ہی کا دن ہے۔ اس کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت فاطمہ یوں کہہ کر

[1] جیسے شیعہ حضرات گمان کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] اس میں تھوکنے کے لئے۔ مطلب حضرت عائشہ رض کا یہ ہے کہ مرض موت میں وفات تک تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کس وقت وصی کیا۔ میں نے تو نہیں دیکھا ۱۲ منہ

أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(رونے لگیں) ہائے ابا آپ نے اپنے پروردگار کا بلاوا منظور کیا ہائے ابا آپ نے جنۃ الفردوس میں ٹھکانا بنایا! ہائے ابا میں جبریل علیہ السلام کو آپ کے انتقال کی خبر سناتی ہوں[1]۔ جب آپ دفنائے جا چکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا تم لوگوں نے کیسے گوارا کیا کہ اللہ کے رسول کو مٹی میں چھپا دیا[2]۔

بَابُ ۲۲۵۴ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت آخری بات کیا کی؟

۴۱۱۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ يُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى فَقُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى.

(از بشر بن محمد از عبداللہ از یونس) زہری کہتے ہیں مجھ سے سعید بن مسیب نے متعدد علماء کی موجودگی میں کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت صحت فرماتے تھے کہ کسی پیغمبر کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوا جب تک اس نے بہشت میں اپنا ٹھکانا دیکھ نہیں لیا اور اسے اختیار نہیں ملا[3]۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرضِ وصال آیا۔ آپ کا سر میری ران پر تھا۔ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر ہوش آیا آنکھیں چھت کی طرف لگا دیں فرمایا یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ۔ اس وقت میں سمجھ گئی (کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا لیکن) آپ نے ہم لوگوں میں (دنیا میں) رہنا پسند نہیں کیا اور میں جان گئی کہ یہ اسی حدیث کا مضمون ہے جو آپ نے حالت صحت میں فرمائی تھی۔ اور آخر کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ)

بَابُ ۲۲۵۵ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کب ہوئی؟

---

[1] طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے ہائے بابا آپ اپنے پروردگار سے کتنے نزدیک ہوگئے۔ یہ رونا حضرت فاطمہ رضؓ کا بطور نوحہ کے نہ تھا وہ تو منع ہے بلکہ آہستہ آہستہ رونا تھا جو جائز ہے اور منجملہ لوازم بشریت ہے ۱۲ منہ [2] یہ حضرت فاطمہ رضؓ نے حالتِ رنج میں فرمایا جیسے اس زمانے میں بھی کہتے ہیں ارے لوگو تمہارے دل کیا پتھر کے تھے کہ جلدی سے مردے کو مٹی میں دبا کر چلے آئے۔ انسؓ کیا جواب دیتے وہ خود رو رہے تھے تڑپ رہے تھے گویا زبانِ حال سے انہوں نے یہ جواب دیا کہ مٹی ڈالنا تو کیا آپ کے مبارک جسم پر ہم بال بھی گرنا گوارا نہ کرتے تھے مگر امر الٰہی سے مجبور ہیں ۱۲ منہ [3] چاہے دنیا میں اور رہے اور چاہے آخرت کا سفر اختیار کرے ۱۲ منہ [4] کہ ہر پیغمبر کو مرتے وقت اختیار ملتا ہے ۱۲ منہ [5] جہاں کہیں یہ مضمون آیا کہ آپ نے ہم لوگوں میں رہنا پسند نہیں کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں رہنا پسند نہیں کیا ہم لوگوں سے مراد دنیا ہے یہ مفہوم نہیں آپ اپنے ماحول میں اہلبیت و اصحاب و ازواج مطہرات میں نہیں رہنا چاہتے تھے چونکہ آپ اپنا فرض منصبی یعنی مشن پورا کر

۴۱۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

(از ابو نعیم از شیبان از یحییٰ از ابو سلمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نبوت کے تین برس بعد[1]) دس برس مکے میں رہے قرآن برابر نازل ہوتا رہا۔ بعد ازاں (ہجرت کر کے) دس برس تک مدینے میں رہے۔

۴۱۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ ـ

(از عبد اللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ ابن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے سعید بن مسیب نے بھی ایسا ہی نقل کیا[2]۔

بَابٌ ۲۲۵۶

باب

۴۱۲۲ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ

(از قبیصہ از سفیان از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی، اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع اناج کے عوض گروی تھی[3]۔

بَابٌ ۲۲۵۷ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رض فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وصال میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو جہاد کے لئے روانہ کرنا[4]

۴۱۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

(از عاصم ضحاک بن مخلد از فضیل بن سلیمان از موسیٰ بن عقبہ از سالم) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] یہ عبارت اس لئے بڑھائی گئی کہ اگر نبوت کے بعد مراد ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ساٹھ سال کی ٹھہرتی ہے اور خود حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی۔ ہوا یہ کہ نبوت کے بعد تین برس تک وحی موقوف رہی اس کے بعد وحی کا سلسلہ قائم ہو گیا ۱۲ منہ [2] یہی قول صحیح ہے کہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوئی اور مسلم نے ابن عباس سے نکالا کہ آپ کی عمر ۶۵ برس کی ہوئی بعضی روایتوں میں ساٹھ برس مذکور ہیں شاید کسر کو اڑا دیا۔ بہر حال جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی ۱۲ منہ [3] ابوبکر صدیق رض نے اس یہودی کا قرض ادا کر کے آپ کی زرہ چھڑا لی۔ ان حالات میں اگر ذرا سی عقل والا آدمی بھی غور کرے تو صاف سمجھ لے گا کہ آپ سچے پیغمبر تھے دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ نہ تھے اگر آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے تو لاکھوں کروڑوں کی جائیداد اپنے بال بچوں بی بی کیلئے چھوڑ جاتے خوب دولت اکٹھا کرتے ۱۲ منہ [4] باوجودیکہ اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین جیسے ابوبکر رض اور عمر رض شریک تھے مگر آپ نے اسامہ رض کو سردار بنایا اس سے یہ غرض بھی تھی کہ ان کی دلجوئی ہو اور وہ اپنے والد زید بن حارثہ کے قاتلوں سے خوب دل کھول کر لڑیں اس لشکر کی تیاری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا خیال تھا مرض موت میں بھی کئی بار فرمایا کہ اسامہ کا لشکر روانہ کرو مگر اسامہ شہر سے باہر نکلے تھے اتنے میں آپ کی وفات ہو گئی لوگ واپس چلے آئے بعد میں ابوبکر رض نے اپنی خلافت میں اسامہ کے لشکر کو روانہ کیا انہوں نے اپنے والد کے قاتلوں

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ اُسَامَةَ وَاِنَّهٗ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔ اس پر لوگوں نے کچھ چرچا کیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہاری باتیں سنیں۔ تو سنو! اسامہ رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔

۱۲۴۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ۔

(از اسمٰعیل از مالک از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (روم کی طرف) ایک لشکر روانہ کیا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا سردار مقرر کیا۔ (حالانکہ اس لشکر میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ موجود تھے) لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سردار ہونے پر طعن کیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے) فرمایا اگر تم اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر آج طعن کر رہے ہو (تو کچھ تعجب نہیں) اس سے پہلے تم اس کے باپ کی امارت پر طعن کر چکے ہو۔ خدا کی قسم وہ امارت کے لائق تھا اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے پیارا تھا۔ اس کے بعد (اس کا بیٹا) یہ اسامہ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔[2]

بَاب ۲۲۵۸

باب

۱۲۴۵۔ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ مَتٰى هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِيْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَاَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ

(از اصبغ از ابن وہب از ابن ابی حبیب از ابوالخیر) صُنابحی سے ابوالخیر نے دریافت کیا۔ تم نے (مدینے) کب ہجرت کی؟ انہوں نے کہا ہم یمن سے ہجرت کی نیت سے روانہ ہوئے۔ جب جحفہ میں پہنچے تو ایک سوار مدینے سے آتا ہوا ملا۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کیا خبر ہے؟ اس نے کہا پانچ روز ہوئے، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کر چکے۔ ابوالخیر کہتے ہیں میں نے صُنابحی سے دریافت کیا تم نے شب قدر کے متعلق بھی کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے وہ

---

[1] کہنے لگے بوڑھوں کو چھوڑ کر آپ نے چھوکرے کو سردار کیا ۱۲ منہ [2] بس جو میرا پیارا ہو اس کی سرداری تم کو بخوشی قبول کرنا چاہئیے۔ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی جو وہ اسامہؓ کے باب میں کر رہے تھے تو ان کو دھمکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی آپؐ نے خطبہ سنایا ۱۲ منہ [3] یہ چرچا اسی حد تک محدود تھا جس حد تک صحابہ کرام بطور مشورہ مجاز تھے ورنہ معاذ اللہ انکار کی جرارت و نیت کسی صحابیؓ میں موجود نہ تھی۔ عبدالرزاق

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

کہتے تھے، شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہوتی ہے۔

بَابُ ۲۲۵۹ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے جہاد کیے؟

۱۲۶ ۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ۔

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل) ابو اسحٰق کہتے ہیں۔ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر کتنے جہاد کئے؟ انہوں نے کہا سترہ۔ میں نے دریافت کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے جہاد کئے؟ انہوں نے کہا انیس[1]

۱۲۷ ۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ رض قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل از ابو اسحاق) براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جہاد کئے۔

۱۲۸ ۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً۔

(از احمد بن حسن از احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال از معتمر ابن سلیمان از کہمس از ابن بریدہ) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ جہاد کئے ہیں۔

---

[1] یعنی ان جہادوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے جنگ ہو یا نہ ہو ابو یعلیٰ کی روایت میں اکیس۲۱ جہاد ایسے منقول ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں بعضوں نے کہا آپ ستائیس جہادوں میں تشریف لے گئے اور ۴۷ لشکر روانہ کئے جن میں خود شریک نہیں ہوئے اب جن جہادوں میں جنگ ہوئی وہ نو ہیں۔ بدر ۲ھ اور احد ۳ھ اور مریسیع ۵ھ اور خندق اور بنی قریظہ ۵ھ اور خیبر ۷ھ اور فتح مکہ ۸ھ اور حنین ۸ھ اور طائف ۹ھ ۱۲ منہ

کِتَابُ التَّفْسِیْرِ

قرآن پاک کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے جو بہت رحم والا مہربان ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَۃِ اَلرَّحِیْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًی وَّاحِدٍ کَالْعَلِیْمِ وَالْعَالِمِ

رحمٰن و رحیم دونوں رحمت سے نکلے ہیں دونوں کا معنی ایک ہے (یعنی مہربان رحم کرنے والا) جیسے علیم اور عالم (دونوں کا معنی ایک ہے یعنی جاننے والا)[1]

بَابُ ۲۲۶ مَا جَآءَ فِیْ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ

باب سورۂ فاتحہ کی تفسیر۔

وَسُمِّیَتْ اُمُّ الْکِتَابِ اَنَّہٗ یُبْدَاُ بِکِتَابَتِھَا فِی الْمُصْحَفِ وَیُبْدَاُ بِقِرَآءَتِھَا فِی الصَّلٰوۃِ وَالدِّیْنُ الْجَزَآءُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ بِالدِّیْنِ بِالْحِسَابِ مَدِیْنِیْنَ

اس سورت کو اُمّ الکتاب بھی کہتے ہیں کیونکہ مصحف میں سب سورتوں سے پہلے لکھی جاتی ہے[2] اور نماز میں بھی قراءت اُسی سے شروع کی جاتی ہے اَلدِّیْن کا معنی بدلہ خواہ اچھا ہو یا بُرا۔ اسی سے یہ ضرب المثل ہے کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ مجاہد کہتے ہیں کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ

---

[1] بعضوں نے کہا رحمٰن میں مبالغہ ہے اور اسی لئے کہتے ہیں رحمان الدنیا و رحیم الآخرۃ کیونکہ دنیا میں اس کی رحمت سب پر عام ہے اور آخرت میں خاص مومنوں پر ہوگی مگر صحیح روایت میں یوں وارد ہے رحمان الدنیا والآخرۃ و رحیمھما۔ بعضوں نے کہا رحیم میں مبالغہ ہے۔ حافظ نے کہا دونوں میں ایک ایک وجہ سے مبالغہ ہے۔ مبارک نے کہا رحمٰن وہ ہے جو مانگے پر دے، رحیم وہ ہے جس سے نہ مانگیں تو وہ ناراض اور ناخوش ہو۔ سبحان اللہ! ہمارا پروردگار رحیم ہے اُس سے جتنا مانگو وہ اور خوش ہوتا ہے۔ ہم تو دنیا اور آخرت میں تجھ سے مانگتے ہی رہیں گے اے میرے شہنشاہ تجھ سے مانگنا ہمارا فخر ہے جو لوگ تجھ سے مانگنے میں تأمل کرتے ہیں ان کا تأمل انہی کو سزاوار ہے۔ ہم تو تیرے عام غریب بندے ہیں رات دن مانگنا کھانا ہمارا کام ہے ۱۲ منہ

[2] اُمّ کہتے ہیں عربی زبان میں ماں کو جیسے ماں سے لڑکے کی پیدائش شروع ہوتی ہے اُسی طرح اس سورت سے قرآن مجید کی ابتداء ہوتی ہے ۱۲ منہ

مُحَاسِبِيْنَ۔

(سورۂ انفطار) میں دِیْن کا معنی حساب ہے۔ اسی سے (سورۂ واقعہ میں) مَدِیْنِیْنَ کا لفظ ہے یعنی حساب کئے گئے۔[1]

۴۱۲۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از خُبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصم) ابوسعید بن مُعلّٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد (نبوی) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر حاضر نہ ہوا (بعد از فراغتِ نماز آیا) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے (سورۂ انفال میں) اللہ کا اور رسول کا حکم مانو جب رسول تمہیں[2] بلائے[3] پھر آپ نے فرمایا مسجد کے باہر جانے سے پہلے میں تجھے ایک سورت بتلاؤں گا جو ساری سورتوں سے (اجر و ثواب میں) بڑھ کر ہے۔ اور میرا ہاتھ تھام لیا۔ جب آپ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا، میں تجھے ایک سورت بتلاؤں گا جو قرآن میں سب سورتوں میں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ اس میں سات آیات ہیں جو (ہر رکعت میں پڑھنے کی وجہ سے) دوبارہ یعنی بار بار ادا ہو جاتی ہے اور یہی سورت وہ بڑا قرآن ہے جو مجھے دیا گیا[4]

بَاب ۲۲۶۱ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

باب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا بیان

۴۱۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از سُمَی از ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ جس کی آمین کی آواز فرشتوں کی آواز سے مل

---

[1] اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا حاکم نے ابن مسعود سے نکالا کہ مالک یوم الدین میں دین سے مراد حساب اور بدلہ کا دن یعنی قیامت کا دن ہے ۱۲ منہ [2] اسی آیت سے علماء نے نکالا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہونا چاہیئے گو آدمی نماز میں ہو۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ نماز باطل ہوگی یا نہیں منہ [3] جس کا ذکر اس آیت میں ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۔ بعضوں نے کہا اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوبارا اتری ۱۲ منہ [4] امام احمد اور ابن حبان نے مرفوعاً نکالا ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں حضرت عمرؓ کی قرأت یوں ہی غیر المغضوب علیہم وغیر الضالین ۲ منہ [5] میں نے کہا بیشک اب

وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُولُوا آمِيْنَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جائے گی اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

سورۂ بقرہ کی تفسیر

بَابٌ ۲۲۶۲ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔

باب وعلم آدم الاسماء کلہا کی تفسیر

۱۳۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحْيِيْ اِئْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحْيِيْ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰىةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

دوسری سند (از خلیفہ از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مسلمان کہیں گے، بہتر ہے آج بارگاہِ ایزدی میں کسی کی سفارش لائی جائے چنانچہ (سوچ بچار کر کے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ ان سے کہیں گے۔ آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو بنایا، اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا، ہر چیز کا نام آپ کو بتلایا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری کچھ سفارش کیجئے کہ وہ ہمیں اس مصیبت کی جگہ سے نکال کر آرام دے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی لغزش یاد کر کے پروردگار کے حضور حاضر ہونے سے شرم کریں گے۔ کہیں گے تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جو زمین والوں کی طرف بھیجے گئے۔ یہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے (ان سے عرض کریں گے) وہ کہیں گے میرا یہ منہ نہیں اور اپنی یہ لغزش کہ پروردگار سے وہ بات چاہنا جس کا علم نہیں یاد کر کے شرمندہ ہو گئے۔ کہیں گے تم اللہ کے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ، یہ لوگ ان کے پاس جائیں، ان سے عرض کریں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے (معزز) بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا ان پر تورات نازل کی۔ آخر یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے

ؒ یہ سورت مدینہ میں اتری اس پر اتفاق ہے ۱۲ منہ ؓ باب کی حدیث میں صرف مومنوں کا آدم علیہ السلام سے یہ کہنا مذکور رہے وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اس مناسبت سے امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں بیان کیا اسماء سے فرشتوں کے یا سب چیزوں کے نام مراد ہیں ۱۲ منہ ؓ جس کا ذکر سورۂ ہود کی اس آیت میں ہے فلا تسئلن مالیس لک بہ علم ۱۲ منہ

هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَةَ اللهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَالِدِينَ فِيهَا۔

ان سے عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں دنیا میں ناحق خون یاد کرکے اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کریں گے اور کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، رسول، کلمہ اور روح ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے ان سے عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ (نہایت مکرم ومعزز) بندے ہیں جن کی اگلی پچھلی لغزشیں اللہ تعالیٰ نے سب معاف کردی ہیں۔ آخر یہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے[1] اور وہاں سے چل کر پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا مجھے اجازت ملے گی میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا[2]۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دیگا۔ پھر ارشاد ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنا سر اٹھا اور مانگ (کیا مانگتا ہے) ہم دینگے۔ کچھ کہہ ہم سنیں گے، جو سفارش کرے ہم قبول کریں گے[3] میں سر اٹھا کر (پہلے) اپنے مالک کی ایسی تعریف کروں گا جو وہ (اس وقت) مجھے سکھائے گا۔ پھر بندگانِ خدا کی سفارش کروں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کردی جائے گی[4] میں ان لوگوں کو بہشت میں داخل کردوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس آؤں گا اور اسے دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا ویسا ہی حال گذرے گا جیسے پہلے ہوا تھا، پھر سفارش کی ایک حد مقرر کردی جائے گی۔ میں ان لوگوں کو بھی بہشت میں پہنچا دوں گا، پھر تیسری بار اپنے مالک کے پاس حاضر ہوں گا (پھر ایک حد مقرر ہوگی) پھر چوتھی بار حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا۔ پروردگار اب تو دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جو از روئے قرآن دوزخ میں مقید رہنے کے لائق ہیں اور جنہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا چاہیئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں قرآن کی رُو سے دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے وہی مراد ہیں جن کی شان میں خالدین فیہا آیا ہے۔

باب ۲۲۶۳ قَالَ مُجَاهِدٌ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ | باب وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ کی تفسیر

[1] حالانکہ وہ عمدگانہ تھا ۱۲ منہ [2] میں ان کی درخواست قبول کروں گا آپ کمر ہمت باندھیں گے اور بندگانِ خدا کی رہائی اور مخلصی کے لئے مستعد ہوں گے آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو ۱۲ منہ [3] آداب عبودیت ادا کروں گا ۱۲ منہ [4] سبحان اللہ عنایت شاہانہ ۱۲ منہ [5] یعنی کافر اور مشرک باقی رہ گئے ۱۲ منہ [6] کہ ایسے ایسے بندوں کی یا اتنے بندوں کی سفارش کر ۱۲ منہ [7] مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں ان کی لغزشوں سے مراد صحابہ کرام کی لغزشیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اس لئے کی گئیں کہ جماعت کا امیر جماعت کی غلطیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ اے نبی کریم آپ کی جماعت کی لغزشیں غلطیاں ہم نے معاف کردیں۔ سورۂ فتح کی آیت کے بارے میں بھی یہی فرمایا تھا۔ المیزان

أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ
مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ اللّٰهُ جَامِعُهُمْ
عَلَى الْخَاشِعِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
حَقًّا قَالَ مُجَاهِدٌ بِقُوَّةٍ يَعْمَلُ
بِمَا فِيهِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ
مَرَضٌ شَكٌّ صِبْغَةٌ دِينٌ وَ
مَا خَلْفَهَا عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ
لَا شِيَةَ فِيهَا لَا بَيَاضَ قَالَ
غَيْرُهُ يَسُومُونَكُمْ يُولُونَكُمْ
الْوَلَايَةُ مَفْتُوحَةً مَصْدَرُ
الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوبِيَّةُ وَ
إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ
وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوبُ الَّتِي
تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُومٌ فَادَّارَأْتُمْ
اخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ
فَبَاءُوا فَانْقَلَبُوا وَقَالَ غَيْرُهُ
يَسْتَفْتِحُونَ يَسْتَنْصِرُونَ
شَرَوْا بَاعُوا رَاعِنَا مِنَ
الرُّعُونَةِ إِذَا أَرَادُوا أَنْ
يُحَمِّقُوا إِنْسَانًا قَالُوا رَاعِنًا لَا
تَجْزِي لَا تُغْنِي ابْتَلَى اخْتَبَرَ خُطُوَاتٌ
مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنَى آثَارُهُ ـ

مجاہد کہتے ہیں شیاطین سے ان کے دوست منافق اور مشرک مراد ہیں[1]۔ محیط بالکفرین کا معنیٰ اللہ کافروں کو اکٹھا کرنے والا ہے[2]۔ علی الخاشعین، خاشعین سے مراد پکے ایماندار ہیں[3]۔ بقوۃ یعنی اس پر عمل کر کے، قوت سے یہی مراد ہے[4]۔ ابوالعالیہ نے کہا مرض سے شک مراد ہے[5]۔ صبغہ سے دین مراد ہے[6]۔ وما خلفہا یعنی پچھلے لوگوں کے لئے عبرت جو باقی رہے ہے[7]۔ لا شیۃ کا معنیٰ اس میں سفیدی نہیں۔

ابوالعالیہ کے سوا دوسروں نے کہا یسومونکم کا معنیٰ تم پر اٹھاتے تھے[8] (سورہ کہف میں جو) الولایہ ہے، واؤ کی زبر کے ساتھ اس کا معنیٰ ربوبیت یعنی خدائی ۔ ولایہ زیر کے ساتھ بمعنیٰ سرداری[9]، امارت ۔

بعض لوگ کہتے ہیں[10] جن جن اناجوں کو لوگ کھاتے ہیں انہیں فوم[11] کہتے ہیں ۔ فادّارأتم کا معنے تم نے آپس میں جھگڑا اور اختلاف کیا ۔

قتادہ کہتے ہیں فباؤا کا مفہوم ہے لوٹ گئے[12]۔ قتادہ کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ) نے کہا یستفتحون کا معنیٰ مدد مانگتے تھے۔ شروا کا معنیٰ بیچا۔ راعنا رعونت سے مشتق ہے۔ عرب کے لوگ جسے احمق بنانا چاہتے، اُسے راعنا کہتے[13]۔ لا تجزی کچھ کام نہ آئے گی ۔ ابتلیٰ کا معنے آزمایا (جانچا)، خطوات جمع ہے خطوہ کی یعنی قدم۔

[1] اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ بھی عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو عبد بن حمید نے مجاہد سے وصل کیا ۱۲ منہ [7] اگلے گناہوں کی سزا ۱۲ منہ [8] اس کو ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے وصل کیا ۱۲ منہ [9] ابو عبید قاسم بن سلام ۱۲ منہ [10] یا تم کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتے تھے ۱۲ منہ [11] اگرچہ یہ لفظ سورۂ بقرہ میں نہیں ہے پر یولونکم کی مناسبت سے اس کو بیان کر دیا ۱۲ منہ [12] عطا اور قتادہ نے [13] یہ فراء نے معانی قرآن میں نقل کیا اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد اور ابن عباس سے نکالا کہ فوم گیہوں کو کہتے ہیں ۔ ابن مسعودؓ نے اس کو ثوم پڑھا ہے یعنی لہسن ۱۲ منہ [14] اس کو عبداللہ بن وصل کیا ۱۲ منہ [15] راعن کہتے ہیں احمق کو اور جمہور نے راعنا بغیر تنوین کے پڑھا ہے یہ صیغہ امر کا ہے مراعاۃ سے ابونعیم نے ابن عباس سے نکالا کہ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی ہے

باب ۲۲۶۴ قَوْلِهِ تَعَالَى فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ـ

۴۱۳۲ ـ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ ـ

باب فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر۔

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از ابو وائل از عمرو بن شرحبیل) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے نزدیک کونسا بڑا گناہ ہے؟ فرمایا بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اور کسی کو اللہ کے برابر کردے[1]۔ حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا، میں نے کہا یہ تو بے شک بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد پھر کونسا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ اسے کھلانا پلانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ ہے؟ فرمایا اپنے ہمسایہ (پڑوسی) کی بیوی سے زنا کرے[3]۔

باب ۲۲۶۵ قَوْلِهِ تَعَالَى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَنُّ صَمْغَةٌ وَّالسَّلْوٰى الطَّيْرُ

باب وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ کی تفسیر۔

مجاہد نے کہا "مَنّ" ایک درخت کا گوند ہے اسے ترنجبین بھی کہتے ہیں۔ سلویٰ ایک پرندے کا نام ہے جسے آج کل بٹیر کہتے ہیں۔[2]

---

[1] ند کہتے ہیں نظیر یعنی جوڑ اور برابر والے کو انداد اس کی جمع ہے ند سے صرف یہی نہیں کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی خدا سمجھے کیونکہ عرب کے اکثر لوگ اور دوسرے ملکوں کے مشرک بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے جیسے فرمایا ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرک ہی قرار دیا بات یہ ہے کہ اللہ کی جو صفات ہیں جیسے محیط علم سمع محیط بصر محیط قدرت کامل تصرف کامل ان صفات کو کوئی شخص دوسرے کے لئے ثابت کرے اس نے بھی اللہ کا ند یعنی برابر والا دوسرے کو ٹھہرایا مثلاً کوئی یہ دین سمجھے کہ فلانے پیر یا پیغمبر دور و نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات ان کو معلوم ہو جاتی ہے یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا اسی طرح کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کی پوجا کرے اس کے نام کا ورد رکھے اس کی منت مانے اس کے نام پر جانور کاٹے اس کی قبر پر نذر نیاز چڑھائے اس کے نام کو اٹھتے بیٹھتے ورد کرے اس کے نام کا وظیفہ پڑھے وہ بھی مشرک ہو گیا توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی کو پکارے نہ اس سے مراد چاہے نہ اس پر بھروسہ رکھے نہ اس کی پوجا کرے ملکہ اللہ کے سوا سب کو عاجز اور محتاج بندہ سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی نہ ہم کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور جب تک اللہ نہ چاہے کوئی اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں اللہ چاہے تو وہ ایک بندے سے دوسرے بندے کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے اب بعض باتیں ایسی ہیں جن کو اللہ ہی سے مانگنا چاہئے جیسے اولاد کا دینا پانی برسانا روزی کی کشائش کرنا عمر دینا بیماری سے چنگا کرنا مارنا جلانا ڈوبنے سے بچانا گناہوں کی مغفرت کرنا۔ اگر کوئی یہ باتیں اللہ کے سوا اور کسی پیر پیغمبر سے مانگے تو وہ مشرک ہو جائے گا ۱۲ منہ

[2] اس کو فریابی نے وصل کیا۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جنگل میں یہ دونوں چیزیں کھانے کو دی تھیں ابن عباسؓ نے کہا مَنّ درختوں پر جم جاتا بنی اسرائیل جتنا چاہتے اس میں سے کھاتے سدی نے کہا کہ وہ ترنجبین کی طرح تھا قتادہ نے کہا من برف کی طرح گرتا تھا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ۱۲ منہ

[3] زنا پڑوسی کی بیوی سے ہو یا دور رہنے والی کسی غیر منکوحہ سے ہو بہر حال برا ہے مگر عام طور پر جہاں رہائش ہوتی ہے وہیں قرب وجوار میں معاشقے کا امکان و احتمال زیادہ ہوتا ہے اس لئے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ یہ زیادہ بڑا گناہ ہے کہ ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے حالانکہ وہ حسن سلوک کے حقدار ہیں بعد ازاں دوسری غیر منکوحہ سے زنا اپنی جگہ گناہ ہی ہے مگر وہ ہمسائے کی بیوی کی نسبت قدرے کم ہے بہر حال زنا گناہ کبیرہ ہے خواہ ہمسائے کی بیوی سے ہو یا اجنبی عورت سے ۱۲ عبدالرزاق۔

۴۱۳۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ۔

(از ابو نعیم از سفیان از عبدالملک از عمرو بن حریث) سعید ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھمبی (جو خودرو ہوتی ہے) مَن کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے باعثِ شفاء ہے۔

بَاب ۲۲۶۶ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ رَغَدًا وَّاسِعٌ كَثِيرٌ۔

باب وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا... تا وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِين کی تفسیر۔

رَغَدًا کا معنیٰ اچھی طرح، فراغت سے، رچتا پچتا۔

۴۱۳۴ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوا وَقَالُوا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ۔

(از محمد از عبدالرحمن بن مہدی از ابن مبارک از معمر از ہمام بن منبّہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہو، اور زبان سے کہتے جاؤ حِطَّةٌ (گناہوں کی بخشش) مگر وہ لوگ زمین پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حطہ کو چھوڑ کر حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ" (بالی کے اندر دانہ) کہنا شروع کر دیا۔

قَوْلُهُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ ۔ وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرَ وَمِيكَ وَسَرَافِ عَبْدٌ إِيلُ اللّٰهُ۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ کی تفسیر۔
عکرمہ کہتے ہیں جَبر، مِیک اور سَراف کا معنیٰ بندہ ہے۔ اِیل کا معنیٰ اللہ ہے۔

۴۱۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ

(از عبداللہ بن منیر از عبداللہ بن بکر از حُمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبداللہ بن سلام (یہود کے بڑے عالم) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) تشریف

بِقُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا قَالَ جِبْرِيلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ

لانے کی اس وقت خبر سُنی جب وہ باغ میں میوہ توڑ رہے تھے، وہ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ آج آپ سے وہ تین باتیں دریافت کرتا ہوں، جنہیں پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمائیے قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ دوسری یہ کہ اہلِ بہشت پہلے کیا چیز کھائیں گے؟ تیسری یہ کہ بچہ اپنے ماں یا باپ کا ہم شکل کیوں ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابھی ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ باتیں مجھے بتا دیں۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے، جبرائیل؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا وہ تو تمام فرشتوں میں یہودیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے[۱] اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ، پھر فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب لے جائے گی۔ اہل جنت کو سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ملے گا (وہ بہت لذیذ ہوتا ہے) بچے کے ہم شکل ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہوتا ہے تو بچہ مرد کی صورت پر پیدا ہوتا ہے، جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب ہوتا ہے تو بچہ عورت کی صورت پر پیدا ہوتا ہے۔

یہ جواب سن کر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ یہودی بڑے افتراء پرداز لوگ ہیں۔ آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے (میں کیسا آدمی ہوں؟) اگر کہیں انہیں دریافت کرنے سے پہلے معلوم ہو گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تب وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے[۲]۔ چنانچہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

---

[۱] مردود یہودی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے کیونکہ انہوں نے کئی بار ان پر عذاب اتارا بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ انہوں نے نبوت بنی اسرائیل میں سے نکال کر عرب لوگوں میں رکھی بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ یہ یہودیوں کے مانع پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی بھی عجب بیوقوف لوگ تھے بھلا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھو اُن سے دشمنی رکھنا دیکھو تمہاری ہستی ہی کیا ہے وہ ایک پر سے ساری دنیا کو الٹ سکتے ہیں۔ دوسرے حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں ان سے دشمنی رکھنا گویا پروردگار جل جلالہ سے دشمنی رکھنا ہے ۱۲ منہ [۲] مجھ کو خواہ مخواہ بُرا آدمی کہیں گے۔ خیر عبداللہ بن سلام ایک جگہ چھپ رہے ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا اَخْيَرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوْهُ قَالَ فَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

آپؐ نے ان سے پوچھا۔ عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا۔ بہت اچھا ہے۔ اچھے آدمی کا بیٹا ہے، ہمارا سردار ہے اور سردار کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہوجائے تو (تم بھی اسلام قبول کرلوگے) وہ کہنے لگے خدا اسے اس سے پناہ میں رکھے۔ عبداللہ بن سلام (جو چھپ کر ان کی گفتگو سن رہے تھے) یہ سن کر باہر نکل آئے اور کہنے لگے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ سنتے ہی یہودیوں نے کہنا شروع کیا عبداللہ ہم میں بڑا ذلیل اور ذلیل باپ کا بیٹا ہے نیز ان کی برائی کرنے لگے۔ عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اسی بات کا خطرہ تھا۔[1]

بَاب ۲۲۶۶ قَوْلِهٖ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا

باب مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا کی تفسیر

۴۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَقْرَؤُنَا اُبَيٌّ وَاَقْضَانَا عَلِيٌّ وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَذَاكَ اُبَيًّا يَقُوْلُ لَا اَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا۔

(از عمرو بن علی از یحییٰ از سفیان از حبیب از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے ہم لوگوں میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے قاری ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے عمدہ قاضی (جج) ہیں مگر اس کے باوجود ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ "میں قرآن مجید کی کسی آیت کی تلاوت نہ چھوڑوں گا جسے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا" حالانکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ہم جو آیت منسوخ کردیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں" آخر تک۔

بَاب ۲۲۶۷ قَوْلِهٖ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ۔

باب وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ کی تفسیر۔

۴۱۳۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِيْ

(از ابوالیمان از شعیب از عبداللہ بن ابی حسین از نافع ابن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "آدمی نے مجھے جھٹلایا حالانکہ

[1] اسی وجہ سے میں نے پہلے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا اور چھپ رہا ۱۲ منہ

ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَيَزْعَمُ اَنِّيْ لَا اَقْدِرُ اَنْ اُعِيْدَهٗ كَمَا كَانَ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا۔

یہ اُسے مناسب نہیں تھا۔ نیز آدمی نے مجھے گالی دی اور یہ اُسے مناسب نہیں تھا۔ جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا۔ گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے[1]۔ حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بچہ قرار دوں (سب میرے بندے اور غلام ہیں)

باب ۲۲۶۸ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى مَثَابَةً يَثُوْبُوْنَ يَرْجِعُوْنَ

باب وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى کی تفسیر (اسی سورۃ میں لفظ) مَثَابَةً سے مراد مرجع ہے یعنی لوٹنے کی جگہ اس سے يَثُوْبُوْنَ بنا یعنی وہ لوٹتے ہیں۔

۱۳۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلٰثٍ اَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ اِنِ انْتَهَيْتُنَّ اَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى اَتَيْتُ اِحْدٰى نِسَآئِهٖ قَالَتْ يَا عُمَرُ اَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ میری رائے تین باتوں میں اللہ کے حکم کے موافق پڑی یا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری تین باتوں سے اتفاق کیا۔

(۱) میں نے عرض کیا "یارسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرار دیں تو بہت اچھا ہو" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔

(۲) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے پاس اچھے بُرے ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں (یعنی اپنی بیویوں) کو پردہ کرنے کا حکم دیں تو مناسب ہوگا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔

(۳) مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی پر ناراض ہیں میں ان ازواج مطہرات کے پاس گیا اور ان سے کہا تم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے سے) باز رہو ورنہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں دے گا۔ جب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی کے پاس آیا تو وہ بول اٹھیں۔ عمر! آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ

[1] نجران کے نصاریٰ حضرت عیسٰیؑ کو اللہ کا بیٹا اور مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتلاتے تھے انہی کی شان میں یہ آیت اتاری ۱۲ منہ

يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ الْأٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ۔

علیہ وسلم ہیں نصیحت نہیں کر سکتے جو آپ نصیحت کرنے آئے (جائیے اپنی نصیحت رہنے دیجیے) چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ترجمہ) عجب نہیں لے ازواج مطہرات اگر پیغمبر تمہیں دے دے تو اللہ تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں اسے عنایت فرمائے جو مسلمان ہوں آخر آیت تک۔

ابن ابی مریم کہتے ہیں ہمیں یحییٰ بن ایوب نے بحوالہ حمید از انس رضی اللہ عنہ از حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کی۔[1]

بَابٌ ۲۲۶۸ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اَلْقَوَاعِدُ أَسَاسُهُ وَاحِدُهَا قَاعِدَةٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ۔

باب وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی تفسیر۔

قواعد کے معنی بنیادیں (پائے) اس کا مفرد قاعدہ ہے اور (سورۂ نور میں) جو وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ آیا ہے اس کا مفرد قاعد ہے۔[2]

۴۱۳۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رض زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از اسماعیل از مالک از ابن شہاب) سالم بن عبداللہ کہتے ہیں عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رض نے حضرت عائشہ رض سے نقل کر کے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! تجھے کیا معلوم نہیں کہ تیری قوم (قریش) نے جب کعبے کو (اپنے وقت میں) بنایا تو ابراہیم علیہ السلام کی ڈالی ہوئی بنیادوں سے لسے چھوٹا کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسے ابراہیم کی بنیادوں پر دوبارہ کیوں نہیں بنا ڈالتے؟ آپ نے فرمایا (میں ایسا کرتا) مگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ ابھی تازہ گذرا ہے۔[3]

عبداللہ بن عمر رض نے یہ حدیث سن کر کہا اگر عائشہ رض نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہی سبب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کونوں کا جو حطیم کے پاس ہیں بوسہ

---

[1] اس سند کو بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حمید کا سماع انس رض سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [2] یعنی بڑی بوڑھی گھر میں بیٹھنے والی عورتیں ۱۲ منہ [3] ایسا نہ ہو کہ وہ کعبہ توڑنے سے بھڑک جائیں ۱۲ منہ۔

سَلَّمَ مَآ اُرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَیْنِ اللَّذَیْنِ یَلِیَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَیْتَ لَمْ یُتَمَّمْ عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاھِیْمَ۔

نہیں لیتے تھے کیونکہ وہ کونے اس مقام پر نہ تھے جہاں پر ابراہیمؑ نے بنیاد رکھی تھی لہ

بَاب ۲۲۶۹ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔

باب اٰمنّا باللّٰہ و ما اُنزل علینا کی تفسیر۔

۴۱۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رض قَالَ كَانَ اَھْلُ الْكِتَابِ یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ وَ یُفَسِّرُوْنَھَا بِالْعَرَبِیَّةِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْٓا اَھْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ الْاٰیَةَ۔

(از محمد بن بشار از عثمان بن عمر از علی بن مبارک از یحیٰی بن ابی کثیر از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ اہل کتاب (یہودی) تورات شریف کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں مسلمانوں کو سمجھاتے (معلوم نہیں ترجمے میں کیا کیا تصرف کرتے) آخر آنحضرتؐ نے (مسلمانوں سے) فرمایا تم اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا، بلکہ کہو آمنّا باللّٰہِ وَمَا اُنزِلَ علینا آخر آیت تک۔

بَاب ۲۲۷۰ قَوْلِہٖ سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْھَا قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

باب سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ ..... اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ کی تفسیر۔

۴۱۴۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ سَمِعَ زُھَیْرًا عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَھْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَھْرًا وَّ

(از ابونعیم از زہیر از ابواسحاق) براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینے میں آکر) بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی لیکن آپؐ کو یہ پسند تھا کہ آپؐ کا قبلہ خانہ کعبہ کی طرف ہو جائے (حکم الٰہی کے منتظر تھے) ایک بار

لہ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ

كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُونَ قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِي مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔

ایسا ہوا (قبلہ بدلتے ہی) آپؐ نے عصر کی نماز (خانہ کعبہ کی طرف) پڑھی آپؐ کے ساتھ لوگوں نے بھی (اسی طرف) پڑھی۔ ان میں سے ایک شخص (عبداللہ بن عباد) جو آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا۔ دوسری مسجد والوں کے قریب گذرا وہ (بیت المقدس کی طرف) نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے اس شخص نے انہیں (جو نماز ہی میں تھے) کہا خدا گواہ ہے میں نے (ابھی آنحضرتؐ کے ساتھ مکے کی طرف نماز پڑھی۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبے کی طرف گھوم گئے (نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ البتہ ہم لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے انتقال کر گئے اور شہید ہو گئے (ان کی نمازیں ہوئیں یا نہیں) چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔

بَابٌ ۲۲۷ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔

باب وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کی تفسیر۔

۴۱۴۳۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَّأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَّقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ

(از یوسف بن راشد از جریر و ابو اسامہ (بالفاظ ابو اسامہ) از اعمش از ابو صالح) (ابو اسامہ نے ابو صالح سے اعمش کے سماع کی تصریح کرنے کے لئے یہ لفظ کہا کہ اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے (اللہ تعالیٰ بلائیں گے) وہ عرض کریں گے۔ پروردگار حاضر ہوں، جو حکم ہو بجالاؤں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تو نے میرے احکام اپنی امت

لہ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے یعنی اللہ ایسا نہیں کرنے کا کہ تمہاری نماز بیکار کردے اس کا ثواب نہ دے۔ ہوا یہ کہ جب قبلہ بدلا تو مشرک کہنے لگے اب محمد رفتہ رفتہ ہمارے طریق پر چلے ہیں چند روز میں پھر اپنا آبائی دین اختیار کر لیں گے۔ منافق کہنے لگے اگر پہلا قبلہ حق تھا تو یہ دوسرا قبلہ باطل ہے اگر دوسرا حق ہے تو پہلا باطل ہے۔ اہل کتاب کہنے لگے اگر یہ سچے پیغمبروں کی طرح اپنا قبلہ بیت المقدس کی طرف ہی رکھتے تو یہ سچے پیغمبر ہوتے۔ اس قسم کی بیہودہ باتیں بناتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ اخیر تک ۱۲ منہ

هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

کو پہنچا دیئے تھے؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں! اس وقت ان کی امت سے پوچھا جائے گا۔ کیا نوح نے تمہیں میرے احکام پہنچائے تھے؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) آیا ہی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے کہیں گے کوئی تیرا گواہ ہے؟ وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت گواہ ہے۔ غرض اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ بے شک نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ بنیں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ وسط کے معنی عادل[1] (بہتر)

باب ۲۲۷۲ قَوْلِهِ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

باب وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَى إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ کی تفسیر۔

۴۱۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ أَنْزَلَ

(از مسدد از یحییٰ از سفیان از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں یہ حکم

[1] یہ جملہ حدیث میں داخل ہے راوی کا کلام نہیں ہے وسط کا معنے بہتر عرب لوگ کہتے ہیں فلان وسط فی قومہ یعنی اپنی قوم والوں میں سب سے بہتر ہے ابومعاویہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پروردگار پوچھے گا تم کو کیسے معلوم ہوا وہ عرض کریں گے ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ہم کو خبر دی کہ اگلے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کے حکم سنا دیئے اور ان کی خبر سچی ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر سنی ہوئی بات کا یقین ہو جائے تو اس کی گواہی دے سکتا ہے اور فقہا نے اس باب میں تفصیل کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ کسی قسم کے مقدمات میں شہادت سمعی دینا درست ہے ۱۲ منہ

اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرْاٰنًا اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا فَتَوَجَّهُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ۔

نازل فرمایا ہے کہ آپؐ کعبے کی طرف منہ کریں تم بھی کعبے کی طرف منہ کرو، یہ سنتے ہی وہ لوگ (نماز ہی میں کعبے کی طرف پھر گئے)[1]

بَاب ۲۲۷۳ قَوْلِهٖ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ اِلٰى عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

باب قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الآیۃ کی تفسیر۔

۴۱۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِیْ۔

(از علی بن عبداللہ از معتمر از والدش) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اب کوئی صحابی میرے سوا باقی نہیں جس نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف نماز پڑھی ہو۔

بَاب ۲۲۷۴ قَوْلِهٖ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

باب وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ کی تفسیر۔

۴۱۴۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِی الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّاُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ اَلَا فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ اِلَى الْكَعْبَةِ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ ہم لوگ مسجد قبا میں نماز فجر پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ آج رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ آپ نماز میں کعبے کی طرف منہ کریں تم لوگ بھی کعبے کی طرف منہ کرو۔ اس وقت لوگوں کے منہ شام کی طرف تھے۔ انہوں نے گھوم کر کعبے کی طرف منہ کر لیا۔

بَاب ۲۲۷۵ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

باب اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ الآیۃ کی تفسیر۔

[1] معلوم ہوا کہ انسؓ تمام صحابہ کے بعد مرے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ انسؓ کے بعد کوئی صحابی زندہ نہ رہا ایک ابوالطفیل رہ گئے تھے حافظ نے اس پر اعتراض کیا ۱۲ منہ

۴۱۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

(از یحیی بن قزعہ از مالک از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگ مسجد قبا میں نماز فجر پڑھ رہے تھے استنے میں ایک شخص آیا کہنے لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ آپ کعبے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں لہٰذا تم بھی کعبے کی طرف منہ کرلو۔ اس وقت لوگوں کے منہ شام کی طرف تھے۔ چنانچہ وہ (بحالت نماز ہی) کعبے کی طرف گھوم گئے۔

بَابٌ ۲۲۶ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

باب وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر۔

۴۱۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رض قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ۔

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از سفیان از ابواسحٰق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینے نماز پڑھی پھر آپ نے کعبے کی طرف رُخ کرلیا۔

بَابٌ ۲۲۷ قَوْلِهٖ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ شَطْرَهٗ تِلْقَاءَهٗ۔

باب وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ کی تفسیر

شطر کے معنی طرف

۴۱۴۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ فَأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالعزیز بن مسلم از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگ مسجد قبا میں نمازِ صبح پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ کہنے لگا آج رات قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ آپؐ کعبے کی طرف رُخ کریں لہٰذا تم بھی کعبے کی طرف منہ کرلو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ اسی حالت سے (نماز ہی میں) گھوم گئے اور کعبے کی طرف منہ کر لیا۔ اس وقت لوگوں کا منہ شام کی طرف تھا۔

بَاب ۲۲۷۸ قَوْلِهٖ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ تَهْتَدُونَ۔

باب وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ الْاٰيَةَ کی تفسیر

۴۱۴۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ۔

(از قتیبہ بن سعید از مالک از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگ مسجد قبا میں نمازِ فجر پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا آج رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں کعبے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا لہٰذا تم لوگ بھی کعبے کی طرف منہ کرلو۔ اس وقت ان کے رُخ شام کی طرف تھے، یہ سُنتے ہی وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

بَاب ۲۲۷۹ قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا

باب إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ شَعَائِرُ عَلَامَاتٌ وَاحِدَتُهَا شَعِيرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ۔

کی تفسیر۔

شعائر جمع شعیرہ کی یعنی نشانیاں [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں صفوان کے معنی پتھر ہیں۔ بعض کہتے ہیں چکنے پتھر جن پر کچھ نہیں اگتا اس کا مفرد صفوانہ ہے۔ صفا کا بھی یہی معنی ہے اور یہ جمع ہے۔ (اس کا مفرد صفاۃ ہے)

۱۵۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَمَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَلَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ) عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ اس وقت میں کمسن لڑکا تھا، یہ جو قرآن شریف میں ہے کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو کوئی حج یا عمرہ کرے تو ان کا طواف کر لینے میں کوئی گناہ نہیں۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ مطلب نہیں۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے "اگر کوئی شخص ان کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

دراصل یہ آیت انصار کے لئے نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ حالتِ احرام میں منات بت کا نام لیتے تھے جو قُدَید کے برابر رکھا ہوا تھا [2] انصار صفا اور مروہ کا طواف کرنا برا سمجھتے تھے۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

[1] یہ ابو عبیدہ کی تفسیر ہے ابن اثیر نے کہا شعائر سے اعمال اور مناسک حج مراد ہیں ۱۲ منہ [2] قُدَید ایک مقام ہے مکہ کی راہ میں مناۃ بت وہیں رکھا تھا ۱۲ منہ

اِذَا اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔

عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔

۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرَى اَنَّهُمَا مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ اَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان) عاصم بن سلیمان کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے طواف کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ہم لوگ (آغاز اسلام میں) یہ سمجھے کہ صفا و مروہ کا طواف کرنا جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ عمل ترک کردیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا الْاٰيَةَ۔

بَابُ ۲۲۸۰ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

اَضْدَادًا وَّاحِدُهَا نِدٌّ۔

باب وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ کی تفسیر۔

اَنْدَاد جمع ہے نِدّ کی، نِدّ کا معنی مُقَابِل (ہمسر)

۱۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَّقُلْتُ اُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا مَنْ مَّاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(از عبدان از ابوحمزہ از اعمش از شقیق) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی کہ ہے۔ میں بھی (اس کی روشنی میں) مزید ایک بات کہتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی کو (شریک کرکے) پکارتا ہو (اسے اللہ کے برابر سمجھتا ہو) وہ دوزخ میں جائے گا میں (اس کے واضح مفہوم میں) یہ کہتا ہوں جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی شریک کو نہ پکارتا ہو (یعنی توحید پر انتقال کرے) وہ (ایک نہ ایک دن) بہشت میں جائے گا (گو کتنا ہی گناہ گار ہو)

بَابُ ۲۲۸۱ قَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اِلٰى قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

عُفِىَ تُرِكَ

باب يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اِلٰى قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کی تفسیر۔

عُفِىَ کا معنی چھوڑ دیا جائے۔

۴۱۵۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدِّيَةِ۔

(از حمیدی از سفیان از عمرو از مجاہد) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بنی اسرائیل (یہودیوں) میں قصاص کا رواج تھا لیکن دیت کا دستور نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے یہ ارشاد فرمایا مسلمانو! تم میں جو لوگ مارے جائیں ان میں جان کے بدلے جان کا حکم دیا جاتا ہے، آزاد کے بدلے آزاد قتل کیا جائے۔ غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ پھر جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ چھوڑ دیا جائے یعنی قتل عمد میں مقتول کے کے وارث قصاص چھوڑ کر دیت پر راضی ہو جائیں تو انہیں دیت کا مطالبہ دستور کے مطابق کرنا چاہئیے۔ اور قاتل کو اچھی طرح دیت ادا کرنا چاہئیے۔ یہ دیت کا حکم اللہ کی ایک تخفیف اور رحمت ہے یعنی پہلے لوگوں پر صرف قصاص کا حکم تھا اور تمہارے لئے دیت بھی روا رکھی گئی۔ بعدازاں جو شخص زیادتی کرے یعنی دیت قبول کر لینے پر بھی قاتل کو قتل کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔

۴۱۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ۔

(از محمد بن عبداللہ انصاری از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی کتاب میں قصاص کا حکم ہے۔[1]

۴۱۵۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(از عبداللہ بن منیر از عبداللہ بن بکر السہمی از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی پھوپھی رُبیّع نے ایک جوان لڑکی کا دانت توڑ ڈالا۔ رُبیّع کے لوگوں نے اس سے معافی طلب کی لیکن لڑکی والوں نے معاف نہ کیا۔ چنانچہ رُبیّع کے لوگوں نے کہا اچھا دیت لے لو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔[2] پھر رُبیّع

[1] جب مقتول یا مجروح کے ورثہ دیت پر راضی نہ ہوں ۱۲ منہ [2] قصاص کے طالب ہوئے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِىَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

کے رشتہ دار آنحضرت صلی اللہ علیہ کے پاس آئے۔ قصاص ہی کے طالب ہوئے۔ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر رُبیّع کے بھائی انس بن نضر کہنے لگے یا رسول اللہ کیا رُبیع کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ایسا کبھی نہ ہوگا کہ رُبیّع کا دانت توڑا جائے۔ آپ نے فرمایا انس! اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دے رہی ہے (قصاص ہونا ضروری ہے) لیکن بعد میں (خدا کی قدرت سے) لڑکی کے وارث راضی ہوگئے۔ انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ کے کرم پر بھروسہ کر کے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے[1]

بَابُ ۲۲۸ قَوْلِهٖ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

باب يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کی تفسیر۔

۴۱۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَصُوْمُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ۔

(از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا اب جس کا جی چاہے وہ عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔

(از عبد اللہ بن محمد از ابن عیینہ از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے لوگ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ حکم ہوا اب جس کا جی چاہے عاشورے کا روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

---

[1] جیسے انس بن نضر نے قسم کھائی تھی کہ ربیع کا دانت کبھی نہیں توڑا جائے گا۔ بظاہر اس کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے لڑکی کے وارثوں کا دل ایک دم پھیر دیا انہوں نے قصاص معاف کر دیا ۱۲ منہ

۴۱۵۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْاَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمُ عَاشُوْرَاءُ فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ۔

(از محمود از عبید اللہ از اسرائیل از منصور از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس ان کے پاس گئے وہ کھانا کھا رہے تھے[1] اشعث نے کہا یہ دن تو عاشوراء کا ہے[2] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ کھانا کھاؤ۔

۴۱۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوْرَاءُ فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ۔

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں عاشورے کے دن قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب مدینے میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ فرض کی حیثیت سے چھوڑ دیا گیا۔ اگر کوئی چاہے تو روزہ رکھے، کوئی چاہے تو نہ رکھے[3]

باب ۲۲۸۳ قَوْلِهٖ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَقَالَ عَطَاءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ

باب اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں ہر بیماری میں افطار کرنا (یعنی روزہ نہ رکھنا) درست ہے[4]

---

[1] عبداللہ بن مسعود رضؓ نے اشعث سے کہا آؤ کھانا کھاؤ ۱۲ منہ [2] اس دن روزہ رکھنا چاہیئے ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت جاتی رہی لیکن استحباب باقی ہے اس کا ذکر کتاب الصوم میں گذر چکا ۱۲ منہ [4] خواہ خفیف بیماری ہو یا سخت بیماری ہو اس بیماری کو روزہ مضر ہو یا نہ ہو اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا اور او پر مقدمہ کتاب میں گذر چکا ہے کہ امام بخاری نے اسی اثر کو بیان کیا جب اسحٰق بن راہویہ ان کے استاد نے ان پر اعتراض کیا تھا ۱۲ منہ

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ اِذَا خَافَتَا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا اَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَاَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ اِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ اَطْعَمَ اَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا اَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّاَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيْقُوْنَهٗ وَهُوَ اَكْثَرُ۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور کسی بیماری کو خاص نہیں کیا)

امام حسن بصری اور امام ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتوں کو اگر اپنی جان کا یا اپنے بچے کی جان کا ڈر ہو تو وہ افطار کریں پھر قضا کر لیں[1] لیکن بوڑھا ضعیف شخص جب روزہ نہ رکھ سکے (تو وہ فدیہ دے) حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بہت ضعیف ہوگئے اور روزہ کی طاقت نہ رہی تو انہوں نے ایک سال یا دو سال (اپنی آخری عمر میں) متواتر روزے نہ رکھے اور بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو گوشت روٹی کھلایا کرتے[2]

اکثر لوگوں نے اس آیت میں يُطِيْقُوْنَهٗ پڑھا ہے (اَطَاقَ يُطِيْقُ سے)[3]

۴۱۶۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقْرَاُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَالْمَرْاَةِ الْكَبِيْرَةِ لَا يَسْتَطِيْعَانِ اَنْ يَّصُوْمَا فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا۔

(از اسحاق از روح از زکریا بن اسحاق از عمرو بن دینار) عطاء بن رباح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ یوں پڑھتے تھے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہے يُطَوَّقُوْنَهٗ کا معنی طاقت نہیں رکھتے (اس کی انہیں روزے سے سخت تکلیف ہوتی ہے یعنی بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت جو روزہ نہیں رکھ سکتے وہ ایسا کریں کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں[4]

بَابُ ۲۲۴ قَوْلِهٖ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔

باب فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کی تفسیر۔

۴۱۶۱۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ از عبیداللہ

[1] ان دونوں اثروں کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو تین یا ایک سو دس برس کی ہوئی اس اثر کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] جس کے معنے یہ ہیں جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے بوڑھے ضعیف بعضوں نے کہا یہاں لفظ "لا" مقدر ہے ۱۲ منہ [4] یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ابتدائے اسلام میں یہی حکم ہوا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے فدیہ دے پھر بعد کو اس آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے یہ حکم منسوخ ہو گیا البتہ جو شخص اس قدر بوڑھا ہو جائے کہ روزہ نہ رکھ سکے اس کے لئے افطار کرنا اور فدیہ دینا جائز ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّہٗ قَرَاَ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مَسَاکِیْنَ قَالَ ھِیَ مَنْسُوْخَۃٌ۔

(از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت یوں پڑھی وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مَسَاکِیْنَ۔ اور کہا یہ آیت منسوخ ہے[1]

۴۱۶۲۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ بُکَیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلٰی سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَنْ سَلَمَۃَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ کَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّفْطِرَ وَیَفْتَدِیَ حَتّٰی نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ الَّتِیْ بَعْدَھَا فَنَسَخَتْھَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مَاتَ بُکَیْرٌ قَبْلَ یَزِیْدَ۔

(از قتیبہ از بکیر بن مضر از عمرو بن حارث از بکیر بن عبد اللہ از یزید غلام سلمہ بن اکوع) سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ۔ تو جو شخص چاہتا وہ روزہ نہ رکھتا فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ بعد اس کے بعد والی آیت (فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ) نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بکیر (جو یزید کے شاگرد تھے) یزید سے پہلے انتقال کر گئے تھے۔

۴۱۶۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاھِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَقْرَاُ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطَوَّقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ یَقُوْلُ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُحَمَّلُوْنَہٗ قَالَ ھُوَ الشَّیْخُ الْکَبِیْرُ الَّذِیْ لَا یُطِیْقُ الصَّوْمَ اُمِرَ اَنْ یُّطْعِمَ کُلَّ یَوْمٍ مِّسْکِیْنًا قَالَ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا یَقُوْلُ وَمَنْ زَادَ وَاَطْعَمَ اَکْثَرَ مِنْ مِّسْکِیْنٍ فَھُوَ خَیْرٌ۔

(از ابو معمر از عبد الوارث از حمید) مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت کو اس طرح پڑھتے تھے۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطَوَّقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ کہتے کہ اس سے مراد وہ بوڑھا شخص مراد ہے جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اُسے یہ حکم ہے کہ وہ روزانہ صبح و شام ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ آیت
آیت میں وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا سے مراد یہ ہے جو ایک مسکین سے زیادہ مسکینوں کو کھلائے تو یہ زیادہ ثواب کا کام ہے۔

باب ۲۲۸۵ قَوْلِہٖ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ

باب اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ

[1] یہی قول راجح ہے کیونکہ اگر وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جن کو روزے کی طاقت نہیں تو آگے یہ ارشاد کیوں ہوتا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ ۱۲ منہ

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

وعفا عنکم فالاٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم کی تفسیر

۴۱۶۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَّخُوْنُوْنَ اَنْفُسَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ الْاٰيَةَ۔

(از عبید اللہ از اسرائیل از ابو اسحاق)

دوسری سند

(از احمد بن عثمان از شریح بن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف از والدش از ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ کہتے ہیں کہ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو رمضان کے تمام مہینے میں رات کو بھی اپنی بیویوں سے الگ رہتے مگر بعض لوگوں نے چپکے سے جماع کر لیا تو خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ الْاٰيَةَ -

بَابٌ ۲۲۸۶ قَوْلِهٖ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ اِلٰى قَوْلِهٖ يَتَّقُوْنَ الْعَاكِفُ الْمُقِيْمُ

باب وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ ...... يَتَّقُوْنَ کی تفسیر

عَاكِف کے معنی اقامت کرنے والا[1]

۴۱۶۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ اَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا اَبْيَضَ وَعِقَالًا اَسْوَدَ

(از موسیٰ بن اسماعیل از ابو عوانہ از حصین از شعبی)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے[2] کہ انہوں نے دو ڈوریاں سیاہ اور سفید لے کر رکھ لیں۔ ابھی کچھ رات تھی انہیں دیکھا تو امتیاز نہ کر سکے (کونسی سفید ہے کونسی

[1] یعنی مسجد میں اعتکاف کرنے والا ۱۲ منہ [2] جب یہ آیت نازل ہوئی حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ ۱۲ منہ

حَتّٰی کَانَ بَعْضُ اللَّیْلِ نَظَرَ فَلَمْ یَسْتَبِیْنَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادَتِیْ قَالَ اِنَّ وِسَادَتَکَ اِذًا لَعَرِیْضٌ اَنْ کَانَ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ وَالْاَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِکَ۔

اس لئے اس وقت تک کھاتے پیتے رہے) جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے دو ڈوریاں رکھی تھیں۔ آپ نے (مزاح کے طور پر) فرمایا کہ تیرا تکیہ تو بہت بڑا ہے کہ (صبح کی) سفید دھاری اور کالی دھاری اس کے نیچے آ گئی[1]

۴۱۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِیِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ اَھُمَا الْخَیْطَانِ قَالَ اِنَّکَ لَعَرِیْضُ الْقَفَا اِنْ اَبْصَرْتَ الْخَیْطَیْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ ھُوَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَبَیَاضُ النَّھَارِ۔

(از قتیبہ بن سعید از جریر از مطرّف از شعبی) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آیا آیت میں خیط ابیض اور خیط اسود سے سفید و سیاہ تاگے مراد ہیں آپ نے فرمایا تم بھی عجیب بے وقوف ہو اگر رات کو کالے اور سفید دھاگے دیکھا کرتے ہو۔ اس سے تو رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی مراد ہے۔

۴۱۶۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُنْزِلَتْ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ یَنْزِلْ مِنَ الْفَجْرِ وَکَانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُھُمْ فِیْ رِجْلَیْهِ الْخَیْطَ الْاَبْیَضَ وَالْخَیْطَ الْاَسْوَدَ وَلَا یَزَالُ یَاْکُلُ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهٗ رُؤْیَتُھُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ بَعْدَہٗ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اَنَّمَا یَعْنِی اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔

(از ابن ابی مریم از ابو غسان محمد بن مطرف از ابو حازم) سہل بن سعد سے مروی ہے کہتے ہیں پہلے اتنی ہی آیت نازل ہوئی تھی مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تھا تو کئی لوگ جب روزہ رکھنا چاہتے تو اپنے پاؤں میں ایک سفید ایک سیاہ دھاگہ باندھ لیتے اور رات کو برابر کھاتے پیتے رہتے حتیٰ کہ ان دھاگوں میں امتیاز معلوم ہو جاتا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ نازل فرمایا مِنَ الْفَجْرِ تب انہیں معلوم ہوا کہ کالے دھاگے سے رات اور سفید دھاگے سے دن مراد ہے۔

بَابٌ ۳۲۸۷ قَوْلِهٖ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی

باب وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا

[1] یہ حدیث کتاب الصیام میں گذر چکی ہے، عدی بن حاتم آیت کا مطلب یہ سمجھے کہ خیط ابیض اور خیط اسود سے حقیقۃً کالے اور سفید ڈورے مراد ہیں حالانکہ آیت میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مقصود ہے۔ ۱۲ منہ

وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کی تفسیر

۴۱۶۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا اِذَا اَحْرَمُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحاق) براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام باندھتے تو گھروں میں پشت کی طرف سے (چھت پر چڑھ کر) آتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۔

باب ۲۲۸۸ قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

باب وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ کی تفسیر

۴۱۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ ضَيَّعُوْا وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ اَخِيْ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ قَاتَلْنَاهُمْ حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاَنْتُمْ

(از محمد بن بشار از عبد الوہاب از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن زبیر کے زمانے میں فتنہ ہوا[1] تو دو شخص ان کے پاس آئے کہنے لگے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر جگہ لوگ کتنا فتنہ وفساد کر رہے ہیں۔ آپ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں[2]۔ اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایسے وقت میں آپ کیوں نہیں نکلتے؟ (کہ فساد کا انسداد کریں) انہوں نے کہا میں اس وجہ سے نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ نے (مسلمان) بھائی کا خون کرنا حرام کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں ان سے لڑو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے آپ نے جواب دیا ہم تو اتنا لڑے کہ فتنہ یعنی شرک و کفر نہ رہا[3]۔ اور اللہ ہی کا سچا

[1] یہ ۷۳ھ کا واقعہ ہے اسی سال کے آخر میں عبد اللہ بن زبیر شہید ہوئے اور ۷۴ھ میں عبد اللہ بن عمر نے بھی وفات پائی رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہونا باعث فخر تھا جبھی تو انہوں نے وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ کہا۔ یہ ان لوگوں کے منہ پر جوتا ہے جو شان عمری میں معاذ اللہ کمی کرتے ہیں عبد الرزاق
[3] حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ اسلام کا مقصد کفر و شرک پر غلبہ ہے کفار و مشرکین کو مٹانا نہیں چنانچہ یہاں بھی یہی مراد ہے کہ ہم نے اتنا قتال کیا کہ کفار و مشرکین کا زور ٹوٹ گیا وہ محکوم ہو گئے یہ مطلب نہیں کہ دنیا سے کفار و مشرکین ختم ہو گئے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ سے یہی مراد ہے

تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللهُ فِيهِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ إِيمَانٍ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَدَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا إِلَى قَوْلِهِ حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللهِ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ قَالَ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللهُ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

دین رہ گیا اور تم لوگ محض قتال کا ارادہ رکھتے ہو (جس کے نتیجے میں) فتنہ بڑھتا ہے (مٹتا نہیں) اور دینی حکومت کی جگہ غیر اللہ کی حکومت ہو جاتی ہے۔

عثمان بن صالح نے عبداللہ بن وہب سے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ مجھ سے فلاں شخص (عبداللہ بن لہیعہ[1]) اور حیوہ بن شریح نے از بکر بن عمر عافری از بکیر بن عبداللہ از نافع روایت کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا (ابو عبدالرحمٰن ابن عمر کی کنیت) آپکو کیا ہوگیا ہے آپ ایک سال حج کرتے ہیں ایک سال عمرہ؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا آپ نے بالکل ترک کر دیا ہے، حالانکہ آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت بیان کر کے رغبت دلائی ہے۔

انہوں نے جواب دیا میرے بھتیجے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان لانا۔ پانچوں نمازیں ادا کریں انصاف کے روزے رکھنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا۔

پھر وہ شخص کہنے لگا ابو عبدالرحمٰن آپ نے یہ آیت نہیں سنی کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، اور اگر ایک گروہ نہ مانے، دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے گروہ سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ اللہ کا حکم مان لے" نیز یہ آیت" ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے"

عبداللہ بن عمر رض نے جواب دیا ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ کام کر چکے، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے (کفار کا زور تھا) کفار مسلمانوں کا دین خراب کرتے تھے کہیں مسلمانوں کو مار ڈالتے تھے کہیں تکلیف دیتے تھے، یہاں تک کہ مسلمان بہت ہو گئے، فتنہ جاتا رہا، پھر اس شخص نے پوچھا اچھا

---

[1] عبداللہ بن لہیعہ راوی باجماع محدثین ضعیف ہے امام بخاری نے اس کی روایت تنہا بیان نہیں کی بلکہ حیوہ بن شریح کے ساتھ ملا کر ۱۲ منہ [2] فتنہ سے یہی مراد ہے ہم لوگ لڑے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ۔

یہ تو فرمائیے علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ کا کیا خیال[1] ہے؟ انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصور اللہ نے معاف کر دیا[2] ہے، لیکن تم اس معافی کو اچھا نہیں سمجھتے[3] باقی رہے حضرت علی رضؓ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے اور ہاتھ کے اشارے سے یہ بتلایا کہ دیکھو ان کا گھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے متصل[4] ہے)

باب ۲۲۸۹ قَوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدَةٌ۔

باب وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ کی تفسیر

تہلکہ اور ہلاک دونوں کے ایک معنی ہیں (یعنی تباہی)

۴۱۷۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ۔

(از اسحاق از نضر از شعبہ از سلیمان از ابو وائل) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے[5]۔

باب ۲۲۹۰ قَوْلِهٖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

باب فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ کی تفسیر

۴۱۷۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ اِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ فَسَاَلْتُهٗ

(از آدم از شعبہ از عبدالرحمٰن بن اصبہانی) عبداللہ بن معقل کہتے ہیں میں اس مسجد میں یعنی کوفہ کی مسجد میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا تھا، میں نے ان سے آیت کے متعلق دریافت کیا فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ انہوں نے (کعب بن عجرہ نے) کہا لوگ مجھے آنحضرت کے پاس لے گئے۔ اس وقت میرے سر میں آنجی

---

[1] تم ان کو اچھا سمجھتے ہو یا برا ۱۲ منہ [2] جنگ احد میں بھاگ نکلنا ۱۲ منہ [3] فرمایا ولقد عفا اللہ عنہم ۱۲ منہ [4] ان پر عیب لگاتے ہو الزام رکھتے ہو ۱۲ منہ [5] خارجی مردود حضرت عثمان رضؓ پر بہت سے طعن کرتے ایک طعن یہ بھی تھا کہ وہ جنگ احد سے بھاگ نکلے تھے حضرت علی کو بھی اسوجہ سے برا کہتے کہ وہ مسلمانوں سے لڑے عبداللہ بن عمر رضؓ نے رد کیا ۱۲ منہ [6] مطلب یہ ہے کہ بخیلی کر کے اپنے تئیں ھلاکت میں مت ڈالو یہی تفسیر صحیح ہے اور مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے ابوایوب انصاری سے روایت کیا ہے ایک مسلمان روم کے کافروں کی صف میں گھس گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا ابوایوب نے کہا وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کا یہ مطلب نہیں ہے یہ آیت ہم انصاریوں پر اتری جب مسلمان بہت ہو گئے تو ہم نے کہا اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال اسباب درست کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو تہلکہ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے ابن جریر اور ابن منذر نے باسناد صحیح نکالا ایک شخص لڑائی میں کافروں پر جا پڑا اور مارا گیا لوگ کہنے لگے اس نے اپنی جان تہلکہ میں ڈالی حضرت عمرؓ نے کہا لوگ جھوٹے ہیں اس نے تو دنیا دے کر آخرت مول لی ۱۲ منہ

عَنْ قِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ فَقُلْتُ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ وَاحْلِقْ رَأْسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً۔

جوئیں[1] ہو گئی تھیں کہ منہ پر جوئیں گر گر آ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ نہیں سمجھا تھا کہ تجھے ایسی سخت تکلیف[2] ہے۔ اچھا تیرے پاس کوئی بکری ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ ہر مسکین کو آدھا صاع میوے یا اناج کا دے اور اپنا سر منڈا ڈال (کعبؓ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا) غرض یہ آیت خاص طور پر میرے متعلق نازل ہوئی مگر اس کا حکم ساری امت کے لیے عام ہے

بَابٌ ۲۲۹۱ قَوْلِهٖ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ۔

باب فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ کی تفسیر۔

۴۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضٓ قَالَ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُّحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَاءَ۔

(از مسدد از یحییٰ از عمران ابی بکر از ابو رجاء) عمران بن حصین کہتے ہیں تمتع کی آیت اللہ کی کتاب میں نازل ہوئی اور ہم نے آنحضرتؐ کے ساتھ تمتع کیا (عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا پھر حج کیا) بعد ازاں قرآن کی کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس سے تمتع منع ہوا نہ آنحضرتؐ نے منع کیا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اب ایک شخص (حضرت عمرؓ) اپنی رائے سے جو چاہا کہنے لگے۔

بَابٌ ۲۲۹۲ قَوْلِهٖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

باب لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کی تفسیر

۴۱۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضٓ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقُ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوْا أَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔

(از محمد از ابن عیینہ از عمرو) ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ عکاظ، مجنہ اور ذو المجاز زمانۂ جاہلیت کے بازار تھے (حج کے زمانے بھی ان بازاروں میں لوگ تجارت کیا کرتے تھے) مگر مسلمان ہونے کے اسے معیوب خیال کرنے لگے چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "حج کے زمانے میں تجارت کرنا گناہ نہیں"۔

بَابٌ ۲۲۹۳ قَوْلِهٖ ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔

باب ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ کی تفسیر۔

---

[1] یعنی احرام کی حالت میں ۔ [2] منہ [3] محمد عمر اچھروی سے اگر کوئی پوچھتا تو وہ یہ کہنے سے بھی دریغ نہ کرتے کہ آنحضرتؐ جوؤں کے ساتھ بھی حاضر ناظر ہیں اور سوال یہ ہے اگر آپ عالم الغیب ہیں پھر آپ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا میں یہ نہیں سمجھا تھا کہ مجھے ایسی سخت تکلیف ہے معلوم ہوا آنحضرت کو

۴۱۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔

(از علی ابن عبد اللہ از محمد بن حازم از ہشام از والدش (عروہ))
حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ قریش کے لوگ اور ان کے ہم مسلک (عرفات کے بدلے) مزدلفہ میں وقوف کرتے (ٹھیرا کرتے) ان لوگوں کو حُمس کہتے۔ باقی عرب لوگ عرفات کا وقوف کرتے۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ عرفات جائیں وہاں ٹھیریں پھر وہاں سے لوٹ (مزدلفہ) آئیں۔ چنانچہ اس آیت ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ سے یہی مراد ہے۔

۴۱۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ أَيَّ ذٰلِكَ شَاءَ غَيْرَ أَنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يُتَبَرَّرُ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ثُمَّ

(از محمد بن ابی بکر از فضیل بن سلیمان از موسیٰ بن عقبہ از کریب)
ابن عباس رضہ کہتے ہیں جو شخص تمتع کرے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے جب تک حج کا احرام نہ باندھے، بیت اللہ کا (نفل) طواف کرتا رہے جب حج کا احرام باندھے اور عرفات جانے کے لیے سوار ہو تو (حج کے بعد) جو قربانی ہو سکے وہ کرے یعنی اونٹ یا گائے یا بکری وغیرہ ان تینوں میں سے جو ہو سکے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے، عرفہ کے دن سے پہلے اگر آخری روزہ عرفہ کیدن آجائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ غرض مکے سے چل کر عرفات کو جائے وہاں عصر کی نماز سے رات کی تاریکی ہونے تک ٹھیرے، پھر عرفات سے اس وقت لوٹے جب دوسرے لوگ لوٹیں اور سب لوگوں کے ساتھ رات مزدلفہ میں گذارے اور صبح تک اللہ کی یاد اور تکبیر و تہلیل بہت کرتا رہے صبح کو لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے منا کو لوٹے، جیسے اللہ نے فرمایا ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ آخر میں

أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

شیطان کو کنکریاں مارو۔

بَابُ ۲۲۹۴ قَوْلِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

باب وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی تفسیر

۴۱۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(از ابو معمر از عبدالوارث از عبدالعزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) یوں دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

بَابُ ۲۲۹۵ قَوْلِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَقَالَ عَطَاءٌ النَّسْلُ الْحَيَوَانُ

باب هُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ کی تفسیر

اس سورت میں وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ میں بقول عطا نسل سے مراد جانور ہے۔[1]

۴۱۷۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از قبیصہ از سفیان از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مرفوعاً روایت کی (یعنی آنحضرت نے فرمایا) سب لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو جھگڑالو ہو۔
عبداللہ بن ولید کہتے ہیں کہ سفیان ثوری نے بحوالہ ابن جریج از ابن ابی ملیکہ از عائشہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث بالا) روایت کی۔[2]

بَابُ ۲۲۹۶ قَوْلِهِ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ إِلَى قَرِيبٌ

باب أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ إِلَى قَرِيبٌ کی تفسیر

---

[1] اس کو طبری نے ابن جریر کے طریق سے وصل کیا ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے یہ سند اس لئے بیان کی کہ اس میں رفع کی صراحت ہے یہ سفیان ثوری کی جامع میں موصول ہے ۱۲ منہ

۴۱۷۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا خَفِيْفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَالِكَ وَتَلَا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ .... نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا عَلِمَ اَنَّهٗ كَائِنٌ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ وَلٰكِنْ لَّمْ تَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتّٰى خَافُوْا اَنْ يَّكُوْنَ مَنْ مَّعَهُمْ يُكَذِّبُوْنَهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا مُثَقَّلَةً۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (سورۂ یوسف میں) یوں پڑھا حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (تخفیف کے ساتھ یعنی ذال بغیر شد کے) اور اس کا مطلب وہی سمجھے جو اس آیت کا ہے یہ آیت پڑھی حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[1]۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں پھر میں عروہ بن زبیر سے ملا، میں نے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر بیان کی انہوں نے جواب یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو کہتی تھیں اللہ کی پناہ پیغمبر تو، جو وعدہ اللہ نے ان سے کیا ہے اسے سمجھتے ہیں کہ وہ مرنے سے پہلے پورا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ پیغمبروں کی آزمائش برابر ہوتی رہی ہے (مدد آنے میں اتنی دیر ہوئی) کہ پیغمبر ڈر گئے ایسا نہ ہو کہ ان کی امت کے لوگ انہیں جھوٹا سمجھ لیں۔ حضرت عائشہ رض اس آیت کو یوں پڑھتی تھیں وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا۔ ذال تشدید سے[2]

بَاب ۲۲۹۷ قَوْلِهٖ تَعَالٰى نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ الْاٰيَة

باب نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ الآیہ کی تفسیر

۴۱۷۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رض اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَاَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى

(از اسحاق از نضر بن شمیل از ابن عون از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما جب تلاوتِ قرآن کرتے تو تلاوت سے فارغ ہونے تک بات نہ کرتے۔ ایک دن قرآن میں نے لیا وہ سورۂ بقرہ (یاد سے) پڑھ رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تو مجھ سے کہنے لگے، تجھے معلوم ہے یہ آیت کس معاملے

---

[1] [illegible] سورۂ یوسف کی آیت کا مطلب ہے کہ جب پیغمبر اللہ کی مدد سے ناامید ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ نے جو وعدہ مدد کا فرمایا تھا وہ سچ نہ تھا ۱۲ منہ [2] تو مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبروں کو یہ ڈر ہوا کہ ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مشہور قرات تو تخفیف کے ساتھ ہے اس صورت میں بعضوں نے یوں معنے کیا ہے کہ ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا بعضوں نے کہا پیغمبروں کو بھی ایسا سمجھنے میں کوئی برائی نہیں ہے ۱۲ منہ [3] کہیں پیغمبر بھی اللہ کا وعدہ جھوٹ سمجھ سکتے ہیں ۱۲ منہ

مَكَانٍ قَالَ تَدْرِي فِيمَا أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ نَزَلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضَى ۔ وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ قَالَ يَأْتِيهَا فِي ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۔

میں نازل ہوئی؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فلاں فلاں معاملے میں۔ پھر تلاوت کرنے لگے۔

عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ ایوب از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت سے جب چاہے جماع کرے (سوائے ایام حیض و نفاس و مرض کے) سفر و حضر میں جماع کر سکتا ہے ؏

اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے اپنے والد سے بحوالہ عبیداللہ از نافع از ابن عمر رضی عنہما روایت کیا۔

۴۱۸۰ ـ **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ۔

(از ابونعیم از سفیان از ابن منکدر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ جب مرد عورت کے پیچھے کی طرف سے اس کے فرج میں جماع کرے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ؎

بَابُ ۲۲۹۸ قَوْلِهِ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ۔

باب وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ کی تفسیر۔

۴۱۸۱ ـ **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ

(از عبیداللہ بن سعید از ابوعامر عقدی از عباد بن راشد

؏ اسرائیلیات سے ناواقف لوگوں نے یہاں عجیب عجیب خرافات کا اظہار کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی لفظ اسی واسطے نہیں لکھا کہ انہیں ان خرافات سے نفرت تھی وہ جانتے ہوں گے کہ ان خرافات میں یہود و نصاریٰ کا تھوک ہے یَأْتِيهَا فِي کے بعد مجرور أَيِّ شَأْنٍ یا أَيِّ حَالٍ یا أَيِّ زَمَانٍ صحیح ہے جو بعض محشی نے الدبر کا لفظ لکھا ہے یہ قطعی لغو اور افترا ہے بلکہ صحابہ کی شان کے خلاف ہے یقیناً سعیدوں یا یہود و نصاریٰ کی شرارت ہے۔ حرث کھیتی کو کہتے ہیں اور وہ فرج کے علاوہ کوئی مقام نہیں أَنَّى صرف اس لئے آیا ہے کہ وقت رات یا دن یا مکان مثلاً عرب و عجم، سفر و حضر وغیرہ ہر شان و حال میں جماع کر سکتا ہے۔ قرآن اللہ کی آخری اور جامع کتاب ہے یہ سوال پیدا ہو سکتے تھے کہ سفر میں شاید اجازت نہ ہو یا دن کے وقت اجازت نہ ہو یا فلاں ساعت منحوس ہے اس میں جماع درست نہیں یا مسجد کے مغرب یا مشرق یا شمال یا جنوبی سمت مکان میں جائز نہیں، ان سب سوالات کا جواب أَنَّى شِئْتُمْ میں آگیا۔ اور حیض و نفاس و مرض کو دوسری آیت میں مستثنیٰ کر دیا۔ عبدالرزاق۔

؎ یعنی کیف شئتم یعنی جس طرح چاہو لٹا کر بٹھا کر کھڑا کر کے مگر ہر حالت میں دخول فرج میں ہونا چاہیئے نہ دُبر میں۔ اکثر علماء نے اس آیت کے یہی معنی لکھے ہیں۔ ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ ابْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ۔

از حسن) معقل بن یسار کہتے ہیں میری ایک بہن تھی اُسے (اس کے اگلے خاوند نے) نکاح کا پیغام دیا۔

دوسری سند۔(از ابراہیم بن طہمان از یونس از حسن، بصری از معقل بن یسار)

تیسری سند۔(از ابومعمر از عبدالوارث از یونس از امام حسن بصری) معقل بن یسار کی بہن کو اس کے خاوند نے طلاق دی اور عدت گذارنے تک چھوڑ دیا (رجعت نہ کی) جب عدت گذر گئی (یعنی طلاق بائنہ ہوگئی) تو پھر اس نے نکاح کا پیغام دیا لیکن معقل نے منظور نہ کیا۔ (حالانکہ عورت چاہتی تھی) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ [1]

بَابٌ ۲۲۹۹ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا إِلَى تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔ يَعْفُونَ يَهَبْنَ۔

باب وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا کی تفسیر

يَعْفُونَ کا معنی معاف کردیں (یعنی ہبہ کردیں بخش دیں)

۴۱۸۲۔ **حَدَّثَنَا** أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ۔

(از اُمیہ بن بسطام از یزید بن زریع از حبیب از ابن ابی ملیکہ) ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً الْآيَةَ تو دوسری آیت [2] سے منسوخ ہے۔ پھر آپ نے اُسے مصحف میں کیوں لکھا یا چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بھتیجے! بات یہ ہے میں تو قرآن کی کوئی آیت اپنی جگہ سے بدلنے کا مجاز نہیں (خواہ وہ منسوخ ہوگئی ہو)

[1] یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاوندوں سے نکاح کرلینا چاہیں تو ان کو مت روکو تو آیت میں مخاطب عورت کے اولیا رہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا وہیں معقل بن یسار کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہوگا ۱۲ منہ [2] پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بی بیوں کے لئے ایک سال گھر میں رکھنے اور ان کو نان ونفقہ دینے کی وصیت کر جائیں۔ پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اُتری اور پہلا حکم منسوخ ہوگیا ۱۲ منہ [3] وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۱۲ منہ

۴۱۸۳- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ کَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَّصِیَّةً اِنْ شَاءَتْ سَکَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فَالْعِدَّةُ کَمَا هِیَ وَاجِبٌ عَلَیْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَّسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَیْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی غَیْرَ اِخْرَاجٍ وَّقَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَسَکَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ قَالَ

(از اسحاق از روح از شبل از ابن ابی نجیح) مجاہد کہتے ہیں - یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ الْاٰیَةَ اس وقت نازل ہوئی جب (جاہلیت کے زمانے کی طرح) یہ عدت خواہ مخواہ خاوند کے گھر میں گذارنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نازل کیا وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ الْاٰیَةَ اگر یہ عورتیں (چار مہینے دس دن کے بعد یعنی عدت کے بعد) اپنے خاوند کے گھر سے نکل جائیں تو خاوند کے وارثو! تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا، اگر وہ دستور کے موافق اپنے لئے کوئی کام کریں[1]۔

مجاہد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک سال پورا کرنے کے لئے سات مہینے اور بیس دن زیادہ خاوند کے گھر میں ٹھہر رہنا وصیت پر موقوف رکھا ہے مگر عورت کو اختیار ہے چاہے خاوند کی وصیت کے مطابق خاوند کے گھر میں (ایک سال پورا ہونے تک) رہے چاہے (چار مہینے دس دن کے بعد) نکل جائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ سے یہی مراد ہے۔ تو اصل عدت[2] یعنی چار مہینے دس دن ہر حال میں عورت پر واجب ہے۔

شبل کہتے ہیں ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ایسا ہی نقل کیا ہے[3]۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں[4] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت نے اس رسم کو منسوخ کردیا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت گذارے اس آیت کی رو سے عورت کو اختیار ملا ہے کہ جہاں چاہے وہاں عدت گذارے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول غَیْرَ اِخْرَاجٍ کا یہی مطلب ہے۔ عطاء کہتے ہیں عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت گذارے اور خاوند کی وصیت کے موافق اسی کے گھر میں رہے اور اگر چاہے تو وہاں سے نکل جائے کیونکہ

---

[1] زینت کرکے دوسرے خاوند کی تلاش کریں ۱۲ منہ [2] تو مطلب مجاہد کا یہ ہے کہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم منسوخ نہیں ہے اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ عورت ایک سال عدت کرے بلکہ عدت تو وہی چار مہینے دس دن کی ہے جو دوسری آیت میں مذکور ہے اس آیت میں جاہلیت کے اس رسم و رواج کو کہ خواہ مخواہ عورت ایک سال تک خاوند کے گھر میں پڑی رہے اڑایا گیا ہے اور یہ امر عورت کی مرضی پر رکھا گیا ہے ۱۲ منہ [3] یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ موصول ہے اسے ابن نجیح کی روایت سے سن عطا سے ۱۲ منہ

عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِيْ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ نَحْوَهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ نکل جائیں تو دستور کے موافق اپنے حق میں جو بات کریں اس میں کوئی گناہ تم پر نہ ہوگا۔

عطاء کہتے ہیں اس کے بعد میراث کی آیت نازل ہوئی۔ اب گھر میں رکھنے کا حکم منسوخ ہوگیا، عورت کو اختیار حاصل ہوا جہاں چاہے وہاں عدت پوری کرے مکان کا خرچ اسے نہیں ملے گا۔

محمد بن یوسف فریابی[1] نے بحوالہ ورقاء بن عمرو خوارزمی از ابن ابی نجیح از مجاہد مذکورہ بالا قول روایت کیا۔

ورقاء نے بحوالہ ابن ابی نجیح از عطاء بن ابی رباح از ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ روایت کیا کہ اس آیت نے عورت کا مرد کے گھر میں عدت گذارنے کا حکم منسوخ کردیا۔ اب اسے اختیار حاصل ہوا کہ جہاں وہ چاہے، عدت گذار سکتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ الْاٰيَةُ۔

۴۱۸۴۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ عُظْمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى فَذَكَرْتُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِيْ شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَجَرِيْءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فِيْ جَانِبِ الْكُوْفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ

(از حبان از عبداللہ از عبداللہ بن عون) محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں انصار کے بڑے بڑے لوگ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیٹھے تھے، وہاں میں نے وہ حدیث بیان کی جو عبداللہ بن عُتبہ نے سُبَیعہ بنت حارث کے متعلق روایت کی تھی[2]۔ عبدالرحمٰن کہنے لگے کہ عبداللہ بن عُتبہ کے چچا (ابن مسعود) تو اس کے قائل نہیں تھے۔ میں نے بلند آواز سے کہا تب تو میں نے جھوٹ بولنے میں بڑی جرأت کی کہ جو شخص کوفے میں بیٹھا ہے اس پر افتراء پردازی ہوگئی۔ پھر میں وہاں سے باہر نکلا تو مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملاقات ہوگئی۔ (راوی کو شک ہے۔ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفیقوں میں تھے) میں نے ان سے دریافت کیا کہ بتلائیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حاملہ عورت کی عدت کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کا خاوند مرجائے۔ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

---

[1] یہ امام بخاری رح کے شیخ ہیں مگر یہ روایت امام بخاری نے ان سے معلقاً بیان کی ہے ابونعیم نے مستخرج میں اس کو وصل کیا ۱۲ منہ [2] وہ حدیث یہ ہے کہ سبیعہ کا خاوند سعد ابن خولہ مکہ میں مرگیا اس وقت سبیعہ حاملہ تھیں خاوند کے مرنے سے چند ہی روز بعد وہ جنیں اور ابوالسنابل نے اُن سے نکاح کرنا چاہا اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے نکاح کی اجازت دے دی ۱۲ منہ [3] کہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے گذر جاتی ہے بلکہ ان کا قول یہ تھا کہ حاملہ لمبی عدت پوری کرے گی اگر چار مہینے دس دن کو عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن تک اور جو وضع حمل کو عرصہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے ۱۲ منہ

أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ۔

تو یہ کہتے تھے۔ لوگو! تم معاملہ پر سختی کرتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے (اسے بھی عدت کا حکم دیتے ہو) حالانکہ چھوٹی سورہ نساء (سورۂ طلاق) لمبی سورہ (نساء) کے بعد نازل ہوئی ہے[1]۔

ایوب سختیانی نے محمد بن سیرین سے یوں نقل کیا ہے۔ "میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا"[2]

باب ۲۳۰۔ قَوْلِهِ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطَى

باب حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلوٰةِ الْوُسْطَى کی تفسیر۔

۴۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيَى نَارًا۔

(از عبداللہ بن محمد از یزید از ہشام از محمد بن سیرین از عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دوسری سند (از عبدالرحمن از یحییٰ بن سعید از ہشام از محمد بن سیرین از عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔ ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطےٰ نہ پڑھنے دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں، گھروں یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے[3]۔ یحییٰ راوی کو شک ہے[4]

باب ۲۳۱۔ قَوْلِهِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ مُطِيعِينَ۔

باب وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ کی تفسیر

قَانِتِينَ کے معنی اطاعت کرنے والے، فرمانبردار۔

۴۱۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(از مسدد از یحییٰ از اسماعیل بن ابی خالد از حارث بن شبیل

---

[1] اور سورۂ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو حاملہ عورتیں سورۂ نساء کی آیت سے خاص کر دی گئیں اس سے یہ نکلا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا مذہب بھی حاملہ عورت کی عدت میں یہ تھا کہ وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہو جاتی ہے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا قول غلط ٹھہرا ۱۲ منہ

[2] اس روایت میں شک نہیں ہے جیسے عبداللہ بن عون کی روایت میں ہے کہ مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا اس روایت کو خود امام بخاری نے تفسیر سورۂ طلاق میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

[3] اس حدیث سے یہ نکلا کہ بیچ والی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے یہی قول راجح ہے دمیاطی نے اس باب میں ایک خاص رسالہ لکھا ہے اس کا نام کشف الغطا عن الصلوٰۃ الوسطےٰ ہے اس میں انیس قول لکھے ہیں ایک قول یہ ہے کہ بیچ والی نماز فجر کی نماز ہے ایک یہ کہ مغرب کی نماز ہے ایک یہ کہ ظہر کی نماز ہے ایک یہ کہ عشاء کی نماز ہے ایک یہ کہ ہر ایک نماز بیچ والی نماز ہے ایک یہ کہ جمعہ کی نماز ہے ایک یہ کہ وتر کی نماز ہے ایک یہ کہ جماعت کی نماز ہے ایک یہ کہ خوف کی نماز ہے ایک یہ کہ عید الفطر یا عید الاضحےٰ کی نماز ہے ۱۲ منہ

[4] کہ ملأ اللہ قبورهم وبيوتهم فرمایا یا ملأ اللہ قبورهم واجوافهم فرمایا ۱۲ منہ

يَحْيىٰ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا اَخَاهُ فِيْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔

(از ابو عمرو شیبانی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز میں اگر کوئی ضرورت پیش آجایا کرتی تو ہم باتیں کر لیا کرتے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی "نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ کی نیز فرمانبردار و باادب ہو کر (خاموشی سے) اللہ کے حضور میں کھڑے رہا کرو۔"

غرض ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم ہوا۔[1]

بَاب ۲۳۰۲ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

باب فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ كُرْسِيُّهٗ عِلْمُهٗ يُقَالُ بَسْطَةً زِيَادَةً وَّفَضْلًا اَفْرِغْ اَنْزِلْ يَئُوْدُهٗ يُثْقِلُهٗ اٰدَنِيْ اَثْقَلَنِيْ وَالْاٰدُ وَالْاَيْدُ الْقُوَّةُ السِّنَةُ نُعَاسٌ يَّتَسَنَّهْ يَتَغَيَّرْ فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ خَاوِيَةٌ لَّا اَنِيْسَ فِيْهَا عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا نُنْشِزُهَا نُخْرِجُهَا اِعْصَارٌ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ وَّقَالَ

ابن جبیر کہتے ہیں وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ میں کرسی سے مراد پروردگار کا علم ہے۔[2] بَسْطَةً سے مراد زیادتی (یعنی وسعت و فراخی) اور فضیلت ہے۔[3] اَفْرِغْ کا معنی نازل فرما (اُتار)[4] وَلَا يَئُوْدُهٗ اس پر بار نہیں ہے[5] اسی سے ہے اٰدَنِيْ مجھے بوجھل کیا۔[6] اٰد اور اَيْد قوت کو کہتے ہیں۔ سِنَةٌ[7] اونگھ۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ نہیں بگڑا۔[8] نہیں متغیر ہوا۔ فَبُهِتَ دلیل میں ہار گیا۔ خَاوِيَةٌ[9] خالی جگہ جہاں کوئی دوست اور ساتھی نہ ہو۔[10] عُرُوْشُهَا عمارتیں۔[11] نُنْشِزُهَا ہم نکالتے ہیں۔[12] اِعْصَارٌ تند ہوا[13] جو زمین سے اُٹھ کر آسمان کی طرف ستون اور بگولے کی طرح جاتی ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے

[1] تو قانتین کے معنی ساکتین ابن مسعود رضؓ نے کہا مطیعین ابن عباس رضؓ نے کہا مصلین مجاہد نے کہا کہ قنوت یہ ہے کہ خضوع و خشوع طول قیام کے ساتھ نماز پڑھے۔ نگاہ نیچی رکھے یعنی ادب کے ساتھ کھڑے ہو ۱۲ منہ [2] اس کو سفیان ثوری نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔ ابن عباس رضؓ سے بھی عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اور عقیلی نے آنحضرتؐ سے مرفوعاً بھی ایسا ہی نکالا اور ابن ابی حاتم نے دوسری سند سے ابن عباس سے یوں نکالا۔ کرسی پروردگار کے قدموں کی جگہ ہے ابن منذر نے ابو موسیٰ سے بھی ایسا ہی نکالا اور دونوں نے سدی سے نکالا کہ کرسی عرش کے سامنے رکھی ہے ۱۲ منہ [3] اللہ تعالیٰ نے طالوت کا حق بادشاہی کے لئے مرجح ہونے پر دو باتیں بیان فرمائیں قوت جسمانی اور علم کی زیادتی معلوم ہوا کہ بادشاہت کے لئے مسلمان اس کو منتخب فرمائیں تو جسمانی اور روحانی دونوں قوتوں میں سب سے افضل ہو۔ یعنی طاقت جسمانی بھی خوب رکھتا ہو اس کے ساتھ اس کے قوائے عقلی بھی درست ہوں۔ اور کمال میں بھی فائق ہو ۱۲ منہ [4] یہ ابو عبیدہ کی تفسیر ہے ۱۲ منہ [5] یہ ابن عباس کی تفسیر ہے اس کو ابن ابی حاتم نے نکالا ۱۲ منہ [6] یہ ابو عبیدہ کا کلام ہے ۱۲ منہ [7] یہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نکالا ۱۲ منہ [8] یہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نکالا ۱۲ منہ [9] یہ ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نکالا ۱۲ منہ [10] یہ ابن ابی حاتم نے ضحاک اور سدی سے نکالا ۱۲ منہ [11] یہ ابن ابی حاتم نے سدی سے نکالا ۱۲ منہ [12] یہ ابو عبیدہ کا کلام ہے ۱۲ منہ

ابن عباس صَلْدًا لَیْسَ عَلَیْہِ شَیْءٌ وَقَالَ عِکْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِیدٌ الطَّلُّ النَّدٰی وَھٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ یَتَسَنَّهْ یَتَغَیَّرْ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں صَلْدًا کا معنی چکنا صاف جس پر کچھ نہ رہے[۱]۔ عکرمہؓ کہتے ہیں وَابِلٌ زور کا مینہ[۲] طَلٌّ شبنم (اوس) یہ مومن کے نیک عمل کی مثال ہے (کہ وہ ضائع نہیں جاتا) یَتَسَنَّهْ کا معنی بدل جائے، بگڑ جائے[۳]۔

۴۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَؓ کَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ یَتَقَدَّمُ الْاِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُصَلِّیْ بِھِمُ الْاِمَامُ رَکْعَةً وَّتَکُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْھُمْ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْعَدُوِّ لَمْ یُصَلُّوْا فَاِذَا صَلَّی الَّذِیْنَ مَعَهٗ رَکْعَةً اسْتَاْخَرُوْا مَکَانَ الَّذِیْنَ لَمْ یُصَلُّوْا وَلَا یُسَلِّمُوْنَ وَیَتَقَدَّمُ الَّذِیْنَ لَمْ یُصَلُّوْا فَیُصَلُّوْنَ مَعَهٗ رَکْعَةً ثُمَّ یَنْصَرِفُ الْاِمَامُ وَقَدْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَیَقُوْمُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَیْنِ فَیُصَلُّوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ رَکْعَةً بَعْدَ اَنْ یَّنْصَرِفَ الْاِمَامُ فَیَکُوْنُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَیْنِ قَدْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَاِنْ کَانَ خَوْفٌ ھُوَ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِیَامًا عَلٰی اَقْدَامِھِمْ اَوْ رُکْبَانًا مُّسْتَقْبِلِی الْقِبْلَةِ اَوْ غَیْرَ مُسْتَقْبِلِیْھَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا اُرٰی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ ذَکَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی دریافت کرتا کہ صلوٰۃ الخوف کس طرح ادا کی جاتی ہے؟ تو فرماتے امام آگے کھڑا ہو اور کچھ لوگ (بحیثیت مقتدی) اس کے ساتھ رہیں۔ امام ایک رکعت انہیں پڑھائے۔ باقی لوگ ان میں اور دشمن کے درمیان کھڑے رہیں وہ نماز نہ پڑھیں۔ جب یہ لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکیں تو پیچھے سرک کر ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ اب وہ لوگ آجائیں اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں۔

پھر امام تو اپنی نماز سے فراغت کرلے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا اور امام کے فارغ ہونے کے بعد یہ دونوں (مقتدیوں کے) گروہ کھڑے ہو کر ایک ایک رکعت اپنی پوری کرلیں۔ اب ہر گروہ کی دو دو رکعتیں پوری ہوگئیں۔

اگر خوف کی حالت اس سے بھی زیادہ شدید ہو (صف بندی کا بھی موقعہ نہ ملے تلوار چل رہی ہو) تو پاؤں پر کھڑے پیدل یا سوار رہ کر نماز پڑھ لیں۔ قبلہ کی طرف منہ رہے یا نہ رہے اس کی بھی پابندی نہیں)

امام مالک کہتے ہیں نافع نے کہا میں سمجھتا ہوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

باب ۲۳۰۳ قَوْلِهٖ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ

[۱] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یہ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نکالا ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

يَتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

۴۱۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا إِلَى قَوْلِهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهِ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ نَحْوَ هٰذَا۔

وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا الآية کی تفسیر

(از عبداللہ بن ابی الاسود از حمید بن اسود از یزید بن زریع از حبیب بن شہید از ابن ابی ملیکہ) عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا سورۂ بقرہ کی یہ آیت وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ أَزْوَاجًا ــ غَيْرَ إِخْرَاجٍ تک تو دوسری آیت سے منسوخ ہے اُسے آپ نے (مصحف میں) کس لئے لکھوایا، یا اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے کہا بھتیجے! میں کسی آیت کو اس کی جگہ سے بدلنے کا مجاز نہیں۔

حمید کہتے ہیں یا کچھ اسی قسم کا لفظ کہا[1]۔

بَابٌ ۲۳۰۵ قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى

باب وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى کی تفسیر۔

۴۱۸۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَى وَلٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔

(از احمد بن صالح از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از ابی سلمہ و سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی قدرت پر شک نہ تھا، اگر شک ہوتا تو) ہمیں ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک ہونا تھا[2] جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی پروردگار مجھے دکھا کہ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ پروردگار نے فرمایا۔ کیا تجھے اس کا یقین نہیں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ کیوں نہیں (یقین تو ہے) لیکن (دیکھ لینے سے، دل کو خوب اطمینان ہوجائے گا[3]۔

بَابٌ ۲۳۰۷ قَوْلِهِ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ إِلَى قَوْلِهِ تَتَفَكَّرُونَ۔

باب أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ آخر آیت تَتَفَكَّرُونَ تک کی تفسیر۔

---

[1] یہ حدیث ابھی گذر چکی ہے لیکن سند مختلف ہے اس وجہ سے تکرار نہ ہوئی ۱۲ منہ [2] شنیدہ کے بود مانند دیدہ اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ
[3] سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ سردار کائنات و فخر موجودات ہیں، باعث کون و مکان ہیں لیکن اپنے آباء کا کتنا احترام کرتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام شک کرتے تو ہم ان سے بھی زیادہ شک کرتے۔ بالکل یہ وہی مظہر ہے آپ فرماتے ہیں أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ غرض آپ نے ہر اچھی صفت میں اُسوۂ حسنہ چھوڑا ہے۔ بزرگوں کے احترام کی یہ ایک بہترین مثال ہے کہ ان کے یقین کو بھی فوقیت دی۔ عبدالرزاق۔

۴۱۹۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ح وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ قَالُوا اللهُ أَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُولُوا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ أَخِي قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ أَيُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ۔

(از ابراہیم از ہشام از ابن جریج از عبد اللہ بن ابی ملیکہ از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(نیز ابن جریج عبد اللہ بن ابی ملیکہ کے بھائی ابوبکر بن ابی ملیکہ سے اور وہ عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے دریافت کیا آیا تمہیں معلوم ہے اس آیت اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا اللہ بہتر جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ خفا ہو کر کہنے لگے صاف کہو ہمیں معلوم ہے یا معلوم نہیں۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا امیر المؤمنین! میرے دل میں ایک بات آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بھتیجے بیان کر اور خود کو کمتر خیال کر[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ اللہ تعالیٰ نے عمل کی مثال بیان کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کون سے عمل کی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمل کی (بس اور کیا کہوں) آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود ہی فرمایا یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک اعمال سرانجام دیتا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے (سابقہ) تمام نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں[2]

بَابٌ ۲۳۰۸ قَوْلِهٖ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا يُقَالُ أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ عَلَيَّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ فَيُحْفِكُمْ يُجْهِدْكُمْ

باب لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا کی تفسیر۔

عرب لوگ اَلۡحَفَ اور اَلَحَّ اور اَحۡفَانِیۡ بِالۡمَسۡئَلَۃِ جب کہتے ہیں جب کوئی گڑگڑا کر پیچھے لگ کر سوال کرے (لیچڑ پنے سے)

۴۱۹۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ

(از ابن ابی مریم از محمد بن جعفر از شریک بن ابی نمر از عطاء ابن یسار و عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] کہ لو بڑھے بوڑھے لوگوں کے سامنے بچہ ہو کر میں کیا بات کروں ۱۲ منہ [2] معاذ اللہ اللہ بچائے دوسری روایت میں یوں ہے ساری عمر تو نیک اعمال کرتا رہتا ہے۔ عمر آخر ہوتی ہے اور نیک اعمال کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس وقت بُرے کام کرنے لگتا ہے اور اس کی ساری نیکیاں خراب ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ

وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِیْ عَمْرَۃَ الْاَنْصَارِیَّ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا هُرَیْرَۃَ رض یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّہٗ التَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ قَوْلَهٗ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقموں کی خاطر مارا مارا پھرتا ہے، بلکہ مسکین وہ ہے جو سوال سے بچتا ہو[1] مسکین کا مطلب سمجھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

بَاب ۲۳۰۹ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اَلْمَسُّ الْجُنُوْنُ۔

باب وَاَحَلَّ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا کی تفسیر۔ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ مس کے معنی دیوانگی (جنون[2])

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِی الرِّبٰوا قَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَۃَ فِی الْخَمْرِ۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں سود کے متعلق نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے سامنے وہ آیات اور اس کی حرمت ظاہر فرما دی بعد ازاں شراب کی تجارت بھی حرام کر دی۔

بَاب ۲۳۱۰ قَوْلِهٖ تَعَالٰی یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ یُذْهِبُهٗ

باب یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا کی تفسیر۔ یَمْحَقُ کا معنی مٹا دیتا ہے۔ دور کر دیتا ہے۔

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰی یُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ خَرَجَ

(از بشر بن خالد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات (سود کے متعلق) نازل کی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں جا کر ان آیات

---

[1] اللہ کی مخلوق سے سوال نہ کرے خالق سے مانگے یہی مراد اس حدیث میں ہے اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا بعضوں نے کہا سوال کرنا مسکین ہونے کے خلاف نہیں ہے لیکن سوال میں الحاح نہ کرے یعنی پیچھے نہ پڑ جائے ایک بار اپنی حاجت بیان کر دے اگر کوئی دے تو لے لے ورنہ چلا جائے بھروسا اللہ پر رکھے ۱۲ منہ

[2] فراء نے یہی تفسیر کی ہے ابو عبیدہ نے کہا مس جنون کا چھونا ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکالا سود خوار آخرت میں مجنون اٹھے گا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے یتخبطہ الشیطن من المس یوم القیمۃ ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

کو پڑھ کر سنایا پھر شراب کی تجارت بھی حرام قرار دی۔

باب ۲۳۱۱ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاعْلَمُوْا

باب فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ کی تفسیر

فَاْذَنُوْا کا معنی — جان لو، خبردار ہو جاؤ[1]

۴۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَاَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از منصور از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سورۂ بقرہ کی جب آخری آیات (سود کے متعلق) نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور شراب کی تجارت حرام فرما دی۔

باب ۲۳۱۲ قَوْلِهٖ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

باب وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر۔

۴۱۹۵۔ وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

(از محمد بن یوسف از ابو سفیان از منصور از اعمش از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور یہ آیات ہمیں پڑھ کر سنائیں نیز شراب کی تجارت بھی حرام کردی۔

باب ۲۳۱۳ قَوْلِهٖ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ۔

باب وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر

۴۱۹۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ

(از قبیصہ بن عقبہ از سفیان از عاصم از شعبی) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آخری آیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

[1] یہ اس وقت ہے جب فاذنوا یہ فتحہ ذال ہو جیسے مشہور قرأت ہے بعضوں نے یہ کسرہ ذال پڑھا ہے تو معنے یہ ہوگا لوگوں کو خبردار کردو ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

عَبَّاسٍ رض قَالَ اٰخِرُ اٰیَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبَا۔

ہوئی وہ سود کی آیت تھی [1]

باب ۲۳۱۴ قَوْلِهٖ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

باب وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر۔

۴۱۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ مَّرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ الْاٰيَةَ۔

(از محمد از نفیلی از مسکین بن بکیر از شعبہ از خالد حذاء) مروان اصفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ آیت وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ الآیۃ منسوخ ہوگئی ہے [2][3]

باب ۲۳۱۵ قَوْلِهٖ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِصْرًا عَهْدًا وَّيُقَالُ غُفْرَانَكَ مَغْفِرَتَكَ فَاغْفِرْ لَنَا۔

باب اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ کی تفسیر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں [4] اِصر کے معنی عہد [5] غُفْرَانَكَ۔ غفران بمعنی مغفرت ہے یعنی ہمیں بخش دے۔

۴۱۹۸۔ حَدَّثَنَآ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ مَّرْوَانَ

(از اسحٰق از روح از شعبہ از خالد حذاء) مروان اصفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں

---

[1] دوسری روایت میں ابن عباسؓ سے اس کی صراحت ہے کہ آخر آیت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اتری وہ یہ تھی وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ اس کو طبری نے نکالا امام بخاری نے یہ روایت لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ ابن عباسؓ کی مراد آیت ربوٰ سے یہی آیت ہے اور اس طرح سے باب کی مطابقت بھی حاصل ہوگئی ۱۲ منہ [2] بن یحییٰ ذہلی یا محمد بن ابراہیم بوشجی یا محمد بن ادریس رازی ۱۲ منہ [3] اس آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا سے امام احمد نے مجاہد سے نکالا میں ابن عباس پاس گیا ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ اور رونے لگے ابن عباسؓ نے کہا جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگے یا رسول اللہ اب تو ہم تباہ ہوگئے کیونکہ دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور دلوں میں طرح طرح کے خیال آتے ہیں (اگر ان پر مواخذہ ہو تو بڑی مشکل ہے) آپ نے فرمایا کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا پھر یہ آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نے اس کو منسوخ کر دیا ۱۲ منہ [4] اس کو طبری نے وصل کیا اصل میں اِصر کہتے ہیں بھاری چیز کو عہد کا پورا کرنا بھی بھاری ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] اور اقرار جس کے پورا کرنے کی طاقت نہ ہو ۱۲ منہ

الْاَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسِبُہُ ابْنَ عُمَرَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ قَالَ نَسَخَتْھَا الْاٰیَۃُ الَّتِیْ بَعْدَھَا۔

میرے خیال میں وہ صحابی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ انہوں نے یہ آیت اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ اس آیت سے منسوخ ہو گئی جو اس کے بعد ہے (یعنی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا سے)

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ

سورۂ آلِ عمران کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

تُقَاۃٌ وَّتَقِیَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ صِرٌّ بَرْدٌ. شَفَا حُفْرَۃٍ مِّثْلُ شَفَا الرَّکِیَّۃِ وَھُوَ حَرْفُھَا تُبَوِّئُ تَتَّخِذُ مُعَسْکَرًا الْمُسَوَّمُ الَّذِیْ لَہٗ سِیْمَآءٌ بِعَلَامَۃٍ اَوْ بِصُوْفَۃٍ اَوْ مَا کَانَ رِبِّیُّوْنَ الْجَمِیْعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّیٌّ تَحُسُّوْنَھُمْ تَسْتَاْصِلُوْنَھُمْ قَتْلًا غُزًّا وَاحِدُھَا غَازٍ سَنَکْتُبُ سَنَحْفَظُ نُزُلًا ثَوَابًا وَّیَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ کَقَوْلِکَ اَنْزَلْتُہٗ وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَّالْخَیْلُ الْمُسَوَّمَۃُ الْمُطَھَّمَۃُ الْحِسَانُ وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ وَّحَصُوْرًا لَّا یَاْتِیْ

تُقَاۃٌ اور تَقِیَّۃٌ دونوں کا معنی ایک ہے یعنی بچاؤ کرنا۔ صِرٌّ کا معنی سردی ہے (پالا) شَفَا حُفْرَۃٍ گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنوئیں کا کنارہ ہوتا ہے تُبَوِّئُ کا معنی لشکر کے مقامات تجویز کرتا تھا (مورچے) مُسَوِّمِیْنَ ـــ مُسَوَّمٌ وہ ہے جس پر کوئی نشانی مثلاً پشم یا اور کوئی نشانی ہو۔ رِبِّیُّوْنَ جمع ہے اس کا مفرد رِبِّیٌّ ہے (یعنی اللہ والا) تَحُسُّوْنَھُمْ انہیں قتل کر کے جڑ سے اکھاڑتے ہو۔ غُزًّا جمع ہے غازی کی (یعنی جہاد کرنے والا) سَنَکْتُبُ کا معنی ہم یاد رکھیں گے۔ نُزُلًا کا معنی ثواب[1]۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نُزُلٌ اسم مفعول کے معنوں میں یعنی اللہ کی طرف سے اتارا گیا۔ جیسے کہتے ہیں اَنْزَلْتُہٗ یعنی میں نے اسے اتارا۔ مجاہد[2] کہتے وَالْخَیْلُ الْمُسَوَّمَۃُ کا معنی موٹے موٹے خوبصورت[3] گھوڑے سعید بن جبیر کہتے ہیں[4] حَصُوْرٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو عورتوں کی طرف مائل نہ ہو[5]

---

[1] شروع سورت سے یہاں تک امام بخاری نے جتنی تفسیریں بیان کیں وہ سب ابو عبیدہ سے منقول ہیں ۱۲ منہ [2] اس کو ثوری نے اپنی تفسیر میں اور عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ثوری نے تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] جو قریشوں کی گردنوں میں بندھا تھا ۱۲ منہ [5] اس کا نفس پاک تھا یا نامرد ہو ۱۲ منہ

النِّسَآءِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ مِنْ فَوْرِهِمْ مِّنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ يُّخْرِجُ الْحَيَّ النُّطْفَةُ تُخْرَجُ مَيِّتَةً وَّيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ۔ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں[1]۔ مِنْ فَوْرِهِمْ کا معنی بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ مجاہد کہتے ہیں[2] يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ یعنی نطفہ بے جان ہوتا ہے جاندار پیدا ہوتا ہے۔ اِبْكَار صبح سویرے عَشِيّ سورج ڈھلنے سے غروب تک کے وقت کو کہتے ہیں۔

باب ۲۳۱۶ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ يُّصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ وَكَقَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى زَيْغٌ شَكٌّ اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ الْمُشْتَبِهَاتِ وَالرَّاسِخُوْنَ يَعْلَمُوْنَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ۔

باب مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ

مجاہد کہتے ہیں[3] مُحْكَمَاتٌ کے معنی حلال و حرام کی آیات مراد ہیں۔ وَ اُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ سے مراد دوسری آیات جو ایک دوسری آیات جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں، ایک کی ایک تصدیق کرتی ہیں جیسے یہ آیات وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ـــ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى ان تینوں آیات میں کسی حلال و حرام کا بیان نہیں لہٰذا یہ متشابہ کہلائیں گی زَيْغٌ کا معنی شک۔ اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ میں فتنہ سے مراد[4] متشابہات کی پیروی کرنا ، ان کے مطلب کا کھوج لگانا۔ اور جو لوگ[5] راسخین فی العلم یعنی پکے علم والے ہیں وہ ان متشابہات کے معانی جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب آیات (محکم ہوں یا متشابہ) ہمارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہیں (ہمارا کام ان پر ایمان لانا ہے)

۴۱۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از یزید بن ابراہیم تستری از ابن

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا [3] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا اور محکم اور متشابہ کے دوسرے معنی بھی سلف سے منقول ہیں جو تفسیروں میں مذکور ہیں اور ہم نے انتہاء فی الاستواء میں ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ [4] یہ بھی مجاہد کی تفسیر ہے اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

[5] یہ اس صورت میں ہے جب وقف والراسخون فی العلم پر ہو لیکن جب الا اللہ پر ہو جیسے عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا تو ترجمہ یہ ہوگا ان کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور پکے علم والے یوں کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے اخیر تک ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ إِلَى قَوْلِهِ أُولُوا الْأَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ۔

ابی ملیکہ از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ .... أُولُوا الْأَلْبَابِ تک۔ پھر فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کے پیچھے لگتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ ان کی صحبت سے بچتے رہو[1]

وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

۴۲۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ کی تفسیر۔

(از عبد اللہ بن محمد از عبد الرزاق از معمر از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے پیدائش کے وقت شیطان چھو دیتا ہے۔ چنانچہ وہ شیطان کے چھونے سے چلا کر رونے لگتا ہے۔ ایک حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو شیطان نے نہیں چھوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث روایت کر کے لوگوں سے فرماتے تم چاہو تو یہ آیت پڑھو وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

[1] پہلے یہودی لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے انہوں نے اوائل سُوَر کے حروف سے اس امت کی بدعت نکالی پھر خارجی لوگ پیدا ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے خارجیوں کو مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ پہلی بدعت جو اسلام میں ظاہر ہوئی خوارج کی تھی اور ضبیعہ کا قصہ مشہور ہے جس کو حضرت عمرؓ نے مار مار کر خون آلود کر دیا تھا وہ قرآن کی متشابہ آیتوں میں گفتگو کیا کرتا تھا ۱۲ منہ [2] یہ کلمہ حضرت مریم کی والدہ نے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو شیطان

باب ۲۳۱ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ لَا خَیْرَ اَلِیْمٌ مُّؤْلِمٌ مُّوْجِعٌ مِّنَ الْاَلَمِ وَهُوَ فِیْ مَوْضِعِ مُفْعِلٍ۔

باب اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ کی تفسیر۔ لَا خَلَاقَ لَهُمْ کا معنی آخرت میں انہیں بھلائی نہ ملے گی۔ اَلِیْمٌ دردناک دُکھ دینے والا[1] جیسے مُؤْلِمٌ فَعِیْلٌ بمعنی مُفْعِلٌ ہے۔ (یہ کلام عرب میں کم آیا ہے)

۴۲۰۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ یَمِیْنَ صَبْرٍ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلٰٓى اٰخِرِ الْاٰیَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ وَّقَالَ مَا یُحَدِّثُكُمْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِیَّ اُنْزِلَتْ كَانَتْ لِیْ بِئْرٌ فِیْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیِّنَتُكَ اَوْ یَمِیْنُهٗ فَقُلْتُ اِذًا یَّحْلِفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى یَمِیْنِ صَبْرٍ یَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَّهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَّقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ۔

(از حجاج بن منہال از ابوعوانہ از اعمش از ابووائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لئے خواہ مخواہ (جھوٹی) قسم کھائے تو وہ (قیامت کے دن) جب اللہ سے ملے گا اللہ اس پر خفا ہوگا۔ پھر یہی مضمون قرآن میں نازل فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ آخر آیت تک۔ ابووائل کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس ایک دن پوچھنے لگے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تم سے کیا حدیث روایت کی ہے؟ ہم نے کہا ایسی ایسی حدیث۔ انہوں نے کہا کہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا[2]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا۔ گواہ لا ورنہ اس سے قسم لے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (آپ ایسا حکم دیں گے) تو وہ قسم کھا لے گا[3] اس وقت آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لئے خواہ مخواہ جھوٹی قسم کھائے وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر ناراض ہوگا[4]۔

---

[1] یہ ابوعبیدہ کی تفسیر ہے ۱۲ منہ [2] وہ مکر گیا کہنے لگا کنواں بھی میرا ہے ۱۲ منہ [3] میرا کنواں مار لیگا ۱۲ منہ [4] ایک روایت میں یوں ہے کہ اشعث اور ایک یہودی میں زمین میں تکرار تھی عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا یہ آیت اس شخص کے باب میں اتری جس نے بازار میں ایک مال رکھ کر جھوٹی قسم کھا کر یہ بیان کیا کہ اس مال کا اس کو اتنا مول ملتا تھا مگر اس نے نہیں دیا ۱۲ منہ

۴۲۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ هُوَ ابْنُ اَبِیْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَیْمًا قَالَ اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَةً فِی السُّوْقِ فَحَلَفَ فِیْهَا لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا مَا لَمْ یُعْطَهٗ لِیُوْقِعَ فِیْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ

(از علی ابن ابی ہاشم از ہشیم از عوام بن حوشب از ابراہیم ابن عبدالرحمان) عبداللہ بن ابی اوفی رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بازار میں مال رکھا اور ایک مسلمان کو پھانسنے کے لیے (جھوٹی) قسم کھا کر یہ کہنے لگا مجھے اس مال کی اتنی قیمت ملتی تھی (حالانکہ اتنی قیمت کسی نے نہیں لگائی تھی) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا آخر آیت تک۔

۴۲۰۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ کَانَتَا تَخْرِزَانِ فِی الْبَیْتِ اَوْ فِی الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ اِحْدٰهُمَا وَقَدْ اُنْفِذَ بِاِشْفًا فِیْ کَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَی الْاُخْرٰی فَرُفِعَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَّاَمْوَالُهُمْ ذَکِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَءُوْا عَلَیْهَا اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ فَذَکَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ

(از نصر بن علی بن نصر از عبداللہ بن داؤد از ابن جریج) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں دو عورتیں کسی مکان یا کوٹھڑی میں بیٹھی موزہ سی رہی تھیں اتنے میں ایک باہر نکلی، اس کی ہتھیلی میں موزہ سینے کا سُوا چبھو دیا گیا تھا، اس نے دوسری عورت پر دعوٰی کیا۔ غرض یہ مقدمہ ابن عباسؓ کے پاس آیا تو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو دعوے پر دلا دیا جاتا تب تو بہت لوگوں کے مال اور خون تلف ہو جاتے۔

لہٰذا تم یوں کرو دوسری عورت (مدعی علیہا) کو اللہ سے ڈراؤ اور یہ آیت سناؤ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ آخر تک غرض جب لوگوں نے ایسا کیا تو (وہ ڈر گئی) اس نے اقرارِ جرم کر لیا[1]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "قسم مدعیٰ علیہ پر ہے"۔

باب ۲۳۱۸ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ سَوَآءٍ قَصْدٍ

باب قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ کی تفسیر۔ سَوَآءٍ کا معنی برابر، یکساں، مشترک۔

۴۲۰۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از معمر)

[1] کہ یہ سوا اُس نے چبھو کے وہ مکر گئی ۱۲ منہ

هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَهُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَايْمُ اللهِ لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُ

دوسری سند (از عبداللہ بن محمد از عبدالرزاق از معمر از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ سے ابو سفیان نے منہ کے سامنے منہ کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے جس زمانے میں مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صلح تھی (یعنی صلح حدیبیہ کے زمانے میں) میں ملک شام میں تھا اتنے میں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط ہرقل (بادشاہ روم) کے نام آیا ہے۔ یہ خط دحیہ کلبی لایا تھا۔ اس نے لا کر حاکم بصرہ کو دیا۔ اس نے ہرقل تک پہنچا دیا۔ ہرقل خط پڑھ کر کہنے لگا۔ دیکھو یہ جس کا خط ہے ــ وہ نبوت کا دعوی بھی کرتا ہے اس کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں؟ اس قوم کے لوگ یہاں موجود ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں اور میرے چند قریشی ساتھی ہرقل کے دربار میں بلائے گئے اور اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا پھر پوچھا کہ تم میں اس (پیغمبر) کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے اپنے سامنے بلا لیا اور دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا۔ پھر اپنے ترجمان کو بلایا اور اس سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہہ جو اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں میں اس سے (ابوسفیان سے) اس شخص کے کچھ حالات دریافت کروں گا جو اپنے کو نبی کہتا ہے۔ اگر یہ جھوٹ بیان کرے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے (ورنہ خاموشی اختیار کرنا) ابوسفیان کہتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میرے ساتھی (غلط گوئی پر) مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں جھوٹ بول دیتا[1]

غرض ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا۔ اس سے دریافت کر کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا اس کا خاندان تو بہت عمدہ ہے (شریف گھرانہ ہے) پھر کہنے لگا اچھا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر کہنے لگا۔ دعوائے نبوت سے پہلے کبھی تم

[1] چونکہ اس وقت ابوسفیان مسلمان نہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے بڑے مخالف تھے ۱۲ منہ

كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللَّهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَ

نے اسے جھوٹ بولتا دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر کہا ان کی پیروی بڑے آدمیوں نے کی ہے یا غریبوں نے؟ میں نے کہا غریبوں نے، پھر دریافت کیا ان کی پیروی کرنے والے بڑھ رہے ہیں یا تعداد کم ہو رہی ہے؟ میں نے کہا بڑھ رہے ہیں۔ پھر پوچھا ان کے دین میں آکر کسی نے پھر اسے برا جان کر چھوڑ بھی دیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا اچھا تم سے ان کی کبھی جنگ بھی ہوئی میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا لڑائی کا انجام کیا ہوا؟ میں نے کہا ہماری اور ان کی جنگ، ڈولوں کی طرح ہے کبھی انہیں غلبہ ہوتا ہے کبھی ہمیں۔ کہنے لگا آیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں لیکن اب ایک مدت کے لئے ہماری ان سے صلح ہوئی ہے۔ معلوم نہیں وہ اس مدت میں کیا کرتے ہیں؟ عـــه ابوسفیان کہتے ہیں ساری گفتگو میں مجھے کوئی غلط بات ملانے کا موقع نہ ملا۔ بس اسی بات میں اتنا کہنے کا مجھے موقع ملا۔

ہرقل نے مزید کہا ان سے پہلے بھی کسی شخص نے (عرب لوگوں میں) دعوئے نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

بس جب یہ گفتگو ہو چکی تو ہرقل اپنے ترجمان سے کہنے لگا اس شخص سے کہہ (یعنی مجھ سے) میں نے تجھ سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خاندان کی بابت دریافت کیا۔ تو کہتا ہے ان کا خاندان بہت عمدہ ہے سنو! حقیقت یہی ہے کہ پیغمبر ہمیشہ شریف خاندانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے دریافت کیا، ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ تو نے کہا نہیں۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گذرا ہوتا تو میں یہ خیال کرتا وہ اپنی سابقہ خاندانی بادشاہت کے طلبگار ہیں۔

عـــه لَا نَدْرِي، حضرت ابوسفیان نے قصداً غلط کہا تھا ورنہ سابقہ رویہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نَدْرِي بہتر تھا بلکہ یقین تھا کہ وہ عہد شکنی نہیں کریں گے۔ اس لاندری کے متعلق ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہاں قصداً شک کا اظہار کیا تھا حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کردار شک سے بالاتر رہا ہے ان سے کبھی عہد شکنی کی توقع کفار تک کو نہ تھی۔ آپ کا لقب صادق الوعد اور امین خود کفار میں مشہور تھا سبحان اللہ آپ کا کتنا بلند مقام ہے۔ حریف کو بھی آپ سے عہد شکنی کی توقع نہ تھی۔ ادھر ابوسفیان کا کردار ہے کہ وہ بھی

سَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَيَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ

پھر میں نے تجھ سے پوچھا اس کے تابع غریب لوگ ہیں یا بڑے (امیر) آدمی؟ تو نے جواب دیا غریب لوگ تو ٹھیک ہے پیغمبر کے تابع (ابتداء میں) ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ پھر میں نے دریافت کیا دعوائے نبوت سے پہلے انہیں جھوٹ بولتے تم نے کبھی دیکھا؟ تو نے کہا نہیں۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب وہ آدمیوں کی نسبت جھوٹ نہیں بولتے تو اللہ جل جلالہ پر کیوں افتراء کریں گے؟ (کہ نبی نہ ہوں اور خود کو نبی کہیں) پھر میں نے تجھ سے دریافت کیا کہ ان کے دین میں کوئی داخل ہو کر پھر اسے برا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ تو نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی بشاشت و مسرت دل میں سما جاتی ہے تو پھر نہیں نکلتی۔ پھر میں نے تجھ سے معلوم کیا ان کے متبع تعداد میں زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تو نے کہا زیادہ ہو رہے ہیں۔ ایمان کا یہی شیوہ ہے کہ اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی؟ تم نے کہا ہاں اور لڑائی کا انجام ڈولوں کی طرح رہتا ہے کبھی ان کی طرف فتح، کبھی تمہاری طرف۔ پیغمبروں کی یہی کیفیت رہتی ہے۔ ان کا امتحان[1] ہوتا رہتا ہے۔ آخر میں انہیں غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتے ہیں تو نے کہا نہیں اور واقعی رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا ان سے پہلے بھی کسی نے پیغمبری کا دعوٰی کیا تھا؟ تو نے کہا نہیں۔ اس سے مراد مطلب تھا کہ اگر ان سے پہلے کسی نے ایسا دعوٰی کیا ہوتا تو میں کہتا یہ بھی اسی شخص کی چال چلنا چاہتے ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں بالآخر ہرقل نے دریافت کیا یہ بتاؤ وہ کیا احکام دیتے ہیں۔ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی، پاکدامنی کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ سن کر آخر میں ہرقل کہنے لگا اگر تو سچ کہتا ہے تو بیشک وہ اللہ کے پیغمبر ہیں (ان سوالات کے جوابات کا نتیجہ یہی ہے) اور میں (کتب سابقہ یا نجوم کی رو سے) یہ جانتا

[1] دیکھیں شکست اور تکلیف پر صبر کرتے ہیں یا نہیں ۱۲ منہ

وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ اَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ وَيٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۤءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَاُمِرْنَا فَاُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اَنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ

تھا کہ ایک پیغمبر ہونے والے ہیں مگر یہ گمان نہ تھا کہ وہ پیغمبر تم لوگوں (عرب میں) پیدا ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میں سمجھوں کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو مجھے ان سے ملنے کی بڑی تمنا پیدا ہو گئی ہے۔ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو (اگرچہ میں بادشاہ ہوں) مگر میں اُن کے پاؤں دھوتا اور دیکھو (ایک دن ایسا آنے والا ہے) اس کی سلطنت یہاں تک آجائے گی جہاں میرے پاؤں ہیں[1]۔ اس کے بعد ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سُنایا۔ اس میں یہ مضمون تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی جانب سے[2] (یہ خط بنام) ہرقل بادشاہِ روم۔ سلام ہو اس شخص پر جو سیدھے رستے کی پیروی کرے۔ اما بعد۔ میں تجھے دعوتِ اسلام دیتا ہوں اسلام قبول کر تو (دونوں جہانوں میں) سلامتی سے رہے گا۔ اسلام لے آ اللہ تجھے دوگنا ثواب دے گا[3]۔ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ بھی تمہارے ذمے رہیگا (بعد ازاں یہ آیت درج تھی) "اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں گے"۔ فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک جب ہرقل یہ خط پڑھ چکا[4] تو بڑا شور اٹھا اور بک بک ہونے لگی۔ ہمیں باہر بھیج دیا گیا۔ میں نے باہر نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ابوکبشہ کے بیٹے کا تو بڑا درجہ ہو گیا۔ بنی اصفر (زرد لوگوں) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے[5]۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس روز سے مجھے برابر یہ یقین رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ضرور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود مجھے بھی اسلام کی توفیق دی۔ زہری کہتے ہیں ہرقل نے

---

[1] یعنی ملک شام تک ۱۲ منہ [2] اور اُس کے درباریوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہو جانا پسند کرتا ہے ۱۲ منہ [3] اس کی شرح اوپر شروع کتاب میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [4] ایک تیرے بذاتِ خود ایمان لانے کا دوسرے رعیت کے لئے باعثِ رغبت ہونے کا ثواب ہو گا جس طرح ایمان نہ لانے کی صورت میں اپنی ذات کا وبال اور رعیت کو گمراہ رکھنے کا وبال معلوم ہوا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو ہدایت کا سامان مہیا کرے ۱۲ عبدالرزاق [5] تیسیر القاری میں ہے کہ ابوسفیان نے مسلمان ہونے کے بعد یہ حدیث بیان کی اور تعجب ہے کہ ایسا اہانت کا کلمہ انہوں نے پھر منہ سے نکالا اور اس سے پرہیز نہ کیا انتہی۔ میں کہتا ہوں ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بمصداق نقل کفر کفر نباشد اپنے زمانۂ کفر کے حالات لفظ بلفظ دیانتداری سے سنا دیئے حتیٰ کہ یہ بھی کہا کہ اگر مجھے اپنی تکذیب کا خطرہ نہ ہوتا تو میں جھوٹ بولتا۔ معلوم ہوا حضرت ابوسفیان نڈر اور سچے انسان تھے کہ اپنی زمانۂ کفر کی غلطیوں کا برملا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ کفر میں بھی نڈر تھے اور اسلام میں بھی لگی لپٹی بغیر اظہار کر رہے ہیں خدانخواستہ اگر حضرت ابوسفیان صحیح مسلمان نہ ہوتے تو کبھی نہ کہتے کہ ہرقل کے سامنے زیادہ میرا جھوٹ بولنے کا ارادہ تھا کیونکہ کوئی شخص خود کو جھوٹا ثابت نہیں کرتا۔ افسوس ہے کہ اس مقام پر بعض حضرات حضرت معاویہ رض اور ابوسفیان رض دونوں پر برستے ہیں حالانکہ حضرت سفیان وہ ہیں کہ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعزاز دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو وہ امن میں ہے وہ ان کی نظر میں کیسے برا ہو گیا یہ حدیث بھول گئے اور حضرت معاویہ کی فتوحات اور کاتبِ وحی ہونا ان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا

فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَّهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَّكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ آخِرَ الْاَبَدِ وَاَنْ يَّثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ اِنِّيْ اِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِيْ اَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

روم کے سرداروں کو بلا بھیجا۔ انہیں محل میں جمع کیا (دروازے بند کرا دیئے) کہنے لگا روم کے لوگو! تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ کے لئے خوش و خرم اور سلامت رہو اور تمہاری سلطنت تمہارے ہاتھ میں رہے (اگر یہ چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ) یہ سنتے ہی وہ (سخت ناراض ہوئے اور) گورخروں کی طرح (اس بات سے نفرت کر کے) بھاگے۔ دیکھا تو دروازے بند ہیں (اب کدھر سے جائیں) آخر ہرقل نے پھر انہیں بلایا اور کہنے لگا میں نے تمہاری استقامت اور دین پر ثابت قدمی کا امتحان لیا ہے۔ میں نے تم سے اسی لئے کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ) اب میں خوش ہوا کہ جو میں چاہتا تھا (کہ نصرانیت پر مضبوط رہو) وہ میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا؟ یہ سنتے ہی تمام سرداروں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

باب ۲۳۱۹ قَوْلِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اِلٰى بِهٖ عَلِيْمٌ۔

باب لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ــــ بِهٖ عَلِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۲۰۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رض اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَّكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(ہم سے اسمٰعیل از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے انصار مدینہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ کھجور کے باغات رکھتے تھے۔ انہیں اپنی ساری جائیداد میں بیرحاء کا باغ بہت پیارا تھا وہ مسجد کے سامنے ہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے اور وہاں کا عمدہ شیریں پانی پیا کرتے جب یہ آیت نازل ہوئی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ میری ساری جائیداد میں بیرحاء باغ مجھے زیادہ پیارا ہے۔ میں نے اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اسے میں اللہ کے پاس اپنا اندوختہ رکھتا ہوں۔ اس کا اجر اللہ سے چاہتا ہوں۔ آپ جس کام میں چاہیں اس باغ کو صرف کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا شاباش شاباش یہ مال تو آخر فنا ہونے والی شے ہے۔ میں نے تیری

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّائِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ۔

بات سنی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں تو یہ مال (اپنے غریب) رشتہ داروں میں تقسیم کردے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا بہت خوب یا رسول اللہ چنانچہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کردیا۔
عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے اس حدیث میں بجائے رائح کے رابح کہا۔ یعنی یہ مال فائدہ دینے والا ہے[1]۔

۴۲۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَالٌ رَّائِحٌ

ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے امام مالک رح کو اس طرح پڑھ کر سنایا۔ مال رائح۔

۴۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ وَّأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا۔

(از محمد بن عبداللہ انصاری از والدش از ثمامہ بن عبداللہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ سے یہ فرمایا) تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان اور ابی میں تقسیم کردیا۔ حالانکہ میں ابوطلحہ کا قریبی رشتہ دار تھا مگر انہوں نے اس باغ میں سے مجھے کچھ نہیں دیا[2]۔

باب ۲۳۲ قَوْلِهٖ قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

باب قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کی تفسیر

۴۲۰۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنَا مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰىةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ

(از ابراہیم بن منذر از ابوضمرہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع از عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہودی اپنی قوم کے ایک مرد اور ایک عورت جنہوں نے زنا کیا تھا بارگاہ رسالت میں لائے۔ آپ نے ان سے پوچھا تمہارے یہاں زنا کی کیا سزا ہے؟ تو کہا دونوں کا منہ کالا کرکے اچھی طرح مارتے ہیں[3] پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا تورات میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو لاؤ تورات اور پڑھو اگر تم میں صداقت ہے۔ چنانچہ (تورات لائے اور پڑھتے پڑھتے) ان کے عالم نے آیت

---

[1] تو نے اچھا کیا جو خیرات کرکے اس کو قائم کردیا۔ عبداللہ بن یوسف کی روایت کو خود امام بخاری نے باب الوقف میں اور روح بن عبادہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] اس کی وجہ یہ تھی کہ انس رض کی ماں ابوطلحہ کے نکاح میں تھیں ابوطلحہ انس رض کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے تھے غیر نہیں سمجھتے تھے ۱۲ منہ [3] یلان کے منہ پر جلتا ابلتا پانی چھوڑتے ہیں ۱۲ منہ

كَذَبْتُمْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَاءَهَا وَلَا يَقْرَأُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَجْنَأُ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ۔

رجم پر ہاتھ رکھ دیا اور ادھر ادھر سے پڑھنا شروع کر دیا اور آیت رجم چھوڑ گیا۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر اس کا ہاتھ ہٹا دیا اور کہنے لگے یہ کیا ہے؟ اسے پڑھ۔ چنانچہ (وہ نادم ہوئے اور) کہا یہ رجم کی آیت ہے۔

الغرض آپ نے حکم دیا وہ دونوں مرد اور عورت مسجد کے قریب جنازگاہ میں سنگسار کئے گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سنگسار کرتے وقت میں نے مرد کو دیکھا عورت پر جھک رہا تھا اور پتھروں کی مار سے عورت کو بچا رہا تھا[۱]

بَاب ۲۳۲۱ قَوْلِهٖ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

باب كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کی تفسیر

۴۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَّيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَاْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْاِسْلَامِ

(از محمد بن یوسف از سفیان از میسرہ از ابو حازم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ تم لوگوں کے لئے سب لوگوں سے بہتر ہو۔ ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر (جنگ میں گرفتار کر کے) لاتے ہو وہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں[۲]

بَاب ۲۳۲۲ قَوْلِهٖ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا۔

باب اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا کی تفسیر

۴۲۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رض يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا قَالَ نَحْنُ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ آیت اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ہم انصاریوں کے دو قبیلوں بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے متعلق نازل ہوئی حالانکہ اس آیت میں ہماری

---

[۱] اس حدیث کی شرح انشاء اللہ مذکور ہوگی۔ حدیث میں یجنأ جیم ساکن نون مفتوحہ پھر ہمزہ سے مثل یقرء ہے بعضوں نے یحنی پڑھا ہے بعضوں نے یجنأ حائے مہملہ سے ۱۲ منہ [۲] یہ گرفتاری اُن کے حق میں نعمت عظمیٰ ہو جاتی ہے۔ ثواب ابدی اور سعادت سرمدی حاصل کرتے ہیں ترمذی ابن ماجہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا تم لوگ یعنے مسلمان ستر امتوں کا پورا کرنے والے ہو یعنی تم سے پیشتر ۶۹ امتیں گذر چکی ہیں ان سب امتوں میں اللہ کے نزدیک تم بہتر اور زیادہ عزت والے ہو فقط ۱۲ منہ

الطَّائِفَتَانِ بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً وَّمَا يَسُرُّنِيْ أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

کمزوری کا ذکر ہے۔ پھر بھی ہمیں یہ پسند نہیں یا اس سے خوشی نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اس میں یہ تو ذکر ہے کہ اللہ ان گروہوں کا مددگار ہے[1] (سرپرست ہے)

بَاب ۲۳۲۳ قَوْلِهٖ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔

باب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ کی تفسیر۔

۴۲۱۱۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهٖ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ رَوَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

(از حبان بن موسیٰ از عبداللہ از معمر از زہری از سالم) جناب سالم کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نماز فجر میں آخری رکعت کے رکوع سے جب سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہنے کے بعد یوں دعا فرماتے یا اللہ فلاں کافر فلاں کافر فلاں کافر پر لعنت کر (آپ ان کا نام لیتے) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ —— فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک۔

اس حدیث کو اسحاق بن راشد نے بھی زہری سے روایت کیا ہے[2]

۴۲۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از سعید ابن مسیب از ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دعا یا بددعا کرنا چاہتے تو اکثر رکوع کے بعد جب سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہہ لیتے قنوت پڑھتے اور فرماتے یا اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو (پنجۂ کفار سے) نجات دلا

---

[1] اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہوگی کہ ولایت الٰہی ہم کو حاصل ہوئی۔ ہمارے بودے رہنے کا جو ذکر ہے وہ صحیح ہے۔ اس فضیلت کے سامنے ہم کو اپنے اس عیب کے فاش ہونے کا مطلق ملال نہیں ۱۲ منہ [2] اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا کہتے ہیں، آپ چار شخصوں کا نام لیتے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمیر اور حارث بن ہشام اور عمرو بن عاص کا اللہ تعالیٰ نے نام لے کر لعنت کرنے سے آپ کو منع فرمایا۔ اور ایسا ہوا کہ ان چاروں کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اسلام کی توفیق دی ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ صحابہ کرام کا ایمان کیا عظیم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مددگار رہنے کا اعزاز لفظاً بھی کتنا پسند کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ اپنی شکایت سننا بھی گوارا کرتے ہیں۔ یہ لفظی اعزاز چونکہ ان دو گروہوں کے لئے مخصوص ہے اس لئے یہ انہیں محبوب تھا ورنہ عمومی مددگار ہونا تو اور آیات میں سب صحابہ کے لئے ثابت ہے واللہ ولی الذین آمنوا اور نصر من اللہ و فتح قریب وغیرہ۔ عبدالرزاق

فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ ابْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الْاٰيَةَ۔

یا اللہ مُضر کے کفار کو خوب سزا دے، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح ان پر قحط سالی پڑے۔ آپ بلند آواز سے یہ دعا پڑھتے بعض اوقات نماز فجر میں فرماتے۔ اے اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلوں پر لعنت کر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الآیہ

بَاب ۲۳۲۴ قَوْلِهٖ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرٰىكُمْ وَهُوَ تَأْنِيْثُ اٰخِرِكُمْ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً۔

باب وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرٰىكُمْ

اُخریٰ مؤنث ہے آخر کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ سے مراد فتح ہے یا شہادت[1]۔

۴۲۱۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جُبَيْرٍ وَّأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرٰىهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا۔

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن پیادہ لشکر کا سردار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ وہ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔ اِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرٰىهُمْ یعنی جب پیغمبر انہیں پچھلی طرف بلا رہا تھا۔

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ آدمیوں کے سوا اور کوئی نہیں رہا تھا۔

بَاب ۲۳۲۵ قَوْلِهٖ أَمَنَةً نُّعَاسًا۔

باب اَمَنَةً نُّعَاسًا کی تفسیر

۴۲۱۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ

(از اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمن ابو یعقوب از حسین بن

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَّدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَ يَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ۔

محمد از شیبان از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جنگ احد کے دن جبکہ ہم میدانِ جنگ میں موجود تھے کہ ایسی اونگھ آنے لگی کہ کئی مرتبہ میرے ہاتھ سے تلوار گرنے کو ہوتی میں تھام لیتا۔ پھر گرنے لگتی پھر تھام لیتا۔

بَاب ۲۳۲۶ قَوْلِهِ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ

اَلْقَرْحُ اَلْجِرَاحُ اسْتَجَابُوْا اَجَابُوْا يَسْتَجِيْبُ يُجِيْبُ۔

باب اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ کی تفسیر

قَرْحٌ کا معنی زخم اسْتَجَابُوْا اور اَجَابُوْا کا ایک ہی معنی ہے یعنی حکم سُن لیا، مان لیا۔ جیسے يَسْتَجِيْبُ اور اُجِيْبُ کا۔[۱]

بَاب ۲۳۲۷ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ الْاٰيَةَ

باب اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ کی تفسیر

۴۲۱۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

(از احمد بن یونس از ابوبکر از ابوحصین از ابوالضحیٰ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھا تھا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔ پھر یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی تھی جب لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ کفار قریش نے آپؐ سے لڑنے کے لئے بہت انتظامات اور اتحاد کیا ہے، ان سے ڈرتے رہنا۔ یہ خبر سن کر صحابۂ کرام کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے بھی یہی کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

۴۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي

(از مالک بن اسمٰعیل از اسرائیل از ابوحصین از ابوالضحیٰ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں

---

[۱] یہ ابوعبیدہ کی تفسیر ہے اور ابن جریر نے سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی نکالا ابن مسعودؓ نے قُرح بضمہ قاف پڑھا ہے ۱۲ منہ

الضحیٰ عن ابن عباسؓ قال کان اٰخر قول ابراھیم حین اُلقی فی النار حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل۔

ڈالے گئے تو آخری کلمہ انہوں نے یہی کہا حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل۔

باب ۲۳۲۸ قولہٖ ولا تحسبنّ الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہ الاٰیۃ سیطوّقون کقولک طوّقتہٗ بطوقٍ۔

باب ولا یحسبنّ الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ کی تفسیر

اس آیت میں سیطوّقون طوّقتہٗ بطوقٍ کی طرح ہے یعنی وہ طوق پہنائے جائیں گے[۱]

۴۲۱۷۔ حدثنا عبداللّٰہ بن منیر سمع ابا النضر قال حدثنا عبدالرحمٰن وھو ابن عبداللّٰہ بن دینار عن ابیہ عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اٰتاہ اللّٰہ مالاً فلم یؤدّ زکاتہٗ مُثّل لہٗ مالہٗ شجاعًا اقرع لہٗ زبیبتان یطوّقہٗ یوم القیامۃ یاخذ بلھزمتیہ یعنی شدقیہ یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ھٰذہ الاٰیۃ ولا یحسبنّ الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ الیٰ اٰخر الاٰیۃ۔

(از عبداللہ بن منیر از ابوالنضر از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار از والدش از ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ (نصاب کی مقدار) مال عنایت فرمائے اور وہ زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ جس کی آنکھوں پر دو کالے نقطے ہوں گے کی شکل بن کر اس شخص کے گلے کا طوق ہو جائے گا۔ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا (مجھے پہچانا؟) میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں[۲]

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ولا یحسبنّ الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ آخر تک۔

باب ۲۳۲۹ قولہٖ ولتسمعُنّ من الذین اُوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوآ اذًی کثیرًا۔

باب ولتسمعنّ من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوآ اذًی کثیرًا کی تفسیر۔

۴۲۱۸۔ حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان اسامۃ بن زید اخبرہٗ انّ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروۃ بن زبیر) حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک[۳] کی بنی ہوئی چادر پڑی تھی اور اسامہ بن زید

---

[۱] ان کا مال ان کی گردنوں کا طوق ہوگا ۱۲ منہ [۲] جیسے دنیا میں تو بڑی الفت رکھتا تھا ۱۲ منہ [۳] فدک ایک مقام ہے مدینہ سے دو یا تین منزل پر ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّاَرْدَفَ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ وَّرَاءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَاَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ بْنِ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اِنَّهٗ لَآ اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا ارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ آپ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے جو بنو حارث بن خزرج کے محلے میں تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے قبل کا ہے۔ رستے میں ایک مجلس سے گذرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) بیٹھا تھا۔ اس وقت تک ظاہر میں بھی) عبداللہ بن ابی بن سلول مسلمان نہیں ہوا (بلکہ ظاہرا کافر تھا) اس مجلس میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ کچھ مسلمان کچھ مشرک بت پرست کچھ یہودی، کچھ مسلمان[1] اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری مبارک قریب آگئی) تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی اور کہنے لگا "ہم پر گرد مت اڑاؤ"[2]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس والوں کو سلام کیا[3] اور ٹھہر گئے۔ پھر گدھے سے اترے۔ مجلس والوں کو دعوت اسلام دی، قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا جناب آپ کا کلام تو بہت عمدہ ہے، اگرچہ حق ہے لیکن ہمیں نہ سنائیے۔ اپنے ٹھکانے پر تشریف لے جائیے اور جو لوگ آپ کے پاس آئیں انہیں قصے سنائیے[4]

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نہیں آپ ہماری ہر ایک مجلس میں تشریف لایا کیجئے[5] ہمیں یہ بہت پسند ہے۔ اس گفتگو پر مسلمان، مشرک اور یہودی لوگوں میں گالی گلوچ شروع ہوگئی۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھگڑا رفع دفع کرانے کی کوشش فرما رہے تھے آخر وہ خاموش ہوگئے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر چلے۔

---

[1] یہ عبارت مکرر ہے امام مسلم کی روایت میں تکرار نہیں ہے ۱۲ منہ [2] مردود بڑا لطیف مزاج بنا ارے جھکو تو یہ گرد کہیں نصیب ہوتی ہے۔ آرزو دارم کہ خاک آں قدم، توطوطیائے چشم باشد دم بدم ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس مجلس میں مسلمان کافر سب موجود ہوں اس کو سلام کرنا درست ہے لیکن سلام میں مسلمانوں کی نیت کرے بعضوں نے کہا یوں کہے السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۱۲ منہ [4] مردود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت اور نصیحت کی باتیں بری معلوم ہوئیں گمب بازی اور واہی تباہی بکنا بہت پسند تھا سچ ہے ع قدر گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری۔ موچی کو عطر سونگھاؤ تو اس کو برا لگتا ہے اس کو تو سڑے چمڑے کی بدبو چاہیئے ۱۲ منہ [5] اور ہم کو دین کی باتیں سنایا کیجئے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ
ابْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ
اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِي
أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ
الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ
الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ
فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ
شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا
عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ
عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ
اللّٰهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا الْآيَةَ
وَقَالَ اللّٰهُ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ
مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ
أَنْفُسِهِمْ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ
حَتَّى أَذِنَ اللّٰهُ فِيهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهِ صَنَادِيدَ
كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ وَمَنْ

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا تم نے ابوحباب یعنی
عبداللہ بن ابی کی گفتگو نہیں سنی؟ اس نے مجھے ایسی ایسی (سخت) باتیں
کیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ معاف فرما دیجئے
درگذر فرمائیے۔ اصل بات یہ ہے کہ قسم اس پروردگار کی جس نے آپ پر
قرآن نازل فرمایا۔ قرآن بے شک سچی کتاب ہے جو اللہ نے آپ پر نازل فرمائی
اس شہر کے لوگوں نے (آپ کے تشریف لانے سے قبل) یہ طے کیا تھا کہ عبد
اللہ بن ابی کو تاج سلطنت پہنا کر شاہی عمامہ اس کے سر پر لپیٹیں گے
(اسے بادشاہِ مدینہ بنائیں گے) مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا اللہ کو
تو آپ کو اپنا سچا کلام عطا فرما کر سردار کائنات بنانا منظور ہوا، اس لئے
وہ (عبداللہ بن ابی غصے اور حسد سے) جل گیا۔ اس غصے اور حسد کی وجہ
سے اس نے ایسی (گستاخی کی) باتیں منہ سے نکالیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ سے یہ سن کر عبداللہ
ابن ابی کا قصور معاف کر دیا۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام
(تا حکم جہاد) برابر مشرکوں اور اہل کتاب لوگوں کی سخت کلامی سے
درگذر اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتے رہتے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا
آیت میں اللہ نے حکم دیا۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ
مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا۔ آخر آیت تک
اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ
مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ الْآيَةَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی ایذا رسانی پر وہی طریقہ اختیار
فرماتے جس کا اللہ جل شانہ نے حکم دیا تھا (یعنی صبر و شکر) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
نے کفار کے متعلق جہاد کی اجازت دے دی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد بدر کیا اور اس جہاد کی وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے قریش کے بڑے بڑے کافر رئیسوں کو قتل کرایا تو اس وقت عبداللہ بن ابی (ڈر کر) اپنے مشرک اور بت پرست ساتھیوں

[1] آپ رحمۃ العالمین تھے اگر دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے تو عبداللہ بن ابی کو ایسی سزا دیتے کہ اُسے ہمیشہ یاد رہتی۔ منہ

مَعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا

باب ۲۳۳ قَوْلِهٖ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

۴۲۱۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رض اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ وَتَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الْاٰيَةَ

۴۲۲۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهٖ اذْهَبْ يَا رَافِعُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رض فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَآ اُوْتِيَ وَاَحَبَّ اَنْ يُّحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَّنُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا لَكُمْ وَلِهٰذِهٖ اِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے کہنے لگا۔ اب تو اس دین میں داخل ہونے کا وقت آپہنچا (اس کا غلبہ ہو گیا) لہٰذا اسلام لا کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔

باب لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا کی تفسیر۔

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں چند منافقین ایسے تھے کہ آپ جہاد کو جاتے تو وہ مدینے میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر خوش ہوتے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس آتے تو وہ (طرح طرح کے) بہانے بناتے قسمیں کھاتے (ان وجوہ سے ہم نہ جا سکے) ان کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ مجاہدین کے ساتھ ان کی بھی تعریف کی جائے حالانکہ جہاد میں وہ شامل نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا آخر آیت تک۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ) علقمہ بن وقاص کہتے ہیں کہ مروان نے اپنے دربان (رافع) سے کہا کہ اے رافع تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا ان سے دریافت کر کہ اس آیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا کی رو سے تو ہم سب عذاب کے مستحق ہیں کیونکہ ہر شخص ان نعمتوں پر جو اسے مہیا ہیں بہت خوش ہے اور چاہتا ہے کہ جو (اچھا) کام اس نے نہیں کیا اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ (رافع نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا) انہوں نے جواب دیا کہ اس آیت سے تم مسلمانوں کو کیا تعلق ؟۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں

يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أُوْتُوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔

کو بلا بھیجا۔ ان سے (دین کی) کوئی بات دریافت کی۔ انہوں نے (صحیح بات چھپائی اور) غلط بتا دی[1]۔ پھر یہ سمجھے کہ ہم آپ کے نزدیک مفت میں نیک نام ہو گئے۔

وہ سب اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ حق چھپایا۔ یہ واقعہ سنا کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی۔ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ (وہ اس آیت سے پہلے ہے) يَفْرَحُوْنَ بِمَا أُوْتُوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا تک ہشام بن یوسف کے ساتھ اس حدیث کو عبد الرزاق نے بھی ابن جریج سے روایت کیا ہے[2]۔

۴۲۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا

(از ابن مقاتل از حجاج از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ، حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ مروان نے (اپنے دربان رافع سے کہا) پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابٌ ۲۳۳۱ قَوْلِهٖ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْآيَةَ۔

باب إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْآيَةَ کی تفسیر۔

۴۲۲۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ إِنَّ

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر از کریب) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تھوڑی دیر اپنی اہلیہ محترمہ (ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا) سے باتیں کرتے رہے پھر سو گئے۔ جب رات کا آخری حصہ شروع ہوا تو آپ (اٹھ کر) بیٹھے، آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

---

[1] گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دیا ۱۲ منہ [2] مگر ابن جریج کے پیرادیوں کا اختلاف ہے کوئی ان سے کسی طرح روایت کرتا ہے کوئی کسی طرح دوسرے رافع جو مروان کا دربان تھا وہ مجہول الحال ہے اس لئے امام بخاری پر لوگوں نے طعن کیا ہے کہ یہ روایت کیوں لائے حالانکہ خود امام بخاری نے بسرۃ بنت صفوان کی حدیث کو مس ذکر کے باب میں اسی وجہ سے ترک کیا ہے کہ مروان نے جس دربان کو بسرۃ پاس یہ حدیث سننے کے لئے بھیجا تھا وہ مجہول الاسم اور مجہول الحال ہے اسی لئے امام مسلم اپنی صحیح میں اس روایت کو نہیں لائے۔ عبد الرزاق کی روایت کو اسمٰعیلی اور طبری اور ابو نعیم نے وصل کیا اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی جو کہا ابن جریج کے باب میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ یعنی اس کی ثقاہت اور ضعف میں حالانکہ ابن جریج کے ثقہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ۱۲ منہ

فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی الصُّبْحَ۔

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ پھر کھڑے ہوئے۔ وضو کیا، مسواک کی اور گیارہ رکعتیں (تہجد اور وتر کی) پڑھیں اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے اذان (فجر) دی۔ آپ نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی پھر باہر تشریف لائے۔ پھر نماز فجر پڑھائی۔

باب ۲۳۳۲ قَوْلِهٖ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

باب الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر۔

۴۲۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَیْمٰنَ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طُوْلِهَا فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰیٰتِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰی خَتَمَ ثُمَّ اَتٰی شَنًّا مُّعَلَّقًا فَاَخَذَهٗ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی رَاْسِیْ ثُمَّ اَخَذَ بِاُذُنِیْ فَجَعَلَ یَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ۔

(از علی بن عبداللہ از عبدالرحمن بن مہدی از مالک بن انس از مخرمہ ابن سلیمان از کریب) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک رات میں اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہ گیا اور میں نے (اپنے دل میں) کہا آج رات میں دیکھوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی) نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ چنانچہ میری خالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے ایک گدہ بچھایا۔ آپ اس گدے کی لمبائی پر لیٹ کر سو رہے۔[1]

جب آدھی رات گذر گئی تو آپ جاگے۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں (جن میں موجودہ آیت بھی شامل ہے) سورہ ختم کردی۔ بعد ازاں ایک پرانی مشک کی طرف جو لٹک رہی تھی تشریف لے گئے۔ اس میں سے پانی لیا، وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں بھی اٹھا۔ جیسے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، میں نے بھی کیا (طہارت وضو وغیرہ) پھر آیا تو آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے (عین نماز میں) اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور (پیار سے) میرا کان پکڑ کر ملنے لگے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو، پھر دو، پھر دو، پھر دو رکعتیں پڑھیں (بارہ رکعات) پھر نمازِ وتر ادا کی۔

[1] دوسری روایت میں یوں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میری خالہ اس کے لنباؤ میں لیٹے اور میں اس کے عرض میں لیٹ رہا (یعنی آپ کے بازو کے ایک طرف)

باب ۲۳۳ قَوْلِهٖ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

۴۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

باب رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ کی تفسیر۔

(از علی بن عبداللہ از معن بن عیسیٰ از مالک از مخرمہ بن سلیمان از کریب غلام ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں ایک رات کو اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رہ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر ایک طرف عرضی حصے میں لیٹ رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ محترمہ دوسری طرف طولی حصے میں آرام فرماتے رہے۔ آپ سو گئے جب آدھی رات ہوئی یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا بعد تو آپ بیدار ہوئے اور دونوں ہاتھوں سے نیند کا خمار منہ سے پونچھنے لگے، پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں (ان میں موجودہ آیات شامل ہیں) اور ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی۔ اس میں سے (پانی لے کر) اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی اسی طرح (طہارت وضو وغیرہ) کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور آپ کے پہلو میں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور دائیں ہاتھ سے میرا کان (شفقت سے) ملنے لگے۔ پھر دو دو رکعتیں چھ مرتبہ پڑھیں (بارہ رکعتیں) آخر میں وتر ادا کئے اور لیٹ رہے۔ بعد ازاں موذن آیا (نماز کے لئے بلایا) چنانچہ آپ نے اٹھ کر ہلکی پھلکی دو رکعتیں (سنت فجر) ادا کیں۔ پھر باہر تشریف لے گئے اور نماز فجر پڑھائی۔

باب ۴۳۳ قَوْلِهٖ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ الْاٰيَةَ۔

۴۲۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

باب رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اخیر تک کی تفسیر۔

(از قتیبہ بن سعید از مالک از مخرمہ بن سلیمان از کریب غلام ابن عباس رضی اللہ عنہما) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ کے پاس رہ گئے۔ انہوں نے کہا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ محترمہ اس کے طول میں لیٹے۔ آپ سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد، آپ اُٹھ بیٹھے۔ چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی (باب کی آیت بھی ان میں شامل ہے) بعد ازاں ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی اس میں سے (پانی لے کر) اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں بھی اٹھا۔ جو کچھ آپ نے کیا (منہ پر ہاتھ پھیرنا، طہارت، وضو، تلاوت وغیرہ) میں نے بھی کیا اور آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر (پیار سے) اسے ملنے لگے۔ آپ نے دو دو رکعتیں چھ مرتبہ پڑھیں (کل بارہ رکعات) پھر نماز وتر ادا کی۔ پھر مؤذن کے آنے تک لیٹے رہے۔ جب مؤذن آیا تو کھڑے ہوئے اور خفیف سی (فجر کی) دو سنتیں پڑھ کر باہر تشریف لے گئے تو نماز صبح پڑھائی۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ

سورۃ النساء کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں يَسْتَنْكِفُ کا معنی

قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ لَهُنَّ سَبِيلًا يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَثْنَى وَثُلَاثَ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثَ وَأَرْبَعَ وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

غرور و تکبر کرے۔ قِوَامٌ (قیام) کا معنی معاش روزگار گزر اوقات کا ذریعہ۔ لَهُنَّ سَبِيلًا میں سبیل سے یہاں مراد شادی شدہ عورت کو سنگسار کرنا، کنواری کو دُرّے مارنا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اوروں نے اس آیت مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کی تفسیر یوں کی ہے۔ دُو، دُو۔ تین، تین۔ چار، چار۔ عرب کے لوگ رُباع سے آگے نہیں بڑھتے۔

باب ۲۳۳۵ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

باب وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ کی تفسیر۔

۴۲۲۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى أَحْسِبُهُ قَالَ كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ الْعَذْقِ وَفِي مَالِهِ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از ہشام بن عروۃ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص کسی یتیم لڑکی کی پرورش کرتا تھا۔ اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ وہ لڑکی ایک کھجور کے درخت کی مالک تھی۔ اس درخت کے لالچ میں آ کر یہ شخص اس لڑکی کی پرورش کرتا تھا، اس سے زیادہ اس شخص کو اس لڑکی سے کوئی الفت (محبت) نہیں تھی۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى ہشام بن یوسف کہتے ہیں میرے خیال میں ابن جریج نے یوں کہا کہ یہ لڑکی اس درخت اور دوسرے مال و اسباب میں اس مرد کی حصہ داری تھی۔

۴۲۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رض عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب) عروہ بن زبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى تو انہوں نے کہا میرے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں اور اس کی جائیداد کی حصہ دار ہے تو

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے باسناد صحیح وصل کیا ۱۲ منہ [2] ابن عمرؓ نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِوَامًا اور مشہور قرأت قِيَامًا ہے معنی دونوں کا ایک ہے اس تفسیر کو بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو عبد بن حمید نے ابن عباسؓ سے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی خماس اور سداس اور سباع نہیں کہتے اس لئے متنبی کے اس مصرع پر اعتراض ہوا ہے احادم سداس فی احاد بعضوں نے کہا خماس سے عشار تک بھی مستعمل ہے یہ تفسیر ابو عبیدہ سے منقول ہے ۱۲ منہ [5] حافظ نے کہا

تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهِ وَ يُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا عَنْ اَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِّنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَّتِيْمَتِهِ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا عَنْ مَّنْ رَّغِبُوْا فِيْ مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ اِذَا كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ۔

(وراثت کی رو سے اس کا حصہ ہو) اور اس ولی کو اس کے مال و جمال سے محبت ہو، اس سے نکاح کرنا چاہے لیکن انصاف کے ساتھ مہر (جتنا مہر اُسے دوسرے لوگ دیں) نہ دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک اُن کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں، نکاح کرنے سے منع فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں نکاح کر لو (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو)

عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس آیت کے دوسرے حصے میں یہ جو فرمایا وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال اور جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ان یتیم لڑکیوں جن کا مال اور جمال کم ہے نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تمہیں رغبتِ نکاح ہے نکاح مت کرو۔ اِلّا یہ کہ انصاف کے ساتھ ان کا پورا مہر ادا کرو (تب نکاح کر سکتے ہو۔

بَاب ۲۳۳۶ قَوْلِهِ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ وَبِدَارًا مُّبَادَرَةً اَعْتَدْنَا اَعْدَدْنَا اَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ۔

باب وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ کی تفسیر۔

بِدَارًا کا معنی جلدی جلدی، اَعْتَدْنَا ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ عِتَاد سے نکلا ہے، اُسے بابِ افعال میں لے آئے۔

عـه آیۃ اُخریٰ سے مراد عبارۃ اُخْرٰى فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ہے۔ اس کا ترجمہ ہوا "اس آیت کے دوسرے حصے میں" عبد الرزاق

۴۲۲۸- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ مَالِ الْيَتِيْمِ إِذَا كَانَ فَقِيْرًا أَنَّهٗ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهٖ عَلَيْهِ بِمَعْرُوْفٍ۔

(از اسحاق از عبداللہ بن نمیر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آیت وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ یتیم کے مال کی بابت نازل ہوئی ہے مقصد یہ ہے کہ یتیم کا متولی اگر نادار ہے تو دستور کے مطابق اپنی محنت کے بدلے یتیم کے مال میں سے استعمال کر سکتا ہے۔

باب ۲۳۳ قَوْلِهٖ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ الْآيَةَ

باب وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ کی تفسیر۔

۴۲۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهٗ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

(از احمد بن حمید از عبید اللہ الاشجعی از سفیان از شیبانی از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ محکم ہے منسوخ نہیں۔

عکرمہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن جبیر نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے[1]

باب ۲۳۴ قَوْلِهٖ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ

باب يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ کی تفسیر

۴۲۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از ابن منکدر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق

[1] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الوصایا میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت میں ایک ہی مفسر گذرا ہے جس نے اس آیت پر کما حقہ توجہ کی وہ ہیں علامہ عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ۔ وہ کہتے ہیں یہ آیت منسوخ نہیں کہتے ہیں میں مسلمان ہوں میری ماں سکھ ہے اگر میں مرنے لگوں تو میں اپنی سکھ ماں کے لئے وصیت ضرور کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مسلم سوسائٹی سکھ عورت کو کچھ نہیں دے گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلم اولاد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ مرتے وقت اپنے غیر مسلم بوڑھے ماں باپ کے لئے وصیت کر سکتے ہیں وراثت کی آیت اس لئے یہاں چسپاں نہ ہوگی کہ وہ غیر مسلم عورت ہے اس لئے خصوصی طور پر وصیت کرنا پڑے گی۔ علامہ عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے تھے، منسوخ آیات اپنے اپنے موقع پر بالکل محکم ہیں گو بنگاہِ ظاہر منسوخ معلوم ہوتی ہیں حالانکہ اپنے اپنے اوقات پر اتنی اہم ہوتی ہیں کہ ان کی جگہ دوسری کوئی آیت کام نہیں دے سکتی۔ یہ بات عقلاً بھی صحیح ہے کہ آخر بے ضرورت کو قرآن میں کوئی چیز نہیں ۱۲ عبد الرزاق

اَخْبَرَنِی ابْنُ مُنْکَدِرٍ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ عَادَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ فِی بَنِی سَلِمَۃَ مَاشِیَیْنِ فَوَجَدَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْہُ ثُمَّ رَشَّ عَلَیَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصْنَعَ فِیْ مَالِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَنَزَلَتْ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ۔

رضی اللہ عنہ دونوں پیدل بنی سلمہ کے محلہ میں عیادت کے لئے تشریف لائے ۔ آپ نے دیکھا کہ میں (بالکل) بیہوش ہوں تو پانی منگوایا اس سے وضو کیا پھر وضو کا مستعمل پانی[1] مجھ پر چھڑکا۔ مجھے ہوش آگیا۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ اپنے مال کو میں کس طرح تقسیم کروں[2]۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ آخر تک۔

بَاب ۲۳۳۹ قَوْلِہٖ وَلَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ۔

باب وَلَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ کی تفسیر

۴۲۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ وَرْقَآءَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَکَانَتِ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ فَنَسَخَ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ مَآ اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّکَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ وَجَعَلَ لِلْوَالِدَیْنِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَۃِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ۔

(از محمد بن یوسف، از ورقاء، از ابن ابی نجیح از عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (ابتدائے اسلام میں) میت کا سارا مال اولاد کو ملتا تھا اور ماں باپ کو وہ ملتا جو مرنے والا ان کے لئے وصیت کرجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا وہ منسوخ کردیا۔ اور مرد کو عورت کا دگنا حصہ دلایا۔ نیز ماں اور باپ ہر ایک کو چھٹا حصہ اور تہائی حصہ۔

بیوی کو آٹھواں یا چوتھا حصہ اور خاوند کو آدھا یا چوتھا حصہ۔

بَاب ۲۳۴۰ قَوْلِہٖ لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا الْاٰیَۃَ

باب لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا الآیہ کی تفسیر

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ لَا تَعْضُلُوْھُنَّ لَا تَقْھَرُوْھُنَّ حُوْبًا اِثْمًا تَعُوْلُوْا تَمِیْلُوْا نِحْلَۃً النِّحْلَۃُ الْمَھْرُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ لَا تَعْضُلُوْھُنَّ کا معنی ان پر جبر و سختی نہ کرو[3]۔ حُوْبًا گناہ۔ تَعُوْلُوْا کا معنی جھک جاؤ۔ نِحْلَۃً کا معنی مہر[4]۔

۴۲۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ

(از محمد بن مقاتل از اسباط بن محمد از شیبانی از عکرمہ) ابن

[1] جس سے آپ نے اپنے اعضاء شریف دھوئے تھے ۱۲ منہ [2] ابن جریج کی روایت میں ایسا ہی ہے لیکن بعضوں نے کہا ہے کہ یہ ابن جریج کی غلطی ہے اور ٹھیک یہ ہے سورۂ نساء کی آخیر آیت یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ حضرت جابرؓ کے باب میں اتری ۱۲ منہ [3] اس کو طبری اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ تینوں تفسیریں بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں حوبا کی تفسیر کو ابن ابی حاتم نے اور تعولوا کی تفسیر کو سعید بن منصور نے اور نحلہ کی تفسیر کو ابن ابی حاتم اور طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ

أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءُوا زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ۔

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (شیبانی کہتے ہیں اس روایت کو ابوالحسن (عطا) سُوائی نے بھی نقل کیا۔ غالباً انہوں نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا) یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا یَحِلُّ لَکُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ کَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَیْتُمُوهُنَّ اس وقت نازل ہوئی جب عرب لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ ان میں سے کوئی مرجاتا تو اس کی بیوہ پر میّت کے وارثوں کا اختیار رہتا۔ خواہ خود اس سے نکاح کر لیتے خواہ اور کسی سے نکاح کر دیتے، خواہ اسے یونہی معلّقہ رکھتے[2] غرض خاوند کے وارثوں کا اس پر زور چلتا تھا۔ عورت کے وارثوں کا کچھ زور نہ چلتا۔ پھر یہ آیت اتری (عورتوں کو اختیار ملا، وہ آزاد ہوئیں[3]۔

باب ۲۳۴ قَوْلِهِ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ الْآيَةَ

مَوَالِيَ أَوْلِيَاءُ وَرَثَةٌ عَاقَدَتْ هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ وَهُوَ الْحَلِيفُ وَالْمَوْلَى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيكُ وَالْمَوْلَى مَوْلًى فِي الدِّينِ۔

باب وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ الْآيَةَ کی تفسیر

معمر[4] کہتے ہیں مَوَالِیَ سے مراد اس کے ولی وارث افراد عَاقَدَتْ أَیْمَانُکُمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں قسم کھا کر اپنا وارث بناتے تھے یعنی حلیف۔ مولیٰ کے بہت معانی ہیں۔ چچا کا بیٹا، غلام یا باندی کا آقا جو بطور احسان اُسے آزاد کر دے، وہ غلام جو آزاد کیا جائے، مالک، دینی پیشوا[5]۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ

(از صلت بن محمد از ابواسامہ از ادریس از طلحہ بن مصرف از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا

---

[1] حافظ نے کہا مطلب یہ ہے، کہ شیبانی نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا ایک عکرمہ کے طریق سے جو یقیناً موصول ہے دوسرا سوائی کے طریق سے جس کے موصول ہونے میں شک ہے ۱۲ منہ [2] کسی سے نکاح نہ ہوتا بیوگی میں عمر گذار تی ۱۲ منہ [3] اب کہاں ہیں وہ پادری لوگ جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو لونڈی بنا دیا اسلام کی برکت سے تو عورتیں آدمی ہوئیں ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کی طرح ان کو مال اسباب سمجھ لیا تھا عورت کو ترکہ نہ ملتا اسلام نے ترکہ دلایا عورت کو جتنی چاہیے بے گنتی طلاق دے جاتے عدت گذرنے نہ پاتی کہ ایک اور طلاق دے دیتے اس کی جان عذاب میں رہتی اسلام نے تین طلاقوں کی حد باندھ دی خاوند کے مرنے کے بعد عورت اسکے وارثوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کیطرح رہتی اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا جس سے چاہے نکاح ثانی پڑھالے ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا یہ معمر بن مثنی ہیں نہ معمر بن راشد اس کو عبدالرزاق اور اسماعیل قاضی نے احکام میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] ان معنوں کے سوا مولی کے اور بھی کئی معنے ہیں دوست محب، ہمسایہ، مددگار، داماد اور تابع وغیرہ ۱۲ منہ

مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ۔

مَوَالِيَ۔ ہم نے ہر ایک شخص کے موالی یعنی وارث متعین کر دیے ہیں۔ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ کی تفسیر یہ ہے کہ (ابتدائے اسلام میں) جب مہاجر مدینے میں آئے تھے تو مہاجر (اپنے بھائی) انصاری کا وارث ہوتا اس انصاری کے رشتے داروں کو ترکہ نہ ملتا، اس لیے کہ آنحضرتؐ نے انصار و مہاجرین میں مواخات (بھائی چارہ) قائم کر دیا تھا، جب یہ آیت اتری وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ تو اب ایسے بھائیوں کو ترکہ ملنا موقوف ہوگیا۔ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی قسم کھا کر جن سے دوستی، مدد اور خیر خواہی کا عہد کیا جائے ان کے لیے ترکہ تو نہ رہا مگر وصیت کا حکم رہ گیا[2] اس اسناد میں ابو اسامہ نے ادریس سے اور ادریس نے طلحہ بن مصرف سے سنا ہے[3]۔

باب ۲۳۴۲ قَوْلِهِ إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ

باب إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کی تفسیر

مثقال سے مراد وزن ہے[4]۔

۵۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

(از محمد بن عبد العزیز از ابو عمر حفص بن میسرہ از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) ابو سعید خدری رض سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں چند لوگوں نے آپؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (بیشک دیکھو گے) دوپہر کے وقت جب ابر وغیرہ کچھ نہ ہو صاف روشنی ہو کیا سورج نظر آنے میں کچھ کشمکش ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا چودھویں رات کو جب ابر وغیرہ کچھ نہ ہو صاف روشنی ہو چاند دیکھنے میں تمہیں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا بس اسی طرح تمہیں قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی جیسے سورج اور چاند کو دیکھنے میں نہیں ہوئی (آپؐ نے مزید فرمایا) قیامت کے دن ایک منادی صدا دے

---

[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا تھا ۱۲ منہ [2] یعنی اگر میت اپنے ایسے بھائی کو مرتے وقت کچھ دلا جائے تو اس کی وصیت نافذ کریں گے ۱۲ منہ [3] گو اس سند میں عن عن ہے مگر طبری کی روایت میں ابو اسامہ نے یوں کہا ہے ہم سے ادریس بن یزید نے بیان کیا اور امام بخاری نے فرائض میں ادریس سے یوں نقل کیا ہم سے طلحہ نے بیان کیا تو دونوں کا سماع ثابت ہوگیا ۱۲ منہ [4] یعنی ذرے کے برابر بھی اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ۱۲ منہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا
اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ
مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ
مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي
النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ
بَرٌّ اَوْ فَاجِرٌ وَّغُبَّرَاتُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَتُدْعَى
الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا
كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ بْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ
مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ
فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ
فَيُحْشَرُوْنَ اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ
بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ
تُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ
فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَّا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ
وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ
مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ
يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ
فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ
مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتَّبِعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ
تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى اَفْقَرِ
مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا

گا اے لوگو تم میں جو آدمی جسے پوجتا تھا اسی کے ساتھ چلا جائے، چنانچہ ماسوا (اللہ تعالیٰ) کی پرستش کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا اور تمام جھوٹے پوجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں گر جائیں گے اور صرف خداوند عالم کے ماننے والے باقی رہ جائیں گے ان میں اچھے بُرے سب ہی ہوں گے۔ پھر کچھ باقی ماندہ یہودی بلائے جائیں گے ان سے کہا جائے گا تم (اللہ کے سوا) اور کسی کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں! ہم عزیر پیغمبر کو بھی پوجتے تھے وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تب ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ ہی اس کی اولاد، بتاؤ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا انہیں (دور سے) چمکتی ہوئی ریت دکھائی جائے گی (وہ پانی معلوم ہوگی) ان سے کہا جائے گا وہاں جاؤ، درحقیقت وہ دوزخ ہوگی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تباہ کر رہا ہوگا۔[1] وہ اسی میں جا کر گر پڑیں گے۔

اب اس میدان میں) وہی لوگ رہ جائیں گے جو خالص خدا کی عبادت کرتے تھے، ان میں (عملی حیثیت سے) اچھے بُرے سب طرح کے لوگ ہوں گے (مگر تب توحید والے) اس وقت پروردگار اپنی ایک پہلی شکل سے ملتی جلتی شکل میں جلوہ گر ہوگا، اور ان لوگوں سے کہا جائے گا[2] تم کس کی انتظار میں کھڑے ہو؟ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ ہے[3] وہ کہیں گے ہمیں دنیا میں جب ان گمراہ لوگوں کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم ان سے جدا رہے ان کا ساتھ نہیں دیا[4] ہم تو اپنے حقیقی پروردگار کے منتظر ہیں جس کی دنیا میں ہم عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کہیں گے میں تمہارا خدا ہوں لیکن

---

[1] یعنی آگ کی تیزی اور لپٹ ایسی ہوگی کہ اپنے کو آپ کھا رہی ہوگی ایک شعلہ اٹھے تو دوسرا اس کو توڑ دے گا جیسے سمندر کی موجیں اٹھتی ہیں ایک موج دوسری موج کو کچل دیتی ہے ۱۲ منہ [2] خود پروردگار فرمائے گا ۱۲ منہ [3] تم بھی اپنے معبود کے ساتھ جاتے کیوں نہیں ۱۲ منہ
[4] اب ہم ان کے ساتھ بھلا کیوں جانے لگے ۱۲ منہ

الَّذِیْ كُنَّا نَعْبُدُ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ۔

(موحد) دو یا تین بار یوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔[1]

باب ۲۳۴۳ قَوْلِهٖ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِیْدًا

اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ نَطْمِسَ نُسَوِّیَهَا حَتّٰی تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ سَعِیْرًا وَقُوْدًا ۔

باب فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِیْدًا کی تفسیر۔

مُخْتَالٌ اور خَتَّالٌ کا ایک معنی ہے یعنی مغرور اور متکبر (اترانے والا) نَطْمِسَ وُجُوْهًا کا معنی انہیں ملیامیٹ کر دیں گے، یہ طَمَسَ الْكِتَابَ سے نکلا ہے۔ یعنی لکھا ہوا مٹا دیا اور سعیر کے معنی ایندھن۔

۴۲۳۵ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ یَحْیٰی بَعْضُ الْحَدِیْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِقْرَاْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَاُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ النِّسَاۤءِ حَتّٰی بَلَغْتُ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِیْدًا قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ ۔

(از صدقہ از یحییٰ از سفیان از سلیمان از ابراہیم از عبیدہ از عبداللہ ابن مسعود)

یحییٰ کہتے ہیں اس حدیث کا ایک حصہ اعمش نے عمرو بن مُرّہ سے بھی روایت کیا ہے[2]) عبداللہ بن مسعود رض) کہتے ہیں) مجھ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کچھ قرآن سناؤ! میں نے کہا آقا! میں آپ کو کیا سناؤں! آپ پر تو خود قرآن اُترا ہے[3]، آپ نے فرمایا ہاں! مجھے دوسرے کی زبان سے قرآن سن کر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تو میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی جب اس آیت پر پہنچا فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِیْدًا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بس کر، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے[4]۔

باب ۲۳۴۴ قَوْلِهٖ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ صَعِیْدًا وَجْهَ

باب وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ کی تفسیر

صَعِیْدًا روئے زمین کو کہتے ہیں۔

[1] امام مسلم کی روایت میں یوں ہے، مسلمان پہلے اپنے پروردگار کو نہ پہچانیں گے کیونکہ وہ دوسری صورت میں جلوہ گر ہوگا اور جب وہ فرمائیگا میں تمہارا پروردگار ہوں تو مسلمان کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں پھر پروردگار اپنی پہلی صورت میں ظاہر ہوگا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے اسوقت سب مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور کہیں گے تو بیشک ہمارا پروردگار ہے سبحان اللہ یہ وقت بھی کیا خوشی کا وقت ہوگا جب بندہ اپنے حقیقی مالک کی پناہ میں آکر اس کے ساتھ ہو لیگا [2] انہوں نے ابراہیم نخعی سے اخیر تک ۱۲ منہ [3] آپکے سامنے میں کیا پڑھ سکوں گا ۱۲ منہ [4] آپ اس وجہ سے رو دیئے کہ امت نے جو جو کیا ہے اس پر

الْاَرْضَ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ اِلَيْهَا فِي جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَفِي اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوتُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الشَّيْطَانُ وَالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ۔

جابرؓ کہتے ہیں طاغوت وہ لوگ جن کے پاس کفار اپنے مقدمات لے جاتے تھے۔ جُہینہ قبیلہ میں ایک طاغوت تھا، اسلم قبیلے میں بھی ایک طاغوت تھا۔ اسی طرح ہر قبیلے میں ایک ایک طاغوت ہوتا تھا۔ یہ لوگ کاہن تھے۔ ان پر شیطان اترا کرتا تھا[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جبت کا معنی جادو اور طاغوت کا معنے شیطان[2]۔ عکرمہؓ کہتے ہیں جبت حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کا معنی کاہن[3]

۴۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِاَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسُوا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ۔

(از محمد از عبدہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گلے کا ہار (جو حضرت عائشہؓ نے مانگ کر لیا تھا) کہیں گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آدمیوں کو اس کی تلاش پر بھیجا۔ نماز کا وقت آگیا۔ وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ باوضو نہ تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آیت تیمم نازل فرمائی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ آخر تک۔

بَابٌ ۳۴۵ قَوْلِهٖ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ذَوِي الْاَمْرِ۔

باب اُولِي الْاَمْرِ کی تفسیر اُولِي الْاَمْرِ سے صاحب حکومت لوگ مراد ہیں۔

۴۲۳۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ اِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ۔

(از صدقہ بن فضل از حجاج بن محمد از ابن جریج از یعلی بن مسلم از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آیت اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ آخر تک۔ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک فوج کا سردار بنا کر بھیجا تھا[4]

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو عبد بن حمید نے اور مسدد اور ابن رستہ نے کتاب الایمان میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا اور طبری نے قتادہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ۱۲ منہ [4] رستے میں ان کو کسی بات پر غصہ آیا انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا آگ سلگاؤ جب آگ روشن ہوئی تو کہا اس میں گھس جاؤ بعضوں نے کہا ان کی اطاعت کرنی چاہیئے بعضوں نے کہا کہ ان کا حکم شرع کے خلاف ہے اس کا ماننا ضرور نہیں آخر یہ آیت اتری فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہو تو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کی طرف رجوع کرو ۱۲ منہ

بَابُ ۲۳۴۶ قَوْلِهٖ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

۴۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ شَرِيْجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ كَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَّهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ فَمَا اَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

بَابُ ۲۳۴۷ قَوْلِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

۴۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ

باب فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ کی تفسیر

(از علی بن عبداللہ از محمد بن جعفر از معمر از زہری) عروہ کہتے ہیں زبیرؓ اور ایک انصاری (ثابت بن قیس) میں حرّہ کی ایک نالی پر جھگڑا ہوا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) یہ حکم دیا۔ زبیرؓ تو اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر اپنے ہمسائے کے لئے پانی کو چھوڑ دے! انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، کیوں نہیں آخر زبیرؓ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں[2] آپ کے چہرے کا رنگ (غصّے سے) بدل گیا۔ (آپؐ نے دوسرا) حکم دیا۔ (جو قاعدے کے مطابق تھا) زبیرؓ اپنے درختوں کو پانی پلا اور (پانی کو روک رکھ منڈھیر تک بھر لے پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے[3]

آپ کو غصہ دلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرا حکم دے کر) زبیر کو ان کا پورا حق دلا دیا۔ پہلے جو حکم آپ نے دیا تھا اس میں دونوں کی رعایت تھی (انصاری کا زیادہ فائدہ تھا)

زبیر کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ آیتیں فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسی مقدمے میں نازل ہوئی ہیں[4]

باب اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ کی تفسیر[5]

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب از ابراہیم بن سعد از والدش از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] حرہ ، مدینہ کی پتھریلی زمین ۱۲ منہ [2] آپ ان کی رعایت کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] زہری نے کہا جب انصاری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے حکم کی قدر نہ کی ۱۲ منہ [4] اس آیت میں اللہ پاک اپنی ذات مقدس کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ایمان کبھی پورا ہونے والا نہیں جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ بنائیں پھر تیرے فیصلہ کو سن کر خوشی خوشی تسلیم نہ کرلیں۔ [5] یہ آیت اس وقت اُتری جب ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو آپ سے بے حد محبت ہے گھر میں رہوں تو چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب آپ کی صورت آن کر دیکھتا ہوں تو تسلی ہوتی ہے اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ آخرت میں آپ تو اعلےٰ درجے پر ہوں گے میں خدا جانے کہاں ہوں گا آپ کا جمال مبارک کیسے دیکھ سکوں گا۔ ایک روایت میں یوں ہے مجھ کو یہ فکر ہے کہ بہشت میں بھی جاؤں گا تو آپ کو کیسے پاؤں گا۔ (اگر آپ کا جمال نہ دیکھوں تو بہشت میں بھی چین نہیں آئے گا) ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک شخص سب کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے مطلب یہ ہے اگر وہ سب کا پیارا ہوگا تو گویا سب کے ساتھ ہے۔

أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ۔

علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو پیغمبر بیمار ہو جاتا ہے (اسے وصال سے پہلے) اختیار ملتا ہے چاہے دنیا میں مزید رہے چاہے آخرت کا سفر اختیار کرے۔

مرض وصال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شدید ٹھسکا لگا میں نے سنا آپ فرما رہے تھے مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار ملا (اور آپ نے سفر آخرت اختیار فرمایا)

بَابُ ۲۳۴۸ قَوْلِهٖ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِلَى الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔

باب وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِلَى الظَّالِمِ أَهْلُهَا کی تفسیر۔

۴۲۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عبید اللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ اس آیت میں مُسْتَضْعَفِينَ (کمزور و ناتوان) لوگوں کا ذکر ہے تو میں اور میری ماں ایسے ہی لوگوں میں تھے[1]

۴۲۴۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصِرَتْ ضَاقَتْ تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِي مَوْقُوتًا مُوَقَّتًا وَقْتَهُ عَلَيْهِمْ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از ابن ابی ملیکہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ اور کہا میں اور میری ماں دونوں ان لوگوں میں تھے جنہیں اللہ نے معذور رکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ کا معنی اُن کے دل تنگ ہیں[2] تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ زبان پھیر کر (دراز) دو[3]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ) نے کہا اَلْمُرَاغَمُ کا معنی ہجرت کا مقام۔ عرب لوگ کہتے ہیں رَاغَمْتُ قَوْمِي یعنی میں نے اپنی قوم والوں کو چھوڑ دیا۔ مَوْقُوتًا کا معنی وقتِ معین، ایک ایک وقت پر۔

---

[1] ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث تھا جو ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں یہ دونوں دل سے مسلمان ہو گئے تھے مگر مکہ میں کافروں کے ہاتھ میں پھنسے ہوئے تھے ہجرت نہیں کر سکتے تھے ۱۲ منہ [2] کافر زبردستی ان کو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۲۳۴ قَوْلِهٖ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ فِئَةٌ جَمَاعَةٌ۔

باب فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ کی تفسیر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ارکسھم کا معنے انہیں توڑ پھوڑ ڈالا۔ فِئَةٌ کا معنے گروہ [1]

۴۲۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُحُدٍ وَّكَانَ النَّاسُ فِيْهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيْقٌ يَّقُوْلُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيْقٌ يَّقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

(از محمد بن بشار از غندر و عبدالرحمٰن از شعبہ از عدی از عبداللہ ابن یزید) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ اس وقت نازل ہوئی جب جنگ احد میں کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر، پھر (راستے میں چھوڑ کر مدینے) لوٹ گئے۔ تب مسلمانوں کی ان کے متعلق دو رائیں ہو گئی تھیں۔ ایک فریق کہتا تھا انہیں قتل کر دیا جائے۔ دوسرا فریق کہتا تھا قتل نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کا نام طیبہ ہے (پاک کرنے والا) یہ پلیدی کو ایسے دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی (یا لوہے) کی میل کو

بَابُ ۲۳۵ قَوْلِهٖ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ

اَذَاعُوْا بِهٖ اَفْشَوْهُ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ يَسْتَخْرِجُوْنَهٗ حَسِيْبًا كَافِيًا اِلَّا اِنَاثًا الْمَوَاتَ حَجَرًا اَوْ مَدَرًا وَّمَا اَشْبَهَهٗ مَرِيْدًا مُتَمَرِّدًا فَلَيُبَتِّكُنَّ بَتَّكَهٗ قَطَّعَهٗ قِيْلًا وَّقَوْلًا وَّاحِدٌ طَبَعَ خَتَمَ۔

باب وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ کی تفسیر۔

اذاعوا کا معنی مشہور کر دیتے ہیں [2]۔ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ کا معنی حقیقت نکال لیتے ہیں [3]۔ حَسِيْبًا کا معنی کافی اِنَاثًا بے جان چیزیں پتھر، مٹی وغیرہ [4] مَرِيْدًا شریر فَلَيُبَتِّكُنَّ بَتَّكَهٗ سے نکلا ہے یعنی اسے کاٹ ڈالا۔ قیل اور قول دونوں کا معنی ایک ہے [5] طَبَعَ مہر لگا دی گئی۔

بَابُ ۲۳۶ قَوْلِهٖ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ۔

باب وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ کی تفسیر۔

---

[1] ان دونوں تفسیروں کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یہ ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی اصلی حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔ یہ ابوعبیدہ سے منقول ہے ۱۲ منہ [4] جن سے بت بنائے جاتے تھے ۱۲ منہ [5] اس آیت میں وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۱۲ منہ

۴۳۴۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رض فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از مغیرہ بن النعمان) سعید بن جبیر کہتے تھے قرآن کی اس آیت مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا میں کوفیوں نے اختلاف کیا (بعض کہتے تھے منسوخ ہے) آخر میں سفر کرکے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ تو آخری زمانے میں نازل ہوئی ہے۔ منسوخ کیسے ہو گئی[1]

بَابٌ ۲۳۵۲ قَوْلِهِ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا السِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ۔

باب وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا کی تفسیر۔

سِلم اور سَلَم اور سَلَام سب کے ایک معنی ہیں۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِهِ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض السَّلَامَ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو بن دینار از عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا کے متعلق کہتے ہیں کہ چند مسلمان جہاد سے لوٹ رہے تھے، انہیں ایک شخص تھوڑی سی بکریاں لئے ہوئے مسلمانوں کو ملا (اپنا اسلام ظاہر کرنے کے لئے) اس نے السلام علیکم کہا۔ مسلمانوں نے اسے (بہانہ خور سمجھ کر) مار ڈالا۔ اور اس کی بکریاں لے لیں[2]۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ عرض سے مراد یہاں بکریاں ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں السَّلَامَ پڑھا ہے[3]۔

بَابٌ ۲۳۵۳ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

باب لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کی تفسیر۔

۴۳۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ

(از اسماعیل بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب) سہل بن سعد سعدی کہتے ہیں میں نے مروان بن حکم کو

---

[1] اوپر گذر چکا کہ ابن عباس رض اسی آیت کے موافق کہتے تھے کہ قاتل مومن کی توبہ مقبول نہیں ہے اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر رض اور ابوہریرہ رض اور کئی تابعین کا بھی قول ہے جمہور علماء کہتے ہیں جب شرک اور کفر سے توبہ مقبول ہے تو قتل مومن سے بھی توبہ درست ہوگی اور سورہ فرقان میں اسکی صراحت ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ۱۲ منہ

[2] اس فکر کے سردار غالب بن فضالہ لیثی تھے ۱۲ منہ [3] مشہور قرات بھی یہی ہے بعضوں نے السلم پڑھا ہے بکسر سین و سکون لام بعضوں نے بہ فتح سین اور لام ۱۲ منہ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

کو (جو مدینے کا حاکم تھا) مسجد میں بیٹھا دیکھا، میں اس کے پہلو میں جا بیٹھا وہ کہنے لگے ہم سے زید بن ثابت نے بیان کیا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت یوں لکھوائی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ۔ عبداللہ ابن مکتوم آپ کے پاس آ پہنچے، آپ یہی آیت لکھوا رہے تھے وہ آنکھوں سے معذور تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے جہاد کی طاقت ہوتی (نابینا نہ ہوتا) تو ضرور جہاد کرتا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی، آپ کی ران میری ران پر تھی وحی آنے سے آپ کی ران اتنی بھاری ہوگئی کہ میں ڈرا کہیں میری ران (وزن سے) ٹوٹ نہ جائے پھر یہ حالت موقوف ہوئی، اللہ نے یہ لفظ نازل کیا تھا غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔ (معذور لوگ مستثنیٰ ہیں[1])

۴۲۴۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از ابو اسحاق) حضرت براء رضؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضؓ کو بلایا انہوں نے یہ آیت لکھی پھر عبداللہ بن ام مکتوم رضؓ آئے، اس نے یہ شکوہ کیا میں نابینا ہوں رجہاد نہیں کر سکتا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ نازل کیا غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ (معذور لوگ مستثنیٰ ہیں)

۴۲۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا فُلَانًا فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ

(از محمد بن یوسف از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں شخص (زید بن ثابت رض) کو بلاؤ وہ دوات تختی یا شانے کی ہڈی[2] (جس پر لکھتے تھے) لیے ہوئے آئے آپ نے فرمایا لکھو لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ اس وقت ابن مکتوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو آنکھوں سے معذور

[1] اس لفظ کے اترنے سے عبداللہ بن ام مکتوم اور معذور لوگوں کو تسلی ہوگئی کہ ان کا مرتبہ مجاہدین سے گھٹ نہیں سکتا البتہ جو لوگ قدرت رکھ کر جہاد نہ کریں وہ مجاہدین کا درجہ نہیں پا سکتے ۱۲ منہ [2] یہ راوی کو شک ہے

يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ

ہوں (کیا مجھے بھی مجاہدوں کا درجہ نہ ملے گا) اس وقت یہ آیت یوں نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ۔

۴۲۴۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَقَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج)
(دوسری سند۔ از اسحاق از عبدالرزاق از ابن جریج از عبدالکریم از مقسم غلام عبداللہ بن حارث) ابن عباس رضؓ کہتے ہیں لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ کا مطلب یہ ہے کہ جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر شامل نہ ہونے والے نہیں (بلکہ مجاہدین کی شان قاعدین سے بہت زیادہ ہے)

بَابُ ۲۳۵۴ قَوْلِهٖ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا الْآيَةَ۔

باب إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا الْآيَةَ کی تفسیر

۴۲۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهٗ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰٓى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهٗ فَنَهَانِي

(از عبداللہ بن یزید مصری از حیوۃ وغیرہ[1]) محمد بن عبدالرحمن ابو الاسود کہتے ہیں مدینے والوں کو ایک فوج نکالنے کا حکم[2] دیا گیا اس فوج میں میرا نام لکھا گیا، پھر میں عکرمہ سے ملا جو ابن عباس رضؓ کے غلام تھے اور ان سے اس کا ذکر کیا[3]۔ انہوں نے مجھے بڑی سختی سے منع کیا[4] پھر کہنے لگے مجھ سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] وغیرہ سے مراد ابن لہیعہ ہے وہ ضعیف ہے اس کی روایت طبرانی نے معجم صغیر میں نکالی ۱۲ منہ [2] یعنی عبداللہ بن زبیر رضؓ کی خلافت میں یہ فوج اہل شام سے لڑنے کے لیے نکالی گئی تھی ۱۲ منہ [3] کہ میں فوج میں شریک ہو گیا ہوں ۱۲ منہ [4] کہ اس فوج میں مت شریک ہو ۱۲ منہ
[5] سبحان اللہ اللہ تعالے کے یہ کیسے پیارے بندے تھے جن کی باتوں کا جواب وحی الٰہی سے نازل ہوتا، قیامت تک تمام معتقد لوگ عبداللہ ابن مکتوم کے اس فقرے یا رسول اللہ انا ضریر کے مرہون منت رہیں گے کہ ان کے اس فقرے کے جواب میں غیر اولی الضرر نازل ہوا۔ عبدالرزاق۔

عَنْ ذٰلِكَ اَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رض اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهٖ فَيُصِيْبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ اَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ۔

وسلم عہد نبوی میں چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ تھے ان کی تعداد میں اضافے کا سبب بن رہے تھے چنانچہ کوئی تیر مسلمانوں کی طرف سے آتا تو (بلا ارادہ) ان (مسلمانوں میں سے بھی) کوئی مارا جاتا یا تلوار کی ضرب سے کوئی مسلمان قتل کیا جاتا۔ اس وقت یہ آیت اتری[1]۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ[2]۔

اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی ابوالاسود سے روایت کیا[3]۔

بَاب ۲۳۵۵ قَوْلِهٖ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔

باب اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔ کی تفسیر۔

۴۲۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ قَالَ كَانَتْ اُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ۔

(از ابوالنعمان از حماد از ایوب از ابن ابی ملیکہ) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میری ماں اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ یعنی معذور لوگوں میں تھی

بَاب ۲۳۵۶ قَوْلِهٖ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔

باب فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا کی تفسیر۔

۴۲۵۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد سجدہ کرنے

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کسی حال میں کافروں کی فوج میں شریک ہونا درست نہیں جب مسلمانوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنا ایسا خوفناک تو ولئے پر حال ان مسلمانوں کے جو تھوڑی سی تنخواہ کے لئے کافروں کی نوکری کریں اور ان کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑیں یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ کافروں کے ساتھ ہو کر مارے جائیں تو ان کا حکم بھی بموجب آیت کریمہ کافروں کا سا ہوگا اور ان کا خاتمہ کفر ہی پر سمجھا جائیگا معاذ اللہ مسلمان کو ہرگز کافر کی فوج میں شریک نہ ہونا چاہیئے ایسی نوکری کرنے سے تو بھیک مانگنا بہتر کچھ بھی محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال سکتے ہیں اپنا ایمان گنوانا اور آخرت برباد کرانا وہ بھی معمولی پیسوں کے لئے کسی عاقل کا کام نہیں ہے ۱۲ منہ [2] عکرمہ کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جو لوگ مارے جائیں گو وہ مسلمان بھی ہوں اور ان کی نیت بھی مسلمانوں سے لڑنے کی نہ ہو مگر ان کا خاتمہ اس آیت کی رُو سے بُرا ہوگا اور یہ کہنا کچھ کام نہ آئے گا کہ ہم مجبور تھے ان سے کہا جائے گا اللہ کی زمین کچھ تنگ تھوڑی تھی تم کو کہیں اور جگہ ہجرت کر جانا تھا ۱۲ منہ [3] اس کو اسمٰعیلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا ۱۲ منہ

يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ اللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ ابْنَ الْوَلِيدِ اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۔

سے پہلے یوں دعا کی۔ یا اللہ عیاش ابن ابی ربیعہ کو کفار کے پنجے سے نجات دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے یا اللہ ولید بن ولید کو نجات دے یا اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ یا اللہ مضر کے کافروں کو خوب خوب سزا دے اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد کا سا سخت اور طولانی قحط ڈال دے۔

باب ۲۳۵۷ قَوْلِهِ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ

باب وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ کی تفسیر۔

۴۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَى قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيحًا۔

(از محمد بن مقاتل ابو الحسن از حجاج ابن جریج از یعلی از سعید ابن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آیت اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی وہ زخمی تھے۔

باب ۲۳۵۸ قَوْلِهِ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ۔

باب يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ کی تفسیر

۴۲۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ

(از عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ .... تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہو جس کی وہ پرورش کر رہا ہو، اس کا ولی وارث بھی وہی ہو اور یہ لڑکی اس کے مال میں یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی شرکت رکھتی ہو

[1] معلوم ہوا جو کافر مسلمانوں کو ستائیں ان پر قحط اور بیماری کی بد دعا کرنا درست ہے ۱۲ منہ

الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَتْهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔

اب وہ شخص اس لڑکی سے خود نکاح کر لینا چاہیے، دوسرے کسی سے اس لڑکی کا نکاح اس خیال سے پسند نہ کرے کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے گا جیسے وہ لڑکی شریک تھی اور اسی خیال سے اس لڑکی کو بٹھا رکھے (اس کا نکاح نہ ہونے دے)[1]

بَابٌ ۲۳۵۹ قَوْلِهٖ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ كَالْمُعَلَّقَةِ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ نُشُوزًا الْبُغْضُ۔

باب وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا کی تفسیر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا میں شقاق سے مراد جنگ و فساد ہے[2] وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ میں شُحّ سے مراد حرص خواہش نفسانی (بخیلی)[3] مُعَلَّقَة درمیان میں لٹکی ہوئی نہ بیوہ نہ شوہر دار[4] نُشُوزًا ناراضگی۔ بغض[5]

۴۲۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از ہشام بن عروۃ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک عورت ہو جس سے اس کا بہت میل جول نہ ہو، اسے چھوڑ دینا چاہیے، عورت کہے (مجھے طلاق مت دے) میں تجھے اپنی باری یا نان نفقہ کا حق معاف کئے دیتی ہوں - یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی[6]

بَابٌ ۲۳۶۰ قَوْلِهٖ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

باب إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کی تفسیر۔

---

[1] اور خود بھی واجبی مہر پر اس سے نکاح نہ کرے بلکہ مہر کم دینا چاہیئے تو ایسے نکاح سے اللہ نے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر تم پورے پورے مہر پر اس سے نکاح کرنا نہ چاہو تو دوسرے شخص سے اس کو نکاح کرنے دو منع نہ کرو کہتے ہیں جابر کی ایک چچیری بہن تھی بدصورت جابر رض خود اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتے تھے اور مال و اسباب کے خیال سے یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا شخص ان سے نکاح کرے کیونکہ وہ اس کے مال کا دعویٰ کرے گا اس وقت یہ آیت اتری ۱۲ منہ [2] یعنی میاں بی بی میں آئے دن کھٹ پٹ رہے کسی طرح نہ بنے اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا قسطلانی نے کہا امام بخاری کو یہ تفسیر اس سے پہلے بیان کرنا تھی ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وصل کیا ۱۲ منہ [6] کہ جورو مرد اگر صلح کر کے کوئی بات ٹھہرا لیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں مثلاً جورو اپنی باری معاف کر دے یا کوئی اور بات ٹھہر جائے ۱۲ منہ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ

نَفَقًا سَرَبًا.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں درک اسفل سے مراد دوزخ کا نچلا طبقہ۔[1] (سورۂ انعام میں) نفقاً سے مراد سرنگ ہے[2]

۴۲۵۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِيْ بِالْحَصَا فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهِ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوْا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابراہیم) اسود کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقہ (شاگردان) میں بیٹھے تھے اتنے میں حذیفہ رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ پھر کہنے لگے نفاق تو ایسی بُری بلا ہے جو) تم سے بہتر لوگوں پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے والوں پر) آچکا ہے۔ اسود کہتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر (تعجب سے) کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں رہیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے پھر عبداللہ بن مسعود (شاگردوں کو تعلیم دے کر) اٹھے۔ ان کے شاگرد سب چل دیئے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کنکریاں پھینک کر (اشارے سے) مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس گیا وہ کہنے لگے مجھے تعجب ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرائے کیوں؟ حالانکہ وہ میری بات خوب جانتے ہیں، بے شک نفاق ان لوگوں پر آیا جو تم سے بہتر تھے (اسلام سے پھر گئے) بعد ازاں انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔[3]

بَابُ ۲۳۱۶ قَوْلِهٖ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ إِلٰى قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ.

باب إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ سے آخر آیت وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ تک کی تفسیر۔

۴۲۵۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از مسدد از یحییٰ از سفیان از اعمش از ابو وائل) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کو ایسا کہنا درست نہیں کہ میں یونس بن متی

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا۔ اس تفسیر کو امام بخاری یہاں اس لئے لائے کہ منافق اور نفق کا مادہ ایک ہے ۱۲ منہ [3] اسود کو یہ تعجب ہوا کہ بھلا منافق لوگ ہم مسلمانوں سے کیونکر بہتر ہو سکتے ہیں حذیفہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ تم سے بہتر تھے یعنے صحابہ کے قرن میں تھے تم تو تابعین کے قرن میں ہو پر نفاق کی وجہ سے خراب ہو گئے دین سے پھر گئے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى۔

پیغمبر سے بہتر ہوں [1]

۴۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ۔

(از محمد بن سنان از فلیح از ہلال از عطاء بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ "میں یونس بن متّٰی سے اچھا ہوں تو اُس نے جھوٹ کہا۔"

بَاب ۲۳۶۲ قَوْلِهِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ وَّ

الْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ۔

باب يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ کی تفسیر۔

کَلَالَہ اسے کہتے ہیں جس کا باپ بیٹا نہ ہو، علم صرف میں یہ خود مصدر ہے (مشتق نہیں)، اس محاورہ کی طرح اس کا مفہوم ہے۔ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ یعنی نسب نے اس کے دونوں کنارے خراب کر دیئے [2]

۴۲۵۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رض قَالَ آخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ وَّآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از ابواسحٰق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قرآن کریم میں سب سے آخری سورت، سورۂ براءت نازل ہوئی ہے، اور سب سے آخری آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ نازل ہوئی ہے۔

---

[1] حضرت یونسؑ سے ایک قصور ہو گیا تھا پھر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا پیغمبری کا درجہ بہت بڑا درجہ ہے کوئی شخص اپنے تئیں حضرت یونسؑ سے فضیلت نہیں سکتا بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو یعنی پیغمبر علیہ السلام کو یونس پیغمبر سے بہتر نہ کہو اس صورت میں آپ کا یہ ارشاد تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہوگا یا اس وقت تک آپ سے یہ نہ کہا گیا ہو کہ آپ سب پیغمبروں کے سردار ہیں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو حضرت یونسؑ پر اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ حضرت یونسؑ کی حقارت نکلے کیونکہ کسی پیغمبر کی تحقیر و توہین کرنا کفر ہے اور تعجب ہے ان مسلمانوں سے جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور حضرت عیسٰیؑ اور حضرت موسٰیؑ کی توہین پر خاموش رہتے ہیں جیسے ایک اخبار میں لکھا گیا کہ فرانس کے کافروں نے حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمدؐ کی معاذ اللہ نقل کرنا چاہی تو مسلمانی حکومت نے حضرت محمدؐ کی نقل کئے جانے پر اعتراض کیا مسلمانی حکومت کو اسی طرح حضرت عیسٰیؑ کی نقل کئے جانے پر بھی اعتراض کرنا فرض تھا ہم مسلمان سب پیغمبروں کو واجب التعظیم جانتے ہیں اور کسی پیغمبر کی ذرا سی بھی توہین یا تحقیر کو گوارا نہیں کر سکتے ایک حدیث میں ہے کہ پیغمبر سب گویا علاتی بھائی ہیں ایک حدیث میں ہے جو کوئی پیغمبروں کو بُرا کہے وہ واجب القتل ہے ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ نہ باپ رکھتے نہ بیٹا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ

حُرُمٌ وَّاحِدُهَا حَرَامٌ فَبِمَا نَقْضِهِمْ بِنَقْضِهِمْ اَلَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ جَعَلَ اللّٰهُ تَبُوْٓءَ تَحْمِلُ دَآئِرَةٌ دَوْلَةٌ وَّقَالَ غَيْرُهٗ الْاِغْرَآءُ التَّسْلِيْطُ اُجُوْرَهُنَّ مُهُوْرَهُنَّ اَلْمُهَيْمِنُ اَلْاَمِيْنُ الْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَّسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مَخْمَصَةٌ مَّجَاعَةٌ مَّنْ اَحْيَاهَا يَعْنِيْ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَآ اِلَّا بِحَقٍّ اَحْيَى النَّاسَ مِنْهُ جَمِيْعًا شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا سَبِيْلًا وَّسُنَّةً۔

سورۂ مائدہ کی تفسیر

حُرُمٌ جمع ہے حرام کی (یعنی جب تم حالتِ احرام میں ہو) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ سے مراد ہے کہ اللہ نے جو انہیں حکم دیا تھا (کہ بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ) وہ بجا نہیں لائے۔ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ میرا گناہ اٹھالے گا۔ دَآئِرَةٌ گردشِ زمانہ[1]۔ دوسرے مفسر نے کہا اِغْرَآء کا معنی[2] مسلط کرنا، ڈال دینا۔

اُجُوْرَهُنَّ یعنی ان کے مہر اَلْمُهَيْمِنُ امانت دار (نگہبان) گویا سابقہ کتب سماویہ کا محافظ ہے۔ حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں۔ سارے قرآن میں اس سے زیادہ کوئی آیت مجھ پر سخت نہیں ہے لَسْتُمْ[3] عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مَخْمَصَةٌ[4] کا معنی بھوک مَنْ اَحْيَاهَا جس نے ناحق کسی کا خون کرنا حرام سمجھا۔ گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔

راہ، طریقہ۔

باب ۲۳۶۳ قَوْلِهٖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما مَخْمَصَةٌ مَّجَاعَةٌ

باب اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مَخْمَصَةٌ سے مراد بھوک ہے[5]

---

[1] سدی نے ایسا ہی کہا ۱۲ منہ [2] فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمْ میں ۱۲ منہ [3] کیونکہ اس آیت میں یہ ہے کہ جب تک کوئی اللہ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل نہ کرے اس وقت تک اس کا دین و ایمان کچھ لائق اعتبار نہیں ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] تُقِيْمُوْا اقامت سے ہے جیسے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ میں اقامت سے ہے۔ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ میں اَقَامُوْا اقامت سے ہے اقامت سے مراد اکثر کے نزدیک نظام قائم کرنا ہے ورنہ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ کا کیا مطلب ہوگا؟ نماز پڑھنے کی تو کافر حکومتوں حتیٰ کہ روس چین امریکہ فرانس برطانیہ بھارت اور نام نہاد اسرائیل میں بھی اجازت ہے لیکن چونکہ ان حکومتوں میں قانونی طور پر تمام مسلمانوں کو نماز کی پابندی ضروری نہیں نیز نماز میں پڑھے جانے والے قرآنی نظام کا قیام نہیں اس لئے وہ تمکین یعنی حکومت ملنے کے بعد ہی قائم ہو سکتا ہے گویا قرآنی حکومت ہے اور قرآنی نظام حکومت جب تک نافذ کرنے کے لئے جہاد نہ کرو گے اس وقت تم لستم علی شیءٍ ہو اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل تمام مسلمان اس وقت تک کر ہی نہیں سکتے جب تک کہ اسلامی اور قرآنی حکومت اور دینی نظام قائم نہ ہو۔ عبدالرزاق

۴۲۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ اٰيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔

(از محمد بن بشار از عبد الرحمٰن از سفیان از قیس) طارق ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق یہودیوں نے کہا تم (اپنے قرآن میں) ایک ایسی آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید (خوشی) کا دن مقرر کر لیتے[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں خوب جانتا ہوں یہ آیت کب نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما تھے۔ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی۔ اس وقت خدا کی قسم ہم عرفات میں تھے۔

سفیان کہتے ہیں مجھے شک ہے اس دن جمعہ تھا یا کوئی اور دن[2]

بَاب ۲۳۶۴ قَوْلِهٖ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا آمِّيْنَ عَامِدِيْنَ اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَسْتُمْ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْاِفْضَاءُ النِّكَاحُ۔

باب فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا کی تفسیر۔

تیمموا کا معنی عمدًا قصد کرو، ارادہ کرو، آمِّيْنَ ارادہ کرنے والے (آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ یعنی بیت اللہ کا قصد کرنے والے) اَمَّمْتُ اور تَيَمَّمْتُ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ قرآن میں لَمَسْتُمْ (یا لَامَسْتُمْ) آیا ہے۔ اسی طرح تَمَسُّوْهُنَّ ۔ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ اسی طرح اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ ان چاروں لفظوں[3] سے جماع مراد ہے[4]

۴۲۶۰ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا

(از اسمٰعیل از مالک از عبد الرحمٰن بن قاسم از والدش) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کو گئے۔ جب بیداء یا ذات الجیش[5] میں پہنچے تو میرا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا۔ آپ اور آپ کے ساتھ لوگ بھی اسے ڈھونڈھنے کے لئے ٹھہرے رہے (کوچ نہیں

[1] حضرت عمر کے پوچھنے پر بتایا اليوم اكملت لكم دينكم الآية ۱۲ منہ [2] قیس بن مسلم کی روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا تو اس دن دوہری عید ہوئی ۱۲ منہ [3] یعنی لمس مس دخول اور افضاء ۱۲ منہ [4] لمس کی تفسیر اسمٰعیل قاضی نے اور مس کی ابن منذر نے اور دخول اور افضاء کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالی ۱۲ منہ [5] دونوں نسخوں [illegible] ۱۲

الْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ لَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّاءٌ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ وَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَّا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ۔

۴۲۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقٰسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ

کیا، وہاں پانی نہیں تھا، نہ لوگوں کے پاس کچھ پانی تھا۔ چنانچہ کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے آپ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو ایسے مقام میں روک دیا ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ ان کے ساتھ کچھ پانی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر (میرے پاس) آئے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ (مجھ سے) کہنے لگے اے عائشہ! تم نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام لوگوں کو ایسی جگہ روک دیا ہے جہاں نہ پانی میسر ہے نہ لوگوں کے ہمراہ پانی ہے کہ اسی سے کچھ کام چلتا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ انہوں نے منہ سے نکالا[1] اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں نوچنے لگے میں ضرور ہلتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا اس خیال سے کہ آپ جاگ اٹھیں گے میں ہلی تک نہیں) آخر کار آپ اس وقت بیدار ہوئے جب صبح ہو گئی تھی، پانی بالکل نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا۔

اُسید بن حُضیر انصاری (بے اختیار) کہنے لگے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان والو! یہ کچھ تمہاری پہلی برکت تھوڑی ہے[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں[3] جب (مایوس ہو کر) ہم نے سواری کا اونٹ اٹھایا تو ہار اس کے نیچے سے نکلا (اللہ تعالیٰ نے ہار بھی دلا دیا اور تیمم کی رخصت بھی مل گئی)

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمرو از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرا ایک ہار بیداء میں گر گیا۔ اُس وقت مدینے کی طرف واپس آرہے تھے، آنحضرت صلی اللہ

[1] دوسری روایت میں یوں ہے ابوبکرؓ نے کہا ایک ہار کے لئے تو نے اتنے آدمیوں کو اٹکا دیا تو ہمیشہ لوگوں کو تکلیف دیتی ہے ۱۲ منہ [2] بلکہ ایسی بہت برکتیں تمہارے خاندان سے مسلمانوں کو پہنچ چکی ہیں ۱۲ منہ [3] خدا کی قدرت دیکھو یا تو ہار ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ہم بیزار ہو گئے تھے اور ملا تو کتنا آسانی سے ۱۲ منہ

سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّي بِالْبَيْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنَى رَأْسَهُ فِيْ حَجْرِيْ رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَّقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الْآيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَآ آلَ أَبِيْ بَكْرٍ مَّآ أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَّهُمْ

علیہ وسلم نے (ہار کی تلاش کے لئے) اونٹ بٹھایا۔ اونٹ سے اتر کر سر میری گود میں رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے سخت ہاتھ لگایا اور کہنے لگے تو نے یہ کیا کیا ایک ہار کے لئے سب لوگوں کو روک دیا۔ (ان کے سخت ہاتھ لگانے سے اگرچہ مجھے درد ہوا لیکن) میں مردے کی طرح خاموش اور ساکن رہی (ذرا نہ ہلی) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا رہلتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھتے) آخر آپ اس وقت بیدار ہوئے جب صبح کی نماز کا وقت آ گیا۔ لوگوں نے پانی ڈھونڈھا کہیں نہ ملا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ آخر تک۔ اُسید بن حُضیر انصاری یہ واقعہ دیکھ کر (بے ساختہ) کہنے لگے اے اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یہ برکت اور آسانی بخشی۔ تم لوگوں کے لئے برکت ہی برکت ہو۔

بَابٌ ۲۳۶۵ قَوْلِ اللّٰهِ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔

باب فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ کی تفسیر۔

۴۲۶۲۔ حَدَّثَنَآ أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَآ إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُّخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وَحَدَّثَنِيْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَآ أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ

(از ابونعیم از اسرائیل از مخارق از طارق بن شہاب) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مقداد کے واقعہ میں موجود تھا دوسری سند (از حمدان بن عمر از ابوالنضر از اشجعی از سفیان از مخارق از طارق) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بدر کے دن[1] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو وہ جواب ہرگز نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ "تم جاؤ اور تمہارا خدا دونوں جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے"، بلکہ ہم کہتے ہیں آپ چلئے (جنگ کے لئے) اور ہم بھی

---

[1] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مدینہ کے باہر لڑائی کے لئے جانا چاہا ۱۲ منہ

لِمُوْسٰى اذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَاَنَّهٗ سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ اَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ ۲۳۶ قَوْلِهٖ اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اِلٰى قَوْلِهٖ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ الْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِهٖ۔

۴۲۶۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ اَبُوْ رَجَآءٍ مَّوْلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ اَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْاِسْلَامِ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى

آپ کے ساتھ (جان دینے کے لئے) حاضر ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کی فکر دور ہوگئی (نہایت مسرت ہوئی)

وکیع نے بحوالہ سفیان از مخارق از طارق روایت کیا کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا (جیسے حدیث بالا میں ہے[1])

باب اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا ـــــ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کی تفسیر۔

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے کفر کرنا مراد ہے[2]

(از علی بن عبداللہ از محمد بن عبداللہ انصاری از ابن عون از سلمان ابو رجاء غلام ابو قلابہ) ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں قسامت کا ذکر آیا لوگوں نے گفتگو کی[3] کہنے لگے قسامت میں (قصاص لازم ہوگا) سابقہ خلفاء نے قصاص لیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ابو قلابہ کی طرف دیکھا۔ وہ ان کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے عبداللہ ابن زید تم کیا کہتے ہو؟ یا کہا ابو قلابہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں تو یہ جانتا ہوں۔ اسلام میں کسی کا خون درست نہیں مگر جو محصن ہو کر زنا کرے یا کسی کو ناحق مار ڈالے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے (محاربہ کرے[4]) یہ سن کر عنبسہ بن سعید کہنے لگے ہم سے انس بن مالک رض ایسی ایسی حدیث بیان کی۔ میں

---

[1] اس کو امام احمد اور اسحاق نے اپنی اپنی مسندوں میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] جمہور علماء نے کہا رہزنی مراد ہے ۱۲ منہ [3] قسامت کا بیان اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ

[4] دوسری روایت میں یوں ہے میں نے کہا امیر المؤمنین تمہارے پاس اتنی فوج کے سردار اور عرب کے اشراف ہیں بھلا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک ایسے محصن مرد پر گواہی دیں جو دمشق کے قلعہ میں ہو کہ اس نے زنا کی ہے مگر ان لوگوں نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا اگر ان میں کے پچاس آدمی ایک شخص پر جو حمص میں ہو انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوا ڈالیں گے انہوں نے کہا نہیں۔ مطلب ابو قلابہ کا یہ تھا کہ قسامت میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت دلائی جائے گی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا
أَنَسٌ بِكَذَا أَوْ كَذَا قُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ
قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَلَّمُوهُ فَقَالُوا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ
فَقَالَ هٰذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوا فِيهَا
فَاشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوا فِيهَا
فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوا
وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ
فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَ
حَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَخَوَّفُوا رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ
فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِي قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ
قَالَ وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا
بِخَيْرٍ مَا أُبْقِيَ هٰذَا فِيكُمْ وَمِثْلُ هٰذَا۔

نے کہا مجھ سے تو انس رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ چند لوگ (عکل یا عرینہ کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں مدینے کی آب وہوا ناموافق آئی (ہم بیمار ہوگئے ہیں) آپؐ نے فرمایا۔ ہمارے اونٹ چرنے جنگل کو جاتے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ ان کا دودھ اور پیشاب پیو (تمہاری بیماری کا یہ علاج ہے) چنانچہ وہ گئے۔ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہوگئے۔ بعد ازاں چرواہے پر لوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا اور اونٹ بھگا لے گئے۔ ایسے ظالموں کی سزا میں کیا تامل ہوسکتا ہے۔ انہوں نے قتل کیا اللہ اور اس کے رسول سے لڑے (مرتد ہو گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا۔

عنبسہ نے یہ حدیث سن کر (تعجب سے) سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا! عنبسہ! کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا (نہیں) انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے (میں نے تعجب اور سبحان اللہ اس بات پر کہا ہے کہ تمہیں ماشاء اللہ حدیث خوب یاد رہتی ہے) پھر عنبسہ کہنے لگے شام والو! تم ہمیشہ بھلائی اور خیر و عافیت سے رہو گے جب تک ابو قلابہ یا ابو قلابہ ایسے عالم اللہ تعالیٰ تم میں زندہ رکھے گا۔[1]

باب ۲۳۶ قَوْلِهِ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ

۴۲۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ
أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رض
قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ
ابْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ
فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ

باب وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ کی تفسیر۔

(از محمد بن سلام از فزاری از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری پھوپھی رُبَیّع نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ ڈالا۔ لڑکی کے وارثوں نے قصاص طلب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم صادر فرما دیا۔ انس بن النضر رضی اللہ عنہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ (رُبَیّع کے بھائی) وہ کہنے لگے۔ خدا کی قسم یا رسول اللہ نہیں یہ تو کبھی

[1] معلوم ہوا کہ علم بھی قرآن اور حدیث ہے نہ ادھر ادھر کے ڈھکوسلے قیاسی خیالی بے تکی باتیں ۱۲ منہ

عَمَّا اَنَسُ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

نہیں ہو سکے گا کہ رُبیّع کا دانت توڑا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس (یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟) اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے (خدا کی قدرت) لڑکی کے وارث قصاص کی معافی اور دیت لینے پر راضی ہو گئے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے فضل و کرم پر ناز کر کے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم پوری اور سچی کر دیتا ہے (اور انہیں جھوٹا نہیں ہونے دیتا)

بَاب ۲۳۰۵ قَوْلِهٖ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔

باب يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ کی تفسیر۔

۴۲۶۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُنْزِلَ اِلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ الْاٰيَةَ

(از محمد بن یوسف از سفیان از اسمٰعیل از شعبی از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے مسروق! اگر تجھ سے کوئی یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا کوئی کلام کوئی حکم نازل کیا ہوا چھپا لیا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے۔ اے پیغمبر جو کچھ (چھوٹی بڑی بات یا حکم) تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے نازل ہوا وہ لوگوں کو پہنچا دے (سنا دے[1] اور خدا کے حکم کے مطابق ہی تعلیم فرما)

بَاب ۲۳۶۹ قَوْلِهٖ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ۔

باب لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ کی تفسیر۔

۴۲۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ۔

(از علی بن سلمہ از مالک بن سُعیر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ میں لغو قسموں سے یہ مراد ہے جیسے آدمی (تکیہ کلام کے طور پر بلا ارادہ قسم) لَا وَاللّٰهِ بَلٰى وَاللّٰهِ کہتا ہے[2]

---

[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے برخلاف چھپا کیسے سکتے تھے جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ بے ایمان کذاب مفتری ہے بعضی روایتوں میں ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب کے باب میں اتری ہے اس آیت کے اترنے کے بعد آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور غدیر خم پر صاف صاف فرما دیا دیکھو میں جس کا دوست ہوں علی بن ابی طالب بھی اس کا دوست ہے ۱۲ منہ

[2] حضرت امام شافعی کا یہی قول ہے امام ابو حنیفہ نے کہا ایک بات کا گمان غالب ہو اور اس پر کوئی قسم کھالے تو یہ لغو قسم ہے بعضوں نے کہا لغو قسم وہ ہے جو غصے میں یا بھول کر کھائی جائے بعضوں نے کہا کھانے پینے لباس وغیرہ کے ترک پر جو قسم کھائی جائے ۱۲ منہ

۴۲۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا أَرَى يَمِينًا أُرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

(از احمد بن ابی رجاء از نضر از ہشام از والد ش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اپنی قسم کبھی نہیں توڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کفارہ کی اجازت والی آیت نازل فرمائی۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب میں ہر اس قسم کو توڑ دیتا ہوں جسے توڑنے میں بھلائی سمجھتا ہوں اور اللہ کی رخصت کو منظور کرکے بہتر کام کرتا ہوں (اور کفارہ دے دیتا ہوں)[1]۔

باب ۲۳۷ قَوْلِهِ لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔

باب لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ کی تفسیر۔

۴۲۶۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(از عمرو بن عون از خالد از اسمٰعیل از قیس) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں۔ ہم نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم خود کو خصی نہ کرلیں۔ آپ نے منع فرمایا پھر (اسی سفر میں) آپ نے ہمیں یہ اجازت دی کہ ایک کپڑا دے کر بھی ہم عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث بیان کرکے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ[2]۔

باب ۲۳۸ قَوْلِهِ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

باب إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ الْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اَلْأَزْلَامُ سے فال کھولنے کے تیر مراد ہیں۔ کافر لوگ ان کے

---

[1] ثعلبی نے تفسیر میں کہا کہ یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کے باب میں اتری ہے جب انہوں نے غصے ہو کر یہ قسم کھائی تھی کہ اب سے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ میں کوئی سلوک نہیں کروں گا ۱۲ منہ [2] نووی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود بھی متعہ کی حلت کے قائل تھے جیسے عبداللہ بن عباس ؓ اور شاید ان دونوں صاحبوں کو نسخ کی حدیثیں نہیں پہنچی ہوں گی میں کہتا ہوں اس حدیث سے بھی متعہ کی حلت سفر میں عین ضرورت کی حالت میں نکلتی ہے نہ بے ضرورت حالت حضر میں۔ اور ابن مسعود ؓ نے قرآن میں یوں پڑھا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى جس سے صراحۃً متعہ کی حلت ثابت ہوتی ہے جمہور کا قول یہ ہے کہ متعہ کئی بار حلال ہوا پھر آخری بار حرام ہوا حرمت کی خبر بعضے صحابہ کو نہیں پہنچی تو حلت کے قائل رہے اور جن لوگوں نے إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ سے متعہ کی حرمت نکالی ہے ان سے یہ غلطی ہوئی کہ یہ آیت مکی ہے اور متعہ اس کے بعد باتفاق رواۃ حلال ہوا تھا ۱۲ منہ

يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ
النُّصُبُ أَنْصَابٌ يَذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالْاِسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقُسُوْمُ مِنْهُ الْمَصْدَرُ۔

ذریعہ قسمت معلوم کرتے تھے۔ نُصُب کا معنی تھان جہاں کافر قربانیاں کیا کرتے تھے[1] دوسرے مفسرین کہتے ہیں ازلام زُلَم کی جمع ہے۔ زُلَم وہ تیر ہے جو بے پر ہو۔ استقسام سے ان تیروں کا پھرانا مراد ہے۔ اگر نہی کی فال نکلتی تو وہ کام نہ کرتے اگر حکم کی فال نکلتی تو اس کام کو کرتے۔ ان تیروں پر مشرکوں نے قسم قسم کی نشانیاں بنا رکھی تھیں۔ ان سے قسمت کا حال دریافت کیا کرتے تھے[1]
استقسام کے معنی کو متکلم کے صیغے میں لے جائیں تو کہیں گے قَسَمْتُ اور قُسُوْم مصدر ہے۔

۴۲۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَّا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ۔

(از اسحاق بن ابراہیم از محمد بن بشر از عبد العزیز بن عمر ابن عبد العزیز از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت مدینے میں پانچ طرح کی شرابیں رائج تھیں۔ انگور کی شراب کا قطعاً رواج نہ تھا[2]

۴۲۷۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ وَإِنِّيْ لَقَائِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ

(از یعقوب ابن ابراہیم از ابن عُلَیّہ از عبد العزیز بن صہیب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگوں کی شراب تو شراب فضیخ کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ یہی شراب جسے تم فضیخ کہتے ہو[3] واقعہ یہ ہوا کہ میں کھڑا ہوا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں کو پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ کچھ معلوم بھی ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا ہوا تو کہنے لگا شراب حرام ہو گئی ہے۔ تب ان لوگوں نے

---

[1] کسی تیر پر لکھا تھا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ (کسی پر کچھ کہتے ہیں یہ سات تیر تھے اور ہبل بڑے بت کے سامنے رکھے ہوئے تھے ۱۲ منہ [2] وہ پانچ شراب یہ تھے شہد اور کھجور اور گیہوں اور جو اور جوار کے شراب مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے شراب کو انگور سے خاص کیا ہے ان کا قول غلط ہے۔ جب شراب حرام ہوا اس وقت تو انگور کے شراب کا تو وجود ہی نہ تھا ۱۲ منہ [3] فضیخ وہ شراب جو گدر کھجور کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو بھگو دیتے ہیں جب جوش مارنے لگتا ہے تو اس میں نشہ آ جاتا ہے اس کو آگ پر نہیں پکاتے ۱۲ منہ

فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

(مجھ سے) کہا انس! ان برتنوں کو بہا دے۔ اس کے بعد جب سے اس آدمی نے یہ خبر دی تھی، کبھی نہ شراب کے متعلق انہوں نے پوچھا نہ اسے پیا[1]

۴۲۷۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَاءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا

(از صدقہ بن فضل از ابن عیینۃ از عمرو) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگِ اُحُد کے دن بعض لوگ صبح کو شراب پئے ہوئے تھے، اسی حال میں وہ شہید ہو گئے، اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی

۴۲۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔

(از اسحاق بن ابراہیم حنظلی از عیسٰی و ابن ادریس از ابو حیان از شعبی) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک پہ یہ سنا وہ فرماتے تھے اما بعد لوگو! شراب حرام ہو چکی، شراب پانچ چیزوں سے بنا کرتی ہے انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جَو اور خمر کی تعریف یہ ہے جو عقل میں فتور واقع کر دے[2]

بَابٌ ۲۳۷ قَوْلِهِ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِلٰى قَوْلِهِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

باب لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا ـــــ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ کی تفسیر

۴۲۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ أُهْرِيْقَتِ الْفَضِيْخُ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ

(از ابو النعمان از حماد بن زید از ثابت) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شراب بہا دی گئی تھی وہ فضیخ تھی[3]

امام بخاری رح کہتے ہیں مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے ابو النعمان سے روایت[4] کرکے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ

---

[1] معلوم ہوا کہ حلت اور حرمت کے متعلق ایک شخص کی خبر پر اکتفا ہو سکتی ہے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا حبوب و نباتات بھی جو نشہ کریں جیسے افیون، بھنگ وغیرہ وہ بھی خمر میں داخل ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی گدر کھجور کا شراب جس کا ذکر اوپر گذر چکا ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے اس حدیث کو براہِ راست ابو النعمان سے اور محمد بن سلام بیکندی کے واسطے سے دونوں طرح روایت کیا لیکن براہِ راست جو روایت سنی وہ مختصر تھی اور یہ مطول ہے ۱۲۔

قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کا ساقی بنا ہوا تھا (انس شراب پلا رہے تھے) پھر شراب کی حرمت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا، اس نے منادی کردی (کہ شراب حرام ہوگئی) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (منادی کی آواز سن کر) انس رضی اللہ عنہ سے کہا، ذرا باہر تو نکل اور پوچھ یہ کیسی آواز ہے؟ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گیا۔ اور (سن کر واپس) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ منادی کی آواز ہے جو ندا کر رہا ہے کہ شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے (لوگو شراب چھوڑ دو) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اچھا تو یہ ساری شراب بہا دے۔ میں نے بہا دی، وہ مدینے کی گلیوں میں بہتی چلی گئی۔

انس رضی کہتے ہیں ان دنوں شراب یہی فضیخ تھی۔ اب بعض لوگ کہنے لگے، ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا جن کے پیٹ میں شراب تھا اور وہ اسی حال میں شہید ہوگئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا۔

بَابُ ۲۲۷۳ قَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

باب لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ کی تفسیر۔

۴۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَارُودِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالَ فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ حَنِينٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَا

(از منذر بن ولید بن عبدالرحمن جارودی از والدش از شعبہ از موسیٰ بن انس) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سنایا ویسا (بہترین) خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسو اور اکثر روتے رہو۔

انس رضی اللہ کہتے ہیں یہ سن کر آپ کے اصحاب نے منہ ڈھاپ لئے اور رونے کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اتنے میں ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون تھا؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا[1] پھر آیت نازل ہوئی لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ

[1] ہوا یہ تھا کہ لوگوں کو اس شخص کے باب میں شبہ تھا کوئی کہتا تھا یہ حذافہ کا بیٹا ہے کوئی کہتا کہ حذافہ کا بیٹا نہیں ہے اس لئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ۱۲ منہ

تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ۔

۴۲۷۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِي وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا۔

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

اس حدیث کو نضر اور روح بن عبادہ نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

(از فضل بن سہل از ابو النضر از ابو خیثمہ از ابو الجویریہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کچھ لوگ از راہ استہزاء (یعنی مذاق کے طور پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی پوچھتا میرا باپ کون تھا؟ کوئی کہتا میری اونٹنی گم ہوگئی ہے بتلائیے وہ کہاں ہے؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ آخر آیت تک۔

باب ۲۳۷ قَوْلِهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ وَإِذْ هَهُنَا صِلَةٌ الْمَائِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِي يَمِيدُنِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ۔

باب مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ کی تفسیر

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں قَالَ (جو ماضی کا صیغہ ہے) يَقُولُ (مستقبل) کے معنی میں ہے اور إِذْ زائد ہے مائدہ اصل میں اسم فاعل بمعنی اسم مفعول ہے جیسے عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ بمعنی مَرْضِيَّةٌ ہے اور تَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ میں مائدہ بمعنی مَمِيدَة یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی، اسی سے ہے مَادَنِي يَمِيدُنِي[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مُتَوَفِّيكَ کا معنی ہیں تجھے وفات دینے والا ہوں[2]

۴۲۷۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب) سعید بن مسیب کہتے ہیں بحیرہ وہ دودھ والا جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے۔ یعنی کوئی اس کا دودھ نہ دوھے۔ سائبہ وہ جانور ہے جسے بتوں کے نام پر

---

[1] یعنی اجوف یائی ہے جیسے بَاعَ يَبِيعُ ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا یہ لفظ اگرچہ سورۂ آل عمران میں ہے مگر اس سورت میں بھی تَوَفَّيْتَنِي آیا ہے دونوں کا مادہ ایک ہے اس لئے اُس کی تفسیر یہاں بیان کردی ۱۲ منہ

أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رض قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهُمْ لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَقَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهَذَا قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رض سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چھوڑ دیتے اس پر کوئی بوجھ نہ لادتا، (نہ سواری کرتا یعنی سانڈ)

سعید کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے، سانڈ کی رسم سب سے پہلے اسی نے ایجاد کی تھی۔ سعید کہتے ہیں۔ وصیلہ وہ بن بیاہی اونٹنی ہے جو پہلے پہل اونٹنی جنے پھر دوسری بار بھی اونٹنی جنے (نر اونٹ نہ جنے) ایسی اونٹنی کو وہ اپنے بتوں پر چھوڑ دیتے تھے، جب وہ برابر دو مادہ جنتی، نر نہ جنتی۔ حام وہ نر اونٹ ہے جس کے متعلق کفار طے کرتے کہ اگر اس کے نطفے سے اتنے بچے پیدا ہو جائیں گے تو اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ شرط پوری ہونے پر اُسے چھوڑ دیتے اور بوجھ لادنے سے اسے مستثنیٰ کر دیتے (نہ سواری کرتے) اس کا نام حام رکھتے [1]۔

ابوالیمان نے بحوالہ شعیب از زہری از سعید مندرجہ بالا حدیث بیان کی۔ سعید کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (عمرو بن عامر خزاعی کا واقعہ) جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بھی اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کیا انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا [2]۔

۴۲۷۷۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔

(از محمد بن ابی یعقوب ابوعبداللہ کرمانی از حسان بن ابراہیم از یونس از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا وہ اپنے آپ کو کچل رہی تھی (اس قدر اس میں تیزی تھی) نیز میں نے دیکھا کہ عمرو ابن عامر (وہاں) اپنی آنتیں کھینچ رہا ہے۔ اُسی نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سانڈ آزاد کئے تھے۔

---

[1] حام کا معنی بچانے والا یعنی اُس نے دس بچے جنا کر اپنی پیٹھ کو بچا لیا ہے اب کوئی اُس پر بوجھ نہیں لاد سکتا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

باب ۲۳۷۵ قَوْلِهٖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

باب وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ کی تفسیر۔

۴۲۷۸ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

(از ابو الولید از شعبہ از مغیرہ بن نعمان از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا لوگو! تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بلا ختنہ اٹھو گے اور یہ آیت تلاوت فرمائی كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۔ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اسی طرح دوبارہ لوٹا دیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے۔ ہم (ایسا) کرنے والے ہیں) بعد ازاں فرمایا سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے پھر چند آدمی میری امت کے پیش ہونگے۔ فرشتے انہیں بائیں جانب (دوزخ کی طرف) لے جائیں گے۔ تب میں عرض کروں گا، پروردگار یہ تو میرے ساتھ والے ہیں جواب ملے گا۔ تمہیں معلوم نہیں تمہارے بعد جو انہوں نے نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اس وقت میں وہی الفاظ کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھے (دنیا سے) اٹھا لیا اس کے بعد تجھی کو ان کا حال معلوم ہے جواب ملے گا جب سے تم ان سے جدا ہوئے اسی وقت سے برابر یہ لوگ ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھرتے رہے۔[1]

باب ۲۳۷۶ قَوْلِهٖ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

باب إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ کی تفسیر

۴۲۷۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن کثیر از سفیان از مغیرہ بن نعمان از سعید بن

[1] قسطلانی نے کہا وہ اکثر گنوار لوگ ہیں جو دنیا کی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے۔

سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تمہارا حشر ہوگا اور کچھ لوگوں کو بائیں جانب (دوزخ کی طرف) لے جائیں گے۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسٰی علیہ السلام) نے کہا وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ آخر آیت الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ تک۔

سُورَةُ الْأَنْعَامِ

سورۂ انعام کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ مَعْرُوشَاتٍ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لَا عُذْرَكُمْ بِهِ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ حَمُولَةً مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا وَلَلَبَسْنَا لَشَبَّهْنَا يَنْأَوْنَ يَتَبَاعَدُونَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ أُبْسِلُوا أُفْضِحُوا بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ الْبَسْطُ الضَّرْبُ اسْتَكْثَرْتُمْ أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ کا معنی پھران کا اور کوئی عذر نہ ہوگا۔ مَعْرُوشَاتٍ وہ بیلیں جو دیوار اور چھپروں پر پھیلتی ہیں مثلاً انگور وغیرہ حَمُولَةً وہ جانور جن پر بار برداری کی جاتی ہے لَلَبَسْنَا ہم شبہ ڈال دیں گے يَنْأَوْنَ دور ہو جاتے ہیں۔ تُبْسَلَ کا معنی رسوا کیا جائے۔ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ میں بسط کا معنی مارنا اسْتَكْثَرْتُمْ تم نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا انہوں نے اپنے پھلوں (میووں) اور مالوں میں اللہ کا ایک حصہ اور شیطان اور بتوں کا ایک حصہ مقرر کیا۔

لہ ان تفسیروں کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وصل کیا ۱۲ منہ

أَكِنَّةٌ وَاحِدُهَا كِنَانٌ أَمَّا اشْتَمَلَتْ يَعْنِي هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى فَلِمَ تُحَرِّمُونَ بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا مَسْفُوحًا مُهْرَاقًا صَدَفَ أَعْرَضَ أُبْسِلُوا أُوبِسُوا وَأُبْسِلُوا أُسْلِمُوا سَرْمَدًا دَائِمًا اسْتَهْوَتْهُ أَضَلَّتْهُ تَمْتَرُونَ تَشُكُّونَ وَقْرٌ صَمَمٌ وَأَمَّا الْوِقْرُ فَإِنَّهُ الْحِمْلُ أَسَاطِيرُ وَاحِدُهَا أُسْطُورَةٌ وَإِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَّهَاتُ الْبَأْسَاءُ مِنَ الْبَأْسِ وَتَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ جَهْرَةً مُعَايَنَةً الصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُورَةٍ كَقَوْلِهِ سُورَةٌ وَسُوَرٌ مَلَكُوتٌ مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ وَتَقُولُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ جَنَّ أَظْلَمَ يُقَالُ عَلَى اللَّهِ حُسْبَانُهُ أَيْ حِسَابُهُ وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِيَ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ مُسْتَقَرٌّ فِي الصُّلْبِ مُسْتَوْدَعٌ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ

أَكِنَّةٌ کنان کی جمع یعنی پردہ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ کیا مادینہ جانوروں کے پیٹ میں نر مادینہ نہیں ہوتے۔ پھر تم ایک کو حرام ایک کو حلال کیوں بناتے ہو۔ دَمًا مَسْفُوحًا بہایا گیا خون۔ صَدَفَ کا معنی أَعْرَضَ یعنی منہ پھیرا أُبْلِسُوا نا امید ہوئے أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا میں یہ معنی ہے کہ ہلاکت کے لئے سپرد کئے گئے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ اسْتَهْوَتْهُ کا معنی گمراہ کیا۔ تَمْتَرُونَ شک کرتے ہو وَقْرًا کا معنی بوجھ (جس سے کان بہرا ہو) وِقْرٌ بکسرہ واو کا معنی وہ بوجھ جو جانور پر لادا جائے أَسَاطِيرُ أُسْطُورٌ اور إِسْطَارَةٌ کی جمع ہے یعنی واہیات اور لغو باتیں الْبَأْسَاءُ بَأْسٌ سے نکلا ہے یعنی سختی یا بُؤْسٌ سے نکلا ہے یعنی تکلیف اور احتیاج جَهْرَةً کھلم کھلا يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوَرِ میں صُوَرٌ صورت کی جمع ہے جیسے سُوَرٌ سورت کی جمع ہے مَلَكُوتٌ سے ملک یعنی سلطنت مراد ہے جیسے رَهَبُوتٌ اور رَحَمُوتٌ۔ مثل رہبوت بہتر ہے رحموت سے یعنی ڈر بہتر ہے مہربانی سے۔ نیز کہتے ہیں تیرا ڈرایا جانا تجھ پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رات کی تاریکی اس پر چھا گئی حُسْبَانٌ کا معنی حساب۔ کہتے ہیں اللہ پر اس کا حسبان ہے یعنی اللہ پر اس کا حساب ہے۔ بعض کہتے ہیں حسبان سے مراد تیر اور شیطان پر پھینکنے کے حربے مُسْتَقَرٌّ باپ کی پشت۔ مُسْتَوْدَعٌ ماں کا پیٹ۔ قِنْوٌ (خوشہ) گچھہ۔

ؔ۱ یہ لفظ سورۂ قصص میں ہے یہاں اس کو وَجَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ سَكَنًا کی مناسبت سے بیان کردیا۔ ۱۲ منہ ؔ۲ مشہور قرأت صُوْر ہے ابن کثیر نے کہا صحیح یہی ہے کہ صور سے حضرت اسرافیل کا بگل مراد ہے جیسے حدیثوں میں وارد ہے صُوَر کی قرأت پر ترجمہ یوں ہوگا جس دن مُردوں میں جان پھونکی جائے گی ۱۲ منہ ؔ۳ اس کے بعد متن قسطلانی میں اتنی عبارت زائد ہے تعالى علا ذات تعدل تقسط لا يقبل منها ذلك اليوم یعنی تعالیٰ کا معنی بلند ہوا اور تعدل کا معنی انصاف کرے یعنی اس دن کیسا ہی عدل و انصاف کرے اس کے کچھ کام نہیں آئے گا ۱۲ منہ

وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِّثْلُ صِنْوٍ وَّصِنْوَانٌ۔

اس کا تثنیہ قنوان اور جمع بھی قنوان جیسے صنو اور صنوان۔

بَابٌ ۲۳۷ قَوْلِهٖ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ

باب وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو کی تفسیر۔

۴۲۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَآ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی پانچ چابیاں ہیں۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی، پانی بھی وہی برساتا ہے[1] ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادینہ (اولاد سعید ہے یا شقی)، وہی جانتا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا، کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کس خطۂ زمین پر مرے گا۔ اللہ ہی کو علم اور اسی کو خبر ہے۔

بَابٌ ۲۳۸ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمُ الْاٰيَةَ

يَلْبِسَكُمْ يُخَلِّطَكُمْ مِّنَ الْاِلْتِبَاسِ يَلْبِسُوْا يُخَلِّطُوْا شِيَعًا فِرَقًا۔

باب قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم من فوقکم کی تفسیر

یلبسکم کا معنی خلط ملط کر دے یلبسوا کے معنے یخلطوا یہ التباس سے نکلا ہے۔ شیعاً گروہ گروہ، فرقے فرقے[2]

۴۲۸۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عمرو بن دینار) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ میں تیری ذات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔ پھر

---

[1] کسی کو معلوم نہیں برسات کب ہوگی کہاں کہاں ہوگی کتنی ہوگی ۱۲ منہ [2] یعنی تم کو پھوڑ کر الگ الگ فرقے کر دے اور ایک کو دوسرے سے بھڑا دے آپس ہی میں لڑائی ہونے لگے۔ ایک مدت سے مسلمانوں پر یہی عذاب ہو رہا ہے ۱۲ منہ [3] برسات کے متعلق موسمیات والے بھی حساب لگاتے رہیں لیکن متعین نہیں کر سکتے کہ کس دن کس بستی میں کس ساعت میں بارش ہوگی اور یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ بارش ہوگی یا ٹل جائے گی۔ بسا اوقات ان کے کہنے کے خلاف ہوتا ہے عبدالرزاق

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْ قَالَ هٰذَا اَيْسَرُ۔

نازل ہوا اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ آپ نے فرمایا یا اللہ میں تیری ذات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ نازل ہوا اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ اس وقت آپ نے فرمایا یہ پہلے عذابوں سے تو ہلکا یا آسان ہے[۱]۔

بَاب ۲۳۷ قَوْلِهٖ وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔

باب وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کی تفسیر۔

۴۲۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

(از محمد بن بشار از ابن عدی از شعبہ از سلیمان از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (یہ تو بڑی مشکل ہوئی) ہم میں کون ایسا ہے جس نے ظلم (گناہ) نہیں کیا چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بے شک شرک ظلم عظیم ہے[۲]۔

بَاب ۲۳۸ قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

باب وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر۔

۴۲۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔

(از محمد بن بشار از مہدی از شعبہ از قتادہ) ابوالعالیہ کہتے ہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یوں نہ کہنا چاہیئے" میں یونس بن متّٰی علیہ السلام سے بہتر ہوں"۔

۴۲۸۴۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از سعد بن ابراہیم از حمید بن عبدالرحمن بن عوف) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت

[۱] کیونکہ پہلے عذاب تو عام عذاب تھے جس سے کوئی نہ بچتا اس میں تو بیچ بھی بچتے ہیں اور کچھ ملے جلتے ہیں دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سے رجم یعنی آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب خسف یعنی زمین میں دھنسنے کا عذاب موقوف رکھا یہ عذاب یعنی آپس کی پھوٹ اور نا اتفاقی کا باقی رکھا بعضوں نے کہا موقوف رکھنے سے یہ مراد ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں یہ عذاب موقوف رکھا آئندہ اس امت میں خسف اور قذف اور مسخ ہوگا جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ

قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو مناسب نہیں کہ وہ یوں کہے "میں یونس بن متّٰی علیہ السلام سے بہتر ہوں"[1]

باب ۲۳۸۱ قَوْلِهٖ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ

باب أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ کی تفسیر۔

۴۲۸۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمٰنُ الْأَحْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي صٓ سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا وَوَهَبْنَا إِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُّجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از سلیمان الاحول) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا آیا سورۂ صٓ میں سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر یہ آیت پڑھی وَوَهَبْنَا لَهٗ إِسْحٰقَ ـــــ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ تک پھر کہا کہ داؤد علیہم السلام بھی انہی پیغمبروں میں سے ہیں[2]

یزید بن ہارون اور محمد بن عُبید اور سہل بن یوسف نے بحوالہ عوام بن حوشب اور مجاہد روایت کیا۔ یہ مجاہد کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گزشتہ پیغمبروں کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا[3]

باب ۲۳۸۲ قَوْلِهٖ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا الْآيَةَ

باب وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا الْآيَةَ کی تفسیر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ الْحَوَايَا الْمَبْعَرُ وَقَالَ غَيْرُهٗ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ذی ظُفُرٍ سے اونٹ اور شتر مرغ مراد ہے حَوَایَا سے مراد آنتیں۔ مفسرین کہتے ہیں هَادُوْا کا معنی یہودی ہوگئے اور سورۂ اعراف میں هُدْنَا إِلَيْكَ کا معنی ہے ہم

---

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] جن کی پیروی کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ۱۲ منہ [3] یعنی جب تک اس حکم کا کوئی ناسخ نہ اترے تو آپ کو اگلے پیغمبروں کی شریعت پر چلنے کا حکم تھا ابن حاجب نے اسی کو اختیار کیا ہے بعضوں نے کہا آپ پر یہ امر لازم نہ تھا جب تک خاص اس باب میں کوئی حکم نہ اترے یزید بن ہارون کی روایت کو اسمٰعیل نے اور محمد بن عبید کی روایت کو خود امام بخاری اور سہل بن یوسف کی روایت کو بھی امام بخاری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰی هُدْنَا تُبْنَا هَآئِدٌ تَائِبٌ۔

نے توبہ کی۔ ھَآئِدٌ توبہ کرنے والا۔

۴۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْهَا وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

(از عمرو بن خالد از لیث از یزید بن ابی حبیب از عطاء) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو انہوں نے چربی گلا کر اس کا کاروبار کیا۔ اسے بیچا۔ پیسے حاصل کئے اور کھائے۔

ابو عاصم نبیل نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہم سے عبدالحمید نے بحوالہ یزید بن ابی حبیب بیان کیا کہ عطاء بن ابی رباح نے مجھے یہ لکھا "میں نے جابر رضی سے سنا' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی"

باب ۲۳۸۳ قَوْلِهٖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

باب وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ کی تفسیر۔

۴۲۸۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ قُلْتُ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَكِيْلٌ حَفِيْظٌ وَّمُحِيْطٌ بِهٖ قُبُلًا جَمْعُ قَبِيْلٍ وَّالْمَعْنٰۤى اَنَّهٗ ضُرُوْبٌ لِّلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِّنْهَا قَبِيْلٌ زُخْرُفُ كُلِّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهٗ وَوَشَّيْتَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَّكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَّحْجُوْرٌ وَّالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهٗ

(از حفص بن عمر از شعبہ از عمرو از ابی وائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے اسی لئے اس نے ظاہری و باطنی بیحیائی کی باتوں کو حرام کیا اور وہ اپنی حمد کو سب سے زیادہ پسند فرماتا ہے اور اسی سبب سے اس نے اپنی تعریف فرمائی۔

عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے ابو وائل سے دریافت کیا آپنے یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

وَکِیْلٌ نگہبان' احاطہ کرنے والا۔ قُبُلًا قَبِیْلٌ کی جمع ہے۔ یعنی عذاب کی قسمیں۔ قَبِیْلٌ ایک قسم۔ زُخْرُفٌ لغو، بیہودہ چیز (باتیں) جسے بظاہر آراستہ پیراستہ کیا جائے (زخرف القول چکنی چپڑی باتیں) حَرْثٌ ممنوع کھیتی' روکی ہوئی کھیتی۔ حِجر کہتے ہیں حرام اور

وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَّيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَّحِجًى وَّاَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَّمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِّنْ مَّحْطُوْمٍ مِّثْلُ قَتِيْلٍ مِّنْ مَّقْتُوْلٍ وَّاَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ۔

ممنوع کو، اسی سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ہے۔ حِجر عمارت کو بھی کہتے ہیں، مادینہ گھوڑی کو بھی، عقل کو بھی۔ حِجْر اور حِجًی کہتے ہیں۔ اصحاب الحجر میں حجر سے مراد ثمود کی بستی ہے۔ نیز جس زمین کو روک دیا جائے (کہ اس میں کوئی نہ آئے) یعنی علاقہ ممنوعہ اسے بھی حجر کہتے ہیں اسی وجہ سے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حطیم محطوم کے معنی میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے۔ البتہ یمامہ کا حَجر ایک مقام کا نام ہے۔

بَاب ۲۳۸۴ قَوْلِهٖ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمْ

لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ۔

باب هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمْ کی تفسیر

هَلُمَّ حجاز والوں کا محاورہ ہے واحد، تثنیہ اور جمع سب میں هَلُمَّ بولتے ہیں۔

۴۲۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از عمارہ از ابوزرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے اس وقت تک قیامت نہ ہوگی۔ جب لوگ (اللہ کی قدرت کی) یہ نشانی دیکھیں گے تو سارے زمین والے ایمان لائیں گے۔ لیکن اس وقت کا ایمان کسی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا جیسے فرمایا لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔

۴۲۸۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا ثُمَّ قَرَاَ الْاٰيَةَ۔

(از اسحاق از عبدالرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک سورج مغرب کی جانب سے نہ طلوع ہو قیامت نہ آئے گی۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا، لوگ دیکھیں گے تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے مگر پھر کسی کا ایمان لانا اسے فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ بعد ازاں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ آخر تک۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

سورہ اعراف کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ وَرِيَاشًا الْمَالُ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِي غَيْرِهٖ عَفَوْا كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ اَلْفَتَّاحُ الْقَاضِي فَتَحَ بَيْنَنَا اقْضِ بَيْنَنَا نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا انْبَجَسَتْ انْفَجَرَتْ مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ اٰسٰى اَحْزَنُ تَاْسَ تَحْزَنُ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَنْ لَا تَسْجُدَ اَنْ تَسْجُدَ يَخْصِفَانِ اَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ اِلَى الْبَعْضِ سَوْاٰتِهِمَا كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هٰهُنَا اِلَى الْقِيٰمَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى عَدَدُهَا الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ قَبِيْلُهٗ جِيْلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ ادَّارَكُوْا اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ تُسَمّٰى

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یُوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیَاشًا میں رِیَاشًا سے مال و اسباب مراد ہیں[۱] لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ میں معتدین سے مراد دعا میں حد سے زیادہ بڑھ جانے والے[۲]۔ عَفَوْا کا معنیٰ بہت ہو گئے۔ ان کے مال زیادہ ہو گئے۔ فَتَّاحٌ فیصلہ کرنے والا افْتَحْ بَیْنَنَا ہمارا فیصلہ کر نَتَقْنَا اٹھانا اِنْبَجَسَتْ پھوٹ نکلے مُتَبَّرٌ تباہی، نقصان اٰسٰی غم کھاؤں فَلَا تَاْسَ غم نہ کر دیگر مفسرین کہتے ہیں اَنْ لَّا تَسْجُدَ (میں لا زائد ہے) یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز (بات) نے روکا ؟ - یَخْصِفَانِ عَلَیْہِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ انہوں نے بہشت کے پتوں کو اپنے اوپر جوڑ لیا (تاکہ ستر نہ نظر آئے) سَوْاٰتِهِمَا سے شرمگاہ مراد ہے۔ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ میں حِیْنٍ سے قیامت مراد ہے۔ محاورہ عرب میں حین وسیع معنیٰ میں آتا ہے۔ ایک ساعت اور انتہا مدت دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ رِیَاش اور رِیْش کے معنیٰ ایک ہیں یعنی ظاہری لباس قَبِیْلُهٗ اس کی ذات والے شیطان جن میں سے وہ خود بھی ہے۔ اِدَّارَکُوْا اکٹھے ہو جائیں گے، یکجا ہو جائیں گے۔ سُمُوْم سوراخ (یا مسام) یہ جمع ہے۔ اس کا واحد سَمٌّ ہے

---

(۱) اس کو ابن جریر نے وصل کیا۔ جمہور کی قراءت وَرِیْشًا ہے ۱۲ منہ (۲) یعنی جو محال اور بے ضرورت باتوں کی دعا کریں۔ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے سنا الٰہی مجھ کو بہشت میں ایک سفید محل داہنی طرف دے تو کہنے لگے بیٹا اللہ سے بہشت کا سوال کر دوزخ سے پناہ مانگ (بس یہی کافی ہے) میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں حد سے بڑھ جائیں گے ۱۲ منہ

سُمُومًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَإِحْلِيلُهُ غَوَاشٍ مَا غُشُّوا بِهِ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً نَكِدًا قَلِيلًا يَغْنَوْا يَعِيشُوا حَقِيقٌ حَقٌّ اسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ تَلْقَفُ تَلْقَمُ طَائِرُهُمْ حَظُّهُمْ طُوفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ تُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوشٌ عَرِيشٌ بِنَاءٌ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُونَ تَعْدُ تُجَاوِزْ شُرَّعًا شَوَارِعَ بَئِيسٍ شَدِيدٍ أَخْلَدَ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ نَأْتِيهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا مِنْ جِنَّةٍ مِنْ جُنُونٍ فَمَرَّتْ بِهِ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ يَنْزَغَنَّكَ يَسْتَخِفَّنَّكَ طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهِ لَمَمٌ وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ يَمُدُّونَهُمْ يُزَيِّنُونَ وَخِيفَةً خَوْفًا وَ

یعنی آنکھ کے سوراخ، نتھنے، منہ، کان، ناک کے قُبُل اور دُبُر کے سوراخ غَوَاشٍ بمعنی غلاف جس سے ڈھانپے جائیں گے۔ نُشُرًا منفرق نَكِدًا اتھوڑا يَغْنَوْا زندہ رہے یا آباد رہے۔ حَقِيقٌ حق واجب اِسْتَرْهَبُوْهُمْ — رَهْبَت سے نکلا ہے یعنی ڈرایا تَلْقَفُ لقمہ کرنے لگا ہے، نگلنے لگتا ہے۔ طَائِرُهُمْ ان کا نصیب، ان کا حصہ طُوْفَانٌ سیلاب، کثرت اموات کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قُمَّلٌ جوئیں چیچڑیاں۔ عُرُوْشٌ اور عَرِيْشٌ عمارت سُقِطَ جب شرمندہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ آسْبَاطٌ بنی اسرائیل کے خاندان، قبیلے يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ہفتے کے دن حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ تَعْدُ یعنی حد سے بڑھ جائے، یہاں شُرَّعًا کے معنے پانی کے اوپر تیرتے ہوئے۔ ظاہر، بَئِيْسٍ سخت اَخْلَدَ بیٹھا رہا، پیچھے ہٹ گیا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ جہاں سے وہ مطمئن ہوں گے کہ کوئی نہیں آسکتا وہاں سے ہم آئیں گے جیسے اس آیت میں ہے فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا یعنی اللہ کا عذاب ادھر سے آپہنچا جدھر سے گمان ہی نہ تھا۔ مِنْ جِنَّةٍ جنون، دیوانگی۔ فَمَرَّتْ بِهٖ میعادِ حمل پوری کی يَنْزَغَنَّكَ پھسلائے، گدگدائے۔ طَيْفٌ اور طَآئِفٌ[1] شیطان کی طرف سے جو اترے (یعنی وسوسہ آئے) دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے يَمُدُّوْنَهُمْ انہیں مزین کرکے اور خوبصورت کرکے دکھاتے ہیں خِيْفَةً

[1] دونوں قرأتیں ہیں اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ میں ۱۲ منہ

خُفْيَةً مِّنَ الْإِخْفَاءِ وَالْاٰصَالُ وَاحِدُهَا اٰصِيْلٌ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔

بمعنی خوف خفیہ بمعنی اِخفا یعنی چپکے چپکے اٰصال جمع ہے اصیل کی۔ وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے، جیسے اس آیت میں ہے بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔

بَاب ۲۳۸۵ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

باب اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ کی تفسیر۔

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهٗ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عمرو بن مُرّہ از ابو وائل) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرو بن مُرّہ نے کہا میں نے ابو وائل سے دریافت کیا کیا تم نے یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سُنی ہے؟ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت والا نہیں، اسی لئے اس نے بے حیائی کے تمام کام خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ حرام کر دیئے ہیں۔ نیز خدا وند عالم کو حمد و مدح بہت پسند ہے اسی لئے اس نے اپنی حمد و ثنا، خود کی ہے [1]۔

بَاب ۲۳۸۶ قَوْلِهٖ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ

باب وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی تفسیر۔

---

[1] حالانکہ بشر کو خود سرائی زیب نہیں دیتی بقول شخصے اپنے منہ میاں مٹھو مگر پروردگار جل و علا کو خود سرائی اور خود ستائی پوری سزاوار ہے ؏ مراو را رسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی۔ اُس نے اپنی تعریف آپ اس لئے کی کہ بندے اس کی صفات پہچان لیں اور انہی الفاظ سے اُس کی تعریف کرنے پر ثواب اور اجر کمائیں ورنہ وہ تعریف سے بھی مستغنی ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرِنِيْ اَعْطِنِيْ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ مجھے اپنے دیدار سے مُشرّف فرما اور اس مرتبے سے سرفراز کر۔ [۱]

۴۲۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاۗءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِيِّ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ فَاَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْاَنْبِيَاۗءِ فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَفَاقَ قَبْلِيْ اَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از عمرو بن یحییٰ مازنی از والدش) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُسے کسی (مسلمان) نے ایک طمانچہ مارا تھا وہ کہنے لگا۔ اے محمد! تمہارے ایک انصاری صحابی نے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ آپ نے فرمایا اُسے بلاؤ۔ چنانچہ اسے حاضر کیا گیا آپؐ نے دریافت فرمایا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں (رستے میں) یہودیوں کے پاس سے گذرا (یہ بھی ان میں موجود تھا) یہ کہنے لگا۔ قسم اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں میں سے چُن لیا (افضل بنایا) میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں؟ اور مجھے غصہ آیا اور میں نے ایک طمانچہ مارا۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا۔ دیکھو دوسرے انبیاء پر مجھے فضیلت[۲] نہ دو[۳]۔ قیامت کے دن لوگ بیہوش ہو جائیں گے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔ کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام (مجھ سے بھی پہلے) عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں معلوم نہیں کہ انہیں مجھ سے پہلے ہوش آجائے گا یا وہ بیہوش ہی نہ ہوں گے کیونکہ (دنیا میں) کوہِ طور پر بیہوش ہو چکے تھے۔[۴]

بَابٌ ۲۳۸۷ قَوْلِهٖ اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

باب من اور سلوٰی کا بیان

۴۲۹۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

(از مسلم از شعبہ از عبدالملک۔ از عمرو بن حریث) سعید بن

---

[۱] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین نکلے یا اپنی رائے اور قیاس سے بغیر نص صریح کے فضیلت نہ دو یا یہ حکم اس وقت کا ہے جب تک آپ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ آپ سب پیغمبروں کے سردار ہیں ۱۲ منہ [۳] امت کو اس طرح کے فرقہ وارانہ انتشار اور جھگڑوں سے بچانے کے لئے آپ نے یہ سبق دیا ہے کہ اس طرح کے جھگڑوں کی بنیاد مت ہو اگرچہ آپ سب سے افضل ہیں لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ جو آپ کی نبوت کے قائل نہیں انہیں پہلے یہی مسئلہ سمجھاؤ پہلے اسلام کی صداقت کا قائل کرو پھر خود بخود وہ قائل ہوں گے لیکن اسلام قبول کرنے سے پہلے انبیاء کے درجے گھٹانا بڑھانا کوئی اہم کام ہے جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر عمل نہیں کرتے وہ اگر آپ کو خدا بھی بنا دیں تو کیا آپ خوش ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ بس اتنا ایمان کافی ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے افضل ہیں باایں ہمہ آپ خدا نہیں خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں خدا کے بندے اور رسول ہیں افضل الرسل ہیں لیکن خدا کے برابر نہیں۔ علم غیب خدا کا خاصہ ہے۔ آپ بشر اور افضل البشر ہیں۔ وہ بشر ہیں جن کے متعلق ہے خلقنا الانسان فی احسن تقویم، لقد کرمنا بنی آدم — واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم — اس آدم کی اولاد ہیں۔ اور سید ولد آدم ہیں کما قال انا سید ولد آدم ولا فخر عبدالرزاق [۴] یہ آپ کے علم غیب کی نفی ہوئی۔ اس سے پہلے یہ بتایا کہ قیامت کے دن ایسا ہو گا۔ جتنا اللہ نے بتلا دیا وہ آپ نے بتایا جو اللہ نے نہ بتایا وہاں کہہ دیا میں نہیں جانتا یعنی لا ادری افاق قبلی ام جزی بصعقۃ الطور۔ عبدالرزاق

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاۤؤُهَا شِفَاۤءُ الْعَيْنِ۔

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی مَن کی قسم سے ہے (خود بخود اُگتی ہے) اس کا پانی آنکھ کے لئے باعث شفاء ہے۔

باب ۳۸۸ قَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

باب قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ کی تفسیر۔

۳۹۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاۤءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاۤءِ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَاَغْضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ عَنْهُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ يَّسْاَلُهٗ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَهٗ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى اَغْلَقَ بَابَهٗ فِيْ وَجْهِهٖ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاۤءِ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ

(از عبداللہ از سلیمان بن عبدالرحمٰن و موسیٰ بن ہارون از ولید بن مسلم از عبداللہ بن علاء بن زبر از بسر بن عبداللہ از ابوادریس خولانی) ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں (کسی بات پر) تکرار ہو گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ دلا دیا، عمر رضی اللہ عنہ غصے میں لوٹ کر چلے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور معافی طلب کرتے جا رہے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ مانے، گھر جا کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ (تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر نہ آسکیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ آپ نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھتے ہی) فرمایا۔ تمہارے یہ ساتھی کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ بھی شرمندہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ سلام کر کے بیٹھے اور سارا واقعہ بیان کیا (کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے معافی مانگی مگر میں نے نہیں دی)

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ واقعہ سنتے ہی آنحضرت

اَبُوالدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَّقُوْلُ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَاَنَا کُنْتُ اَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ ھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ اِنِّیْ قُلْتُ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ غَامَرَ سَابَقَ بِالْخَیْرِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آپ کا غصہ فرو کرنے لگے) کہنے لگے یارسول اللہ! خدا کی قسم اس معاملہ میں مَیں قصوروار تھا۔ (عمرؓ کی زیادتی نہ تھی)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا تمہیں میرا بھی لحاظ نہیں ہے؟ میرا تو لحاظ کرو۔ میرے دوست (ابوبکرؓ) کو مت ستاؤ۔ میرا تو لحاظ کرو۔ میرے دوست کو مت ستاؤ! تمہیں یاد ہے جب میں نے لوگوں سے کہا تھا یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا تو تم سب نے میری تکذیب کی تھی صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا آپ سچ کہتے ہیں[1]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں غَامَرَ کا معنی حدیث میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے بھلائی میں سبقت کی[2]۔

بَابُ ۲۳۸۹ قَوْلِہٖ وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فِیْہِ اَبُوْسَعِیْدٍ وَّاَبُوْھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا کی تفسیر۔

اس میں حضرت ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ ۲۳۹۰ قَوْلِہٖ وَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ

باب وَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ کی تفسیر۔

۴۲۹۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ھَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّہٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِیْلَ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطَایَاکُمْ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا یَزْحَفُوْنَ عَلٰۤی اَسْتَاھِھِمْ وَقَالُوْا حَبَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ

(از اسحاق از عبدالرزاق از معمر از ہمام بن منبہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ عاجزی کرتے ہوئے (یعنی جھک کر) اور حِطَّۃٌ (یا اللہ ہمارے گناہ بخش دے) کہتے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہو تو ہم تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے مگر انہوں نے حکم الٰہی بدل ڈالا (بجائے سجدے کے) گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حطۃ کے بدلے حِطَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ (بالی میں دانہ) کہنے لگے۔

بَابُ ۲۳۹۱ قَوْلِہٖ خُذِ الْعَفْوَ

باب خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ

[1] مطلب یہ ہے کہ ابوبکرؓ سب سے پہلے ایمان لائے تو ان کی قدامت اسلام اور میری رفاقت کا خیال رکھو ان کو رنجیدہ نہ کرو اس حدیث سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [2] یہ امام بخاری رح کی تفسیر ہے اور جو ہم نے ترجمہ کیا ہے وہ صحاح اور نہایہ اور دوسری کتب لغت کے موافق ہے ۱۲ منہ

ایک معنی سابق بالخیر کے یہ بھی یہاں موزوں ہیں کہ جو لڑ کر پہلے معافی مانگے گویا کہ نیک عمل میں اس نے پہل کی، احقر کے نزدیک یہی معنی موزوں ہیں اور جامع ہیں بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہی تصویر اس میں ہے کہ آپ نے ہر نیک کام میں ہمیشہ سبقت کی۔ عبدالرزاق

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ الْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ۔

۴۲۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْٓا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَاسْتَاْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِهٖ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ کی تفسیر

عُرْف کا معنیٰ معروف (یعنی اچھا کام)

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ (مدینے میں) آئے اور (اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس قیام کیا۔ حر بن قیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقربین میں شامل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ مبارک تھا کہ اپنا مقرب عالم قرآن کو بناتے، علماء وقراء ہی ان کی مجلس ومشورے میں شریک رہتے۔ بوڑھے یا جوان کی پابندی نہ تھی [1]

چنانچہ عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا تمہاری تو امیرالمؤمنین کے پاس رسائی ہے مجھے بھی اجازت لے کر ان کی خدمت میں لے چلو۔ حر بن قیس نے کہا بہت اچھا۔ میں اجازت لوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ حر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عیینہ کے لئے اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ حاضر ہوئے تو کہنے لگے خطاب کے بیٹے! نہ تو تم داد ودہش کرتے ہو نہ عدل وانصاف سے کام لیتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ کو غصہ آگیا۔ اور قریب تھا کہ مار بیٹھیں [2]۔ تو حر نے کہا اے امیرالمؤمنین اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔ یہ شخص (عیینہ) بھی جاہل ہے (آپ اس کو

---

[1] اللہ اللہ عیینہ کی بےادبی اور گستاخی اور حضرت عمرؓ کا صبر اور تحمل اگر اور کوئی دنیادار بادشاہ ہوتا تو ایسی زبان درازی اور بےادبی پر کتنی سزا دیتا عیینہ حضرت عمرؓ کو بھی دنیادار بادشاہوں کی طرح سمجھے کہ جاہل مصاحبوں اور واہی رفیقوں پر بادشاہی خزانہ جو رعایا کا مال ہے لٹاتے ہیں حضرت عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ کو تو ایک ادنیٰ سپاہی کی طرح تنخواہ دیا کرتے وہ بھلا ان سے واہی لوگوں کو کب دینے والے تھے۔ حضرت عمرؓ کا ایمان واخلاص سمجھنے کے لئے انصاف والے آدمی کے لئے یہی قصہ کافی ہے قرآن شریف کی آیت پڑھتے ہی غصہ جاتا رہا صبر اور تحمل پر عمل کیا سبحان اللہ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [2] حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کہتے ہیں تمام اخلاقیات کا سرچشمہ یہ تین اصول ہیں جو اس آیت میں جمع ہیں عبدالرزاق [3] مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے معروف وہ کام یا طریقے ہیں جنہیں تمام انسان بلا امتیاز ملک وملت اچھا سمجھتے ہیں مثلاً سچائی، انصاف، خدمت خلق وغیرہ اور منکر وہ کام یا طریقے ہیں جنہیں تمام انسان بلا امتیاز ملک وملت برا سمجھتے ہیں مثلاً جھوٹ، ظلم، ایذا رسانی وغیرہ۔ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے تھے معروف بمعنیٰ مشہور ہے اسی واسطے نیک کام تمام لوگوں میں بلا امتیاز ملک وملت مشہور رہیں۔ اور منکر بمعنیٰ اوپرا اور اجنبی ہے گویا برے کام سلیم الفطرت انسانوں میں بلا امتیاز ملک وملت نفرت کے قابل ہیں۔ عبدالرزاق

وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ۔

کیجیے) جونہی حر نے آیت پڑھی، خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو سنتے ہی اس پر عمل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی کتاب پر پورا پورا چلتے (ذرہ بھی خلاف نہ کرتے)

۴۲۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ۔

(از یحییٰ از وکیع از ہشام از والدش) عبداللہ زبیر کہتے ہیں کہ اللہ نے آیت خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ لوگوں کو اخلاقیات کی تعلیم کے لئے نازل کی (کہ انہیں ایسے اخلاق سے متصف ہونا چاہیئے)۔

عبداللہ بن براد کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث ابو اسامہ نے بحوالہ ہشام از والدش از عبداللہ بن زبیر روایت کی کہ (اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق میں سے یہ خُلق یعنی عفو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یا کچھ اسی قسم کی کوئی اور بات فرمائی [۱]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

سُورَةُ الْأَنْفَالِ

سورۂ انفال

وَقَوْلُهُ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَنْفَالُ الْمَغَانِمُ وَقَالَ قَتَادَةُ رِيحُكُمُ الْحَرْبُ يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ کی تفسیر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا انفال سے لوٹ کے مال مراد ہیں [۲]۔ قتادہ نے کہا رِيحُكُمْ میں ریح سے لڑائی مراد ہے [۳]۔ نَافِلَةٌ (جس کی جمع انفال ہے) اس کا معنی عطیہ۔

---

[۱] غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ عفو سے اس آیت میں قصور کی معافی کرنا خطا سے درگذر کرنا مراد ہے اور یہ آیت حُسنِ اخلاق سے متعلق ہے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قرآن میں کوئی آیت اس آیت کی طرح جامع اخلاق نہیں ہے لیکن بعضوں نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ مال ان کے ضروری اخراجات سے بچ رہے وہ لے اور یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ طبری اور ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے امی سے نکالا جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس کا مطلب پوچھا انہوں نے کہا میں جا کر پروردگار سے پوچھتا ہوں۔ پھر لوٹ کر آئے کہنے لگے تمہارا پروردگار تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو کوئی تم سے ناطہ کاٹے تم اس سے جوڑو اور جو کوئی تم کو محروم کرے تم اس کو دو اور جو کوئی تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا۔ بعضوں نے کہا ریح سے مراد وہ ہوا ہے جو فتح کے وقت چلتی ہے ۱۲ منہ

۴۲۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ الشَّوْكَةُ الْحَدُّ مُرْدَفِينَ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِي وَأَرْدَفَنِي أَيْ جَاءَ بَعْدِي ذُوقُوا بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ فَيَرْكُمَهُ يَجْمَعَهُ شَرِّدْ فَرِّقْ وَإِنْ جَنَحُوا اطَّلَبُوا يُثْخِنَ يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُكَاءً إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَتَصْدِيَةً الصَّفِيرُ لِيُثْبِتُوكَ لِيَحْبِسُوكَ۔

(از محمد بن عبد الرحیم از سعید بن سلیمان از ہشیم از ابو بشر) حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں ہیں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا سورۂ انفال کس بارے میں نازل ہوئی ہے ؟ انہوں نے کہا جنگ بدر کے بارے میں۔ شَوْکَۃ کا معنی دھار (نوک)، مُرْدِفِیْنَ کا معنی فوج در فوج، کہا جاتا ہے رَدِفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ یعنی میرے بعد آیا۔ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْہُ کا معنی یہ عذاب اٹھاؤ، اس عذاب کا مزہ چکھو، تجربہ کرو، منہ سے چکھنا مراد نہیں فَیَرْکُمَہٗ اسے جمع کرے۔ فَشَرِّدْ جدا کردے (یا سخت سزا دے)، جَنَحُوْا طلب کریں[1]۔ یُثْخِنَ غالب ہو مجاہد کہتے ہیں مُکَآءً کا معنی انگلیاں منہ میں کھنا تَصْدِیَۃً سیٹی دینا، (سیٹی بجانا) لِیُثْبِتُوْکَ تاکہ تجھے قید کرلیں۔

باب ۲۳۹۲ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ۔

باب إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ کی تفسیر۔

۴۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ۔

(از محمد بن یوسف از ورقاء از ابن ابی نجیح از مجاہد) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ سے مراد بنی عبد الدار کے لوگ ہیں[2]۔

باب ۲۳۹۳ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

باب يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَأَنَّهٗ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ کی تفسیر۔

---

[1] بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے السّلم والسَّلم والسّلام یعنی سلم اور سلم اور سلام سب کے ایک معنی ہیں ۱۲ منہ
[2] قریش کے کافروں میں سے یہ لوگ احد کے دن جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے ۱۲ منہ

اِسْتَجِيْبُوْا اَجِيْبُوْا لِمَا يُحْيِيْكُمْ يُصْلِحُكُمْ۔

اِسْتَجِيْبُوْا جواب دو، قبول کرو۔ لِمَا يُحْيِيْكُمْ جو تمہاری اصلاح احوال کرے[1]

۴۲۹۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهٗ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِيَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ۔

(ازاسحاق ازروح ازشعبہ ازخبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصم) ابوسعید بن معلیٰؓ کہتے ہیں۔ میں نماز پڑھ رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے گذرے، مجھے بلایا، میں (چونکہ نماز میں تھا فوراً) نہیں گیا۔ جب نماز پڑھ چکا تو آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تم اس وقت میرے پاس کیوں نہ آئے تھے؟ کیا یہ حکم الٰہی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ[2] تمہیں معلوم نہیں ہے؟ پھر آپ نے فرمایا۔ میں (مسجد کے باہر) جانے سے پہلے تمہیں قرآن کی ایک عظیم سورت بتاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ باہر جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا (کہ آپ نے مجھے ایک بڑی سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا) معاذ بن معاذؓ ازشعبہ ازخبیب ازحفص از ابوسعید بن معلیٰ یوں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ سورت الحمد للہ رب العالمین ہے۔ اس میں سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں۔

بَابٌ ۲۳۹ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى مَطَرًا فِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا عَذَابًا

باب وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ کی تفسیر۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں[3] کہ قرآن شریف میں جہاں مَطَر کا لفظ آیا ہے اس سے عذاب کی بارش مراد

---

[1] اسی حدیث سے بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بلائیں تو فوراً حاضر ہونا چاہیئے گو نماز پڑھتا ہو اور آپ کے بلانے پر حاضر ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ

[2] اس کو حسن بن ابی سفیان نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے جس کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے ان سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ

[4] تم کو دائمی زندگی بخشے ۱۲ منہ

وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا۔

ہے۔[1] عرب لوگ بارش کو غیث کہتے ہیں جیسے اس آیت میں ہے وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا۔

۴۳۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ وَهُوَ ابْنُ كُرْدِيدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض قَالَ أَبُو جَهْلٍ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْآيَةَ۔

(از احمد از عبید اللہ بن معاذ از والد ش از شعبہ از عبد الحمید بن کردید صاحب الزیادی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو جہل کہنے لگا "یا اللہ اگر یہ کلام یعنی قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دے[2]"۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ آخر تک۔

بَابُ ۲۳۹۵ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔

باب وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ کی تفسیر۔

۴۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ

(از محمد بن نضر از عبید اللہ بن معاذ از والد ش از شعبہ از عبد الحمید صاحب الزیادی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو جہل کہنے لگا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ چنانچہ (اس کے جواب میں) یہ آیت اتری۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا

---

[1] اس پر اعتراض ہوا ہے اَوْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ میں معمولی بارش مراد ہے نہ عذاب کا مینہ ۱۲ منہ

[2] کہتے ہیں ابوجہل کمبخت نے دل سے از پہ یہ بددعا کی تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ اب تک جہاں وہ مارا گیا ہے یعنی بدر میں لوگ اس مقام پر پتھر پھینکا کرتے ہیں یہاں تک پتھروں کا وہاں ایک انبار ہو گیا ہے ۱۲ منہ

اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْاٰيَةَ۔

كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ آخر آیت تک ۔ ۔

باب ۲۳۹۶ قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

۴۲۰۲۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا اُقَاتِلُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ كَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا يَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا يُوْثِقُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَاٰى اَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ

باب وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ کی تفسیر

(از حسن بن عبدالعزیز از عبداللہ بن یحییٰ از حیوہ از بکر بن عمرو از بکیر از نافع) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے ابوعبدالرحمن آپ نے یہ آیت نہیں سنی وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا الخ؟ تو اس آیت کے بموجب آپ (حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے معاملے میں کیوں نہیں لڑتے؟ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ") انہوں نے کہا بھتیجے! اگر میں اس آیت کی تاویل کر کے مسلمانوں سے نہ لڑوں تو یہ امر پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا کی تاویل کروں[1]۔ وہ شخص کہنے لگا۔ اچھا اس آیت کا مصداق کیا ہے؟ "وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ" کہ ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ مٹنا نہیں تا آنکہ اللہ کا دین غائب ہو جائے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ جنگ تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑ چکے ہیں اس وقت اہلِ اسلام کی تعداد قلیل تھی۔ مسلمانوں کو دین اسلام کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ انہیں قتل و قید کرتے تھے حتیٰ کہ اسلام پھیل گیا مسلمان زیادہ ہو گئے اور فتنہ باقی نہ رہا۔ اب فتنہ (جو اس آیت میں موجود ہے) وہ کہاں رہ گیا ہے؟ چنانچہ جب اس نے متفق نہ دیکھا تو حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق دریافت کیا آپ کا اُن کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ان کے بارے میں اظہارِ خیال

[1] جس میں قتلِ عمد کی بہت سخت سزا بیان کی گئی ۱۲ منہ

أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهٰذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بِنْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ۔

کرتا ہوں عثمان رضی اللہ عنہ کا (جو) قصور (تم بیان کرتے ہو[1]) تو اللہ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا مگر تمہیں یہ معافی پسند نہیں[2] رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے۔ ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا یہ ان کا گھر ہے[3] جہاں تم دیکھ رہے ہو[4]

۴۳۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ فَقَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ۔

(از احمد بن یونس از زہیر از بیان از وبرہ) سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک بار ہمارے یہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ ایک آدمی نے کہا دیکھئے یہ فتنہ برپا ہو رہا ہے آپ اس فتنہ کی لڑائی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تجھے فتنے کے معنی بھی معلوم ہیں[5]؟ دراصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے قتال کرتے تھے اور مشرکوں کے پاس کوئی جاتا تو فتنے میں پڑ جاتا[6]۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتال تمہارے قتال کی طرح دنیاوی اور ملکی نہ تھا[7]

باب ۲۳۹۷ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ۔

باب يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ کی تفسیر۔

---

[1] کہ وہ اُحد کی جنگ میں بھاگ نکلے ۱۲ منہ [2] جب تو اب تک اُن پر قصور لگائے جاتے ہو ۱۲ منہ [3] یا یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رہتی تھیں ۱۲ منہ [4] یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقرب اور علو مرتبہ تو اُن کا گھر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے اُن کا گھر ملا ہوا ہے اور قرابت قریبہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور اس پر مستزاد آپ کے داماد بھی تھے ایسے صاحب فضیلت کی نسبت بد اعتقادی کرنا کم بختی کی نشانی ہے یہ شاید شخص خوارج میں سے ہوگا جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی تکفیر کرتے ہیں خذلهم الله تعالٰی ۱۲ منہ [5] جو قرآن میں مذکور ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ ۱۲ منہ [6] وہ اُس کو تکلیف دیتے ہیں ۱۲ منہ [7] یعنی دُنیا کی حکومت یا سرداری کے لئے نہیں بلکہ خالص دین کے لئے تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے اور مسلمان ان کی ایذا سے محفوظ رہیں تم تو دنیا کی سلطنت اور حکومت اور خلافت حاصل کرنے کے لئے لڑتے ہو اور دلیل اس آیت سے لیتے ہو جس کا مطلب دوسرا ہے ۱۲ منہ

۴۳۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتِ الْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمُ الْاٰيَةَ فَكُتِبَ أَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَأُرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب یہ آیت اتری کہ اگر بیس صابر مسلمان ہوں تو وہ دو سو کفار پر غالب ہوں گے، اس وقت یہ فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کفار کے مقابلے میں نہ بھاگے۔ سفیان نے کئی بار اس حدیث میں یہ بھی کہا کہ اگر بیس مسلمان ہوں تو دو سو کفار کے مقابلے میں نہ بھاگیں۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمُ الْاٰيَةَ۔ اب یہ فرض ہوا کہ سو مسلمان دو سو کفار کے مقابلے میں پیٹھ نہ دکھائیں[1]۔ ایک بار سفیان نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی[2] حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الْاٰيَةَ۔

سفیان کہتے ہیں عبداللہ بن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) کہتے تھے میرا خیال ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی حکم ہے[3]۔

باب ۲۳۹۸ قَوْلِهِ الْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا الْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

باب اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا آخر آیت وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ تک کی تفسیر۔

۴۳۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ

(از یحییٰ بن عبداللہ سُلمی از عبداللہ بن مبارک از جریر بن حازم از زبیر بن خِرّیت از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ تو مسلمانوں کو یہ امر مشکل نظر آیا کیوں کہ ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کفار کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرے۔

---

[1] اگرچہ دو چند سے زیادہ کفار ہوں جب بھاگ جانا درست ہے لیکن لڑنا اور صبر کرنا ہر حال میں افضل ہے ۱۲ منہ [3] یعنی اگر مخالفین کی جماعت برابر یا دگنی ہو جب بھی کلمۂ حق کہنے میں دریغ نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا اچھی بات کا حکم کرے اور بُری بات سے منع کرے اگر مخالفین دگنے سے زیادہ ہوں اور جان یا عزت جانے کا ڈر ہو اس وقت سکوت کرنا جائز ہے لیکن دل سے اسے بُرا سمجھے ان کی جماعت سے الگ رہے ۱۲ منہ [2] یعنی سفیان نے ایک دفعہ یہ کہا جب ان یکن منکم عشرون نازل ہوئی۔ دوسری بار سفیان نے کہا جب حرض المومنین علی القتال نازل ہوئی دونوں ایک ہی آیت کے حصے ہیں یہ لفظوں کی بات ہے مفہوم کا فرق نہیں راوی کا کمال تقویٰ ہے کہ جس جس طرح اس نے سنا ویسے بیان کر دیا حالانکہ دونوں بار سفیان نے ایک آیت کا حوالہ دیا ایک بار درمیان کا حصہ اور دوسری بار پہلا حصہ اسی طرح حدیث سے کتنی دلچسپی ہے کہ سفیان کے اقوال یہ بھی بیان کئے کہ "ایک مسلمان دس کے مقابلے میں" اور کئی مرتبہ یوں کہا بیس مسلمان دو سو کافروں کے مقابلے سے" غرض پوری دلچسپی، تفصیل اور کمال دیانتداری سے محدثین نے حدیث بیان کی اللہ تعالیٰ ان تمام محدثین کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں دارین میں ان کی معیت نصیب کرے آمین۔ عبدالرزاق

صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَآءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِّنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ۔

کیونکہ ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کفار کے مقابلے میں پیٹھ نہ دکھلائے بعدازاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے حکم تخفیف نازل فرمایا اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے گنتی میں کمی کردی (کہ ایک کا مقابلہ بجائے دس کے دو سے ہوا) تو اتنا ہی مسلمانوں کا صبر بھی کم ہوگیا۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّامِنُ عَشَرَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ التَّاسِعُ عَشَرَ

اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

اُنیسواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا

سُورَۃُ بَرَآءَۃَ

وَلِیْجَۃً کُلُّ شَیْءٍ اَدْخَلْتَہٗ فِیْ شَیْءٍ الشُّقَّۃُ السَّفَرُ الْخَبَالُ الْفَسَادُ وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ وَلَا تَفْتِنِّیْ لَا تُوَبِّخْنِیْ کَرْھًا وَّکُرْھًا وَاحِدٌ مُّدَّخَلًا یُدْخَلُوْنَ فِیْہِ یَجْمَحُوْنَ یُسْرِعُوْنَ وَالْمُؤْتَفِکَاتِ ائْتَفَکَتْ انْقَلَبَتْ بِھَا الْاَرْضُ اَھْوٰی اَلْقَاہُ فِیْ ھُوَّۃٍ عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَیْ اَقَمْتُ وَمِنْہُ مَعْدِنٌ وَّیُقَالُ فِیْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِیْ مَنْبَتِ صِدْقٍ اَلْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِیْ خَلَفَنِیْ فَقَعَدَ بَعْدِیْ وَمِنْہُ یَخْلُفُہٗ فِی الْغَابِرِیْنَ وَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ النِّسَآءُ مِنَ الْخَالِفَۃِ وَاِنْ کَانَ جَمْعُ الذُّکُوْرِ فَاِنَّہٗ لَمْ یُوْجَدْ

سورت براءت کی تفسیر

وَلِیْجَۃً وہ چیز جو کسی دوسری چیز میں داخل کی جائے (یہاں مراد رازدار ہے) اَلشُّقَّۃُ سے مراد سفر (یا دور دراز راستہ) خبال کا معنی فساد۔ نیز بمعنی موت بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لَا تَفْتِنِّیْ مجھ پر ناراض مت ہو۔ مجھے مت جھڑک[1]۔ کَرْھًا اور کُرْھًا دونوں کا معنی ایک ہے یعنی زبردستی، جبراً ناخوشی سے مُدَّخَلًا داخل ہونے کی جگہ (سرنگ وغیرہ) یَجْمَحُوْنَ دوڑتے ہوئے مؤتفکات[2]، اِئْتَفَکَتْ بِھَا الْاَرْضُ سے نکلا ہے۔ یعنی اس کی زمین الٹ دی گئی۔ مؤتفکات کا معنی وہ بستیاں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب سے اُلٹ دیا تھا۔ اَھْوٰی[3] اسے ایک غار یا گڑھے میں دھکیل دیا یا ڈال دیا عَدْنٍ کا معنی ہمیشگی محاورہ ہے عَدَنْتُ بِاَرْضٍ میں اس سرزمین میں رہ گیا اسی سے معدن کا لفظ نکلا ہے[4] فِیْ مَعْدِنِ صِدْقٍ اس سرزمین میں جہاں سچائی اُگتی ہے اَلْخَوَالِفُ خالف کی جمع ہے خالف پیچھے بیٹھنے والا اسی سے یہ حدیث ہے وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ[5]۔ میت کے بعد اس کے پسماندگان میں تو اس کا قائم مقام بن[6] خوالف سے عورتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں اس صورت میں یہ خالفہ کی جمع ہوگی[7] اگر خوالف مذکر کی جمع ہو تو یہ شاذ ہے

---

[1] یا مجھ کو گناہ میں مت ڈال ۱۲ منہ [2] حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں ۱۲ منہ [3] جو سورۂ نجم میں ہے والمؤتفکۃ اھوی ۱۲ منہ [4] جس کا معنے کان سونے یا چاندی یا اور کسی چیز کی ۱۲ منہ [5] اس کو امام مسلم نے ام سلمہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابو سلمہ مرگئے تو یہ دعا کی اللھم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین ۱۲ منہ [6] یعنی ان کا محافظ و نگہبان ہو ۱۲ منہ [7] کیونکہ فاعلہ کی جمع فواعل آتی ہے ۱۲ منہ

عَلٰی تَقْدِیْرِ جَمْعِہَا اِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَّفَوَارِسُ وَّھَالِكٌ وَّھَوَالِكُ اَلْخَیْرَاتُ وَاحِدُھَا خَیْرَۃٌ وَّھِیَ الْفَوَاضِلُ مُرْجَؤُنَ مُؤَخَّرُوْنَ اَلشَّفَا شَفِیْرٌ وَّھُوَحَدُّہٗ وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّیُوْلِ وَالْاَوْدِیَۃِ ھَارٍ ھَائِرٍ یُقَالُ تَھَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْھَدَمَتْ وَانْھَارَتْ مِثْلُہٗ لَاَوَّاہٌ شَفَقًا وَّ فَرَقًا وَّقَالَ الشَّاعِرُ

اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُھَا بِلَیْلٍ
تَاَوَّہُ اٰھَۃَ الرَّجُلِ الْحَزِیْنِ

کیونکہ اس وزن پر پوری عربی زبان میں دو ہی لفظ ہیں فارس سے فوارس اور ہالک سے ہوالک[1] خَیْرَاتٌ جمع ہے خَیْرَۃٌ کی یعنی نیکیاں، بھلائیاں مُرْجَوْنَ ڈھیل میں ڈالے گئے۔ شَفَا بمعنی شفیر یعنی کنارہ جُرُفٌ وہ نالیاں جو پانی کے بہاؤ سے خود بخود بن جاتی ہیں ھَارٍ گرنے والی۔ اسی سے تَھَوَّرَتِ الْبِئْرُ اور اِنْھَارَتْ ہے یعنی کنواں گر گیا۔ اَوَّاہٌ آہ و زاری کرنے والا۔

شاعر کہتا ہے۔[2]

(ترجمہ)

رات کے وقت بیدار ہو کر جب میں اونٹنی کو سفر کے لئے تیار کرتا ہوں تو وہ مغموم انسانوں کی طرح آہ و زاری کرتی ہے۔[3]

باب ۲۹۹ قَوْلِہٖ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذُنٌ یُّصَدِّقُ تُطَھِّرُھُمْ بِھَا وَتُزَکِّیْھِمْ وَنَحْوُھَا کَثِیْرٌ وَّالزَّکٰوۃُ الطَّاعَۃُ وَالْاِخْلَاصُ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ لَا یَشْھَدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یُضَاھِئُوْنَ یُشَبِّھُوْنَ۔

باب بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ کی تفسیر[4]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اُذُنٌ وہ شخص ہے جو ہر بات سن کر سچی یقین کرلے[5] تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا کا ایک معنی ہے ایسے (مترادف) الفاظ قرآن شریف میں بہت ہیں زکوٰۃ کا معنی بندگی اور اخلاص لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت نہیں دیتے۔[6] یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ گذشتہ کفار کی باتوں کی طرح یہ لوگ باتیں کرتے ہیں۔[7]

۴۳۰۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْٓ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِ

(از ابو الولید از شعبہ از ابو اسحاق) براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے آخری آیت یہ نازل ہوئی ہے یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰہُ

---

[1] یہ ابو عبیدہ کا قول ہے لیکن ابن مالک نے کہا کہ ان کے سوا اور بھی جمعیں مذکر کی اس وزن پر آئی ہیں جیسے شاہق سے شواہق اور ناکس سے نواکس اور داجن سے دواجن ۱۲ منہ [2] یہ ایک قصیدہ کا شعر ہے جس کا مطلع یہ ہے افاطم قبل بینك متعینی # ومنعك ما سالت كان تبینی۔ اس شعر کو امام بخاری نے لا کر یہ ثابت کیا کہ اواہ بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے جو تاوہ سے نکلا ہے ۱۲ منہ [3] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے، اذان اعلام یعنی اذان کا معنے آگاہ کرنا ۱۲ منہ [4] جیسے کہتے ہیں وہ تو نرے کان ہیں اس کو ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا ۱۲ منہ

يَقُولُ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ وَاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ بَرَاءَةٌ

يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ۔ اور سب سے آخری سورت، سورتِ براءت نازل ہوئی ہے۔

بَاب ۲۴۳ قَوْلِهٖ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ سِيْحُوْا سِيْرُوْا۔

باب فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ کی تفسیر

سِيْحُوْا کا معنی چلو پھرو۔

۴۳۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي اَبُوْ بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَّاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي اَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٍ وَّاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اٰذِنُوْهُمْ اَعْلِمُوْهُمْ۔

(از سعید بن عفیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از حمید بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں[1] ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو دیگر منادی کرنے والوں کے ساتھ مجھے بھی بھیجا۔ منادی یہ کرنا تھی کہ اس سال کے بعد پھر کوئی مشرک حج نہ کرے، نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر طواف بیت اللہ کرے (جیسے مشرک کیا کرتے تھے)

حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد) ان کے پیچھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا[2] انہیں بھی حکم دیا کہ سورت براءت (کافروں کو) سنا دیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ دسویں ذوالحجہ کو منیٰ میں سورۂ براءت کی منادی کی اور یہ کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی عریاں ہو کر طوافِ کعبہ کرے۔

بَاب ۲۴۴ قَوْلِهٖ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ

باب وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ

---

[1] جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنا کر بھیجا تھا ۱۲ منہ [2] عرب میں دستور تھا کہ عہد کی مدت ختم ہونے پر عہد ٹوٹ جانے کی وہی خبر دیتا جس نے عہد کیا ہوتا یا اس کا کوئی ناطہ دار رجانا آپ نے اس خیال سے حضرت علیؓ کو بھیجا ۱۲ منہ

تَكُمُو وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اٰذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ

معجزی اللہ وبشر الذین کفروا بعذاب الیم کی تفسیر

اذنہم کا معنی انہیں آگاہ کیا۔ اطلاع دی۔

۴۳۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ اَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةَ وَاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از حمید بن عبدالرحمن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دوسرے منادی کرنے والوں کے ساتھ یوم النحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کو اس حج میں منا میں یہ منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر طواف کعبہ کرے۔

حمید کہتے ہیں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا۔ انہیں بھی یہ حکم دیا کہ سورہ براءت کفار کو سنا دیں (تاکہ وہ براءت کے احکامات سن لیں)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے بھی منا والوں میں ہمارے ساتھ رہ کر سورہ براءت سنائی اور یہ اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے، نہ کوئی ننگا ہو کر طواف کعبہ کرے۔

باب ۲۴۰۲ قَوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

باب الا الذین عاھدتم من المشرکین کی تفسیر

۴۳۰۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ بَعَثَهٗ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَنْ لَّا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ

(از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از والدش از صالح از ابن شہاب از حمید بن عبدالرحمن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس حج میں جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنا کر بھیجا تھا مجھے اور کئی آدمیوں کے ساتھ لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے، نہ کوئی ننگا طواف کعبہ کرے۔

حُمَيْدٌ يَقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

حمید کہتے تھے کہ ذوالحجہ کا دسواں دن یہی حج اکبر ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے[۱]

بَابُ ۲۴۳ قَوْلِهٖ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ۔

باب فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ کی تفسیر۔

۴۳۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ وَّلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِلَّا اَرْبَعَةٌ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ اِنَّكُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُوْنَا لَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَبْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ اَعْلَاقَنَا قَالَ اُولٰٓئِكَ الْفُسَّاقُ اَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ اَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَآءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ۔

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از اسمٰعیل) زید بن وہب کہتے ہیں ہم حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا۔ یہ آیت قَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے اب صرف تین اشخاص باقی رہ گئے ہیں[۲]۔ اسی طرح اب منافقوں میں سے اب چار آدمی باقی ہیں[۳]۔ اتنے میں ایک اعرابی کہنے لگا بھائی آپ لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں ہمیں بتلائیے ہمیں معلوم نہیں کہ ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہے جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ عمدہ مال چرا لیتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ تو فاسق لوگ ہیں[۴]۔ ہاں ابھی ان منافقوں میں سے چار اشخاص زندہ ہیں (میں انہیں جانتا ہوں) ان میں ایک ایسا بوڑھا کھوسٹ ہے اگر ٹھنڈا پانی پئے تو اس کی ٹھنڈک کا احساس بھی نہیں کر سکتا[۵]۔

بَابُ ۲۴۴ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

باب وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ کی تفسیر۔

۴۳۱۱۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

(از حکم بن نافع از شعیب از ابوالزناد از عبدالرحمٰن اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اس شخص کا خزانہ گنجے سانپ

---

[۱] کیونکہ قرآن میں آیا ہے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر اور ابوہریرہؓ نے اسی دن منادی کی معلوم ہوا کہ یوم الحج الاکبر سے یوم النحر مراد ہے یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور حج اکبر حج کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرے کو اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے جس میں عرفہ کا دن جمعہ کو واقع ہو اس کی اصل صحیح حدیثوں سے نہیں پائی جاتی ۱۲ منہ [۲] آئمۃ الکفر سے اس آیت میں ابوسفیان اور ابوجہل اور عتبہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ مراد تھے حذیفہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب لوگ مارے گئے یا مر گئے صرف تین شخص ان میں سے زندہ ہیں یعنی ابوسفیان اور سہیل اور ایک اور کوئی شخص مگر اس وقت ابوسفیان اور سہیل مسلمان ہو گئے تھے مگر آیت کے اترتے وقت یہ لوگ آئمۃ الکفر تھے ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا ان کے نام معلوم نہیں ہوئے حذیفہؓ تو آنحضرت صلعم کے محرم راز تھے ان کو معلوم ہوگا ۱۲ منہ [۴] یعنی کافر یا منافق نہیں ہیں ۱۲ منہ [۵] اللہ کے عذاب میں مبتلا ہے اس کی زبان یا حلق یا معدہ میں قوت نہیں رہی ۱۲ منہ

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ۔

کی شکل میں نمودار ہوگا (جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا)

۴۳۱۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ قَالَ مُعٰوِيَةُ مَا هٰذِهِ فِينَا مَا هٰذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ۔

(از قتیبہ بن سعید از جریر از حُصَین بن عبد الرحمٰن) زید بن وہب کہتے ہیں میں نے رَبذہ[1] میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ان سے دریافت کیا آپ نے اس بیابان جنگل میں رہائش کیوں اختیار کی ہے؟ انہوں نے کہا ہم شام میں رہتے تھے[2] میں نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ تو حضرت معاویہؓ کہنے لگے یہ آیت ہم مسلمانوں کے متعلق نہیں (خواہ وہ خزانے جمع کریں مگر زکوٰۃ دیتے رہیں) بلکہ اہل کتاب کے متعلق ہے۔ میں نے کہا نہیں یہ آیت (عام ہے) مسلموں اور غیر مسلموں سب کے لئے ہے[1]

باب ۲۴۰۵ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ

باب يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ کی تفسیر۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ

احمد بن شبیب بحوالہ والدش از یونس از ابن شہاب کہتے ہیں کہ خالد بن اسلم نے کہا ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ روانہ ہوئے[4] انہوں نے فرمایا یہ آیت وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ اس وقت کی ہے جب زکوٰۃ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لیکن جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو

---

[1] بس اس مسئلہ پر مجھ سے معاویہ سے تکرار ہوگئی معاویہ نے میری شکایت حضرت عثمانؓ کو لکھی انہوں نے مجھ کو شام سے بلا بھیجا میں مدینہ آگیا وہاں بھی بہت لوگ میرے پاس اکٹھے ہونے لگے میں نے حضرت عثمان سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا تم چاہو تو کہیں الگ جا کر رہو اس وجہ سے میں یہاں جنگل میں آ کر رہ گیا ہوں ۱۲ منہ [2] اس کو ابوداؤد نے ناسخ اور منسوخ میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں یوں ہے اتنے میں ایک دیہاتی نے ان سے پوچھا اس آیت کا کیا مطلب ہے والذین یکنزون الذهب والفضة اخیر تک ۱۲ منہ [4] مدینے کے قریب ایک مقام کا نام ہے ۱۲ منہ [5] میرے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان شدید اختلاف ہوگیا۔ عبد الرزاق

جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهُوْرًا لِّلْاَمْوَالِ۔

اموال کی طہارت کا ذریعہ بنایا۔

بَابٌ ۲۴۰۶ قَوْلِهٖ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ اَلْقَيِّمُ هُوَ الْقَائِمُ۔

باب اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ کی تفسیر۔

القیم کا معنی سیدھا، درست۔

۴۳۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ۔

(از عبد اللہ بن عبد الوہاب از حماد بن زید از ایوب از محمد از ابن ابی بکرہ) ابو بکرہ (نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا دیکھو زمانہ اسی نقشے پر آ گیا جس نقشے کے ماتحت پیدائش زمین و آسمان کے وقت تھا[1] یعنی ایک سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں چار مہینے قابل احترام ہیں تین تو ساتھ ساتھ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم چوتھا مضر کا رجب[2] جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔

بَابٌ ۲۴۰۷ قَوْلِهٖ ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ مَعَنَا نَاصِرُنَا السَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِّنَ السُّكُوْنِ

باب ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کی تفسیر

مَعَنَا یعنی ہمارا مددگار ہے[3] السَّكِيْنَةُ بروزن فَعِيْلَةٌ سکون سے نکلا ہے[4]۔

۴۳۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

(از عبد اللہ بن محمد از حبان از ہمام از ثابت از انس) حضرت

---

[1] اس حدیث کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے مطلب یہ ہے کہ مشرکوں نے جہالت اور لغو باتوں میں مبتلا تھے یہ ہڑبونگ بھی مچا رکھا تھا کہ کبھی ذوالحجہ کو محرم، محرم کو صفر کر دیتے کبھی صفر کو محرم یہی خبط ایک مدت سے چلا آتا تھا اتفاق سے جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع کیا اس سال حج ذوالحجہ کے صحیح مہینے میں ہوا تو آپ نے فرمایا اب حساب پھر گھوم کر اپنی اصلی حالت پر آ گیا ایسے صحیح صحیح شمار مہینوں کا رکھو چنانچہ آج تک اللہ کے فضل سے قمری سال کا صحیح صحیح حساب باقی ہے ۱۲ منہ

[2] مضر ایک قبیلے کا نام ہے جو رجب کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا اسی لئے رجب کو مضر کا رجب فرمایا ۱۲ منہ

[3] امام بخاری نے اور محدثین کی طرح اللہ تعالیٰ کی معیت کے یہی معنے رکھے کہ وہ علم سے سب کے ساتھ ہے اور مدد سے مومنین کے ساتھ ہے ۱۲ منہ

[4] یہ اللہ کی ایک نعمت ہے جو پیغمبروں اور نیک بندوں کے دلوں پر اتاری جاتی ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ہجرت کے وقت غار (ثور) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے (غار میں سے) کفار کے پاؤں دیکھے (جو ہمارے سر پر کھڑے تھے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں کوئی اپنا پاؤں اٹھا کر (نیچے) دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا (غرض صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے) آپ نے فرمایا۔ ابوبکر! تمہیں معلوم ہے ان دو آدمیوں کو کوئی نقصان پہنچا سکے گا جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو[1]؟

۴۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ۔

(از عبداللہ بن محمد از ابن عیینہ از ابن جریج) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عبداللہ بن زبیر سے جھگڑا ہوا[2] (تو میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی مخالفت کی) ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے وہ بہت اچھے آدمی ہیں ان کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی) ہیں والدہ اسماء رضی اللہ عنہا (صدیق اکبرؓ کی بیٹی) ہیں۔ خالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ دادی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) ہیں[3]۔

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ اس حدیث کی سند کو بیان کیجئے انہوں نے اتنا کہا حَدَّثَنَا (آگے کچھ کہنے والے تھے) کہ ایک آدمی نے انہیں دوسری باتوں میں لگا دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ[3]۔

۴۳۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيدُ

(از عبداللہ بن محمد از یحییٰ بن معین از حجاج از ابن جریج) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس میں (بیعت کا) کچھ جھگڑا ہوا۔ میں صبح کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا کیا آپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنا[4]

---

[1] اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال عقلمند آدمی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک صفت آپ کے سچے پیغمبر ہونے کا عمدہ ثبوت ہے ۱۲ منہ

[2] عبداللہ بن زبیرؓ ابن عباس اور محمد بن حنفیہ سے یہ خواہاں تھے کہ ان سے بیعت کر لیں انہوں نے اس خیال سے تامل کیا کہ ابھی خلافت کا معاملہ خوب جما نہیں ایسا نہ ہو پھر اور کسی سے بیعت کرنا پڑے آخر عبداللہ بن زبیرؓ نے ان دونوں صاحبوں پر سختی کی اور ان کو قید کر دیا مختار بن ابی عبید ثقفی نے یہ حال سن کر ایک فوج بھیجی جس نے ان دونوں کو قید سے نجات دلوائی پھر کہنے لگے کہ تم عبداللہ بن زبیر سے لڑو انہوں نے انکار کیا اور طائف چلے گئے ۱۲ منہ [3] اس صورت میں یہ احتمال رہ گیا کہ شاید سفیان نے یہ حدیث خود ابن جریج بلا واسطہ نہ سنی ہو اسی لئے امام بخاری نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی ابن جریج سے نکالا ۱۲ منہ [4] بنی امیہ تو پہلے عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ اور حرم میں جا کر لڑائی شروع کی تھی لیکن عبداللہ

[5] ابن عباسؓ نے عبداللہ بن زبیر سے بیعت کرنے میں تامل کیا کہا تم عبداللہ بن زبیرؓ کی فضیلت نہیں جانتے ۱۲ منہ [6] یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ الْأَمْرُ عَنْهُ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ رض وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ رض وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رَبُّونِي رَبُّونِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ

چاہتے ہیں اور اللہ کے حرم پاک کی توہین کرنا مناسب سمجھتے ہیں؟ تو کہنے لگے معاذ اللہ یہ معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن زبیر اور بنی امیہ کی ہی تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ وہ حرم پاک کے اندر لڑائی کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ میں تو خدا کی قسم حرم پاک میں کبھی لڑائی جائز نہیں سمجھتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ مجھ سے کہتے ہیں عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کر لو۔ میں نے انہیں یہ جواب دیا کہ اس میں کیا قباحت ہے[۵۱] اس لئے کہ ان کے والد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری (خاص رفیق) تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زبیر کو مراد لیا ہے[۵۲]۔ ان کے نانا غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ ذات النطاق (کمربند والی) تھیں یعنی اسماء بنت ابی بکرؓ[۵۳] ان کی خالہ ام المومنین تھیں یعنی حضرت عائشہؓ ان کی پھوپھی[۵۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص زوجہ محترمہ تھیں یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ان کی دادی تھیں یعنی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب۔ ان (خاندانی فضائل) کے علاوہ بذات خود وہ مسلم کی حیثیت سے ہمیشہ پاکدامن رہے۔ نیز وہ ان کے قاری ہیں۔ خدا کی قسم بنی امیہ کے لوگ اگر مجھ سے اچھا سلوک کریں تو انہیں ایسا کرنا ہی چاہیئے کیونکہ وہ میرے بہت قریبی رشتہ دار ہیں[۵۵] اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو بیشک کریں وہ ہمارے برابر کے عزت دار ہیں۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے تو یہ کیا[۵۶] کہ تُوَیت، اُسامہ اور حُمَید کے لوگوں[۵۷] کو جو بنی اَسَد کی شاخ ہیں ہم پر ترجیح دی۔

---

[۵۱] یہ بات نہیں ہے کہ عبداللہ بن زبیر خلافت کے مستحق نہ ہوں ۱۲ منہ [۵۲] جیسے اوپر حدیث میں گزرا کہ ہر پیغمبر کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ۔ [۵۳] یہ قصہ بھی اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت اسماءؓ نے ہجرت کے وقت اپنا کمربند دو ٹکڑے کر کے ایک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ اور دوسرے سے مشکیزہ باندھ دیا تھا اسی روز سے ان کا لقب ذات النطاق یا ذات النطاقین پڑ گیا تھا ۱۲ منہ [۵۴] یعنی ان کے والد کی پھوپھی کیونکہ حضرت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے اور حضرت خدیجہ خویلد بن اسد کی بیٹی تھیں ۱۲ منہ [۵۵] ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اس جگہ اتنا اور بڑھایا ہے انہی باتوں کو دیکھ کر میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب داری کی۔ بنی امیہ اپنے عزیز لوگوں کی حمایت چھوڑ دی۔ ہوا یہ تھا کہ شروع شروع میں ابن عباسؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بڑی خیر خواہی کی لوگوں کو ان سے بیعت کر لینے کی ترغیب دی جب ان کی خلافت ذرا جمنے لگی تو انہوں نے ابن عباس اور بنی ہاشم سے بے اعتنائی شروع کر دی اپنی قوم والوں یعنی بنی اسد کو پہلے ملاتے ان کے بعد بنی ہاشم اور بنی مطلب کو۔ اس امر سے ابن عباسؓ کو بڑا رنج ہوا اور رنج ہونے کی بات ہی تھی اس موقع پر حضرت عمرؓ ہوتے جنہوں نے اپنی قوم والوں کو ذرا بھی نہ پوچھا اور ہمیشہ بنی ہاشم اور انصار کو سب پر مقدم رکھتے تھے ۱۲ منہ [۵۶] عباس عبدالمطلب کے بیٹے، عبدالمطلب ہاشم کے وہ عبد مناف کے اور امیہ عبدشمس کا بیٹا تھا وہ عبد مناف کا تو عبدالمطلب امیہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہی امیہ مروان کا دادا تھا جس وقت عبداللہ بن زبیر کے خلاف اپنی خلافت جمانا چاہتا تھا آدھے ملکوں پر عبداللہ بن زبیر حکم کرتے تھے آدھے پر مروان یہی حال مروان کے مرنے کے بعد تک رہا پھر اس کے بیٹے عبدالملک نے بہت غلبہ حاصل کیا اور حجاج بن یوسف کو بھیج کر عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا اس وقت عبدالملک کی خلافت جم گئی ۱۲ منہ [۵۷] باوجود اس کے کہ میں نے ان کی خیر خواہی کی اپنے چچا زاد بھائیوں یعنی بنی امیہ کا مطالبہ چھوڑ دیا ۱۲ منہ

وَبَنِيْ اَسَدٍ اِنَّ ابْنَ اَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَاِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ۔

دیکھو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان (کیسے زور سے) ظاہر ہوا۔ بڑی عمدگی سے چل رہا ہے[1] عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے دُم دبالی[2]۔

۷ ۴۳۱۷ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي اَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَاُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِاَبِي بَكْرٍ وَّلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا اَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ اَبِي بَكْرٍ وَّابْنُ اَخِي خَدِيْجَةَ وَابْنُ اُخْتِ عَائِشَةَ فَاِذَا هُوَ يَتَعَلّٰى عَنِّي وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنِّي اَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا اُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَّاِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَاَنْ يَّرُبَّنِي بَنُوْ عَمِّي اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّرُبَّنِي غَيْرُهُمْ۔

(از محمد بن عُبید بن میمون از عیسی بن یونس از عمر بن سعید) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے انہوں نے کہا کیا تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر تعجب نہیں کرتے؟ انہوں نے جب خلافت حاصل کی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کے لئے ایسی محنت و مشقت کروں گا کہ ویسی محنت و مشقت میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی نہیں کی حالانکہ وہ دونوں حضرات ہر بات میں ان (عبداللہ ابن زبیر) سے بڑھ کر تھے[3]۔ میں نے (لوگوں سے) کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے (یعنی پوتے) ہیں اور زبیر کے بیٹے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے (یعنی نواسے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔

لیکن عبداللہ بن زبیر مجھ ہی سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے نہیں چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں۔ میں نے (اپنے دل میں کہا) مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے (مجھے چھوڑ کر بیٹھ رہیں گے)، بہرحال اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے۔ جو ہونا تھا وہ ہوا۔ بنی امیہ جو میرے چچازاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو مجھے اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے[4]۔

باب ۲۴۰۸ قَوْلِهٖ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَاَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ۔

باب وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر۔

مجاہد کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تالیفِ قلب کے لئے خرچ کرتے تھے[5]۔

---

[1] روز بروز اس کا زور بڑھتا جاتا ہے ۱۲ منہ [2] نامردی اختیار کی عبدالملک نے حکومت سنبھالتے ہی عراق کا ملک عبداللہ بن زبیر سے چھین لیا ان کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکہ بھی فتح کر لیا عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے جیسے ابن عباس نے کہا تھا ویسا ہی ہوا عبدالملک عبداللہ بن زبیر کی ضد سے بنی اسد کو سب کے بعد بلایا کرتا ۱۲ منہ [3] لفظی ترجمہ یوں ہے میں اپنے نفس سے ان کے لئے ایسا جھگڑ دوں گا ویسا جھگڑا میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لئے بھی نہیں کیا مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فضائل اور مناقب خیبر لوگوں سے بیان کر کے ان کے دلوں کو ان کی طرف مائل کروں گا ابوبکرؓ و عمرؓ کے وقت میں اس کی حاجت نہ تھی کیونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضائل سے سب لوگ خوب واقف تھے ۱۲ منہ [4] یعنی بنی اسد کی حکومت سے جن میں عبداللہ بن زبیر تھے گویا ابن عباسؓ نے بنی امیہ کی خلافت عبداللہ بن زبیر کی خلافت سے زیادہ پسند کی کیونکہ بنو امیہ قریبی رشتہ دار تھے ۱۲ منہ [5] اس کو لی بلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اسلام کی سیاسی زندگی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے ذکر

۴۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ -

(از محمد بن کثیر از سفیان از والدش از ابن ابی نعم) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بھیجا گیا[1] آپ نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا[2] (وہ سب نومسلم تھے) اور فرمایا (یہ مال ان کو دے کر) میں ان کا دل (اسلام سے) ہلانا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک شخص[3] کہنے لگا۔ یارسول اللہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اس شخص (معترض) کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے باہر ہو جائیں گے[4]۔

بَابٌ ۲۴۰۹ قَوْلِهِ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

يَلْمِزُونَ يَعِيبُونَ جُهْدَهُمْ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ -

باب الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ کی تفسیر -

يَلْمِزُونَ کا معنی عیب لگاتے ہیں۔ طعنہ مارتے ہیں جُهْدَهُمْ اور جَهْدَهُمْ دونوں صحیح ہیں -

(پیش اور زبر سے) محنت مزدوری کر مقدور کے موافق۔ کوشش کے مطابق -

۴۳۱۹ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِئَاءً فَنَزَلَتِ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمُ الْآيَةَ -

(از بشر بن خالد ابو محمد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از ابو وائل) ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا، اس وقت ہم (بطور مزدوری) باربرداری کرتے تھے۔ ایک روز ابوعقیل (اسی مزدوری کے پیسوں سے) آدھا صاع (کھجور کا) لے کر آئے۔ اور ایک صاحب (عبدالرحمان بن عوف) بہت سا مال لائے[5]۔

یہ دیکھ کر منافقین کہنے لگے ابوعقیل کی خیرات کی اللہ کو کیا پرواہ تھی۔ (آدھی صاع کی کیا حقیقت ہے)، اور عبدالرحمٰن بن عوف نے تو ریا کے لئے اتنا بہت سا مال خیرات کیا ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ آخر آیت تک[6]۔

---

[1] حضرت علیؓ نے سونے کا ڈلا بھیجا تھا ۱۲ منہ [2] اقرع اور عیینہ اور زید اور علقمہ ۱۲ منہ [3] ذوالخویصرہ حرقوص بن زہیر ۱۲ منہ [4] اس حدیث کا ذکر کتاب المغازی میں گذر چکا ۱۲ منہ [5] دو ہزار یا چار ہزار یا آٹھ ہزار درہم ۱۲ منہ [6] کم بخت منافقوں کو کسی طرح چین نہ تھا جس بیچارے نے تکلیف اٹھا کر تھوڑی سی خیرات کی اس پر بھی طعنہ کیا اور جس نے اپنی حیثیت کے موافق بہت سا مال اللہ کی راہ میں دیا اس کا بھی پیچھا نہ چھوڑا اس کو ریاکار قرار دیا ہمارے زمانے میں بھی بعضے نام کے مسلمانوں نے منافقوں کا شیوہ اختیار کیا ہے حسد کی راہ سے جو کوئی اللہ کا بندہ نیک کام کرتا ہے تو اس کو ریاکار بتلاتے ہیں ان کم بخت مسلمانوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ ہماری قوم کیسی تباہ حالت میں ہے اس وقت میں جو مسلمان کوئی قومی کام کرے تو سب کو مل کر اس کی خوب تعریف اور شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے تاکہ قومی فائدے میں دوسرے بھی مستعد ہوں نیت کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیں ۱۲ منہ

۴۳۲۰ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ اَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ اَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْٓءَ بِالْمُدِّ وَاِنَّ لِاَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ اَلْفٍ كَاَنَّهٗ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهٖ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ نَعَمْ۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں میں نے ابواسامہ سے دریافت کیا آیا آپ سے زائدہ نے بحوالہ سلیمان از شقیق یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کا حکم دیتے تو اس وقت ہم (صحابہ) میں سے کوئی مزدوری کر کے ایک مُد اناج یا کھجور) لاتا اور آج تو ہم لوگ ایسے امیر ہیں کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک لاکھ درم موجود ہے۔ یہ ابومسعود انصاری نے اپنی طرف اشارہ کیا۔ ابواسامہ نے جواب دیا کہ ہاں۔

بَابٌ ۲۴۱ قَوْلِهٖ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

باب اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ کی تفسیر۔

۴۳۲۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ يُكَفِّنُ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُهٗ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از عبیداللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب عبداللہ بن اُبی (منافق) مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور درخواست کی کہ اپنا کرتہ عنایت فرمائیے تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپؐ نے کرتہ مبارک عنایت فرمایا۔ پھر اس نے درخواست کی آپؐ نماز جنازہ پڑھیے (آپؐ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپؐ کا کپڑا تھاما اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں (منافقوں پر نماز پڑھنے سے آپ کو منع فرمایا ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو ان کے لئے دعا کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار ان کے لئے دعا کرے گا جب بھی اللہ انہیں بخشنے والا نہیں اس لئے میں ستر بار سے زیادہ مرتبہ دعا کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ وہ تو منافق تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمرؓ کی بات نہ مانی) منافق پر نماز پڑھی

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۔

۴۳۲۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّي اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَتَانِ مِنْ بَرَآءَةَ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُمْ فَاسِقُوْنَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْاَتِي

چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ "توان منافقوں میں سے کسی کے مرنے پر نماز جنازہ مت پڑھ اور نہ ان کی قبر پر کھڑا ہو"۔[1]

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عُقیل — یحییٰ کے علاوہ دوسرے شخص (عبداللہ بن صالح لیث کے منشی) کہتے ہیں مجھ سے لیث نے بیان کیا از عُقیل از ابن شہاب از عُبید اللہ بن عبداللہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر (جنازے کی) نماز پڑھنے کے لئے بلائے گئے۔ جب آپ اس پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں فوراً آپ کے قریب ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اُبَیّ کے بیٹے پر نماز پڑھتے ہیں؟ اس نے تو فلاں دن ایسی بات کہی تھی فلاں دن ایسی۔ غرض میں اس کے تمام کرتوت شمار کرنے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا عمر ذرا ہٹو بھی۔ جب میں نے اصرار کیا (کہ آپ اس پر نماز نہ پڑھیئے) تو آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھے اختیار ملا ہے (منافقوں کے لئے دعا کروں یا نہ کروں) میرا اختیار ہے میں دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر بار سے زیادہ مرتبہ دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے دعا کروں گا۔[2]

فاروقِ اعظم حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھ کر واپس آئے تھوڑی دیر کے بعد سورۂ براءت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا — وَهُمْ فَاسِقُوْنَ تک[3] حضرت عمرؓ کہتے ہیں مجھے بعد میں اپنے اوپر تعجب آیا کہ مجھے رسول اللہ

[1] دوسری روایت میں یوں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کرتہ کچھ اس کے کام آنے والا نہیں مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزاروں آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا عبداللہ بن ابی کی قوم کے لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اسلام قبول کر لیا ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی جب زندہ تھا اس نے آنحضرت کو بلا بھیجا اور آپ سے کرتہ مانگا اور دعا کی درخواست کی ۱۲

[2] سبحان اللہ آنحضرت کی شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم کو ایسا مہربان نبی امت کا غمخوار پیغمبر اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا یہ عبداللہ بن ابی وہی تھا جس نے زندگی میں کیا کیا بے ادبی کی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہی تھیں اور جنگ احد میں آپ کو عین وقت پر چھوڑ کر چلا گیا تھا پھر بھی آپ نے اس کی بُری باتوں کا کچھ خیال نہ کیے بغیر اس کے لئے دعا کرنے اور اس پر نماز پڑھنے کو مستعد ہو گئے۔

[3] اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق حکم دیا حضرت عمرؓ کا کیا کہنا، عجب صاحب الرائے مدبر تھے امور انتظامی اور سیاست مدن میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ

بَاب ۲۴۱ قَوْلِهٖ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ -

۴۳۲۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَأَمَرَهٗ أَنْ يُّكَفِّنَهٗ فِيْهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَّقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ أَوْ أَخْبَرَنِيْ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَقَالَ سَأَزِيْدُهٗ عَلٰى سَبْعِيْنَ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ -

صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کی اتنی جرأت کیوں پیدا ہو گئی تھی؟ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول (ہر کام کی مصلحت) بہتر جانتے ہیں۔

باب وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ کی تفسیر۔

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن اُبی (منافق) مر گیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ (جو سچا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اپنا کرتہ اسے عنایت کیا اور فرمایا اسی میں اپنے باپ کا کفن کر۔ پھر اس کے جنازے پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا کرتہ پکڑا اور عرض کیا وہ تو منافق تھا۔ آپ اس پر نماز (کیسے) پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کے لئے دعاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے (منع نہیں فرمایا بلکہ) اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تو ان کے لئے استغفار کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار بھی ان کے لئے استغفار کرے جب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت[1] نہیں کرے گا" میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے استغفار کروں گا۔

حضرت عمر کہتے ہیں آخر آپ نے اس پر نماز پڑھی (میری بات نہ مانی)، ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ، إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ -

---

[1] جب سرور عالم اشرف انبیاء کی دعاء وہ بھی ستر بار کا فرون اور منافقوں کے لئے مؤثر نہ ہو تو اور کسی ولی یا درویش کی کیا بساط ہے کہ اس کی سفارش سے کوئی کافر یا مشرک کی مغفرت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے وہ ایسی جھوٹی حکایتیں اور نقلیں کیونکر مان لیتے ہیں کہ فلاں درویش نے روحوں کا تھیلہ حضرت عزرائیل ؑ سے چھین لیا اور سب کی مغفرت کرا دی یا فلاں درویش کا دھوبی جو مشرک تھا ان کا نام لیتے ہی بخش دیا گیا ۱۲ منہ

باب ۲۴۱۲ قَوْلِهِ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى الْفَاسِقِينَ۔

باب سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ کی تفسیر۔

(از یحییٰ از لیث از عُقیل از ابن شہاب از عبد الرحمٰن بن عبد اللہ) عبد اللہ بن کعب بن مالک کہتے ہیں کعب بن مالک غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے۔ کعبؓ کہتے تھے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی ہدایت کے بعد دوسری کوئی نعمت اس سے بڑھ کر نہیں دی کہ میں نے (غزوۂ تبوک کے معاملے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ حال عرض کر دیا (اپنے قصور کا اعتراف کیا) اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح تباہ ہو جاتا اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ ——— الْفَاسِقِينَ تک[1]۔

باب ۲۴۱۳ قَوْلِهِ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

۴۳۲۵۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ

باب وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ کی تفسیر۔

(از مؤمّل بن ہشام از اسمٰعیل بن ابراہیم از عوف از ابو رجاء) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ انہوں نے نیند سے مجھے جگایا (اور کہیں لے چلے) چلتے چلتے ایک شہر تک پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا تھا۔ وہاں ہمیں کچھ لوگ ملے جن کے

[1] یہ حدیث کتاب المغازی میں مفصل گذر چکی ہے ۱۲ منہ

اٰتِیَانِ فَابْتَعَثَانِیْ فَانْتَهَیْنَا اِلٰی مَدِیْنَةٍ مَّبْنِیَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِیْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَیْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِیْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِیْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

جسم کا ایک حصہ نہایت حسین اور دوسرا نہایت بھیانک تھا میرے ساتھ والے فرشتوں نے ان سے ایک نہر کے اندر جانے کے لئے کہا۔ چنانچہ وہ لوگ اس نہر میں داخل ہوئے۔ (نہائے) وہاں سے جب نکلے تو نہایت خوبصورت ہو چکے تھے آدھا بدن بھی نہایت خوبصورت ہو گیا، فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ جنت العدن ہے اور یہی حضور کے قیام کی جگہ ہے۔ پھر کہنے لگے وہ لوگ جو آدھے بدشکل اور آدھے خوبصورت تھے انہوں نے دنیا میں کچھ اچھے اور کچھ بُرے اعمال کئے تھے اب خداوند عالم نے انہیں معاف فرما دیا ہے[1]۔

باب ۲۴۱ قَوْلِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ۔

باب مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ کی تفسیر۔

۴۳۲۶ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

(از اسحاق بن ابراہیم از عبدالرزاق از معمر از زہری از سعید بن مسیب) مُسَیَّب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ابوطالب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) مرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ (کافروں کے سردار) بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیئے۔ اس کے ذریعہ اللہ کے سامنے (آپ کی نجات کے لئے) دلیل پیش کروں گا۔ یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ انہیں سمجھانے لگے۔ ابوطالب! کیا عبدالمطلب کا دین (آخری وقت) چھوڑ دو گے[2]؟ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں آپ کے لئے برابر استغفار (دعائے مغفرت)

[1] یہ حدیث بالتفصیل کتاب التعبیر میں مذکور ہوگی انشاء اللہ ۱۲ منہ [2] غرض ابوطالب نے کلمہ نہ پڑھا مرتے وقت کہنے لگے میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں ۱۲ منہ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔

کرتا رہوں گا جب تک منع نہ کر دیا جاؤں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔

بَابٌ ۲۴۱۵ قَوْلِهٖ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

باب لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۲۷۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ ح قَالَ اَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ كَعْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔

(از احمد بن صالح از ابن وہب از یونس) دوسری سند (از احمد از عنبسہ از یونس از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن کعب) عبداللہ بن کعب جو اپنے والد حضرت کعبؓ کو ان کے نابینا ہو جانے کے بعد سہارا دیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا کے متعلق جو قصہ بیان کرتے تھے، اس میں میں نے سُنا وہ کہتے تھے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں اپنی توبہ قبول ہونے کے شکریے میں اپنا سارا مال خالص اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کے لئے خیرات کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں تھوڑا مال اپنے لئے بھی رکھ لے۔ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

بَابٌ ۲۴۱۶ قَوْلِهٖ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

باب وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ

ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْہِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

۴۳۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَآ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اَعْیَنَ قَالَ حَدَّثَنَآ اِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ اَنَّ الزُّھْرِیَّ حَدَّثَہٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ وَّھُوَ اَحَدُ الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْہِمْ اِنَّہٗ لَمْ یَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا قَطُّ غَیْرَ غَزْوَتَیْنِ غَزْوَۃِ الْعُسْرَۃِ وَغَزْوَۃِ بَدْرٍ قَالَ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضُحًی وَّکَانَ قَلَّمَا یَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَہٗ اِلَّا ضُحًی وَّکَانَ یَبْدَاُ بِالْمَسْجِدِ فَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ وَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ کَلَامِیْ وَکَلَامِ صَاحِبَیَّ وَلَمْ یَنْہَ عَنْ کَلَامِ اَحَدٍ مِّنَ الْمُتَخَلِّفِیْنَ غَیْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ کَلَامَنَا فَلَبِثْتُ کَذٰلِکَ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ الْاَمْرُ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَھَمُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ یَمُوْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَکُوْنَ مِنَ النَّاسِ

ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْہِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ کی تفسیر۔

(از محمد از احمد بن ابی شعیب از موسیٰ بن عین از اسحاق ابن راشد از زہری از عبدالرحمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک) عبداللہ بن کعب رض کہتے ہیں میں نے اپنے والد کعب بن مالک رض سے سنا وہ ان تینوں میں ایک تھے جن کا قصور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا۔ میرے والد کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی غزوے میں پیچھے نہ رہا صرف دو مرتبہ یعنی غزوۂ عسرہ (غزوۂ تبوک) اور غزوۂ بدر میں البتہ رہ گیا۔ چنانچہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت (غزوۂ تبوک سے واپس) مدینے تشریف لائیں گے تو میں وہی کہوں گا جو حقیقت ہے[1]۔ اور آپ اکثر جب سفر سے تشریف لاتے تو چاشت ہی کے وقت شہر میں آتے، پہلے مسجد میں جاتے وہاں ایک دوگانہ پڑھتے[2] غرض آپ نے لوگوں کو منع کر دیا کہ وہ مجھ سے اور میرے دونوں ساتھیوں (بلال اور مرارہ) سے کوئی بات نہ کرے۔ ہم تینوں کے سوا اور لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے ان کے لئے یہ حکم نہیں دیا۔ اب لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ اس حال میں رہتے ہوئے مجھ پر زندگی دوبھر ہو گئی۔ مجھے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ اگر کہیں میں مر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے جنازے پر نماز نہ پڑھیں۔ یا خدانخواستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت کر جائیں تو میں (تمام عمر) اسی مصیبت میں مبتلا رہوں گا۔ کوئی مجھ سے بات چیت نہ کرے گا۔ مرتے وقت مجھ پر جنازہ

[1] پہلے کعب کے دل میں طرح طرح کے خیال شیطان نے ڈالے تھے کہ کوئی جھوٹا بہانہ کر دینا لیکن اللہ نے ان کو بچا لیا انہوں نے سچ سچ اپنے قصور کا اقرار کر لیا ۱۲ منہ [2] یہ دوگانہ شکریہ کا تھا کہ حق تعالیٰ سفر سے مع الخیر واپس لایا ۱۲ منہ

بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ أَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ قَالَ إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى إِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ أَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ الْآيَةَ۔

نہ پڑھے گا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ہماری معافی کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اس وقت تہائی رات باقی رہی تھی اور آپؐ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے حق میں خاص محسنہ تھیں اور میری مدد کرنا چاہتی تھیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اُم سلمہ! کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہوگئی۔ انہوں نے کہا میں کعب بن مالکؓ کو مبارک باد کہلا بھیجوں؟ آپ نے فرمایا (اتنی رات کو) لوگ ہجوم کر آئیں گے، تمہاری نیند خراب کردیں گے۔ جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی تو لوگوں کو ہماری قبولِ توبہ کی اطلاع دے دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فطرت مبارکہ تھی کہ جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور چمکنے لگتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ ہم تین آدمی جن کا ذکر قرآن میں ہے کہ وہ پیچھے ڈال دیئے گئے (یعنی ہماری نسبت کوئی حکم نہیں ہوا[1]) جب اللہ تعالیٰ نے ہماری معافی کا حکم نازل فرمایا پھر ان کا بھی ذکر آیا جو جہاد میں شامل نہ ہوئے تھے اور جنہوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے) جھوٹے بہانے کئے تھے تو ان کا ذکر بہت بُری طرح کیا گیا ویسا بُرا ذکر اللہ نے کسی کا نہیں کیا۔ فرمایا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ آخر آیت تک۔

[1] وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا کا معنے یہ نہیں ہے کہ ان تینوں پر جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن کا مقدمہ زیر تجویز رکھا گیا تھا اور جن کے باب میں کوئی قطعی حکم نہیں دیا گیا تھا ۱۲ منہ

باب ۱۷۴۱ قَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

۴۳۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَآ اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ اَحْسَنَ مِمَّآ اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

باب يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کی تفسیر۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب بن مالک) عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کو ان کے نابینا ہو جانے کے بعد سہارا دیا کرتے تھے کہتے تھے میں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا اللہ نے کسی کو واقعہ سچ کہنے کی توفیق دے کر اس پر اتنا احسان کیا ہو جیسا کہ مجھ پہ کیا۔ میرے دل میں اس وقت سے جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدمے میں صحیح صحیح عرض کیا تھا، آج تک جھوٹ کا تصور بھی نہیں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مقام پر یہ آیت نازل کی تھی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ —— وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ تک۔

باب ۱۷۴۸ قَوْلِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ مِّنَ الرَّاْفَةِ۔

۴۳۳۰- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِمَّنْ يَّكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍ مَّقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ

باب لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ —— رَءُوْفٌ رَاْفَةٌ سے نکلا ہے (یعنی بہت مہربانی)۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابن سباق) زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتبینِ وحی میں سے تھے کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ

عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ

کہنے لگے عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے کہنے لگے جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان شہید ہو چکے ہیں[1]۔ مجھے اندیشہ ہے اسی طرح اور جنگوں میں دوسرے قاری (عالمِ قرآن) بھی شہید ہو جائیں تو قرآن کا بہت سا حصہ دنیا سے اٹھ جائے گا[2] اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیا جائے تو یہ خطرہ نہ رہے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرا دیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا بھلا میں وہ کام کیسے کروں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا کی قسم یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ یہ کام اچھا ہے[3] اور میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ تقریر سنتے رہے اور خاموش بیٹھے رہے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا دیکھو تم جوان عقلمند آدمی ہو اور ہم تمہیں سچا سمجھتے ہیں تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی قرآن لکھا کرتے تھے اب ایسا کرو قرآن کو (جا بجا سے تلاش کرو) اور سب جمع کراؤ۔

زید بن ثابت رض کہتے ہیں اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے پہاڑ ڈھونے کا حکم دیتے تو مجھے اتنا مشکل معلوم نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنا معلوم ہوا۔ آخر میں نے کہا آپ دونوں ایسا کام کرنا چاہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ نے کہا خدا کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ پھر میں ان سے برابر تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا جیسے اللہ نے ابو بکر رض و عمر رض کا سینہ کھول دیا تھا (میں بھی اس کام کو اچھا سمجھنے لگا) آخر کار میں اٹھا۔ قرآن کی تلاش شروع کی کہیں یہ چوں پر لکھا ہوا تھا، کہیں مونڈھے کی ہڈیوں پر کہیں کھجور کی ڈالیوں پر، بعض لوگوں نے یاد

[1] کہتے ہیں گیارہ سو یا چودہ سو مسلمان اس لڑائی میں شہید ہوئے ان میں ستر شخص قرآن کے قاری بھی تھے ۱۲ منہ [2] کیونکہ اس وقت اکثر لوگ قرآن کو زبانی یاد رکھتے تھے لکھی ہوئی مصحف کا رواج نہ تھا ۱۲ منہ [3] پہلے ابو بکر صدیق رض قرآن جمع کرنے کو ایک نیا کام اور بدعت سمجھے حالانکہ یہ امر بدعت شرعیہ نہ تھا گو نیا کام تھا کیونکہ قرآن کا جمع تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں شروع ہو گیا تھا ۱۲ منہ

التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ اِلٰى اٰخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِيْ جُمِعَ فِيْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهٗ يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ اَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ اَوْ اَبِيْ خُزَيْمَةَ۔

بھی کیا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ بن ثابت انصاری کے سوا اور کہیں نہ پائیں یعنی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ آخر تک[1]۔

پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا گیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ تک ان کے پاس رہا۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ تک ان کے پاس رہا۔ ان کے وصال کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ملا۔

شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا[2]۔

لیث کہتے ہیں مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔ اس میں (خزیمہ کے بدلے) ابو خزیمہ انصاری ہے[3]۔

موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کیا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اس روایت میں بھی ابو خزیمہ ہے[4]۔

موسیٰ بن اسمٰعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے[5]۔

ابو ثابت محمد بن عبیداللہ مدنی کہتے ہیں ہم سے ابراہیم نے بیان کیا۔ اس روایت میں (شک کے ساتھ) خزیمہ او ابو خزیمہ کے الفاظ آئے ہیں[6]۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

سورۂ یونس کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ

ابن عباس نے کہا فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ اس کا

---

[1] حافظ نے کہا صحیح ابوخزیمہ انصاری ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف ابوخزیمہ کے اعتبار پر قرآن میں شریک کردی گئی بلکہ یہ آیت اور لوگوں نے بھی سنی تھی اور یاد بھی مگر لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ ملی ابوخزیمہ کے پاس ملی اس وقت سب نے اس کی تصدیق کی اور قرآن میں اپنے مقام پہ درج کردی گئی ۱۲ منہ [2] عثمان بن عمر کی روایت کو امام احمد اور اسحٰق نے اپنی مسندوں میں اور لیث کی روایت کو خود امام بخاری نے فضائل قرآن اور توحید میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابوالقاسم بغوی نے فضائل قرآن میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے فضائل قرآن میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابوبکر بن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو خود امام بخاری نے

بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ۔

باب ۲۴۱۹ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ تِلْكَ اٰيَاتُ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ اَلْمَعْنٰى بِكُمْ دَعْوَاهُمْ دُعَاؤُهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاتَّبَعَهُمْ وَاَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدْوًا مِّنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَاَمَاتَهٗ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا حُسْنٰى وَزِيَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهٖ الْكِبْرِيَآءُ الْمُلْكُ۔

معنی ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اُگا۔[1]

باب وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ کی تفسیر[2]

زید بن اسلم کہتے ہیں قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔[3] مجاہد کہتے ہیں (قَدَمَ صِدْقٍ سے) خیر یعنی بھلائی مراد ہے۔[4] تِلْكَ اٰيَاتُ میں تِلْكَ جو آیا ہے کے لئے ہے مراد اس سے حاضر ہے یعنی یہ قرآن کی نشانیاں جیسے حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ میں بِهِمْ سے بِكُمْ مراد ہے (یعنی غائب سے حاضر مراد ہے) دَعْوَاهُمْ ان کی دعا اُحِيْطَ بِهِمْ ہلاکت کے قریب پہنچے جیسے اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ یعنی گناہوں نے اُسے ہر طرف سے گھیر لیا۔[5] فَاتَّبَعَهُمْ (حسن کی قراءت ہے) فَاَتْبَعَهُمْ (مشہور قراءت ہے) دونوں کا معنی ایک ہے عَدْوًا۔ عُدْوَان سے نکلا ہے (یعنی شرارت اور زیادتی سے) مجاہد کہتے ہیں وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ سے مراد یہ ہے کہ آدمی جو غصے میں اپنی اولاد یا مال کو کوستا ہے یا اللہ اس میں برکت نہ کیجیئے، یا اللہ اس پر لعنت کر۔[6] لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ یعنی جسے وہ کوستا ہے وہ تباہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ اُسے مار ڈالتا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ میں مجاہد کہتے ہیں زیادہ سے مغفرت (اور رضائے الٰہی) مراد ہے۔[7]

دوسرے لوگ کہتے ہیں وَزِيَادَةٌ سے اللہ کا دیدار مراد ہے۔[8] اَلْكِبْرِيَآءُ سے سلطنت اور حکومت ہے۔

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی ۱۲ منہ [3] اس کو ابن جریر نے کیا ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] تباہی کا وقت آن پہنچا ۱۲ منہ [6] اس کو فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] اس کو فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] ابو قتادہ اور ابوبکر صدیق اور حذیفہ اور ابن عباسؓ اور اکثر سلف سے یہی منقول ہے یہ تفسیر خود مرفوع حدیث میں وارد ہے اس کو امام مسلم اور ترمذی نے صہیب سے نکالا ۱۲ منہ

باب ۲۴۲ قَوْلِهٖ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰىٓ اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ۔

۱۳۳۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَنْتُمْ اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْا۔

باب وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰىٓ اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کی تفسیر۔

نُنَجِّيْكَ یعنی تیری لاش کو نجوہ (اونچی جگہ) پر ڈال دیں گے (جس میں سب دیکھیں اور عبرت لیں)

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ابو بشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت یہودی عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے کہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون پر غلبہ حاصل ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تمہیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہ نسبت یہود کے زیادہ تعلق ہے (یا تم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہو) لہٰذا تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو[1]

سُوْرَةُ هُوْدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ الْاَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ بَادِيَ الرَّاْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ

سورۂ ہود کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

ابو میسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا اَوَّاہٌ حبشی زبان میں مہربان رحم دل کو کہتے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا بَادِیَ الرَّاْیِ کا معنے جو ہم کو ظاہر ہوا اور مجاہد نے کہا

[1] دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو نجات دلوائی اور فرعون کو ڈبو دیا تو باب کی مطابقت حاصل ہوگئی اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمانوں کو سب پیغمبروں سے وہی تعلق ہے جو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم مسلمانوں کو حضرت موسیٰؑ کی محبت یہود سے زیادہ اور حضرت عیسےٰؑ کی محبت نصاریٰ سے زیادہ رکھنا چاہیے ہم مسلمان کسی پیغمبر کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین بھی گوارا نہیں کرنے کے ۱۲ منہ

الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ يَسْتَهْزِءُونَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَقْلِعِي أَمْسِكِي عَصِيبٌ شَدِيدٌ لَا جَرَمَ بَلَى وَفَارَ التَّنُّورُ نَبَعَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ

جودی ایک پہاڑ ہے (اس) جزیرے میں (جو دجلہ اور فرات کے درمیان موصل کے قریب ہے) حسن بصری رح کہتے ہیں اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيمُ یہ فقرہ کفار نے (حضرت شعیب علیہ السلام کو بطور استہزاء کہا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اقلعی کا معنی تھم جا۔ رک جا۔ عصیب کا معنی سخت لاجرم کا معنی کیوں نہیں (یعنی ضرور) فار التنور کا معنی پانی پھوٹ نکلا۔ عکرمہ کہتے ہیں تنور سطح زمین کو کہتے ہیں[1]۔

باب ۲۴۲۱ قَوْلِهِ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ. إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

وَقَالَ غَيْرُهُ وَحَاقَ نَزَلَ يَحِيقُ يَنْزِلُ يَئُوسٌ فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَبْتَئِسْ تَحْزَنْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ شَكٌّ وَامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ مِنَ اللَّهِ إِنِ اسْتَطَاعُوا۔

باب أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ کی تفسیر

عکرمہ کے سوا اور حضرات کہتے ہیں حاق کا معنی اتر پڑا۔ اسی سے یحیق یعنی اترتا ہے اِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ میں یَئُوسٌ کا معنی مایوس ہے یؤس بروزن فعول ہے یَئِسْتُ سے نکلا ہے۔

مجاہد کہتے ہیں تَبْتَئِسْ کا معنی غم نہ کھا۔ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں شک و شبہ کرتے ہیں۔ لِيَسْتَخْفُوا یعنی اگر ہو سکے تو خدا سے پوشیدہ کریں

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنُونِي صُدُورُهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوا

(از حسن بن محمد بن صباح از حجاج بن محمد از ابن جریج) محمد بن عباد بن جعفر کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے سنا اَلَا اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُوْرُهُمْ[2] میں نے دریافت کیا یہ آیت کس ذیل میں نازل ہوئی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کچھ لوگ ننگے ہو کر رفع حاجت کرتے وقت اور جماع

---

[1] یعنی زمین سے پانی پھوٹ کر اوپر آ گیا اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ تنور حضرت آدم علیہ السلام کا تھا ملک شام میں ۱۲ منہ [2] یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ہے اور مشہور قرأت یوں ہے اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔ تَثْنَوْنِي اِثْنَوْنَى سے ہے بروزن اِفْعَوْعَلَ ۱۲ منہ

يَسْتَحْيُوْنَ اَنْ يَّتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ۔

کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (پروردگار سے) شرماتے تھے۔ (شرم کے مارے جھکے جاتے تھے) اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۳۳۳۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَاَ اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قُلْتُ يَا اَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَاَتَهٗ فَيَسْتَحِيْ اَوْ يَتَخَلّٰى فَيَسْتَحِيْ فَنَزَلَتْ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از محمد بن عباد بن جعفر) کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ میں نے کہا اے ابو العباس (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا بعض لوگ اپنی بیویوں سے جماع کرنے یا بیت الخلاء میں ننگے ہونے سے شرماتے (کہ خدا دیکھ رہا ہے) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ[1]

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُوْنَ يُغَطُّوْنَ رُءُوْسَهُمْ سِيْٓءَ بِهِمْ سَاءَ ظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا بِاَضْيَافِهٖ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اُنِيْبُ اَرْجِعُ۔

(از حمیدی از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ۔

عمرو بن دینار کے سوا اور حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کیا[2] کہ وہ يَسْتَغْشُوْنَ کے معنی سر ڈھانپ لینے کے بتایا کرتے ہیں۔ سِيْٓءَ بِهِمْ اپنی قوم سے بدگمان ہوا وَضَاقَ بِهِمْ اپنے مہمانوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوا[3]۔ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ رات کی سیاہی میں[4]۔ مجاہد کہتے ہیں اُنِيْبُ کا معنی رجوع کرتا ہوں (متوجہ ہوتا ہوں)

بَاب ۲۴۲ قَوْلِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ۔

باب وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کی تفسیر۔

۴۳۳۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ

(از ابو الیمان از شعیب از ابو الزناد از اعرج) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں تو خرچ کر (اے انسان) میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا (تجھے دوں گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] یعنی وہ اپنے سینے دہرے کرتے ہیں اللہ سے چھپانا چاہتے ہیں وہ تو کپڑوں کے اندر بھی سب دیکھتا ہے اور جانتا ہے اس سے کچھ چھپا ہوا نہیں ۱۲ منہ [2] اس کو طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے نکالا ہے ۱۲ منہ [3] وہ بہت خوبصورت تھے حضرت لوطؑ سمجھے کہ میری قوم کے لوگ مہمانوں کو ستائیں گے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ۱۲ منہ

يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَ
النَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ
السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي
يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ
يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ اعْتَرَاكَ افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ
أَيْ أَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي آخِذٌ
بِنَاصِيَتِهَا أَيْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ عَنِيدٌ
وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ وَهُوَ تَأْكِيدُ التَّجَبُّرِ
اسْتَعْمَرَكُمْ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ
فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ نَكِرَهُمْ وَأَنْكَرَهُمْ
وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَأَنَّهُ
فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ سِجِّيلٌ
الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ
وَالنُّونُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ ؎

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً
ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ
لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ وَ
وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيرِ
وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ
وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ
بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هٰهُنَا أَنْ
تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے (اس کا خزانہ بے انتہا ہے) کتنا ہی خرچ ہو وہ کم نہیں ہو سکتا۔ رات دن اس کی عنایت عام ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا۔ جب سے آسمان اور زمین بنے ہیں اس وقت سے جو اس نے خرچ کیا تو جو (خزانہ) اس کے قبضے میں تھا وہ ذرا بھی کم نہیں ہوا۔ (آسمان اور زمین کی پیدائش سے پہلے) اس کا تخت پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں (رزق کا) ترازو ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے یہ ترازو جھکا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے[۱]۔ اِعْتَرَاكَ باب افتعال سے ہے عَرَوْتُهُ سے یعنی میں نے اسے پکڑ لیا اسی سے ہے يَعْرُوهُ اور اِعْتَرَانِي آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا یعنی اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہے عَنِيدٌ، عَنُودٌ اور عَانِدٌ سب کا ایک ہی معنی ہے (یعنی سرکش مخالف مغرور) اور یہ جبّار کی تاکید ہے[۲]۔ اِسْتَعْمَرَكُمْ تمہیں آباد کیا عرب لوگ کہتے ہیں أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى یہ گھر میں نے عمر بھر کے لئے اُسے دے دیا نَكِرَهُمْ اور أَنْكَرَهُمْ اور اِسْتَنْكَرَهُمْ سب کے معنے ایک ہیں یعنی انہیں پردیسی سمجھا) حَمِيدٌ، فَعِيلٌ کے وزن پر ہے بمعنی مَحْمُودٌ (سراہا گیا) مَجِيدٌ مَاجِدٌ کے معنی میں ہے۔ (یعنی کرم کرنے والا) سِجِّيلٌ اور سِجِّينٌ دونوں کا معنی سخت اور بڑا[۳] لام اور نون دونوں مستعمل ہیں (ایک دوسرے سے بدلے جاتے ہیں) تمیم بن معقل کہتا ہے ؎ بعض پیادہ دن دہاڑے خود (لوہے کی ٹوپی) پر سجّین[۴] مارتے ہیں اور پہلوان جس ضرب کی وصیت کرتے ہیں ایسی ضرب لگانی چاہیئے۔ وَإِلَى مَدْيَنَ یعنی مَدْيَنَ والوں کی طرف کیونکہ مَدْيَنَ ایک شہر کا نام ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ گاؤں والوں سے دریافت کرو وَاسْأَلِ الْعِيرَ قافلے والوں سے دریافت کرو۔ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا پس پشت ڈال دیا اس کی طرف التفات نہ کیا۔ جب کوئی کسی کا مقصد پورا نہ کرے تو عرب لوگ کہتے ہیں ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي اور جَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا۔ ظِهْرِيٌّ سے

[۱] یعنی جس کو چاہتا ہے اس پر روزی کی کشائش کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے وسعت اور ضیق رزق دونوں اس کے اختیار میں ہیں عقل اور علم اور ہنر روزی کے اسباب میں مگر جب تک اللہ نہ چاہے ان سے کچھ نہیں ہوتا ہنر بکار نیاید چوں بخت بد باشد ۱۲ منہ [۲] اس آیت میں وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۱۲ منہ [۳] مگر لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سِجِّيلٌ سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سِجِّينٌ کوئی چیز جو سخت ہو ۱۲ منہ [۴] سجین ماریں یعنی سخت ماریں یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ شعر سے معلوم نہیں ہوتا کہ سجین اور سجیل کے ایک معنی ہیں ۱۲ منہ

أَرَاذِلُنَا سُقَاطُنَا إِجْرَامِي هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ الْفُلْكُ وَالْفُلْكُ وَاحِدٌ وَجَمْعٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ مُجْرَاهَا مَوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ الثَّابِتَاتُ۔

یہاں کارآمد جانور یا برتن سامخو رہنے والا مراد ہے[1] اَرَاذِلُنَا ہمارے کمینے اور ذلیل افراد اِجْرَامِی میں اِجْرَام اَجْرَمْتُ کا مصدر ہے۔ یا جَرَمْتُ (ثلاثی مجرد) کا فُلْکُ اور فَلَکٌ جمع اور واحد دونوں طرح مستعمل ہے یعنی کشتی یا کشتیاں مَجْرَاھَا کشتی کا چلنا، یہ مصدر ہے اَجْرَیْتُ کا اسی طرح مُرْسٰھَا مصدر ہے اَرْسَیْتُ کا۔ یعنی میں نے کشتی روک لی (لنگر ڈال دیا) بعضوں نے مَرْسٰھَا (بفتح میم) پڑھا ہے رَسَتْ سے۔ اسی طرح مَجْرَاھَا بھی جَرَتْ سے (بعض کے نزدیک ہے) مُجْرِیْھَا وَمُرْسِیْھَا کا معنی اللہ اسے چلانے والا ہے اور اسے ٹھہرانے والا ہے۔ یہ مفعول کے معنی میں ہے اَلرَّاسِیَاتُ یعنی جمی ہوئیں[2]۔

بَاب ۲۴۲۳ قَوْلِهِ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ۔

باب وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ کی تفسیر۔

اَشْہَاد شاہد کی جمع ہے جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے۔

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ يَقُولُ

(از مُسَدَّد از یزید بن زُرَیع از سعید و ہشام از قتادہ) صفوان ابن محرز کہتے ہیں ایک بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص سامنے آیا کہنے لگا اے ابوعبدالرحمن یا (کہا) اے ابن عمر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے (جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں سے کرے گا) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ مومن اپنے رب کے قریب لایا جائے گا۔

ہشام کہتے ہیں کہ مومن اپنے رب کے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ رب اپنی رحمت سے اسے چھپالے گا[3] اس کے تمام گناہ اسے بتائے گا فرمائے گا فلاں گناہ تجھے معلوم ہے؟ مومن عرض کرے گا بیشک پروردگار

[1] یہ عبارت واتخذتموہ وراءکم ظهريا تاخذ معك دابة او وعاء تستظهر به ابوذر کی روایت میں نہیں ہے اور یہی بہتر ہے کیونکہ اس عبارت کا ظاہری مطلب نکلتا ہے کہ قرآن شریف میں جو ظہریا کا لفظ آیا ہے وہ ان معنوں میں ہے حالانکہ قرآن میں ظہریا سے یہ معنی مراد نہیں ہے بلکہ وہی معنے ہے کہ تم نے خدا کو پس پشت ڈال دیا یعنی بالکل بھول گئے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے مجراھا و مرسٰھا بھی پڑھا ہے ۱۲ منہ [3] یہ لفظ سورۂ ہود میں نہیں ہے بلکہ سورۂ سبا میں ہے اس کی تفسیر امام بخاری نے یہاں مرسٰھا کی مناسبت سے کر دی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہے ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کنف کی تاویل کی ہے یعنی اپنی رحمت سے اس کو چھپالے گا ۱۲ منہ

رَبِّ اَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَاَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ اَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

مجھے معلوم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہے گا۔ میں نے تیرا یہ گناہ دنیا میں چھپائے رکھا (لوگوں پر ظاہر نہ کیا) آج میں تجھے یہ گناہ معاف کئے دیتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا[1] دوسرے لوگوں یا کافروں کا یہ حال ہوگا کہ تمام محشر والوں یعنی گواہوں کے سامنے ان کے متعلق یہ اطلاع دی جائے گی کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا (اللہ کی طرف غلط باتیں منسوب کی تھیں) شیبان نے بحوالہ قتادہ اس حدیث کو اس طرح نقل کیا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ یعنی ہم سے صفوان نے بیان کیا[2] (حدیث بالا میں عَنْ صَفْوَانَ ہے)

بَابُ ۲۴۲۴ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ اَعَنْتُهٗ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا فَلَوْلَا كَانَ فَهَلَّا كَانَ اُتْرِفُوْا اُهْلِكُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ۔

باب وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ کی تفسیر۔

اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ مدد جو دی جائے (انعام جو مرحمت ہو) عرب لوگ کہتے ہیں رَفَدْتُهٗ یعنی میں نے اس کی مدد کی تَرْكَنُوْا کا معنی جھکو مائل ہو فَلَوْلَا كَانَ یعنی کیوں نہ ہوئے اُتْرِفُوْا ہلاک کئے گئے۔ ابن عباسؓ نے کہا زَفِيْرٌ زور کی آواز شَهِيْقٌ پست آواز۔ ہلکی آواز۔

۴۳۳۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔

(از صدقہ بن فضل از ابو معاویہ از بریدہ بن ابو بردہ از ابو بردہ) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ظالم کو (دنیا میں کچھ دن) مہلت دیتا ہے۔ پھر جب اسے پکڑ لیتا ہے (معاذ اللہ) تو چھوڑتا نہیں[3]۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔

بَابُ ۲۴۲۵ قَوْلِهٖ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

باب وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ

[1] حساب ختم ہوگا یا نیکیوں کا پروانہ اس کو مل جائے گا ۱۲ منہ [2] شیبان کی روایت کو ابن مردویہ نے وصل کیا۔ امام بخاری نے یہ اس لئے بیان کیا کہ قتادہ تدلیس کیا کرتے ہیں تو ان کا سماع صفوان سے کھول دیا ۱۲ منہ [3] صدا وہ عذاب میں رہے گا اگر مشرک یا کافر ہے ورنہ جب تک ظلم کی سزا پوری نہ ہوگی چھٹنے کا نہیں ۱۲ منہ

طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ وَزُلَفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَّمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَّأَمَّا زُلْفٰى فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اجْتَمَعُوْا أَزْلَفْنَا جَمَعْنَا۔

وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ کی تفسیر۔

زُلَفًا ساعت بہ ساعت، گھڑی گھڑی اسی سے مُزْدَلِفَہ ہے کیونکہ لوگ وہاں رات کی گھڑیوں میں آتے رہتے ہیں۔ زُلَفٌ منزلوں کے معنی میں بھی آتا ہے زُلْفٰی کا لفظ (جو سورۂ صٓ میں ہے) وہ مصدر ہے جیسے قُرْبٰی یعنی قرب۔ نزدیکی۔ اِزْدَلَفُوْا جمع ہو گئے اَزْلَفْنَا (فعل متعدی ہے) یعنی ہم نے جمع کیا۔

۴۳۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمٰنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ قَالَ الرَّجُلُ أَلِيْ هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ۔

(از مُسَدَّد از یزید بن زریع از سلیمان تیمی از ابو عثمان) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) ایک شخص نے غیر عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنا گناہ بیان کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ۔ اس شخص نے عرض کیا آیا یہ معافی (نماز سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہو جانا) خاص میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میری امت کا جو شخص بھی ایسا کرلے۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

سُوْرَةُ يُوْسُفَ

سورۂ یوسف کی تفسیر

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ مُّتَّكَاً الْأُتْرُجُّ وَقَالَ فُضَيْلٌ الْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشَةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ

فُضَیل[2] بحوالہ حُصَین از مجاہد روایت کرتے ہیں کہ مُتَّکَاً کا معنی ترنج ہے۔ خود فضیل کہتے ہیں کہ مُتْکًا حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں[3]۔ سفیان بن عیینہ ایک شخص سے

[1] یعنی گناہ کرکے نادم ہو نماز پڑھے اور توبہ استغفار کرے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ ابن منذر نے اسی حدیث سے یہ نکالا کہ اگر کبھی مرد کو غیر عورت کے ساتھ ایک لحاف میں دیکھیں تب بھی اس پر حد نہ ہوگی ۱۲ منہ [2] یہ کیا راوی ہیں، جن سے ہیں اس روایت کو ابن منذر اور مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكَأً كُلُّ شَيْءٍ
قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُوْ
عِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ
صُوَاعٌ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِي
يَلْتَقِي طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ
الْأَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُفَنِّدُوْنَ
تُجَهِّلُوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ
كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ
غَيَابَةٌ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي
لَمْ تُطْوَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا بِمُصَدِّقٍ لَّنَا
أَشُدَّهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ
يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوْا أَشُدَّهُمْ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ وَ
الْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ
أَوْ لِحَدِيْثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ
الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِي
كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ
عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ
فَرُّوْا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ فَقَالُوْا إِنَّمَا
هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَ
إِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ
ذٰلِكَ قِيْلَ لَهَا مُتْكَاءُ وَابْنُ
الْمُتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ

روایت کرتے ہیں اور وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مُتکًا وہ چیز ہے جو چھری سے کاٹی جائے (میوہ یا سبزی وغیرہ)[1] قتادہ کہتے ہیں ذُوْ علم کا معنی اپنے علم پر عمل کرنے والا۔ عالم باعمل[2]۔ ابن جبیر کہتے ہیں صواع[3] ایک ماپ ہے جیسے مکوک فارسی بھی کہتے ہیں[4]۔ یہ ایک گلاس کی طرح ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے مل جاتے ہیں عجمی لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں[5]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تُفَنِّدُوْنَ کا معنی مجھے جاہل مت کہو[6]۔ دوسرے حضرات مفسرین کہتے ہیں غیابہ وہ چیز ہے جو دوسری چیز کو چھپا دے غائب کر دے جُبٌّ کچا کنواں جس کی بندش نہ ہوئی ہو۔ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا تو ہماری بات کو سچ نہیں سمجھنے والا اَشُدَّهٗ وہ عمر جو زمانۂ انحطاط سے پہلے ہو۔ (تیس سے چالیس برس تک) عرب لوگ کہتے ہیں بَلَغَ اَشُدَّهٗ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہنچا بَلَغُوْا اَشُدَّهُمْ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے بعض کہتے ہیں اشد جمع شد کی ہے مُتَّكَأً مَسْنَد۔ تکیہ جس پر کھانے پینے یا باتیں کرنے کے لئے ٹیک لگاتے ہیں جو کہتا ہے کہ متکا کا معنی ترنج ہے وہ غلط کہتا ہے۔ عربی زبان میں متکا کے معنی ترنج کے بالکل نہیں آئے ہیں جب اس شخص سے جو متکا کے معنی ترنج کہتا ہے اس کی دلیل بیان کی گئی کہ متکا مسند یا تکیہ کو کہتے ہیں تو اس سے بھی بدتر بات کہنے لگا یعنی یہ لفظ مُتک (بہ سکون تاء) ہے حالانکہ مُتک عربی زبان میں عورت کی جائے ختنہ کو کہتے ہیں اسی وجہ سے عورت کو مُتکآء اور مرد کو ابن متکآء (متکاء کا بیٹا) کہتے ہیں اگر بالفرض زلیخا نے ترنج بھی منگوا کر عورتوں کو دیا ہوگا

[1] اس کو خود سفیان بن عیینہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن منذر اور ابن مردویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ ملک عراق میں ایک پیمانہ ہے ۱۲ منہ [5] یہ ایک چاندی کا برتن تھا مصر کا بادشاہ اس میں پانی پیا کرتا تھا پھر اسی سے غلہ ماپنے لگے ۱۲ منہ [6] اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ شَغَفَهَا يُقَالُ إِلَى شِغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ أَصْبُ أَمِيلُ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ مَّا لَا تَأْوِيلَ لَهُ الضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا لَا مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ نَمِيرُ مِنَ الْمِيرَةِ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ آوَى إِلَيْهِ ضَمَّ إِلَيْهِ السِّقَايَةُ مِكْيَالٌ تَفْتَأُ لَا تَزَالُ اسْتَيْأَسُوا يَئِسُوا لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ خَلَصُوا نَجِيًّا اعْتَزَلُوا نَجِيًّا وَالْجَمِيعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ الْوَاحِدُ نَجِيٌّ وَالِاثْنَانِ وَالْجَمِيعُ نَجِيٌّ وَأَنْجِيَةٌ حَرَضًا مُحْرَضًا يُذِيبُكَ الْهَمُّ تَحَسَّسُوا تَخَبَّرُوا مُزْجَاةٍ قَلِيلَةٍ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ۔

تو مسند یا تکیہ لگانے کے بعد دیا ہو گا[1] شَغَفَهَا یعنی ان کے دل کے شغاف (غلاف) میں اس کی محبت سما گئی ہے۔ بعض حضرات نے شعفها (عین مہملہ سے) پڑھا ہے وہ مشعوف سے نکلا ہے[2]۔ أَصْبُ کا معنی مائل ہو جاؤں گا۔ جھک پڑوں گا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ پریشان خواب جن کی کچھ تعبیر نہ دی جا سکے۔ اصل میں أضغاث ضغث کی جمع ہے یعنی تنکوں کا گٹھا اتنا بڑا کہ ہاتھ میں آجائے مثلاً (سورۂ ص میں) خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے۔ اضغاث احلام میں ضغث کے یہ معنی نہیں بلکہ پریشان خواب مراد ہے[3] نَمِيرُ مِيرَةٌ سے نکلا ہے اس کا معنی کھانا[4] وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ایک اونٹ کا بوجھ مزید لائیں گے آوَى إِلَيْهِ اپنے سے ملا لیا (اپنے پاس بٹھا لیا) سِقَايَةٌ کٹورا، برتن، اناج وغیرہ ناپنے والا پیمانہ۔ تَفْتَأُ ہمیشہ رہو گے فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا جب ناامید ہو گئے[5] وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ اللہ سے امید رکھو (اس کی رحمت سے ناامید مت ہو) خَلَصُوا نَجِيًّا الگ جا کر مشورہ کرنے لگے نجی کا معنی مشورہ کرنے والا اس کی جمع أنجية بھی آتی ہے اسی سے ہے يَتَنَاجَوْنَ یعنی مشورہ کر رہے ہیں نجی واحد ہے اور تثنیہ اور جمع نجی اور أنجية دونوں مستعمل ہیں۔ حَرَضًا گلا یا گیا یعنی رنج و غم تجھے گلا ڈالے گا۔ تَحَسَّسُوا جستجو کرو۔ مُزْجَاةٍ تھوڑا، قلیل غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے گا۔

باب ۲۴۲۶ قَوْلِهِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا

باب وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ

[1] ابن عباس، سعید بن جبیر، حسن اور قتادہ نے کہا کہ متکا سے کھانا مراد ہے بعضوں نے کہا وہ کھانا جس کو چھری سے کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں بعضوں نے کہا زلیخا نے ان عورتوں کے ہاتھ میں خربوزہ یا ترنج دیا تھا واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] یعنی جو محبت میں دیوانہ ہو گیا ہو جل گیا ہو حریق العشق ۱۲ منہ [3] یعنی ضغث کے دو معنی آئے ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لئے کھانا لائیں گے ۱۲ منہ [5] کہ یوسف اُن کی بات نہیں ماننے کے ۱۲ منہ

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

۴۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ کی تفسیر۔

(از عبداللہ بن محمد از عبدالصمد از عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار از والدش) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کریم بن کریم بن کریم بن کریم حضرت یوسف بن یعقوب ابن اسحاق بن ابراہیم (خود باعزت، باپ باعزت، دادا باعزت، پردادا باعزت)

بَابٌ ۲۴۲۷ قَوْلِهٖ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ۔

باب لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ کی تفسیر

۴۳۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ قَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَّعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْئَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا تَابَعَهٗ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

(از محمد از عبدہ از عبیداللہ از سعید بن (ابی سعید) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون شخص لوگوں میں زیادہ عزت دار ہے آپ نے فرمایا جو زیادہ پرہیزگار ہو[1]۔ عرض کیا گیا ہم یہ نہیں پوچھنا چاہتے۔ آپ نے فرمایا (خاندان کے لحاظ سے) یوسف پیغمبر ہیں، پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے، پیغمبر کے پرپوتے۔ عرض کیا گیا۔ ہم یہ بھی نہیں پوچھنا چاہتے۔ آپ نے فرمایا تم شاید عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا عربوں کا یہ حال ہے جو لوگ بزمانۂ جاہلیت شریف تھے وہی اسلام کے زمانے میں بھی شریف ہیں بشرطیکہ فہم دین حاصل کریں[2] (اور ایک دوسرے کو نفع پہنچائیں)

عبدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا ہے[3]۔

بَابٌ ۲۴۲۸ قَوْلِهٖ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ۔

باب قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا کی تفسیر۔ سَوَّلَتْ کا معنی اچھا کر دکھلایا۔

۴۳۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از صالح از ابن شہاب

---

[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۱۲ منہ [2] یعنی دین کا علم قرآن و حدیث معلوم ہوا کہ عالم آدمی خواہ نیچ خاندان سے ہو اس جاہل سے کہیں بہتر ہے جس کا خاندان عالی ہو مگر ذاتی علم و لیاقت کچھ نہ رکھتا ہو ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے احادیث الانبیاء میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ قُلْتُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ۔

دوسری سند (از حجاج از عبداللہ بن عمر نمیری از یونس ابن یزید الایلی از زہری) حضرت عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ ابن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ پر تہمت لگانے کا واقعہ بیان کیا۔ جب افترا پردازوں نے ان پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان الزامات سے بری اور پاک ظاہر کر دیا۔ زہری کہتے ہیں ان چاروں اشخاص نے مجھ سے اس واقعہ کا کچھ کچھ حصہ بیان کیا[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا۔ اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب تیرا بری اور پاک ہونا ظاہر کر دے گا اور اگر تو (معاذ اللہ) آلودہ ہے تو اللہ سے بخشش طلب کر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں نے آپ کو جواب دیا کہ اپنی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) کی طرح دیکھتی ہوں کہ انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں (سورۂ نور کی) نازل کیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ الخ دس آیات[2]۔

۲۴۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ اُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا وَعَائِشَةُ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

(از موسیٰ از ابوعوانہ از حُصَین از ابووائل از مسروق بن اجدع) امّ رومان[3] یعنی امّ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں اور عائشہؓ بیٹھی تھیں اتنے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیماری کا حال سن کر فرمایا شاید وہ تہمت کی خبر سن کر بیمار ہو گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں

[1] چاروں شخصوں سے مراد عروہ، سعید، علقمہ اور عبیداللہ ہیں چونکہ چاروں ثقہ اور حافظ تھے اس وجہ سے یہ جہالت مضر نہیں کرتی کہ کس کس نے کونسا ٹکڑا بیان کیا ۱۲
[2] اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں حضرت یوسف کے والد کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہؓ کو رنج اور صدمے میں حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہ رہا انہوں نے یوں کہہ دیا حضرت یوسف کے والد ۱۲ منہ
[3] امّ رومان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں جب تو مسروق نے ان سے سنا جو تابعی ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ امّ رومان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں وفات پا گئی تھیں اور آپ ان کی قبر پر اترے تھے ۱۲ منہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُوِّلَتْ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کر بیٹھی اور کہنے لگی میری اور تمہاری مثال اس وقت وہی ہے جو یعقوب اور ان کے بیٹوں کی تھی۔ بہرکیف جو تم کہہ رہے ہو اللہ اس پر میری مدد کرنے والا ہے۔

باب ۲۴۲۸ قَوْلِهٖ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ۔

باب وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ کی تفسیر۔

عکرمہؒ نے کہا هَيْتَ لَكَ حورانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے آجا۔ اور سعید بن جبیر نے بھی یہی کہا ہے[1]

۴۳۴۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَاِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا مَثْوَاهُ مُقَامُهُ وَاَلْفَيَا وَجَدَا اَلْفَوْا اٰبَاءَهُمْ وَاَلْفَيْنَا وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ۔

(از احمد بن سعید از بشر بن عمر از شعبہ از سلیمان از ابو وائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے هَيْتَ لَكَ (بفتح ہا۔ ہا کی زبر سے) پڑھا اور فرمانے لگے جیسے ہمیں سکھایا گیا ویسا ہی پڑھتے ہیں مَثْوَاهُ کا معنی ان کا ٹھکانا درجہ اَلْفَيَا ان دونے پایا، دیکھا۔ اسی سے ہے اَلْفَوْا اٰبَاءَهُمْ اور اَلْفَيْنَا (دوسری آیات میں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (سورۃ الصافات میں) بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ منقول ہے[2]

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اَبْطَؤُا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ قَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ

(از حمیدی از سفیان از اعمش از مسلم از مسروق) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام قبول نہ کی) اسلام لانے میں دیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی۔ فرمایا یا اللہ ان پر سات برس تک قحط واقع کر دے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس تک

---

[1] عکرمہ کے قول کو ابن جریر نے اور سعید کے قول کو طبری اور ابوالشیخ نے وصل کیا۔ حورانی منسوب ہے حوران کی طرف جو ملک شام میں ایک شہر یا پہاڑ تھا ۱۲ منہ [2] مشہور قرأت بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ہے یہ صیغہ خطاب اس قرأت کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی بعضوں نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے جیسے عجبت کو عجبتُ بصیغہ متکلم پڑھا اسی طرح ہیت کو ہیتُ بالضم بھی پڑھا ہے جیسے ابن مردویہ نے سلیمان تیمی کے طریق سے ابن مسعود سے نقل کیا ۱۲ منہ یہ اس لئے کہا کہ بعض حضرات ہیت لک کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ عبدالرزاق

فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ قَالَ اللّٰهُ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ۔

قحط سالی رہی تھی۔ ان پر قحط بھیج کر مجھے بچا (اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ) ان پر ایسا قحط پڑا جس سے ہر چیز ملیامیٹ ہوگئی۔ آخر میں ہڈیاں (مُردے) تک کھا گئے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو (بھوک کی وجہ سے) اسے دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ دخان میں) فرمایا فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اور فرمایا اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ (عذاب سے یہاں قحط کا عذاب مراد ہے) کیونکہ آخرت کا عذاب کافروں سے ٹلنے والا نہیں خلاصہ یہ کہ دُخان اور بطشہ (جن کا ذکر سورۂ دخان میں ہے) گذر چکا ہے[1]۔

باب ۲۲۸ قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ وَحَاشَ وَحَاشٰى تَنْزِيْهٌ وَّاسْتِثْنَاءٌ حَصْحَصَ وَضَحَ۔

باب فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ کی تفسیر۔

حَاشَ اور حَاشَا (الف کے ساتھ[2]) اس کا معنی مستثنیٰ کرنا، منزّہ اور بے قصور قرار دینا حَصْحَصَ۔ واضح ہوگیا، ظاہر ہوگیا۔

۴۳۴۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

(از سعید بن تلید از عبدالرحمٰن بن قاسم از بکر بن مضر از عمرو بن حارث از یونس بن یزید از ابن شہاب از سعید بن مسیب و ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے وہ ایک زبردست سہارے

---

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں حضرت یوسف کا ذکر ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا آپ ناطا پوری کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اُن کے لئے دُعا کیجئے آپ نے دعا کی اور قریش کا قصور معاف کر دیا جیسے حضرت یوسف نے زلیخا کا قصور معاف کر دیا ۱۲ منہ [2] حاش للہ اور حاشا للہ دونوں طرح قرأتیں ہیں بعضوں نے حاشا للہ تنوین کے ساتھ بھی پڑھا ہے ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ وَنَحْنُ اَحَقُّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ لَهٗ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ

بَابُ ۲۴۲۸ قَوْلِهٖ حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْاَسَ الرُّسُلُ۔

۴۳۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ لَهٗ وَهُوَ یَسْاَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْاَسَ الرُّسُلُ قَالَتْ قُلْتُ اَكُذِبُوْٓا اَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَیْقَنُوْٓا اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ اَجَلْ لَعَمْرِیْ لَقَدِ اسْتَیْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰیَةُ قَالَتْ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ

کا آسرا ڈھونڈھتے تھے اور میں تو اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح برسوں (سات برس تک) قیدخانے میں رہتا تو رہائی کے احکامات قبول کرلیتا اور) بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔ اور ہم سے یہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے (شک ہونا) زیادہ متوقع ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ یقین تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اطمینانِ قلب ہوجائے[1]

باب حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْاَسَ الرُّسُلُ کی تفسیر۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از صالح از ابن شہاب) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ آیا اس آیت حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا تو یہ كُذِبُوْا (بکسرۂ ذال ہے) یا كُذِّبُوْا (بہ تشدید ذال)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا كُذِّبُوْا (بہ تشدید ذال[2]) ہے۔ میں نے عرض کیا اس صورت میں تو مطلب نہیں نکلتا کیونکہ پیغمبروں کو تو یقین تھا کہ ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا، پھر ظَنُّوْا سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا[3]

میں نے عرض کیا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں تو کیا حرج ہے؟ فرمایا معاذ اللہ پیغمبر کہیں اپنے رب کے متعلق ایسا گمان کرسکتے ہیں[4]۔ میں نے عرض کیا تو اس

---

[1] اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی باب کی مناسبت ظاہر ہے کہ اس میں حضرت یوسف کا ذکر ہے اور قیدخانہ کا ۱۲منہ [2] یہ بھی ایک قرأت ہے اور مشہور قرأت کذبوا بہ تخفیف ذال ہے ۱۲منہ [3] مطلب حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ کبھی ظن کا لفظ یقین میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے طبرہ نے قتادہ سے صراحةً ایسا نقل کیا ہے ۱۲منہ [4] اس کا تو مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا کہ اللہ نے جو اُن سے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے (معاذ اللہ) ۱۲منہ [5] حالانکہ مشہور قرأت یوں ہی ہے تخفیف کے ساتھ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں سے جو وعدے فتح و نصرت کئے گئے تھے وہ سب جھوٹ تھے یا کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے ۱۲منہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاۤءُ وَاسْتَاْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِّنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَآءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ۔

آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مان لیا اور ان کی تصدیق کر دی مگر کفار کے ہاتھوں وہ مدت دراز تک پریشان اور مبتلائے مصائب رہے اور اللہ کی مدد آنے میں تاخیر ہوئی اور پیغمبر اپنے مکذبین کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو گئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ ہمارے ماننے والے (مومن) بھی اب ہمیں جھوٹا تصور کریں گے تو اس وقت ان کو اللہ کی مدد آ پہنچی۔

۴۳۴۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوْا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ نَحْوَهٗ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا شاید اس آیت حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْاَسَ الْاٰيَة میں كُذِبُوْا بتخفیف ذال ہے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ پھر درج بالا حدیث بیان کی۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورۂ رعد کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرَهٗ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ اِلٰى خَيَالِهٖ فِي الْمَآءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَنَاوَلَهٗ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهٗ سَخَّرَ ذَلَّلَ مُتَجَاوِرَاتٌ مُتَدَانِيَاتٌ الْمَثُلَاتُ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَّهِيَ الْاَشْبَاهُ وَالْاَمْثَالُ وَقَالَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا پانی کا تصور کرتے ہوئے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسے حاصل نہ کر سکے [1]

دوسرے مفسرین کہتے ہیں سَخَّرَ کا معنی تابعدار کیا۔ مُتَجَاوِرَاتٌ ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب۔ اَلْمَثُلَاتُ مَثُلَةٌ کی جمع یعنی مشابہ اور مماثل۔ دوسری آیت میں ہے اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مقدار کا مطلب بدانداز سے

[1] اس کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ

خَلَوْا مِثْلَ ایّامِ مُعَقِّبَاتٌ مَلٰٓئِکَۃٌ حَفَظَۃٌ تُعَقِّبُ الْاُوْلٰی مِنْهَا الْاُخْرٰی وَمِنْهُ قِیْلَ الْعَقِیْبُ یُقَالُ عَقَّبْتُ فِیْ اَثَرِہٖ اَلْمِحَالُ الْعُقُوْبَۃُ کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَآءِ لِیَقْبِضَ عَلَی الْمَآءِ رَابِیًا مِّنْ رَّبَا یَرْبُوْا اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهٖ جُفَآءً اَجْفَاَتِ الْقِدْرُ اِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَیَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَۃٍ فَکَذٰلِکَ یُمَیِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ اَلْمِهَادُ الْفِرَاشُ یَدْرَءُوْنَ یَدْفَعُوْنَ دَرَاْتُهٗ دَفَعْتُهٗ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ اَیْ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ وَاِلَیْهِ مَتَابِ تَوْبَتِیْ اَفَلَمْ یَیْاَسْ لَمْ یَتَبَیَّنْ قَارِعَۃٌ دَاهِیَۃٌ فَاَمْلَیْتُ اَطَلْتُ مِنَ الْمَلِیِّ وَالْمُلَاوَۃِ وَمِنْهُ مَلِیًّا وَیُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِیْلِ مِنَ الْاَرْضِ مَلًی مِّنَ الْاَرْضِ اَشَقُّ اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّۃِ مُعَقِّبٌ مُغَیِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُتَجٰوِرٰتٌ طَیِّبُهَا وَخَبِیْثُهَا السِّبَاخُ صِنْوَانٌ النَّخَلَاتُ

مُعَقِّبَاتٌ نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد (باری باری) آتے رہتے ہیں[1]۔ اسی سے عقیب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عَقَّبْتُ فِیْ اَثَرِہٖ یعنی میں اس کے نقش قدم پیچھے پیچھے گیا۔ اَلْمِحَالُ کا معنی عذاب کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَآءِ جو شخص دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے۔ رَابِیًا ۔ رَبَا یَرْبُوْا سے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا۔ اَلْمَتَاعُ جس چیز سے فائدہ اٹھائے، اُسے کام میں لائے[2]۔ جُفَآءً اَجْفَاَتِ الْقِدْرُ سے نکلا ہے یعنی ہانڈی نے جوش مارا، جھاگ ابھرے، پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے تو جھاگ بیکار اور ختم ہو جاتا ہے۔ حق بھی باطل کو اسی طرح جدا (اور ختم) کر دیتا ہے[3]۔ اَلْمِهَادُ بچھونا یَدْرَءُوْنَ الگ کرتے ہیں۔ یہ دَرَاْتُهٗ سے نکلا ہے۔ میں نے اسے دور کیا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ یعنی فرشتے مسلمانوں سے کہتے جائیں گے تم سلامت رہو وَاِلَیْهِ مَتَابِ میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اَفَلَمْ یَیْاَسْ کیا انہوں نے نہیں جانا۔ کیا ان پر واضح نہیں ہو گیا۔ قَارِعَۃٌ آفت، مصیبت فَاَمْلَیْتُ میں نے مہلت دی۔ یہ مَلِیٌّ اور مُلَاوَۃٌ سے نکلا ہے اسی سے نکلا ہے فَلَبِثْتُ مَلِیًّا (حدیث) اور وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا (قرآن) کشادہ اور طویل زمین۔ اَشَقُّ ۔ مَشَقَّتٌ سے نکلا ہے۔ یعنی بہت سخت۔ مُعَقِّبٌ بدلنے والا مُتَجٰوِرٰتٌ بعض قطعات زمین زرخیز اور بعض

---

[1] رات کے فرشتے الگ ہیں دن کے الگ ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے رات دن کے فرشتے عصر اور صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں طبری نے نکالا حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آدمی پر کتنے فرشتے مقرر ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر آدمی پر دس فرشتے صبح اور دس فرشتے رات کو معین رہتے ہیں اخیر حدیث تک ۱۲ منہ
[2] اس حدیث میں او متاع زبد مثلہ ۱۲ منہ [3] باطل جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے حق قائم رہتا ہے ۱۲ منہ

اَوْ اَكْثَرُ فِیْ اَصْلٍ وَّاحِدٍ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ وَحْدَهَا بِمَآءٍ وَّاحِدٍ كَصَالِحِ بَنِیْ اٰدَمَ وَخَبِیْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِیْ فِیْهِ الْمَآءُ كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ یَدْعُوا الْمَآءَ بِلِسَانِهٖ وَیُشِیْرُ اِلَیْهِ بِیَدِهٖ فَلَا یَاْتِیْهِ اَبَدًا سَالَتْ اَوْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا تَمْلَاُ بَطْنَ وَادٍ زَبَدًا رَّابِیًا زَبَدُ السَّیْلِ خَبَثُ الْحَدِیْدِ وَالْحِلْیَةِ۔

ناقابلِ کاشت۔ صِنْوَانٌ کھجور کے وہ درخت جن کی جڑ ملی ہوئی ہو (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں)، غَیْرُ صِنْوَانٍ الگ الگ جڑ پر۔ سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں۔ (ایک ہی ہوا اور ایک ہی زمین سے) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ (آدم) کی اولاد ہیں اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ وہ بادل جن میں پانی بھرا ہو اور پانی کے بوجھ سے ثقیل اور وزنی ہوں۔ كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلانے والا اور ہاتھ سے اس طرف اشارہ کرے پانی اس کی طرف کبھی نہیں آئے گا۔ سَالَتْ اَوْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا یعنی نالے اپنے اندازے سے بہتے ہیں یعنی پانی بھر کر زَبَدًا رَّابِیًا ابھرے ہوئے جھاگ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ سے مراد لوہے یا زیورات کا جھاگ۔

بَابٌ قَوْلِهٖ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ غِیْضَ نُقِصَ۔

باب اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ کی تفسیر۔

غِیْضَ کا معنی کم ہوا۔

۴۳۴۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا یَعْلَمُ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِی الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ۔

(از ابراہیم بن منذر از معن از مالک از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ چابیاں ہیں (پانچ راز ہیں) جنہیں اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا

(۱) کل کیا ہوگا؟ اسے اللہ ہی جانتا ہے[1]۔
(۲) پیٹ میں جو کم (یا زیادہ) بچے ہیں اسے بھی اللہ ہی جانتا ہے[2]۔
(۳) بارش کب آئے گی؟ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔
(۴) کسی زندہ چیز کو معلوم نہیں کہ اس پر موت کس زمین میں آئے گی۔
(۵) کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی پیٹ میں ایک بچہ ہے یا دو بچے ہیں یا تین یا چار، بچہ موٹا ہے یا دبلا، گورا ہے یا کالا، لڑکا ہے یا لڑکی کہتے ہیں کہ شریک اپنی ماں کے پیٹ میں اور تین بچوں کے ساتھ تھے امام شافعی سے ایک شخص نے بیان کیا کہ یمن میں ایک عورت نے پانچ بچے جنے ۱۲ منہ

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَيَادِيَ اللَّهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ يَبْغُونَهَا عِوَجًا يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ أَعْلَمَكُمْ آذَنَكُمْ رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ هَذَا مَثَلٌ كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ مَقَامِي حَيْثُ يُقِيمُهُ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَائِهِ قُدَّامِهِ لَكُمْ تَبَعًا وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ بِمُصْرِخِكُمْ اسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي يَسْتَصْرِخُهُ مِنَ الصُّرَاخِ وَلَا خِلَالٌ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ اجْتُثَّتْ اسْتُؤْصِلَتْ

سورۂ ابراہیم کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ھَادٍ کا معنی بلانے والا[1]۔ مجاہد کہتے ہیں صَدِیْدٌ کا معنی پیپ اور لہو[2]۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں اور جو سابقہ واقعات قدرت ہوئے ہیں انہیں یاد کرو[3]۔ مجاہد کہتے ہیں مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کا معنی یہ ہے جن چیزوں سے تم نے دلچسپی ظاہر کی ہے[4] یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا۔ اس میں کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں[5] وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ جب تمہارے رب نے تمہیں خبردار کیا وَرَدُّوْا اَیْدِیَهُمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ یہ عربی زبان میں ایک مثل ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے، اسے بجا نہ لائے۔ مَقَامِیْ وہ جگہ جہاں اللہ تعالیٰ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ مِنْ وَّرَآئِهٖ سامنے سے لَکُمْ تَبَعًا۔ تَبَعٌ تابع کی جمع ہے جیسے غَیَبٌ غائب کی جمع ہے بِمُصْرِخِکُمْ عرب لوگ کہتے ہیں اِسْتَصْرَخَنِیْ اس نے میری فریاد سنی یَسْتَصْرِخُهٗ اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنی فریاد) وَلَا خِلَالٌ۔ خَالَلْتُهٗ خِلَالًا کا مصدر ہے۔ خُلَّةٌ کی جمع بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی یا اس دن دوستیاں نہ ہوں گی۔ اُجْتُثَّتْ جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

---

[1] یہ کلمہ تو سورۂ رعد میں ہے اس آیت میں اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اس لئے اس تفسیر کو سورۂ رعد کی تفسیر میں ذکر کرنا تھا شاید کاتب سے سہو ہو گیا اور اس سورت میں لکھ دیا۔ ابن عباسؓ کے اس قول کو طبری نے نکالا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں اور طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یعنی شبہے ڈال کر لوگوں کو کجی اور صحیح راہ سے پھسلا دینے کے لئے ۱۲ منہ

بَابُ ۲۴۲۸ قَوْلِهٖ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ۔

۴۳۴۹ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْٓ أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَآ أَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْٓ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُوْنَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَأَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا۔

باب كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ کی تفسیر۔

(از عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں آپ نے (حاضرین سے) فرمایا وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے، مسلمان اسی درخت کے مشابہ ہے اور یہ بھی نہیں ہوتا، یہ بھی نہیں ہوتا، یہ بھی نہیں ہوتا[1] ہر وقت میوہ دیتا ہے[2] ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس معاملے میں خاموش ہیں تو مجھے (ان بزرگوں کے سامنے) بات کرنا برا معلوم ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے اٹھے تو میں نے (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ابا جی خدا کی قسم میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ عرض کردوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہیں دیا؟ میں نے کہا آپ حضرات نے کوئی بات نہیں کی میں نے (آگے بڑھ کر) بات کرنا مناسب خیال کیا۔ انہوں نے کہا اگر تو نے یہ بات اس وقت کہہ دی ہوتی تو مجھے اتنے مال (سرخ اونٹ ملنے) سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

بَابُ ۲۴۲۹ قَوْلِهٖ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

باب يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صفتیں اس درخت کی اور بیان فرمائیں جو راوی کو یاد نہ رہیں کہتے ہیں وہ صفتیں یہ تھیں اس کا میوہ موقوف نہیں ہوتا اس کا سایہ نہیں مٹتا اس کا فائدہ معدوم نہیں ہوتا ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب العلم میں گذر چکی ہے اس باب میں لانے سے امام بخاری کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں شجرہ طیبہ سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جوز کا درخت مراد ہے، ناپاک درخت سے اندرائن کا درخت مراد ہے ۱۲ منہ [3] مشیت ایزدی میں غالباً یہ حکمت ہوگی کہ ابن عمرؓ کا ادب بتانا مقصود ہوگا کہ ان کی نیت بھی صحیح تھی بزرگوں کے سامنے علمی جواب دینے سے بھی گریز کیا۔ دوسرے غالباً یہ حکمت ہوگی کہ محالفین عمرؓ کو حضرت عمرؓ کی پختہ ایمانی بتانا مقصود ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے بیٹے کا صحیح جواب دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شاباش حاصل کرنا ان کے نزدیک دنیا کے نہایت قیمتی مال سے بھی زیادہ مرغوب تھا۔ سرخ اونٹ عرب میں سب سے زیادہ قیمتی مال متصور ہوتا تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جیسے حضرت عمرؓ کے خیالات بعض اوقات وحی سے ملتے تھے اسی طرح ابن عمرؓ کے خیالات بعض اوقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے تھے طیلسانی

آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کی تفسیر

۴۳۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از علقمہ از سعد بن عبیدہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ اس آیت يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ سے یہی مراد ہے[1]۔

بَابٌ ۲۴۳ قَوْلِهِ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا

أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا الْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُورُ بَوْرًا قَوْمًا بُورًا هَالِكِينَ۔

باب أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا کی تفسیر

أَلَمْ تَرَ سے مراد أَلَمْ تَعْلَمْ ہے۔ یعنی کیا آپ کو معلوم نہیں؟ جس طرح أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ہے یا جیسے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ آیا ہے۔ بَوَار کا معنی ہلاکت ہے۔ بَارَ يَبُورُ بَوْرًا سے نکلا ہے۔ قَوْمًا بُورًا سے مراد ہلاک ہونے والی قوم۔

۴۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا سے کفار مکہ مراد ہیں۔

سُورَةُ الْحِجْرِ

سورہ حجر کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ

حضرت مجاہد کہتے ہیں صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ کا معنی سیدھا

[1] یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی بات یعنی توحید و رسالت کی شہادت دنیا اور آخرت دونوں جگہ مضبوط رکھے گا تو یہ آیت سوال اور عذاب قبر کے باب میں اتری ہے۔ [2] بعضوں نے کہا عَلَیَّ کا معنی اس آیت میں اِلَیَّ ہے ایک قراءت میں یوں ہے صِرَاطٌ عَلِيٌّ مُسْتَقِيمٌ یعنی بلند سیدھی راہ مجاہد کے اس قول کو طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ عَلَى الطَّرِيقِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ وَقَالَ غَيْرُهُ كِتَابٌ مَّعْلُومٌ أَجَلٌ لَوْمَا تَأْتِينَا هَلَّا تَأْتِينَا شِيَعٌ أُمَمٌ وَالْأَوْلِيَاءُ أَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُونَ مُسْرِعِينَ لِلْمُتَوَسِّمِينَ لِلنَّاظِرِينَ سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ بُرُوجًا مَّنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً حَمَإٍ جَمَاعَةُ حَمَاةٍ وَّهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُونُ الْمَصْبُوبُ تَوْجَلْ تَخَفْ دَابِرَ آخِرَ لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ الْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ الصَّيْحَةُ الْهَلَكَةُ۔

رستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ کی طرف جاتا ہے[1]۔ لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ کھلے رستے پر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لَعَمْرُكَ کا معنی تیری زندگی کی قسم[2]۔ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ لوط علیہ السلام نے انہیں اجنبی (پردیسی) سمجھا۔ دوسرے مفسرین کہتے ہیں كِتَابٌ مَّعْلُومٌ سے مراد معین میعاد۔ لَوْمَا تَأْتِينَا ہمارے پاس کیوں نہیں آتا۔ شِيَعٌ اُمتیں، دوستوں کو بھی کبھی شیع کہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں يُهْرَعُونَ کا معنی دوڑتے ہوئے جلدی کرتے ہوئے[3]۔ لِلْمُتَوَسِّمِينَ یعنی دیکھنے والوں کے لئے۔ سُكِّرَتْ ڈھانکی گئیں۔ بُرُوجًا سورج اور چاند کی منزلیں لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ کے معنی میں آتا ہے جس کا واحد مُلْقِحَةٌ ہے حَمَا حَمَاۃٌ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ مَسْنُونٍ قالب میں ڈالی ہوئی لَا تَوْجَلْ مت ڈر۔ دَابِرَ انجام، آخر (دُم) لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ۔ امام وہ شخص ہے جس کی تو پیروی کرے، اس سے راہ پائے۔ الصَّيْحَةُ ہلاکت۔

باب ۲۴۳ قَوْلِهٖ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ۔

باب إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ کی تفسیر۔

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عکرمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان پر جب کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے پروں پر پھڑپھڑاتے ہیں اور ایسی آواز سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے سے جھنکار سی نکلتی ہے۔

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یہ لفظ اس سورت میں نہیں ہے بلکہ سورت ہود میں ہے وجاءہ قومہ یہرعون الیہ اس ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اپنا عجز اور اطاعت ظاہر کرتے ہیں ڈر جاتے ہیں ۱۲ منہ [4] ابن مردویہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والے (فرشتے) ایسی آواز سنتے ہیں جیسے

عَلٰی صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰی نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَّرْمِیَ بِهَا اِلٰی صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهٗ وَرُبَّمَا لَمْ تُدْرِكْهُ حَتّٰی يَرْمِیَ بِهَا اِلَی الَّذِیْ يَلِيْهِ اِلَی الَّذِیْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ حَتّٰی يُلْقُوْهَا اِلَی الْاَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ حَتّٰی يَنْتَهِیَ اِلَی الْاَرْضِ فَتُلْقٰی عَلٰی فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِیْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ۔

علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان کے علاوہ دوسرے راویوں نے صفوان کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ارشاد فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے (چنانچہ وہ ڈر جاتے ہیں) جب فرشتے حکم الٰہی سننے کے بعد مطمئن ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے خدائی احکامات دریافت کرنے لگتے ہیں (دور والے فرشتے قریبی فرشتوں سے پوچھتے ہیں) نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں سچا ارشاد فرمایا اور وہ بزرگ و برتر ذات ہے۔[1]"

فرشتوں کی یہ گفتگو چوری سے بات اڑانے والے (شیطان) سن پاتے ہیں یہ بات اڑانے والے (شیطان) اوپر نیچے رہتے ہیں۔

سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتایا (کہ اس طرح شیطان اوپر نیچے رہ کر وہاں جاتے ہیں)

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے (فرشتے خبر پاکر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں) وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے کہ اپنے نیچے والے کو کچھ بتا سکے جلا ڈالتا ہے بعض اوقات یہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے (اور وہ اپنے سے نیچے والے کو) اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں یا زمین تک آپہنچتی ہے۔

سفیان (راوی) نے یوں کہا کہ پھر وہ بات نجومی کے منہ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹی (اپنی طرف سے) ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ اس کی کوئی کوئی بات سچ نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے ہمیں فلاں دن یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا اس کی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرالی گئی تھی۔[2]

۴۴۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اِذَا قَضَی اللّٰهُ الْاَمْرَ وَزَادَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عکرمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث درج بالا مروی ہے اس میں یہ عبارت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتے ہیں۔ نیز احدیث بالا میں جہاں ساحر

[1] پھر آپس میں اس ارشاد کا تذکرہ کرتے ہیں طبرانی کی روایت میں یوں ہے جب اللہ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان لرز جاتا ہے اور آسمان والے اس کا کلام سنتے ہیں بیہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں سب سے پہلے جبرئیل سر اٹھاتے ہیں پروردگار جو چاہتا ہے وہ ان سے ارشاد فرماتا ہے وہ حق تعالیٰ کا کلام سن کر اپنے مقام سے چلتے ہیں جہاں جاتے ہیں فرشتے ان سے پوچھتے ہیں حق تعالیٰ نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں یقول الحق وھو العلی الکبیر۔ ان حدیثوں سے پچھلے متکلمین کے تمام خیالات رد ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے اور نفسی ہے اور اس کے کلام میں آواز نہیں ہے معلوم نہیں یہ ڈھکوسلے ان لوگوں نے کہاں سے نکالے ہیں شریعت سے تو صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ اس کی آسمان والے فرشتے آواز سنتے ہیں اور اس کی عظمت سے تھرا جاتے ہیں سجدے میں گر پڑتے ہیں جل جلالہ ۱۲ منہ [2] اس کی سو جھوٹی ہوئی باتوں میں ایک ہی سچی بات تھی جو پوری ہوئی ہے اور جاہل نادان لوگوں کو نجومی پر اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

الْكَاهِنِ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رض قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلَى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

کا لفظ آیا ہے وہاں ساحر کے بعد) کاہن کا لفظ زیادہ کیا۔

علی (راوی) کہتے ہیں ہم سے سفیان نے بحوالہ عمرو از عکرمہ از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتا ہے۔ اور اس روایت میں علیٰ فم السّاحر کا لفظ ہے۔

علی بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے دریافت کیا آیا آپ نے عمرو بن دینار سے خود سُنا کہ انہوں نے کہا میں نے عکرمہ سے سُنا انہیں عکرمہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا؟ انہوں نے (سفیان بن عیینہ نے) جواب دیا ہاں میں نے عمرو بن دینار سے خود سُنا)۔

علی بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ کسی شخص نے تو آپ سے یوں روایت کی کہ آپ نے عمرو سے انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا (یعنی یوں کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فُرِّغَ پڑھا ہے۔

سفیان نے جواب دیا (واقعی) میں نے عمرو کو اسی طرح پڑھتے سُنا۔ چنانچہ مجھے معلوم نہیں (خدا بہتر جانتا ہے) کہ انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں سنا؟ سفیان نے مزید کہا۔ ہماری قرات بھی یہی ہے[1]

باب ۲۴۳۲ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ۔

باب وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ کی تفسیر۔

۴۳۵۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ

(از ابراہیم بن منذر از معن از مالک از عبداللہ بن دینار) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر والوں (قوم ثمود کے تباہ شدہ شہر) سے گذرے تو صحابۂ کرام سے فرمایا۔ تم ان کے گھروں (برباد شدہ شہر) میں

---

[1] مشہور قرات میں فُزِّعَ ہے جب فُزِّعَ زائے معجمہ سے پڑھا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا جب اُن کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے اور جب فُرِّغَ رائے مہملہ سے پڑھا جائے تو معنیٰ یوں ہوگا جب فراغت ہوتی ہے یعنی جب حق تعالیٰ کا ارشاد ختم ہوچکتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی فرّغ رائے مہملہ سے اب یہاں کرمانی نے اعتراض کیا کہ جب سماع کا یقین نہ ہو تو قراءت کیونکر جائز ہوگی حافظ نے جواب دیا شاید سفیان کا یہ مذہب ہو کہ قرات بلاسماع بھی درست ہے جب معنیٰ میں فساد نہ آئے جیسے ابوالدرداءؓ نے ایک شخص کو طعام الاثیم پڑھتے سُنا تو کہاں یوں پڑھ طعام الفاجر۔ اس سے یہ نکلا کہ قرآن شریف میں ایک لفظ کو دوسرے سے بدلنا درست ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حافظ نے کہا متن کی عبارت سے تو یہ نکلتا ہے کہ اگرچہ وہ لفظ ہم معنیٰ نہ ہو جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ

الحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

مت جاؤ۔ اگر جاتے بھی ہو تو (اللہ کے خوف سے) روتے ہوئے جاؤ۔ اگر رونا نہ آئے تو وہاں نہ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ان پر جیسا عذاب آیا تم پر بھی نازل ہو۔

باب ۲۴۳ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

باب وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ کی تفسیر

۴۳۵۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَدَعَانِيْ فَلَمْ آتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از خبیب بن عبدالرحمان از حفص ابن عاصم) ابو سعید بن معلّی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے گذرے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا۔ میں نہیں گیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے جس وقت بلایا تھا اسی وقت تم کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے عرض کیا اس وقت میں نماز میں مشغول تھا آپ نے فرمایا تمہیں فرمان الٰہی یاد نہیں رہا؟ ارشاد فرماتا ہے "اے ایمان والو جب تمہیں تمہارا خدا یا تمہارے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) بلائیں تو فوراً حاضر خدمت ہو"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورت بتاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے یاد دلایا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے اس میں سات آیات ہیں جو (کم از کم) دو دو بار (اور زیادہ سے زیادہ چار بار ہر نماز میں) پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم جو مجھے دیا گیا ہے اس سے بھی یہی سورت مراد ہے۔[1]

۴۳۵۶ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ

(از آدم از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعات ہیں کیونکہ ایک رکعت میں الحمد دو بار نہیں ہو سکتے۔ ایک صوفیانہ نکتہ یہاں یہ معلوم ہوا کہ کلمہ الحمد للہ رب العلمین بہت عظیم ہے کیونکہ آپ نے سورۂ فاتحہ کا اشارہ صرف اس آیت سے کیا بعض صوفیا نے الحمد للہ رب العلمین کا درجہ کلمہ طیبہ سے بھی زیادہ کہا ہے احقر کے نزدیک ان کی ایک دلیل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سورۂ فاتحہ کا مرکز بھی الحمد للہ رب العلمین ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے کئی ناموں کا اشارہ اس آیت میں ہے اور توحید بھی ثابت اس طرح ہوتی ہے کہ رب العلمین بھی صرف ایک ہی ہو سکتا ہے بہرحال الحمد للہ رب العلمین کم از کم قرآن کے سات مضامین میں سے ایک مستقل مضمون تو بلاشبہ ہے کیونکہ یہ ایک آیت ہے اور فاتحہ کی ہر آیت قرآن کے سات مضامین میں سے ایک مضمون کا مرکز ہے اور سات مضامین میں اس کی اولیت اور اہمیت واضح ہے۔ صرف الحمد للہ کی فضیلت بھی احادیث میں ثابت ہے اور وہ تو اس آیت کا بالکل آغاز کا کلمہ ہے بہرحال یہ عظیم صفات کی سورت ہے اور الحمد للہ رب العلمین عظیم آیت ہے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ اور اس سورۃ کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے آمین عبدالرزاق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ۔

اُمّ القرآن (سورۂ فاتحہ) یہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے۔

باب ۲۴۳ قَوْلِهٖ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ۔

باب اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ کی تفسیر۔

اَلْمُقْتَسِمِیْنَ الَّذِیْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ لَآ اُقْسِمُ اَیْ اُقْسِمُ وَیُقْرَأُ لَاُقْسِمُ قَاسَمَهُمَا حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ یَحْلِفَا لَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقَاسَمُوْا تَحَالَفُوْا۔

اَلْمُقْتَسِمِیْنَ سے وہ کفار مراد ہیں جنہوں نے رات کے وقت صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کی) قسم کھائی تھی[1]۔ اسی سے نکلا ہے لَآ اُقْسِمُ (میں قسم کھاتا ہوں) بعض حضرات اسے لَاُقْسِمُ (لام تاکید سے) پڑھا ہے۔

قَاسَمَهُمَا بھی اسی سے ہے یعنی شیطان نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا سے قسم کھائی اور آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے قسم نہیں کھائی تھی[2]۔

مجاہد کہتے ہیں تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ لِلنَّاسِ میں تَقَاسَمُوْا کا یہ معنیٰ ہے کہ صالح علیہ السلام کو رات کے وقت جاکر قتل کرنے کی انہوں نے قسم کھائی تھی[3]۔

۴۳۵۷۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ جَزَّءُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ سے اہل کتاب (یہود) مراد ہیں۔ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ کچھ مانا اور کچھ حصے پر ایمان نہ لائے۔

۴۳۵۸۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَکَفَرُوْا بِبَعْضٍ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی۔

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اعمش از ابوظبیان) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ میں مُقْتَسِمِیْنَ سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں کہ قرآن کے بعض احکام تسلیم کئے اور بعض کا انکار کیا۔

---

[1] تو امام بخاری نے مقتسمین کو قسم سے رکھا بعضوں نے کہا یہ قسمت سے نکلا ہے جس کے معنے بانٹنے کے ہیں یعنی جن لوگوں نے قرآن کو تکا بوٹی کر لیا تھا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے اس کے کئی مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر صاحب کو کوئی جادوگر کہتا کوئی مجنون کوئی کاہن دوسرے یہ کہ قرآن سے ٹھٹھا کرتے تھے کوئی کہتا مکھی والی سورۃ میری ہے کوئی کہتا مچھر والی سورۃ میری ہے کوئی کہتا مکڑی والی سورت میری ہے۔ مجاہد نے کہا یہود مراد ہیں جو اللہ کی کچھ کتاب پر ایمان لائے تھے کچھ نہیں مانتے تھے ۱۲ منہ [2] تو مفاعلت کے اصلی معنے یعنے مشارکت یہاں مراد نہیں ہیں ۱۲ منہ

[3] صاحب فیض الباری سے تعجب ہوتا ہے انہوں نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ کفار قریش نے اللہ کی قسم کھائی کہ ہم آنحضرت کو ہلاک کر ڈالیں گے حالانکہ یہ آیت قوم صالح کے باب میں ہے۔ کفار قریش اس وقت کہاں تھے۔ مجاہد کی اس تفسیر کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ٢٤٣٥ قَوْلِهٖ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ
قَالَ سَالِمٌ اَلْمَوْتُ۔

باب وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ کی تفسیر۔
سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اس آیت میں یقین سے موت مراد ہے[۱]۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرِيْلُ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ فِيْ ضَيْقٍ يُقَالُ اَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِّثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَّلَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض فِيْ تَقَلُّبِهِمْ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيْدُ تَكَفَّأُ مُفْرَطُوْنَ مَنْسِيُّوْنَ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَّمُؤَخَّرٌ وَّذٰلِكَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُسِيْمُوْنَ تَرْعَوْنَ

سورۂ نحل کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا
نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ میں روح الامین سے روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں[۲]۔ فِيْ ضَيْقٍ عرب لوگ کہتے ہیں اَمْرٌ ضَيْقٌ یا اَمْرٌ ضَيِّقٌ جیسے هَيْنٌ اور هَيِّنٌ اور لَيْنٌ اور لَيِّنٌ اور مَيْتٌ اور مَيِّتٌ۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں فِيْ تَقَلُّبِهِمْ کا معنی ان کے اختلاف میں[۳]۔ مجاہد کہتے ہیں تَمِيْدُ کا معنی جھک جائے۔ الٹ جائے[۴]۔ مُفْرَطُوْنَ کا معنی بھلائے گئے[۵]۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اس آیت میں عبارت مقدم مؤخر ہو گئی ہے کیونکہ اعوذ باللہ قرآن سے پہلے پڑھنا چاہیے۔ استعاذہ کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تُسِيْمُوْنَ کا معنی چراتے ہو[۶]۔

[۱] اس کو اسحاق بن ابراہیم بستی اور فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا مرفوعاً حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی وفات پر فرمایا اما هو فقد جاءه اليقين اب جن صوفیوں نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ پروردگار کی عبادت یعنی نماز روزہ مجاہدہ اس وقت تک ضروری ہے جب تک یقین یعنی فنا فی اللہ کا مرتبہ پیدا نہ ہو جائے اس کے بعد عبادات کی حاجت نہیں اُن کا قول غلط ہے۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی عوارف میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ ملحد ہے عبادات اور دین کے فرائض کسی کے ذمہ سے مرنے تک ساقط نہیں ہوتے بشرطیکہ عقل اور ہوش باقی ہو اور ان صوفیوں پر تعجب ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام تو تا دم وفات عبادت اور مجاہدہ میں معروف رہے اُن کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا اور تم اُن کے ادنیٰ غلام، تم کو یہ رتبہ مل گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے توبہ کرو اور استغفار پڑھو ۱۲ منہ
[۲] یہ ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رض سے نکالا ۱۲ منہ [۳] اس کو طبری نے وصل کیا دوسروں نے کہا اپنے سفروں میں اور ابن جریج نے کہا اُن کے آنے جانے میں ۱۲ منہ
[۴] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [۶] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ

شَاكِلَتِهِ نَاحِيَتِهِ قَصْدُ السَّبِيلِ الْبَيَانُ الدِّفْءُ مَا اسْتَدْفَأْتَ تُرِيحُونَ بِالْعَشِيِّ وَتَسْرَحُونَ بِالْغَدَاةِ بِشِقِّ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ عَلَى تَخَوُّفٍ تَنَقُّصٍ الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذَلِكَ النَّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ سَرَابِيلَ قُمُصٌ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَأَمَّا سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ دَخَلًا بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفَدَةً مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ السَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ أَنْكَاثًا هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ۔

شَاكِلَتِهِ اپنے اپنے طریقے پر قَصْدُ السَّبِيلِ راہ راست بیان کرنا - الدِّفْءُ وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے (سردی دور ہو) تُرِيحُونَ شام کے وقت لاتے ہو۔ تَسْرَحُونَ صبح کے وقت چرانے لے جاتے ہو بِشِقِّ تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے عَلَى تَخَوُّفٍ نقصان کر کے وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً میں انعام نعم کی جمع ہے۔ مذکر و مؤنث دونوں کو انعام اور نعم کہتے ہیں سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ سرابیل سے کرتے مراد ہیں سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ میں سرابیل سے زرہیں مراد ہیں دَخَلًا بَيْنَكُمْ جو ناجائز بات ہو اُسے دخل کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[1] حَفَدَةً آدمی کی اولاد[2] سَكَرًا نشہ آور شراب جو حرام ہے رِزْقًا حَسَنًا جسے اللہ نے حلال کیا۔ حلال چیزیں۔

سفیان بن عیینہ[3] نے صدقہ ابو الہذیل سے نقل کیا ہے کہ أَنْكَاثًا سے مراد ٹکڑے ٹکڑے۔ یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا[4] جو مکے میں رہتی تھی) سوت کات کات کر آخر میں توڑ توڑ کر پھینک دیتی[5] ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں أُمَّةً کا معنی مُعَلِّمُ الْخَيْرِ (اچھی باتوں کی تعلیم دینے والا) قَانِتٌ کا معنی فرمانبردار۔

بَابُ ۲۴۳۶ قَوْلِهِ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ۔

باب وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ کی تفسیر۔

۴۳۵۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض

(از موسیٰ بن اسماعیل از ہارون بن موسیٰ ابو عبداللہ اعور از شعیب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا

[1] اس کو طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] بیٹے پوتے نواسے وغیرہ (یا بیٹیاں یا سسرال والے یا خادم) ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] مقاتل نے کہا اس کا نام ریطہ بنت عمرو بن کعب تھا۔ بلاذری نے کہا وہ اسد بن عبد العزیٰ کی والدہ تھی ۱۲ منہ [5] اس کو حاکم اور فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ الْکَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ

ہوں بخیلی، سستی، سخت بڑھاپے، عذاب قبر، فتنۂ دجّال اور فتنۂ حیات و موت سے"۔

سُوْرَۃُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ

سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا

۴۳۶۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَ الْکَھْفِ وَمَرْیَمَ اِنَّھُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَھُنَّ مِنْ تِلَادِیْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ یَھُزُّوْنَ وَقَالَ غَیْرُہٗ نَغَضَتْ سِنُّکَ اَیْ تَحَرَّکَتْ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَخْبَرْنَاھُمْ اَنَّھُمْ سَیُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَآءُ عَلٰی وُجُوْہٍ وَّقَضٰی رَبُّکَ اَمَرَ رَبُّکَ وَمِنْہُ الْحُکْمُ اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَھُمْ وَمِنْہُ الْخَلْقُ فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ نَفِیْرًا مَّنْ یَّنْفِرُ مَعَہٗ وَلِیُتَبِّرُوْا یُدَمِّرُوْا مَا عَلَوْا حَصِیْرًا مَّحْبِسًا مَّحْصَرًا فَحَقَّ وَجَبَ مَیْسُوْرًا لَّیِّنًا خِطْأً اِثْمًا وَّھُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتُ وَالْخَطَاُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرُہٗ مِنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰی اَخْطَاْتُ لَنْ تَخْرِقَ لَنْ تَقْطَعَ وَاِذْ ھُمْ نَجْوٰی مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَیْتُ فَوَصَفَھُمْ بِھَا وَالْمَعْنٰی یَتَنَاجَوْنَ رُفَاتًا

(از آدم از شعبہ از اسحاق از عبدالرحمٰن بن یزید) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف اور سورہ مریم اعلیٰ سورتیں ہیں ان تینوں کو میں نے بہت پہلے یاد کرلیا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں فَسَیُنْغِضُوْنَ سر ہلائیں گے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نَغَضَتْ سِنُّکَ سے لیا گیا ہے یعنی تیرا دانت ہل گیا۔ قَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دے دی کہ وہ آئندہ فساد کریں گے۔ اور قضٰی کے مختلف معانی آئے ہیں جیسے وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ میں یہ معنی ہے کہ اللہ نے حکم دیا۔ اور فیصلہ کرنے کے مفہوم میں بھی آیا ہے جیسے اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَھُمْ فِیْمَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ میں اور قضا پیدا کرنے کے مفہوم میں بھی آیا ہے جیسے فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ میں۔

نَفِیْرًا وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلیں۔ وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا یعنی جن شہروں پر غالب ہوں انہیں تباہ کریں۔ حَصِیْرًا قید۔ حَقَّ واجب ہوا ثابت ہوا۔ مَیْسُوْرًا۔ نرم، ملائم۔ خِطْأً گناہ۔ یہ اسم ہے خَطِئْتُ سے اور خَطَأً (بفتح خاء) مصدر ہے بمعنی گناہ کرنا۔ خَطِئْتُ بکسر طاء اور اَخْطَأْتُ دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے (میں نے گناہ کیا)۔ لَنْ تَخْرِقَ تو زمین کو طے نہیں کرسکے گا کیونکہ زمین بہت بڑی ہے۔ نَجْوٰی مصدر ہے نَاجَیْتُ سے۔ یہ ان لوگوں کی صفت بیان کی یعنی

حُطَامًا وَاسْتَفْزِزْ اسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانِ وَالرَّجْلُ وَالرِّجَالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ حَاصِبًا الرِّيحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِي الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ تَارَةً مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تِيَرَةٌ وَتَارَاتٌ لَأَحْتَنِكَنَّ لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ طَائِرَهُ حَظُّهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا۔

آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ رُفَاتًا ریزہ ریزہ۔ اِسْتَفْزِزْ دیوانہ کردے۔ بِخَيْلِكَ اپنے سواروں سے رَجِل پیدل چلنے والے۔ اس کا واحد رَاجِل ہے جیسے صَاحِب کی جمع صَحْبٌ ہے اور تَاجِر کی جمع تَجْرٌ ہے۔ حَاصِبًا آندھی۔ حَاصِب اسے بھی کہتے ہیں جو ہوا اُڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہی جہنم کا حصہ ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حَصَبَ فِي الْأَرْضِ زمین میں گھس گیا۔ یہ حَصَب حَصْبَا سے نکلا ہے۔ حَصْبَاء پتھروں کے معنی میں آیا ہے۔ تَارَةً ایک بار۔ اس کی جمع تِيَرَةٌ اور تَارَاتٌ ہے۔ لَأَحْتَنِكَنَّ انہیں تباہ کر دوں گا عرب لوگ کہتے ہیں اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ۔ اُسے جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اس نے معلوم کر لیں۔ کوئی بات باقی نہ رہی۔ طَائِرَهُ اس کا نصیب۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے[1] اس کا معنی دلیل اور حجت ہے۔ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ یعنی اس نے کسی سے اس لئے دوستی نہیں کی ہے کہ وہ اسے ذلت سے بچائے[2]۔

بَاب ۲۴۳ قَوْلِهِ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

باب أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر۔

۴۳۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ

(از عبدان از عبداللہ از یونس)

دوسری سند (از احمد بن صالح از عنبسہ از یونس از ابن شہاب از ابن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس شب میں بیت المقدس تشریف لے گئے آپ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے، ایک شراب کا ایک دودھ کا۔ آپ نے دونوں کو دیکھ کر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس خدا کے لئے حمد ہے

---

[1] جیسے اس سورت میں دو جگہ آیا ہے فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا دوسرے وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا ۱۲ منہ [2] مصیبت کے وقت کام آئے یہ اس آیت کی تفسیر وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ یعنی پروردگار کا کوئی ایسا ولی نہیں ہے جیسے مخلوقات میں ہوتا ہے کسی سے دوستی اور عہد اس لئے کرتے ہیں کہ دشمن کی تکلیف سے اُس کو بچائے محفوظ رکھے پروردگار کا کوئی مقابل ہی نہیں ہو سکتا۔ اُس کو کسی مددگار کی حاجت نہیں ۱۲ منہ

فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

جس نے آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔[1]

۴۳۶۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهُ قَاصِفًا رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ ضِعْفَ الْحَيَاةِ عَذَابَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ عَذَابَ الْمَمَاتِ خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ وَنَأَى تَبَاعَدَ شَاكِلَتِهِ نَاحِيَتِهِ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهِ صَرَّفْنَا وَجَّهْنَا قَبِيلًا مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ قَتُورًا مُقَتِّرًا لِلْأَذْقَانِ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ

(از احمد بن صالح از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از ابوسلمہ)
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب کفار قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر (یعنی حطیم) میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت سے) بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں ان کفار کو وہاں کی نشانیاں بتانے لگا۔ میں اُس وقت بیت المقدس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

یعقوب بن ابراہیم کہتے ہیں ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے بیان کیا انہوں نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے مندرجہ بالا حدیث نقل کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب مجھے رات کے وقت بیت المقدس تک لے گئے کفار قریش نے مجھے جھٹلایا قَاصِفًا وہ آندھی ہے جو ہر چیز کو تباہ کر دے۔ کَرَّمْنَا اور أَكْرَمْنَا دونوں کا ایک معنی ہے۔ ضِعْفَ الْحَيَاةِ زندگی کا عذاب، ضِعْفَ الْمَمَاتِ موت کا عذاب خِلَافَكَ اور خَلْفَكَ دونوں کا ایک معنی ہے یعنی تمہارے بعد۔ نَأَى دور ہوا۔ شَاكِلَتِهِ اپنے رستے پر (یا اپنی نیت پر) شکل سے نکلا ہے (جوڑا اور شبیہ) صَرَّفْنَا سامنے لائے بیان کئے قَبِيلًا آنکھوں کے سامنے۔ دوبدو۔ بعض کہتے ہیں یہ قابلہ سے نکلا ہے جس کے معنی دائی (جنانے والی زچگی کرانے والی) کیونکہ وہ بھی (زچگی کراتے وقت) عورت کے مقابل ہوتی ہے۔ اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے۔ اِنْفَاق مفلس ہو جانا کہتے ہیں أَنْفَقَ الرَّجُلُ جب وہ مفلس ہو جائے۔ نَفِقَ الشَّيْءُ جب کوئی شے تمام ہو جائے۔ قَتُورًا بخیل۔ أَذْقَان۔ ذَقَن کی جمع ہے۔ مجاہد کہتے ہیں مَوْفُورًا کا معنی وافر

[1] دودھ فطری غذا ہے اسی طرح اسلام کا دین بھی آدمی کا پیدائشی دین ہے شراب آدمیوں کا بنایا ہوا ہوتا ہے وہ فطری غذا نہیں ہے تمام خرابیوں کی جڑ ہے ۱۲ منہ
[2] اور میں نے صبح کو معراج کا قصہ کیا ۱۲ منہ [3] اس کو طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

مُجَاهِدٌ مَّوْفُوْرًا وَافِرًا تَبِيْعًا ثَائِرًا وَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَّصِيْرًا خَبَتْ طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّا تُبَذِّرْ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ مَّثْبُوْرًا مَلْعُوْنًا لَا تَقْفُ لَا تَقُلْ فَجَاسُوْا تَيَمَّمُوْا يُزْجِي الْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ لِلْوُجُوْهِ۔

ہے۔ (یعنی پورا) تَبِیْعًا بدلہ لینے والا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اس کا معنیٰ ہے مددگار۔ خَبَتْ۔ بجھ گئی۔ بجھ جائے گی۔

ابن عباس کہتے ہیں لَا تُبَذِّرْ کا معنیٰ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر۔ اِبْتِغَاءَ رَحْمَۃٍ روزی کی تلاش میں مَثْبُوْرًا ملعون۔ لَا تَقْفُ مت کہہ۔ جَاسُوْا انہوں نے قصد کیا۔ یُزْجِی الْفُلْکَ کشتی چلاتا ہے یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ منہ کے بل گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔

باب ۲۴۳۸ قَوْلِهٖ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الْاٰيَةَ

باب وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الْاٰيَةَ کی تفسیر۔

۴۳۶۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ اِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از منصور از ابو وائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جاہلیت کے زمانے میں کسی قبیلے کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی تھی تو ہم کہتے اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ۔

۴۳۶۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ وَقَالَ اَمِرَ۔

(از حمیدی از سفیان) درج بالا حدیث مروی ہے اس میں بھی اَمِرَ ہے (میم کی زیر ہے)[1]

باب ۲۴۳۹ قَوْلِهٖ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا

باب ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا کی تفسیر۔

۴۳۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ النَّاسَ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از ابو حیان تیمی از ابو زرعہ بن عمرو بن جریر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ اس میں سے دست کا گوشت اٹھا کر دیا گیا وہ آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ نے دانت مبارک سے اسے ایک بار چبا کر فرمایا۔ قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے؟ اللہ تعالیٰ اول و آخر کے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ پکارنے والا انہی

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] امام بخاری کا مطلب اس روایت کے لانے سے یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا یہ بکسر میم ہے ابن عباس کی یہی قرأت ہے اور مشہور قرأت بفتح میم ہے۔ ابن عباس کی قرأت پر معنی یہ ہوگا جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں بدکاروں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں ۱۲ منہ

الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْکَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَلَا یَحْتَمِلُوْنَ فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَیْکُمْ بِاٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ فَسَجَدُوْا لَکَ اشْفَعْ لَنَآ اِلٰی رَبِّکَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰٓی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰی نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اِنَّکَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰٓی اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاکَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا اشْفَعْ لَنَآ اِلٰی رَبِّکَ اَلَا تَرٰی

آواز انہیں سنا سکے گا اور دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے گا[۱]۔ سورج قریب آجائے گا۔ لوگوں کو اتنا غم اور تکلیف ہوگی کہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ آخر آپس میں کہیں گے دیکھتے ہو کیسی مشکل آپڑی ہے؟ کسی ایسے شخص کی تلاش کیوں نہیں کرتے جو پروردگار کے ہاں شفاعت کرے۔ چنانچہ مشورہ کر کے کہیں گے، حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلیں۔ ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے آپ پوری انسانیت کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھ (قدرت) سے (سب سے پہلے) پیدا کیا، اپنی (پیدا کردہ) روح آپ میں ڈالی[۲] اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری سفارش کیجئے۔ آپ دیکھتے ہیں ہم کتنی بڑی تکلیف میں ہیں۔ ہماری مشکل کس حد تک پہنچ چکی ہے۔ (پسینہ پسینہ، بھوکے پیاسے، ترساں لرزاں) حضرت آدم ؑ کہیں گے۔ آج رب تعالیٰ ایسے جلال میں ہے کہ اتنے جلال میں نہ پہلے کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ اس نے مجھے ایک درخت (کا پھل) کھانے سے منع کیا تھا مگر میں نے (غلطی سے) کھا لیا تھا۔ مجھے اپنی اور صرف اپنی (جان کی) فکر پڑی ہے (بیٹو!) تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے نوح ؑ آپ سب سے پہلے رسول ہیں جو اہلِ زمین کی طرف بھیجے گئے[۳] اللہ تعالیٰ نے آپ کو (قرآن مجید میں)

---

[۱] کیونکہ آخرت کا میدان دنیا کی زمین کی موجودہ شکل کی طرح گول نہ ہوگا نہ بیچ میں کوئی چیز حائل ہوگی نہ اونچا نیچا ہوگا۔ اس حدیث میں بعضوں نے یہ شبہ کیا ہے کہ جب زمین کی ساری خلقت حضرت آدم سے لیکر قیامت تک اکٹھی ہوگی تو وہ میدان اسی ہزاروں زمین کے برابر ہونا چاہئے اور اتنی دور تک نہ کوئی آواز پہنچ سکتی ہے نہ نگاہ جا سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نگاہ تو برابر جا سکتی ہے جب وہ میدان کروی نہ ہو تو نگاہ جانے میں کیا شبہ ہے دیکھو آفتاب ہم سے کروڑوں میل دور ہے اسی طرح ثواقب اربوں میل دور ہیں مگر ہماری نگاہیں وہاں تک پہنچتی ہیں۔ اب رہی آواز تو آخرت کی آواز دنیا کی آواز کی طرح پست نہ ہوگی علاوہ ازیں اس کے داعی سے فرشتہ مراد ہو سکتا ہے فرشتوں کی آواز تو سب مخلوق قیامت کے دن یکساں سن لیں گے ۱۲ منہ [۲] یعنی اپنی پیدا کی ہوئی روح مطلب یہ ہے کہ اپنی صفت حیاۃ کا ایک عکس آدم کے پتلے پر ڈالا وہ زندہ اور جاندار ہو گئے تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ روح انسانی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور حادث ہے اور مخلوقات کی طرح ہے صرف ابو بکر قفطی نے اس کا خلاف کیا ہے اور ان کا قول مردود ہے ۱۲ منہ

[۳] ترجمہ باب کا تعلق یہیں سے مفہوم ہوتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کو جو پہلا پیغمبر فرمایا تو اس میں بعضوں نے اعتراض کیا ہے کہ حضرت نوح ؑ سے پہلے کئی پیغمبر آچکے تھے جیسے آدم ؑ حضرت شیث ؑ حضرت ادریس ؑ (جن کو ہرمس اکبر بھی کہتے ہیں) اس کا جواب یوں دیا ہے کہ پیغمبر ساری زمین والوں کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے اس لئے کہ حضرت نوح ؑ کی نسبت بھی قرآن شریف میں یوں وارد ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اور حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک پیغمبر اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ البتہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضرت نوح ؑ کی قوم وہی ساری زمین والے تھے۔ چونکہ اس وقت تک دنیا میں علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں ہوئی تھیں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ان کے چاروں بیٹوں کی اولاد سے الگ الگ قومیں ہوئیں۔ عرب، فارس، ہند وغیرہ سام سے، اور روس، ترک، تاتار، چین، جاپان وغیرہ یافث سے اور حبش اور اکثر افریقہ والے حام سے، اور انگریز، فرانس، جرمن، آسٹریا، اٹالیا اور مصر اور یونان والے کوش سے۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ
غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ
وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي
دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي
اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ
فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ
نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا
إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ
إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا
لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ
مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ
فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي
نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى
فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ
رَسُولُ اللَّهِ فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ
عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا
نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا
لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ
وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي
نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى
عِيسَى فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ
رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَ
رُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا

عَبْدًا شَكُوْرًا فرمایا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت
کیجئے۔ دیکھئے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ وہ کہیں گے
اللہ تعالیٰ آج بڑے جلال میں ہے کہ ویسے جلال میں کبھی نہ
ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے لئے بد دعاء کی تھی (وہ
ہلاک ہوگئی حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینا بہتر تھا) نفسی
نفسی نفسی کا وقت ہے۔ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ ابراہیم
علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ سب لوگ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے پاس آئیں گے یہ عرض کریں گے۔ اے ابراہیم
علیہ السلام آپ اللہ کے نبی اور پوری زمین میں اس کے خلیل
(گہرے دوست) ہیں۔ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کیجئے
دیکھئے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج بڑے
غضب میں ہے کہ ایسے غضب میں نہ کبھی پہلے ہوا نہ آئندہ ہوگا میں نے (دنیا
میں) تین جھوٹ بولے تھے۔ ابو حیان راوی نے اس حدیث میں ان
تینوں جھوٹی باتوں کا ذکر کیا ہے[1]۔ آج نفسی نفسی کا وقت ہے۔ کسی
اور کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے پاس آئیں گے۔ ان سے عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام
آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت دے کر اور کلام کرکے دوسرے
لوگوں پر فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے لئے شفاعت کیجئے
دیکھئے ہم کیسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج تو اللہ
تعالیٰ بڑے غضب میں ہے اتنے غضب میں نہ کبھی پہلے ہوا نہ آئندہ ہوگا
مجھ سے ایک شخص کا خون ہوگیا تھا جسے قتل کا حکم نہیں تھا۔ آج نفسی
نفسی کا وقت ہے۔ اور کہیں جاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔
چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور
کہیں گے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کو عنایت فرمایا تھا اور آپ اللہ

[1] کہ راویوں نے اختصار کے لئے نہیں بیان کیا وہ تین جھوٹ یہ ہیں۔ إِنِّي سَقِيمٌ اور بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا اور سارہ کو اپنی بہن کہنا ۱۲ منہ

اِشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَذْکُرْ ذَنْبًا نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَآ اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَیْهِ شَیْئًا لَّمْ یَفْتَحْهُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ یُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَیْهِمْ مِّنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَکَآءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖۤ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَّصَارِیْعِ الْجَنَّةِ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَحِمْیَرَ اَوْ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَبُصْرٰی۔

کی (پیدا کردہ) روح ہیں۔ آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے کلام کیا تھا۔ کچھ ہماری سفارش کیجئے۔ دیکھئے ہم کتنی سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کہیں گے آج تو پروردگار اتنے جلال میں ہے کہ نہ اتنے جلال میں کبھی پہلے آیا نہ آئندہ ہوگا۔ راوی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جانب سے کسی کوتاہی کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے کہا آج نفسی نفسی کا وقت ہے۔ اور کہیں جاؤ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ یہ سن کر سب (اولین و آخرین) میرے پاس آئینگے اور کہینگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں (آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام کوتاہیاں (اول تو ہیں ہی نہیں اور اگر بالفرض ہوں بھی تو) معاف کر دینے کا (دنیا میں بذریعہ قرآن) اعلان کر چکا ہے۔ آپ ہماری ذرا سفارش کیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں ہمارا کیا حال ہو رہا ہے کتنی مصیبت عظمٰی میں ہم گرفتار ہیں۔ چنانچہ میں سنتے ہی (میدانِ حشر سے) چلوں گا اور عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد و ثنا کے وہ کلمات القاء کرے گا جو کسی کو نہیں بتلائے گئے ہوں گے (اور وہ میری زبان سے نکلیں گے) پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھائیے مانگئے جو مانگنا چاہتے ہیں۔ آپ کو عطا کیا جاتا ہے۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت منظور ہے۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا باری تعالیٰ! میری امت پر رحم فرما۔ باری تعالیٰ میری امت پر رحم فرما۔ ارشاد ہوگا۔ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنہیں بغیر حساب جنت میں داخلے کی اجازت ہے بہشت کے دائیں دروازے سے لے جائیے۔ اور یہ لوگ باقی دروازوں سے بھی اور لوگوں کی طرح جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بہشت کا ہر ایک دروازہ اتنا کشادہ ہے جتنا مکے اور حمیر یا جتنا مکے اور بصری کا درمیانی فاصلہ ہے[2]۔

---

[1] جیسے اور انبیاء کی خطائیں اور لغزشیں بیان کیں مگر ایک روایت میں یوں ہے حضرت عیسٰے فرمائیں گے بھائی لوگوں نے مجھ کو دنیا میں خدا (خدا کا بیٹا) بنا رکھا تھا میں ڈرتا ہوں پروردگار کہیں مجھ سے پوچھ بیٹھے تو خدا بنا تھا مجھے آج یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ میری مغفرت ہو جائے ۱۲ منہ

[2] یہ راوی کو شک ہے کہ مکہ اور حمیر فرمایا یا مکہ اور بصری ۱۲ منہ

باب ۲۴۴ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔

۴۳۴۶۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَآبَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَاُ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ يَعْنِی الْقُرْاٰنَ۔

باب وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا کی تفسیر

(از اسحاق بن نصر از عبد الرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام کیلئے زبور پڑھنا اتنا آسان تھا کہ وہ اپنے غلام کو گھوڑے کی زین کسنے کے لئے حکم فرماتے اور اس کے زین کسنے سے پہلے پہلے آپ پوری زبور کی تلاوت فرما لیا کرتے تھے[1]

باب ۲۴۵ قَوْلِهٖ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۔

۴۳۴۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَآءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ۔

باب قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا کی تفسیر

(از عمرو بن علی از یحیٰی از سفیان از سلیمان از ابراہیم از ابو معمر) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ کا شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنات کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اتفاق سے وہ جن مسلمان ہو گئے مگر پجاری بدستور انہی کی پرستش کرتے رہے شرک پر قائم رہے۔

عبید اللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان ثوری سے روائت کی انہوں نے اعمش سے اس میں مذکورہ بالا شانِ نزول آیت قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ کا بیان کیا گیا ہے[2]۔

[1] حضرت داؤد کا یہ پڑھنا بطریق معجزہ کے تھا دوسرے لوگوں کے واسطے یہ حکم نہیں ہے کہ قرآن کو اس طرح جلدی سے پڑھ لیں۔ قسطلانی نے کہا کبھی وقت میں بھی برکت ہوتی ہے کہ تھوڑے وقت میں کام بہت ہو جاتا ہے بعض لوگوں سے منقول ہے کہ وہ ایک شبانہ روز میں قرآن کے آٹھ ختم کیا کرتے چار دن کو چار رات کو اور شیخ ابو طاہر مقدسی سے منقول ہے کہ وہ دن رات میں پندرہ ختم کیا کرتے۔ شیخ نجم الدین نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے طواف کے ایک پھیرے میں قرآن ختم کر دیا اور یہ امر بغیر فیض ربانی اور مدد رحمانی کے نہیں ہو سکتا۔ **مترجم** کہتا ہے کہ کرامت اور معجزے میں ہماری گفتگو نہیں ہے ہماری شریعت میں قرآن کا تین دن سے کم میں ختم کرنا مکروہ رکھا گیا ہے اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم ایک ماہ یا دو ماہ میں ایک ختم کیا کرتے ہیں۔ [2] اس روایت سے باب کی مطابقت ہو جاتی ہے۔ حافظ نے بیان نہیں کیا کہ اشجعی کی روایت کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ۲۴۴۲ قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ الْاٰيَةَ

۴۳۶۸ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْجِنِّ يُعْبَدُوْنَ فَاَسْلَمُوْا۔

باب اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ الْاٰيَةَ کی تفسیر۔

(از بشر بن خالد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از ابراہیم از ابومعمر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر وہ جنات تو مسلمان ہو گئے (مگر وہ اپنے عقائد پر قائم رہے)

بَابُ ۲۴۴۳ قَوْلِهٖ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ۔

باب وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کی تفسیر۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ میں رؤیا سے آنکھ کا دیکھنا (بحالت بیداری) مراد لیتے ہیں۔ یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں دکھایا گیا[1]۔ شجرۂ ملعونہ سے تھوہر کا درخت مراد ہے[2]۔

بَابُ ۲۴۴۴ قَوْلِهٖ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ مُجَاهِدٌ صَلٰوةَ الْفَجْرِ۔

۴۳۷۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

باب اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کی تفسیر۔ مجاہد نے کہا قُرْاٰنَ الْفَجْرِ سے صبح کی نماز مراد ہے[3]۔

(از عبداللہ بن محمد از عبدالرزاق از معمر از زہری از ابوسلمہ و ابن مسیّب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] اور معاویہ سے منقول ہے کانت رؤیا صالحۃ یہ قول شاذ ہے۔ اور جمہور صحابہ اور تابعین نے اس کا خلاف کیا ہے اہل سنت نے اپنے عقائد میں یہ بات درج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج حالتِ بیداری میں تھا صرف اتنی بات ہے کہ مکہ سے بیت المقدس تک معراج قرآن شریف سے ثابت ہے اور وہاں سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے اور اہل سنت دونوں پر ایمان رکھتے ہیں ۱۲ منہ [2] جو دوزخ میں اُگے گا مشرکوں کو اس پر تعجب آیا تھا کہ آگ میں درخت کیونکر اُگے گا انہوں نے حق تعالیٰ کی قدرت پر غور نہیں کیا سمندل ایک کیڑا ہے جو آگ میں اس طرح معاش کرتا ہے جیسے آدمی ہوا میں یا مچھلی پانی میں شتر مرغ انگارے گرم لوہے کے ٹکڑے نگل جاتا ہے اس کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی ۱۲ منہ [3] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمِیْعِ عَلٰی صَلٰوةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اقْرَءُوْٓا اِنْ شِئْتُمْ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔

علیہ وسلم نے فرمایا با جماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے پچیس ۲۵ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ رات دن کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے تھے اگر تم چاہو اس آیت کو پڑھو وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔

بَابُ ۲۴۴۵ قَوْلِهٖ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

باب عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کی تفسیر

۴۳۷۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جُثًا كُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اشْفَعْ یَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ یَوْمَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ۔

(از اسمٰعیل بن ابان از ابوالاحوص از آدم بن علی) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ گروہ گروہ ہو جائیں گے۔ ہر گروہ اپنے پیغمبر کے پاس جا کر طلب شفاعت کرے گا اور عرض کریگا اے رسول ہماری شفاعت کیجئے (مگر سب انکار کر دیں گے) بالآخر (ہمارے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت فرمائیں گے۔ اور یہی وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔[1]

۴۳۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

(از علی بن عیاش از شعیب بن ابی حمزہ از محمد بن منکدر) جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص آذان سنے پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ تو قیامت کے دن اُسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

اس حدیث کو حمزہ ابن عبداللہ نے بھی اپنے والد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے آنحضرت

[1] یعنی شفاعت کے منصب اور مقام میں ۱۲ منہ

يَوْمًا لِقِيٰمَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابٌ ۲۴۶ قَوْلِهِ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا يَزْهَقُ يَهْلِكُ۔

۴۳۷۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔

بَابٌ ۲۴۷ قَوْلِهِ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ۔

۴۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرٰهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

صلی اللہ علیہ وسلم سے[۱]

باب وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کی تفسیر۔

يَزْهَقُ کا معنی ہلاک ہوتا ہے۔

(از حمیدی از سفیان از ابن ابی نجیح از مجاہد از ابو معمر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے، اس وقت کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ایک ایک بت کو ٹھوکا دے کر یہ آیت تلاوت فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

اور یہ آیت پڑھتے جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔

باب وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ کی تفسیر۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں تھا آپ کھجور کی ایک چھڑی سے ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ چند یہودی اس طرف سے گذر رہے تھے وہ آپس میں کہنے لگے آؤ ان (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) سے روح کی حقیقت دریافت کریں ساتھ ہی ان نے کہا کیوں ایسی کیا ضرورت ہے؟[۲] بعضوں نے کہا ایسا نہ ہو وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار گذرے (اس بحث کے بعد)

[۱] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ایک روایت یوں ہے کہ مقام محمود سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس عرش پر بٹھائے گا ایسی حدیثوں سے جہمیوں کی جان نکلتی ہے اور اہل سنت کی روح تازہ ہوتی ہے ۱۲ منہ [۲] یا تم کو ان کے باب میں شک کیوں گذرا ایسی تم تو یقیناً ان کو پیغمبر نہیں مانتے تھے اب کیا تم کو بھی ان کے باب میں

لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

کہنے لگے اچھا دریافت تو کرو۔ غرض انہوں نے پوچھا روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش ہو رہے (تھوڑی دیر تک) انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے اس لئے میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ وحی نازل ہونے کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا[1]۔

بَابُ ۲۴۸ قَوْلِهِ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔

باب وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کی تفسیر۔

۴۳۷۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابو بشر از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکے میں (ظاہر طور پر نماز پڑھنے سے) احتیاط کرتے تھے۔ آپ جب صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ مشرکوں کے کان میں قرآن کی آواز پڑجاتی تو وہ قرآن، منزلِ قرآن (اللہ تعالیٰ) قاصد قرآن جبرائیل یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، سب کو برا بھلا کہتے۔ تب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اپنی نماز بلند آواز سے نہ پڑھیں یعنی قراءت بہت اونچی آواز کے ساتھ نہ کریں کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا کہیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ صحابہ (جو ساتھ موجود ہوں) نہ سن سکیں بلکہ معتدل طریقہ اختیار کیجئے۔

۴۳۷۶۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ

(از طلق بن غنام از زائدہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

[1] روح کو امر رب یعنی پروردگار کا حکم فرمایا اور اس کی حقیقت بیان نہیں کی کیونکہ اگلے پیغمبروں نے بھی اس کی حقیقت بیان نہیں کی اور یہودیوں نے باہم یہی کہا کہ اگر روح کی حقیقت بیان نہ کریں تو بیشک پیغمبر ہیں اگر بیان کریں تو ہم سمجھ لیں گے کہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے کہا روح ایک لطیف مادہ ہے ہوا کی طرح اور بدن کے ہر جزو میں اس طرح حلول کئے ہوئے ہے جیسے پانی ہری شاخوں میں یہ روح حیوانی کی حقیقت ہے اور روحِ انسانی یعنی نفسِ ناطقہ وہ بدن سے متعلق ہے بحکم الٰہی جب موت آتی ہے تو یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں روح اور نفس اور عقل کے مباحث بہت طویل ہیں اور ہمیشہ سے حکیم اور فلاسفہ ان میں غور کرتے چلے آئے ہیں اور جس کسی کی سمجھ میں جو کچھ آیا اس نے بیان کیا ہے اور اگر اس مسئلے کی تفصیل دیکھنا ہو تو ابن قیم کی کتاب الروح دیکھو ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا أُنْزِلَ فِي الدُّعَاءِ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا دعا کے باب میں اُتری ہے[۱]

سُورَةُ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَّقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ بَاخِعٌ مُّهْلِكٌ أَسَفًا نَدَمًا الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ مَرْقُومٌ مَّكْتُوبٌ مِّنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَا أَنْ رَّبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا شَطَطًا إِفْرَاطًا مِرْفَقًا كُلُّ شَيْءٍ ارْتَفَقْتَ بِهِ تَزَاوَرُ تَمِيلُ مِنَ الزَّوَرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ فَجْوَةٌ مُّتَّسَعٌ وَالْجَمِيعُ فَجَوَاتٌ وَّفِجَاءٌ مِّثْلُ زَكْوَةٍ وَّزِكَاءٍ الْوَصِيدُ الْفِنَاءُ جَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَّيُقَالُ الْوَصِيدُ

مجاہد کہتے ہیں تَقْرِضُهُمْ کا معنی انہیں چھوڑ دیتا تھا۔ (کترا جاتا تھا)[۲] وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ میں ثمر سے مراد سونا چاندی ہے۔ دوسرے لوگوں نے ثُمُر کو ثَمَر بمعنیٰ پھل کی جمع کیا ہے۔ بَاخِعٌ ہلاک کرنے والا۔ أَسَفًا ندامت اور رنج سے کَهْفٌ پہاڑ کی کھوہ رَقِيم بمعنیٰ مرقوم۔ رقم سے اسم مفعول کا صیغہ ہے[۳]۔ رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا جیسے سورۂ قصص میں ہے لَوْلَا أَنْ رَّبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا (وہاں بھی صبر کے معنیٰ ہیں) شَطَطًا حد سے بڑھ جانا مِرْفَقًا جس چیز پر تکیہ لگایا جائے تَزَاوَرُ۔ زَوَرٌ سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا۔ اسی سے أَزْوَرُ بہت جھکنے والا ہے۔ فَجْوَةٌ کشادہ جگہ اس کی جمع فَجَوَاتٌ اور فِجَاءٌ ہے جیسے زَكْوَةٌ کی جمع زِكَاءٌ ہے۔ وَصِيدٌ آنگن۔ صحن۔ اس کی جمع وَصَائِدُ اور وُصُدٌ ہے۔
بعض کہتے ہیں وَصِيدٌ بمعنیٰ دروازہ۔

ل۱ طبری کی روایت میں ہے کہ تشہد میں جو دعا کی جاتی ہے اس باب میں ممکن ہے کہ یہ آیت دوبارہ اتری ہو ایک بار قرأت کے باب میں ایک بار دعا کے باب میں اور اس طرح سے دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جائے گی واللہ اعلم ۱۲ منہ ل۲ اس کو فریابی نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ ل۳ مشہور قرأت وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ بہ فتحۂ ثاء اور میم ہے اور بعضوں نے بضم ثاء اور بسکون میم پڑھا ہے ۱۲ منہ ل۴ ابن عباسؓ نے کہا رقیم اس وادی کا نام ہے جہاں اصحاب کہف رہتے تھے سعید نے کہا رقیم وہ تختہ جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہوئے ہیں یہ تختہ غار کے پاس لگا ہوا ہے ۱۲ منہ ل۵ کہف اور رقیم کی پوری تحقیق مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے کی ہے جو پہلے موجود نہ تھی نہ اس کے بعد اضافہ ہوا ہے۔ لاہور کے ایک ممتاز صحافی نے مولانا ابوالکلام مرحوم کی نقل کی ہے لیکن ماخذ نہیں درج کیا۔ غالباً اس خیال سے کہ ان کی علمی شہرت میں کمی واقع ہو گی حالانکہ ماخذ نہ درج کرنے سے پڑھا لکھا طبقہ ان کے سرقے کا قائل ہو گیا۔ عبدالرزاق

اَلْبَابُ مُؤْصَدَةٌ مُّطْبَقَةٌ اٰصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهٗ بَعَثْنَاهُمْ اَحْيَيْنَاهُمْ اَزْكٰى اَكْثَرُ وَيُقَالُ اَحَلُّ وَيُقَالُ اَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ لَمْ تَنْقُصْ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيْمُ اللَّوْحُ مِنْ رَّصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ اَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهٗ فِىْ خِزَانَتِهٖ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا وَقَالَ غَيْرُهٗ وَاَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْئِلًا مَحْرِزًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا لَا يَعْقِلُوْنَ

مُؤْصَدَةٌ بند کی ہوئی۔ عرب لوگ کہتے ہیں اٰصَدَ الْبَابَ اور اَوْصَدَ الْبَابَ یعنی دروازہ بند کر دیا۔[۱] بَعَثْنَاهُمْ ہم نے انہیں زندہ کیا۔ اَزْكٰى طَعَامًا جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو بہت پاکیزہ اور حلال ہو یا جو خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ اُكُلَهَا اس کا میوہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَلَمْ تَظْلِمْ میوہ کم نہ ہوا۔ سعید کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رَقِيْم سیسے کی ایک تختی ہے جس پر حاکم وقت نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں ڈال دی تھی[۲] فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان بند کر دئے (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور حضرات کہتے ہیں مَوْئِلًا۔ وَاَلَ يَئِلُ سے نکلا ہے (بمعنی نجات پانا)۔ مجاہد کہتے ہیں مَوْئِل سے محفوظ مقام مراد ہے۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا عقل نہیں رکھتے[۳]

بَابُ ۲۴۹ قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

باب وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا کی تفسیر۔

۴۳۷۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ قَالَ

(از علی بن عبداللہ از یعقوب بن ابراہیم بن سعد از والدش از صالح از ابن شہاب از علی بن حسین (یعنی زین العابدین) از حسین رضی اللہ عنہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم (تہجد کی)

---

[۱] اگرچہ مؤصدہ کا لفظ اس سورت میں نہیں ہے بلکہ سورۂ ہمزہ میں ہے مگر وَصِيْد کی مناسبت سے اس کو بھی بیان کر دیا ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن منذر نے وصل کیا یہ تفسیر اوپر ہونا تھی جہاں رقیم کے معنے بیان کئے ہیں شاید کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دی ۱۲ منہ [۳] اس کو فریابی نے مجاہد سے نقل کیا یہ تفسیر باللازم ہے کیونکہ عقل کے یہی دو آلے ہیں سمع اور بصر جب آنکھوں پر پردہ، کان بہرے ہوں تو عقل کیا کام کرے گی بعضوں نے کہا اعین سے عقل کی آنکھیں مراد ہیں ۱۲ منہ

اَلَا تُصَلِّيَانِ رَجْمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِنْ فُرُطًا نَدَمًا سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ يُحَاوِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي اَيْ لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْاَلِفَ وَاَدْغَمَ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ فِي الْاُخْرٰى زَلَقًا لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عُقُبًا عَاقِبَةً وَّعُقْبٰى وَعُقْبَةً وَّاحِدٌ وَّهِيَ الْاٰخِرَةُ قِبَلًا وَّقُبُلًا وَّقَبَلًا اِسْتِينَافًا لِيُدْحِضُوا لِيُزِيلُوا الدَّحْضُ الزَّلَقُ۔

نماز نہیں پڑھتے (آخر حدیث تک[1]) رَجْمًا بِالْغَيْبِ سنی سنائی، بذاتِ خود کچھ علم نہیں۔ فُرُطًا۔ ندامت۔ شرمندگی۔ سُرَادِقُهَا یعنی قناتوں کی طرح سب طرف سے انہیں آگ گھیرلے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔ يُحَاوِرُهُ محاورہ سے نکلا ہے۔ (گفت گو کرنا، تکرار کرنا) لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي دراصل لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي تھا۔ اَنَا کا ہمزہ حذف کرکے نون کو نون میں ادغام کر دیا لٰكِنَّا ہوگیا۔ زَلَقًا چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جم نہ سکے) هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ ولایت۔ ولی کا مصدر ہے۔ عُقُبًا عَاقِبَة عُقْبٰى اور عُقْبَة سب کا ایک ہی معنیٰ ہے یعنی آخرت قِبَلًا، قُبُلًا اور قَبَلًا (تینوں طرح پڑھنا درست ہے)۔ یعنی سامنے آنا۔ لِيُدْحِضُوا دَحْضٌ سے نکلا ہے یعنی پھسلانا (حق بات کو ناحق کرنا)۔

باب ۲۴۵۔ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا زَمَانًا وَّجَمْعُهُ اَحْقَابٌ۔

باب وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا کی تفسیر۔

حُقُبًا زمانہ۔ اس کی جمع اَحْقَابٌ ہے (بعض کہتے ہیں کہ حقب ستر یا اسی سال کا ہوتا ہے)۔

۴۳۷۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسٰى صَاحِبَ بَنِي اِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِي اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از حمیدی از سفیان از عمرو بن دینار) سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ جو موسیٰ حضر علیہ السلام سے ملے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام نہ تھے (بلکہ دوسرے تھے) تو انہوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن[2] مجھ سے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہوکر خطبہ سنایا۔ کسی نے ان سے پوچھا اب لوگوں

---

[1] یہ پوری حدیث باب التہجد کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے امام بخاری نے اتنا ٹکڑا بیان کرکے پوری حدیث کی طرف اشارہ کر دیا اس کا تتمہ یہ ہے کہ حضرت علی رض نے کہا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ کے اختیار میں ہیں وہ جب ہمیں جگانا چاہے گا جگا دیگا یہ جواب سن کر آپ لوٹ گئے کچھ نہیں فرمایا اور ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھتے جاتے تھے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۱۲ منہ

[2] حالانکہ نوف مسلمان تھے مگر حدیث کے خلاف کہنے پر ان کو ابن عباس رض نے اللہ کا دشمن قرار دیا بعضوں نے کہا تغلیظاً کہا اور معنی حقیقی مراد نہیں ہے غرض حدیث کے خلاف چلنے والوں کو اللہ کا دشمن کہہ سکتے ہیں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسٰى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَآئِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَوَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسٰى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى

میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا میں۔ ایسا کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف منسوب نہ کیا (یوں نہیں کہا اللہ بہتر جانتا ہے)، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ جہاں دو دریا (فارس اور روم) ملتے ہیں وہاں میرا ایک بندہ (خضر علیہ السلام) ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! میں اُس بندے تک کیسے پہنچوں[له]؟ حکم ہوا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لے پھر یہ مچھلی جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں اچک جائے)، وہیں اس شخص سے ملاقات ہوگی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ مچھلی (مردہ نمک لگی ہوئی) زنبیل میں رکھی اور (خضر علیہ السلام کی تلاش میں) روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے خادم حضرت یوشع بن نون بھی گئے۔ جب صخرے (پتھر) کے پاس پہنچے۔ اپنے سر اس پتھر پر رکھ کر سو گئے۔ ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور تڑپ کر دریا میں جا گری اس نے دریا کا رستہ لیا۔ جہاں یہ مچھلی گئی اللہ تعالیٰ نے پانی کی روانی روک دی۔ اس لئے پانی ایک طاق کی شکل میں ہو گیا (یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو یوشع علیہ السلام ان سے مچھلی کا واقعہ بیان کرنا بھول گئے نیز موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام باقی رات دن مزید چلتے رہے۔ دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے یوشع علیہ السلام سے کہا ذرا ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر میں تھک گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ اس وقت سے شروع ہوئی جب اس مقام سے آگے بڑھ گئے جہاں تک جانے کا اللہ نے انہیں حکم دیا تھا۔ بہرحال

[له] دیکھنا چاہئیے کہ علم کیسی نعمت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنتے ہی کہ خضر کو مجھ سے زیادہ علم ہے ان سے ملنے کی فکر کی اور ہر طرح کی تکلیف سفر گوارا کی۔ علم ایسی چیز ہے جس کے لئے آدمی مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو بھی بہت نہیں۔ علم ہی سے دنیا کی تمام قومیں دوسری قوموں کی جو بے علم تھیں سرتاج بن گئیں افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں جیسی بے قدری علم اور عالموں کی مسلمانوں میں ہے ویسی کسی قوم میں نہیں ہے۔ علم حاصل کرنا تو کجا اگر ان میں کوئی عالم کسی ملک سے آ جاتا ہے تو یہ الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اس کے نکالنے اور معزول کرانے کی فکر میں رہتے ہیں وجہ یہ کہ عالم اپنے علم کی وجہ سے جاہلوں کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کا یہ سمجھنا حق بجانب ہے اس لئے جاہل یہ نہیں چاہتے کہ عالم کو کوئی درجہ یا مرتبہ حاصل ہو کیونکہ عالم کے سامنے تحریر و تقریر ہر چیز میں ان کو دبا رہنا پڑتا ہے۔ یا اللہ ہمارے حکمرانوں کو اسلاف کی طرح علم اور کمال حاصل کرنے کا اور عالموں اور حکیموں کی قدر و منزلت پہچاننے اور عزت کرنے کا شوق عطا فرما۔ ۱۲ منہ

الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ

یوشعؑ نے انہیں اس وقت کہا۔ حضور! ہم نے جب (کل) پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو وہیں مچھلی پھدک گئی تھی۔ میں یہ واقعہ کہنا بھول گیا تھا۔ شیطان ہی نے یہ واقعہ بھلا دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اور یوشعؑ کو (مچھلی کا نشان جو پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا ارے ابھی تو ہماری منزل مقصود تھی۔ (ہم خواہ مخواہ آگے چلے گئے۔) چنانچہ اب دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے۔ اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے جاتے اور چلتے جاتے۔ یہاں تک کہ پھر اسی پتھر کے پاس پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کپڑا اوڑھے لیٹا پڑا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ وہ کہنے لگے (آپ کون ہیں؟) آپ کے ملک میں سلام کی رسم کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے کہا۔ کیا آپ بنی اسرائیل کے موسیٰ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو جو ہدایت کی باتیں اللہ نے تعلیم کی ہیں وہ مجھے بھی بتلائیے۔ انہوں نے کہا وہ باتیں دیکھ کر آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ سنئے! موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قسم کا علم دیا ہے جسے آپ (پوری طرح سے) نہیں جانتے اور آپ کو جس قسم کا علم دیا ہے اسے میں (پوری طرح سے) نہیں جانتا۔ (دونوں ایک دوسرے کے علم سے کما حقہٗ واقف نہیں) موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ نہیں میں انشاء اللہ صبر کروں گا اور کسی بات میں آپ سے الجھوں گا نہیں۔ خضر علیہ السلام نے کہا اچھا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات پر باز پرس نہ کرنا جب تک میں خود اس کی حقیقت آپ سے بیان نہ کروں (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظور کر لیا) اور دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے۔ اتنے میں ایک کشتی نظر آئی ان سے سوار ہونے کے لئے کہا کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ انہیں بٹھا لیا۔ (ان کے کہنے سے موسیٰؑ اور یوشعؑ کو بھی سوار کر لیا) جب سب کشتی پر سوار ہو گئے

۱؎ تمہارا طریق اور، میرا طریق اور، میں خاص باتوں پر اللہ کی طرف سے مامور ہوں۔ تم ہدایت عام کے لئے بھیجے گئے ہو ہر بات پر اعتراض کرو گے جس کو بظاہر تم خلاف شرع پاؤ گے۔ میں کہاں تک تم کو سمجھاتا رہوں گا ۱۲ منہ

قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِّنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ
فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ
عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ
بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا
قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ
وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ
فَنَقَرَ فِى الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِيْ
وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ
هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا
مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ
اِذْ اَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ
فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ
فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ
وَهٰذَا اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ
عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ
مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا
اَهْلَ قَرْيَةِ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

تو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ بسولے سے
کاٹ پھینکا (اُسے عیب دار کر دیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان
کشتی والوں نے تو ہم پر احسان کیا کہ بغیر کرایہ کے ہمیں بٹھا لیا اور آپ نے
ان کی کشتی خراب کر دی کیا آپ انہیں غرق کرنا چاہتے ہیں؟ یہ تو آپ نے
اُلٹا کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا۔ میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے
ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا معاف
کیجئے میں بھول گیا سختی نہ کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
یہ اعتراض واقعی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھولے سے کیا تھا (انہیں
اپنی شرط کا خیال نہ رہا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک چڑیا
آئی۔ اس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر سمندر میں چونچ ماری۔ خضر علیہ السلام
نے کہا۔ اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے
یہی مثال ہے۔ اس چڑیا نے اپنی چونچ میں سمندر کا جتنا پانی لیا، اتنا ہی
ہم دونوں نے اللہ تعالیٰ کے بحر علم میں سے لیا ہے[۳]۔ غرض کشتی سے اترے
اور سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ رستے میں خضر علیہ السلام نے
ایک لڑکے کو دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا[۱]۔ خضر علیہ السلام
نے اس کا سر پکڑ کر گردن سے الگ کر کے مار دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگے (ارے بھائی) یہ آپ نے کیا کیا؟۔ ایک ناحق خون کا
ارتکاب کیا۔ یہ تو بڑی بُری بات آپ نے کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا۔ میں نے
نہیں کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا؟۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں یہ کام تو پہلے کام سے بھی زیادہ شدید تھا[۲]
موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ (معاف کیجئے) آئندہ اگر میں اعتراض کروں تو آپ
بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیجئے گا۔ بے شک آپ کا عذر معقول ہے چنانچہ
پھر روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا۔ انہوں نے کھانا نہیں کھلایا (ضیافت

---

[۱] کہتے ہیں اس کا نام جلیسور یا حنس یا میسون یا شمعون تھا ۱۲ منہ [۲] پہلا تو مال کا نقصان تھا یہ جان کا نقصان ہے ۱۲ منہ
[۳] اس سے بھی بہت کم۔ یہ تو صرف تمثیلاً کہا ورنہ خدا کے علم کے سامنے تو ایک قطرے جتنا علم بھی کسی کو نہیں۔ عبدالرزاق

يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ إِلَى قَوْلِهِ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

سے انکار کیا) اتفاق سے وہاں ایک دیوار (کہنہ و بوسیدہ ہو کر) گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اُسے سیدھا کر دیا (یہ ان کی کرامت تھی) موسیٰ علیہ السلام بول پڑے۔ ان لوگوں کے شہر میں ہم آئے (مسافر تھے)، انہوں نے ہمیں کھانا تک نہیں کھلایا۔ ضیافت نہیں کی[3] آپ چاہتے تو اس کی مزدوری ان سے لے لیتے (اسی سے ہم اپنا کھانا حاصل کر لیتے) خضر علیہ السلام نے کہا بس جدائی کی گھڑی آپہنچی (آگے واقعہ ہے) ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمیں تو آرزو رہ گئی کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کئے رہتے (خاموش رہتے) تو اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کے مزید حالات و واقعات (عجائبات) ہم سے بیان کرتا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح پڑھتے تھے وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ[1] غَصْبًا اور اس طرح پڑھتے تھے وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ[2]

باب ۲۴۵ قَوْلِهِ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا

مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔

باب فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا کی تفسیر

سَرَب (بفتحتین) رستہ یعنی مذہب طریق اسی سے ہے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ یعنی دن کو رستہ چلنے والا۔

۴۳۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ

(از) ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از یعلی بن مسلم و عمرو بن دینار از سعید بن جبیر۔ یعلی اور عمرو میں ایک صاحب دوسرے صاحب سے کچھ زیادہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے یہ حدیث اور بھی متعدد راویوں سے سنی ہے وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے انہوں نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ

[1] مشہور قرأت میں صَالِحَةٍ کا لفظ نہیں ہے ۱۲ منہ [2] مشہور قرأت یوں ہے أَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ۱۲ منہ [3] یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ باقاعدہ اینٹ گارا لگا کر اس دیوار کو از سرِ نو بنا دیا ہو۔ عبدالرزاق

يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ
فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ
جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ
يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى
بَنِي إِسْرَائِيلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي قَالَ
قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا
فَاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَّى فَأَدْرَكَهُ
رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ
أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ
لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيْ رَبِّ
وَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ
اجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرٌو
قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ وَقَالَ لِي يَعْلَى
قَالَ خُذْ نُونًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ
فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ
لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ
الْحُوتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيرًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ
جَلَّ ذِكْرُهُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ يُوشَعَ
ابْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ

عنہما کے پاس ان کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے کہا مجھ سے (دین کی جو باتیں پوچھنا چاہتے ہو) پوچھو۔ میں نے عرض کیا اے ابو عباسؓ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ بتائیے! کوفے میں ایک واعظ ہے جسے نوف کہتے ہیں وہ کہتا ہے جو موسیٰ خضر علیہ السلام سے ملے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسےٰ علیہ السلام نہ تھے۔ ابن جریج کہتے ہیں عمرو بن دینار نے یوں روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر کہا (کم بخت) جھوٹا ہے اللہ کا دشمن۔ یعلیٰ کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن وعظ کیا۔ جب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل پگھل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیٹھ موڑ کر چلے (وعظ ختم کیا) ایک شخص ان سے جا کر ملا۔ کہنے لگا۔ اے اللہ کے پیغمبر! یہ تو بتائیے روئے زمین میں آپ سے بھی کوئی بڑا عالم ہے انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جواب کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب کیا۔ انہیں چاہئے تھا یوں کہتے کہ اللہ جانتا ہے (مجھے کیا معلوم) تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم سے بڑھ کر ایک عالم موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہاں ارشاد ہوا جہاں دو سمندر (فارس اور روم) اکٹھے ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! ایسی نشانی بتائیے جس سے میں اس شخص تک پہنچ جاؤں۔

ابن جریج کہتے ہیں آگے عمرو بن دینار نے یوں روایت کیا ارشاد ہوا۔ جہاں مچھلی تیری زنبیل سے نکل کر چلی جائے۔ یعلیٰ نے اس طرح روایت کیا۔ ارشاد ہوا ایک مردہ مچھلی اپنے ساتھ رکھ لے۔ جس مقام پر اس میں جان پڑ جائے[1]۔ غرض موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی[2] ٹوکری (تھیلے) میں رکھی (اور اپنے خادم یوشعؑ سے کہا میں تجھے اتنی تکلیف دیتا ہوں[3]۔ جہاں یہ مچھلی (زنبیل سے) نکل کر چل دے وہیں مجھے مطلع کرنا۔ خادم نے عرض کیا یہ کونسی بڑی تکلیف ہے (میں ضرور بتا دوں گا) اللہ تعالیٰ کے اس قول وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ سے یہی مراد ہے۔ فتا سے یوشع بن

[1] وہیں وہ شخص ملے گا ۱۲ منہ [2] تل کر نمک لگا کر ۱۲ منہ [3] اس مچھلی کا خیال رکھیو ۱۲ منہ

فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا

نون مراد ہیں۔ سعید بن جبیر نے (اپنی روایت میں) یوشع کا نام نہیں لیا۔
غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک پتھر کے سائے میں ٹھنڈی جگہ بیٹھے تھے سو گئے۔ اتنے میں مچھلی زنبیل میں تڑپی (تڑپ کر دریا میں کود گئی) خادم نے (اپنے دل میں) کہا۔ موسیٰ علیہ السلام کو جگانے سے کیا فائدہ؟ جب بیدار ہوں گے تو عرض کر دوں گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو خادم یہ ماجرا کہنا بھول گئے کہ مچھلی تو تڑپ کر دریا میں چل دی[1] اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے دریا کی روانی اس پر روک دی[2] اور مچھلی کا نشان پتھر پر (جس پر سے گئی) بن گیا۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے یوں ہی روایت کی کہ اس کا نشان پتھر پر بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ شہادت کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقے کی طرح اسے بتایا[3]۔ ہم تو اس سفر سے تھک گئے۔ تب خادم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تھکاوٹ دور کر دی[4]۔ ابن جریج کہتے ہیں یہ فقرہ (اللہ تعالیٰ نے آپ کی تھکاوٹ دور کر دی) سعید کی روایت میں نہیں ہے۔ پھر حضرت موسیٰ اور ان کے خادم دونوں لوٹے (مچھلی کی جگہ پر آئے) وہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ عثمان بن ابی سلیمان نے روایت کیا کہ خضر علیہ السلام ایک سبز زین پوش پر عین دریا میں بیٹھے ہوئے تھے۔

سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ اپنا کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ کپڑے کا ایک سرا تو ان کے پاؤں کے نیچے تھا، دوسرا سرا سر کے نیچے تھا۔ غرض موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا خضر علیہ السلام نے منہ پر سے کپڑا اٹھایا۔ پوچھا اس سرزمین میں سلام کا رواج کہاں ہے؟ (وہ ملک کافروں کا ہوگا) آپ کون ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا آیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ خضر علیہ السلام

[1] یعنی مچھلی دریا میں چلی جاتی ہے تو پھر پانی مل کر برابر ہو جاتا ہے لیکن یہ روانگی رک گئی پانی ایک طاق کی طرح بن گیا اور مچھلی کا نشان اس کے اندر باقی رہا۔ بعضوں نے کہا پانی کا بہنا موقوف ہو گیا اور مچھلی کے گرد پانی تھم کر رہ گیا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چھید اس میں سے گئی ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سمندر کا پانی بہتا نہیں ۱۲ منہ
[2] بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰؑ باقی دن اور باقی رات چلتے رہے آخر کہنے لگے ۱۲ منہ [3] تم اپنے مطلب کو پہنچ گئے اور مچھلی کا قصہ بیان کیا ۱۲ منہ [4] خادم کے نسیان میں مشیت ایزدی غالباً یہ ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ بھی سمجھ لیں کہ تمہارا علم تو میری امداد کے بغیر اتنا کمزور ہے کہ ایک اتنی عجیب اور اہم بات بھی وقت پر معلوم نہ ہو سکی کہ مردہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی حالانکہ خادم کی صرف یہی ڈیوٹی تھی کہ مچھلی کا خیال رکھیں اور سفر کی منزل مقصود وہی جگہ تھی۔ دونوں اسی مقام پر پہنچنے کے لئے سفر کر رہے تھے واللہ اعلم بالصواب۔ عبدالرزاق

قَالَ اَمَا يَكْفِيكَ اَنَّ التَّوْرٰىةَ بِيَدَيْكَ وَاَنَّ الْوَحْىَ يَاْتِيكَ يَا مُوسٰى اِنَّ لِى عِلْمًا لَّا يَنْبَغِى لَكَ اَنْ تَعْلَمَهٗ وَاِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِى لِى اَنْ اَعْلَمَهٗ فَاَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِى وَمَا عِلْمُكَ فِى جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَمَا اَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ اَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ اِلٰى اَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْاٰخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهٗ بِاَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا قَالَ مُوسٰى اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا كَانَتِ الْاُولٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِى بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِى مِنْ اَمْرِى عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ فَاَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا

نے کہا آپ کیوں آئے کیا مقصد ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اس لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم ہدایت آپ کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے کچھ مجھے سکھایئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا آپ کے لئے یہ کافی نہیں کہ علم توریت آپ کے پاس ہے اور آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اے موسیٰ! اصل بات یہ ہے میرے پاس ایک علم ہے جس کا (مکمل طور پر) سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں اور آپ کے پاس ایک علم ہے جس کا (مکمل طور پر) حاصل کرنا میرے لئے مناسب نہیں[1]۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا اس نے اپنی چونچ سے سمندر سے کچھ (قطرے) لے لئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا خدا کی قسم ہم دونوں کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم سے ایسی ہی نسبت ہے جیسے اس پرندے نے جو پانی لیا اُس کی نسبت سمندر سے ہے[2]۔ بہرحال دونوں رستے میں ایک کشتی پر چڑھے وہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں جو لوگوں کو ایک بندر سے دوسرے بندر تک لے جاتی تھیں (سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہتیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا۔ کہنے لگے یہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ یعلیٰ کہتے ہیں ہم نے سعید سے یوں کہا یعنی خضر؟ انہوں نے کہا ہاں کشتی والوں نے کہا ہم ان سے کرایہ نہیں لیتے (مفت انہیں سوار کرلیا) خضر علیہ السلام نے سفر کشتی کے دوران کشتی کا ایک تختہ چیر ڈالا (اس میں سوراخ کردیا پھر پانی بند کرنے کے لئے) اس میں ایک میخ ٹھونک دی (کشتی کو داغدار کردیا)۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت اعتراض کیا کہنے لگے آپ نے کشتی میں سوراخ کردیا ہے کیا کشتی والوں کو غرق کرنا چاہتے ہیں آپ نے تو عجیب کام کیا۔ مجاہد کہتے ہیں اِمْرًا کا معنی بُرا کام۔ خضر علیہ السلام نے کہا میں نہیں کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے؟ درحقیقت یہ پہلا سوال موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر کیا تھا۔ اور دوسرے اعتراض کے بعد انہوں نے خود شرط کی کہ اگر آئندہ اعتراض کروں تو مجھے ساتھ نہ رہنے دیجیئے گا۔ تیسرا اعتراض انہوں نے قصداً کیا[3] (پہلی بار) بہرحال موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں بھول گیا ہوں مواخذہ نہ کیجئے۔ بعد ازاں دونوں حضرات نے ایک بچہ دیکھا خضر علیہ السلام نے اسے قتل کرڈالا۔ یعلیٰ سعید سے روایت کرتے ہیں کہ خضر

[1] پورے پورے کی قید اس لئے بڑھائی کہ آخر شریعت کا ضروری علم تو ہر شخص کے لئے ضرور ہے اتنا تو حضرت خضر بھی ضرور جانتے ہوں گے۔ اسی طرح علم باطن بھی بقدر ضرورت ہر پیغمبر کو ہوتا ہے حضرت موسیٰ ع بھی ضرور اس سے واقف ہوں گے ۱۲ منہ [2] اس کے بعد موسیٰ ع نے ٹھہرا لیا کہ مجھ کو اپنے ساتھ رکھو اور قول و قرار ہوئے ۱۲ منہ [3] ناحق محنت کو دیکھ کر وہ صبر نہ کرسکے ۱۲ منہ

طَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ وَكَانَ وَرَاءَهُمْ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدٍ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورٌ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ

نے چند بچوں کو دیکھا جو کھیل رہے تھے انہوں نے ایک کافر ذہین یا حسین بچے کو لے کر لٹایا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام! یہ آپ نے ناحق ایک جان کا خون کیا ہے۔ ابھی اس (بچے) نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں دونوں طرح پڑھا ہے۔ نَفْسًا زَكِيَّةً اور نَفْسًا زَاكِيَةً۔ زاکیۃ کا معنی خاصا (یا مسلمان[1]) جیسے کہتے ہیں غُلَامًا زَاكِيًا[2]۔

بہرکیف پھر دونوں روانہ ہوئے (ایک شہر میں پہنچے) ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھی، خضر علیہ السلام نے اسے سیدھا کر دیا۔ سعید نے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا یعنی خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اُسے سیدھا کر دیا یعلی کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سعید نے کہا۔ خضر علیہ السلام نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ دیوار سیدھی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا۔ خضر علیہ السلام سے کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اُس پر مزدوری بھی لے سکتے تھے۔ سعید کہتے ہیں اس مزدوری میں سے اپنا طعام حاصل کر لیتے۔

قرآن میں ہے وَكَانَ وَرَاءَهُمْ۔ اس میں وَرَاءَهُمْ بمعنی إِمَامَهُمْ ہے یعنی اُن کے آگے۔ ابن عباسؓ نے وَكَانَ إِمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ راویوں نے سعید کے سوا اوروں سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اس بادشاہ کا نام ہُدَد بن بُدَد تھا اور وہ لڑکا جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا اس کا نام جَیْسُور ہے۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کشتی خراب کرنے کی غرض یہ بیان کی کہ میں نے ارادہ کیا کہ جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کے سامنے جائے تو وہ عیب دار سمجھ کر چھوڑ دے آگے بڑھ کر کشتی والے اسے درست کر لیں گے اور اس سے فائدہ

---

[1] بعض روایتوں میں مسلّمہ ہے بہ تشدید لام جس کے معنی خاصا پورا اور بعضوں میں مسلمہ بہ تخفیف لام یعنی مسلمان جان اور صحیح بہ تشدید لام ہے کیونکہ دوسری روایتوں میں اس کی صراحت ہے کہ وہ بچہ کافر تھا ۱۲ منہ [2] یعنی اچھا خاصا ہوشیار لڑکا ۱۲ منہ [3] جو غریبوں کی کشتیاں چھین لیتا ۱۲ منہ [4] یعنی سوراخ کے برابر ایک شیشہ اس میں گھسیڑ دیا تو چھید بند ہو گیا۔ یہ بالکل سہل ہے اور قسطلانی کا یہ اعتراض کہ شیشے سے روزن کیونکر بند ہو سکتا ہے یا کرمانی کی یہ توجیہہ کہ شیشہ پیس کر اس میں آٹا وغیرہ ملا کر یہ سوراخ بند کیا بے ضرورت ہے ۱۲ منہ [5] لفظی ترجمہ توں یوں ہے کہ وہ لڑکا کافر تھا مگر جب ماں باپ دونوں ایماندار تھے تو لڑکا کیونکہ کافر سمجھا جا سکتا ہے اس لئے مطلب یہی ہے کہ اس کی قسمت میں بڑا ہو کر کافر ہونا لکھا تھا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ جب قسمت میں اُس کے بڑا ہو کر کافر ہونا لکھا تھا تو قسمت کا لکھا ضرور پورا ہوتا ہے پھر وہ بچپنے میں مارا کیوں گیا کیونکہ قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو پورا اختیار ہے کہ اُس میں جیسا چاہے ایسا تصرف کرے جیسے فرمایا يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ اور حدیث میں ہے الدعاء یرد القضاء۔ البتہ علم الٰہی میں جو تھا وہ بدل نہیں سکتا علم الٰہی میں یوں ہوگا کہ اگر یہ لڑکا بچپن

مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اَنْ يَّحْمِلَهُمَا حُبُّهٗ عَلٰٓى اَنْ يُّتَابِعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهٖ اَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْاَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَّزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا اُبْدِلَا جَارِيَةً وَّاَمَّا دَاوٗدُ بْنُ اَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّهَا جَارِيَةٌ۔

اٹھاتے رہیں گے۔

بعض راویوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب وہ (اس بادشاہ کے آگے) نکل گئے تو یہ سوراخ ایک شیشہ لگا کر بند کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ لاکھ اور تیل لا کر اس کشتی کو جوڑ لیا۔ کَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ اس لڑکے کے ماں باپ ایماندار تھے اور لڑکے کی قسمت میں (بڑے ہو کر) کافر ہونا لکھا تھا۔ تو ہم ڈرے کہ کہیں اپنے ماں باپ کو بھی شرارت اور کفر میں نہ پھنسائے۔ ماں باپ لڑکے کی محبت کی وجہ سے کفر میں مبتلاء ہو جائیں ہم نے یہ چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر پاک صاف لڑکا عنایت کرے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پاک صاف لڑکا اس لئے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان پر یہی اعتراض کیا تھا کہ تونے ایک پاک صاف (معصوم) جان کا خون کیا۔

اَقْرَبَ رُحْمًا کا معنی یہ ہے کہ اس دوسرے لڑکے پر ماں باپ پہلے لڑکے سے بھی زیادہ مہربان ہوں گے جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔

سعید بن جبیر کے سوا دیگر راویوں نے اس طرح کہا ہے کہ اس لڑکے کے بدلے اس کے ماں باپ کو لڑکی ملی[1]۔ داؤد بن ابی عاصم نے کئی اشخاص سے اسی طرح روایت کی کہ انہیں لڑکی ملی[2]۔

باب ۲۴۵۳ قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاوَزَا

قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اِلٰى قَوْلِهٖ عَجَبًا صُنْعًا عَمَلًا حِوَلًا تَحَوُّلًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا اِمْرًا وَّنُكْرًا دَاهِيَةً يَّنْقَضَّ

باب فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ـــــ عَجَبًا تک کی تفسیر۔

صُنْعًا ۔ عمل۔ حِوَلًا پھر جانا۔ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا اِمْرًا کا معنی عجیب بات۔ نُكْرًا کا بھی یہی معنی ہے (عجیب بات) يَنْقَضَّ اور يَنْقَاضَّ دونوں کا ایک معنی

[1] اس لڑکی کے بطن سے ایک پیغمبر پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں یہ پیغمبر شمعون تھے ان کی ماں کا نام حنہ تھا انہی سے بنی اسرائیل نے یہ کہا تھا اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کلبی نے کہا اس لڑکی کے پیٹ سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے بعضوں نے کہا کہ ستر پیغمبر اس کی اولاد میں ہوئے ۱۲ منہ [2] نالائق لڑکے سے لڑکی بمراتب بہتر ہے۔ سعدی رحمہ کہتے ہیں ؎ زنان باردار اے مرد ہوشیار ✿ اگر وقت ولادت مار زایند ✿ ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند ✿ کہ فرزندان ناہموار زایند

ع احقر نے بزرگوں کی تقلید میں ترجمہ یونہی کیا کہ لڑکے کی قسمت میں بڑے ہو کر کافر ہونا لکھا تھا لیکن دل یہ گواہی دیتا ہے کہ بہتر ترجمہ یہ ہے کہ وہ لڑکا کافر تھا یعنی جو اس کی شکل تھی وہ بظاہر معصوم نظر آتی تھی لیکن اس کے کرتوت بچپن ہی میں کچھ اس قسم کے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنے خاص علم سے پہچان گئے کہ وہ کافرانہ خطوط پر چل رہا ہے اور بالآخر خطرناک کافر ہو گا یہی تو خضر علیہ السلام کے علم کا حال ہے کہ جسے دوسرے لوگ نیک سمجھتے تھے اسے خضر علیہ السلام نے اپنے علم خاص کے ذریعہ معلوم

يُنْقَاصُ وَكَمَا تَنْقَاصُ السِّنُّ لَتَّخَذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ رُحْمًا مِّنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِّنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيْمِ وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا۔

ہے جیسے کہتے ہیں تَنْقَاضَ السِّنُّ دانت گر رہا ہے لَتَّخَذْتَ اور اِتَّخَذْتَ دونوں کا ایک معنی ہے (دونوں قراتیں ہیں) رُحْمًا رُحْم سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے بہت رحمت گویا یہ مبالغہ ہے رحمت کا ہمارا خیال ہے کہ یہ رحیم سے نکلا ہے۔ اسی لئے مکہ کو اُمّ رُحم کہتے ہیں کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

۴۳۸۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعَمُ أَنَّ مُوْسَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسَى خَطِيْبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَقِيْلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيْلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوْسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَّمَعَهُمَا الْحُوْتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوْسَى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيْثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُّقَالُ

(از قتیبہ بن سعید از سفیان بن عیینہ از عمرو بن دینار) سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے نہیں ملے تھے (بلکہ وہ دوسرے موسےٰ تھے) انہوں نے کہا وہ جھوٹا ہے اللہ کا دشمن، ہم سے خود ابی بن کعبؓ صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سُنایا۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ کس کو علم ہے؟ انہوں نے کہا مجھے۔ چنانچہ اس بات پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا کیونکہ انہیں چاہیئے تھا کہ خدا کی طرف منسوب کرتے (کہ اللہ جانتا ہے) غرض ان پر وحی نازل ہوئی کہ مجمع البحرین (دو سمندروں کا مقام اجتماع) میں ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم والا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا باری تعالیٰ! میں اس بندے تک کیسے پہنچوں؟ ارشاد ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے اس کے پیچھے پیچھے چلا جا (وہ بندہ مل جائے گا) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے مچھلی بھی لے لی۔ جب پتھر پر پہنچے (جہاں دو دریا ملتے ہیں) تو دونوں اتر پڑے اور موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار کے سوا دوسرے شخص (قتادہ)

لہ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا
حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَّاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ
قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ
الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ
آتِنَا غَدَاءَنَا الْآيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ
النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا مَا أُمِرَ بِهِ قَالَ لَهُ
فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى
الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ الْآيَةَ قَالَ
فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا
فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ فَكَانَ
لِفَتَاهُ عَجَبًا وَلِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا
انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى
بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ وَأَنَّى
بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ
مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ
أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِّنْ
عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى
عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ
قَالَ بَلْ أَتَّبِعُكَ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي
عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا
يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ
فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ

کی روایت میں لکھا ہے کہ اس پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جو آب حیات کے
نام سے مشہور تھا جس مردہ چیز پر اس کا پانی پڑتا ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے
چنانچہ اس مچھلی پر جب پانی پڑا تو وہ بھی زندہ ہو گئی اور اچھل کر دریا
میں پہنچ گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے (وہاں سے آگے
بڑھ گئے) تو اپنے خادم سے کہنے لگے۔ ذرا ہمارا ناشتہ لاؤ (آخر آیت
تک) اور موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ اُسی وقت سے محسوس ہونے لگی
جب اس مقام سے آگے بڑھنے لگے جہاں تک ان کو جانے کا حکم تھا۔
غرض ان کے خادم یوشع بن نون کہنے لگے سنیئے! جب ہم پتھر کے پاس
ٹھہرے ہوئے تھے تو میں مچھلی کا واقعہ آپ سے عرض کرنا بھول گیا (آخر آیت
تک) پھر دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے۔ دیکھا تو سمندر
کا پانی جہاں سے مچھلی گئی تھی ایک طاق کی طرح بن گیا ہے یہ دیکھ کر حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا، مچھلی کو راستہ ملا[1] جب پتھر تک
پہنچے دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے لپیٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے
اسے سلام کیا اس نے کہا آپ کے ملک میں سلام کہاں سے آیا؟ موسیٰ
علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا آیا بنی اسرائیل کا موسیٰ
موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہ کر وہ
علم جو آپ کو عطا کیا گیا ہے حاصل کروں۔ خضر علیہ السلام نے کہا موسیٰ!
بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک علم (شریعت) آپ کو دیا ہے جسے میں
پوری طرح نہیں جانتا۔ اور مجھے ایک علم (اسرار و حقیقت) دیا جس
سے آپ پوری طرح واقف نہیں۔ انہوں (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا
نہیں میں آپ کے ساتھ ضرور رہوں گا۔ خضر علیہ السلام نے کہا اچھا تو
جب تک میں خود کسی بات کی حقیقت آپ سے بیان نہ کروں آپ کچھ
نہ پوچھئے گا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے قبول کر لیا) اب دونوں چل پڑے سمندر
کے کنارے کنارے جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی ملی۔ لوگوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر انہیں (اور ان کے دونوں

[1] ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں ہے کہ جب موسیٰ لوٹے اور مچھلی کو پایا تو عصا سے پانی کو چیرتے ہوئے مچھلی کے پیچھے پیچھے چلے جہاں مچھلی پہنچتی وہاں کا پانی سوکھ کر پتھر کی طرح ہو جاتا تھا۔

نَوْلٍ يَقُوْلُ بِغَيْرِ اَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِيْنَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِيْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهٗ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى اِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِيْنَةَ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ الْاٰيَةَ فَانْطَلَقَا اِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ فَقَطَعَهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا اِلٰى قَوْلِهٖ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَاَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اِنَّا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا قَالَ

ساتھیوں کو) بے کرایہ سوار کر لیا۔ تینوں کشتی میں بیٹھ گئے۔ ایک چڑیا آئی اس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر سمندر میں چونچ ڈبوئی خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ دیکھئے میرا، آپ کا اور سارے جہان کا علم خداوند تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے جو اس چڑیا کی چونچ کی تری کی سمندر سے نسبت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو ابھی کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ خضر علیہ السلام نے ایک بسولے سے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان کشتی والوں نے تو ہمیں بے کرایہ بٹھالیا اور آپ نے کشتی والوں کو غرق کرنے کی نیت سے سوراخ کر دیا ہے (آخر آیت تک)

غرض پھر دونوں چل پڑے۔ رستے میں ایک لڑکا ملا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ آپ نے تو ایک معصوم جان کو ناحق مار ڈالا یہ تو آپ نے بہت ہی بری حرکت کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا میں تو آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا، اس آیت تک فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ (آگے بڑھے ایک گاؤں میں پہنچے وہاں ایک دیوار ٹیڑھی ہو گئی تھی اور گرنے والی تھی) خضر علیہ السلام نے اس گرتی ہوئی دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سیدھی ہو گئی۔ اب موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے۔ ہم اس گاؤں میں تھکے ماندے مسافر آئے اور ان گاؤں والوں نے ہماری مہمانی تک نہ کی نہ ہمیں کھانا کھلایا[1]۔ آپ چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا بس اب آپ کی میری جدائی ہوتی ہے (کیونکہ آپ نے شرط کے خلاف کیا) لیکن میں ان واقعات کی حقیقت بتا دوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں تو یہ تمنا رہ گئی کاش موسیٰ علیہ السلام ذرا صبر کرتے تو دونوں کے اور عجیب واقعات ہم سے

[1] اور ہم نے مفت اُن کی دیوار درست کر دی ۱۲ منہ

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا

بیان کئے جاتے۔

سعید کہتے ہیں ابن عباسؓ یوں پڑھتے تھے وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا۔

بَاب ۲۴۵۴ قَوْلِهِ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

باب قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا کی تفسیر

۴۳۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا هُمُ الْحَرُورِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُورِيَّةُ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ۔

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از عمرو) مصعبؓ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا أَلْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا سے کون سے لوگ مراد ہیں؟ کیا حروری (خارجی لوگ) مراد ہیں[1]؟ انہوں نے کہا نہیں یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا نصاریٰ نے بہشت کا انکار کیا اور کہنے لگے وہاں کھانے پینے کا طریقہ نہ ہوگا[2] اور حروریہ تو ان لوگوں میں داخل ہیں اَلَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

سعد رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو فاسق کہتے تھے۔

بَاب ۲۴۵۵ قَوْلِهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ الْآيَةَ

باب أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ کی تفسیر

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

(از محمد بن عبداللہ از سعید بن ابی مریم از مغیرہ از ابوالزناد

[1] جنہوں نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا تھا یہ حرور نام ایک گاؤں میں جمع ہوئے تھے جو کوفہ کے قریب تھا عبدالرزاق نے نکالا کہ ابن کوا جو ان خارجیوں کا رئیس تھا حضرت علیؓ سے پوچھنے لگا الاخسرین اعمالا سے کون لوگ مراد ہیں انہوں نے فرمایا کمبخت یہ حرور والے انہی میں داخل ہیں ۱۲ منہ [2] بلکہ بہشت میں صرف روحانی لذتیں ہوں گی جیسے علم و معرفت وغیرہ اکثر فلاسفہ اور جہلا صوفیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے باطنیہ فرقہ اور نیچریہ بھی یہی کہتے ہیں نصاریٰ کو انجیل شریف کی ایک آیت سے شاید یہ شبہ ہوگیا ہے جس میں یہ ہے کہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے ہیں نہ بیاہ دیئے جاتے ہیں بلکہ خدا کے آسمانی فرشتوں کی مانند رہتے ہیں (۲۲ باب آیت ۳۰) حضرت عیسیٰؑ کی مراد یہ ہے کہ قبر سے جی اٹھنے کے بعد جب تک حشر اور حساب کتاب کا میدان گرم رہے گا اس وقت نہ کوئی بیاہ کریگا نہ بیاہا جائے گا باپ بیٹے سے غرض نہ رکھے گا جورو خاوند سے کچھ تعلق نہ رکھے گی لیکن بہشت داخل ہونے کے بعد سب نعمتیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں بہشتیوں کو ملیں گے جیسے فرمایا وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اور فرمایا وَلَهُمْ فِيْهَا مَا يَشْتَهُوْنَ اور اگر ہم تسلیم کریں کہ بہشت محض روحانی ہے اور وہاں کی نعمتیں صرف روحانی ہیں تو کھانا پینا اور نکاح بھی روحانی ہوگا اس سے کونسا امر مانع ہے اور یہ روحانی نعمتیں صورت میں دنیاوی نعمتوں کے مشابہ ہوں گی۔ حقیقت میں باطنیہ باطنیا ور نیچریہ کے اعتراضات واہی ہیں کوئی ان سے کہے تم کو بہشت کی حقیقت کیسے معلوم ہوگئی اور پیغمبر صاحب کو معلوم نہ تھی جو کچھ اللہ اور رسول نے فرمایا وہ برحق ہے اور دنیا کی تمام لذتوں میں جماع کی لذت بڑھ کر ہے پھر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لذت سے اپنے بندوں کو محروم رکھے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ۔

(از اعرج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک انتہائی موٹا آدمی آئے گا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا یہ آیت پڑھو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔ (قیامت کے دن ہم ان (کے نیک اعمال) کا کوئی وزن نہیں کریں گے)۔

اس حدیث کو محمد بن عبد اللہ نے یحییٰ بن بکیر سے، انہوں نے مغیرہ بن عبد الرحمٰن سے انہوں نے ابو الزناد سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

سُورَةُ كهيعص

سورۂ مریم کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَبْصِرْ بِهِمْ وَأَسْمِعْ اللَّهُ يَقُولُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ يَعْنِي قَوْلَهُ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ لَأَرْجُمَنَّكَ لَأَشْتُمَنَّكَ وَرِئْيًا مَنْظَرًا وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حَتَّى قَالَتْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[1] کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" آج کے دن (دنیا میں) کفار نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی گمراہی میں ہیں"

مطلب یہ ہے کہ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ یعنی کافر قیامت کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہونگے۔ (مگر اس وقت کا سننا اور دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا)۔

لَأَرْجُمَنَّكَ میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ رِئْيًا منظر۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ[2] کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام جانتی تھی کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں أَبْصِرْ بِهِمْ وَأَسْمِعْ ہے لیکن قرآن شریف میں أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ہے اس لئے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن عباس رضی کے اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

[2] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِدًّا عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وِرْدًا عِطَاشًا أَثَاثًا مَالًا إِدًّا قَوْلًا عَظِيمًا رِكْزًا صَوْتًا عِتِيًّا غَيًّا خُسْرَانًا بُكِيًّا جَمَاعَةُ بَاكٍ صِلِيًّا صَلِيَ يَصْلَى نَدِيًّا وَالنَّادِي مَجْلِسًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَلْيَمْدُدْ فَلْيَدَعْهُ

اس لئے کہنے لگیں میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں[1] تَؤُزُّهُمْ أَزًّا کا معنی یہ ہے کہ شیطان کفار کو گناہوں کی طرف گھسیٹتے ہیں۔ مجاہد[2] کہتے ہیں إِدًّا کا معنی کجی اور ٹیڑھی[3] (غلط) بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[4] وِرْدًا پیاسے أَثَاثًا مال اسباب إِدًّا بڑی بات رِكْزًا (ہلکی اور پست) آواز غَيًّا نقصان، خسارہ۔ بُكِيًّا باکی کی جمع ہے یعنی رونے والے صِلِيًّا مصدر ہے صَلِيَ يَصْلَى سے جلنا۔ نَدِيًّا اور نادی دونوں کے معنی مجلس۔ مجاہد کہتے ہیں فَلْيَمْدُدْ کے معنی ہیں۔ پس مدد کے لئے بلاؤ۔

بَابٌ ۲۴۵۶ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

باب وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کی تفسیر۔

۴۳۸۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّونَ فَ

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از ابو صالح) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں پیش کیا جائے گا[5] پھر ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) آواز دیگا بہشت والو! وہ گردن اٹھائیں گے اور ادھر نظر ڈالیں گے[6]۔ وہ فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے ہم سب اس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں۔ پھر وہ پکارے گا دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر ادھر دیکھیں گے (خوش ہو جائیں گے، شاید دوزخ سے رہائی کا حکم ملتا ہے) فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے

[1] یہ سفیان نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] بعضوں نے کہا إِدًّا کا معنی ٹیڑھی بات بعضے نسخوں میں عِوَجًا کے بجائے لدا ہے [4] یہ قول کتاب بدء الخلق میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ [5] عالم مثال یعنی عالم برزخ اور عالم آخرت میں اعراض اجسام کی صورت میں نمودار ہوں گے اچھے اور برے اعمال خوب صورت اور بد صورت شکلوں میں جیسے دوسری حدیثوں میں سے ثابت ہے اور اس طرح وہ اعتراض بھی رفع ہو گیا ہے کہ اعمال کیونکر تولے جائیں گے وہ تو عرض ہیں کیونکہ وزن اعمال ناموں کا ہونا یا اعمال جسم پکڑ لیں گے ۱۲ منہ [6] ڈر جائیں گے کہیں بہشت سے نہ نکالے جائیں ۱۲ منہ

فَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهٰؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ.

ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ ہم سب اسے دیکھ چکے ہیں۔ چنانچہ اس وقت وہ مینڈھا ذبح[۱] کر دیا جائے گا[۲]۔ اس کے بعد فرشتہ کہے گا۔ بہشتیو! تمہیں ہمیشہ ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے اور دوزخیو! تمہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔ اب موت کسی کو نہ آئے گی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ۔ یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایمان نہیں لاتے۔

باب ۲۴۵۷ قَوْلِهِ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ۔

باب وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ کی تفسیر

۴۳۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا۔

(از ابو نعیم از عمر بن ذر از والدش از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ کو کس نے منع کیا کہ آپ اپنے موجودہ معمول سے زیادہ میرے پاس آیا کریں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا[۳]۔

باب ۲۴۵۸ قَوْلِهِ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔

باب أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا کی تفسیر

۴۳۸۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي

(از حمیدی از سفیان از اعمش از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں عاص بن وائل سہمی کے پاس جا کر اپنے پیسوں کا تقاضا کیا جو میرے اس کے پاس تھے۔ وہ کہنے لگا میں اس وقت تک نہ دوں گا جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ

۱ بہشت اور دوزخ کے بیچ میں ۱۲ منہ ۲ ایک کسی کو موت آنے والی نہیں ۱۲ منہ ۳ یعنی ہم فرشتے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں جب حکم ہوتا ہے اس وقت اترتے ہیں ۱۲ منہ

عِندَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَّأَبُو مُعٰوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

علیہ وسلم سے منکر نہ ہو جائے (کافر ہو جائے) میں نے کہا میں تو تیرے مرنے پھر دوبارہ زندہ کئے جانے تک بھی کفر اختیار نہ کروں گا۔ وہ کہنے لگا کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا بے شک۔ اس نے کہا۔ پھر تو میں وہاں (آخرت میں) مال اور اولاد والا بنوں گا اور تیرا قرضہ ادا کردوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔ اس حدیث کو سفیان ثوری، شعبہ، حفص، ابو معاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے[1]۔

باب ۲۴۵۹ قَوْلِهٖ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا قَالَ مَوْثِقًا۔

باب أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا کی تفسیر۔

عَهْدًا کا معنیٰ مضبوط اقرار۔

۴۳۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِي اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَّلَا مَوْثِقًا۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مکے میں (قبل از ہجرت) لوہاری کا کام کرتا تھا۔ میں نے عاص بن وائل سہمی کے لئے ایک تلوار بنائی۔ اس کی اجرت کے تقاضا کے لئے عاص کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگا میں تو تجھے نہیں دیتا جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہ کردے (اسلام چھوڑ دے) میں نے کہا میں تو کافر تب بھی نہیں ہوں گا جب خدا تجھے مار کر دوبارہ زندہ کرے گا۔ کہنے لگا۔ جب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے زندہ کرے گا تو مال اور اولاد بھی دے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔

عہد کا معنیٰ مضبوط اقرار۔ عبد اللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا لیکن اس میں تلوار اور عہد کی تفسیر مذکور نہیں ہے۔

[1] سفیان ثوری اور شعبہ اور حفص اور وکیع کی روایتوں کو خود امام بخاری نے اس کتاب میں اور ابو معاویہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

باب ۳۴۶ قَوْلِهٖ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

۴۳۸۷ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ فَذَرْنِيْ حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثَ فَسَوْفَ اُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

باب كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا کی تفسیر۔

(از بشر بن خالد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں اس کے پاس قرض لینے گیا تو کہنے لگا میں نہیں دیتا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب چھوڑ نہیں دیتے۔ میں نے کہا خدا کی قسم تو مرنے کے بعد جب زندہ کیا جائے گا تب بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پھروں گا (اس کے دین کا انکار نہ کروں گا) کہنے لگا تو رہنے دے۔ میں جب مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو وہاں میں صاحب مال و اولاد رہوں گا اور تیرا قرض ادا کردوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

باب ۳۴۶ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَنَرِثُهٗ مَا يَقُولُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا وَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجِبَالُ هَدًّا هَدْمًا

۴۳۸۸ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَّكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَاَتَيْتُهٗ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِيْ لَا اَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ اَكْفُرَ بِهٖ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّيْ لَمَبْعُوْثٌ مِّنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ اَقْضِيْكَ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ

باب وَنَرِثُهٗ مَا يَقُولُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا کی تفسیر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا[1] وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا میں هَدًّا کا معنی گرجانا۔

(از یحییٰ از وکیع از اعمش از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (زمانۂ جاہلیت میں) میں لوہار تھا۔ عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا (زمانۂ اسلام میں) میں تقاضا کرنے کے لئے اس کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگا میں تو تیرا قرض کبھی ادا نہ کروں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے نکل کر نہ آئے۔ میں نے جواب دیا میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہرگز نہ کروں گا (کافر نہ ہوں گا) حتیٰ کہ تو مرے اور دوبارہ زندہ کیا جائے (تب بھی میں کافر نہ بنوں گا) کہنے لگا اگر موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا تو (پھر کیا جلدی کرتے ہو)

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا۔

دوبارہ جی کر مال و دولت حاصل کروں گا تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔

خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا۔[1]

سُوْرَةُ طٰهٰ

سورہ طٰہٰ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَّالضَّحَّاكُ بِالنَّبَطِيَّةِ طٰهٰ يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ اَوْ فِيْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْ فَاْفَاَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ اَزْرِيْ ظَهْرِيْ فَيُسْحِتَكُمْ يُهْلِكَكُمْ اَلْمُثْلٰى تَاْنِيْثُ الْاَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْاَمْثَلَ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا يُقَالُ هَلْ اَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِيْ يُصَلّٰى فِيْهِ فَاَوْجَسَ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيْفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ

سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں کہ حبشی زبان میں طٰہٰ کا معنی ہے اے آدمی! کہتے ہیں جس شخص کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا اٹک اٹک کر، رک رک کر بات کرے تو (دراصل) اس کی زبان میں عُقدہ یعنی گرہ ہوتی ہے۔ اَزْرِیْ میری پیٹھ۔ فَیُسْحِتَکُمْ تمہیں ہلاک کرے۔ اَلْمُثْلٰی اَمْثَل کا مؤنث ہے یعنی تمہارا دین۔ عرب لوگ کہتے ہیں خُذِ الْمُثْلٰی اچھی بات کو لے۔ خُذِ الْاَمْثَلَ اچھی بات کو لے۔ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا عرب لوگ کہتے ہیں کیا تو آج صف میں گیا تھا یعنی نماز کے مقام میں جہاں لوگ (جمع ہو کر) نماز پڑھتے ہیں (جیسے عیدگاہ وغیرہ) فَاَوْجَسَ پس دل ہی دل میں سہم گیا خِیْفَةً اصل میں خِوْفَةً تھا واو بوجہ

[1] ترجمہ: اے پیغمبر بھلا تم نے اُس شخص کو بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور لگا کہنے اگر قیامت ہوگی تو وہاں بھی مجھے مال ملے گا اور اولاد ملے گی۔ کیا اس کو غیب کی خبر لگ گئی ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی مضبوط قول و قرار لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں جو باتیں یہ بکتا ہے ہم ان کو لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بڑھائے جائیں گے اور دنیا کا مال اور اولاد یہ سب چھوڑ جائے گا۔ ہم اُس کے وارث ہوں گے اور قیامت کے دن ہمارے سامنے اکیلا حاضر ہوگا۔ عاص بن وائل کافر قیامت اور حشر و نشر کا منکر تھا اس کے ٹھٹھے کی راہ سے خباب سے یہ گفتگو کی چنانچہ اسی عاص کے پیرو بعضے ملحد اس زمانہ میں بھی موجود ہیں کہتے ہیں ایک ملحد کسی کا [illegible] کھا گیا ایک شخص نے اس کو نصیحت کی کہ قیامت کے دن تجھ کو یہ بکرا دینا پڑے گا وہ کہنے لگا اگر جاؤں گا اس نے کہا کیسے گا کیسے وہ بکرا خود آن کر گواہی [illegible] کیا [illegible] گا میں کیسے کہا کہ بکرا مالک سے کہ دوں گا لے اپنا بکرا لے [illegible] ۱۲ منہ

فِي جُذُوعِ عَلَى جُذُوعِ خَطْبُكَ بَالُكَ مِسَاسَ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهُ لَنَذْرِيَنَّهُ قَاعًا يَعْلُوهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا أَلْقَى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا الْعِجْلُ هَمْسًا حِسُّ الْأَقْدَامِ حَشَرْتَنِي أَعْمَى عَنْ حُجَّتِي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا فِي الدُّنْيَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقَبَسٍ ضَلُّوا الطَّرِيقَ وَ كَانُوا شَاتِينَ فَقَالَ إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا مَنْ يَهْدِ الطَّرِيقَ آتِكُمْ بِنَارٍ تُوقِدُونَ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَمْثَلُهُمْ أَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ

کسرہ ماقبل کے یاء ہوگئی خِيفَةً بن گیا۔ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ کھجور کی شاخوں پر فِي بمعنی عَلَى ہے۔ خَطْبُكَ تیرا حال مِسَاس مصدر ہے مَاسَّهُ مِسَاسًا سے یعنی چھونا۔ لَنَنْسِفَنَّهُ بکھیر دیں گے۔ اڑا دیں گے قَاعٌ جس زمین پر پانی آجائے (یعنی صاف ہموار میدان) صَفْصَفٌ ہموار زمین۔ مجاہد کہتے ہیں زِينَةِ الْقَوْمِ سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا[1] فَقَذَفْتُهَا میں نے اسے ڈال دیا وَ كَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا فَنَسِيَ مُوسَى (موسیٰ بھول گئے) سامری اور اس کے پیرو کہنے لگے موسیٰ چوک گئے کہ اپنے رب یعنی بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر گئے لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا بچھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ هَمْسًا پاؤں کی آہٹ حَشَرْتَنِي أَعْمَى یعنی مجھے دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی یہاں تو نے مجھے بالکل اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اور ان کے ساتھی رستہ بھول گئے تھے اور سردی پڑ رہی تھی[3] کہنے لگے۔ اگر وہاں کوئی رستہ بتلانے والا ملا تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لئے لے آؤں گا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا ہے کہ أَمْثَلُهُمْ کا

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ سامری کو جتنے زیور مل سکے ان کو گلا کر ایک بچھڑا بنایا پھر اس کے پیٹ میں ایک مٹھی اس خاک کی ڈالی جو اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں تلے سے اٹھالی تھی وہ بچھڑا ہو گیا آواز کرنے لگا ۱۲ منہ [2] یہ فریابی نے مجاہد سے روایت کیا مطلب یہ ہے کہ اعمیٰ سے آنکھوں کا اندھا مراد نہیں ہے بلکہ عقل کا اندھا مراد ہے ۱۲ منہ
[3] اتنے میں موسیٰ علیہ السلام نے دور سے آگ دیکھی ۱۲ منہ

مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا أَمْتًا رَابِيَةً سِيرَتَهَا حَالَتَهَا الْأُولَى النُّهَى التُّقَى ضَنْكًا الشَّقَاءُ هَوَى شَقِيَ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ طُوًى اسْمُ الْوَادِي بِمِلْكِنَا بِأَمْرِنَا مَكَانًا سُوًى مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا يَابِسًا عَلَى قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِيَا تَضْعُفَا۔

معنی ہے ان کا افضل اور دانا آدمی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[1] هَضْمًا یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جائے گا۔ عِوَجًا۔ نالا۔ وادی۔ أَمْتًا ٹیلہ۔ بلندی۔ سِيرَتَهَا الْأُولَى پہلی حالت پر۔ النُّهَى تقوی ضَنْكًا بدبختی هَوَى بدبخت ہوا۔ الْمُقَدَّسِ برکت والی طُوًى اس وادی کا نام تھا۔ بِمِلْكِنَا (بکسر میم، لیکن میم کی زبر سے مشہور قراءت ہے۔ بعضوں نے میم کی پیش بھی پڑھی ہے) یعنی اپنے اختیار وحکم سے۔ سُوًى برابر فاصلہ پر يَبَسًا خشک عَلَى قَدَرٍ اپنے معین وقت پر جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا۔ لَا تَنِيَا ضعیف مت بنو (سست نہ ہو جاؤ) تثنیہ یعنی دو کا صیغہ ہے۔

باب ۲۴۶۲ قَوْلِهِ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي۔

باب وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي کی تفسیر

۴۳۸۹۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقَى آدَمُ وَمُوسَى قَالَ مُوسَى لِآدَمَ أَنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى الْيَمُّ الْبَحْرُ۔

(از صلت بن محمد از مہدی بن میمون از محمد بن سیرین)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام دونوں میں ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام سے کہنے لگے آپ وہی آدم ہیں جنہوں نے دنیا والوں پر یہ مصیبت ڈالی اور جنت سے نکلوا دیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تم وہی موسیٰ ہو جنہیں خدا نے اپنا پیغمبر اور رسیدۂ خاص بنایا اور تم پر تورات نازل فرمائی؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں[2] آدم علیہ السلام نے کہا کیا تم نے تورات میں نہیں پڑھا اللہ تعالیٰ نے یہ بات میری تقدیر میں میری پیدائش سے پہلے لکھ دی تھی؟ موسیٰؑ نے کہا ہاں! یہ تورات میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر تقریر میں غالب آ گئے[3] یَمّ۔ سمندر

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] حضرت آدم علیہ السلام تمام آدمیوں کے پدر بزرگوار ہیں ان سے سوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو اللہ تعالیٰ کے خاص چہیتے تھے اور کون ایسی گفتگو کر سکتا تھا [3] حضرت آدم ؑ گو مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کم تھے مگر آخر بزرگ تھے انہوں نے ایسا جواب دیا کہ حضرت

باب ۲۶۳ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى۔

باب وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۔ کی تفسیر۔

۴۳۹۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ عَاشُوْرَآءَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ

(از یعقوب بن ابراہیم از روح از شعبہ از ابوبشر از سعید ابن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان دنوں یہودی عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے اس کی وجہ دریافت کی انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح سے ہمیں یہودیوں سے زیادہ خوشی ہونا چاہئے۔ لہٰذا سب مسلمان بھی اس تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔

باب ۲۶۴ قَوْلِهٖ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۔

باب فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى کی تفسیر۔

۴۳۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ الَّذِيْٓ اَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَاَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا

(از قتیبہ بن سعید از ایوب بن نجار از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے بحث کی، کہنے لگے آپ تو وہی آدم ہیں کہ اپنی غلطی کی وجہ سے سب لوگوں کو بہشت سے نکالنے کا باعث بنے اور مصیبت میں ڈالا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تم وہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام سے مشرف فرمایا اور اب کیا تم میرے اوپر وہ الزام

مُوسٰی اَنْتَ الَّذِی اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ اَوْ قَدَّرَهٗ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی۔

رکھو گے جو میری پیدائش سے پہلے مقدر کر دیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اس مباحثے میں حضرت موسیٰ علیہ وسلم پر غالب آ گئے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ

سورۂ انبیاء کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْیَمُ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِیَآءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ وَقَالَ قَتَادَةُ جُذٰذًا قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ فِیْ فَلَكٍ مِّثْلُ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ یَسْبَحُوْنَ یَدُوْرُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ یُصْحَبُوْنَ یُمْنَعُوْنَ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً قَالَ دِیْنُكُمْ دِیْنٌ وَّاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبُ بِالْحَبَشِیَّةِ وَقَالَ غَیْرُهٗ اَحَسُّوْا تَوَقَّعُوْهُ مِنْ اَحْسَسْتُ خَامِدِیْنَ هَامِدِیْنَ حَصِیْدٌ مُّسْتَاْصَلٌ یَقَعُ عَلَی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ابو اسحاق از عبد الرحمن بن یزید) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورہ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور انبیاء پہلی فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکے میں نازل ہوئی تھیں) اور میری بہت عرصے کی یاد کی ہوئی ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں[1] جُذٰذًا کا معنی ٹکڑے ٹکڑے۔

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یعنی ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گھومتا ہے جیسے سوت کاتنے کا چرخہ[2]۔ یَسْبَحُوْنَ گول گھومتے ہیں[3]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نَفَشَتْ چر گئیں یُصْحَبُوْنَ روکے جائیں گے[4]۔ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یعنی تمہارا دین ایک ہی ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں حَصَبُ حبشی زبان میں جلانے کی لکڑی (ایندھن) کو کہتے ہیں۔ دیگر حضرات کہتے ہیں۔ اَحَسُّوْا انہوں نے توقع کی یہ اَحْسَسْتُ سے نکلا ہے (یعنی آہٹ پائی)، خَامِدِیْنَ بجھے پڑے (مرے ہوئے)، حَصِیْدٌ جڑ سے کاٹا ہوا - اکھاڑا ہوا - واحد تثنیہ اور

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن عیینہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یا تیرتے ہیں اور آسمان پانی کی طرح لطیف مادہ ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یا ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا ۱۲ منہ

الْجَمِيعِ لَا يَسْتَحْسِرُونَ لَا يُعْيُونَ وَمِنْهُ حَسِيرٌ وَحَسَرْتُ بَعِيرِي عَمِيقٌ بَعِيدٌ نُكِسُوا رُدُّوا صَنْعَةَ لَبُوسٍ الدُّرُوعُ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمُ اخْتَلَفُوا الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ آذَنَّاكَ أَعْلَمْنَاكَ آذَنْتُكُمْ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ تُفْهَمُونَ ارْتَضَى رَضِيَ التَّمَاثِيلُ الْأَصْنَامُ السِّجِلُّ الصَّحِيفَةُ -

جمع سب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لَا يَسْتَحْسِرُونَ نہیں تھکتے اسی سے ہے حَسِيرٌ تھکا ہوا حَسَرْتُ بَعِيرِي میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا عَمِيقٌ دور دراز۔ نُكِسُوا پھر کفر کی طرف لوٹائے گئے[1]۔ صَنْعَةَ لَبُوسٍ زرہیں بنانا۔ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ اختلاف کیا۔ جدا جدا طریقہ اختیار کیا لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا حسیس، حس، جرس اور ہمس سب کے ایک معنی ہیں یعنی پست آواز آذَنَّاكَ ہم نے تجھے آگاہ کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں آذَنْتُكُمْ میں نے تمہیں مطلع کیا ہم تم برابر ہو گئے۔ میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔

مجاہد کہتے ہیں لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ شاید تم سمجھو[2]۔ ارتضی پسند کیا۔ راضی ہوا۔ تماثیل۔ مورتیں، بت، تصویریں۔ سجل کاغذوں کا پلندہ، صحیفہ، کتابچہ۔

باب ۲۴۶۵ قَوْلِهِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ -

۴۳۹۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي

باب كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ کی تفسیر۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از مغیرہ بن نعمان (یہ نخع قبیلہ کا بوڑھا تھا) از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا۔ فرمایا تم (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ -

پھر سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور معلوم ہونا چاہئے کہ میری امت کے چند لوگ لائے جائیں گے۔ فرشتے انہیں پکڑ کر بائیں طرف والوں میں (دوزخیوں میں) لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا۔

[1] یہ لفظ تو سورۂ حج میں آیا ہے یہاں اس کے لانے اور تشریح کرنے کی مناسبت معلوم نہیں ہو سکی ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا یا لوگ تم سے تمہارا حال پوچھیں اور تم آنکھوں سے دیکھ کر اپنا حال بیان کرو ۱۲ منہ [3] اوندھے کئے گئے ۱۲ منہ

مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ اِلٰى قَوْلِهٖ شَهِيْدٌ فَيُقَالُ اِنَّ هٰؤُلَآءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُّنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

باری تعالیٰ! یہ تو میری امت والے ہیں ارشاد ہوگا۔ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد والے ایجاد کردہ طریقے اختیار کئے (سنت ترک کی، بدعت اختیار کی) اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا۔" میں جب تک ان لوگوں میں موجود رہا ان کی حالت دیکھتا رہا (اصلاح کرتا رہا، حفاظت کرتا رہا) آخر آیت شہید تک۔ ارشاد ہوگا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے، جب سے آپ ان سے جدا ہوئے[1]

سُوْرَةُ الْحَجِّ

سورہ حج کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُخْبِتِيْنَ الْمُطْمَئِنِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ اِذَا حَدَّثَ اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ وَيُقَالُ اُمْنِيَّتُهٗ

سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں مخبتین کا معنی خدا کے سامنے عاجزی اور اس پر بھروسہ کرنے والے۔ ابن عباس رضہ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ کی تفسیر میں کہتے ہیں جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ تعالٰی کے حکم سناتا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملا دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالٰے

[1] رافضی کمبخت اس حدیث کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اصحاب معاذ اللہ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مگر چند صحابہ جیسے جابر بن عبداللہ انصاری، ابوذر غفاری رض مقداد بن اسودؓ سلیمان فارسی اسلام پر قائم اور اہل بیت کی محبت پر مضبوط رہے ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب اسلام پر قائم رہے خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کے لئے آپ نے بہشت کی بشارت دی اور پیغمبر کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا قرآن شریف ان بزرگوں کے فضائل سے بھرا ہوا ہے اور متعدد حدیثیں ان کے مناقب میں وارد ہیں اگر معاذ اللہ رافضیوں کا کہنا صحیح ہو تو آنحضرت کی صحبت کے برکات ایک درویش کی صحبت سے بھی کم قرار پاتے ہیں اور پیغمبر کی بڑی توہین اور تحقیر ہوتی ہے اب بعضے صحابہ سے جو ایسی باتیں منقول ہیں جن میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی مرضی کے خلاف تھیں تو اول تو یہ روایتیں ہی پایہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ اور اگر قریب صحت مان بھی لیا جائے تو صحابہ معصوم نہ تھے خطاء اجتہادی ان سے ہوگی جس پر وہ معذور سمجھے جانے کے لائق ہیں اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطاء بھی کرے تو اسے ایک اجر ملے گا۔ علاوہ ازیں اجلاء صحابہ جیسے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ وغیرہ سے تو کوئی ایسی بات بھی منقول نہیں ہے جو شرع کے خلاف ہو صرف ایک دو صحابہ کی کارروائیوں پر غور کرنے سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے وہ حضرت علی رضہ کے ساتھ شدید اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن کیا عجب ہے کہ آنحضرت صلعم کی صحبت کی برکت سے ان کی یہ خطا معاف ہو جائے۔ عہ بعد والے ایجاد کردہ طریقے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ کے زمانے میں ٹھیک تھے پھر منحرف ہو گئے اگر یہ مراد ہو تو چند مرتد مراد ہوں گے جو صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے لیکن بہتر ہے کہ اسے عام معنوں میں رکھا جائے یعنی اہل بدعات کہ بظاہر وہ امت میں شامل ہوں گے لیکن وہ بدعتی ہوں گے یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ ہی کے زمانے میں زندہ تھے بلکہ خواہ آپ کے زمانے کے بعد پیدا ہوئے لیکن انہوں نے آپ کے زمانے کی سنت کو اختیار نہیں کیا بلکہ آپ کے بعد جو بدعتیں ایجاد ہوئیں انہیں اختیار کیا۔ اس لئے احقر نے ترجمہ یوں کیا ہے آپ کے بعد والے ایجاد کردہ طریقے اختیار کئے جو آپ کی سنت میں شامل نہیں۔ عبدالرزاق

قَرَأْتُهٗ اِلَّا اَمَانِيَّ يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَسْطُوْنَ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ يَسْطُوْنَ يَبْطِشُوْنَ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اُلْهِمُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ اِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ تَذْهَلُ تُشْغَلُ۔

شیطان کی ملاوٹ مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات قائم رکھتا ہے لعض کہتے ہیں اُمْنِيَّتِهٖ سے پیغمبر کی قراءت مراد ہے اِلَّا اَمَانِيَّ (جو سورہ بقر میں ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھتے ہیں مگر لکھتے نہیں [1]

مجاہد کہتے ہیں مَشِيْد کا معنی چونے سے مضبوط کیے ہوئے ۔ دوسرے مفسرین کہتے ہیں يَسْطُوْنَ کا معنی زیادتی کرتے ہیں سَطْوَة سے نکلا ہے بعض کہتے ہیں يَسْطُوْنَ کا معنی سخت پکڑتے ہیں هُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اچھی بات کا انہیں الہام کیا گیا [2]۔

ابن عباس رضہ کہتے ہیں [3] بِسَبَبٍ کا معنی چھت سے لگی ہوئی رسی تَذْهَلُ غافل ہو جائے ۔

بَاب ۲۴۶۶ قَوْلِهٖ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى

باب وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى کی تفسیر

۴۳۹۴ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا اِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ اُرَاهُ قَالَ تِسْعَمِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابو صالح) ابو سعید خدری رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت خدا تعالیٰ آدم کو بلائے گا وہ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ (حاضر ہوں ارشاد فرمائیے) کہتے ہوئے حاضر ہوں گے اس وقت بحکم خداوندی ایک فرشتہ ان سے کہے گا ! آدم اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھا نکال ! حضرت آدم پوچھیں گے ، کتنے آدمی ؟ جواب ملے گا نو سو ننانوے فی ہزار (گویا ہر ہزار میں ایک جنتی ہوگا [4]) یہ ایسا نازک وقت ہوگا کہ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے [5] اور بچے (خوف سے) بوڑھے ہو جائیں گے [6] (یعنی جو بچپن میں مرے ہوں [7])

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى (آپ قیامت کے دن لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے وہ نشے میں

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یہ امام بخاری نے اس لئے بیان کیا کہ تمنی کا معنی اس سورت میں قرأ ہے یعنی پڑھا بعضوں نے کہا آیت کے یہ معنے ہیں کہ شیطان دنیا میں پھنسا دیتا ہے ۱۲ منہ [3] اچھی بات سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] دوسری روایت میں ہے ہر سینکڑے میں سے ننانوے ۱۲ منہ [6] یعنی اس عورت کا جو حاملہ رہ کر مری ہو ۱۲ منہ [7] بعضوں نے کہا یعنی اگر وہاں حاملہ عورت ہو یا بچہ ہو تو حاملہ کا حمل گر جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے ۱۲ منہ

وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَقَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاَبُوْ مُعٰوِيَةَ سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى۔

ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہوگا [1]۔ یہ حدیث صحابہ کرام پر شاق گذری ان کے چہرے (خوف سے) متغیر ہو گئے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وضاحت) فرمائی کہ اگر یاجوج ماجوج کی تعداد مدنظر ہو تو ان میں سے نوسو ننانوے کے مقابلے میں تم میں سے ایک آدمی ہوگا غرض تم لوگ (روز حشر) دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک کالا بال یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے۔ مجھے یہ امید ہے تم پورے اہل جنت لوگوں کا چوتھا حصہ ہو گے (باقی تین حصوں میں اور سب اُمتیں) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کا (خدا کا شکر کیا) پھر آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تہائی حصہ ہو گے، ہم نے پھر تکبیر کہی پھر فرمایا نہیں آدھا حصہ ہو گے (آدھے حصے میں اور سب امتیں) ہم نے پھر تکبیر کہی [2]

ابواسامہ اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى (جیسے مشہور قراءت ہے) اور کہا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے نکال دو (کا لفظ ہے جیسے حفص بن غیاث کی روایت ہے) [3]

جریر بن عبد الحمید اور عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى پڑھتے ہیں [4]

بَابٌ ۲۴۷ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ شَكٍّ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى

باب وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ کی تفسیر

حَرْف کا معنی شک (اور تردّد)

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ

---

[1] اس کے ڈر سے لوگ متوالے کی طرح ہو جائیں گے [2] طبرانی کی روایت میں اور زیادہ ہے تم دو تہائی ہو گے ترمذی نے روایت کی کہ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ان میں اسی صفیں تمہاری ہونگی تو دو ثلث مسلمان ہوئے ایک ثلث میں دوسری سب امتیں۔ مالک تیرا شکر ہم کہاں تک ادا کریں تو نے دنیا کی نعمتیں سب ہم پر ختم کر دیں مال دیا علم دیا اولاد کی فراغت دی جمال دیا کرامت دی اب ان نعمتوں پر کیا تو آخرت میں ہم کو ذلیل کریگا نہیں ہم کو تیرے فضل و کرم سے یہی امید ہے کہ آخرت بھی ہماری درست کریگا اور جیسے دنیا میں تو نے باعزت رکھا دیسے دوسرے بندوں کے سامنے آخرت میں بھی ہم کو ذلیل نہیں کریگا ہم کو تیرا ہی آسرا ہے اور تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر زندگی گذار رہے ہیں یا اللہ ہم کو دنیا میں حاسدوں اور دشمنوں نے بہت تنگ کرنا چاہا مگر تو نے قرآن اور حدیث شریف کی برکت سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان سب سے زیادہ ہمیں دولت اور نعمت عنایت کی ایسے ہی مرتے وقت ہمیں شیطان کی شر سے محفوظ رکھ اور ہمیں با ایمان دنیا سے اٹھا آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [3] ابواسامہ کی روایت کو خود امام بخاری نے احادیث انبیاء میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] جریر کی روایت کو امام بخاری نے رقاق میں اور عیسیٰ بن یونس کی روایت کو اسحق بن راہویہ نے اور ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ

وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ - اَتْرَفْنَاهُمْ وَسَّعْنَاهُمْ -

۴۳۹۵ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَاِنْ وَلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَّنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَّاِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ

انقلب علیٰ وجہہ خسر الدنیا والاخرۃ الیٰ قولہ ذٰلک ھو الضلال البعید -

اترفنا ہم نے انہیں کشائش رزق دی -

(از ابراہیم بن حارث از یحییٰ بن ابی بکیر از اسرائیل از ابو حصین از سعید بن جبیر) ابن عباس رضؓ کہتے ہیں :- ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف کا شان نزول یہ ہے کہ کوئی آدمی مدینہ میں آتا (مسلمان ہو جاتا) اس کی بیوی لڑکا جنتی اور اس کی گھوڑیاں بچے جنتیں (خوش ہو جاتا) اور کہتا یہ دین اچھا ہے، اگر اس کی بیوی (لڑکا نہ) جنتی اور گھوڑیاں بھی بچے نہ دیتیں تو (ناراض ہو کر) کہتا یہ دین برا ہے -

بَاب ۲۴۶۸ قَوْلِهٖ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ -

۴۳۹۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُقْسِمُ فِيْهَا اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَوْلَهٗ -

باب ھٰذان خصمان اختصموا فی ربہم کی تفسیر -

(از حجاج بن منہال از ہشیم از ابو ہاشم از ابو مجلز از قیس بن عباد رضؓ) حضرت ابوذر رضؓ نے قسم کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ھٰذان خصمان اختصموا فی ربہم حضرت حمزہ رضؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں (رضی اللہ عنہم اور عبیدہ بن حارث) اور عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید) کے بارے میں نازل ہوئی جب یہ لوگ جنگ بدر میں مقابلے کیلئے نکلے۔ اس حدیث کو سفیان ثوری نے بھی ابو ہاشم سے روایت کیا [1]

نیز عثمان ابن ابی شیبہ نے بحوالہ جریر از منصور از ابو ہاشم از ابو مجلز روایت کیا [2]

۴۳۹۷ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ

(از حجاج بن منہال از معتمر بن سلیمان از والدش از ابو مجلز از قیس

[1] اس کو امام بخاری نے مغازی میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] مگر ثوری اور ہشیم نے اس کو ابوذر تک پہنچایا اور یہ دونوں ثقہ اور حافظ ہیں ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ ابْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ ابْنُ عُتْبَةَ۔

بن عباد) حضرت علی بن ابی طالب رضؓ کہتے ہیں میں سب سے پہلے قیامت کے دن پروردگار کے سامنے دوزانوں بیٹھ کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ۔ انہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنگ بدر میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی علی رضؓ حمزہ رضؓ اور عبیدہ رضؓ (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ عقبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ (کفار کی طرف سے)۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

سورہ مومنون کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لَهَا سٰبِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ فَاسْأَلِ الْعَادِّيْنَ الْمَلَائِكَةَ لَنَاكِبُوْنَ لَعَادِلُوْنَ كَالِحُوْنَ عَابِسُوْنَ مِنْ سُلَالَةٍ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

سفیان بن عیینہ[1] کہتے ہیں سَبْعَ طَرَائِقَ سے ساتوں آسمان[2] مراد ہیں[3]۔ لَهَا سٰبِقُوْنَ یعنی ان کی قسمت میں (روز ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھی گئی۔ وَجِلَةٌ ڈرنے والے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ کا معنی دور ہے دور ہے[3]۔

فَاسْأَلِ الْعَادِّيْنَ گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب لکھتے ہیں) دریافت کرلے لَنَاكِبُوْنَ سیدھی راہ سے ہٹ جانے والے كَالِحُوْنَ ترش رُو، بدشکل، منہ بنانے والے[4] دوسرے مفسرین کہتے ہیں سُلَالَةٌ سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جِنَّةٌ اور جُنُوْنٌ کا ایک معنی ہے یعنی دیوانگی۔ غُثَاءٌ جھاگ جو پانی پر تیر آئے۔ کام نہ آئے (پھینک دیا جائے)

[1] یہ ان کی تفسیر میں موصول ہے ۱۲ منہ [2] طَرَائِقَ ان کو اس لئے کہا کہ اوپر تلے واقع ہیں ۱۲ منہ [3] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ دوزخیوں کی صفت ہے حدیث میں ہے کہ دوزخیوں کا اوپر کا ہونٹ چڑھ جائے گا اور نیچے کا لٹک پڑے گا۔ (معاذ اللہ سامنے دانت کھلے ہوئے اوپسے رنگ کالا کیسی عجب بھیانک شکل ہوگی ۱۲ منہ

بِهٖ يَجْأَرُوْنَ يَرْفَعُوْنَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ رَجَعَ عَلٰى عَقِبَيْهِ سَامِرًا مِّنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيْعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِيْ مَوْضِعِ الْجَمْعِ تُسْحَرُوْنَ تَعْمُوْنَ مِنَ السِّحْرِ۔

یَجْأَرُوْنَ آواز بلند کریں گے جیسے گائے (تکلیف کے وقت) آواز نکالتی ہے۔ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ عرب لوگ بولتے ہیں رَجَعَ عَلٰى عَقِبَيْهِ پیٹھ پھیر کر چل دیا سَامِرًا سَمَر سے نکلا ہے۔ اس کی جمع سُمَّار ہے۔ یہاں سَامِر جمع کے معنی میں ہے (رات کو تفریحًا باتیں کرنے والے) تُسْحَرُوْنَ جادو سے اندھے ہو رہے ہو۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ

سورۂ نور کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ خِلَالِهٖ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهٖ الضِّيَاءُ مُذْعِنِيْنَ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ أَشْتَاتًا وَّشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَّشَتٌّ وَّاحِدٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِّنَ الْأُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا وَّقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ تَأْلِيْفُ بَعْضِهٖ إِلٰى بَعْضٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

مِنْ خِلَالِهٖ بادل کے پردوں کے درمیان سے سَنَا بَرْقِهٖ اس کی بجلی کی روشنی مُذْعِنِيْنَ مُذْعِنٌ کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا أَشْتَاتًا شَتّٰى شَتَات اور شَتٌّ سب کا ایک معنی ہے (یعنی الگ الگ متفرق)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا کا معنی ہم نے اسے بیان کیا[1]۔ دوسرے مفسرین کہتے ہیں قرآن کئی سورتوں کا مجموعہ ہے۔ سورت ایک قطعہ کو کہتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے قطعہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے چونکہ یہ قطعے ایک دوسرے سے نزدیک یعنی ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں قرآن کہتے ہیں (اس طرح یہ قرن سے نکلا ہے)

سعد بن عیاض ثمالی کہتے ہیں (اسے ابن شاہین نے وصل کیا) مشکوٰۃ کہتے ہیں طاق کو۔ یہ حبشی لفظ ہے۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ ہم پر اس کا جمع کرنا اور قرآن کرنا ہے تو یہاں قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے

[1] قاضی عیاض نے کہا ہم نے بیان کیا یہ فَرَضْنَاهَا کا معنی ہے جیسے طبری نے اس کو وصل کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، مگر ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی أَنْزَلْنَاهَا کا نقل کیا ہے ۱۲ منہ

فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا جَمَعْنَاهُ وَاَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ اَیْ مَا جُمِعَ فِیْهِ فَاعْمَلْ بِمَآ اَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ اَیْ تَاْلِیْفٌ وَّسُمِّیَ الْفُرْقَانُ لِاَنَّهٗ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْاَةِ مَا قَرَاَتْ بِسَلًا قَطُّ اَیْ لَمْ تَجْمَعْ فِیْ بَطْنِهَا وَلَدًا وَّقَالَ فَرَّضْنَاهَا اَنْزَلْنَا فِيْهَا فَرَآئِضَ مُخْتَلِفَةً وَّمَنْ قَرَاَ فَرَضْنَاهَا يَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ اَوِالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِیُّ اُولِی الْاِرْبَةِ مَنْ لَيْسَ لَهٗ اَرَبٌ وَّقَالَ طَاؤُسٌ هُوَ الْاَحْمَقُ الَّذِیْ لَاحَاجَةَ لَهٗ فِی النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يُهِمُّهٗ اِلَّا بَطْنُهٗ وَلَا يُخَافُ عَلَى النِّسَآءِ۔

یا حصے سے دوسرا ٹکڑا یا حصہ ملانا مراد ہے یا پھر فرمایا فَاِذَا قَرَاْنَاهُ جب ہم اُسے جوڑ دیں اور مرتب کر دیں تو اس مجموعے کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اسے بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ۔ عرب لوگ کہتے ہیں اس کے شعروں میں قرآن نہیں یعنی ربط نہیں (بے جوڑ، بے ربط، غیر مربوط ہیں)

قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور باطل کو جدا کرتا ہے۔ اور عورت کے متعلق کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَاَتْ بِسَلًا قَطُّ یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا۔

جس شخص نے فَرَّضْنَاهَا تشدید سے پڑھا ہے تو معنی یہ ہوگا۔ ہم نے اس میں مختلف فرائض اتارے اور جس نے فَرَضْنَا (بغیر تشدید پڑھا[1] تو معنی یہ ہوگا۔ ہم نے تم پر اور بعد میں آنے والوں پر فرض کیا[2]۔

مجاہد کہتے ہیں[3] اَوِالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں۔ شعبی کہتے ہیں[4] اُولُوا الْاِرْبَةِ سے وہ مرد مراد ہیں جنہیں عورتوں کی خواہش نہ ہو[5]۔ طاؤس کہتے ہیں (اسے عبدالرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جسے عورتوں کا خیال نہ ہو[6]۔ مجاہد کہتے ہیں (اس کو طبری نے وصل کیا) جنہیں اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو[7]۔ ان سے یہ ڈر نہ ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے۔

باب ۲۴۶۹ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ

[1] یہ ابو عمرو اور ابن کثیر کی قرأت ہے ۱۲ منہ [2] جیسے مشہور قرأت ہے ۱۲ منہ [3] یعنی اُن احکام پر چلنا لازم کیا جو اس صورت میں مذکور ہیں ۱۲ منہ [4] اس کو طبری نے وصل کیا [5] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] جیسے بوڑھے، مخنث، نامرد وغیرہ ۱۲ منہ [7] بعضوں نے کہا وہ لوگ مراد ہیں جن پر عورتیں خود خیال نہ کریں جیسے بھنگی سقا دھوبی نائی وغیرہ ۱۲ منہ [8] مزدور کمیرے وغیرہ ۱۲ منہ

یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ

یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ کی تفسیر۔

۴۳۹۸۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عُوَیْمِرًا اَتٰی عَاصِمَ ابْنَ عَدِیٍّ وَّكَانَ سَیِّدَ بَنِیْ عَجْلَانَ فَقَالَ كَیْفَ تَقُوْلُوْنَ فِیْ رَجُلٍ وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَیْفَ یَصْنَعُ سَلْ لِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتٰی عَاصِمٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ فَسَاَلَهٗ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَیْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَآ اَنْتَهِیْ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ

(از اسحاق از محمد بن یوسف[1] از اوزاعی از زہری) سہل بن سعد کہتے ہیں کہ عویمر (ابن حارث بن زید) عاصم بن عدی کے پاس آئے جو قبیلہ بنی عجلان کے سردار تھے اور پوچھنے لگے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی مرد کو دیکھے (جو زنا کر رہا ہو) تو آپ کیا کہتے ہیں کیا اسے مار ڈالے اور پھر آپ لوگ بھی اسے (قصاص میں) مار ڈالیں گے[2]۔ لہٰذا وہ کیا کرے؟ عویمر نے مزید کہا عاصم! میرے لئے آپ یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمائیے۔

عاصم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا یا رسول اللہ[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا[4]۔

جب عویمر نے عاصم سے پوچھا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا) تو عاصم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے مسائل پوچھنے کو ناپسند فرمایا اور معیوب جانا۔ عویمر نے کہا خدا کی قسم مجھے چین نہ آئے گا جب تک یہ مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہ کر لوں۔ چنانچہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

---

[1] محمد بن یوسف فریابی خود امام بخاری کے شیخ ہیں مگر یہ روایت امام بخاری نے اُن سے بواسطہ کی ہے ۱۲ منہ [2] چپ رہے تو مشکل، چار گواہ لینے جائے تو جب تک گواہ آئیں یہ مرد اپنا کام کر کے چلتا ہوگا ۱۲ منہ [3] آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو دیکھے ۱۲ منہ [4] کیونکہ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ ایسا واقعہ ابھی نہیں ہوا ہے صرف فرضی سوال عاصم کر رہا ہے اور بے ضرورت سوالات کرنے کو آپ برا سمجھتے تھے دوسرے اس قسم کے سوالات میں مسلمانوں کی بے آبروئی اور مسلمان عورتوں کی فضیحت ہے ۱۲ منہ [5] ایک وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرضی سوالات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ آپ طہارت استنجاء مسواک اور کھانے کے ریشے جو دانتوں میں پڑ جاتے ہیں، دائیں پاؤں کی انگلیوں کا مسح بائیں پاؤں کی انگلیوں کا مسح، داڑھی کا خلال اور سر میں کنگھی جیسے چھوٹے چھوٹے مسائل کو بیان کرنا بھی فرض نبوت سمجھتے تھے مگر یہ مسائل جن سے گھر اجڑتا ہے، قتل کی نوبت آجاتی ہے اس واسطے نہیں بتائے کہ اس وقت یہ مسائل فرضی تھے۔ ایسے واقعات پیش نہیں آئے تھے۔ معاشرہ پاکیزہ اور غیرت مند تھا۔ نیز ان سوالات میں آپ نے مسلمان عورتوں کی فضیحت سمجھی اور مردوں کی بے آبروئی سمجھی مگر ایک آج کا زمانہ ہے کہ زنا عام ہے سینماؤں میں زنا کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قحبہ خانے کھلے ہیں۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا است۔ عبدالرزاق

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا فَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلٰى أُمِّهٖ۔

اور دریافت کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد سے زنا کرتے دیکھ لے تو کیا کرے؟ آیا وہ اس مرد کو مار ڈالے اور آپ ایسے (خاوند کو) قصاص میں مار ڈالیں گے۔ نہیں تو پھر کیا کرے[1]؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق قرآن نازل کیا ہے۔ پھر آپ نے میاں بیوی دونوں کو لعان کرنے کا اسی طرح حکم دیا جس طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے[2]۔

غرض عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کیا۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ اگر میں اب اس عورت کو رکھوں تو گویا میں اس پر ظلم کروں گا۔ چنانچہ عویمر نے اسے طلاق دے دی۔ بعد ازاں لعان کرنے والے میاں بیوی کے متعلق یہی طریقہ قائم ہوگیا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیال رکھنا اس عورت کا بچہ کس صورت کا پیدا ہوتا ہے؟ اگر سانولا کالی آنکھوں والا موٹی سرین اور پنڈلیوں والا پیدا ہو تب تو میں سمجھوں گا کہ عویمر نے اپنی بیوی کے متعلق سچ بیان کیا تھا۔ اگر سرخ گرگٹ کی طرح پیدا ہوا جیسے عویمر کا رنگ تھا) تب میں سمجھوں گا کہ عویمر نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی۔ بہرحال جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا۔ دیکھا تو وہ بچہ اس شکل کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں بیان فرمائی تھی جب عویمر سچا ہو یعنی سانولہ الخ، لہٰذا اس بچے کا نسب اس کی ماں کی طرف رکھا گیا (کہ وہ عویمر کا نطفہ نہیں زنا کا ہے)

بَابٌ ۲۴۷ قَوْلِهٖ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ

باب وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ کی تفسیر۔

۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ أَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ

(از سلیمٰن بن داؤد ابو الربیع از فلیح از زہری) سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی

[1] خاموش رہنا بھی مشکل ہے ۱۲ منہ [2] یعنی پہلے مرد چار بار گواہی دے پانچویں بار یوں کہے خدا کی لعنت اس پر جو جھوٹا ہو۔ پھر عورت چار بار گواہی دے پانچویں بار کہے کہ خدا کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَّرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا۔

اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو (بحالت زنا) دیکھ لے۔ آیا اسے مار ڈالے؟ اگر مار ڈالے تو آپ (مارنے والے کو) قصاص میں مار ڈالیں گے نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعان کا حکم نازل فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا۔ تیرا اور تیری بیوی کا فیصلہ ہوگیا۔ غرض دونوں نے لعان کیا۔ میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ اس کے بعد پھر یہ طریقہ قائم ہوگیا کہ لعان کرنے والوں (میاں بیوی) میں جدائی کردی جائے[1]

وہ عورت حاملہ تھی۔ خاوند نے کہا یہ میرا حمل نہیں ہے۔ آخر اس کا بچہ پیدا ہوا وہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوا (باپ کی طرف نہیں کیونکہ عویمر کا نہیں تھا) اسی وقت سے یہ طریقہ بھی قائم ہوا کہ ایسا بچہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس بچے کی وارث ہوگی۔ ماں کو اپنا مقررہ حصہ جو اللہ کی کتاب میں ہے (چھٹا حصہ یا تیسرا حصہ) ملے گا[2]۔

بَابُ ۲۷۴ قَوْلِهٖ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔

باب وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ کی تفسیر۔

۴۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از ہشام بن حسان از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء سے تہمت لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہلال سے) فرمایا تو (چار) گواہ لا ورنہ تیری پیٹھ پر حد قذف پڑے گی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ تلاش کرتا پھرے (یہ تو مشکل ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے گواہ لا، ورنہ تیری پیٹھ پر حد پڑے گی۔ ہلال رضہ نے کہا قسم اس ذات کی جس نے

[1] یعنی حاکم جدائی کردے۔ امام ابوحنیفہ رحہ نے اسی حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ صرف لعان سے جدائی نہ ہوگی جب تک حاکم تفریق کا حکم نہ دے ۱۲ منہ [2] لعان کا بچہ اپنے باپ کا تو وارث نہ ہوگا کیونکہ باپ نے اپنا بیٹا ہونے سے انکار کیا۔ ماں کا وارث ہوگا کس لئے کہ ماں نے اس کا ولد الزنا ہونا تسلیم نہیں کیا ۱۲ منہ

وَالْحَدُّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ
بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ فَلْيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ
ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ
وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ
إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ
فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا
تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ
الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى
ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي
سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ
سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ
لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا
مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ۔

آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں سچا ہوں اور اللہ میرے متعلق ضرور کوئی ایسا حکم نازل کریگا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ ——— إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ان آیات کے نازل ہونے کے بعد) لوٹے اور ہلال کی بیوی کو بلا بھیجا۔ ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے دیکھو اللہ خوب جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک کی بات ضرور جھوٹ ہے[1]۔ کوئی تم میں (جو جھوٹا ہے) توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ پھر عورت کھڑی ہوئی۔ اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں۔ جب پانچویں گواہی کا وقت آیا تو لوگوں نے اسے ٹھہرا لیا (سمجھایا) کہ یہ پانچویں گواہی (اگر جھوٹ ہے) تجھے عذاب میں مبتلا کرے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ سن کر وہ عورت ذرا جھجکی اور رک گئی۔ ہم سمجھے کہ وہ اقرار کرے گی (بے شک مجھ سے برا کام ہوا ہے)۔ پھر کہنے لگی میں اپنی قوم کو تمام عمر کے لئے رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں گواہی بھی اس نے دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب دیکھتے رہنا۔ اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں والا موٹی سرین والا موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے۔

چنانچہ اس عورت کا بچہ اس صورت کا پیدا ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ کا یہ حکم جو لعان کے متعلق نازل ہوا نہ آیا ہوتا تو میں اس عورت کو اچھی سزا دیتا[2]۔

بَاب ۲۴۷ قَوْلِهٖ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔

باب وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ کی تفسیر۔

[1] دونوں سچے نہیں ہو سکتے ۱۲ منہ [2] یعنی رجم کرتا۔ گو رجم بغیر چار آدمیوں کی گواہی کے یا اقرار کے نہیں ہو سکتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور ہے ممکن ہے کہ آپ کو وحی سے بھی یہ معلوم ہو گیا ہو کہ اس عورت نے زنا کی ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ لعان کی آیت ہلال کے باب میں اتری یا عویمر کے۔ اکثر مفسرین نے پہلا قول اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

۴۴۰۱۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

(از مقدم بن محمد بن یحییٰ از عم او قاسم بن یحییٰ از عبید اللہ از نافع) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عہدِ نبوی میں ایک شخص نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی اور اس کے لڑکے کے متعلق کہا کہ یہ میرا نطفہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی دونوں کو لعان کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے لعان کیا۔ پھر آپ نے وہ لڑکا عورت کو دلا یا اور (میاں بیوی میں جدائی کرادی)

بَاب ۲۴۳ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ أَفَّاكٌ كَذَّابٌ۔

باب إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ کی تفسیر۔ اِفْكٌ جھوٹی تہمت اسی سے ہے اَفَّاكٌ بہت جھوٹ بولنے والا۔

۴۴۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ۔

(از ابو نعیم از سفیان از معمر از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ سے عبد اللہ بن ابی بن سلول (منافق) مراد ہے۔

بَاب ۲۴۴ قَوْلِهِ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ

باب وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ

---

[۱] یہ شروع ہے ان آیتوں کا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے تہمت کے باب میں اتریں۔ ترجمہ:۔ مسلمانو! جن لوگوں نے تم میں سے جھوٹا طوفان کھڑا کیا وہ تم ہی میں کے کچھ لوگ ہیں اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوا (اس کی وجہ سے منافق اور سچے مسلمانوں میں تمیز ہو گئی) ان میں سے جس نے جتنا گناہ سمیٹا اس کی سزا اسی کو ملے گی اور جس نے اس طوفان میں بڑا حصہ لیا (یعنی عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق) اس کو بڑا عذاب ہوگا ۱۲ منہ [۲] ترجمہ۔ مسلمانو جب تم نے ایسی نالائق بات سنی تھی تو تم نے اسی وقت کیوں نہیں کہا ہم ایسی بری بات زبان پر نہیں لا سکتے سبحان اللہ یہ تو بڑا طوفان ہے خیر (اگر سچے تھے) تو چار گواہ کیوں نہیں لائے جب وہ گواہ نہ لا سکے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ نسخہ مطبوعہ مصر میں ترجمہ باب یوں ہی ہے لیکن اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ نظم قرآنی کے موافق نہیں ہے یہ آیت لولا جاءوا (بقیہ آئندہ)

عَظِيْمٌ لَوْلَا جَاءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔

۴۳۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَّاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَآ اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ کی تفسیر۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از یونس) ابن شہاب کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (چاروں حضرات) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حدیث بیان کی کہ تہمت لگانے والوں نے جب تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بے قصور اور پاک ظاہر کیا۔ ان چاروں راویوں نے اس حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا۔ ہر ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے گو ان میں سے بعض حضرات کا حافظہ دوسرے سے اچھا تھا۔[1]

بہر حال عروہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ آپ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے نام قرعہ اندازی کرتے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے۔ چنانچہ (جنگ مصطلق کے لئے) میرے نام قرعہ نکل آیا اور میں ساتھ گئی۔ یہ واقعہ آیہ پردہ کے نزول کے بعد کا ہے۔[2] میں ایک ہودے میں سوار تھی۔ جب اونٹ سے اترنے کی ضرورت پڑتی تو مع ہودے

(بقیہ سابقہ صفحہ) عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ سے پہلے ہے متن قسطلانی اور دوسرے نسخوں میں ترجمہ باب یوں مذکور ہے بَابُ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا اخر آیت هُمُ الْكٰذِبُوْنَ تک۔ یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ ۵ سُبْحٰنَكَ اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے دل میں جس بیوی سے سب سے زیادہ محبت ڈالی وہ بری نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تمام عیوب سے پاک ہے وہ عائشہ جانتا تھا۔ خدا جہالت کے عیب اور تمام عیبوں سے پاک ہے۔ اگر حضرت عائشہ بری ہوتیں تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ محبت نہ ڈالتا اس لئے مومنوں نے یہ بہتان عظیم سن کر فوراً کیوں نہ کہہ دیا کہ جب خدا سبحان یعنی بے عیب اور پاک ہے اس نے مقدس رسول کو سب سے چہیتی بیوی پاکیزہ عنایت کی اس لئے فرمایا کہ مسلمانو! تم خدا کو سبحان یعنی ہر عیب سے پاک سمجھتے ہو تو فوراً کہتے یہ بہتان عظیم ہے کیونکہ پاک خدا، پاک نبی کے لئے بیوی معیوب کیسے دے سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ جب خدا پاک ہے تو اس نے نبی پاک کے لئے بیوی بھی پاک عنایت فرمائی۔ اس لئے فرمایا کہ کوئی سوچنے کی اور فطری بات نہیں تھی۔ یہ تو بدیہی بات تھی بغیر سوچے پہلے سے معلوم ہے کہ پاک خدا نے اپنے پاک نبی کو بیوی بھی پاک ہی دی ہے۔ عبد الرزاق

(حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) [1] زہری کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس قصے میں چاروں راویوں کی باتیں مخلوط کر دی ہیں کیونکہ چاروں ثقہ تھے اور ایسے ادراج میں کوئی حرج نہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ زہری ہر ایک کی روایت علیحدہ علیحدہ بیان کرتے مگر بخوف طول انہوں نے ایسا نہیں کیا ۱۲ منہ [2] اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ حجاب جو ازواج مطہرات کے لئے فرض ہوا تھا اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ کی بیبیاں ایک مکان میں مقید پڑی رہیں اس سے باہر نہ نکلیں سفر کو نہ جائیں اب قرآن مجید میں جو آیا ہے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

أَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي
فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي
وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ
تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ
آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا
بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ
فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا
عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ
عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ
الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي
فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَ
هُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ
ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا تَأْكُلُ
الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ
الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً
حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا
فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ
فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ
أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا
أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ
وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ
مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي

کے مجھے اتار دیا جاتا۔ اس طرح ہمارا سفر جاری رہا۔ آخر کار جنگ
کے بعد جب واپس ہوئے اور مدینے کے قریب پہنچ گئے میں نے
کوچ کا حکم سنا اور رفع حاجت کے لئے کچھ دور نکل گئی واپس
آرہی تھی۔ اس وقت میں نے خیال کیا تو ظفار کے نگینوں کا ہار
(جو میرے گلے میں تھا) ٹوٹ کر گر گیا تھا۔ میں اسے تلاش کرنے
لگی۔ اس کی تلاش کرنے میں دیر لگ گئی۔ اتنے میں وہ لوگ
آپہنچے جو میرا ہودہ اٹھا کر اونٹ پر لادا کرتے تھے۔ انہوں نے میرا
ہودہ اٹھا لیا اور میرے اونٹ پر لاد دیا۔ وہ سمجھے کہ میں ہودے
کے اندر بیٹھی ہوں۔ کیونکہ اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی (دبلی
پتلی) ہوا کرتی تھیں۔ اتنی بھاری لحیم جسیم نہ تھیں۔ اس کی وجہ
یہ تھی کہ نہایت تھوڑا سا کھانا کھایا کرتی تھیں (وہ بھی
سوکھا جیسے کھجور اور جو کی روٹی) اس وجہ سے ان لوگوں کو
ہودہ اٹھاتے وقت ہودے کے ہلکے پن کا کچھ خیال نہ آیا۔
دوسرا سبب یہ بھی تھا کہ میں اس زمانے میں ایک چھوٹی سی
کم سن لڑکی تھی (میرا بوجھ ہی کیا تھا) غرض وہ ہودہ اونٹ
اونٹ پر لاد کر اونٹ لے کر چل دئے۔ جب سارا لشکر چل دیا
اس وقت کہیں ہار ملا۔ میں لشکر کے ٹھکانے پر آئی۔ کیا
دیکھتی ہوں وہاں نہ کوئی بلانے والا ہے نہ کوئی جواب دینے
والا۔ آخر میں اسی ٹھکانے کی طرف چلی جہاں (رات کو) قیام
کیا تھا۔

میں نے سوچا جب لشکر کے لوگ مجھے (اونٹ پر) نہ
پائیں گے تو میری تلاش میں یہیں آئیں گے۔ میں اسی جگہ
بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگی اور سو گئی۔ لشکر کے پیچھے پیچھے ایک شخص
مقرر تھا جسے صفوان بن معطل سلمی اور پھر ذکوانی کہا کرتے
تھے، وہ پچھلی رات کو چلا آرہا تھا۔ صبح اس جگہ پہنچا جہاں میں ٹھہری

فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي
حِينَ رَآنِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ
فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي
فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي
كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ
اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ
عَلَى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ
حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ
فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ
الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ
فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ
شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ
الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي
فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى
مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ
كَيْفَ تِيكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَاكَ الَّذِي
يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ
بَعْدَ مَا نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ
قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ
إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ
قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ
فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ
أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ

ہوئی تھی۔ دور سے اسے ایک سویا ہوا شخص معلوم ہوا تو میرے پاس آیا۔ مجھے پہچان لیا کیونکہ آیتِ پردہ سے پہلے مجھے وہ بارہا دیکھ چکا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی اس نے مجھے پہچان لیا میں نے اپنا منہ دوپٹے سے ڈھانپ لیا۔ خدا کی قسم اس نے مجھ سے کوئی بات تک نہ کی نہ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اس کے منہ سے اور کوئی بات سنی۔ اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی۔ اور اس کا پاؤں اپنے پاؤں سے دبائے رکھا۔ میں اونٹ پر چڑھ گئی۔ وہ بے چارہ پیدل چلتا رہا۔ اونٹنی کو چلاتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ لوگ پہلے پہنچے ہوئے تھے۔ اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی تھی وہ تباہ ہو گیا۔ اس طوفان کا سب سے بڑا بانی عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔ میں مدینہ میں پہنچتے ہی بیمار ہو گئی۔ ایک مہینے تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان لگانے والوں کی خرافات کا چرچہ کرتے رہے۔ لیکن مجھے خبر نہ ہوئی۔ اتنی بات ذرا شک والی پیدا ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جب کبھی میں بیمار ہوتی تو جو مہربانی کرتے تھے اب وہ نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (میرے حجرے میں) تشریف لاتے سلام علیک کرتے پھر (کھڑے ہی کھڑے) اتنا پوچھ کر اب کیسی ہو؟ تشریف لے جاتے (نہ پاس بیٹھتے نہ باتیں کرتے) اس سے بے شک مجھے وہم ہوا مگر اس طوفان کی مجھے خبر نہ تھی۔

ایک بار بیماری سے کچھ افاقہ پا کر مناصع کی طرف جا رہی تھی۔ ابھی میں (بیماری کے اثر سے) ناتوان اور کمزور تھی۔ میرے ساتھ مسطح کی ماں تھی مناصع میں ہم لوگ رفع حاجت کے لئے جایا کرتے تھے اور ہمیشہ رات کے وقت جاتے اگلے زمانے کے عربوں میں گھروں کے ساتھ بیت الخلا کا رواج نہ تھا کیونکہ اس طرح بدبو سے تکلیف ہوتی تھی۔ غرض میں اور مسطح کی ماں جو ابو رہم بن عبد مناف کی بیٹی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

أُمُّ مِسْطَحٍ وَّهِيَ ابْنَةُ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا

کی خالہ تھی، اس کا بیٹا مسطح تھا۔ دونوں رفع حاجت کرکے واپس اپنے گھر کی طرف آرہی تھیں، اتنے میں مسطح کی ماں کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسلا۔ وہ کہنے لگی۔ مسطح مرجائے! میں نے کہا یہ کیا کہتی ہو؟ مسطح تو جنگ بدر میں شریک تھا تو اسے کوستی ہے؟ (وہ تو نیک آدمی ہے) اس نے کہا۔ اری بھولی بھالی! تو نے مسطح کی باتیں نہیں سنیں؟ میں نے پوچھا کونسی باتیں؟ تب اس نے اہل افترا کی باتیں سنائیں۔

میں تو پہلے ہی سے بیمار تھی (یہ باتیں سن کر) اور زیادہ بیمار ہوگئی۔ اور اپنے حجرے میں لوٹ آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کرکے مزاج پرسی کی۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیجئے میں اپنے ماں باپ کے پاس جاتی ہوں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ ان سے تحقیق کروں آیا لوگوں نے ایسا طوفان اٹھایا ہے؟۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی۔ میں والدین کے گھر چلی گئی۔

میں نے والدہ سے پوچھا۔ اماں جی! یہ لوگ (میرے متعلق) کیا بک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹی! تو اتنا رنج مت کر۔ خدا کی قسم ایسا اکثر ہوا کہ جب کسی شخص کے گھر میں کوئی حسین بیوی ہو جس سے وہ محبت کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں تو عورتیں اس کے متعلق ایسی ہی باتیں مشہور کیا کرتی ہیں[1]۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگوں نے اس کا چرچا بھی کردیا (ہماری پاکدامنی کا انہیں احساس نہ ہوا) غرض ساری رات گزری میں روتی رہی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی۔

صبح کو میں رو رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

[1] حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوکنوں یعنی دوسری ازواج مطہرات نے اس طوفان میں ایک کلمہ بھی نہیں کہا تھا مگر ام رومان ان کی والدہ نے خیال کیا کہ شاید ان کی سوکنوں کی بھی اس میں کچھ سازش ہو اور یہ گمان ان کو اس وجہ سے ہوا ہوگا کہ حمنہ بنت جحش حضرت ام المومنین زینب کی بہن بھی اس طوفان میں شریک تھیں ۱۲ منہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ
الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ
قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي
يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ
فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي
طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ
عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ
الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ
هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ بَرِيرَةُ
لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا
أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ
حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا
فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلوایا آپ
ان سے میرے چھوڑ دینے کے متعلق مشورہ لینا چاہتے ہیں، کیونکہ وحی
نازل ہونے میں دیر ہوگئی ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اسامہ بن زید
رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی مشورہ دیا جو وہ جانتے
تھے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی باتوں سے پاک ہیں اور ان کے
دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے محبت تھی
انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاکدامن
اور بے قصور ہیں۔ یہ جھوٹا طوفان ہے۔ ہم نے آج تک نیکی اور پاکدامنی
کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا رنج دیکھ کر) عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ
تعالیٰ نے آپ پر عورتوں کی کمی نہیں کی ہے۔ عائشہؓ کے سوا اور بھی بہت
سی عورتیں موجود ہیں[1]۔ بھلا آپ باندی (بریرہؓ) سے تو دریافت فرمائیے
وہ صحیح صحیح بتادے گی[2]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضؓ سے فرمایا
اے بریرہ (سچ بتا) تو نے عائشہؓ کی کوئی ایسی بات بھی کبھی دیکھی جس سے تجھے
اس پر کوئی شبہ پیدا ہوا ہو۔ بریرہؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپکو
حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تو عائشہؓ کی ایسی کوئی بات نہیں دیکھی
جس کی بنا پر میں عیب لگا سکوں وہ ابھی کم سن ہے (اور بھولی بھالی) ایسی گندھا
ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے[3] بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے[4]۔ یہ سن کر اسی دن آنحضرت

[1] حضرت علیؓ کا معاذ اللہ یہ مطلب نہ تھا کہ حضرت عائشہؓ ایسے بُرے کام سے ملوث ہوئی ہیں ان کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر دور ہو تو انہوں نے یہ کہا اگر آپ کو ایسا ہی شبہ ہے تو عائشہؓ کو چھوڑ دیجئے اور بہت سی عورتیں مل سکتی ہیں اسی زمانہ سے حضرت عائشہؓ کو حضرت علیؓ سے بمقتضائے بشریت کچھ ملال پیدا ہوگیا جو ایک مدت دراز تک باقی رہا ۱۲ منہ

[2] کہ عائشہؓ کا رویہ کیسا ہے ان کے اخلاق اچھے ہیں، یا بُرے۔ قاعدہ ہے کہ عورتوں کے راز چھوکریوں باندیوں سے چھپے نہیں ہوتے بلکہ اکثر عورتیں دوسری عورتوں سے بھی وہ باتیں ظاہر کیا کرتی ہیں جن کو مردوں پر افشا نہیں کرتیں۔ اس روایت پر یہ اعتراض ہوا کہ تہمت کا واقعہ ۵ھ یا ۶ھ میں ہوا تھا اور بریرہؓ کو حضرت عائشہؓ نے فتح مکہ کے بعد ۹ھ یا ۱۰ھ میں خریدا تھا، اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شاید بریرہؓ خریدنے سے پہلے بھی حضرت عائشہ کے پاس رہا کرتی ہوں گی بعضوں نے کہا یہ بریرہؓ کا ذکر اس روایت میں غلطی سے ہے اور لونڈی سے کوئی دوسری لونڈی مراد ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی ابھی تک اس میں اتنی ہوشیاری اور چالاکی بھی نہیں ہے کہ اپنے گھر کا بندوبست کر سکے وہ بھلا ایسے چترپنے کا کام کیسے کریگی ۱۲ منہ

[4] کہتے ہیں اس لونڈی نے قسم کھا کر یہ بیان کیا میں تو عائشہ کو ایسی پاک سمجھتی ہوں جیسے سنار لال کھرے سونے کو دوسری روایت میں یوں ہے عائشہ سونے سے زیادہ پاکیزہ اور اگر اس نے کوئی کام کیا ہے تو اللہ آپ کو اس کی ضرور خبر کر دے گا۔ لونڈی کی اس سمجھ پر لوگوں کو تعجب ہوا ۱۲ منہ

[5] آپ منتظر رہیں اگر خدانخواستہ کوئی بات خلاف توقع ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت عائشہ جیسی نیک پاک دامن عورت آپ کو عطا کی ہے ویسی اور آپ کو دے دیگا۔ توقع تو یہ ہے کہ یہ بات قطعاً غلط ہوگی کیونکہ یہ سب منافقین کی اڑائی ہوئی ہے اور اس کی بات کبھی صحیح نہیں ہوتی۔ عبدالرزاق

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ
الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي
أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي
إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ
إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي
فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ
ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ
الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ
سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ
قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ
فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا
تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ
ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ
لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ
الْمُنَافِقِينَ فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ
حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا

صلی اللہ علیہ وسلم (خطبے کے لئے) کھڑے ہوئے، عبداللہ بن ابی بن سلول
کے مقابل آپ نے مدد طلب کی۔ فرمایا مسلمانو! میری کون حمایت کرتا
ہے؟ کون مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابل جس نے مجھے میرے اہل بیت
(حضرت عائشہؓ) پر تہمت لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی؟ خدا کی قسم میں تو
اپنی اہلیہ حضرت عائشہؓ کو نیک پاکدامن ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد سے
تہمت لگائی ہے، اُسے بھی نیک جانتا ہوں۔ وہ کبھی میرے گھر میں اکیلا
نہیں آیا۔ ہمیشہ میرے ساتھ آیا کرتا۔
یہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (سردار قبیلۂ اوس) کھڑے ہوئے[1]
اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں اس شخص کے مقابل آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں
اگر یہ شخص قبیلۂ اوس کا ہے تو میں ابھی اس کی گردن اڑاتا ہوں (خس کم جہاں پاک)
اگر ہمارے بھائیوں خزرج کے قبیلے میں سے ہے تو آپ جو حکم دینگے ہم بجا لائینگے۔
حضرت عائشہؓ کہتی ہیں سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر سعد[2] بن عُبادہ کھڑے
ہوئے جو قبیلۂ خزرج کے سردار تھے۔ وہ نیک شخص تھے مگر انہیں قومی غیرت
نے برانگیختہ کیا۔ سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقا کی قسم تو جھوٹ کہتا
ہے تو اُسے نہ مارے گا نہ مار سکے گا۔ اتنے میں اسید بن حضیر رضی اللہ
عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے کھڑے ہو گئے
اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے ہم تو
ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی
طرفداری کر رہا ہے؟ غرض اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے
لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپس میں تلواریں چلنے ہی والی تھیں رسول اللہ

[1] بعضوں نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ سعد بن معاذ جنگ خندق کے زخم سے ۴ھ ہجری میں شہید ہوئے اور تہمت کا قصہ ۵ھ میں ہوا جواب یہ ہے کہ تہمت کا بھی واقعہ ۴ھ میں ہی ہوا بعضوں نے کہا جنگ خندق اور غزوۂ مریسیع دونوں ۵ھ میں ہوئے تو اس وقت تک سعد بن معاذ زندہ ہوں گے ۱۲ منہ [2] سعد بن عبادہؓ منافق نہ تھے سچے مسلمان تھے مگر سعد بن معاذ رضؓ کا یہ کہنا ان کو ناگوار ہوا کہ ہم اس شخص کو قتل کریں گے اور قومی جوش نے ان پر غلبہ کیا قوم یا خاندان کی ترجیح وہیں تک عمدہ ہے جب تک شرع کے خلاف نہ ہو شرع کے خلاف نہ قوم کوئی چیز ہے نہ خاندان کوئی مال ہے اللہ اور رسول پر خاندان مال اسباب سب تصدق کرنا چاہئے اس وقت ایمان پورا ہوگا قوم تو قوم اپنے باپ اور بھائی کی پرواہ بھی صحابہ نے نہیں کی اور خدا کی رضامندی کے لئے ان کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئے رضی اللہ عنہم۔ یہی سعد بن عبادہ جب ابوبکر صدیق رضؓ سے بیعت ہونے لگی تو خفا ہو کر شام کے ملک کو چلے گئے وہیں جا کر مرے وہ چاہتے تھے کہ دو خلیفہ رہیں ایک انصار میں سے ایک قریش میں سے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا دو تلواریں ایک نیام میں نہیں آسکتیں حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سعد بن عبادہ کو تباہ کرے ۱۲ منہ

سَكَتَ قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي
دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ
عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ وَّلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ
فَالِقٌ كَبِدِي قَالَتْ بَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ
عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ
مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي
قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ
قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيْلَ لِي مَا
قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى إِلَيْهِ
فِي شَأْنِي قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ
أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ
كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ
اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي
اللّٰهَ وَتُوْبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ
فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً
فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي مَا
أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ

صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تھے آپ برابر انہیں خاموش کرتے رہے حتیٰ کہ
وہ بھی خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا کہتی ہیں اس دن سارا دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو
بند ہوتے تھے اور نہ نیند آتی تھی[1] صبح کو میرے والدین بھی میرے پاس
موجود تھے۔ میرا تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی
تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ
پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں جب میں رو رہی تھی والدین بھی میرے
پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت
طلب کی۔ میں نے اسے اجازت دی وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔
ہم اسی حال میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے
آپ نے سلام کیا اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس سے قبل جب سے مجھ پر طوفان
لگایا گیا، آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینے تک آپ بغیر وحی کے
رہے میرے متعلق کوئی وحی نہ آئی غرض آپ نے میرے پاس بیٹھ کر تشہد
پڑھا پھر فرمایا۔

"اما بعد اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق یہ یہ بات پہنچی ہے اگر تو پاک
اور بے قصور ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برات اور پاکدامنی عنقریب بیان
کر دیگا لیکن اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور ہو گیا ہے تو اللہ سے اپنے قصور کی
بخشش مانگ اور توبہ کر۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر
بارگاہِ خداوندی میں توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گفتگو ختم کر چکے تو (خدا کی قدرت)
فوراً میرے آنسو تھم گئے۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھے معلوم نہ ہوا[2] میں نے
اپنے والد سے کہا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے۔ انہوں نے
کہا خدا کی قسم مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے

[1] رات بھی اسی طرح بے قراری میں گزری دوسری ۱۲ منہ [2] قاعدہ ہے جب روتے روتے رنج حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو ایک ہی ایکا آنسو تھم جاتے ہیں اور آدمی ہکا بکا سا رہ جاتا ہے ۱۲ منہ

لِاُمِّي اَجِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَتْ مَا اَدْرِي مَا اَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ
السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِنِّي وَاللّٰهِ
لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ حَتّٰى
اسْتَقَرَّ فِي اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ
قُلْتُ لَكُمْ اِنِّي بَرِيئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي بَرِيئَةٌ
لَا تُصَدِّقُوْنِي بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ
بِاَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي
وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا اِلَّا قَوْلَ اَبِي يُوسُفَ
قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا
تَصِفُونَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى
فِرَاشِي قَالَتْ وَاَنَا حِينَئِذٍ اَعْلَمُ اَنِّي بَرِيئَةٌ
وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا
كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَاْنِي وَحْيًا
يُتْلٰى وَلَشَاْنِي فِي نَفْسِي كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ
يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ
اَنْ يَّرٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ
مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ
فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ
حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ
الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ
الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ

والدہ سے کہا آپ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ جواب دیں۔ انہوں نے کہا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ آپ کو کیا جواب دوں؟ آخر میں خود آمادہ ہوئی حالانکہ میں کم سن لڑکی تھی۔ قرآن بھی بہت سا یاد نہ تھا۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو آپ حضرات نے سنی ہے آپ کے دل میں بیٹھ گئی ہے اور آپ اسے سچ سمجھنے لگے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ واقعی میں پاک ہوں، جب بھی آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے۔ اور اگر میں (جھوٹ) ایک گناہ کا اقرار کرلوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھے سچا سمجھیں گے۔ خدا کی قسم میں اس وقت اپنی اور آپ کی مثال (ٹھیک) ایسی ہی جانتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی تھی۔ انہوں نے بھی کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ۔ (میں بھی یہی کہتی ہوں)

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ میں نے یہ کہہ کر (بچھونے پر) کروٹ بدل لی۔ مجھے یقین تھا کہ چونکہ میں پاک ہوں اللہ تعالیٰ ضرور میری براءت ظاہر کرے گا مگر خدا کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق قرآن کی ایسی آیات نازل کرے گا جو (قیامت تک) پڑھی جائیں گی۔ میں اپنی شان اس سے حقیر سمجھتی تھی کہ میرے متعلق خداوند تعالیٰ اپنا ایسا کلام نازل کرے جسے (ہمیشہ) پڑھتے رہیں۔ ہاں مجھے امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خواب آئے گا جس سے آپ پر میری پاکدامنی واضح ہو جائے گی۔ خدا کی قسم نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ بیٹھے تھے وہاں سے ہٹے اور نہ گھر والے حاضرین میں سے کوئی باہر گیا اور آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ حسب معمول آپ پر شدت طاری ہوگئی اور موتی کی طرح آپ کے بدن سے پسینہ ٹپکنے لگا حالانکہ وہ دن سردی کا تھا مگر وحی کی وجہ سے اسی طرح کا ثقل طاری ہو جاتا تھا۔ غرض جب وحی کی حالت موقوف

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُرِّیَ عَنْہُ وَھُوَ یَضْحَکُ فَکَانَتْ اَوَّلَ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِھَا یَا عَائِشَۃُ اَمَّا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّاَکِ فَقَالَتْ اُمِّیْ قُوْمِیْ اِلَیْہِ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْہِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ کُلَّھَا فَلَمَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذَا فِیْ بَرَآءَتِیْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رضہ وَکَانَ یُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَۃَ لِقَرَابَتِہٖ مِنْہُ وَفَقْرِہٖ وَاللّٰہِ لَآ اُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَیْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِیْ قَالَ لِعَائِشَۃَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْآ اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْآ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ بَلٰی وَاللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَۃَ الَّتِیْ کَانَ یُنْفِقُ عَلَیْہِ وَقَالَ وَاللّٰہِ لَآ اَنْزِعُھَا مِنْہُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَۃُ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُ

ہو گئی۔ دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے (خوش تھے) پھر پہلی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ یہ تھی "عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے بری اور پاک صاف کر دیا ہے"۔ یہ سنتے ہی میری والدہ کہنے لگیں۔ اب اٹھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو! میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں اٹھتی[1] میں تو فقط اپنے پروردگار عزوجل کا شکر ادا کرتی ہوں[2]۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ پوری دس آیات میری برات کے لئے نازل ہو چکیں تو ابوبکر صدیق رضہ جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے رشتہ داری کی وجہ کچھ سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے۔ "خدا کی قسم اب تو میں مسطح کو کبھی کچھ نہیں دوں گا، اس نے عائشہ رضہ کے متعلق ایسی خرافات کہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْآ اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْآ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[3]۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ آیت سن کر کہنے لگے۔ "خدا کی قسم مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ مجھے بخش دے اور مسطح سے حسب دستور سابق مروت و سلوک کرنے لگے اور کہا خدا کی قسم میں مسطح کے بارے میں یہ رویہ داد و دہش ترک نہ کروں گا[4]"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایام تہمت میں) ام المؤمنین زینب بنت جحش (میری سوکن) سے دریافت فرمایا کرتے۔ "تم عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیسی سمجھتی ہو؟" "تم نے کیا دیکھا ہے؟" انہوں نے جواب میں یہی

---

[1] یہ حضرت عائشہ رضہ نے بطور ناز محبوبیت کے فرمایا ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ صدقے اس مالک کے، باوجودیکہ اس کے بے شمار اور بے انتہا بندے ہیں مگر وہ سب کی سنتا ہے ایک ایک چیونٹی کا بھی خیال رکھتا ہے اس کی دعا قبول کرتا ہے میرے مالک وہ کونسا دن ہوگا جب ہم سب غلام دست بستہ تیرے دربار میں حاضر ہوں گے اور تو تخت شہنشاہی پر بیٹھا ہوگا اپنا جمال مبارک اپنے غلاموں کو دکھائے گا۔ دنیا اور آخرت کی نعمتیں سب اس پر سے تصدق ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی جو لوگ تم میں مالدار ہوں گے فراغت والے وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین اور مہاجرین کو اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے بلکہ معاف کر دیں درگذر کریں لوگو! کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تم کو بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اس لئے تم بھی اس کی خلقت پر رحم کرو اس کا گناہ اور قصور بخش دیا کرو) ۱۲ منہ [4] سبحان اللہ اس حدیث سے جناب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضہ کی کیسی فضیلت اور خدا ترسی ثابت ہوئی ان بزرگوں نے نفس کشی کی انتہا کر دی تھی اگر کوئی اور شخص ابوبکر صدیق رضہ کے بدل ہوتا تو ساری عمر مسطح سے سلوک کرنا تو درکنار اس کا منہ دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا ۱۲ منہ

زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ وَرَاَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْاِفْكِ ـ

کہا یا رسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط رکھتی ہوں میں تو عائشہ رضؓ کو نیک اور پاک دامن سمجھتی ہوں[۱]"۔

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں" اُم المومنین زینبؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے میرے برابر کی تھیں[۲] اور وہ مجھ سے ہر حال میں اچھی طرح رہنا چاہتی تھیں[۳] لیکن خدا نے ان کے تقویٰ کی وجہ سے انہیں محفوظ کر لیا[۴] حالانکہ ان کی بہن حمنہ بھی اپنی بہن (زینبؓ) کی برتری کے لیے جھگڑا کرنے لگی[۵] اور جس طرح دوسرے بہتان والے ہلاک ہوئے[۶] اسی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئی"۔

بَابٌ ۲۴۷۵ قَوْلِهِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَلَقَّوْنَهُ يَرْوِيْهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ ـ

باب وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ کی تفسیر

مجاہد نے کہا اِذْ تَلَقَّوْنَهُ کا معنی یہ ہے کہ ایک دوسرے سے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے[۷] تُفِيْضُوْنَ تم کہتے تھے[۸]۔

۴۴۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ اُمِّ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

(از محمد بن کثیر از سلیمان از حصین از ابو وائل از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان کہتی ہیں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تہمت کی خبر سنی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں[۹]۔

---

[۱] جو دیکھتی ہوں اسی کو کہتی ہوں کہ میں نے دیکھا، جو واقعی سنتی ہوں وہی کہتی ہوں کہ میں نے سنا ۱۲ منہ [۲] کیونکہ وہ قرشیہ تھیں دوسرے صاحب جمال ۱۲ [۳] وہ اس طوفان میں شریک نہیں ہوئیں حالانکہ سوکن تھیں ۱۲ منہ [۴] طوفان والوں میں شریک ہو گئی۔ حمنہ یہ سمجھیں کہ عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گر جائیں گی تو میری بہن کا مرتبہ اور بڑھ جائے گا یہ تو وہی بات ہوئی مدعی سست گواہ چست ۱۲ منہ [۵] کوڑے کھائے ذلیل ہوئے ۱۲ منہ [۶] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۷] حالانکہ یہ کلمہ اس سورت میں نہیں ہے بلکہ اَفَضْتُمْ ہے لیکن چونکہ دونوں کا مادہ ایک تھا یعنی افاضہ اس لئے تفیضون کی تفسیر یہاں بیان کردی ۱۲ منہ [۸] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے صرف اتنی مناسبت ہو سکتی ہے کہ باب میں جو آیت مذکور ہے وہ طوفان کے قصے سے متعلق ہے اور حدیث میں بھی اسی کا ذکر ہے اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اس لئے ان کو بڑی مشکل پڑتی ہے وہ آیت کی تفسیر میں اسی حدیث کو لا سکتے ہیں جو صحیح اور متصل ہو اس لئے ادنیٰ مناسبت پر اکتفا کرتے ہیں ۱۲ منہ [۹] خطیب نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ام رومان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں گزر گئیں مسروق کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول علی بن زید بن جدعان نے نقل کیا وہ خود ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ مسروق نے ام رومان سے سنا ہے حضرت عمرؓ کی خلافت میں ابراہیم حربی اور ابو نعیم حافظین حدیث نے ایسا ہی کہا ہے کہ ام رومان آنحضرتؐ کی وفات کے

بَابُ ۲۴۶ قَوْلِهِ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔

باب إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ کو اس طرح پڑھتے سنا اِذْ تَلِقُوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ[1] یعنی بتخفیف قاف۔

بَابُ ۲۴۷ قَوْلِهِ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

باب وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۵۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ أَخْشٰى أَنْ يُّثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيْلَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُّجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ ائْذَنُوْا لَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از عمرو بن سعید بن ابی حسین) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وفات کے قریب تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے ملنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے کہا ایسا نہ ہو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میری تعریف کرنے لگیں[2]۔ (اسی واسطے تامل کیا) لوگوں نے کہا[3] ام المومنین[4]! وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور معزز شخص ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اچھا انہیں آنے دو۔ جب وہ آئے تو کہنے لگے ام المومنین ام المومنین! فرمائیے کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا میں اگر خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ چاہے تو آپ اچھی ہی رہیں گی (خاتمہ اور آخرت بخیر ہوں گے) آپ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] بکسرہ لام اور تخفیف قاف وَلَقَ يَلِقُ سے وَلْقٌ کا معنی جھوٹ بولنا اور مشہور قرأت تَلَقَّوْنَهُ بہ تشدید قاف وفتحہ لام ہے تَلَقِّی سے یعنی منہ در منہ لینا ۱۲ منہ

[2] اور میرے دل میں غرور اور تکبر پیدا ہو ۱۲ منہ [3] یہ کہنے والے عبداللہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے اور جس نے اندر جا کر اجازت لی وہ ذکوان تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا غلام اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی جو عبداللہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا بھانجا قرار دیا ۱۲ منہ [4] کیا مضائقہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اندر آنے دو ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض فَأَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔

علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں (اور ایسی محبوب زوجہ ہیں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور جب آپ پر بہتان لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آپ کی پاکدامنی کی آیات نازل کیں[۱]۔

ابن عباس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے کہنے لگیں۔ ابھی ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہا آئے تھے۔ انہوں نے میری تعریف کی مگر میری تو یہی آرزو ہے کاش میں (گمنام) بھولی بسری ہوتی[۲]۔

۴۴۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رض اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ رض نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب بن عبدالمجید از ابن عون) قاسم بن محمد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اندر آنے کی) اجازت طلب کی۔ (راوی نے) بعد ازاں مندرجہ بالا حدیث روایت کی۔ اس میں نَسْيًا مَّنْسِيًّا کا لفظ نہیں۔

بَابٌ ۲۴۷ قَوْلِهٖ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا الْاٰيَةَ

باب يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا الْاٰيَة کی تفسیر۔

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَأْذَنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِيْ ذَهَابَ

(از محمد بن یوسف از سفیان از اعمش از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت حسان بن ثابت (مشہور شاعر) تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ اس شخص کو کیوں آنے دیتی ہیں[۳]؟ انہوں نے جواب دیا تو کیا یہ عذاب عظیم میں مبتلا نہیں ہوگئے[۴]؟ سفیان ثوری کہتے ہیں حضرت عائشہ رض کا

---

[۱] پروردگار کو بھی تمہارا اتنا خیال ہے ۱۲ منہ [۲] کوئی شخص میرا ذکر ہی نہ کرتا ——— اولیاء اللہ اور بزرگوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے انہوں نے شہرت اور ناموری اور لوگوں میں اپنے چرچے کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اولیائے عزلت بالکل پوشیدہ رہتے ہیں اور اولیائے صحبت ضرورت کی وجہ سے طالبین خدا کی تعلیم اور ارشاد کے لئے ظاہر ہوتے ہیں پر کسی حال میں اپنی شہرت اور ناموری نہیں چاہتے اگر اللہ تعالیٰ ان کو مشہور ناموَر کرے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کرے تو مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھ کر خاموش رہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] حالانکہ وہ تہمت پر طوفان جوڑنے میں شریک تھا ۱۲ منہ [۴] جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا تھا ۱۲ منہ

بَصَرِهِ فَقَالَ ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

قَالَتْ لٰكِنْ اَنْتَ۔

مفہوم یہ تھا کہ حسان نابینا ہو گئے ہیں ؎ پھر حسان رض نے (حضرت عائشہ کی تعریف میں) یہ شعر کہا ؎ (ترجمہ) وہ عاقلہ ہیں ہر عیب سے پاک اور مبراہیں۔ وہ صبح کو بھوکی اٹھتی ہیں اور کبھی بے گناہ کا گوشت نہیں کھاتیں[1]

حضرت عائشہ نے (یہ شعر سن کر) کہا مگر حسان! تم تو ایسے نہیں[2]

بَابٌ ۲۴۷۹ قَوْلِهٖ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

باب وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

قَالَتْ لَسْتَ كَذٰلِكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى قَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از شعبہ از اعمش از ابوالضحیٰ) مسروق کہتے ہیں، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رض کے پاس تشریف لے گئے اور یہ شعر انہیں سنایا۔

وہ عاقلہ ہیں اور ہر عیب سے پاک اور مبراہیں
صبح کو بھوکی اٹھتی ہیں مگر کبھی بے گناہ کا گوشت
نہیں کھاتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حسان! تم تو ایسے نہیں ہو۔ (مسروق کہتے ہیں) میں نے کہا ایسے شخص کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ الْاٰيَةَ[3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اندھے پن سے زیادہ اور کیا عذاب ہوگا[4]۔ انہوں نے یہ بھی کہا (گو حسان رض نے مجھ پر تہمت لگائی تھی، مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (کفار کو) جواب دیتے تھے[5]۔

[1] یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتی کیونکہ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسے ہے جیسے اس کا گوشت کھانا ۱۲ منہ [2] تو نے تو طوفان کے وقت میری غیبت کی اور مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی تھی ۱۲ منہ [3] اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ سے عبداللہ بن ابی منافق مراد ہے مگر اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ حسان مراد ہیں واللہ اعلم۔ اگر حسان مراد ہوں تو عذاب عظیم سے دنیا کا عذاب مراد ہوگا جیسے حضرت عائشہ کا قول ہے ۱۲ منہ [4] آنکھ بڑی نعمت ہے ۱۲ منہ [5] کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دین اسلام کی اور مسلمانوں کی ہجو کرتے ہیں، چونکہ حسان رض شاعر تھے ان کی ہجو کے جواب میں ایسی ہجو کہتے کہ کافروں کے دل پر چوٹ لگتی حضرت عائشہ رض کا مطلب یہ ہے کہ حسان نے اگر ایک عیب کیا تو دوسرا ہنر بھی کیا اس ہنر کے مقابل ان کا عیب درگزر کے لائق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان سے فرمایا روح القدس تیری مدد پر ہیں جب تک تو اللہ اور رسول کی طرف سے کافروں کو رد کرے معلوم ہوا کہ کافروں کا مقابلہ کرنا ان کی تحریرات اور تقریرات کا جواب دینا دین اسلام کی اور خدا و رسول کی مدد کرنا بہت بڑی نیکی ہے ۱۲ منہ

باب ۲۴۸ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تَشِيْعُ تَظْهَرُ۔

باب ۲۴۹ قَوْلِهٖ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

وَّقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ[1] عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَاْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِيْ وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ مِنْ سُوْٓءٍ وَّاَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَّاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ

باب اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کی تفسیر۔

تَشِيْعُ کا معنی پھیلے، ظاہر ہو۔

باب وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کی تفسیر۔

ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں "جب میرے متعلق جو طوفان اٹھایا گیا تھا، اس کا چرچا ہونے لگا لیکن مجھے معلوم نہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے تشہد پڑھا خدا کے شایانِ شان ثنا کی پھر فرمایا۔

اما بعد لوگو! مجھے مشورہ دو کہ میں ان لوگوں کو کیا سزا دوں جنہوں نے میری اہلیہ کو بدنام کیا۔ خدا کی قسم میں نے تو اپنی اہلیہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا، نہ اس مرد میں ہی کوئی برائی ہے جس کے ساتھ الزام لگایا

[1] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ
بَيْتِيْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَّلَا
غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِيْ فَقَامَ
سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِيْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ نَّضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ
وَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَ
كَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِّنْ
رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ
اَمَا وَاللّٰهِ اَنْ لَّوْ كَانُوْا مِنَ الْاَوْسِ
مَا اَحْبَبْتَ اَنْ تُضْرَبَ اَعْنَاقُهُمْ
حَتّٰى كَادَ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْاَوْسِ
وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا
عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ
الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ
وَمَعِيْ اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ
تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ اَيْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ
ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ
الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ
فَقُلْتُ لَهَا تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ ثُمَّ
عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ
مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَ
اللّٰهِ مَا اَسُبُّهٗ اِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ
فِيْ اَيِّ شَاْنِيْ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِيْ

گیا ہے۔ وہ میرے گھر کبھی نہیں آتا، اسی وقت آتا ہے
جب میں بھی وہاں موجود ہوتا ہوں اور جب میں سفر
پر گیا تو وہ شخص بھی میرے ساتھ گیا۔[1]

یہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے
کہنے لگے یا رسول اللہ حکم فرمائیے میں ان (مردود) لوگوں
کی گردن ماروں۔ سعد کا یہ جملہ سن کر قبیلہ خزرج کا ایک
شخص (سعد بن عبادہ) کھڑا ہوا۔ حسان بن ثابت کی ماں
اس شخص کی قوم (یعنی خزرج) کی تھی[2]۔ اور کہنے لگا سعد
ابن معاذ تو جھوٹا ہے۔ اگرچہ یہ (تہمت لگانے والے)
قبیلۂ اوس کے ہوتے تو کبھی ان کی گردن مارنا پسند
نہ کرتا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اوس اور خزرج دونوں
قبیلوں کے لوگ مسجد میں لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے۔
اس فساد کی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ بہرحال اسی دن میں
کسی حاجت کے لئے (گھر سے) باہر گئی) میرے ساتھ
مسطح کی ماں بھی تھی۔ اس کا پاؤں پھسلا وہ کہنے لگی
مسطح مرجائے! میں نے کہا اماں! اپنے بیٹے کو کوستی
ہے؟ وہ خاموش رہی۔ دوبارہ اس کا پاؤں پھسلا
اور کہنے لگی مسطح مرجائے! میں نے پھر کہا بیٹے کو کوستی
ہے؟ بعد ازاں تیسری بار پھسلی تو یہی کہنے لگی مسطح
مرجائے! اس وقت میں نے اسے جھڑکا۔ وہ کہنے
لگی خدا کی قسم میں تیرے ہی لئے اسے کوستی ہوں میں
نے کہا۔ میرے لئے کیسے؟

جب اس نے بہتان کا سارا واقعہ بیان کیا

---

[1] اگر بدکار ہوتا تو میرے سفر کو جاتے وقت وہ مدینہ میں رہ جاتا ۱۲ منہ [2] اور حسان بھی تہمت لگانے والوں میں شریک تھے حسان کی والدہ فریعہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج تھیں ۱۲ منہ

الْحَدِيثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّضِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ

میں نے (تعجب سے) پوچھا واقعی یہ سچ بات ہے؟ اس نے کہا ہاں خدا کی قسم[1]

یہ سن کر میں اپنے گھر کو لوٹی، جس کام کے لئے نکلی تھی میں اسے بھول گئی۔ تھوڑا بہت کچھ یاد نہ رہا، اور مجھے بخار چڑھ آیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ذرا مجھے میرے والد کے گھر بھجوا دیجئے۔ آپ نے ایک لڑکے کے ہمراہ بھیج دیا۔ میں والد کے گھر میں آئی دیکھا تو ام رومان (میری والدہ) نیچے بیٹھی ہیں اور ابوبکر بالا خانے پر بیٹھے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے مجھ سے پوچھا بیٹی کیوں کیسے آئی ہو؟ میں نے ان سے بہتان کا واقعہ بیان کیا۔ بیان کرنے کے بعد میری ماں کو اتنی فکر نہیں ہوئی جتنی مجھے ہوئی تھی[2] نیز کہا بیٹی مطمئن رہ۔ ایسا ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے جب کسی خاوند کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے جس سے خاوند کو محبت ہوتی ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو وہ ضرور اس پر حسد کرتی ہیں[3] طرح طرح کی باتیں بناتی ہیں۔ غرض میری ماں پر اس طوفان کا وہ صدمہ نہیں ہوا جیسا مجھ پر صدمہ ہوا۔ میں نے کہا کیا یہ خبر والد کو بھی پہنچ گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی؟ انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (پہنچ چکی)۔

میں آنسو بہا کر اونچی آواز سے رونے لگی۔ میرے رونے کی آواز سن کر میرے والد صاحب بالاخانے سے

[1] لوگوں نے اس کا بلوا مچا دیا ۱۲ منہ [2] یعنی انہوں نے یہ قصہ سن کر اتنا رنج نہیں کیا جتنا مجھ کو رنج ہوا تھا نہ میری طرح بیقرار ہوئیں ۱۲ منہ [3] اور کوئی نہ کوئی شوشہ ایسا چھوڑ دیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ مرد کی نظروں سے گر جائے ۱۲ منہ

اَبُوْبَكْرٍ صِدِّیْقٍ صَوْتِیْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَیْتِ یَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّیْ مَا شَاْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِیْ ذُكِرَ مِنْ شَاْنِهَا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ قَالَ اَقْسَمْتُ عَلَیْكِ اَیْ بُنَیَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلٰی بَیْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْتِیْ فَسَاَلَ عَنِّیْ خَادِمَتِیْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهَا عَیْبًا اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰی تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِیْرَهَا اَوْ عَجِیْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَصْدُقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهَا اِلَّا مَا یَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰی تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ بَلَغَ الْاَمْرُ اِلٰی ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِیْ قِیْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰی قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِیْدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ

اُتر آئے جہاں وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری ماں سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ والدہ نے کہا وہی خبر اس نے سن لی ہے والد کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔[1] کہنے لگے بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو اپنے گھر لوٹ جا۔ چنانچہ میں گھر لوٹ آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خادمہ سے پوچھا تو نے (کبھی) عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی بری بات دیکھی ہے؟ وہ کہنے لگی ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم میں نے تو کوئی عیب ان میں نہیں دیکھا۔ اتنی بات ہے (وہ ایسی بھولی ہیں) آٹا گوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔

آپ نے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اسے ڈانٹا[2] (دھمکایا بلکہ ایک روایت میں ہے کہ مارا بھی) اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ حال کہہ دے۔ اسے سخت سست بھی کہا۔ تب بھی اس نے یہی کہا کہ سبحان اللہ! اللہ کی قسم میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسی پاک سمجھتی ہوں جیسے سنار خالص کندن سرخ سونے کو بے عیب سمجھتا ہے۔

اس بہتان کی خبر اس شخص (صفوان رضی اللہ عنہ) کو بھی پہنچی، جس سے مجھے بدنام کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ سبحان اللہ! خدا کی قسم میں نے تو کسی عورت کا اب تک کپڑا بھی نہیں کھولا[3] یہ صحابی آخر اللہ کی راہ میں شہید ہوئے تھے (غزوۂ آرمینیہ ۱۹ھ میں)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رونا آگیا ایسی لائق اور خوبصورت اور فخر خاندان بیٹی اس کی مصیبت پر صبر نہ ہو سکا خدا ان بدمعاشوں سے سمجھے ۱۲ منہ [2] طبرانی کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خادمہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا تمہارا اختیار ہے تم ڈرا دھمکا کر جس طرح جی چاہے اس سے حال پوچھو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت ڈرایا دھمکایا اور مارا بھی مگر اس نے قسم کھا کر یہی کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھی اور نیک ہی جانتی ہوں ۱۲ منہ [3] یعنی بیکاری کے لئے بعضوں نے کہا صفوان حصور تھے ان کو عورتوں کی رغبت ہی نہ تھی ۱۲ منہ

اَبَوَایَ عِنْدِیْ فَلَمْ یَزَالَا حَتّٰی دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اکْتَنَفَنِیْ اَبَوَایَ عَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَۃُ اِنْ کُنْتِ قَارَفْتِ سُوْٓءًا اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِیْٓ اِلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ قَالَتْ وَقَدْ جَآءَتِ امْرَاَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَہِیَ جَالِسَۃٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْتَحْیِ مِنْ ہٰذِہِ الْمَرْاَۃِ اَنْ تَذْکُرَ شَیْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ اِلٰٓی اَبِیْ فَقُلْتُ اَجِبْہُ قَالَ فَمَاذَآ اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰٓی اُمِّیْ فَقُلْتُ اَجِیْبِیْہِ فَقَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ یُجِیْبَاہُ تَشَہَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰہَ وَاَثْنَیْتُ عَلَیْہِ بِمَا ہُوَ اَہْلُہٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ قُلْتُ لَکُمْ اِنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ وَاللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَشْہَدُ اِنِّیْ لَصَادِقَۃٌ مَّا ذَاکَ بِنَافِعِیْ عِنْدَکُمْ لَقَدْ تَکَلَّمْتُمْ بِہٖ وَاُشْرِبَتْہُ قُلُوْبُکُمْ

کہتی ہیں میرے والدین بھی صبح کو میرے پاس آئے اور وہیں بیٹھے رہے یہاں تک نماز عصر پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میرے دائیں بائیں دونوں طرف میرے ماں باپ تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا:-

"اما بعد! عائشہ اگر تجھ سے کوئی بُرا کام ہو گیا ہے یا تو نے کوئی گناہ کیا تو بارگاہِ الٰہی میں توبہ کر کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس وقت انصار کی ایک عورت بھی آگئی تھی، وہ دروازے پر بیٹھی تھی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اس عورت سے آپ شرماتے نہیں۔ معلوم نہیں وہ لوگوں میں جا کر کیا کہے؟ بہرحال آپ نے نصیحت کی گفتگو کی۔ میں نے اپنے والد کی طرف دیکھا ان سے کہا آپ میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا۔ میں کیا جواب دوں؟ پھر میں نے والدہ کی طرف دیکھا ان سے کہا آپ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے خود تشہد پڑھا۔ خدا کے شایانِ شان حمد و ثناء کی پھر میں نے کہا:-

"اما بعد! خدا کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ بُرا کام نہیں کیا اور اللہ اس بات کا گواہ ہے کہ میں سچی ہوں جب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ آپ لوگوں نے اس طوفان کا چرچا کر دیا اور اب لوگوں کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے۔ ہاں اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ بُرا کام

وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي

نہیں کیا اور اللہ اس بات کا گواہ ہے کہ میں سچی ہوں جب بھی کچھ فائدہ نہیں کیونکہ آپ لوگوں نے اس طوفان کا چرچا کر دیا اور آپ لوگوں کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے۔ ہاں اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ برا کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تب تو آپ (مان لیں گے) کہیں گے اس نے خود قبول کر لیا[1] اللہ کی قسم میں اپنی اور آپ کی وہی مثال (اب) وہی سمجھتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے والد کی تھی کہ انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بڑی کوشش کی کہ یعقوب علیہ السلام کا لفظ مجھے یاد آئے مگر یاد نہ آیا (اور یوسف علیہ السلام کا والد کہا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید کہتی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی[2] ہم لوگ خاموش رہے جب وحی موقوف ہوئی تو میں نے دیکھا آپ نے رخ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ اپنی پیشانی پونچھنے لگے اور فرمایا عائشہ! خوش ہو جا! اللہ تعالیٰ نے تیری براءت اور پاکدامنی کے متعلق وحی نازل کی ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں (نزولِ وحی سے پہلے) اس دن میں اتنی غصے تھی کہ اتنا غصہ مجھے کبھی آیا ہی نہیں۔ میرے والدین نے کہا اٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کا شکریہ ادا کریں[3]۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں تو نہ اٹھ کر ان کے پاس جاتی ہوں نہ شکریہ ادا کرتی ہوں البتہ اللہ

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علاوہ اور کمالات کے بڑی خوش تقریر بھی تھیں ایسے رنج اور مصیبت کے وقت میں جب بڑے بوڑھے کچھ نہ کہہ سکے انہوں نے اس شائستگی سے تقریر کی سبحان اللہ

[2] بلکہ خاموش ہو رہے تمہارا کیا احسان دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے میرا ہاتھ تھاما میں نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے جھڑکا۔ حضرت عائشہ کا یہ فعل بطور ناز محبوبیت کے تھا اور ان کا ناز بجا تھا اس حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی نہیں تھا ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر و تردد میں رہتے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور جان نثار رفیق تھے آپ کے سامنے اپنی بیٹی کے لئے جو جان سے عزیز تھی ایک کلمہ منہ سے نہ نکال سکے ۱۲ منہ

[3] رنج و غم اور پریشانی میں یاد نہ رہا۔ ذہنی کوفت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے جب ایک فرشتہ سیرت عورت پر اتنا ناپاک بہتان لگایا جائے کہ جہنم بھی شرما جائے اور کہے کہ مجھ سے کسی کو اتنی تکلیف نہیں پہنچ سکتی جتنی بدمعاشو تم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچائی۔ عبد الرزاق

لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ ابْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ يَعْنِيْ مِسْطَحًا إِلٰى قَوْلِهِ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ۔

جل جلالہ کا میں شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکدامنی اور برأت نازل فرمائی۔ آپ حضرات نے تو یہ بات سن لی نہ اس کا انکار کیا (نہ منکر سمجھا) نہ مٹایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ام المؤمنین حضرت حمنہ بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے بچا لیا۔ انہوں نے میری نسبت اچھی ہی بات کہی البتہ تباہ اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ان کی بہن حمنہ بنت جحش بھی تباہ ہوئی اور اس طوفان کا چرچا (مسلمانوں میں) دو شخص کرتے مسطح اور حسان بن ثابت۔ تیسرا منافق عبداللہ بن ابی تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق تو کرید کرید کر اس واقعہ کو پوچھتا اور حاشیے چڑھاتا۔ وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں ابوبکر نے مسطح کی یہ شرارت دیکھ کر کے لئے قسم کھالی اب میں اسے کوئی فائدہ نہ پہنچاؤں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَا يَأْتَلِ أُولِي الْفَضْلِ مِنْكُمْ الْآيَةَ۔ أُولُوا الْفَضْلِ سے ابوبکر صدیقؓ اور أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ سے مسطح بن اثاثہ مراد ہیں۔ آخر میں ہے أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ۔ ابوبکر رضی اللہ نے یہ آخری جملہ سن کر کہا۔ کیوں نہیں واللہ، پروردگار ہماری تو آرزو اور پسندیدہ تمنا ہے کہ تو ہمیں بخش دے۔ چنانچہ مسطح کو جو امداد اس واقعہ سے پہلے دیا کرتے تھے وہ جاری کردی۔

ﻋـﻪ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا الحدیث حضرت عائشہ رض کی یہ گفتگو اس ذہنی کوفت کی وجہ سے تھی جو آپ کو اس تہمت کی وجہ سے ہوئی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام سعید روحوں نے اس الزام کو غلط ہی سمجھا لیکن یہ ایک اصول ہے کہ ہر بات انسانی علم وفہم کے ذریعے سے حل کی جائے اس لئے یہ پوچھ گچھ کی گئی۔ وحی کے بعد اہل یقین میں آ یک گو ہو گئی۔ یہ غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ شبہ ہو گیا تھا۔ یہ تو آپ کا دوسرا فرض منصبی تھا کہ آپ نے بحیثیت ایک قاضی اور منصف کے اپنی بیوی کی بھی رعایت نہ کی اور جانب داری نہ کی اور وحی کا انتظار کیا لیکن جہاں تک آپ کے ظن کا تعلق ہے تو جب ظنوا المومنین خیرا کا حکم دوسروں کو دے رہے ہیں تو کیا آپ معاذ اللہ بدظنی کرتے تھے۔ حاشا وکلا۔ حضرت عائشہ رض کا یہ کہنا بھی بطور ناز محبوبیت کے تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے خطبہ دیا کہ عبداللہ بن ابی منافق سے کون بدلہ لیتا ہے؟ عبدالرزاق

بَابٌ ۲۴۸۲ قَوْلِهٖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِىْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ۔

باب وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ کی تفسیر۔ احمد بن شبیب[1] بحوالہ والدش از یونس از ابن شہاب از عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پہلی بار ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ترجمہ) "اپنی اوڑھنیاں اپنے سینے پر ڈالے رہا کریں" تو ان عورتوں نے چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیں[2]۔

۴۴۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِىْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا۔

(از ابونعیم از ابراہیم بن نافع از حسن بن مسلم) صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ تو عورتوں نے اپنے تہبند دونوں کناروں سے پھاڑ کر اوڑھنیاں بناڈالیں (اور فوراً اپنے سینوں کو چھپالیا[3])

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

سورۃ الفرقان کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا مَا تَسْفِىْ بِهِ الرِّيْحُ مَدَّ الظِّلَّ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

(ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا هَبَاءً مَّنْثُوْرًا کا معنی جو چیز ہوا اڑا کر لائے (غبار گرد وغیرہ)[4] مَدَّ الظِّلَّ[5] سے وقت مراد ہے۔

[1] جو امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں شاید یہ روایت امام بخاری نے ان سے نہیں سُنی اس لئے حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ نہیں کہا لیکن ابن منذر نے اس کو وصل کیا ہے ۱۲ منہ [2] عرب کی عورتیں کرتہ پہنتیں جس کا گریبان سامنے سے کھلا رہتا اس میں سے سینہ چھاتیاں پر نظر پڑتی اس لئے اوڑھنی سے گریبان ڈھانپنے کا حکم دیا گیا۔ [3] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نکالا ۱۲ منہ [5] یہ تھی خیر القرون کی مسلمانوں کی ایمانی کیفیت کہ فوراً پردے کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے کپڑے جلدی سے پھاڑ کر پردے کا اہتمام کرکے خدا کو خوش کیا اور کچھ توقف نہ کیا کہ آئندہ اوڑھنی کے لئے الگ کپڑا خریدیں گے اور آیت پر عمل کریں بلکہ فوراً عمل کیا جاہے بنا بنایا کپڑا پھاڑ کر حکم کی بجا آوری کیلئے کمربستہ ہوگئے۔ یہ تو صحابیات کی ایمانی کیفیت تھی ادھر صحابہ کرام کی ایمانی کیفیت یہ تھی کہ لوگوں میں رچی بسی ہوئی شراب کی بندش کا حکم ہوا تو فوراً شراب کے مٹکوں میں سے شراب گلیوں اور نالیوں میں بہادی اور مٹکے اور وہ سب قسم کے برتن جن میں شراب بنائی جاتی تھی یا پی پلائی دی جاتی تھی توڑ پھوڑ کر ضائع کر دیئے اور یہ نہ سوچا کہ موجودہ شراب پی لیں آئندہ نہ بنائیں گے نہ پئیں گے۔ عبد الرزاق

مَا بَیْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاکِنًا دَآئِمًا عَلَیْهِ دَلِیْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ خِلْفَةً مَّنْ فَاتَهٗ فِی اللَّیْلِ عَمَلٌ اَدْرَکَهٗ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهٗ بِالنَّهَارِ اَدْرَکَهٗ بِاللَّیْلِ وَ قَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَیْءٌ اَقَرَّ لِعَیْنِ الْمُؤْمِنِ اَنْ یَّرٰی حَبِیْبَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُبُوْرًا وَّیْلًا وَّقَالَ غَیْرُهُ السَّعِیْرُ مُذَکَّرٌ وَّالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِیْدُ تُمْلٰی عَلَیْهِ تُقْرَاُ عَلَیْهِ مِنْ اَمْلَیْتُ وَاَمْلَلْتُ الرَّسُّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهٗ رِسَاسٌ مَا یَعْبَاُ یُقَالُ مَا عَبَاْتُ بِهٖ شَیْئًا لَّا یُعْتَدُّ بِهٖ غَرَامًا هَلَاکًا وَّ قَالَ مُجَاهِدٌ وَّعَتَوْا طَغَوْا وَ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَاتِیَةٍ عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ۔

جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے سَاکِنًا کا معنی ہمیشہ[1] عَلَیْهِ دَلِیْلًا میں دلیل سے مراد سورج نکلنا ہے[2] خِلْفَةً۔[3] رات کو ادھورا رہا ہوا کام جو دن میں مکمل ہو۔ اور دن کو رہا ہوا کام جو رات کو پورا کیا جائے۔

امام حسن بصری رحمہ کہتے ہیں[4] قُرَّةَ اَعْیُنٍ کا مفہوم یہ ہے کہ ہماری بیویوں اور اولاد کو خدا پرست اور اطاعت شعار بنا دے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی کہ اس کا محبوب عبادت الٰہی میں مصروف ہو[5]۔

ابن عباس رض کہتے ہیں[6] ثُبُوْرًا کا معنی ہلاکت اور خرابی۔ بعض کے خیال میں سَعِیْرٌ مذکر ہے تَسَعُّرٌ اور اِضْطِرَامٌ کا معنی ہے آگ کا خوب سلگنا بھڑکنا (جوش مارنا) تُمْلٰی عَلَیْهِ اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں یہ اَمْلَیْتُ اور اَمْلَلْتُ سے نکلا ہے[7]۔ اَلرَّسُّ، کان، معدن اس کی جمع رساس ہے (بعض کے نزدیک رس بمعنی کنواں) مَا یَعْبَاُ عرب لوگ کہتے ہیں مَا عَبَاْتُ بِهٖ شَیْئًا یعنی میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اسے کوئی چیز نہ سمجھا۔ غَرَامًا ہلاکت۔ مجاہد کہتے ہیں عَتَوْا کا معنی شرارت[8] سفیان بن عیینہ کہتے ہیں عَاتِیَةٍ[9] کا معنی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

باب ۲۴۸۳ قَوْلِهٖ الَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا۔

باب اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا کی تفسیر۔

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالا ۱۲ منہ [3] اسی سے سایہ کی پہچان ہوتی ہے ۱۲ منہ [4] یہ بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالا ۱۲ منہ [5] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] یعنی ہم کو نیک بخت بی بیاں صالح اولاد عطا فرما ۱۲ منہ [7] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] اس کو دورقا نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [9] نکلا ہے سے مراد یہ ہے کہ اس کا استعمال ان محاوروں سے نکلا ہے۔ حرف کے لحاظ سے مراد نہیں۔ یاد رکھیے تفسیر میں اکثر محاوروں کا حوالہ دے کر

۴۴۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا۔

(از عبداللہ بن محمد از یونس بن محمد بغدادی از شیبان از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ! قیامت کے دن کفار کیسے اوندھے منہ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا جس پروردگار نے آدمی کو دو پاؤں پر چلالیا وہ اسے قیامت کے دن منہ کے بل نہیں چلا سکتا؟ (یقیناً چلا سکتا ہے)

قتادہ (تابعی) کہتے ہیں یقیناً اللہ قادر ہے قسم اس کی عزت و جلال کی[1]۔

بَاب ۲۴۸ قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا قَالَ الْأَثَامُ الْعُقُوْبَةُ۔

باب وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا کی تفسیر۔

أَثَامًا کا معنی عذاب۔

۴۴۱۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمٰنُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ

(از مسدد از یحیٰی از سفیان از منصور و سلیمان از ابووائل از ابومیسرہ از عبداللہ بن مسعودؓ) [سفیان بحوالہ واصل بن حیان از ابووائل از عبداللہ بن مسعودؓ] (عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) میں نے یا کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کونسا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا[2] (یہ سب سے بڑا گناہ ہے) میں نے دریافت کیا اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ اسے کھلانا پلانا پڑے گا۔

---

[1] وہ سب کچھ کر سکتا ہے منہ کے بل چلانا کیا مشکل ہے سینکڑوں کیڑے اور حشرات الارض منہ کے بل چلتے ہیں ۱۲ منہ [2] تو اپنے مالک اور خالق کے برابر کسی دوسرے کو کرے اس کو سخت ناگوار ہوگا اور اسی لئے اس گناہ کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے باقی سب گناہ اس سے اتر کر ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے اگر چاہے تو بن توبہ کئے بھی اس کو بخش دے گا لیکن شرک جب تک اس سے توبہ نہ کرے نہیں بخشی جا سکتی درحقیقت دنیا کے بادشاہ اس قصور کو بہت سخت سمجھتے ہیں کہ کوئی اپنے آقا کے نعمت کو چھوڑ کر دوسرے سے تعلق رکھے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو نمک حرام قرار دیتے ہیں نمک حرام کا قصور معاف ہی نہیں کرتے باقی اور سب قصور معاف کر دیتے ہیں ۱۲ منہ

أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔

میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ؟ آپ ؐ نے فرمایا اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنا[1]

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں قرآن کی یہ آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ اس حدیث کی تصدیق میں نازل ہوئی۔

۴۱۳۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ لَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍؓ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج) قاسم بن ابی بزہ نے سعید بن جبیر سے دریافت کیا جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے، اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ (سعید نے کہا نہیں) (قاسم ابن ابی بزہ کہتے ہیں) میں نے انہیں (سورہ فرقان) کی یہ آیت سنائی وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ[2] سعید نے کہا میں نے بھی یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تھی تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد والی آیت (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) نے جو سورۂ نساء میں ہے اور وہ مدینے میں نازل ہوئی اسے منسوخ کردیا۔

۴۱۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از مغیرہ بن نعمان) سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ کوفے والوں نے قتل مؤمن (کی توبہ کے بارے) میں اختلاف کیا[3] آخر میں سفر کرکے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا انہوں نے کہا یہ آیت وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا آخر میں نازل ہوئی ہے۔ کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی۔

۴۱۳۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

(از آدم از شعبہ از منصور) سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ (جو سورۂ نساء میں قاتل

[1] زنا عموماً بڑا سخت گناہ ہے اور پڑوسی یعنی ہمسایہ کی جورو لونڈی پر بدنگاہ کرنا اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کا بڑا حق ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا فرض ہے نہ کہ اس کی جورو لونڈی پر ہاتھ ڈالنا جو بڑی بے حیائی اور بے شرمی ہے ۱۲ منہ [2] اس کے بعد یوں ہے الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا جس سے یہ نکلتا ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے ۱۲ منہ [3] کسی نے کہا اس سے تو توبہ ہو سکتی ہے کسی نے کہا نہیں ۱۲ منہ

قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

مومن کے لئے ہے اس) کا مطلب دریافت کیا انہوں نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ نیز میں نے ان سے (سورۂ فرقان کی آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ کا مطلب[۱] دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت اس بارے میں ہے کہ جس شخص نے بحالت کفر یا زمانۂ جاہلیت خون کیا (اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے)

باب ۲۴۸۵ قَوْلِهِ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا۔

باب يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا کی تفسیر۔

۴۴۱۶۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزَى سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ وَقَوْلِهِ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ حَتّٰى بَلَغَ إِلَّا مَنْ تَابَ الْآيَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلٰى قَوْلِهِ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

(از سعد بن حفص از شیبان از منصور از سعید بن جبیر) عبدالرحمن ابن ابزی رضی اللہ عنہ (صحابی) کہتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے اس آیت کے متعلق دریافت کیا (۱) وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ اور اس آیت (۲) وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ـــــ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا تک کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو مکہ کے کافر کہنے لگے ہم تو اللہ تعالیٰ کے برابر دوسروں کو سمجھتے رہے (یعنی شرک کرتے رہے) ناحق خون بھی ہم سے سرزد ہوا ہے جسے اللہ نے حرام کیا اور بے حیائی کے کام بھی کئے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی إِلَّا مَنْ تَابَ۔ رَحِيْمًا تک

باب ۲۴۸۶ قَوْلِهِ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

باب إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا کی تفسیر۔

[۱] جس سے یہ نکلتا ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہوگی ۱۲ منہ

۴۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ۔

(از عبدان از والدش از شعبہ از منصور) سعید بن جبیر کہتے ہیں عبدالرحمن بن ابزی (صحابی) رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کا مفہوم دریافت کروں) (۱) وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا یہ منسوخ نہیں ہے۔ (۲) وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ انہوں نے کہا یہ آیت (کافروں) مشرکوں کے متعلق نازل ہوئی ہے (جو شرک اور کفر کی حالت میں مسلمان کا خون کریں)

بَابٌ ۲۴۸ قَوْلِهٖ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا هَلَكَةً۔

باب فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا کی تفسیر۔

لِزَامًا کا معنیٰ ہلاکت۔

۴۳۱۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از مسلم مسروق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (قیامت کی) پانچ نشانیاں گذر گئیں۔ دھواں[1]، چاند کا پھٹنا[2]، رومیوں کا (ایرانیوں سے) مغلوب ہونا۔ (جس کا ذکر اس آیت میں ہے الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ) بطشہ (گرفت[3]) لزام[4]۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ

سورۃ الشعراء کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَعْبَثُونَ تَبْنُونَ هَضِيمٌ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ مُسَحَّرِينَ الْمَسْحُورِينَ لَيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ

مجاہد کہتے ہیں تَعْبَثُونَ کا معنیٰ بناتے ہو هَضِيمٌ وہ چیز جو چھونے ہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مُسَحَّرِينَ جن پر جادو کیا گیا ہو۔ لَيْكَةُ اور اَيْكَةُ، اَيْكَةٌ کی جمع

---

[1] جس کا ذکر اس آیت میں ہے يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۱۲ منہ [2] جس کا ذکر اس آیت میں ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ عبداللہ ابن مسعودؓ کے اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اس لحاظ سے معجزہ بھی ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات میں ایسا ہی لکھا ہے اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے شاہ صاحب کا مطلب نہ سمجھ کر ان پر اعتراضوں کی بوچھاڑ کی ہے پہلے اپنے مایۂ علم کو دیکھنا چاہیے پھر بزرگوں پر اعتراض جمانا ۱۲ منہ [3] جس کا ذکر اس آیت میں ہے يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۱۲ منہ [4] جس کا ذکر اس آیت میں ہے فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا تو لزام سے مراد ہی ہلاکت ہے جو بدر کے دن کافروں کو ہوئی بطشہ سے بھی یہی قتل کفار مراد ہے جو بدر کے دن ہوا۔ بعضوں نے کہا قحط جو قریش کے کافروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے آیا تھا ۱۲ منہ

أَيْكَةِ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ يَوْمِ الظُّلَّةِ
إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ مَوْزُوْنٍ
مَعْلُوْمٍ كَالطَّوْدِ الْجَبَلِ الشِّرْذِمَةُ
طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ فِي السَّاجِدِيْنَ
الْمُصَلِّيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَلَّكُمْ
تَخْلُدُوْنَ كَأَنَّكُمْ الرِّيْعُ الْأَيْفَاعُ
مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَ
أَرْيَاعٌ وَاحِدُ الرِّيَعَةِ مَصَانِعَ
كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ فَرِهِيْنَ
مَرِحِيْنَ فَارِهِيْنَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ
فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ تَعْثَوْا أَشَدُّ
الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا الْجِبِلَّةُ
الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا
وَجِبِلًا وَجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ۔

ہے۔ ایک جمع ہے شجر (درخت) کی[1] یَوْمِ الظُّلَّةِ جس دن عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔ مَوْزُوْنٍ کا معنی معلوم[2] کَالطَّوْدِ۔ پہاڑ کی طرح الشِّرْذِمَةُ چھوٹا گروہ۔ فِي السَّاجِدِيْنَ نمازیوں میں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ جیسے (دنیا میں) ہمیشہ رہوگے۔ رِيْعٍ بلند زمین جیسے ٹیلہ (ٹبہ) رِيْعٌ مفرد ہے اس کی جمع رِيَعَةٌ اور أَرْيَاعٌ آتی ہے۔ مَصَانِعَ عمارات (یا اونچے اونچے محل)، فَرِهِيْنَ اتراتے ہوئے، خوش و خرم فَارِهِيْنَ کا بھی یہی معنی ہے۔ بعض کہتے ہیں فارہین کا معنی کاریگر، ہوشیار، تجربہ کار۔ تَعْثَوْا جیسے عَاثَ يَعُوْثُ عَيْثًا۔ عَيْثٌ فساد کرنا تَعْثَوْا فساد مت کرو[3]۔ جِبِلَّةٌ خلقت۔ جُبِلَ پیدا کیا گیا۔ اسی سے جُبُلًا، جِبِلًا اور جُبْلًا یعنی خلقت۔

بَابُ ۲۴۸۸ قَوْلِهِ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَأَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ

باب وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ کی تفسیر

ابراہیم بن طہمان[4] نے بحوالہ ابن ابی ذئب از سعید ابن ابی سعید مقبری از والدش از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد کو قیامت کے دن گرد آلود اور کالا کلوٹا دیکھیں گے۔

[1] اس شجر کی جمع ہے اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بہت سے درخت جمع ہوتے ہیں یعنی بن اس کو ایکہ کہتے ہیں۔ عینی۔ نے کہا لَيْكَة اور أَيْكَة ایک جمع ہے یہی ٹھیک ہے۔ نافع اور ابن کثیر اور ابن عامر نے لیکہ پڑھا ہے باقی لوگوں کی قراءت ایکہ ہے ۱۲ منہ [2] یعنی معین اور مناسب یہ لفظ گو اس سورت میں نہیں ہے بلکہ سورہ حجر میں ہے۔ شاید سہواً یہ لفظ یہاں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ [3] امام بخاری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تَعْثَوْا عَاثَ يَعِيْثُ سے نکلا ہے کیونکہ عَاثَ يَعِيْثُ اجوف ہے اور تَعْثَوْا عَثِيَ يَعْثٰى سے نکلا ہے جو ناقص ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں کا ایک مطلب ہے ۱۲ منہ [4] اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ

وَالْقَتَرَةُ الْغَبَرَةُ هِيَ الْغَبَرَةُ۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں غَبَرَۃ اور قَتَرَۃ دونوں کے ایک معنی ہیں۔

۴۴۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللّٰهُ إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(از اسمٰعیل از برادرش از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام (قیامت کے دن) اپنے باپ سے ملیں گے (انہیں بُرے حال میں دیکھ کر) پروردگار سے عرض کریں گے اے میرے رب تو نے (دنیا میں) مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ حشر کے دن مجھے رسوا اور ذلیل نہیں کرے گا۔[۱] اللہ تعالیٰ جواب دے گا میں نے کفار پر بہشت حرام کردی ہے۔[۲]

بَاب ۳۴۸۹ قَوْلِهٖ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ أَلِنْ جَانِبَكَ۔

باب وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کی تفسیر

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ کا معنی یہ ہے کہ اپنا بازو نرم کر دے۔ (شفقت اور مہربانی کر)

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از عمرو بن مرہ از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور آواز دینے لگے اے اولادِ فہر، اے اولادِ عدی، تمام قریش کے خاندانوں کو آواز دی وہ جمع ہو گئے۔ جو خود نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا دیکھو کیا بات ہے؟ ابولہب خود آیا، قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو اگر میں تم سے کہوں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کے لئے اس وادی میں جمع ہیں تو تم میری بات سچ مانو گے؟ انہوں نے کہا بے شک ہم نے آپؐ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔

---

[۱] اب میرے باپ کا یہ حال ہے اس سے بڑھ کر اور ذلت کیا ہوگی ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر اللہ تعالیٰ اُن کے باپ کو ایک گندی نجاست میں لتھڑے ہوئے بجو کی شکل میں کر دے گا فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے حضرت ابراہیم یہ قبیح صورت دیکھ کر اس سے بیزار ہو جائیں گے اس حدیث سے ان حکایتوں کا غلط ہونا ثابت ہوا کہ فلانے بزرگ یا فلانے ولی کا دھوبی یا غلام جو کافر تھا ان کا نام لینے سے بخش دیا گیا۔ ابراہیم خلیل اللہ سے زیادہ ان اولیاء اللہ کا مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ جب حضرت ابراہیم کے والد کفر کی وجہ سے نہیں بخشے گئے تو اور بزرگوں یا ولیوں کے غلام اور خادم کس شمار میں ہیں دوسری حدیث میں ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ وہ شخص روتا ہوا واپس چلنے لگا آپ نے فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں تیسری حدیث میں ہے کہ ابوطالب کو قیامت کے دن آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی یا وہ ٹخنے برابر آگ میں رہیں گے ان کا دماغ گرمی سے جوش مارتا رہے گا ۱۲ منہ

خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

آپ نے فرمایا "تو میں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آنے والا ہے"۔

یہ سن کر ابولہب کہنے لگا "سارا دن برا ہو تیرے لئے" کیا تو نے اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا ہے؟" اس وقت یہ سورت نازل ہوئی "ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں۔ وہ خود بھی تباہ ہو، اس کا مال و دولت جو کچھ کمایا کچھ بھی اس کے کام نہ آیا"۔

۱۴۴۴۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب و ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ "تو ڈرا (اللہ کے عذاب سے) اپنے قریبی رشتہ داروں کو الخ" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرمانے لگے اے قریش کے لوگو! یا اسی طرح کا کوئی لفظ (آپ نے فرمایا) تم اپنی اپنی جانوں کو خرید لو۔ (بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا[1]۔ اے عبد مناف کے بیٹو! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہ! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے (میں دے دوں گا) مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو اصبغ بن فرج نے بھی عبداللہ بن وہب سے بحوالہ یونس از ابن شہاب روایت کیا[2]۔

---

[1] یعنی جب تم کفر پر مرو گے کیونکہ کافر کے لئے کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی ۱۲ منہ [2] اس متابعت کا ذکر کتاب الوصایا میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ

سُورَةُ النَّمْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْخَبْءُ مَاخَبَأْتَ لَا قِبَلَ لَهُمْ لَا طَاقَةَ لَهُمُ الصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ وَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلَهَا عَرْشٌ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَ غَلَاءُ الثَّمَنِ مُسْلِمِيْنَ طَآئِعِيْنَ رَدِفَ اقْتَرَبَ جَامِدَةً قَآئِمَةً اَوْزِعْنِيْ اجْعَلْنِيْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَكِّرُوْا غَيِّرُوْا وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ يَقُوْلُهُ سُلَيْمٰنُ الصَّرْحُ بِرْكَةُ مَآءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمٰنُ قَوَارِيْرَ اَلْبَسَهَآ اِيَّاهُ۔

سورۂ نمل کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

اَلْخَبْءُ پوشیدہ چیز لَا قِبَلَ طاقت نہیں لَهُمُ الصَّرْحُ کانچ کا گارا صَرْحٌ محل اس کی جمع صُرُوْحٌ ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ اس کا تخت نہایت عمدہ، انتہائی بیش قیمت کاریگری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے[1] مُسْلِمِيْنَ فرمانبردار اور تابع ہوکر رَدِفَ نزدیک آپہنچا۔

جَامِدَةً اپنی جگہ پر قائم اَوْزِعْنِيْ مجھے کردے مجاہد کہتے ہیں نَكِّرُوْا کا معنیٰ اس کی صورت بدل دو۔[2] وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے صَرْحٌ پانی کا حوض تھا جسے سلیمان علیہ السلام نے شیشوں سے ڈھانپ دیا تھا، مگر دیکھنے میں پانی سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا مُلْكَهٗ وَيُقَالُ اِلَّا مَآ اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاَنْبَآءُ اَلْحُجَجُ۔

سورۂ قصص کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ میں وجہ سے اس کی سلطنت مراد ہے۔ (بعض کہتے ہیں اس کی ذات مراد ہے) بعض کہتے ہیں جو نیک اعمال اس کی رضامندی کے لئے کئے جائیں۔ اَلْاَنْبَآءُ دلائل مراد ہیں[3]

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو بھی طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۴۹ قَوْلِهٖ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ

باب اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ کی تفسیر

۴۴۲۴ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاۤءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَا جَهْلٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اُمَيَّةَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ اَىْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ اُمَيَّةَ اَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَانِهٖ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِىْ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب) مسیب کہتے ہیں جب ابوطالب مرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چچا! آپ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں۔ میں (قیامت کے دن) اللہ جل جلالہ کے سامنے آپ کی (نجات کے لئے) سند پیش کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے منحرف ہونا چاہتے ہیں (مت منحرف ہوجئے) بعدازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل سمجھاتے رہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو اور وہ دونوں بھی کہتے رہے کیا آپ دین عبدالمطلب چھوڑنا چاہتے ہیں (مت چھوڑیئے!) آخر ابوطالب نے آخری بات جو کی وہ یہ تھی میں ابوطالب کے دین پر مرتا ہوں اور لا الٰہ کہنا قبول نہ کیا۔[1] آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خدا کی قسم آپ کے لئے اس وقت تک دعاء کرتا رہوں گا جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ اور ابوطالب کے لئے یہ آیت نازل کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لَتَنُوْۤءُ بِالْعُصْبَةِ

---

[1] تو ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا جیسے عبدالمطلب اور عبدمناف وغیرہ کا اب یہ جو منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ یہ سب موحد گزرے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نور ان کی پشت میں قائم رہا اس وقت تک انہوں نے بت پرستی نہیں کی جب وہ نور ان کی پشت سے جدا ہو گیا اس وقت شرک میں مبتلا ہو گئے ۱۲ منہ

اُولِی الْقُوَّۃِ لَا یَرْفَعُھَا الْعُصْبَۃُ مِنَ الرِّجَالِ لَتَنُوْٓءُ لَتُثْقِلُ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی اَلْفَرِحِیْنَ الْمَرِحِیْنَ قُصِّیْہِ اتَّبِعِیْ اَثَرَہٗ وَ قَدْ یَکُوْنُ اَنْ یَّقُصَّ الْکَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَۃٍ وَّاحِدٌ وَّعَنِ اجْتِنَابٍ اَیْضًا یَبْطِشُ وَ یَبْطُشُ یَاْتَمِرُوْنَ یَتَشَاوَرُوْنَ الْعُدْوَانُ وَالْعَدَآءُ وَالتَّعَدِّیْ وَاحِدٌ اٰنَسَ اَبْصَرَ اَلْجِذْوَۃُ قِطْعَۃٌ غَلِیْظَۃٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَیْسَ فِیْھَا لَھَبٌ وَّالشِّھَابُ فِیْہِ لَھَبٌ وَّالْحَیَّاتُ اَجْنَاسٌ الْجَآنُّ وَالْاَفَاعِیْ وَالْاَسَاوِدُ رِدْاً مُّعِیْنًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُّصَدِّقُنِیْ وَقَالَ غَیْرُہٗ سَنَشُدُّ سَنُعِیْنُكَ کُلَّمَا عَزَّزْتَ شَیْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَہٗ عَضُدًا مَّقْبُوْحِیْنَ مُھْلَکِیْنَ وَصَّلْنَا بَیَّنَّاہُ وَاَتْمَمْنَاہُ یُجْبٰی یُجْلَبُ بَطِرَتْ اَشِرَتْ فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلًا اُمُّ الْقُرٰی مَکَّۃُ وَمَا حَوْلَھَا تُکِنُّ تُخْفِیْ اَکْنَنْتُ الشَّیْءَ اَخْفَیْتُہٗ وَکَنَنْتُہٗ اَخْفَیْتُہٗ وَاَظْھَرْتُہٗ وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ یُوَسِّعُ عَلَیْہِ وَ یُضَیِّقُ عَلَیْہِ۔

اُولِی الْقُوَّۃِ کئی زوردار آدمی مل کر بھی اس کی چابیاں نہیں اٹھا سکتے لَتَنُوْٓءُ کا معنی بوجھل ہوتی تھیں فَارِغًا سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں موسیٰ ؑ کے سوا اور کوئی خیال نہیں رہا تھا اَلْفَرِحِیْنَ خوش، اتراتے ہوئے اکڑتے ہوئے قُصِّیْہِ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں جیسے (سورۂ یوسف میں) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ ۔ ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ دور سے عَنْ جَنَابَۃٍ کا بھی یہی معنی ہے عَنِ اجْتِنَابٍ کا بھی یہی معنی ہے یَبْطِشُ بہ کسرہ طاء اور بہ ضمہ طا دونوں قراتیں ہیں یَاْتَمِرُوْنَ مشورہ کر رہے ہیں۔ عُدْوَانٌ ــــ عَدَاءٌ اور تَعَدِّیْ سب کا ایک معنی ہے (حد سے بڑھ جانا، ظلم کرنا)۔ اٰنَسَ دیکھا جِذْوَۃٍ لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو (پوری نہ سلگی ہو) شِھَابٍ چنگاری۔ سانپ کی کئی قسمیں ہیں۔ جان۔ افعی اور اسود[1] رِدْاً مددگار۔ پشت پناہ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما یُصَدِّقُنِیْ بضمہ قاف پڑھتے ہیں[2] دوسرے مفسرین کہتے ہیں سَنَشُدُّ کا معنی یہ ہے ہم مدد کریں گے عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو زور دیتے ہیں تو کہتے ہیں۔ جَعَلْنَا لَہٗ عَضُدًا۔ مَقْبُوْحِیْنَ ہلاک کئے گئے وَصَّلْنَا ہم نے پورا بیان کیا۔ یُجْبٰی کھنچے آتے ہیں بَطِرَتْ شرارت کی فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلًا اُمُّ الْقُرٰی مکے کو اور اس کے اردگرد کو کہتے ہیں[3] تُکِنُّ چھپاتی ہیں عرب لوگ کہتے ہیں اَکْنَنْتُ الشَّیْءَ میں نے اسے چھپا لیا کَنَنْتُہٗ میں نے اسے چھپا لیا۔ بعض اوقات اَکْنَنْتُہٗ اور کَنَنْتُہٗ کا معنی یہ بھی آتا ہے میں نے اسے ظاہر کیا[4] وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ کا معنی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ جسے چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے

---

[1] ان کا ذکر بدء الخلق میں گذر چکا ہے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی عصا چھوڑتے ہی پہلے باریک سانپ بنتی پھر پھول کر ثعبان یعنی اژدھا ہو جاتی اسود بھی بڑے سانپ کو کہتے ہیں اور افعی زہریلے سانپ کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یُصَدِّقْنِیْ بہ سکون قاف پڑھا ہے ۱۲ منہ [3] اصل میں ام ماں کو کہتے ہیں پھر اس کے معنے بڑی بستی کے ہو گئے مکہ حجاز کی سب بستیوں سے بڑا شہر ہے اس لئے اس کو ام القرے کہنے لگے ۱۲ منہ [4] تو یہ لفظ اضداد میں سے ہے یعنے ضدین میں مستعمل ہے ۱۲ منہ

باب ۲۴۹۱ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ الْاٰیَةَ۔

۲۳۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ الْعُصْفُرِیُّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ قَالَ اِلٰی مَکَّةَ

باب اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ کی تفسیر۔

(از محمد بن مقاتل از یعلیٰ از سفیان عصفری از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر تجھے مکے میں لے جائے گا۔

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْتِ

سورہ عنکبوت کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ مُجَاهِدٌ وَّکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ضَلَلَةً فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِنَّمَا هِیَ بِمَنْزِلَةِ فَلِیَمِیْزَ اللّٰهُ کَقَوْلِهٖ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اَوْزَارِهِمْ

مجاہد کہتے ہیں وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ گمراہ تھے۔ (اور خود کو ہدایت یافتہ سمجھتے تھے)[1] فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ علم سے یعنی کھول کر بتا دینا مراد ہے[2]۔ جیسے لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ میں مراد ہے۔ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بوجھ۔

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ

سورہ روم کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

فَلَا یَرْبُوْا مَنْ اَعْطٰی یَبْتَغِیْ اَفْضَلَ فَلَا اَجْرَ لَهٗ فِیْهَا قَالَ مُجَاهِدٌ یُحْبَرُوْنَ یُنَعَّمُوْنَ فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ یُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ الْوَدْقُ الْمَطَرُ

فَلَا یَرْبُوْا جو سود پر قرض دے اسے کچھ ثواب نہیں ملے گا۔

مجاہد کہتے ہیں یُحْبَرُوْنَ کا معنی نعمتیں دئے جائیں گے[3]۔ فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ اپنے لئے بستر بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) اَلْوَدْقُ مینہ۔

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] نہ علم کا ظاہری معنے کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے سب کچھ جانتا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فِي الْآلِهَةِ وَفِيهِ تَخَافُونَهُمْ أَنْ يَرِثُوكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَصَّدَّعُونَ يَتَفَرَّقُونَ فَاصْدَعْ وَقَالَ غَيْرُهُ ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ قَالَ مُجَاهِدٌ السُّوأَى الْإِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اللہ تعالیٰ اور بتوں کی مثال میں نازل ہوئی ہے تَخَافُونَهُمْ تم اپنی باندیوں اور غلاموں سے کیا ڈرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو[1] يَصَّدَّعُونَ جدا جدا ہو جائیں گے[2] فَاصْدَعْ حق بات کھول کر بیان کر دے[3]۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ضُعْف اور ضَعْف دونوں قراءتیں ہیں، دونوں طرح لغت میں آیا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں السُّوأَى کا معنی برائی ہے۔ یعنی برائی کرنے والوں کو بدلہ برا ملے گا[4]۔

۴۴۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ

(از محمد بن کثیر از سفیان از منصور و اعمش از ابوالضحیٰ از مسروق) کہتے ہیں کہ کندہ میں[5] ایک شخص یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا جس سے منافقوں کے کان اور آنکھیں بیکار ہو جائیں گی اور مومنوں کو زکام جیسی کیفیت پیدا ہوگی[6]۔ یہ سن کر ہم گھبرا گئے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے (میں نے یہ واقعہ بیان کیا) وہ غصے ہو گئے[7] اور سیدھے ہو بیٹھے۔ انہوں نے کہا بات یہ ہے آدمی کو چاہئے جس کا علم ہو اسے بیان کرے اور جس کا علم نہ ہو تو کہے اللہ اعلم[8] اس لئے کہ یہ بھی ایک علم ہے کہ نامعلوم علوم کا صاف انکار کر دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا[9] کہہ دیجئے میں وعظ و نصیحت

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کسی مال کا مالک ہوتا ہے مثلاً تم اور تمہارے بیٹے پوتے وغیرہ اور دوسرے اوتار دیوتا بت وغیرہ جن کو مشرکوں نے خدا ٹھہرایا ہے وہ لونڈی غلاموں کی طرح ہیں کیا لونڈی غلام تمہارے مال میں ساجھی ہو سکتے ہیں یا تم کو ان کا کچھ خوف ہوتا ہے یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں پس اسی طرح یہ دیوتا بت وغیرہ نہ اللہ کے ساجھی ہو سکتے ہیں نہ برابر والے نہ اللہ کو ان کا کچھ ڈر ہے بلکہ لونڈی غلام تو پھر بہتر ہیں ہماری طرح آدمی ہیں یہ اوتار بت دیوتا وغیرہ تو اللہ سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھتے وہ خالق یہ اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہیں ۱۲ منہ [2] ایک گروہ بہشت میں ایک دوزخ میں ۱۲ منہ [3] حق کو باطل سے جدا کر کے دکھلا دے ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] ایک مقام کا نام ہے کوفہ میں ۱۲ منہ [6] اس واعظ نے یہ قصہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ چونکہ ابن مسعودؓ کے نزدیک یہ تفسیر بے دلیل اور بے سند تھی لہذا عبداللہ بن مسعودؓ کو اس پر غصہ آیا۔ اگر صحابہؓ اس زمانے میں ہوتے جب اہل الحاد، نیچری اور جہلائے صوفیا نے قرآن کی تفسیر محض اپنی رائے اور خیال سے شروع کر دی ہے تو کیسے سخت غصے ہوتے۔ قرآن کی تفسیر اسی طرح کرنا چاہئے جیسے آنحضرتؐ اور صحابہؓ اور تابعین سے منقول ہے ۱۲ منہ [7] یعنی جب میں نے ان سے قصہ بیان کیا تو غصے ہو گئے ۱۲ منہ [8] ایسا کہنا یہی دلیل ہے اس بات کی کہ وہ شخص بڑا عالم ہے گو جاہل لوگ اس کو کم علم سمجھیں اور یہ طرز کہ ہر بات میں خواہ معلوم ہو یا نہ ہو دخل دینا اور ہمہ دانی کا دعویٰ کرنا جہالت اور نادانی کی نشانی ہے ۱۲ منہ

فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَئُوْا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَاَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَآءَهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَاْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ عَآئِدُوْنَ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَّلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ سَيَغْلِبُوْنَ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى۔

پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بات بنانے والوں (یعنی ظاہرداری کرنے والوں) میں سے ہوں[۱]

بعد ازاں انہوں نے کہا واقعہ یہ ہے کہ قریش کے لوگوں نے جب اسلام لانے میں تاخیر کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بد دعاء کی۔ فرمایا اے اللہ کفار قریش کے مقابلے میں میری اس طرح مدد کر کہ ان پر عہد یوسف کے سات سالہ قحط کی طرح سات برس کا قحط نازل فرما۔ آخر ان پر قحط نازل ہوا جس میں وہ تباہ ہو گئے مُردار اور ہڈیاں تک کھا گئے۔ آدمی کا یہ حال تھا کہ اسے زمین اور آسمان کے درمیان ایک دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر ابوسفیان (جو اس وقت کافر ہی تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمیں صلہ رحمی کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی قوم (رشتہ داروں) کا یہ حال ہو رہا ہے کہ وہ (قحط کے مارے) تباہ ہو گئے اللہ سے دعاء کیجیے۔ چنانچہ اس وقت آپ نے یہ آیت پڑھی فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ——— عَآئِدُوْنَ تک[۲]۔ کہیں آخرت کا عذاب بھی آنے کے بعد موقوف ہوگا[۳]۔ اس عذاب کے موقوف ہونے پر کفار قریش کفر پر بدستور قائم رہے[۴] اللہ تعالیٰ کا ارشاد يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اس سے بھی جنگ بدر مراد ہے لِزَامًا سے بھی یہی مقصود ہے۔ اسی طرح الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ تا سَيَغْلِبُوْنَ یہ واقعہ بھی گذر چکا ہے[۵]۔

---

[۱] عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کر دیا کہ اس آیت میں جس دخان کا ذکر ہے وہ واقع ہو چکا ہے وہ سماں مراد ہے قحط کے وقت کا جب بھوک کے مارے آدمی نگاہ کرتا تو آسمان اور زمین کے بیچ میں دھواں سا نظر آتا ۱۲ منہ [۲] اور اس سورت میں خود موجود ہے انا کاشفوا العذاب قلیلاً تو معلوم ہوا کہ دنیا کا عذاب مراد ہے ۱۲ منہ [۳] ایمان نہ لائے انکم عائدون سے یہی مراد ہے ۱۲ منہ [۴] ابن مسعودؓ نے جو تفسیر فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین کی بیان کی ایک جماعت تابعین جیسے مجاہد ابو العالیہ ابراہیم نخعی، ضحاک و عطیہ وغیرہ ہیں اسی طرف گئی ہے ابن جریر مفسر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے لیکن ابن ابی حاتم نے علیؓ سے نکالا کہ دخان ابھی نہیں گزرا آئندہ ہونے والا ہے مومن کی حالت اس وقت زکام کی سی ہو جائے گی اور کافر پھول کر پھوٹ جائے گا۔ ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے اور ایک جماعت مفسرین کی اسی کو اختیار کرتی ہے کہ دخان کی نشانی قیامت کے قریب آئے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر ان میں دخان کو بھی بیان کیا اب انا کاشفوا العذاب کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر ہم بالفرض یہ عذاب تم پر سے اٹھا لیں اور تم کو پھر دنیا میں بھیج دیں تب بھی تم پھر کفر و شرک اختیار کرو گے ۱۲ منہ [۵] یہ طبرہ نے امام ابراہیم نخعی سے نکالا اور آیت کے معنی یوں کہتے ہیں کہ یہ نفی نہی کے معنی میں ہے یعنی اللہ کے دین کو مت بدلو ۱۲ منہ

باب ۲۴۹۲ قَوْلِهٖ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ لِدِيْنِ اللّٰهِ خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْاِسْلَامُ

۴۴۲۵ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

باب لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی تفسیر۔

خَلْقِ اللّٰهِ سے اللہ کا دین مراد ہے ۔ خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ میں بھی خلق سے مراد دین ہے۔ فِطْرَةُ سے اسلام مراد ہے۔

(از عبدان از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بچہ فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا ڈالتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے دیکھا ہے کوئی بچہ کن کٹا (یا نکٹا) پیدا ہوا۔ بعد ازاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

سُوْرَةُ اللُّقْمَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب ۲۴۹۳ قَوْلِهٖ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

۴۴۲۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ

سورۂ لقمان کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

باب لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کی تفسیر۔

(از قتیبہ بن سعید از جریر از اعمش از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الْاٰيَةَ " جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کو ظلم یعنی گناہ سے ملوث نہ کیا" تو صحابۂ کرام کو سخت پریشانی ہوئی۔ کہنے لگے۔ ہم میں کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو؟

يَلْبِسُ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے ہر گناہ مراد نہیں بلکہ شرک مراد ہے کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سُنا۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

بَابُ ۲۴۹ قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ۔

باب اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ کی تفسیر۔

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

(از اسحاق از جریر از ابو حیان از ابو زرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص پیدل آیا (حضرت جبرئیل تھے) اور کہنے لگا یارسول اللہ! ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور اس کی (یوم آخرت میں) ملاقات پر ایمان لائے، مرنے کے بعد زندہ ہونے (حشر نشر) کو تسلیم کرے۔ وہ کہنے لگا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو صرف خدا کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے (فرض) نماز پڑھتا رہے فرض زکوٰۃ ادا کرتا رہے، رمضان کے روزے رکھے۔ وہ کہنے لگا احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ تصور نہ ہو سکے تو اتنا ہی سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے[1]۔ وہ کہنے لگا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا (اس سے متعلق) جس سے تو پوچھ رہا ہے (میں) اس پوچھنے والے (تجھ) سے زیادہ نہیں جانتا البتہ میں تجھے قیامت کی علامات بتاتا ہوں۔ ایک علامت یہ ہے

---

[1] ایمان اور اسلام تو سب مومنین کو شامل ہے اور احسان ولایت کا درجہ ہے پھر احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا کے تمام خیالات کو دور کر کے اللہ کی یاد میں ایسا غرق ہو جائے جیسے اللہ کو مشاہدہ کر رہا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے ہر وقت یہ سمجھ کر گناہ اور بُری باتوں سے بچا رہے صوفیا کی اصطلاح میں اس کو دوام حضور کہتے ہیں ذکر الٰہی کے ساتھ جب حضور دائمی حاصل ہو جائے تو آدمی ولی ہو گیا۔ اب یہ ضرور نہیں کہ کشف کرامت حاصل ہو اور کشف وکرامت کی فکر کرنا یا اس کے پیچھے پڑے رہنا ناواقف لوگوں کا کام ہے ۱۲ منہ

وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوا عَلَيَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ۔

کہ عورت اپنے آقا کو جنے [۱] ایک نشانی یہ ہے کہ ننگے پاؤں پھرنے والوں، ننگے بدن والوں کو حکومت ملے [۲] دیکھو پانچ باتوں میں ایک قیامت بھی ہے جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی؟ وہی بارش برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ پھر وہ شخص واپس چل پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا اسے بلا لاؤ لوگ بلانے گئے۔ دیکھا تو وہاں کوئی نہ ملا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ دین کی باتیں لوگوں کو سکھانے کے لئے آئے تھے [۳]

۴۴۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ

(از یحیی بن سلیمان از ابن وہب از عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر از والدش) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ چابیاں ہیں (یعنی پانچ خزانے ہیں) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ

سورۃ تنزیل السجدہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَهِينٍ ضَعِيفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِي

مجاہد کہتے ہیں مَهِينٍ کا معنی ناتوان کمزور (یا حقیر [۴]) مراد مرد کا نطفہ ضَلَلْنَا ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جُرُزُ وہ زمین

---

[۱] یعنی لونڈیوں کی اولاد بہت پیدا ہو تو ماں لونڈی اور بیٹا گویا اس کا مالک ہوا۔ اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ۱۲ منہ [۲] دنیا میں سب سے پہلے تہذیب اور انسانیت اور لیاقت ملک ہند میں پھیلی تھی اس کے بعد شام اور مصر میں اس کے بعد روم اور یونان میں اس کے بعد ایران میں اس کے بعد عرب میں اور یورپ کے لوگ اس وقت محض وحشی اور دیہاتی تھے خصوصاً روس اور انگلستان کے لوگ سب سے بڑھ کر وحشی اور دیہاتی اور مفلس تھے اب یہ قیامت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے کہ یہی دو قومیں مالدار اور تقریباً ساری دنیا کی حاکم بن بیٹھی ہیں اور جن کی بدولت تہذیب اور انسانیت سیکھی انہیں کو وحشی اور گنوار کہنے لگی ہیں ۱۲ منہ [۳] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] ایسے حالات کئے جس سے دین کی بنیادی باتوں کا جواب ملا ۱۲ اعید الرزاق

لَا تُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا تَهْدِ نُبَيِّنُ۔

ہے جہاں بالکل کم بارش ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (یا سخت اور خشک زمین)[۱]

بَابٌ ۲۹۵ قَوْلِهٖ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ

باب فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ کی تفسیر

۴۴۲۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِي الصّٰلِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّاَتْ وَلَآ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از ابی الزناد از اعرج) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ میاں فرماتے ہیں میں نے (نیک) بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے نہیں سنا۔ نہ کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال آیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے بعد کہا۔ اگر تم چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔

۴۴۳۰ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ مِثْلَهٗ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ رِوَايَةً قَالَ فَاَيُّ شَيْءٍ قَالَ اَبُوْمُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ قَرَاَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قُرَّاتِ۔

(از علی از سفیان از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ پھر حدیث بالا بیان کی۔

سفیان سے کسی نے پوچھا کیا آپ نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی انہوں نے کہا اور کیا۔ ابومعویہ نے بحوالہ اعمش از ابو صالح نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرات بصیغہ جمع پڑھا[۲]۔

۴۴۳۱ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ

(از اسحاق بن نصر از ابواسامہ از اعمش از ابوصالح) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ

[۱] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس آیت میں بجائے قُرَّةِ اَعْيُنٍ کے جو مشہور قرات ہے ۱۲ منہ

تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلْهِ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا جو نعمتیں میں نے مخفی رکھی ہیں ان کے مقابلے میں یہ نعمتیں جو تمہیں معلوم ہوگئی ہیں رہنے بھی دو[1] یہ تو بے حقیقت ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

سُورۂ احزاب کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ مُجَاهِدٌ صَيَاصِيْهِمْ قُصُوْرِهِمْ

مجاہد کہتے ہیں صَيَاصِيْهِمْ کے معنی محل، قلعے[2]۔

بَاب ۲۴۹۶ قَوْلِهِ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

باب اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کی تفسیر۔

۴۴۳۳۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمُ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا فَاِنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَلْيَاْتِنِيْ وَاَنَا مَوْلَاهُ۔

(از ابراہیم بن منذر از محمد بن فُلیح از والدش از ہلال بن علی از عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ہر مومن کا دنیا اور آخرت میں خود اس سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ اگر (ثبوت) چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھ لو" نبی مومنوں کا اس سے زیادہ خیر خواہ ہے جتنا وہ خود اپنے خیر خواہ ہیں" پھر فرمایا جس مومن نے مال چھوڑا ہے وہ تو اس کے رشتہ داروں کو ورثے میں ملے گا۔ اگر اس پر کسی کا قرضہ ہے اور یا بال بچے چھوڑ جائے (نادار ہو) تو اس کے قرضخواہ اور بال بچے میرے پاس آئیں[3]۔ میں ان کا ذمہ دار ہوں[4]۔

---

[1] جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] میں قرضہ ادا کروں گا بال بچوں کی میں پرورش کروں گا ۱۲ منہ [4] اس کے گھر کا انتظام بال بچوں کی خبرگیری قرضوں کی ادائیگی میرے ذمے ہے سبحان اللہ اس شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ کیوں نہ اپنی جان نثار کریں ان کو معلوم تھا کہ آپ کو ہمارا اور ہمارے بال بچوں کا خیال خود ہم سے زیادہ ہے آپ کی وفات کے بعد جب تک خلافت راشدہ شرع کے موافق رہی تو ہر خلیفہ کا بھی یہی دیترہ رہا کہ جو مقروض اور مفلس مسلمان خود مر جائیں یا اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کے بال بچوں کی پرورش اور قرضہ کی ادائیگی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۲۴۹۷ قَوْلِهٖ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔

۴۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ زَيْدَ ابْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

باب اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ کی تفسیر

(از معلی بن اسد از عبدالعزیز بن مختار از موسیٰ بن عقبہ از سالم) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید نامی کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ (کیونکہ وہ آپ کے متبنیٰ تھے) یہاں تک کہ قرآن میں حکم اترا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ[1]

بَابُ ۲۴۹۸ قَوْلِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

نَحْبَهٗ عَهْدَهٗ اَقْطَارِهَا جَوَانِبِهَا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَاَعْطَوْهَا۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ

باب فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کی تفسیر۔

نَحْبَهٗ کا معنی اپنا عہد اور اقرار اَقْطَارِهَا کناروں سے لَاٰتَوْهَا قبول کرلیں، شریک ہو جائیں۔

(از محمد بن بشار از محمد بن عبداللہ انصاری از والدش از ثمامہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارا خیال ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ

(بقیہ از صــــ) بیت المال سے کی جاتی تھی ہر ایک مسلمان اپنے دین اور اپنے ملک و قوم کے لئے ایک جری اور بہادر سپاہی کی طرح تھا جس کو جان دینے میں کوئی باک نہ ہوتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ہم مارے جائیں گے تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں شہادت کا درجہ ہاتھ آئے گا اور اگر زندہ رہے تو خلیفہ وقت ادا کرے گا بال بچوں کی بھی خبر گیری اور تعلیم و تربیت وہی کریگا جو بادشاہ یا خلیفہ اپنی رعایا پر ایسا مہربان ہو اس کا لشکر اور سپاہ کی کیا ضرورت ہے ساری رعایا اس کا لشکر ہے اسلامی سلطنت اسی طرح شروع ہوئی تھی اور جب تک یہ طرز عمل قائم رہا اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی شوکت روز بروز بڑھتی رہی یہ سلطنت کیا تھی گویا ایک عمدہ جمہوریت تھی سب مسلمانوں کا حق بیت المال میں برابر سمجھا جاتا تھا خلیفہ یا بادشاہ بھی احد من الناس کی طرح بعوض اپنی محنت کے بیت المال میں سے اس قدر لیا کرتا جس قدر مسلمان کی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کے لئے تجویز کر دیتے باقی خلیفہ یا بادشاہ کو یہ ہرگز اختیار نہ تھا کہ بیت المال کا ایک پیسہ بھی بے جا کاموں یا ذاتی عیش و عشرت میں اڑائے لیکن فی زمانہ اہل حکومت ملکی خزانہ کو اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتے ہیں اسے اپنے تاج و تخت اور عیش و عشرت پر روپیہ اڑاتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا) [1] یعنی ان کو ان کے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے ۱۲ منہ

ابْنِ مَالِكٍ قَالَ نُرٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ اَنَسِ بْنِ النَّضْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا عَلَيْهِ۔

قضیٰ نحبہٗ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی[1]

۴۳۵ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ اِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از خارجہ بن زید بن ثابت)
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب میں نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں) قرآن شریف کو لکھا تو سورۂ احزاب کی ایک آیت جو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کسی شخص کے پاس لکھی ہوئی نہیں ملی صرف خزیمہ ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی اور ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ان کی گواہی دو مسلمانوں کی گواہی کے برابر ہے وہ آیت یہ تھی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

بَاب ۲۴۹۹ قَوْلِهٖ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا

باب قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا کی تفسیر۔

اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا سُنَّةَ اللّٰهِ اسْتَنَّهَا جَعَلَهَا

تَبَرُّج کا معنی اپنا بناؤ سنگار دکھانا سُنَّةَ اللّٰهِ اُسْتُنَّهَا سے نکلا ہے یعنی اپنا طریقہ ٹھہرایا۔

۴۳۶ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِيْنَ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن)
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دے (خواہ وہ پیغمبر کے پاس رہیں خواہ وہ طلاق لے لیں) تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ فرمایا عائشہ!

[1] جو جنگ میں شہید ہوئے ان کا قصہ اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ

أَمَرَ اللهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ۔

باب ۲۵ قَوْلِهِ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا

وَقَالَ قَتَادَةُ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَالْحِكْمَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي

میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اس میں جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ لے لے جلدی نہ کیجو۔ حالانکہ آپؐ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جانے کی رائے نہ دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ دونوں آیتوں کے آخر (أَجْرًا عَظِیمًا) تک۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اسی معاملے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ اس میں میں کیا مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی بھلائی کی طالب ہوں[1]۔

باب وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا کی تفسیر

قتادہ کہتے ہیں وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ میں آیات اللہ سے قرآن اور حکمت سے حدیث شریف مراد ہے[2]۔

لیث بن سعد[3] نے بحوالہ یونس از ابن شہاب از ابوسلمہ بن عبدالرحمن از ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دے تو آپؐ نے پہلے مجھ سے پوچھا۔ آپ فرمانے لگے۔ عائشہ! میں ایک بات تجھ سے کہتا ہوں تو اپنے والدین سے مشورہ لے۔ جلدی جواب دینے کی ضرورت نہیں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے

---

[1] دنیا کا مال و متاع ملے یا نہ ملے کچھ پرواہ نہیں ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ذہلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] بعض لوگوں نے کہا کہ ابوالکلام آزاد حدیث کے منکر ہیں مولانا ابوالکلام کو جب معلوم ہوا تو کہا افسوس ہے کہ مجھے منکر حدیث کہا جاتا ہے حالانکہ میں يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ میں حکمت سے حدیث مراد لیتا ہوں لوگوں نے سمجھا کہ حکمت سے مراد حدیث لینا میری اپنی سمجھ ہے حالانکہ صحابہ ؓ خود حکمت سے حدیث مراد لیتے تھے۔ عبدالرزاق

حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا اِلٰى اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَأْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهٗ مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

جدا ہونے کی کبھی رائے نہ دیں گے[1] حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا آخر آیت اَجْرًا عَظِيْمًا تک میں نے عرض کیا۔ اس میں والدین سے کیا مشورہ لوں۔ میں تو (بہرحال)، اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی بھلائی کی طالب ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجؓ نے میرے جواب کی نقل کی۔ یہی جواب سب نے دیا۔

لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن اعین نے بھی بحوالہ معمر از زہری از ابوسلمہ روایت کیا[2] عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے اسے بحوالہ معمر از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا[3]

بَابُ ۲۵۰ قَوْلِهٖ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ۔

باب وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ کی تفسیر۔

۴۴۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضؓ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ

(از محمد بن عبدالرحیم از معلی بن منصور از حماد بن زید از ثابت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ زینب بنت جحش اور زید ابن حارثہ رضؓ

[1] کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے پر راضی نہ ہوئی ۱۲ منہ [2] اس کو نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] عبدالرزاق کی روایت کو مسلم اور ابن ماجہ نے اور ابوسفیان کی روایت کو زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ

مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔

ابن حارثہ کے متعلق نازل ہوئی [1]

بَابُ ۲۵۰۲ قَوْلِهِ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُرْجِي تُؤَخِّرُ أَرْجِهِ أَخِّرْهُ۔

باب تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ کی تفسیر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تُرْجِي کا معنی پیچھے ڈال دے۔ اسی سے ہے اَرْجِهْ یعنی اس کو ڈھیل میں رکھو۔

۴۳۳۸۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ۔

(از زکریا بن یحیٰی از ابو اسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جنہوں نے خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا میں کہتی بھلا یہ کونسی بات ہے کہ عورت خود کو ہبہ کر دے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ تو میں نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کی خواہش ہوتی ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ جلدی سے حکم دیتا ہے۔

۴۳۳۹۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ

(از حبان بن موسیٰ از عبداللہ از عاصم احول از معاذہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے پاس جانا منظور ہوتا تو آپ اس سے اجازت لیتے جس کی باری ہوتی۔ اس آیت تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ و

[1] اس کا قصہ تفسیروں میں پورا مذکور ہے۔ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو دیکھ کر دل میں یہ خواہش کی کہ اگر زید ان کو طلاق دیدے تو میں اس سے نکاح کر لوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے

أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُولِينَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا۔

مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ نازل ہونے کے بعد والے زمانہ کے متعلق معافرہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ سے اجازت لیا کرتے تو آپ کیا جواب دیتیں؟ انہوں نے کہا میں تو یہ کہا کرتی۔ اگر مجھ سے آپ پوچھتے ہیں تو میں یہی چاہتی ہوں کہ آپ میرے پاس ہی رہیں۔[۱]

عبداللہ بن مبارک کے ساتھ اس حدیث کو عباد بن عباد نے بحوالہ عاصم روایت کیا۔[۲]

بَابُ ۲۵۰۳ قَوْلِهِ لَا تَدْخُلُوا

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمًا

باب لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمًا کی تفسیر۔

---

[۱] قسطلانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کو اجازت دی کہ آپ پر باری کی پابندی ضروری نہیں لیکن آپ نے باری کی پابندی قائم رکھی اور کسی عورت کی باری میں بغیر اس کی اجازت کے دوسری کے پاس نہیں رہے ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهُ آنَ يَأْنِي آنَاةً لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى۔

اِنَاہُ - کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا۔ اٰنَا یَأْنِیْ اٰنَاۃً سے نکلا۔ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا قیاس تو یہ تھا کہ قَرِیْبَةً کہتے مگر قریب کا لفظ جب مؤنث کی صفت واقع ہوتا ہے تو قَرِیْبَةً کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہائے تانیث نکال دیتے ہیں اور قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد تثنیہ جمع اور مذکر اور مؤنث برابر ہوتے ہیں [1]

۴۴۴۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ۔

(از مسدد از یحییٰ از حمید) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی خدمت میں اچھے اور برے سب طرح کے لوگ حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ کاش آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے پردے کا حکم نازل فرمایا[2]۔

۴۴۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ

(از محمد بن عبداللہ رقاشی از معتمر بن سلیمان از والدش از ابو مجلز) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (دعوت ولیمہ میں) لوگوں کو بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد بھی بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ آپ (کئی بار) اٹھنے کی حالت بناتے[3] مگر مدعوین نہ اٹھے۔ آخر (مجبوراً) آپ خود ہی اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت جو لوگ اٹھے وہ تو اٹھے۔ پھر بھی تین آدمی بیٹھے (باتیں کرتے) رہے۔ آپ جب باہر جا کر پھر اندر آئے

[1] یہ ابو عبیدہ کا قول ہے جس کو امام بخاری نے اختیار کیا بعضوں نے کہا قَرِیْبًا ایک محذوف موصوف کی صفت ہے شَیْئًا قَرِیْبًا بعضوں نے کہا عبارت کی تقدیر یوں ہے لَعَلَّ قِیَامَ السَّاعَةِ تَكُونُ قَرِيبًا تو تَكُونُ کی تانیث میں مضاف الیہ کے مؤنث ہونے کی اور قریبًا کی تذکیر میں مضاف کے مذکر ہونے کی رعایت کی گئی واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق ۱۲ منہ [3] آپ کا مطلب تھا کہ وہ سمجھ کر اٹھ جائیں ۱۲ منہ

قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الْآيَةَ۔

دیکھا تو اب بھی دو تین آدمی بیٹھے ہیں (آپ پھر باہر تشریف لے گئے) اس کے بعد کہیں وہ لوگ اٹھے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اب وہ تینوں آدمی چلے گئے ہیں چنانچہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ اندر جانے لگا۔ آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے ایمان والو! نبی کے گھر میں مت داخل ہو آخر آیت تک۔

۴۴۴۴ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ إِلٰى قَوْلِهِ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از ابو قلابہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آیتِ حجاب کا شانِ نزول بخوبی جانتا ہوں وہ یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھیجی گئیں آپ کے ساتھ ایک گھر میں تھیں۔ آپ نے کھانا تیار کیا اور لوگوں کو دعوت دی وہ (کھانا کھا کر) بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (گھڑی گھڑی) اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے[1] مگر آپ لوٹ کر آتے تو دیکھتے اب بھی وہ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں[2]۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ ـــــ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ تک۔

اسی وقت پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ اٹھ گئے۔

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از ابو معمر از عبد الوارث از عبد العزیز بن جیب) حضرت

---

[1] سمجھتے اب لوگ اٹھ کر چلے جائیں گے ۱۲ منہ [2] عجب قسم کے لوگ تھے شاہ غلام علی صاحبؒ کا دستور تھا جو کوئی دنیادار ملاقات کے لئے آتا اس سے چند منٹ بات چیت کر کے اس کو رخصت کر دیتے فرماتے فقیر لوگوں کو اپنی گور اور فقیری کی فکر ہے اب تشریف لے جائیے ایک بار ایسا ہوا ایک صاحبزادے تشریف لائے کئی بار ان کو برخاست کے لئے ارشاد فرمایا مگر وہ نہ اٹھے آخر کار شاہ صاحب نے اپنے خادم سے فرمایا اندر سے مکان کے قبالے لا کر صاحبزادے صاحب کے حوالے کر دو میں خود اس مکان سے چلتا ہوں جب کہیں وہ صاحبزادہ صاحب چمپت ہوئے ۱۲ منہ

عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَآ اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَآ اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْهُ فَقَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ يَّتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰى حُجْرَةِ عَآئِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَّ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَآئِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَآئِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَآئِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلٰثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَآءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَّحْوَ حُجْرَةِ عَآئِشَةَ فَمَآ اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى اِذَا

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے عقد فرمایا تو دعوت ولیمہ میں) گوشت روٹی تیار کیا گیا۔ میں لوگوں کو دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا۔ کچھ لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔ پھر دوسرے لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔ میں نے سب کو دعوت دی۔ میرے علم میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جس کو میں نے دعوت نہ دی ہو۔ آخر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو کوئی باقی نہیں رہا جسے دعوت دوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اب کھانا اٹھا لو۔ (سب لوگ چلے گئے) تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اہل بیت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور پوچھا بیوی کیسی ہیں؟ خداوند عالم آپ کو مبارک کرے۔ پھر سب بیویوں کے پاس جا کر اسی طرح سلام کیا اور سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح آپؐ کو جواب دیا[1]۔ اس کے بعد آپ لوٹ کر آئے (حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) آئے دیکھا تو وہی تینوں آدمی اب تک بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بڑی شرم وحیا تھی[2] آپ (دوبارہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو اطلاع دی کہ اب وہ تینوں آدمی چلے گئے ہیں۔ الغرض آپ تشریف لائے۔ چوکھٹ کے اندر ایک ہی قدم رکھا تھا کہ

---

[1] معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کی معلمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ سب کا جواب بھی ان کی طرح ملتا ہے۔ کئی مواقع پر حدیثوں میں آیا ہے کہ سب کا جواب ایک سا ہوتا تھا مثلاً ثم فعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما فعلت۔ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق سب ازواج کا جواب تھا۔ سب ازواج کا روحانی رشتہ ایک تھا اسی لئے ان کے خیالات و اقوال و اطوار ایک تھے۔ عبدالرزاق

[2] اور کوئی ہوتا تو صاف کہہ دیتا اجی حضرت کیا قبالے لے کر جائیے گا ۱۲ منہ

وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ۔

آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ تب آیت حجاب کا نزول ہوا۔

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از اسحٰق بن منصور از عبداللہ بن بکر سہمی از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کے بعد شب عروسی سے فراغت پاکر دعوت ولیمہ دی۔ لوگوں کو گوشت اور روٹی پیٹ بھر کر کھلایا۔ پھر دوسری ازواج کے حجروں میں تشریف لے گئے جیسے آپ کا دستور تھا کہ نئی بیوی گھر میں لانے کے بعد صبح کو پہلی ازواج کے یہاں تشریف لے جاتے۔ انہیں سلام کرتے۔ ان کے لئے دعا کرتے۔ وہ بھی سب آپ کو سلام کرتیں اور آپ کے لئے دعا کرتیں۔ غرض جب آپ لوٹ کر آئے دیکھا تو دو آدمی ابھی تک وہاں بیٹھے باتوں میں مصروف ہیں[1] آپ نے جب بیٹھے دیکھا تو پھر لوٹ گئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے پھر لوٹ گئے اس وقت وہ (سمجھ کر جلدی سے اٹھے۔ مجھے یاد نہیں میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر اطلاع دی کہ وہ دونوں آدمی بھی چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ واپس تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوتے ہی میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور آیت پردہ نازل ہوئی۔

سعید بن ابی مریم نے (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) بحوالہ یحییٰ بن ایوب از حمید از انس از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا[2]

۴۴۴۵۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ

(از زکریا بن یحییٰ از ابواسامہ از ہشام از والدش)

[1] اور روایتوں میں تین آدمیوں کا ذکر ہے اور اس روایت میں دو آدمیوں کا۔ ممکن ہے ایک سمجھ کر فوراً چلا گیا ہو اور دو رہ گئے ہوں یا تیسرا آدمی خاموش بیٹھا ہو وہ ہی آدمی باتیں کر رہے ہوں ۱۲ منہ [2] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حمید کا سماع انس سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ اخلاق حسنہ کے کہنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی دل شکنی نہیں کرتے اور خود کسی طرح سے تکلیف اٹھانا گوارا فرمائی مگر اوروں کی دل شکنی نہیں کی یہ عید الزواج

حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَاَةً جَسِيْمَةً لَّا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَّعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَاَتْ رَاجِعَةً وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَاِنَّهٗ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آیت پردہ کے نزول کے بعد ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے باہر گئیں[۵۱]۔ چونکہ وہ بھاری بھرکم تھیں۔ جو انہیں (پہلے سے پہچانتا ہوتا) وہ اب بھی پہچان لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہنے لگے سودہ! خدا کی قسم آپ اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں (گو کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہیں) اب سمجھ لیجئے کس غرض سے آپ نکلی ہیں[۵۲]؟۔ یہ سن کر سودہ رضی اللہ عنہا لوٹ آئیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے ہوئے رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر نکلی تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی ایسی گفتگو کی۔ یہ سنتے ہی آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی اور ہڈی اسی طرح آپ کے دست مبارک میں موجود تھی اسے رکھا نہیں۔ بعد نزول وحی آپ نے فرمایا تم ضرورت سے (کام کاج کے لئے) باہر جا سکتی ہو۔

باب ۲۵۰۴ قَوْلِهٖ اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا

باب اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا کی تفسیر۔

[۵۱] معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے لئے بھی جو پردے کا حکم دیا گیا تھا اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ گھر کے باہر نہ نکلیں بلکہ مقصود یہ تھا کہ جو اعضا چھپانا چاہئیں ان کو چھپائیں ۱۲ قسطلانی [۵۲] اب بھی تم پہچانی جاتی ہو تو مطلق گھر سے باہر نہ نکلو یا اس طرح نکلو کہ کوئی پہچان نہ سکے ۱۲ منہ

۴۴۴۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِينَ عَمُّكِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد افلح قعیس کا بھائی (جو میرا رضاعی چچا تھا) آیا۔ اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا میں اجازت نہیں دیتی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ یہ سوچا کہ میں نے ان کے بھائی ابوقعیس (اپنے رضاعی باپ) کا دودھ تو نہیں پیا ہے۔ ہاں ان کی بیوی کا دودھ پیا تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ افلح آئے تھے اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ میں نے کہا کہ جب تک آپ سے نہ پوچھ لوں اندر آنے کی اجازت نہیں دیتی۔ (اب آپ کیا فرماتے ہیں؟) آپ نے فرمایا تو نے اپنے چچا کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دی (اسے آنے دیا ہوتا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے چچا ہیں۔

عروہ کہتے ہیں اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جو رشتے نسبًا (خون کی وجہ سے) حرام ہیں انہیں رضاعت یعنی دودھ کی شرکت پر بھی حرام ہی سمجھنا چاہیئے۔

بَابٌ ۲۵۰۵ قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

باب — إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لہ تو رضاعی چچا رضاعی پھوپھی رضاعی ماموں رضاعی خالہ سب محرم ہیں۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے کئی وجوہ سے ہے ایک یہ کہ حدیث سے رضاعی باپ یا رضاعی چچا کے سامنے نکلنا ثابت ہوتا ہے اور آیت میں جو أَبَآئِهِنَّ کا لفظ ہے اس کی تفسیر حدیث سے ہوگئی کہ رضاعی باپ اور چچا بھی آبائہن میں داخل ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ دوسرے یہ کہ آیت میں ازواج مطہرات کے پاس جن لوگوں کا آنا روا ہے ان کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضہ کے پاس آیا جو ازواج مطہرات میں سے تھیں تیسرے یہ کہ حدیث میں حضرت عائشہ رضہ کا یہ قول مذکور ہے کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے تو اس سے آیت کی تفسیر ہوگئی یعنی دوسرے محارم کا بھی ازواج مطہرات کے پاس آنا روا ہے گو آیت میں ان کا ذکر نہیں ہے جیسے دادا نانا ماموں چچا وغیرہ اور تعجب ہے اس شخص سے جس نے امام بخاری پر اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لاکر عکرمہ اور شعبی کا رد کیا جو چچا یا ماموں کے سامنے عورت کا اپنا دوپٹہ اتارنا مکروہ جانتے ہیں ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَوٰةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَوٰةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلُّونَ يُبَرِّكُونَ لَنُغْرِيَنَّكَ لَنُسَلِّطَنَّكَ۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کی تفسیر۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں[1] اللہ کی صلوۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں میں آپ کی تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوۃ سے مراد دعاء ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[2] یصلون کا معنی یہ ہے کہ برکت کی دعا کرتے ہیں لَنُغْرِيَنَّكَ تجھے ان پر غالب کردیں گے، مسلط کردیں گے۔

۴۴۷۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَوٰةُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

(از سعید بن یحیی از والدش از مسعر از حکم بن ابی لیلی) کعب ابن ابی عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام کرنا تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے[3]۔ اب درود آپ پر کیسے بھیجیں[4]؟ آپ نے فرمایا یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

۴۴۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از ابن الہاد از عبداللہ بن خباب) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم ہوگیا لیکن آپ پر درود کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس طرح صلوۃ بھیجا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ابوالعالیہ رفیع بن مہران بڑے اماموں میں سے ہے تابعین کے، انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اور قرآن بھی انہی کے خلافت میں حفظ کیا ۱۲ منہ [2] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] جو التحیات میں کہتے ہیں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۱۲ منہ [4] جس کا اللہ تعالی نے اس آیت میں حکم دیا ہے صَلُّوا عَلَيْهِ ۱۲ منہ

وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ۔

صَلَّيْتَ عَلَى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔

ابوصالح نے لیث سے اس طرح نقل کیا ہے۔ آخر میں اس کے بجائے بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ) كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ۔

۴۴۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيمَ۔

(از ابراہیم بن حمزہ) عبدالعزیز بن ابی حازم و عبدالعزیز ابن محمد دراوردی ان دونوں نے یزید بن ہاد سے روایت کیا اس میں یہ عبارت ہے کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيمَ[1]

بَاب ۲۵۰۶ قَوْلِهِ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى۔

باب وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى کی تفسیر۔

۴۴۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا۔

(از اسحٰق بن ابراہیم از روح بن عبادہ از عوف از حسن و محمد و خلاس) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موسٰی علیہ السلام بڑے شرمیلے تھے اور اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا۔[2]

سُورَةُ السَّبَا

سورہ سبا کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

يُقَالُ مُعَاجِزِينَ مُسَابِقِينَ

مُعَاجِزِينَ کے معنی آگے بڑھنے والے۔

[1] یعنی علی کا لفظ بیچ میں نہیں ہے شیعہ نے یہی طریقہ درود کا اختیار کیا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۱۲ منہ [2] یہ قصہ مشہور ہے تفسیروں میں مذکور ہے اور اوپر احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ

بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ سَبَقُوْا فَاتُوْا لَا يُعْجِزُوْنَ لَا يَفُوْتُوْنَ يَسْبِقُوْنَا يُعْجِزُوْنَا قَوْلُهٗ بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنٰى مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنْ يُّظْهِرَ عِجْزَ صَاحِبِهٖ مِعْشَارٌ عُشْرٌ اُكُلٌ الثَّمَرُ بَاعِدْ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَعْزُبُ لَا يَغِيْبُ الْعَرِمُ السَّدُّ مَاءٌ اَحْمَرُ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِي السَّدِّ فَشَقَّهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَانِبَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْاَحْمَرُ مِنَ السَّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ اَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهٗ الْعَرِمُ الْوَادِي السَّابِغَاتُ الدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نُجَازِيْ نُعَاقِبُ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ بِطَاعَةِ اللّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى وَاحِدًا وَّاثْنَيْنِ

بِمُعْجِزِيْنَ ہمارے ہاتھوں سے نکل جانے والے سَبَقُوْا[1] ہمارے ہاتھ سے نکل گئے لَا يُعْجِزُوْنَ ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے يَسْبِقُوْنَا ہمیں عاجز کرسکیں گے مُعَاجِزِيْنَ عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قراءت ہے) مُعَاجِزِيْنَ (جو دوسری قرارت ہے) اس کا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔ مِعْشَارٌ دسواں حصہ اُكُلٌ پھل بَاعِدْ (مشہور قرارت) اور بَعِّدْ (جو ابن کثیر کی قرارت ہے) دونوں کا ایک معنی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں لَا يَعْزُبُ کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا[2]۔ الْعَرِمُ بند[3] یہ ایک لال پانی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بند پر بھیجا وہ پھٹ گیا اور میدان میں گڑھا پڑ گیا باغ دونوں طرف سے اونچے ہوگئے[4]۔ پھر پانی غائب ہوگیا۔ دونوں باغ سوکھ گئے اور یہ لال پانی بند میں سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جہاں سے چاہا، بھیجا[5]۔ عمرو بن شرحبیل کہتے ہیں[6]۔ عرم یمن والوں کی زبان میں بند کو کہتے ہیں۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں عرم کا معنی نالہ سَابِغَاتٍ زرہیں۔ مجاہد کہتے ہیں نُجَازِيْ عذاب دیا جاتا ہے[7]۔

اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ میں تمہیں اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں[8]۔ مَثْنٰى دو دو فُرَادٰى ایک ایک۔[9]

---

[1] یہ دونوں لفظ مکرر بیان ہوئے ہیں بعضے نسخوں میں یہ تکرار نہیں ہے ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] بند جو پانی روکنے کے لئے بلقیس نے بنایا تھا ۱۲ منہ [4] ان کے دونوں جانب عمیق نالے بن گئے یا باغ باغ نہ رہے بہہ بہا کر صاف ہوگئے ۱۲ منہ [5] یہ بھی مجاہد کی تفسیر ہے اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] یہ بھی ایک قراوت ہے وَهَلْ يُجَازٰى اِلَّا الْكَفُوْرُ مشہور قراوت نُجَازِيْ ہے ۱۲ منہ [8] اس کو فریابی نے مجاہد سے وصل کیا ۱۲ منہ [9] کیونکہ جب بہت ہجوم ہوتا ہے تو دل پریشان ہوجاتا ہے ایک ایک دو دو آدمی کھڑے ہو کر سوچیں تو خوب سمجھ لیں گے سچی بات کیا ہے ۱۲ منہ

التَّنَاوُشُ الرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ مِنْ مَّالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ بِأَشْيَاعِهِمْ بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوَابِ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْخَمْطُ الْأَرَاكُ وَالْأَثْلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ الشَّدِيْدُ

التَّنَاوُشُ آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں) مَا يَشْتَهُوْنَ ان کی خواہشات مال، اولاد، زیب و زینت بِأَشْيَاعِهِمْ ان کے امثال ان کے مثل، جوڑ کے جوڑ والے، دوسرے کافر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[1] كَالْجَوَابِ جیسے پانی کے گڑھے۔ جوبہ حوض ہے[2] خمط پیلو کا درخت جس کی مسواک بناتے ہیں) اثل جھاؤ کا درخت العرم سخت زور کی

باب ۲۵۰۷ قَوْلِهِ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

باب حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ کی تفسیر۔

۴۵۱۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلٰى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْآخَرُ إِلٰى مَنْ تَحْتَهُ حَتّٰى

(از حمیدی از سفیان از عمرو از عکرمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آسمان پر اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر کرتا ہے تو فرشتے[3] اس کا ارشاد سن کر عاجزی سے پھڑپھڑانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے ایک صاف پتھر پر زنجیر چلائی جائے۔ جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے[4] تو پوچھتے ہیں اللہ نے کیا ارشاد فرمایا۔ وہ کہتے ہیں بجا ارشاد ہوا اور وہ بزرگ و برتر ہے[5]۔ بات چرانے والے شیطان جو اوپر نیچے رہ کر وہاں جاتے ہیں ایک سے ایک سن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں۔

سفیان نے اپنی ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے بتایا کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ اوپر والا شیطان نیچے والے کو، وہ اپنے نیچے والے کو سناتا ہے اس طرح جادوگر یا کاہن تک وہ بات آ پہنچتی ہے۔ کبھی ایسا

[1] یہ حدیث اوپر حدیث الانبیاء میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری کا یہ مطلب نہیں کہ جواب اور جوبہ کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی جابیہ کی جمع ہے اس کا عین کلمہ بے ہے اور جوبہ کا عین کلمہ واؤ ہے ۱۲ منہ [3] نزدیک والے فرشتوں سے ۱۲ منہ [4] پھر اس ارشاد کو بیان کرتے ہیں ۱۲ منہ

يُلْقِيهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ۔

ہوتا ہے کہ فرشتے آگ کا کوڑا مارتے ہیں جو شیطان کو کچھ بات چوری کرنے سے پہلے لگتا ہے[1] اور کبھی کوڑا لگنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے شیطان کو بات سنا چکا ہوتا ہے[2] چنانچہ یہ ساحر یا کاہن ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے ملاکر) لوگوں سے بیان کرتا ہے لوگ (اسی ایک سچی بات کی وجہ سے) کہتے ہیں دیکھو اس کاہن نے ہم سے فلاں دن یہ کہا، فلاں دن یہ، فلاں دن یہ[3]۔ جو ایک بات سچی نکلتی ہے یہ آسمان سے اڑائی ہوئی ہوتی ہے۔ اس ایک سچی بات کی وجہ سے لوگ اُسے سچا کہنے لگتے ہیں۔

باب ۲۵۰۸ قَوْلِهٖ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

باب اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ کی تفسیر۔

۱۹۳۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قال ...

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَا لَكَ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ اَوْ يُمَسِّيْكُمْ اَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَاَنْزَلَ اللهُ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن خازم نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور با آواز بلند فرمانے لگے (یا صباحاہ) لوگو دوڑو یہ سن کر قریش کے لوگ جمع ہوگئے۔ اور پوچھنے لگے فرمائیے کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو تم میری بات سچ سمجھو گے؟ انھوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا تو سنو میں اس عذاب سے تمہیں ڈراتا ہوں جو تم پر نازل ہونے والا ہے۔

ابو لہب کہنے لگا برا ہو تیرا کیا تو نے ہمیں اسی لئے بلایا ہے؟ چنانچہ اسی وقت یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ۔

تَمَّ الْجُزْءُ التَّاسِعَ عَشَرَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الْعِشْرُوْنَ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى

اللہ کے فضل سے انیسواں پارہ تمام ہوا۔ اب بیسواں پارہ شروع ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ

[1] وہ جل کر خاکستر ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کے بعد مارا جاتا ہے ۱۲ منہ [3] سب باتیں جھوٹ ہوتی ہیں ۱۲ منہ

بیسواں پارہ

سُوْرَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ	سورہ ملائکہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ مُثْقَلَةٌ مُثَقَّلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ اَلْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ وَغَرَابِيْبُ اَشَدُّ سَوَادٍ اَلْغِرْبِيْبُ الشَّدِيْدُ السَّوَادِ

مجاہد نے کہا کہ قطمیر گٹھلی کا چھلکہ[1] مثقلة بھاری بوجھ۔ لدی ہوئی چیز۔

دوسرے مفسرین کہتے ہیں حرور دن کی گرمی جب سورج نکلا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حرور رات کی گرمی۔ سموم دن کی گرمی۔

غرابیب غربیب کی جمع ہے یعنی بہت کالے، سخت سیاہ۔

سُوْرَةُ يٰسٓ	سورہ یٰسٓ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ

مجاہد کہتے ہیں فَعَزَّزْنَا ہم نے طاقتور بنایا[2] يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ قیامت کے دن کافر افسوس کریں گے کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں کا مذاق اڑایا۔ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا اور چاند سورج کی روشنی نہیں چھپاتا۔ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ایک دوسرے کے پیچھے جلدی جلدی چل رہے ہیں نَسْلَخُ ہم رات میں سے دن اور دن میں

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ [2] اس کو بھی فریابی نے وصل کیا ۱۲۔

أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَتَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مِثْلِهِ مِنَ الْأَنْعَامِ فَكِهُونَ مُعْجَبُونَ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ الْمَشْحُونِ الْمُوقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ يَنْسِلُونَ يَخْرُجُونَ مَرْقَدِنَا مَخْرَجِنَا أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ مَكَانَتُكُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ۔

سے رات برآمد کرتے ہیں۔ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ میں مِثْلِهِ سے چوپائے مراد ہیں[1] فَكِهُونَ خوش و خرم مُحْضَرُونَ حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے مَشْحُونِ کا معنی بوجھل (بھری ہوئی) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں طَائِرُكُمْ یعنی تمہارے مصائب[2] يَنْسِلُونَ۔ نکل پڑیں گے مَرْقَدِنَا ہمارے نکلنے کی جگہ (خواب گاہ یعنی قبر) أَحْصَيْنَاهُ ہم نے اسے محفوظ کر لیا ہے مَكَانَتِكُمْ اور مَكَانِكُمْ کا ایک ہی معنی ہے

بَاب ۲۵۰۹ قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

باب وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ کی تفسیر۔

۴۴۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رض قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔

(از ابو نعیم از اعمش از ابراہیم تیمی از والدش) ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار میں غروب آفتاب کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا! ابو ذر! تجھے معلوم ہے کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سورج چلتے چلتے جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اس آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ کا یہی مطلب ہے۔[3]

؎۱ مجاہد نے کہا چوپائے جانور گویا خشکی کی کشتیاں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مِنْ مِثْلِهِ سے کشتیاں ہی مراد ہیں تفسیر وحیدی میں ہے کہ من مثلہ سے ریل مراد ہے وہ بھی کشتی کی طرح بخار کے زور سے چلتی ہے جیسے کشتی ہوا کے زور سے چلتی ہے اور چونکہ اگلے زمانہ میں ریل نہ تھی اس لئے اگلے لوگ یہ مطلب سمجھ سکے انہوں نے چوپاؤں کو کشتی قرار دیا۔ ؎۲ اس کو طبری نے وصل کیا ؎۳ ابن کثیر اور قسطلانی وغیرہ نے کہا کہ عرش کروی نہیں ہے جیسے کہ اہل ہیئت سمجھتے ہیں بلکہ وہ ایک قبہ ہے اس میں پائے ہیں جن کو فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ تو عرش آدمیوں کے سر کی جانب اوپر کی طرف دوپہر دن کو سورج عرش کے بہت قریب ہوتا ہے اور آدھی رات کے وقت چوتھے آسمان یعنی اپنے مقام میں عرش سے بہت بعید ہوتا ہے اسی وقت سجدہ کرتا ہے اور اس کو مشرق کی جانب جانے کی وہاں سے نکلنے کی اجازت ملتی ہے سجدے سے اس کی عاجزی اور انقیاد مراد ہے (بقیہ بعد)

۴۵۴۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

(از حمیدی از وکیع از اعمش از ابراہیم تیمی از والدش) ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

سُوْرَةُ وَالصَّافَّاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُرْمَوْنَ وَاصِبٌ دَآئِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُوْلُهٗ لِلشَّيْطَانِ غَوْلٌ وَجَعُ الْبَطْنِ يُنْزَفُوْنَ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ يُهْرَعُوْنَ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ يَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ

سورہ والصافات کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں (سورہ سبا میں) وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سے مراد ہے کہ ہر طرف سے غیب کے گولے لگاتے ہیں[1] اور وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ (سورہ والصافات) سے مراد شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے[2] وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ہمیشہ کا عذاب تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ یعنی کفار شیطانوں سے کہیں گے کہ تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آتے تھے[3] غَوْلٌ پیٹ کا درد (یا سر کا درد) وَلَا هُمْ يُنْزَفُوْنَ اُن کی عقل میں فتور نہیں آئے گا قَرِيْنٌ شیطان يُهْرَعُوْنَ دوڑائے جاتے ہیں۔ يَزِفُّوْنَ نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں۔ کفار قریش کہتے تھے کہ یہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ ان کی مائیں ان کے سردار جنات کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ جنات کو معلوم ہے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے۔ یعنی حساب کے لئے لائے جائیں گے۔

میں کہتا ہوں یہ اس وقت کی تقریریں ہیں جب زمین کا کروی ہونا اور زمین کی ہر طرف آبادی ہونا اس کا علم اچھی طرح لوگوں کو نہ تھا۔ اب یہ بات بالکل تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ زمین کروی ہے لیکن اس میں حکیموں کا اختلاف ہے کہ زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے یا آفتاب زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ حال کے حکیموں نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور حدیث سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اب جب عرش سب طرف سے زمین کے اوپر ہو تو اُس کا بھی کروی ہونا ضروری ہے اور باعتبار اختلاف آفاق کے ہر آن میں کہیں نہ کہیں طلوع ہو رہا ہے کہیں نہ کہیں غروب اس صورت میں حدیث میں اشکال پیدا ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ سجدہ سے انقیاد اور خضوع مراد ہے تو وہ ہر وقت عرش کے تلے گویا سجدہ میں ہے اور پروردگار سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے قیامت کے قریب یہ اجازت اس کو نہ ملے گی اور لوٹنے کا حکم ہوگا تو وہ پھر مغرب سے نمودار ہوگا واللہ اعلم۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] پیغمبر کو کبھی شاعر بناتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن ۱۲ منہ

[2] آتشیں گولے سے مار کر ہانکے جاتے ہیں ۱۲ منہ

[3] یعنی حق بات میں شبہ ڈال دیتے تھے ۱۲ منہ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةُ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ وَسَطِ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ يَّسْتَسْخِرُوْنَ يَسْخَرُوْنَ بَعْلًا الْاَسْبَابُ السَّمَآءُ سے مراد آسمان ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ یہ فرشتوں کا قول ہے[1]۔ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ وَسَطِ الْجَحِيْمِ کے ایک معنٰی ہیں لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ یعنی ان کے کھانے میں گرم کھولتے پانی کی آمیزش ہوگی۔ مَدْحُوْرًا دھتکارا ہوا بھگایا ہوا بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ پوشیدہ اور ڈھانپے ہوئے موتی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ان کا ذکر خیر ہمیشہ ہوتا رہے گا يَسْتَسْخِرُوْنَ مذاق کرتے ہیں بعل رب کو کہتے ہیں (المطابق لغت یمن) اَسْبَاب

بَاب ۲۵۱۰ قَوْلِهٖ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

باب وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ کی تفسیر۔

۴۴۵۵۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِّنِ ابْنِ مَتّٰى۔

(از قتیبہ ابن سعید از جریر از اعمش از ابو وائل) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی شخص کو زیبا نہیں کہ وہ یوں کہے کہ "میں یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں"۔

۴۴۵۶۔ **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ مِّنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ۔

(از ابراہیم بن منذر از محمد بن فلیح از والدش از ہلال بن علی کہ یکے از قبیلۂ بنی عامر بن لوی بود از عطاء بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کہے کہ میں یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے۔

سُوْرَةُ صٓ

سورۂ صٓ کی تفسیر

۴۴۵۷۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ) عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے

[1] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ

غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا

مجاہد رضی اللہ عنہ سے سورۂ صٓ میں سجدے کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کا استفسار کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (سورۂ انعام) چنانچہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں) ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس سورت (صٓ) میں سجدہ کرتے تھے۔

۴۴۵۸- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ صٓ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوَمَا تَقْرَأُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُجَابٌ عَجِيبٌ الْقِطُّ الصَّحِيفَةُ وَهُوَ هٰهُنَا صَحِيفَةُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِي عِزَّةٍ مُعَازِّينَ الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ مِلَّةُ قُرَيْشٍ الْاِخْتِلَاقُ الْكَذِبُ الْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ يَعْنِي قُرَيْشًا أُولٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ الْقُرُونُ الْمَاضِيَةُ فَوَاقٍ رُجُوعٍ قِطَّنَا عَذَابَنَا اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا أَحَطْنَا بِهِمْ أَتْرَابٌ أَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَيْدُ الْقُوَّةُ

(از محمد بن عبد اللہ از محمد بن عبید الطنافسی) عوام رحمہ کہتے ہیں میں نے مجاہد سے سورۂ صٓ میں سجدہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے یہی استفسار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تھا کہ آپ نے اس سورت میں جو سجدہ کیا اس کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیا تو نے (سورۂ انعام کی) یہ آیت نہیں پڑھی وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ تو داؤد علیہ السلام بھی ان پیغمبروں میں سے تھے جن کی پیروی کرنے کا ہمارے پیغمبر[۱] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اس لئے آپ نے اس سورت میں (حضرت داؤد علیہ السلام کی پیروی میں) سجدہ کیا۔ عُجَابٌ کا معنی عجیب اَلْقِطُّ کا معنی کاغذ کا ٹکڑا۔ یہاں نیکیوں کا صحیفہ مراد ہے (یا حساب کا پرچہ)

مجاہد کہتے ہیں[۲] فِي عِزَّةٍ کا معنی یہ ہے کہ وہ شرارت اور سرکشی کرنے والے ہیں۔ اَلْمِلَّةِ الْآخِرَةِ سے قریش کا دین مراد ہے (یا نصرانیت) اَلْاِخْتِلَاقُ جھوٹ اَلْأَسْبَابُ آسمان کے راستے۔ اس کے دروازوں میں جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ سے قریش کے لوگ مراد ہیں[۳]۔ أُولٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ سے سابقہ امتیں مراد ہیں (جن پر عذاب الٰہی نازل ہوا) فَوَاقٍ کا معنی پھرنا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا میں قِطّ سے مراد عذاب ہے اَتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا کیا ہم نے انہیں ٹھٹھے مذاق میں گھیر لیا تھا؟[۴] اَتْرَاب۔ ایک ہی قسم کے لوگ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اَلْأَيْد کا معنی عبادت کی قوت ہے۔

---

[۱] ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلے پیغمبروں کی پیروی کا حکم دیا گیا تو چونکہ داؤد علیہ السلام نے اس موقع پر سجدہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا ۱۲ منہ [۲] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یعنی یہ لوگ عنقریب یہیں شکست پائیں گے ۱۲ منہ [۴] یا ہم نے غلطی کی کہ وہ دوزخ میں ہیں لیکن ہم کو دکھتے نہیں ۱۲

فِی الْعِبَادَۃِ الْاَبْصَارُ الْبَصَرُ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ مِنْ ذِکْرِ طَفِقَ مَسْحًا یَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَیْلِ وَعَرَاقِیْبَھَا الْاَصْفَادِ الْوَثَاقِ

الْاَبْصَار اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ میں عَنْ بمعنی مِنْ ہے۔ طَفِقَ مَسْحًا گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر (محبت سے) ہاتھ پھیرنا شروع کیا (یا تلوار سے انہیں کاٹنے لگے) الاصفاد زنجیریں

بَاب ۲۵۱۱ قَوْلُهٗ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

باب هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کی تفسیر۔

۴۴۵۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ اَوْ كَلِمَةً نَّحْوَهَا لِیَقْطَعَ عَلَیَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا۔

(از اسحاق بن ابراہیم از روح و محمد بن جعفر از شعبہ از محمد بن زیاد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گزشتہ شب جنات کا ایک سردار آیا یا ایسا ہی کچھ آپ نے لفظ فرمایا وہ جن میری نماز توڑنے کے لئے مجھ سے بھڑ گیا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غالب کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اُسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں۔ صبح تم سب اُسے دیکھ لیتے۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی "اے میرے رب مجھے ایسی حکومت عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ روح راوی کہتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ذلیل کر کے بھگا دیا۔

بَاب ۲۵۱۲ قَوْلِهٖ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ۔

باب وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ کی تفسیر۔

۴۴۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَعْلَمْ فَلْیَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ یَّقُوْلَ لِمَا لَا یَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

(از قتیبہ از جریر از اعمش از ابوالضحیٰ) مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے کہا۔ اے لوگو! (تمہارے لئے ضروری ہے کہ) جو شخص کسی بات کو جانتا ہو اُسے بیان کرے اگر نہ جانتا ہو تو یوں کہہ دے اللہ جانتا ہے یہ کہنا کہ اللہ جانتا ہے کمالِ علم کی دلیل ہے[1]۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہہ دے میں تم سے اس وعظ و

[1] اور اٹکل پچو اپنے دل سے باتیں بنانا ہمہ دانی کا دعویٰ کرنا جہالت اور نادانی ہے ۱۲ منہ

لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَئُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِّنَ الْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ قَالَ فَدَعَوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوْا فِي الْكُفْرِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ۔

نصیحت کی کوئی اجرت و مزدوری نہیں مانگتا نہ میں دل سے بات بنانے والوں میں سے ہوں

اب میں تمہیں دُخان کا حال سُناتا ہوں[1]۔ واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی انہوں نے اسلام لانے میں تاخیر کی (مخالفت پر کمربستہ رہے) تو آپ نے دعاء فرمائی یا اللہ یوسف علیہ السلام کے عہد کی طرح ان لوگوں پر سات سال قحط نازل فرما کر میری مدد کر۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور ان پر قحط کا عذاب نازل ہوا ہر شے تباہ ہوگئی۔ لوگ مُردار اور کھالیں تک کھا گئے۔ عالم یہ ہوگیا کہ اگر آسمان کی طرف کوئی نظر اُٹھا تا تو تکتا ہوں کے سامنے دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ تو خداوند عالم کا ارشاد ہوا۔ اس دن کا انتظار کر جب آسمان کھلم کھلا دھواں ہی دھواں ہوگا جو لوگوں پر مسلط ہوگا اور وہی قہر عظیم ہوگا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پھر قریش دعاء مانگنے لگے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ (ہمارے اللہ بس اب ہم ایمان لائے یہ عذاب ہم پر سے دور فرما دے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى الخ "انہیں نصیحت کیسے ہوسکتی تھی، اگرچہ ان کے لئے رسول و دلیعت کیا گیا ہے۔ اور یہی ہوا کہ انہوں نے روگردانی کی اور کہا کہ یہ تو سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہے۔ اور یقیناً کچھ ایام کے لئے ہم عذاب دور کرتے ہیں۔ تم پھر وہی کرتے ہو (یعنی تمہاری عادت بن چکی ہے)" بھلا کہیں قیامت کا عذاب بھی (کفار پر سے) موقوف ہوگا۔ (یعنی اس آیت سے دنیا کا عذاب وقہر مراد ہے)

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قہر دُور ہوگیا تو وہ سب کفر کی طرف لوٹ گئے۔ بالآخر بدر کے دن اللہ نے انہیں سزا دی۔ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ سے بدر کی سزا مُراد ہے۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

سُورۂ زمر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ

مجاہد کہتے ہیں[1] أَفَمَنْ يَّتَّقِيْ سے مراد ہے کہ وہ منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا جیسے اس آیت أَفَمَنْ

[1] تو غیر ذی عوج کا یہ معنی ہوا جس میں شبہ نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا غیر ذی عوج سے غیر مخلوق مراد ہے ۱۲ منہ

اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا ذِیْ عِوَجٍ لَبْسٍ وَّرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ مَثَلٌ لِاٰلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْاِلٰهِ الْحَقِّ وَیُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بِالْاَوْثَانِ خَوَّلْنَا اَعْطَیْنَا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْاٰنُ وَصَدَّقَ بِهٖ الْمُؤْمِنُ یَجِیْٓءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْٓ اَعْطَیْتَنِیْ عَمِلْتُ بِمَا فِیْهِ مُتَشَاكِسُوْنَ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا یَرْضٰی بِالْاِنْصَافِ وَرَجُلًا سَلَمًا وَّیُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا اشْمَاَزَّتْ نَفَرَتْ بِمَفَازَتِهِمْ مِّنَ الْفَوْزِ حَآفِّیْنَ اَطَافُوْا بِهٖ مُطِیْفِیْنَ بِحِفَافَیْهِ بِجَوَانِبِهٖ مُتَشَابِهًا لَیْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ یُّشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِی التَّصْدِیْقِ۔

یُلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا میں فرمایا۔ ذِیْ عِوَجٍ شبہ والا رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ معبودانِ باطل اور خداوند حقیقی کی مثال ہے یُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ میں مِنْ دُوْنِهٖ سے بت مراد ہیں خَوَّلْنَا ہم نے دیا۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے قرآن مراد ہے اور صَدَّقَ بِهٖ سے مسلمان مراد ہے جو قیامت کے دن (خدا کے سامنے) آکر عرض کرے گا یہی قرآن ہے جو تونے (دنیا میں) مجھے عنائت فرمایا تھا۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ مُتَشَاكِسُوْنَ۔ شَكِس سے نکلا شکس کا معنی جھگڑالو جو انصاف کی بات پسند نہ کرے۔ سَلَمًا اور سالم اچھا اور ریوہا آدمی اشْمَاَزَّتْ نفرت کرتے ہیں بِمَفَازَتِهِمْ فوز سے نکلا ہے یعنی کامیابی حَآفِّیْنَ چاروں طرف مُتَشَابِهًا اشتباہ سے نہیں نکلا بلکہ تَشَابُه سے یعنی اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق وتائید کرتی ہے۔

بَاب ۲۵۱۳ قَوْلِهٖ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

باب یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کی تفسیر۔

۴۴۶۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ یَعْلٰی اِنَّ سَعِیْدَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از یعلیٰ از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چند مشرکوں نے بہت سے خون کئے تھے زنا بھی بہت کیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ

ابْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَ اَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَنَزَلَ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے جس دین کی آپ دعوت دیتے ہیں، وہ دین اچھا ہے اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ جو گناہ ہم پہلے کر چکے ہیں (وہ اسلام قبول کرنے سے) صاف ہو جائیں گے۔ اس وقت (سورۂ فرقان کی) یہ آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ اور (سورۂ زمر کی) یہ آیت قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم اور زیادتی کی اللہ کی رحمت (بخشش) سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً وہ (سچی توبہ کرنے والوں کے) سب گناہ معاف کردے گا) نازل ہوئی۔

بَابُ ۲۵۱۴ قَوْلِهٖ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

باب وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کی تفسیر۔

۱۴۶۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّ الْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّ الشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّ الْمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّ الثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَّسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِّقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

(از آدم از شیبان از منصور از ابراہیم از عبیدہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! ہم (اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہوا) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھالے گا۔ پھر فرمائے گا "میں بادشاہ ہوں"[1]

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کے کناروں کے دندانِ مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔ آپؐ نے اس عالم کے کلام کی تصدیق کی پھر یہ آیت پڑھی:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ

[1] سچا بادشاہ۔ دوسرے جھوٹے موٹے بادشاہ کہلاتے تھے ۱۲ منہ

تَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

باب ۲۵۱۵ قَوْلِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ

باب وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ کی تفسیر۔

۴۴۶۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔

(از سعید بن عفیر از لیث از عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ زمین کو ایک مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں۔ اب دوسرے (دنیا کے) بادشاہ کہاں ہیں؟

باب ۲۵۱۶ قَوْلِهٖ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔

باب وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ کی تفسیر۔

۴۴۶۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي اَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَاْسَهٗ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ

(از حسن از اسمٰعیل بن خلیل از عبدالرحیم از زکریا بن ابی زائدہ از عامر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری (یعنی دوسری بار) جب صور پھونکا جائے گا تو اس کے بعد سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا (ہوش میں آؤں گا) تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش سے لگے ہوئے کھڑے ہیں

لہ اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعضے لوگوں کا یہ کہنا کہ تصدیقًا لہ راوی کا گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا حالانکہ آنحضرت تصدیق کی راہ سے نہیں ہنسے تھے بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر کیونکہ یہود مشبہ اور مجسمہ تھے وہ اللہ کے لئے انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے تھے وغیرہ یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ فضیل بن عیاض نے جو منصور سے روایت کی اس میں بھی یہ ہے تعجبًا مما قالہ الحبر و تصدیقًا لہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے دوسری صحیح حدیث میں ہے ما من قلب الا وھو بین اصبعین من اصابع الرحمٰن اور ابن عباسؓ کی صحیح حدیث میں ہے اتانی اللیلۃ ربی فی احسن صورۃ فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی۔ انامل انگلیوں کے پوردیں غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کیلئے ایسا ہی ہے جیسے وجہ، یدین، قدم، رجل اور جنب وغیرہ ۱۲ منہ

فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ ذَٰلِكَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ۔

اب نہیں معلوم کہ وہ پہلے صور پر بے ہوش ہی نہ ہوئے ہوں گے یا دوسرے صور پر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے۔

۴۴۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ۔

(از عمرو بن حفص از والدش از اعمش از ابو صالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صوروں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا ابوہریرہؓ کیا چالیس دن کا فاصلہ ہوگا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ کیا چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے کہا۔ کیا چالیس مہینے کا فاصلہ ہوگا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا[1]۔ (مجھے یاد نہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کا سارا بدن گل جاتا ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کا سرا (رائی کے دانے کے برابر) بچ رہے گا۔ اسی سے (قیامت کے دن) آدمی کا ڈھانچا کھڑا کیا جائے گا[2]۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ

سورۂ مومن کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ حم مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ ؎

يُذَكِّرُنِي حَامِيمَ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ
فَهَلَّا تَلَا حَامِيمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

مجاہد کہتے ہیں حٰمٓ کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے جیسے دوسری سورتوں کے مقطعات کا علم خدا ہی کو ہے[3] بعض کہتے ہیں حٰمٓ (قرآن یا سورت کا) نام ہے جیسے شریح بن ابی اوفی اس شعر میں کہتا ہے ؎

جب جنگ میں نیزہ بازی اور تیر اندازی ہونے لگی تو وہ حٰمٓ پڑھتا ہے حٰمٓ اس سے پہلے پڑھ لینی چاہئے تھی[4]

---

[1] اس روایت میں یوں ہی ہے لیکن ابن مردویہ کی روایت میں چالیس برس مذکور ہیں ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے جامع ابن وہب میں ہے کہ چالیس جمعوں کا لیکن اس کی سند منقطع ہے حلیمی نے کہا اکثر روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں صوروں میں چالیس سال کا فاصلہ ہوگا ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے پیغمبروں کے بدن مستثنیٰ کئے گئے ہیں ان کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی جیسے دوسری حدیث میں ہے گلنے سے یہ مراد ہے کہ صورت بدل کر مٹی خاک ہو جاتا ہے پر جو اس کے اجزاء تھے وہ اللہ کے علم میں ہیں اور اللہ انہی اجزاء کو اس ہڈی پر جوڑ کر آدمی کا ڈھانچا قیامت کے دن کھڑا کر دیگا یا ان اجزاء کی طرح دوسرے اجزاء شریک کئے جائیں گے بہر حال جس طرح سے مرا تھا اسی طرح پر قیامت میں زندہ ہوگا

[3] تو یہ اسرار اللہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہر کتاب کا ایک سر (بھید) ہوتا ہے قرآن کے سر اوائل سور ہیں بعضوں نے ان کی تشریح کی ہے لیکن سب اپنے قیاس اور رائے سے جس پر اعتماد نہیں ہو سکتا منہ

[4] یعنی لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھتا تو فائدہ ہوتا اس کی جان بچ جاتی۔ ہوا یہ کہ شریح جنگ جمل میں حضرت علی کی طرف تھے اور محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن عبید اللہ کے ساتھ حضرت عائشہ کے لشکر میں تھے ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر سے فرمایا اس کالے عمامہ والے کو مت مارنا اپنے باپ کی خاطر سے ان کے ساتھ چلا آیا ہے خیر آگی گفتگو میں شریح اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہو گیا جب بھالا دونوں طرف سے چلنے لگا تو محمد نے حٰمٓ عٓسٓقٓ پڑھی یا حٰمٓ عٓسٓقٓ میں جو یہ آیت ہے قُلْ لَّآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ بعضوں نے کہا اس دن حضرت علیؓ کے لشکر والوں کا شعار حٰمٓ تھا تو محمد نے حٰمٓ کہہ کر یہ بتلایا کہ میں بھی حضرت علیؓ کا طرفدار ہوں بعضوں نے کہا سورۂ مومن (بقیہ صفحہ)

اَلطَّوْلُ التَّفَضُّلُ دَاخِرِیْنَ خَاضِعِیْنَ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِلَى النَّجَاةِ الْاِیْمَانُ

لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ یَعْنِی الْوَثَنَ یُسْجَرُوْنَ

تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ تَمْرَحُوْنَ تَبْطَرُوْنَ

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِیَادٍ یُذَكِّرُ النَّارَ

فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ

وَاَنَا اَقْدِرُ اَنْ اُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ

عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ

اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَیَقُوْلُ وَاَنَّ

الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ

لٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ

عَلٰى مَسَاوِئِ اَعْمَالِكُمْ وَاِنَّمَا

بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ اَطَاعَهٗ

وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ۔

طول احسان اور فضل کرنا۔ داخرین ذلیل وخوار ہو کر

مجاہد کہتے ہیں ادعوکم الی النجاۃ میں نجات سے ایمان مراد ہے[1]۔ لیس لہ دعوۃ یعنی بت کسی کی دعا قبول نہیں کر سکتا۔ یسجرون دوزخ کے ایندھن بنیں گے۔ تمرحون اتراتے تھے۔ اور علاء ابن زیاد (تابعی مشہور زاہد) لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرا رہے تھے۔ ایک شخص کہنے لگا لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید کر سکتا ہوں؟ میری کیا طاقت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (گناہ کیا) اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اس کے ساتھ پروردگار یوں بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ گناہ کرنے والے دوزخی ہیں[2]۔ مگر میں سمجھ گیا کہ تمہارا مطلب یہ ہے کہ برے کام کرتے رہو اور بہشت کی خوشخبری تمہیں ملتی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لئے دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا[3]۔

۴۴۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَى بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِیْ

(از علی بن عبد اللہ از ولید بن مسلم از اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از محمد بن ابراہیم تیمی) عروۃ بن زبیر کہتے ہیں۔ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہا مجھ سے سب سے بڑی تکلیف بیان کرو جو مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار یوں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط (ملعون)

(بقیہ از صفحہ سابقہ) کی یہ آیت پڑھی اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ اور طم سے یہی مراد ہے لیکن شریح نے محمد بن طلحہ کو مار ڈالا اور یہ شعر پڑھا ۱۲ منہ [5] حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ نسمہ ہوتا ہے جو زندہ رہتا ہے اور اسی سے آدمی کا ڈھانچہ تیار کیا جائے گا۔ عبد الرزاق

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] وعدہ اور وعید دونوں ساتھ لگے ہوئے ہیں ۱۲ منہ [3] زیاد کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا طریقہ وہی ہے جو میں کر رہا ہوں کبھی امید کی آیتیں اور حدیثیں سناتا ہوں اور بہشت کی خوشخبری دیتا ہوں اور کبھی دوزخ سے ڈراتا ہوں اور وعدہ اور وعید دونوں بیان کرنے چاہئیں اگر کوئی واعظ صرف وعدہ (یعنی خوشخبری) ہی بیان کرتا ہے تو لوگوں کو گناہوں کی جرأت پیدا ہو گی اور فرائض وواجبات اسلام کے ادا کرنے میں ان میں سستی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی واعظ رات دن وعید ہی کا ذکر کرتا ہے تو لوگ ڈر کر آخر خدا کی رحمت سے ناامید ہو جائیں گے یہ دونوں طریقے بے اعتدالی کے ہیں ایمان میں خوف اور رجا دونوں ضروری ہیں ۱۲ منہ

بِاَشَدِّ مَاصَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوٰى ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ۔

آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ مبارک پکڑ کر گردن میں کپڑا ڈال کر سختی سے مروڑنا شروع کیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں آپہنچے۔ انہوں نے عقبہ کا مونڈھا پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دھکیل دیا اور کہنے لگے[1] تم اس شخص کو اس بات کے کہنے پر مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ تمہارے رب کی جانب سے کھلی اور واضح آیات بھی لے کر آیا ہے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

سورہ حٰم سجدہ کی تفسیر

وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِئْتِيَا طَوْعًا اَعْطِيَا قَالَتَآ اَتَيْنَآ اَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ اَجِدُ فِي الْقُرْاٰنِ اَشْيَآءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا اِلٰى قَوْلِهٖ دَحٰهَا فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَآءِ قَبْلَ خَلْقِ الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ

طاؤس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اِئْتِيَا طَوْعًا کا معنی خوشی سے دو (اطاعت قبول کرو) اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ہم نے خوشی سے دیا[2]

منہال بن عمرو اسدی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ایک شخص[3] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا۔ میں تو قرآن میں متضاد چیزیں دیکھتا ہوں اور کہنے لگا۔ ایک آیت میں ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ دوسری آیت میں ہے۔ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک آیت میں ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا دوسری آیت میں ہے قیامت کے دن مشرک کہیں گے وَاللّٰهِ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اس سے کتمان اور چھپانا ثابت ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا سے

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا تک۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ پھر سورہ حٰم السجدہ

[1] اے لوگو! یہ کیا شامت ہے ۱۲ منہ [2] اس کو طبری اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا یعنی ابن عباس نے اپنی قرأت پر کیا ہے انہوں نے یوں پڑھا ہے اٰتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اٰتَيْنَا تو یہ ایتاء سے نکلا ہے جس کے معنے دینے کے ہیں اور مشہور قرأت اِئْتِيَا اور اَتَيْنَا ہے اتیان سے اس کے معنے آنے کے ہیں ۱۲ منہ [3] نافع بن ازرق جو اخیر میں خارجی ہو گیا۔ منہ

اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ
فِيْ يَوْمَيْنِ اِلٰى طَآئِعِيْنَ فَذَكَرَ فِيْ
هٰذِهٖ خَلْقَ الْاَرْضِ قَبْلَ السَّمَآءِ وَ
قَالَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
عَزِيْزًا حَكِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا فَكَاَنَّهٗ
كَانَ ثُمَّ مَضٰى فَقَالَ فَلَآ اَنْسَابَ
بَيْنَهُمْ فِي النَّفْخَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ
فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ
فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَ
لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ
اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ
وَاَمَّا قَوْلُهٗ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ وَلَا
يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا فَاِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ
وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ
لَمْ نَكُنْ مُّشْرِكِيْنَ فَخُتِمَ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ
فَتَنْطِقُ اَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ
عُرِفَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيْثًا وَّ
عِنْدَهٗ يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْاٰيَةَ
وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ
خَلَقَ السَّمَآءَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى
السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ

میں) فرمایا اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ــ طَآئِعِيْنَ تک۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ عَزِيْزًا حَكِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ اس کا معنی تو یہ ہے کہ اللہ ان صفات سے (زمانۂ ماضی میں) موصوف تھا اب نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں فرمایا فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب پہلا صور پھونکا جائے گا۔ اور آسمان اور زمین والے سب بیہوش ہو جائیں گے اس وقت رشتہ ناطہ کچھ باقی نہ رہے گا نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے دہشت کے مارے نفسی نفسی ہو رہی ہوگی، پھر دوسری آیت میں اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ[1] یہ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد کا واقعہ ہے[2]۔ اب یہ مشرکین کا قول نقل کیا وَاللّٰهِ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اور دوسری جگہ فرمایا وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اخلاص والوں کے گناہ بخش دے گا اور مشرکین آپس میں صلاح کریں گے چلو ہم بھی جا کر کہیں ہم دنیا میں مشرک نہ تھے[3] پھر اللہ تعالیٰ ان کے منہوں پر مہر لگا دے گا۔ تب ان کے ہاتھ پیر بولیں گے[4]۔ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اسی وقت کافر یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ (دنیا میں) مسلمان ہوتے۔

باقی رہی یہ بات[5] کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اسے پھیلایا نہیں[6] پھر آسمان پیدا کیا اور دو دن میں انہیں برابر کیا۔ ان کے طبقے مرتب کئے اس کے بعد زمین کو پھیلایا

[1] ترجمہ ایک دوسرے کے سامنے آ کر پوچھ گچھ کریں گے ۱۲ منہ [2] یعنی میدان حشر میں جب سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئے گا ۱۲ منہ [3] اور شرک سے مکر کر مزے سے بہشت میں چل دیں ۱۲ منہ [4] شرک اور گناہوں کا اقرار کریں گے ۱۲ منہ [5] سورۂ حٰم السجدہ میں ۱۲ منہ [6] صرف اس کا مادہ پیدا کر دیا ۱۲ منہ

أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحْوُهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ أُخْرَيَيْنِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ دَحَاهَا وَقَوْلُهُ خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ فِي يَوْمَيْنِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا سَمّٰى نَفْسَهُ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَإِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بِهٰذَا فَقَالَ مُجَاهِدٌ مَمْنُونٍ مَحْسُوبٍ أَقْوَاتَهَا أَرْزَاقَهَا فِي

اور اس کا پھیلانا یہ ہے کہ اس میں سے پانی نکالا، گھاس چارہ پیدا کیا، پہاڑ (جانور) اونٹ (وغیرہ) ٹیلے (ٹیبے) اور جو کچھ ان کے اندر ہے پیدا کئے۔ یہ سب دو دن میں کیا دَحَاهَا کا یہ مطلب ہے تو زمین دو دن میں پیدا ہوئی جیسے فرمایا خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ[1]۔ تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی اور آسمان دو دن میں بنے[2]

اب یہ ارشاد وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا[3] یہاں كَانَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ میں یہ صفات ازل سے ہیں اور یہ اُس کے نام ہیں[4]۔ کیونکہ خداوند کریم جو چاہتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے[5]۔

غرض قرآن میں کوئی اختلاف (و تضاد) نہیں۔ اختلاف کیسے ہو قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (اور اللہ کے کلام میں اختلاف و تضاد نہیں ہو سکتا)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے یوسف ابن عدی نے بیان کیا، انہوں نے عبید اللہ بن عمرو سے، انہوں نے زید بن ابی اُنیسہ سے، انہوں نے منہال[6] یہی نقل کیا۔

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَمْنُونٍ کا معنی شمار کیا ہوا[7]۔ أَقْوَاتَهَا بارش کا اندازہ مقرر کیا (کہ ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے۔ فِي كُلِّ

---

[1] اور زمین کی یہ چیزیں دو دن میں ۱۲ منہ [2] اب یہ شبہ نہ رہا کہ ایک جگہ تو آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے بیان فرمائی دوسری جگہ زمین کی پیدائش پہلے بیان کی مگر اب بھی یہ اعتراض باقی رہے گا کہ سورۂ حٰم سجدہ میں یوں ہے وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ اس کا ظاہری مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آسمانوں کی ترتیب و ران کے سات طبقے بنانا یہ زمین کے پھیلانے کے بعد ہے اور سورۂ والنازعات میں زمین کا پھیلانا اس کے بعد ہے چنانچہ اس صورت میں یوں ہے ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاهَا اسی لئے بعض مفسرین نے یوں کہا ہے کہ سورۂ والنازعات میں بَعْدَ ذٰلِكَ کا یہ مطلب ہے کہ اس کے علاوہ یہ کیا کہ زمین کو پھیلایا بعد ذالک سے بعدیت زمانی مراد نہیں جامع البیان میں ہے کہ یہ مقام مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ۱۲ منہ [3] وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۱۲ منہ [4] غفور رحیم، عزیز حکیم اور سمیع بصیر ۱۲ منہ [5] تو گو ازل میں مخلوقات نہ تھی مگر اللہ جل جلالہ سب صفات کمال سے موصوف تھا اس لئے کہ جب چاہے اپنی صفات کا استعمال کر سکتا ہے حاصل یہ ہے کہ صفات قدیم ہیں گو ان کے تعلقات حادث ہوں جیسے سمع اللہ کا قدیم سے تھا مگر تعلق سمع کا اس وقت سے ہوا جب سے آوازیں پیدا ہوئیں اسی

كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا مِمَّآ أَمَرَ بِهِ نَحِسَاتٍ
مَشَائِيمَ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ
قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ اهْتَزَّتْ
بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ ارْتَفَعَتْ وَقَالَ
غَيْرُهُ مِنْ أَكْمَامِهَا حِينَ تَطْلُعُ
لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي أَيْ بِعَمَلِي أَنَا
مَحْقُوقٌ بِهٰذَا سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ
قَدَّرَهَا سَوَآءً فَهَدَيْنَاهُمْ
دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ
وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ وَكَقَوْلِهِ
هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ وَالْهُدَى الَّذِي
هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ
مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ
هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ
يُوزَعُونَ يُكَفُّونَ مِنْ أَكْمَامِهَا
قِشْرُ الْكُفُرَّى هِيَ الْكُمُّ وَقَالَ
غَيْرُهُ وَيُقَالُ لِلْعِنَبِ إِذَا خَرَجَ
أَيْضًا كَافُورٌ وَكُفُرَّى وَلِيٌّ حَمِيمٌ
الْقَرِيبُ مِنْ مَحِيصٍ حَاصَ حَادَ
مِرْيَةٍ وَمُرْيَةٍ وَاحِدٌ أَيْ امْتِرَاءٌ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ

سَمَآءٍ أَمْرَهَا یعنی جو حکم (اور انتظام کرنا تھا) وہ ہر آسمان کے متعلق (فرشتوں کو) نَحِسَاتٍ منحوس (نامبارک) وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ ہم نے کفار کے ساتھ شیطانوں کو لگا دیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اهْتَزَّتْ یعنی سبزے سے لہلہانے لگتی ہے وَرَبَتْ پھول جاتی ہے، ابھر آتی ہے۔

مجاہد کے علاوہ دیگر حضرات کہتے ہیں یعنی جب پھل اپنے قالب سے باہر آتا ہے۔ لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي یعنی یہ میرا حق ہے میرے نیک اعمال کا بدلہ ہے۔ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ سب مانگنے والوں کے لئے اسے یکساں رکھا ہے[1]۔ فَهَدَيْنَاهُمْ سے یہ مراد ہے کہ ہم نے انہیں اچھا برا دکھا دیا، بتا دیا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ اور اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ[2]۔ اس کے علاوہ ہدایت کا یہ معنی کہ سیدھے اور سچے رستے پر لگا دینا یہ تو اِصعاد کے معنی میں ہے اور أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ میں یہی معنی مراد ہے۔ يُوزَعُونَ روکے جائیں گے۔ مِنْ أَكْمَامِهَا۔ كُمٌّ کہتے ہیں کلی کے چھلکے کو (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے)

دیگر مفسرین کہتے ہیں انگور جب نکلے تو اسے بھی کافور اور كُفُرَّى کہتے ہیں۔ وَلِيٌّ حَمِيمٌ نزدیک رہنے والا دوست۔

مِنْ مَحِيصٍ۔ مَحِيصٍ حَاصَ سے نکلا ہے حاص کا معنی نکل نکل بھاگا۔ الگ ہو گیا۔ مِرْيَةٍ اور مُرْيَةٍ کا ایک ہی معنی ہے یعنی شک۔ مجاہد کہتے ہیں[3] اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ

[1] یعنی سب اس سے برابر فائدہ اٹھاتے ہیں یا سب اس سے یکساں عبرت حاصل کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت کے دو معنی آئے ہیں۔ ایک تو فقط راہ دکھلا دینا بری اچھی بات بتلا دینا ان تینوں آیتوں میں ہدایت کا یہی معنی ہے۔ دوسرے معنی راہ پر لگا دینا اور وہاں تک پہنچا دینا أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ میں یہ معنی مراد ہے ۱۲ منہ [3] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

الْوَعِيدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

وعید ہے[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[2] اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سے یہ مراد ہے کہ غصے کے وقت صبر کرے اور برائی کو معاف کردے۔ جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کریں گے تو اللہ انہیں ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔ اور ان کے دشمن بھی عاجز ہو کر ان کے گھرے اور نہایت وفادار دوست بن جائیں گے۔

بَابُ[۱۵۲۵] قَوْلِهِ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ

باب وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ کی تفسیر۔

۴۴۶۷۔ **حَدَّثَنَا** الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمُ الْآيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفَ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفَ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ

(از صلت بن محمد از یزید بن زریع از روح بن قاسم از منصور از مجاہد از ابومعمر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آیت وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمُ الْآيَةَ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ قریش کے دو آدمی[3] اور ان کے سسرال کا کوئی شخص جو ثقیف[4] قبیلے سے تھا یہ تینوں شخص یا ثقیف کے دو آدمی[5] اور ان کے سسرال کا کوئی شخص جو قریش قبیلے سے تھا یہ تینوں ایک گھر میں بیٹھے تھے[6] آپس میں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے؟ کسی نے کہا چند باتیں سنتا ہے (جو ہم بلند آواز سے کہیں) کسی نے کہا اگر چند باتیں سنتا ہے تو تمام باتیں بھی گویا سن لیتا ہوگا[7]۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ

[1] اس سے ڈرانا منظور ہے جیسے کہتے ہیں اچھا خیر جو چاہو کرو ۱۲ منہ [2] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] صفوان اور ربیعہ امیہ بن خلف کے بیٹے ۱۲ منہ [4] عبد یا لیل بن عمرو یا حبیب بن عمرو یا اخنس بن شریق ۱۲ منہ [5] ایک کا نام اخنس اور دوسرے کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۱۲ منہ [6] فیض الباری میں جو ختن کو خاص داماد قرار دیا ہے اس کی سند مجھ کو معلوم نہیں ہوئی عبدالرزاق کی روایت میں بغیر شک کے یوں مذکور ہے ایک ثقفی اور دو اس کی جورو کے رشتہ دار قریشی بیٹھے تھے اور مسلم کی روایت میں صرف تین شخصوں کا ذکر ہے کہ وہ بیٹھے تھے یہ تفصیل نہیں کہ قریش کے تھے یا ثقیف کے ۱۲ منہ [7] یعنی جب شرط پر رہ کر اس نے اتنی دور سے ہماری کچھ باتیں سن لیں تو معلوم ہوا کہ وہ سب کچھ سنتا ہے ہم آہستہ چھپا کر بولیں یا پکار کر ۱۲ منہ

يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ الْاٰيَةَ۔

علیکم سمعکم ولا ابصارکم الآیۃ۔

باب ۲۵۱۸ قَوْلِهٖ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الْاٰيَةَ

باب وذلکم ظنکم الآیۃ کی تفسیر۔

۴۴۶۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الْاٰيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهٰذَا فَيَقُوْلُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَوِ ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلٰى مَنْصُوْرٍ وَّتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ۔

(از حمیدی از سفیان از منصور از مجاہد از ابومعمر) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بیت اللہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی اکٹھے ہوئے ان کے پیٹ بہت بڑے بڑے تھے مگر عقل کے کم تھے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کیا تمہارے خیال میں ہماری باتوں کو اللہ سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر زور سے بولوگے تو سن لے گا اور آہستہ بولنے سے نہ سن سکے گا۔ تیسرا کہنے لگا۔ اگر وہ بلند آواز والی بات سن سکتا ہے تو آہستہ والی بات بھی سن لے گا[۱]۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الْاٰيَةَ

حمیدی کہتے ہیں سفیان بن عیینہ ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے (پہلے) وہ یوں کہتے تھے ہم سے منصور بن معتمر یا عبداللہ بن ابی نجیح یا حمید بن قیس نے بیان کیا پھر صرف منصور کا نام لینے لگے باقی دونوں کا نام لینا چھوڑ دیا۔ کئی بار اسی طرح انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔

باب ۲۵۱۹ قَوْلِهٖ فَإِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ الْاٰيَةَ

باب فَإِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ الْاٰيَةَ کی تفسیر

۴۴۶۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ۔

(از عمرو بن علی از یحییٰ از سفیان ثوری از منصور از مجاہد از ابی معمر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بالا منقول ہے۔

---

[۱] یہ تیسرا شخص ان تینوں میں ذرا سمجھدار تھا۔ کہتے ہیں یہ اخنس بن شریق یا صفوان بن امیہ تھا جو بعد کو مسلمان ہو گئے تھے ۱۲ منہ

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَقِيْمًا لَّا تَلِدُ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا الْقُرْاٰنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَّا حُجَّةَ بَيْنَنَا لَا خُصُوْمَةَ طَرْفٍ خَفِيٍّ ذَلِيْلٌ فَقَالَ غَيْرُهٗ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ شَرَعُوْا ابْتَدَعُوْا۔

سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تفسیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے عَقِيْمًا کا معنی بانجھ جس کی اولاد نہ ہو[1]۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا میں روح سے قرآن مراد ہے۔

مجاہد کہتے ہیں[2] يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا ہے۔ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا اب ہمارے تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں رہا۔ طَرْفٍ خَفِيٍّ کمزوری کی نگاہ سے (یا دزدیدہ نظر سے)

دیگر مفسرین کہتے ہیں فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ یعنی اپنے مقام پر (موج کے تھپیڑوں سے) ہلتی رہیں۔ نہ آگے بڑھیں (نہ پیچھے ہٹیں)، شَرَعُوْا نیا دین نکالا۔

بَابٌ ۲۵۲ قَوْلِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

۴۴۷۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِّنَ الْقَرَابَةِ۔

باب اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی تفسیر

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از عبد الملک بن میسرہ از طاؤس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کا مطلب دریافت کیا گیا۔ سعید بن جبیر نے (فوراً) کہہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم جلد بازی کرتے ہو، اصل بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (کچھ نہ کچھ) قرابت نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے پیغمبر سے) فرمایا (آپ کہہ دیجئے) اگر اور کچھ نہیں کرتے (مسلمان نہیں ہوتے) تو اتنا کرو میرا اور اپنی قرابت ہی کا لحاظ رکھو[3]۔

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى اُمَّةٍ عَلٰى اِمَامٍ

سورہ حٰمٓ زخرف کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں عَلٰى اُمَّةٍ کا معنی ایک امام پر (یا) ایک ملت پر

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم اور طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] کیونکہ یہ آیت مکی ہے اب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت جو ابن ابی حاتم نے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربیٰ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مراد ضعیف ہے۔ ابن کثیر نے کہا اس کا راوی حسین اشقر ہے جو شیعی حدیث بنانے والا ہے اور یہ آیت مکہ میں اتری اس وقت فاطمہؓ کی اولاد کہاں تھی کذا فی القسطلانی

وَقِيلِهِ يَا رَبِّ تَفْسِيرُهُ أَيَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرَ فِضَّةٍ مُقْرِنِينَ مُطِيقِينَ آسَفُونَا أَسْخَطُونَا يَعْشُ يَعْمَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ مُقْرِنِينَ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَىٰ

ایک دین پر) وَقِيلِهِ يَا رَبِّ کا معنی یہ ہے کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور اُن کی سرگوشی اور گفتگو نہیں سنتے[1]

ابن عباس[2] رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً کا یہ مطلب ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بنا ڈالتا[3] تو میں کفار کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی سیڑھیاں کر دیتا۔ مَعَارِجَ کا معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ[4] مُقْرِنِينَ زور والے[5] آسَفُونَا ہمیں غصہ دلانا يَعْشُ اندھا بن جائے[6]

مجاہد کہتے ہیں[7] أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ کا مطلب یہ ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے اور ہم تم پر عذاب نازل نہیں کریں گے (تمہیں ضرور عذاب ہوگا) وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ پہلے لوگوں کے واقعات چل پڑے[8] وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ یعنی اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھوں پر ہمارا زور نہ چل سکتا تھا۔ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ سے بیٹیاں مراد ہیں۔ یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھیرایا۔ افسوس تم کیسا فیصلہ کر رہے ہو!۔ لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ میں هُمْ کی ضمیر کا مرجع بت ہیں کیونکہ خداوند عالم آگے فرماتے ہیں مَا لَهُمْ

---

[1] یہ تفسیر اس قرأت پر ہے جب وَقِيلَهُ بہ نصب لام پڑھا جائے تو یہ عطف ہوگا سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ پر اور مشہور قرأت وَقِيلِهِ بہ کسرۂ لام ہے اس صورت میں یہ عطف ہوگا السَّاعَةِ پر یعنی خدا تعالیٰ اس کی گفتگو کو بھی جانتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے اور طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یا اس صورت میں سارے کافر ہو جاتے ۱۲ منہ [4] مطلب یہ ہے کہ دنیا کی دولت کو اللہ کا احسان نہ سمجھنا چاہیے کبھی جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ان کو دنیا کی دولت بہت ہے دنیا ایک بے حقیقت چیز ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ دنیا میں سب کافر ہی کافر ہو جاتے یعنی جس صورت میں اللہ تعالیٰ سب کافروں کو مالدار کرتا لوگ دنیا کی طمع سے سب کے سب کفر اختیار کرتے اور یہ اللہ کو منظور نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو اتنی دولت دیتا کہ ہر کافر کے گھر کی چھت زینے فرش وغیرہ سب چاندی کے ہوتے ۱۲ منہ [5] یعنی اگر اللہ تعالیٰ ان جانوروں کو ہمارے بس میں نہ دیتا تو ہم کو اتنی طاقت نہ تھی کہ ان کو زور سے اپنے بس میں لاتے ۱۲ منہ [6] اللہ کی یاد چھوڑ دے دنیا میں پھنس جائے ۱۲ منہ [7] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] لوگ ان کے تذکرے کرتے رہتے ہیں ۱۲ منہ

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ فِي عَقِبِهِ وَلَدِهِ مُقْتَرِنِينَ يَمْشُونَ مَعًا سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَثَلًا عِبْرَةً يَصِدُّونَ يَضِجُّونَ مُبْرِمُونَ مُجْمِعُونَ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ الْعَرَبُ تَقُولُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيئَانِ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ مَلَائِكَةً يَخْلُفُونَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ یعنی بتوں کو جنہیں یہ پوجتے ہیں کچھ علم ہی نہیں ہے (وہ تو بے جان ہیں) فِي عَقِبِهِ اس کی اولاد میں مُقْتَرِنِينَ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سَلَفًا سے مراد فرعون کی قوم ہے یعنی وہ لوگ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کافر ہیں ان کے وہ فرعونی پیشوا تھے مَثَلًا لِلْآخِرِينَ پچھلوں کے لئے عبرت اور مثال يَصِدُّونَ چلانے لگے۔ (شور کرنے لگے) مُبْرِمُونَ قرار دینے والے اجماع کرنیوالے أَوَّلُ الْعَابِدِينَ پہلے ایمان لانے والا۔ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ عرب لوگ کہتے ہیں ہم تم سے براء ہیں، ہم تم سے خلاء ہیں (یعنی بیزار ہیں، الگ ہیں، کچھ غرض نہیں) واحد، تثنیہ اور جمع، مذکر و مونث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ براء مصدر ہے اگر بَرِيءٌ پڑھا جائے جیسے ابن مسعود کی قراءت ہے تب تو تثنیہ میں بَرِيئَانِ اور جمع میں بَرِيئُونَ کہنا چاہئیے۔

الزُّخْرُفُ ۔سونا۔ مَلَائِكَةً يَخْلُفُونَ یعنی فرشتے جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔

باب ۲۵۲۱ قَوْلِهِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْآيَةَ

باب وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْآيَةَ کی تفسیر

۴۴۷۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْآخِرِينَ عِظَةً وَقَالَ غَيْرُهُ

(از حجاج بن منہال از سفیان بن عیینہ از عمرو از عطاء از صفوان بن یعلی) یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یوں پڑھتے سنا۔ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (بعض حضرات نے يَا مَالِ پڑھا ہے)

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَثَلًا لِلْآخِرِينَ یعنی پچھلوں کے لئے نصیحت۔ دوسرے مفسرین کہتے ہیں مُقْرِنِينَ قابو میں لانیوالے

مُقْرِنِيْنَ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيْقُ الَّتِيْ لَا خَرَاطِيْمَ لَهَا أَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْآنِفِيْنَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ الْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا إِنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِيْنَ مُشْرِكِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوْا فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ عُقُوْبَةُ الْأَوَّلِيْنَ جُزْءًا عِدْلًا۔

عربی میں محاورہ ہے فلاں شخص فلاں شخص کا مقرن ہے یعنی اس پر اختیار رکھتا ہے۔ اکواب وہ کوزے جن میں ٹوٹی نہ ہو (بلکہ منہ کھلا ہوا ہو جہاں سے چاہے آدمی پیے) إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے عَابِدِيْنَ سے آنِفِيْنَ مراد ہے یعنی سب سے پہلے میں اس سے عار کرتا ہوں، اس کا انکار کرتا ہوں۔ عَابِدٌ اور عَبِدٌ دونوں عار کرنے والے کے معنی میں آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وَقِيْلِهِ يَا رَبِّ کے بدل یوں پڑھا ہے وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ۔ بعض حضرات کہتے ہیں أَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ کا معنی یہ ہے سب سے پہلے میں اس کا انکار کرنے والا ہوں۔ یہ عَبِدَ يَعْبَدُ سے نکلا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ یعنی مجموعی کتاب اور اصل کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا إِنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِيْنَ میں مُسْرِفِيْنَ مشرکین مراد ہیں۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم اگر قرآن کے آغاز نزول میں جب مشرکین و کفار نے تکذیب قرآن کی تھی قرآن کو اٹھا لیا جاتا تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے[1] وَمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ یعنی اگلے لوگوں پر عذاب واقع ہو چکا ہے۔ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا یعنی بعض بندوں کو انہوں نے اللہ کے برابر کر دیا۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

سورۂ دخان کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَهْوًا طَرِيْقًا يَابِسًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ فَاعْتِلُوْهُ ادْفَعُوْهُ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ أَنْكَحْنَاهُمْ حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ تَرْجُمُوْنِ الْقَتْلُ وَرَهْوًا سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْمُهْلِ أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ

مجاہد کہتے ہیں رَهْوًا کا معنی خشکی کا رستہ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ سے مراد اگلے زمانے کے لوگ جن کی تاریخ ان کے سامنے ہے فَاعْتِلُوْهُ اسے دھکیل دو۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔ جن کا حسن و جمال دیکھ کر آنکھیں تعجب میں پڑ جائیں گی تَرْجُمُوْنِ مجھے قتل کرو۔ رَهْوًا ساکن۔ ٹھہرا ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کَالْمُهْلِ اتنا سیاہ جیسے تیل کی تلچھٹ کالی

[1] مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قرآن مجید نہیں اٹھایا بلکہ وہ باوجود سرباردان کو سمجھاتا رہا۔ اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

تُبَّعٍ مُلُوْكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ يُسَمّٰى تُبَّعًا لِاَنَّهٗ يَتْبَعُ صَاحِبَهٗ وَالظِّلُّ يُسَمّٰى تُبَّعًا لِاَنَّهٗ يَتْبَعُ الشَّمْسَ

ہوتی ہے۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں تُبَّع سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں انہیں تُبَّع اس لئے کہا کرتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے بادشاہ بنتے چلے آئے۔ اور سایہ کو بھی تُبَّع کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے تابع ہوا کرتا ہے۔

باب ۲۵۲۲ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ وَقَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ۔

باب فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ کی تفسیر۔

قتادہ کہتے ہیں فَارْتَقِبْ کا معنی انتظار کر۔

۴۴۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَضٰى خَمْسٌ الدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ۔

(از عبدان از ابی حمزہ از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ نشانیاں گزر چکیں۔ دخان[1]، روم[2]، چاند کا پھٹنا[3]، بطشہ[4] اور لزوم[5]۔

باب ۲۵۲۳ قَوْلِهٖ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

باب يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ کی تفسیر۔

۴۴۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّمَا هٰذَا لِاَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَّجَهْدٌ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقٰى فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ

(از یحییٰ از ابو معاویہ از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں کیں تو آپ نے بارگاہِ ایزدی میں بددعا کی کہ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح قحط ڈال دے چنانچہ وہ لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہڈیاں تک کھانے لگ گئے اور جب آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو دھواں ہی دھواں نظر آتا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ قوم مُضر کے لئے (وہ تو سخت مشرک اور کافر ہیں، تو (عجیب) دلیر آدمی ہے) غرض آپ نے بارش کی دعاء فرمائی (کافروں پر بھی رحم فرمایا۔ آپ رحمت للعالمین تھے) بارش ہوئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ[6]۔

---

[1] جس کا ذکر اس سورت میں ہے ۱۲ منہ [2] کا مغلوب ہونا جس کا ذکر سورۂ روم میں ہے ۱۲ منہ [3] جس کا ذکر سورۂ قمر میں ہے ۱۲ منہ [4] جس کا ذکر اس سورت میں ہے ۱۲ منہ [5] جس کا ذکر سورۂ فرقان میں ہے ۱۲ منہ [6] ترجمہ: تم پھر وہی شرک اور کفر کرتے رہو گے ۱۲ منہ

فَلَمَّآ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ۔

جب ذرا آسائش ملی تو اسی حالت میں آگئے (مشرک ہوگئے) آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ۔ بَطْشَةٌ سے بدر کی سزا مراد ہے۔

بَاب ۲۵۲۴ قَوْلِهٖ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ۔

۴۷۷۴۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ۔

باب رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر۔

(از یحییٰ از وکیع از اعمش از ابوالضحیٰ) مسروق رح کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا علم و فضل کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو صاف کہہ دے اللہ جانتا ہے (میں نہیں جانتا) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو کہہ دے اے کافرو! میں تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا، نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنی طرف سے بناوٹ کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہوا کہ قریش نے جب آپ کا فرمان نہ سنا اور سرکشی پر آمادہ ہوگئے تو آپ نے بددعا کی یا اللہ ان پر عہد یوسف علیہ السلام کی طرح سات سال قحط نازل فرما اور میری مدد فرما اور وہ لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے اور مارے بھوک کے ہڈیاں اور مردار کا گوشت کھانے لگے، اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ بھوک کی سختی کی وجہ سے آسمان پر دھواں نظر آنے لگا تو ان لوگوں نے دعاء کی کہ یا اللہ ہم ایمان والے ہوگئے ہیں۔ یہ عذاب الیم ہم پر سے اٹھالے۔ تب ان سے کہا گیا کہ اگر ہم نے عذاب اٹھالیا تو یہ پھر کفر کی طرف واپس ہوجائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی تو رحمت اپنی نازل ہوئی۔ مگر وہ لوگ پھر اپنی جگہ (کفر کی طرف) واپس ہوگئے اور ان سے خداوند کریم نے جنگ بدر میں اس کا بدلہ لیا۔ غرض اس آیت يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ الْاٰيَةَ سے یہی واقعہ مراد لیا گیا ہے۔

بَاب ۲۵۲۵ قَوْلِهٖ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ الذِّكْرُ وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ۔

۴۷۷۵۔ **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ

باب اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ کی تفسیر

ذِکر اور ذکرٰی کے ایک ہی معنیٰ ہیں یعنی نصیحت حاصل کرنا۔

(از سلیمان بن حرب از جریر بن حازم از اعمش از ابوالضحیٰ) مسروق رح

حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِيْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَاَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حَتّٰى بَلَغَ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ

کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو دعوتِ اسلام دی اور انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کا کہنا نہ مانا تو آپؐ نے یہ دعا کی یا اللہ ان لوگوں پر عہدِ یوسفؑ کی طرح سات سالہ قحط نازل فرما اور میری مدد کر۔ چنانچہ ان پر ایسا قحط آیا کہ ہر چیز تباہ ہوگئی[1] نوبت یہ پہنچی کہ مردار تک کھانے لگے۔ ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو بھوک اور کمزوری کے مارے اپنے اور آسمان کے بیچ ایک دھواں سا دیکھتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ ۔ عَآئِدُوْنَ تک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بھلا کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عذاب قیامت ان سے ہٹا لیا جائے۔ (یعنی یہاں اس آیت سے دنیاوی عذاب مراد ہے) وہ فرماتے ہیں يَبْطِشُ الْكُبْرٰى سے جنگِ بدر مراد ہے۔

بَاب ۲۵۲۶ قَوْلِهٖ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ

باب ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ کی تفسیر

۷۶۴۴ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ

(از بشر بن خالد از محمد از شعبہ از سلیمان و منصور از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور کہا اے محمد کہہ دیجئے میں تم سے اس دعوت و تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا کہ قریش کسی طرح میرا کہنا نہیں سنتے تو آپ نے یہ دعا، کی یا اللہ! عہدِ یوسفی کی طرح سات سالہ قحط ان پر بھیج کر میری مدد کر۔ چنانچہ قحط آ پہنچا۔ اس نے ہر شے تباہ کردی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہڈیاں اور چمڑے تک بھی

[1] قحط نے سب چیزوں کو ملیامیٹ کر دیا ۱۲ منہ

بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُودُوا بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلَى عَائِدُونَ أَفَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ الرُّومُ۔

کھا گئے۔

اور منصور راویوں میں سے ایک یوں کہتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے ہڈی اور مردار کو بھی نہ چھوڑا۔ اور زمین سے ایک دھواں سا نکلنا شروع ہوا[1]۔

پھر ابوسفیان رضؓ (جو اس وقت کافر تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم تو ہلاک ہو رہی ہے۔ اب دعاء کیجیے کہ اللہ تعالیٰ یہ قحط موقوف کر دے۔ چنانچہ آپؐ نے دعاء کی اور فرمایا تم عذاب ٹلنے کے بعد پھر کفر کرنے لگو گے اور آپ نے یہ آیت پڑھی فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ——— عَائِدُونَ تک۔ منصور کی روایت میں اسی طرح ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر یہ آخرت کا عذاب مراد ہوتا تو آخرت کا عذاب کہیں موقوف ہو سکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ دخان، بطشہ اور لزام یہ تینوں نشانیاں گزر چکیں۔ سلیمان اور منصور میں سے ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ چاند کی نشانی بھی گزر چکی ہے۔ دوسرے صاحب کہتے ہیں روم کی نشانی بھی گزر چکی ہے۔

بَابُ ۲۵۲۷ قَوْلِهِ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ۔

۴۴۷۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اللِّزَامُ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ۔

باب إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ سے إِنَّا مُنْتَقِمُونَ تک کی تفسیر۔

(از یحییٰ از وکیع از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ چیزیں گزر چکیں۔ لزام، روم، بطشہ، قمر اور دخان۔

[1] یہ اگلی روایتوں کے خلاف [illegible] ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ دیکھنے والے کو زمین و آسمان کے [illegible] دھواں سا معلوم ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دھواں زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا ہو یا دونوں باتیں ہوئی ہوں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب بارش با[illegible] نہیں ہوتی تو زمین بہت گرم ہو کر اس میں سے ایک مادہ دھوئیں کی طرح نکلتا ہے اٹالیا کی طرف تو ایسے پہاڑ موجود ہیں جن میں سے رات دن آگ نکلتی ہے وہاں دھواں رہتا ہے اور کبھی کبھی زمین میں سے یہ گرم مادہ نکل کر دور دور تک پھیلتا چلا گیا ہے اور جو چیز سامنے آئی درخت آدمی جانور وغیرہ اس کو جلا کر خاکستر کر دیا ۱۲ منہ

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَسْتَنْسِخُ نَكْتُبُ نَنْسَاكُمْ نَتْرُكُكُمْ۔

بَابٌ ۲۵۲۸ قَوْلِهٖ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ۔

۴۴۷۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

قَالَ مُجَاهِدٌ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٍ وَّاُثْرَةٍ وَّاَثَارَةٍ بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَرَءَيْتُمْ هٰذِهِ الْاَلِفُ اِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ اِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُوْنَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ

سورۂ جاثیہ کی تفسیر

جَاثِیَۃ گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے۔ (ڈر کے مارے) مجاہد کہتے ہیں نَسْتَنْسِخُ کا معنی لکھتے تھے[1] نَنْسَاکُمْ تمہیں چھوڑ دیں گے۔ (عذاب میں پڑا رہنے دیں گے۔

باب وَمَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ کی تفسیر

(از حمیدی از سفیان از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھے ستاتا ہے، زمانے کو بُرا کہتا ہے۔ میں زمانے کا مالک ہوں (زمانہ کیا کر سکتا ہے) سب کام میرے ہاتھ میں ہے۔ میں ہی رات دن کو پلٹ پلٹ کرلاتا ہوں[2]

سورۂ احقاف کی تفسیر

(مجاہد کہتے ہیں تُفِیْضُوْنَ جو تم زبان سے نکالتے ہو[3] بعض مفسرین اَثَرَۃٍ، اُثْرَۃٍ اور اَثَارَۃٍ (تینوں قراتیں ہیں) ابن عباس رضی اللہ عنہما[4] کہتے ہیں بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا یہ معنی ہے کہ میں ہی کوئی پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں اَرَاَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں ہمزہ ڈرانے کیلئے ہے یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو تو یہ چیزیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، پوجا کے لائق نہیں۔ (اول دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ دلیل نہیں

---

[1] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اَنَا الدَّھْرُ کا یہی مطلب ہے کہ میں زمانہ کا مالک اور خالق ہوں یہ نہیں کہ زمانہ خود اللہ ہے جیسے دہریے سمجھتے ہیں کہ معاذ اللہ اللہ کا وجود نہیں ہے یہ سارا عالم خود بخود پیدا ہو گیا ہے اور سارے واقعات زمانہ کے انقلاب سے خود بخود پیدا ہوتے ہیں ابن کثیر نے کہا کہ ابن حزم نے غلطی کی جو دہر کو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں داخل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

تَعْبُدُ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ خَلَقُوا شَيْئًا۔

اس لئے کہ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا) اَرَءَیْتُمْ میں رؤیت سے مراد آنکھ کا دیکھنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کیا تمہیں خبر ہے؟ کہ جن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟۔

باب ۵۲۹ قَوْلِهِ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۔

باب وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ کی تفسیر۔

۴۴۷۹۔ **حَدَّثَنَا** مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعٰوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعٰوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ رَضِيَ فَلَمْ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از ابوبشر) یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ مروان بن حکم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم حجاز تھا۔ وہ خطبے میں یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اس کی بیعت کی جائے[1]۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کوئی اعتراض کیا[2]۔ مروان کہنے لگا اسے گرفتار کر لو۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پناہ لی اور یہ لوگ اسے گرفتار نہ کر سکے[3]۔ آخر (مجبور ہو کر) مروان باہر کھڑا ہوا کہنے لگا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا الْآيَةَ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ کھڑے ہوئے جواب میں فرمایا کہ خداوند عالم نے ہماری برائی میں کوئی آیت نازل نہیں کی البتہ میری پاکیزگی میں تو قرآن کی آیات نازل ہوئیں[4]۔

---

[1] مروان یزید کے فضائل بیان کرنے لگا اور کہنے لگا امیرالمؤمنین معاویہؓ کو اللہ تعالیٰ نے (ھی) رائے دی کہ وہ اپنی زندگی میں یزید کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جیسے ابوبکر صدیق نے عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ کہتے ہیں مروان نے معاویہؓ کے حکم کے موافق لوگوں کو جمع کرکے یہ خطبہ سنایا تھا اور معاویہ یہ چاہتے تھے کہ ان کی زندگی میں ہی لوگ یزید سے بیعت کر لیں تاکہ ان کے بعد پھر کوئی شورش نہ ہو[2] سنہ ۵۶ھ عبدالرحمٰن نے کہا اسلام کی خلافت بھی کیا روم کی سلطنت ہو گئی کہ باپ کے بعد بیٹے کو بٹھایا گو وہ لائق و مستحق ہو یا نہ ہو اور ابوبکرؓ نے جو عمرؓ کو خلیفہ بنایا تو اس کی مثال کیوں دیتا ہے ابوبکرؓ نے عمرؓ کو سب لوگوں میں افضل اور خلافت کے اہل سمجھا اس وجہ سے ان کو خلافت دی ابوبکرؓ نے اپنی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور معاویہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو عزت حاصل ہو گو اس کو خلافت کا استحقاق نہ ہو مترجم کہتا ہے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی تقریر بالکل صحیح تھی اور مروان (بقیہ برصفحہ)

باب ۲۵۳ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَارِضٌ اَلسَّحَابُ

۴۴۸۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رضـ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهٗ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔

باب فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ کی تفسیر۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں عَارِضٌ سے مراد ابر ہے [1]

(از احمد از ابن وہب از عمرو از ابوالنضر از سلیمان بن یسار)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق مبارک نظر آنے لگے بلکہ آپ کی ہنسی یہی مسکرانا تھا اور آپ کا یہ حال تھا کہ جب ابر یا آندھی دیکھتے تو آپ کا چہرہ مبارک متفکر ہو جایا کرتا۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ تو جب ابر کو دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں کہ اب بارش ہوگی مگر آپ کے چہرے پر آثار فکر نمودار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! مجھے یہ فکر ہوتی ہے کہ کہیں عذاب تو نہیں ہے۔ ایک قوم پر آندھی کا عذاب آیا (یعنی قوم عاد پر) انہوں نے عذاب کا ابر دیکھا تو کہنے لگے یہ ابر تو ہم پر برسنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اَوْزَارَهَا اٰثَامَهَا حَتّٰى لَا يَبْقٰى اِلَّا مُسْلِمٌ عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلِيُّهُمْ عَزَمَ الْاَمْرُ

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تفسیر

اَوْزَارَهَا۔ اپنے گناہ اتار دے، مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے [2] عَرَّفَهَا اسے بیان کر دے گا، بتا دے گا [3] مجاہد کہتے ہیں مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں مولیٰ سے مراد ولی یعنی کارساز ہے۔ عَزَمَ

(بقیہ از صفحہ سابقہ) کمبخت ظالموں میں سے تھا اور ظالموں کا مددگار تھا اللہ اس کو سمجھے بھلا ابوبکر اور عمر کی کیوں مثال دی چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ ابوبکر صدیق رضی نے جب حضرت عمرؓ کو مرض موت میں خلیفہ بنایا تو کہنے لگے اگر حق تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا تم نے کس کو خلیفہ بنایا تو میں کہوں گا اس کو بنایا جو سب مسلمانوں میں بہتر اور افضل و اعلیٰ تھا ۱۲ منہ [3] چونکہ حضرت عائشہؓ کے گھر کی سارے مسلمان عزت و حرمت کرتے تھے ۱۲ منہ [4] دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی نے فرمایا مروان جھوٹا ہے البتہ یہ تو ہے کہ آنحضرت صلعم نے حکم ان کے باپ پر اس وقت لعنت کی جب مروان اس کی پشت میں تھا تو مروان اللہ کی لعنت کا ایک ٹکڑا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اکثر لوگوں نے اوزار کے معنی ہتھیار کئے ہیں ۱۲ منہ [3] ہر ایک بہشتی اپنا گھر پہچان لے گا ۱۲ منہ [4] اس کو طبری نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

حَدَّ الْاَمْرُ فَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَضْعُفُوْا
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ
اٰسِنٍ مُتَغَيِّرٍ۔

الامر جب جنگ کا ارادہ پختہ ہو جائے فلا تہنوا سستی نہ کرو۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اضغانھم کا معنی ان کا حسد اور کینہ[۱] آسن سڑا ہوا پانی[۲]۔

بَابٌ ۱۲۵۳ قَوْلِهٖ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ

باب وتقطعوا ارحامکم کی تفسیر۔

۴۴۸۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان از معاویہ بن ابی مزرد از سعید بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب سب مخلوقات پیدا کر چکا، اس وقت ناطہ (رشتہ) نے (مجسم ہو کر) کھڑے ہو کر خداوند کا دامن پکڑا[۳]۔ خداوند عالم نے فرمایا، پھر (یہ کیا کرتا ہے؟) وہ عرض کرنے لگا میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھے کاٹے۔ (ناتا توڑے، برادری چھوڑے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو کوئی تجھے جوڑے وہ مجھ سے جوڑے[۴]۔ اور جو کوئی تجھے توڑے وہ مجھ سے توڑے[۵]۔ یہ سن کر ناتا (رشتہ۔ رحم) کہنے لگا۔ پروردگار! میں اس پر راضی ہوں۔ پروردگار نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو اس حدیث کی تائید میں (سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں) یہ آیت پڑھو "تم سے تو یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو ملک میں فساد و خرابی برپا کر دو اور اپنے ناتے رشتے توڑ دو۔"

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ اَبُو الْحُبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ۔

(از ابراہیم بن حمزہ از حاتم از معاویہ از عم او ابوالحباب سعید بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بالا بیان کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ الْاٰيَةَ۔

۴۴۸۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِي الْمُزَرِّدِ بِهٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از بشر بن محمد از عبداللہ) معاویہ بن ابی المزرد نے یہی حدیث بیان کی اس میں بھی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ جس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے ۱۲ منہ ۳ حقو اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پر ازار بند باندھتے ہیں ۱۲ منہ ۴ میری رضامندی حاصل کرے ۱۲ منہ ۵ میں اس پر اپنا غضب اتار دوں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ — اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الآیۃ۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بُوْرًا هَالِكِيْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ السَّحْنَةُ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ التَّوَاضُعُ شَطْأَهُ فِرَاخَهُ فَاسْتَغْلَظَ غَلُظَ سُوْقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ تُعَزِّرُوْهُ تَنْصُرُوْهُ شَطْأَهُ شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَآزَرَهُ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا۔

بَاب ۲۵۳۲ قَوْلِهِ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

سورۂ فتح کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں بُوْرًا کا معنی ہلاک[1] ہونے والے اور مجاہد یہ بھی کہتے ہیں[2] سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ماتھوں پر سجدے کی وجہ سے نرمی اور خوشنمائی ہے[3] منصور نے مجاہد سے نقل کیا[4] سیما سے مراد تواضع اور عاجزی ہے۔ أَخْرَجَ شَطْأَهُ بالی نکالی فَاسْتَغْلَظَ موٹا ہو گیا۔ سُوْق درخت کا تنا (نلی) جس پر درخت کھڑا رہتا ہے دَائِرَةُ السَّوْءِ جیسے کہتے ہیں رَجُلُ السَّوْءِ۔ دَائِرَةُ السَّوْءِ سے عذاب مراد ہے یُعَزِّرُوْهُ اس کی مدد کریں[5] شَطْأَهُ سے بالی کا پٹھا مراد ہے۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیاں اگاتا ہے اور ایک کو دوسری سے زور ملتا ہے فَآزَرَهُ سے یہی مراد ہے یعنی اسے زور دیا۔ اگر ایک ہی بالی ہوتی تو ایک نلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک مثال بیان فرمائی کہ جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تھی اس وقت تنہا تھے (کوئی یار و مددگار نہ تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے صحابہ کرام کے ذریعے آپ کو زور اور طاقت دی۔ جیسے دانے کو بالیوں سے ملتا ہے[6]

باب إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تفسیر۔

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] ابن عباس نے کہا قیامت کے دن ان کے منہ پر روشنی اور سپیدی ہوگی ۱۲ منہ [4] اس کو علی بن مدینی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] ایک قراءۃ یوں بھی ہے لِيُؤْمِنُوْا بِهِ وَيُعَزِّرُوْهُ وَيُوَقِّرُوْهُ بہ صیغۂ غائب اور مشہور قراءت لِتُؤْمِنُوْا بِهِ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ہے ۱۲ منہ [6] بعضوں نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی مثال ہے ۱۲ منہ

۴۴۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْاٰنُ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از زید بن اسلم) اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (حدیبیہ) میں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کچھ پوچھا۔ آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ (آپ پر وحی آ رہی تھی) انہوں نے پھر پوچھا۔ آپ نے تب بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا تو بھی جواب نہ دیا۔ آخر حضرت عمرؓ خود کو کوسنے لگے۔ عمر! (کاش تو مر جائے) تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار عاجزی سے پوچھا لیکن آپ نے ایک بار بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنی سواری کے اونٹ کو ایڑ لگائی اور لوگوں کے آگے نکل گیا۔ دل میں خوف تھا کہیں میرے خلاف قرآن میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سنی، وہ مجھے آواز دے رہا تھا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے یاد کیا ہے) میں ڈرا شاید میرے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ہے (خیر میں آپ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسی رات (ابھی ابھی) مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی وہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج کی روشنی پہنچتی ہے۔ پھر آپ نے سورت پڑھی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا آخر تک[1]۔

۴۴۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔

۴۴۸۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از معاویہ بن قرہ) عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن سورۂ فتح پڑھ رہے تھے اور آواز دُہرا کر (بڑی خوش الحانی کے ساتھ) پڑھ رہے تھے۔ معاویہ بن قرہ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو مسلمانوں کی فتح فرمایا کیونکہ اس صلح کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہوا اسی روز سے اسلام کو بے حد ترقی ہوئی اور کافروں کی قوت مضمحل ہو گئی ۱۲ منہ

فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ مُعٰوِيَةُ لَوْشِئْتُ اَنْ اَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ

کی قرأت تمہیں سنا سکتا ہوں[۱]۔

بَابُ ۲۵۳۳ قَوْلِهٖ لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔

باب لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا کی تفسیر۔

۴۴۸۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

فرمایا کیا میں خدا کا شاکر بندہ نہ بنوں؟۔

(از صدقہ بن فضل از ابن عیینہ از زیاد) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز میں) اتنا کھڑے ہونے لگے کہ آپ کے پاؤں (مبارک) میں ورم آگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ آیت نازل فرمائی لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اور آپ کے سب اگلے اور پچھلے بخش دئے ہیں (پھر آپ اتنی ریاضت کیوں فرماتے ہیں؟) آپ نے

۴۴۸۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهٗ صَلّٰى جَالِسًا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ۔

(از حسن بن عبدالعزیز از عبداللہ بن یحییٰ از حیوہ از ابوالاسود از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ آپ اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں؟ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے (تمام گناہ) بخش دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کیا میں (ریاضت کرکے) اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ جب (آپ کی عمر زیادہ ہوئی) آپ کا جسم بھاری ہوگیا تو آپ (تہجد کی نماز) بیٹھ کر پڑھا کرتے۔ سورت پڑھتے رہتے) جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر چند آیات پڑھ کر رکوع کرتے۔

---

[۱] حدیث میں فَرَجَّعَ فِيهَا ہے ترجیع کی۔ اس کے معنی ہیں کہ آواز دہرا کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھی دوسری روایت میں ہے۔ ترجیع یہ ہے آآآ تین بار یعنی خوب مد شد کے ساتھ ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۵۳۴ قَوْلِهٖ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔

۴۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْقُرْاٰنِ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا قَالَ فِي التَّوْرٰىةِ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهٗ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَفْتَحُ بِهَآ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

باب اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا کی تفسیر

(از عبداللہ از عبدالعزیز بن ابی سلمۃ از ہلال بن ابی ہلال از عطاء بن یسار) عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ قرآن پاک کی یہ آیت یَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا توریت میں اس طرح یَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ الْاٰيَةَ (ترجمہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھے گواہ بنا کر خوشخبری دینے والا ڈرانے والا بھیجا تو اَن پڑھ لوگوں (یعنی عربوں) کی پشت پناہ ہے، تو میرا بندہ، میرا بھیجا ہوا ہے، میں نے تیرا نام متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے۔ نہ تو بدخو ہے نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور کرنے والا، تو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیگا بلکہ معاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے (دنیا سے) اس وقت تک نہ اٹھائے گا، جب تک ٹیڑھی ملت (یعنی کفر و شرک کی ملت) تیرے ذریعے سے سیدھی (درست) نہ کرلے یعنی لوگ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں اس کلمے کی تاثیر سے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں بہرے کانوں اور غلافوں سے ڈھکے ہوئے دلوں کو کھول دیگا۔

بَابٌ ۲۵۳۵ قَوْلِهٖ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ۔

۴۴۹۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَّهٗ مَرْبُوْطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَّجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّآ اَصْبَحَ ذَكَرَ

باب هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ کی تفسیر

(از عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی صحابیِ رسول ایک بار گھر میں تلاوت کلام پاک کر رہے تھے ان کا گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا، اچانک بدکنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی باہر نکلے[۱] دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا لیکن گھوڑا برابر بدکتا رہا۔ صبح کو دربارِ رسالت میں یہ واقعہ پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا اسے سکینہ کہتے ہیں جو

[۱] دیکھیں گھوڑا کاہے سے کود رہا ہے ۱۲ منہ

ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

تلاوت کلام پاک کے وقت نازل ہوا کرتی ہے (جس کا ذکر اس آیت میں ہے هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ)

بَابٌ ۲۵۳۶ قَوْلِهٖ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْآيَةَ

باب إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْآيَةَ کی تفسیر۔

۴۴۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ۔

(از قتیبہ بن سعید از سفیان از عمرو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صلح حدیبیہ میں ہم سب لوگ ملا کر چودہ سو آدمی تھے۔

۴۴۹۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ۔

(از علی بن عبد اللہ از شبابہ از شعبہ از قتادہ از عقبہ بن صہبان) عبد اللہ بن مُغَفَّل مُزنی کہتے ہیں میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت الرضوان میں موجود تھے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔

اسی سند سے عقبہ بن صہبان عبد اللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں کہ غسلخانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا[2]۔

۴۴۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ۔

(از محمد بن ولید از محمد بن جعفر از شعبہ از خالد از ابو قلابہ) ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ان صحابہ میں تھے جنہوں نے (صلح حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

۴۴۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّينَ

(از احمد بن اسحٰق سُلمی از یعلیٰ از عبد العزیز بن سیاہ) حبیب ابن ابی ثابت کہتے ہیں میں ابو وائل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا[3]۔ انہوں نے کہا۔ ہم لوگ جنگ صفین میں تھے[4] کسی نے کہا (اے علیؓ!) کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جو

[1] درخت کے تلے انہوں نے بیعت کی تھی ۱۲ منہ [2] یہ حدیث باب سے تعلق نہیں رکھتی مگر امام بخاری اس کو یہاں اس لئے لائے کہ اس میں عقبہ کے سماع کی عبد اللہ بن مغفل سے صراحت ہے ۱۲ منہ [3] ان لوگوں کا حال جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا یعنی خارجیوں کا ۱۲ منہ [4] صفین ایک مقام ہے فرات کے پاس وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ میں جنگ عظیم ہوئی تھی ۱۲ منہ

فَقَالَ رَجُلٌ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ اُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِي اللّٰهُ اَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى جَاءَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُّضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ۔

کتاب اللہ کی دعوت دیتے ہیں[۱]۔ سہل بن حنیف (ان خارجیوں سے) کہنے لگے اپنی رائے غلط سمجھو[۲]۔ دیکھو ہم لوگ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، جب آپ نے (مکے کے) مشرکوں سے صلح کی ہے اگر ہم لڑنا مناسب سمجھتے تو لڑ سکتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے کہنے لگے (یا رسول اللہ) کیا ہم سچے طریق پر اور مشرک لوگ جھوٹے طریقے پر نہیں ہیں؟ کیا ہم میں سے جو لوگ مارے جائیں وہ بہشت میں اور مشرکوں میں سے جو لوگ مارے جائیں وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ یہ سب صحیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر ہم کیوں اپنے (سچے) دین کو ذلیل کریں اور مدینے کو خالی لوٹ جائیں جب تک اللہ تعالیٰ ہمارا اور ان کا فیصلہ نہ کر دے[۳]؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اور اللہ کبھی مجھے ضائع (اور نظر انداز) نہیں کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ برہم[۴] سے لوٹ گئے۔ ان کا جوش ٹھنڈا نہ پڑا اور وہ اسی حال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس پہنچے۔ کہنے لگے اے ابوبکر! کیا ہم لوگ (مسلمان) سچے دین پر اور کافر جھوٹے طریقے پر نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے خطاب کے بیٹے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں[۵] اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ آپ کو نظر انداز کر دے[۶]۔ چنانچہ اس وقت سورۂ فتح نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَفْتَاتُوْا

سورۂ حجرات کی تفسیر

مجاہد نے کہا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا مطلب یہ ہے

[۱] ہوا یہ کہ جب صفین میں حضرت علیؓ کے فوجی معاویہؓ کی فوجوں پر غالب ہونے لگے تو عمرو بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو یہ صلاح دی کہ تم قرآن شریف حضرت علیؓ کے پاس بھیجو اور کہو ہم اور تم دونوں اس پر عمل کریں علیؓ قرآن شریف پر ضرور راضی ہوں گے جب قرآن مجید آیا تو حضرت علیؓ نے کہا میں تو تم سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوں اتنے میں خارجی لوگ آئے جن کو قراء کہتے تھے انہوں نے کہا امیر المومنین ہم تو انتظار نہیں کرنے کے ہم ان سے لڑنے جاتے ہیں ہم تو ان سے لڑیں گے ۱۲ منہ [۲] خارجی کہتے تھے ہم پنچایت یعنی تحکیم قبول نہیں کرنے کے کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی حاکم نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [۳] لڑائی ہو اور دونوں میں کوئی غالب ہو ۱۲ منہ [۴] جو ہر کام کا انجام خوب جانتا ہے [۵] بلکہ جو کچھ آپ کریں گے اسی میں کچھ حکمت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ بہتر کرے گا ۱۲ منہ [۶] جوش سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نرم تھا اس لئے جوش آیا بلکہ کافروں اور مشرکوں کے کھنچ نکلنے کا تھا۔ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ سے صرف وشاورھم فی الامر کے طریق پر اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے اطاعت کا مسئلہ تو وہ ساری امت سے زیادہ سمجھتے تھے لیکن چونکہ جوش ایمانی اور جذبۂ جہاد بے پناہ تھا۔ کافروں اور مشرکوں پر غصہ تھا اس لئے وہ بڑے خلوص سے اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے لیکن جونہی انہیں یہ جواب ملا کہ وحی الٰہی کے حکم سے صلح ہو رہی ہے تو وہ خاموش ہو گئے ان کی اطاعت کا تو یہ حال ہے کہ حضرت زبیر کہتے ہیں کہ جب لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ الآیۃ نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا آہستہ بولتے کہ دوبارہ پوچھنے کی نوبت آتی۔ نیز ان کی اطاعت اس واقعہ سے بھی بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضورؐ کے فیصلے کے بعد عمرؓ سے ایک منافق نے فیصلہ چاہا تو اسے قتل کر دیا۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کچھ بطور ناز تھا جیسے حضورؐ نے اللہ پر ناز کرتے ہوئے فرمایا تھا اعلنا غالب

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِہٖ اِمْتَحَنَ اَخْلَصَ۔ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یُدْعٰی بِالْکُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ یَلِتْکُمْ یَنْقُصْکُمْ اَلَتْنَا نَقَصْنَا۔

کہ کسی فتوے کے حکم یا کسی بات کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت مت کرو جب تک خدا وند تعالیٰ آپ کی زبانِ مبارک سے وہ بات نہ کہلوا دے[1]۔ اِمْتَحَنَ صاف کیا اور پرکھ لیا۔ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ مسلمان ہونے کے بعد سے کافر (مثلاً یہودی نصرانی یا مشرک وغیرہ) کہہ کر نہ پکارو۔ لَا یَلِتْکُمْ تمہارا ثواب کم نہیں ہوگا اسی سے وَمَا اَلَتْنَا (سورہ طور میں) ہے۔ ہم نے اس کے عمل کا ثواب کچھ نہیں گھٹایا۔

بَابٌ ۲۵۲۷ قَوْلِہٖ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الْاٰیَۃَ

تَشْعُرُوْنَ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْہُ الشَّاعِرُ۔

باب لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ کی تفسیر

تَشْعُرُوْنَ کا معنٰے جانتے ہو۔ اسی سے شاعر نکلا ہے یعنی جاننے والا۔

۴۴۹۵۔ حَدَّثَنَا یَسَرَۃُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِیْلٍ اللَّخْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ کَادَ الْخَیِّرَانِ اَنْ یَّھْلِکَآ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ رض رَفَعَآ اَصْوَاتَھُمَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ عَلَیْہِ رَکْبُ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَاَشَارَ اَحَدُھُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَخِیْ بَنِیْ مُجَاشِعٍ فَاَشَارَ الْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَّآ اَحْفَظُ اسْمَہٗ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِّعُمَرَ مَآ اَرَدْتَّ اِلَّا خِلَافِیْ قَالَ مَآ اَرَدْتُّ خِلَافَکَ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا فِیْ ذٰلِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ الْاٰیَۃَ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَمَا کَانَ عُمَرُ یُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ حَتّٰی یَسْتَفْھِمَہٗ

(از یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی از نافع بن عمر) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ دو آدمی جو بہت اچھے تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب بنی تمیم کے سوار (۹ھ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (انہوں نے یہ درخواست کی کہ آپ ان کا کوئی سردار مقرر فرمائیں) تو ان دونوں حضرات میں سے ایک نے (یعنی حضرت عمرؓ) کہا اقرع بن حابس کو سردار بنائیے جو بنی مجاشع کے خاندان میں سے تھا (یہ بنی تمیم کی ایک شاخ ہے) اور دوسرے صاحب (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے کسی اور شخص کے لئے کہا۔ نافع بن عمرؓ کہتے ہیں مجھے اس کا نام یاد نہیں[2]۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے آپ تو یہ چاہتے ہیں کہ مجھ سے اختلاف کریں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں اختلاف نہیں کرنا چاہتا دونوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الْاٰیَۃَ۔ عبداللہ بن زبیر کہتے تھے جب سے یہ آیت نازل ہوئی حضرت عمرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اتنی آہستہ گفتگو کرتے کہ آنحضرت

[1] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں اس کا نام قعقاع بن سعید بن زرارہ مذکور ہے ۱۲ منہ

وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی (کہ کیا کہا؟)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ بات اپنے نانا ابا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نہیں کہی[1]

۴۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَاْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَاْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى فَرَجَعَ اِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

(از علی بن عبداللہ از ازہر بن سعد از ابن عون از موسیٰ بن انس)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (کئی دن تک اپنی صحبت میں) ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا[2]۔ ایک شخص (سعد ابن معاذ) کہنے لگے یارسول اللہ میں ان کی خبر لے کر آتا ہوں۔ پھر وہ (سعد ابن معاذ) ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ دیکھا تو ثابت رضؓ سر جھکائے ہوئے (شرمندہ و رنجیدہ) اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہو کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا حال کیا ہے بہت برا حال ہے۔ میں تو ہمیشہ اپنی آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کیا کرتا تھا (میری عادت ہی یہ تھی، آواز ہی میری بلند ہے) میری نیکیاں برباد ہوگئیں[3] اور جہنمی ہوگیا۔

یہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے کل کیفیت بیان کی موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر یہ ہوا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بہت بڑی خوشخبری لے کر ثابت رضؓ کے پاس گئے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا) فرمایا ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور کہہ تو دوزخی نہیں بلکہ بہشت والوں میں ہے[4]

باب ۲۵۳۸ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

باب اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ کی تفسیر

[1] یعنی روایتوں میں حضرت عمر کے بدل ابوبکرؓ کا ذکر ہے کہ جب سے یہ آیت اتری وہ آنحضرتؐ سے اس طرح بات کرتے جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے سبحان اللہ صحابہؓ قرآن و حدیث پر کیسے چلتے تھے جو حکم ہوتا اسی وقت اس کو بجالاتے ساری عمر اس پر چلتے رہتے حدیث میں ابوبکرؓ کو اب یعنی باپ کہا حالانکہ ابوبکر حضرت عبداللہ بن زبیر کے نانا ہیں ان کی والدہ اسماء ابوبکر کی صاحبزادی تھیں اور عرب کے محاورے میں نانا کو بھی باپ کہتے ہیں ہمارے ملک میں بھی نانا ابا کہا کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہ انصار کے خطیب اور بڑی بلند آواز والے شخص تھے ۱۲ منہ [3] جیسے اس آیت میں ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ ۱۲ منہ [4] یہ عشرہ مبشرہ کے سوا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی خوشخبری دی بات یہ تھی کہ ثابت کی آواز قدرۃً اور خلقۃً بلند تھی وہ اپنی عادت کے موافق بلند آواز ہی سے بات کیا کرتے ان کی نیت بے ادبی کی نہ تھی اور یہ ظاہر ہے کہ انما الاعمال بالنیات دوسرے اس وقت تک بلند آواز سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرنے کی ممانعت بھی نہیں ہوئی تھی یہ ثابت بن قیس بن شماس آنحضرت صلعم کے سچے جانثار اور بہی خواہ تھے بھلا ایسے شخص کہیں دوزخی ہو سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب سے گفتگو کرنے کے لئے انہی کو وکیل بنایا تھا اور جنگ یمامہ میں جب مسلمان ذرا مغلوب ہوگئے تھے تو ثابت بن قیس نے کفن پہن کر خوشبو لگا کر جنگ شروع کی اور آخر کار شہید ہوئے رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

۴۴۹۷ - **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتَ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ حَتَّى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ۔

(از حسن بن محمد از حجاج از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بنی تمیم کے چند سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بنی تمیم کا سردار قعقاع بن معبد کو بنا دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں اقرع بن حابس کو سردار بنائیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ تو مجھ سے اختلاف کرنا چاہتے ہیں[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں اختلاف نہیں کرنا چاہتا۔ اس پر بات بڑھتی چلی گئی اور آوازیں بلند ہوگئیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الْاٰیَة[2]۔

بَابٌ ۲۵۳۹ قَوْلِهٖ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

باب وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ کی تفسیر[3]

سُورَةُ قٓ

سورۂ قٓ کی تفسیر

رَجْعٌ بَعِيدٌ رَدٌّ فُرُوجٍ فُتُوقٍ وَّاحِدُهَا فَرْجٌ وَّرِيدٌ فِي حَلْقِهِ الْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ تَبْصِرَةً بَصِيرَةً حَبَّ الْحَصِيدِ

رَجْعٌ بَعِیْدٌ دنیا کی طرف لوٹ جانا خلافِ عقل ہے۔ فُرُوْجٍ سوراخ یہ فَرْجٌ کی جمع ہے وَرِیْدٌ حلق کی رگ حَبْلِ مونڈھے کی رگ۔

مجاہد کہتے ہیں مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ سے ان کی ہڈیاں مراد ہیں جنہیں زمین کھا جاتی ہے[4]۔ تَبْصِرَةً

---

[1] میری رائے درست ہو یا نا درست ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی باب کی آیت تو اس باب میں اتری کہ بنی تمیم کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارنے لگے مگر چونکہ یہ قصہ اسی قصہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے امام بخاری نے اس باب میں بیان کر دیا اوپر گزر چکا کہ امام بخاری کو مجبوری یہ ہوتی ہے کہ جو روایت صراحۃً باب سے تعلق رکھتی ہے وہ ان کی شرط پر نہ ہونے سے اس کو بیان نہیں کر سکتے اور دوسری صحیح روایت ادنیٰ تعلق کی وجہ سے بھی ذکر کر دیتے ہیں کریں کیا انہوں نے صحت کا التزام کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس باب میں کوئی حدیث نہیں لائے شائد کوئی حدیث لکھنا چاہتے ہوں گے مگر اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکے ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

الْحُطَمَةُ بَاسِقَاتٍ الطِّوَالُ
أَفَعَيِينَا أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا وَقَالَ
قَرِينُهُ الشَّيْطَانُ الَّذِي قُيِّضَ
لَهُ فَنَقَّبُوا ضَرَبُوا أَوْ أَلْقَى
السَّمْعَ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ
حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ
رَقِيبٌ عَتِيدٌ رَصَدٌ سَائِقٌ وَ
شَهِيدٌ الْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ
شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ لُغُوبٌ
النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ نَضِيدٌ
الْكُفُرَّى مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ
وَمَعْنَاهُ مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلَى
بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ
فَلَيْسَ بِنَضِيدٍ فِي أَدْبَارِ النُّجُومِ
وَأَدْبَارِ السُّجُودِ كَانَ عَاصِمٌ
يَفْتَحُ الَّتِي فِي قٓ وَيَكْسِرُ الَّتِي
فِي الطُّورِ وَيُكْسَرَانِ جَمِيعًا وَ
يُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ
الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ

راہ دکھانا ۔ حَبَّ الْحَصِيدِ گیہوں ۔ بَاسِقَاتٍ لمبی
أَفَعَيِينَا کیا ہم اس سے عاجز ہو گئے ہیں وَقَالَ
قَرِينُهُ میں قرین سے شیطان (ہمزاد) مراد ہے جو
ہر شخص سے لاحق رہتا ہے ۔ فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ یعنی شہروں
میں پھرے ۔ أَلْقَى السَّمْعَ دل میں دوسرا کوئی خیال نہ
کرے بلکہ غور سے دل لگا کر سنے أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ
الْأَوَّلِ یعنی جب تمہیں شروع میں پیدا کیا تو اس کے
بعد کیا ہم عاجز ہو گئے، اب دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے ۔
سَائِقٌ اور شَهِيدٌ دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا اور
دوسرا گواہ ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل لگا کر سنے لُغُوبٌ
تھکن ۔ مجاہد کے سوا دوسرے مفسرین کہتے ہیں نَضِيدٌ
وہ کلی جو غلاف کے اندر ہو اسے نضید اس لئے کہتے ہیں کہ
وہ تہہ بہ تہہ ہوتی ہے، جب کلی غلاف سے نکل آئے تو پھر
اسے نضید نہیں کہہ سکتے ۔ أَدْبَارِ النُّجُومِ (سورہ طور)
اور أَدْبَارِ السُّجُودِ جو اس سورت میں ہے ان دونوں
میں عاصم نے فرق کیا ہے سورۂ قٓ میں الف کی فتح (زبر)
سے اور سورۂ طور میں کسرا (زیر) کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔
بعض حضرات دونوں جگہ کسرۂ الف کے ساتھ پڑھا
ہے بعض نے دونوں جگہ فتحہ الف کے ساتھ پڑھا ہے ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں يَوْمُ الْخُرُوجِ سے وہ دن مراد ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے ۔[1]

باب ۲۵۴ قَوْلِهِ وَنَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ۔

باب وَنَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ کی تفسیر ۔

۴۴۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

(از عبداللہ بن ابی اسود از حرمی از شعبہ از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ۔

۴۴۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ۔

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللهُ

دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے لیکن دوزخ یہی کہتی رہے گی اور کچھ ہے اور کچھ ہے (اس کا پیٹ نہیں بھرے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا، اس وقت کہے گی بس بس (میں بھر گئی)

(از محمد بن موسیٰ قطان از ابوسفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی از عوف از محمد بن سیرین) محمد بن موسیٰ کہتے ہیں ابوسفیان نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قرار دیا) اور اکثر موقوفاً (یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول) بیان کرتے تھے کہ دوزخ سے پوچھا جائے گا (اللہ تعالیٰ پوچھے گا) کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کچھ اور ہے؟ (کچھ اور ہے؟) آخر پروردگار اپنا پاؤں اس پر رکھ دے گا اس وقت کہنے لگے گی بس بس (میں بھر گئی)[1]

(از عبداللہ بن محمد از عبدالرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ اور بہشت جھگڑنے لگیں۔ دوزخ نے کہا مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو بڑے مغرور اور سرکش ہیں[2]۔ بہشت نے کہا معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو (زمانہ بھر میں) غریب، محتاج اور حقیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بہشت! تو میری رحمت ہے۔ میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں پر چاہوں گا رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا۔ تو میرا عذاب ہے میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا۔

ان دونوں (دوزخ اور بہشت) میں ہر ایک کی بھرتی ہوگی۔ دوزخ کسی طرح نہیں بھرے گی حتیٰ کہ پروردگار اپنا پاؤں (اس پر) رکھ دے گا اس وقت کہنے لگے گی بس بس بس اور بھر کر سمٹ جائے گی اور اللہ اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرے گا (یعنی ناحق کسی کو عذاب نہیں دے گا)، البتہ بہشت کی بھرتی اس طرح ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (اسے بھرنے

[1] قسطلانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم ہے ۱۲ منہ [2] جیسے دنیا کے مالدار، امیر، بادشاہ، نواب اور راجہ وغیرہ ۱۲ منہ

مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا۔

کے لئے) اور خلقت پیدا کرے گا۔[1]

بَابُ ۲۵۴۱ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ

باب فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ کی تفسیر

۴۵۰۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

(از اسحاق بن ابراہیم از جریر از اسمٰعیل از قیس بن ابی حازم) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپ نے چاند کو دیکھا۔ وہ چودھویں رات کا چاند تھا۔ آپ نے فرمایا۔ عنقریب (یعنی بہشت میں) تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو واضح دیکھ رہے ہو، کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ پھر اگر تم سے ہو سکے تو یوں کرو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز (یعنی فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز (یعنی عصر کی) قضا نہ ہونے پائے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

۴۵۰۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهٗ اَنْ يُّسَبِّحَ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِيْ قَوْلَهٗ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔

(از آدم از ورقاء از ابن ابی نجیح) مجاہد کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم دیا کہ ہر (فرض) نماز کے بعد تسبیح پڑھا کرے اور وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ کا یہی مطلب ہے۔[2]

سُوْرَةُ وَالذّٰرِيٰتِ

سورۂ والذّاریات کی تفسیر

وَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَذْرُوْهُ تُفَرِّقُهٗ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔[3] دیگر مفسرین کہتے ہیں تَذْرُوْهُ کا معنی یہ ہے اسے

---

[1] جنہوں نے نیک اعمال نہ کئے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ بہشت کی آبادی ان سے کریگا صحیح مسلم میں ہے کہ بہشت میں کچھ جگہ خالی رہ جائے گی اللہ تعالیٰ اس کو بھرنے کے لئے نئی خلقت پیدا کریگا جو چاہے گا مگر دوزخ کے لئے خلقت نہیں پیدا کریگا بلکہ اپنا پاؤں رکھ کر اسے سکیڑ دیگا ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا فرض کے بعد کی دو سنتیں مراد ہیں بعضوں نے کہا وتر مراد ہیں ۱۲ منہ [3] اس کو فریابی نے وصل کیا۔ صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں یہاں یوں ہے وَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قسطلانی نے کہا اس کا (بقیہ صفحہ آئندہ)

تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ
وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ فَرَاغَ فَرَجَعَ
فَصَكَّتْ فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ
بِهِ جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْأَرْضِ
إِذَا يَبِسَ وَدِيسَ لَمُوسِعُونَ أَيْ
لَذُو سَعَةٍ وَكَذَلِكَ عَلَى الْمُوسِعِ
قَدَرُهُ يَعْنِي الْقَوِيَّ زَوْجَيْنِ الْأُنْثَى
وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ حُلْوٌ وَحَامِضٌ
فَهُمَا زَوْجَانِ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِلَيْهِ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ
مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُونِ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا فَفَعَلَ
بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ
لِأَهْلِ الْقَدَرِ وَالذَّنُوبُ الدَّلْوُ الْعَظِيمُ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَرَّةٍ صَيْحَةٍ ذَنُوبًا
سَبِيلًا الْعَقِيمُ الَّتِي لَا تَلِدُ وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُبُكُ اسْتِوَاؤُهَا
وَحُسْنُهَا فِي غَمْرَةٍ فِي ضَلَالَتِهِمْ
يَتَمَادَوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا

بکھیرتے (یہ لفظ سورۂ کہف میں ہے) وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
یعنی اپنے جسم میں غور نہیں کرتے، ایک راستے (منہ) سے کھاتے ہو
اور (فضلہ) دو رستوں (آگے پیچھے) سے نکلتا ہے[1] فَرَاغَ پس
لوٹ آیا فَصَكَّتْ اپنی انگلیاں جوڑ کر پیشانی پر ماریں[2] رَمِيمٌ
زمین کی گھاس جب سوکھ جائے روند ڈالی جائے لَمُوسِعُونَ ہم
نے اُسے کشادہ اور وسیع کیا ہے (سورۂ بقرہ میں) عَلَى الْمُوسِعِ
قَدَرُهُ میں مُوسِع کا معنی طاقتور زَوْجَيْنِ دو قسمیں نر اور مادہ
یا مختلف رنگ یا مختلف مزے جیسے میٹھا، کھٹا یہ بھی دو قسمیں ہیں۔
فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ اللہ کی نافرمانی یا عذاب سے اس کی اطاعت
اور رحمت کی طرف بھاگو۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيَعْبُدُونِ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے نیک بخت جنات
اور انسانوں کو اپنی توحید کے لئے پیدا کیا ہے[3]۔
بعض حضرات کہتے ہیں سب جنوں اور انسانوں کو اس لئے
پیدا کیا کہ وہ اللہ کی توحید کریں[4]۔ اب بعضوں نے توحید کی بعضوں
نے نہ کی[5] غرض اس آیت میں قدریہ (معتزلہ) کی دلیل نہیں ہے[6]
الذَّنُوبُ بڑا ڈول۔ مجاہد کہتے ہیں صَرَّةٍ چیخنا ذَنُوبًا رستہ طریقہ[7]
عَقِيمٌ بانجھ عورت۔ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں آسمان کا خوبصورت
برابر ہونا (بعض کہتے ہیں رستے) فِي غَمْرَةٍ گمراہی میں پڑے اوقات
گزار رہے ہیں۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں تَوَاصَوْا بِهِ کا معنی یہ ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) معنی تو صحیح ہے مگر صحابہ میں مساوات کرنا چاہیے کیونکہ یہ تعظیم کا کلمہ ہے تو شیخین اور حضرت عثمان اور زیادہ اس کے مستحق ہیں اور بعض نے کہا کہ سلام مثل صلوٰۃ کے ہے اور بالانفراد سوا پیغمبروں کے اور کسی کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے مترجم کہتا ہے جو نبی کے اس کلام پر دلیل کیا ہے اور یہ صرف ایک اصطلاح باندھی ہوئی بات ہے کہ پیغمبروں کو علیہ السلام اور صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو امام بخاری نے حضرت علی کو علیہ السلام کہہ کر اس اصطلاح کا رد کیا۔ اب قسطلانی کا یہ کہنا کہ شیخین یا حضرت عثمان اس کلمے کے زیادہ مستحق ہیں اور صحابہ میں مساوات لازم ہے اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیخین یا حضرت عثمان کے لئے علیہ السلام کہنے سے امام بخاری نے کہاں منع کیا اور پھر یہ اعتراض فضول ہے اور جب صحابہ میں مساوات لازم ہے تو قسطلانی تفضیل شیخین کے کیوں قائل ہیں۔ میں کہتا ہوں حضرت علی میں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے ایک وجہ خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے پرورش یافتہ اور قدیم الاسلام اور خاص داماد تھے اور آپ کا شمار اہل بیت میں ہے اور اہل بیت بہت سے کاموں میں خاص کئے گئے ہیں اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] یعنی پیشاب اور پاخانہ کے دو راستے ۱۲ منہ [2] جیسے عورتیں عموماً تعجب کے وقت کرتی ہیں ۱۲ منہ [3] اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بہت سے جن اور آدمی تو مشرک ہیں اور اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ مشرک ہوں گے پھر یہ فرمانا کیونکر صحیح ہوگا کہ ہم نے جن اور آدمی اپنی عبادت کے لئے پیدا کئے ۱۲ منہ [4] یعنی توحید کی استعداد ان میں رکھی ۱۲ منہ [5] بعضوں نے کہا يَعْبُدُونِ کا معنی یہ ہے کہ میری قضا و قدر کے تابع رہیں جیسا میں نے ان کی تقدیر میں لکھ دیا ہے ویسے عمل کریں ۱۲ منہ [6] جو کہتے ہیں اللہ کا ارادہ ہمیشہ خیر ہی سے متعلق ہوتا ہے لیکن بندے اپنے اختیار سے برخلاف ارادۂ الٰہی برے کام کرتے ہیں ۱۲ منہ [7] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

تَوَطَّوْا وَقَالَ مُسَوَّمَةً مُعَلَّمَةً مِّنَ السِّيمَا قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ لُعِنُوْا۔

کہ یہ بھی ان کے موافق اور مطابق کہنے لگے مُسَوَّمَةً نشان کئے گئے۔ یہ سِیْمَا سے نکلا ہے (جس کے معنی نشانی کے ہیں)، قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ یعنی جھوٹے لعنت کئے گئے[1] (جھوٹوں پر خدا کی لعنت)

سُوْرَةُ وَالطُّوْرِ

سورۂ والطور کی تفسیر

وَقَالَ قَتَادَةُ مَسْطُوْرٍ مَّكْتُوْبٍ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّوْرُ الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ صَحِيْفَةٍ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سَمَاءٍ الْمَسْجُوْرِ الْمُوْقَدِ وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقٰى فِيْهَا قَطْرَةٌ فَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلَتْنٰهُمْ نَقَصْنَا وَقَالَ غَيْرُهٗ تَمُوْرُ تَدُوْرُ اَحْلَامُهُمْ الْعُقُوْلُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْبَرُّ اللَّطِيْفُ كِسَفًا قِطَعًا الْمَنُوْنُ الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَتَنَازَعُوْنَ يَتَعَاطَوْنَ۔

قتادہ کہتے ہیں مَسْطُوْرٌ کا معنی لکھی ہوئی[2]۔ مجاہد کہتے ہیں طُور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں[3]۔ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کھلا ورق السَّقْفُ الْمَرْفُوْعُ آسمان الْمَسْجُوْرِ گرم کیا گیا (یا بھرا ہوا)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں مَسْجُوْرٍ کا یہ معنی ہے کہ اس کا پانی سوکھ کر ختم ہو جائیگا اور ایک قطرہ بھی نہیں رہے گا[4]۔ مجاہد کہتے ہیں اَلَتْنٰهُمْ کا معنی گھٹایا کم کیا۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں تَمُوْرُ کا معنی گھومے گا۔ اَحْلَامُهُمْ ان کی عقلیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اَلْبَرُّ مہربان[5]۔ كِسَفًا کا معنی ٹکڑا اَلْمَنُوْنُ موت۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں يَتَنَازَعُوْنَ کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں گے[6]۔

۴۵۰۳۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از محمد بن عبدالرحمن بن نوفل از عروہ از زینب بنت ابی سلمہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بیماری کی شکایت کی (میں پیدل طواف نہیں کر سکتی تھی) آپ نے فرمایا لوگوں کے پیچھے رہ کر سواری پر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے سوار

[1] اس سورت کی تفسیر میں امام بخاری کوئی مرفوع حدیث نہیں لائے شاید ان کو اپنی شرط پر کوئی حدیث نہ ملی حافظ نے کہا ابن مسعودؓ کی یہ حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یوں پڑھایا اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ اس باب میں لا سکتے تھے۔ امام احمد اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان نے اس کو نکالا۔ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔ ابن حبان نے کہا صحیح ہے ۱۲ [2] اس کو امام بخاری نے خلق افعال العباد میں وصل کیا [3] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی قیامت میں اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو بھی طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] یعنی ہنسی اور مزاح کے طور پر نہ لڑائی کے طریق پر ۱۲ منہ

فَقَالَ طُوْفِي مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

ہو کر طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے ایک طرف نماز میں یہ سورت پڑھ رہے تھے وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

۴۵۰۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثُوْنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُوْنَ كَادَ قَلْبِي اَنْ يَّطِيْرَ قَالَ سُفْيٰنُ فَاَمَّا اَنَا فَاِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ لَمْ اَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوْا لِي

(از حمیدی از سفیان از دوستان سفیان از زہری از محمد بن جبیر بن مطعم) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۂ والطور پڑھتے ہوئے سنا جب اس آیت آیت پر پہنچے اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُوْنَ تو (خدا کے خوف سے) میرا دل اڑنے لگا یعنی بے ہوش ہونے لگا۔[1]

سفیان کہتے ہیں یہ روایت زہری سے میرے دوستوں نے نقل کی لیکن میں نے خود زہری سے اتنا سنا وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے وہ اپنے والد سے، انہوں نے کہا میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں سورۂ والطور پڑھ رہے تھے۔ جبیر کا یہ واقعہ جو میرے دوستوں نے ان سے نقل کیا میں نے خود زہری سے نہیں سنا۔

سُوْرَةُ وَالنَّجْمِ

سورۂ والنجم کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُوْ مِرَّةٍ ذُوْ قُوَّةٍ قَابَ قَوْسَيْنِ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ ضِيْزٰى عَوْجَآءُ وَاَكْدٰى قَطَعَ عَطَآءَهٗ رَبُّ الشِّعْرٰى هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَآءِ الَّذِي وَفّٰى وَفّٰى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ سَامِدُوْنَ

اور مجاہد کہتے ہیں ذُوْ مِرَّةٍ قوی، طاقتور، زوردار زبردست[2] قَابَ قَوْسَيْنِ (یعنی قابی قوس یہاں قلب ہوا ہے) کمان کے دونوں کنارے جہاں پر چلّہ لگا ہوتا ہے[3] ضِيْزٰى ٹیڑھی، خمدار۔ یہاں غلط تقسیم مراد ہے وَاَكْدٰى دینا موقوف کر دیا۔ الشِّعْرٰى وہ ستارہ ہے جسے مرزم جوزا بھی کہتے ہیں[4]۔ اَلَّذِي وَفّٰى یعنی جو اللہ نے ان پر فرض کیا وہ بجا لائے۔

[1] جب اس آیت پر پہنچے تو میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا یعنی جبرئیل علیہ السلام ۱۲ منہ [3] بعضوں نے کہا دو کمان کے برابر ابن عباس نے کہا دو گز ۱۲ منہ [4] اس کا نام عبور بھی ہے ایک شعریٰ دوسرا ہے اس کو عرب لوگ غمیصاء کہتے تھے۔ اس ستارے کی پرستش ابو کبشہ نے نکالی تھی۔ قریش کا اس نے خلاف کیا تھا جو بت پرستی کرتے تھے ۱۲ منہ

الْبُرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ أَفَتُمَارُونَهُ أَفَتُجَادِلُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُونَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُونَهُ مَا زَاغَ الْبَصَرُ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا طَغَى وَلَا جَاوَزَ مَا رَأَى فَتَمَارَوْا أَكَذَّبُوا وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا هَوَى غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَغْنَى وَأَقْنَى أَعْطَى فَأَرْضَى۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ قیامت قریب آ لگی۔ سَامِدُونَ کھیل کرنے والے۔ عکرمہ کہتے ہیں اس کا معنی ہے وہ گانے لگتے ہیں۔ یہ حمیری زبان کا لفظ ہے[1]۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں[2] اَفَتُمَارُوْنَهٗ کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔ بعض حضرات پڑھتے ہیں اَفَتَمْرُوْنَهٗ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مراد ہے وَمَا طَغٰی جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا اس سے زیادہ نہیں بڑھے) فَتَمَارَوْا (سورۂ زمر میں ہے) یعنی جھٹلایا۔ امام حسن بصری رح کہتے ہیں اِذَا هَوٰی یعنی غائب ہوا (ڈوب گیا)[3] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اَغْنٰی اور اَقْنٰی کا معنی ہے دیا اور راضی کیا یعنی بخشش کر کے خوش کر دیا۔

۴۵۰۵۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رض يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ

(از یحییٰ از وکیع از اسمٰعیل بن ابی خالد از عامر) مسروق رح کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے اماں! کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج میں) اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا تیری اس بات پر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے[4]۔ تین باتیں کیا تو نہیں سمجھ سکتا جو کوئی ان کا اثبات کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۱) جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا، اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیتیں پڑھیں لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ

---

[1] حمیر کے لوگ کہتے ہیں یا جاریۃ اسمدی لنا ارے چھوکری کچھ گا ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] کیونکہ دنیا کی زندگی میں رہ کر پروردگار کا دیکھنا حضرت عائشہ رض محال سمجھ رہی تھیں۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عائشہ رض آخرت میں بھی دیدار الٰہی کی منکر تھیں جیسے معتزلہ اور امامیہ کا قول ہے ۱۲ منہ [5] جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ کو دیکھا تھا ان میں کوئی کہتا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا تھا کوئی کہتا ہے ظاہری آنکھ سے دیکھا تھا وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت ادراک سے احاطہ مراد ہے ابن عباس رض نے کہا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی کرے تو آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ستر ہزار حجاب رکھے ہیں اگر ان حجابوں کو اٹھائے تو اس کے چہرے کی شعاعوں سے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے سب چیزیں جل کر رہ جائیں۔ دوسری آیت سے رؤیت کی نفی نہیں نکلتی بلکہ کلام کا طریقہ اس میں بیان ہوا ہے۔ بے شک کلام کرتے وقت اس کی رؤیت بلا حجاب نہیں ہو سکتی وہ بھی دنیا میں نہ کہ آخرت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا اور رؤیت سے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ منہ

وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَا فِىْ غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَاَتْ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَاَتْ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْاٰيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِىْ صُوْرَتِهٖ مَرَّتَيْنِ۔

حجاب[1] (۲) جو کوئی تجھ سے کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونے والی یعنی آئندہ کی بات جانتے تھے یا کوئی اور سمجھے یا کسی کے متعلق سمجھے تو اس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت پڑھی وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا[2]۔ (۳) جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کچھ چھپا رکھا[3]، وہ بھی جھوٹا ہے اس کے ثبوت میں انہوں نے یہ آیت پڑھی يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْاٰيَةَ۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا ہے۔

باب ۲۵۴۲ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ۔

باب فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کی تفسیر

یعنی اتنا فاصلہ رہ گیا تھا جتنا کمان سے چلّہ کو ہوتا ہے۔

۲۵۰۶ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِىُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

(از ابو النعمان از عبد الواحد از شیبانی از زر) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو (ان کی اصلی صورت میں) دیکھا۔ ان کے چھ سو پر تھے۔

باب ۲۵۴۳ قَوْلِهٖ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى

باب فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى کی تفسیر

۲۵۰۷ - حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِىِّ قَالَ سَاَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

(از طلق بن غنام از زائدہ) شیبانی کہتے ہیں زر بن حبیش سے اس آیت کی بابت دریافت کیا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى۔ انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو چھ سو بازوؤں میں دیکھا تھا[4]۔

---

[1] اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا دوسری آیت میں بصراحت موجود ہے قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اب دیکھ لینا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ساری مخلوقات میں اشرف اور اعلیٰ تھے کل ہونے والی بات معلوم نہ ہو تو دوسرے ولی یا بزرگ یا پیر یا فقیر یا شہید کس شمار میں ہیں اور تعجب تو ان دھوتی بند پنڈتوں اور نجومیوں پر ہوتا ہے جو قیامت تک ہونے والی باتوں کی پیشنگوئی کرتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ بعضے نام کے مسلمان بھی جا ماسپ حکیم یا زرتشت کی پیشگوئیاں بلکہ دوسرے بزرگوں کی پیشگوئیاں دیکھتے ہیں اور ان کی تصدیق پر ان کا خیال مائل ہو جاتا ہے یہ سب شیطان کے وسوسے ہیں ۱۲ منہ [2] کسی کو نہیں بتایا یا خاص خاص لوگوں کو بتایا ۱۲ منہ [3] فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى میں عبدہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف پھرے گی اور فاوحی کی ضمیر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف قرینۂ کلام بھی اسی کو مقتضی ہے کیونکہ شدید القوی اور ذو مرۃ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفات ہیں بعضوں نے کہا خود پروردگار مراد ہے اس صورت میں فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ دونوں کی ضمیر پروردگار کی طرف پھرے گی ۱۲ منہ

بَابُ ۲۵۴۴ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

۴۵۰۸ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ -

باب لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کی تفسیر -

(از قبیصہ از سفیان از اعمش از ابراہیم از علقمہ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز فرش دیکھا جس نے آسمان کا کنارہ ڈھانپ لیا تھا[1] -

بَابُ ۲۵۴۵ قَوْلِهٖ اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى -

۴۵۰۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى كَانَ اللّٰتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ

باب اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى کی تفسیر -

(از مسلم از ابوالاشہب از ابوالجوزاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لات اور عزّیٰ کے متعلق مروی ہے کہ لات ایک شخص کا نام تھا جو حاجیوں کیلئے ستو گھولا کرتا تھا[2] -

۴۵۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهٖ وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

(از عبداللہ بن محمد از ہشام بن یوسف از معمر از زہری از حمید بن عبدالرحمن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لات اور عزّیٰ کی قسم کھائے تو (تجدید ایمان کرے اور دوبارہ) لا الٰہ الا اللہ پڑھے اور جو شخص دوسرے سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو (بطور کفارہ) کچھ خیرات کرے[3] -

---

[1] جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام بیٹھے تھے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا رفرف سے پردہ مراد ہے بعضوں نے کہا کپڑے کا جوڑا یعنی جبرئیل علیہ السلام سبز لباس پہنے ہوئے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ شب معراج میں رفرف لٹک آیا آپ اس پر بیٹھ گئے پھر وہ رفرف اٹھ گیا اور آپ پروردگار کے نزدیک ہو گئے ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى سے یہی مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس مقام پر جبرئیل علیہ السلام مجھ سے الگ ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں اور میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا یہ قرطبی نے نقل کیا ۱۲ منہ [3] اسی لئے بعضوں نے لات کو بہ تشدید تا پڑھا ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے ان کی قرأت پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ کثرت استعمال سے تخفیف ہو گئی کہتے ہیں اس شخص کا نام عمرو بن لحی یا حرمہ ابن غنم تھا یہ گھی اور ستو ملا کر ایک پتھر پر بیٹھ کر حاجیوں کو کھلایا کرتا جب مر گیا تو لوگ اس پتھر کو پوجنے لگے جہاں یہ کھلایا کرتا تھا اور اس پتھر کا نام لات رکھ دیا تا کہ اس شخص کی یادگار رہے - ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکالا جو کوئی اس کا ستو کھاتا وہ موٹا ہو جاتا اس لئے اس کی پرستش کرنے لگے - خدا کی مار ان بیوقوفوں پر ۱۲ منہ [4] تا کہ گناہ کی بات کا کفارہ ہو جائے - اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی قسم کھانا حرام یا مکروہ ہے اگر عادت کے طور پر منہ سے نکل جائے تو گنہگار نہ ہو گا لیکن استغفار کرنا بہتر ہے - بتوں کی یا لات اور عزّیٰ کی قسم کھانا مشرکوں کا طریقہ تھا بتوں کی ذرا سی بھی تعظیم ہماری شریعت میں کفر ہے اگر کوئی عمداً ایسی قسم کھائے تو کافر ہو جائے گا اگر بے اختیاری میں سہواً زبان سے نکل جائے تو تجدید ایمان کرے پھر کلمۂ توحید پڑھے ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ بت جھنڈے جھاڑ پہاڑ اولیاء اور مزار پیغمبر قبر سورج چاند اور ستارے سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی جتنی چیزیں اللہ کے سوا ہیں خواہ ہماری شریعت میں ان کی تعظیم کا حکم ہو یا تذلیل کا ان کی قسم عمداً کھانا کفر ہے جس سے توبہ کرنا چاہئیے بعضوں نے کہا جن چیزوں کی تذلیل کا حکم ہے جیسے بت جھنڈے جھاڑ پہاڑ وغیرہ ان کی قسم کھانا تو کفر ہے اور جن کی تذلیل کا حکم نہیں جیسے اولیاء پیغمبر قبر وغیرہ ان کی قسم کھانا کفر نہیں بلکہ حرام یا مکروہ ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

باب ۲۵۴۶ قَوْلِهٖ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى

۴۵۱۱ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضؓ فَقَالَتْ اِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ سُفْيٰنُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ مِثْلَهٗ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهٗ ۔

باب وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کی تفسیر

(از حمیدی از سفیان از زہری) عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا[1]۔ انہوں نے جواب دیا عرب کے بعض لوگ جو منات بت کے نام پر (یا منات کے پاس) جو مُشَلَّل[2] کے علاقہ میں تھا، احرام باندھتے، وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرتے[3]۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے صفا اور مروہ کا طواف کیا۔

عبدالرحمٰن بن خالد ابن شہاب سے یوں روایت[4] کرتے ہیں کہ عروہ نے استفسار کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ آخر تک انصار اور غسان والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اسلام لانے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے۔ باقی مضمون حدیث سفیان بن عیینہ کے مطابق ہے۔

معمر نے بحوالہ زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا روایت[5] کیا ہے کہ بعض انصار نے جو منات کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے، اور منات ایک بت تھا مکہ اور مدینہ کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم صفا و مروہ کا طواف منات کی تعظیم کے خیال سے نہیں کرتے تھے[6]۔ باقی مضمون حدیث سابقہ حدیث کے مطابق ہے۔

باب ۲۵۴۷ قَوْلِهٖ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْهُ

۴۵۱۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ

باب فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْهُ کی تفسیر

(از ابو معمر از عبدالوارث از ایوب از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ وَالنَّجْمِ میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور دیگر انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبدالوارث کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سے روایت کیا[7]۔

---

[1] فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا سے تو یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تب بھی کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ [2] مُشَلَّل ایک مقام کا نام تھا قدید میں منات بت وہیں نصب تھا ۱۲ منہ [3] صفا اور مروہ پر اور دو بت بھی تھے اساف اور نائلہ ۱۲ منہ [4] اس کو ذہلی اور طحاوی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اب آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ اس وقت یہ آیت اتری ۱۲ منہ [7] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔

اسمٰعیل بن علیہ نے اپنی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا[1]

۴۵۱۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيْهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ۔

(از نصر بن علی از ابو احمد از اسرائیل از ابو اسحاق از اسود بن یزید) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے جو سجدے والی سورۃ نازل ہوئی وہ سورۃ والنجم تھی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت میں سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے جتنے لوگ بیٹھے تھے (مسلمان اور مشرک) سب نے سجدہ کیا مگر ایک شخص امیہ بن خلف نے مٹھی بھر مٹی لی (ماتھے سے لگا کر) اس پر سجدہ کیا۔ میں نے دیکھا اس کے بعد کفر کی حالت میں (جنگ بدر میں) مارا گیا[2]۔

سُوْرَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

سورۂ اقتربت الساعۃ کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ مُّسْتَمِرٌّ ذَاهِبٌ مُّزْدَجَرٌ مُتَنَاهٍ وَّازْدُجِرَ فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا دُسُرٍ أَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ يَقُوْلُ كُفِرَ لَهٗ جَزَاءً مِّنَ اللّٰهِ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ مُهْطِعِيْنَ النَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَتَعَاطٰى فَعَاطَهَا بِيَدِهٖ فَعَقَرَهَا الْمُحْتَظِرِ كَحِظَارٍ مِّنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ ازْدُجِرَ افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ كُفِرَ فَعَلْنَا بِهٖ وَبِهِمْ مَّا فَعَلْنَا جَزَاءً

مجاہد کہتے ہیں[3] مُسْتَمِرٌّ کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا۔ مُزْدَجَرٌ بے انتہا جھڑکنے والے تنبیہ کرنے والے وَازْدُجِرَ دیوانہ بنایا گیا۔ (یا جھڑکا گیا) دُسُرٍ کشتی کے تختے (یا کیلیں یا رسیاں) جَزَاءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ یعنی اللہ کی طرف سے یہ عذاب اس شخص کا بدلہ تھا جس کی تکذیب و ناقدری کی گئی یعنی نوح[4] کی۔ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے آئے۔ سعید[5] بن جبیر کہتے ہیں مُهْطِعِيْنَ کا معنی تیز بھاگنے والے۔ عربی زبان میں دوڑنے کو نَسَلَانٌ اَلْخَبَبُ اور سراع کہتے ہیں۔ سعید بن جبیر کے علاوہ دوسرے حضرات کہتے ہیں فَتَعَاطٰى یعنی ہاتھ چلایا، اسے زخمی کیا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ[6]۔ اِزْدُجِرَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب افتعال سے اس کا مجرد زَجَرْتُ ہے۔

---

[1] بلکہ مرسلاً عکرمہ سے روایت کی اور اس سے حدیث میں کوئی قدح نہیں ہوتا کس لئے کہ عبدالوارث اور ابراہیم بن طہمان دونوں ثقہ ہیں اور دونوں نے اس کو وصل کیا ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا یہ شخص ولید بن مغیرہ یا سعید بن عاص یا مطلب بن ابی وداعہ یا ابولہب تھا ۱۲ منہ [3] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یا کافروں کا ڈبانا اور نوح کا بچانا نوح کے نیک اعمال کا ثواب تھا جس کی کافروں نے ناشکری کی تھی یہ دونوں توجیہیں مشہور قرأت پر ہیں یعنی جب كُفِرَ پڑھو مجہول صیغہ سے فریابی نے مجاہد سے یوں نقل کیا لِمَنْ كَانَ كَفَرَ بِاللّٰهِ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے كَفَرَ صیغۂ معروف پڑھا ہے۔ اس قرأت پر معنی صاف ہے ۱۲ منہ [5] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] یا لونی جو دیوار سے جھڑتی ہے یا جلی ہوئی لکڑی ۱۲ منہ

لِيُمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَّاَصْحَابِهٖ مُسْتَقِرٌّ عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ الْاَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ۔

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے صاحبِ ایمان ساتھیوں (اصحاب) کے ساتھ کفار کی جانب سے) کیا گیا تھا مُسْتَقِرٌّ جما رہنے والا عذاب۔ اَشَرٌ شر سے نکلا ہے جس کا معنی اترانا غرور کرنا ہے۔

باب ۲۵۴۸ قَوْلِهٖ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا۔

باب وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا کی تفسیر۔

۴۵۱۴۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا۔

(از مُسَدَّد از یحییٰ از شعبہ و سفیان از اعمش از ابراہیم از ابو معمر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر رہا اور دوسرا پہاڑ کے اس سرے پر تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے جو اس وقت موجود تھے) فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔[۱]

۴۵۱۵۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اشْهَدُوْا اشْهَدُوْا۔

(از علی از سفیان از ابن ابی نجیح از مجاہد از ابو معمر) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت شق القمر ہوا اس وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ چاند برابر دو ٹکڑے ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو گواہ رہو گواہ رہو۔

۴۵۱۶۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از یحییٰ بن بکیر از بکر از جعفر از عراک بن مالک از عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔[۲]

---

[۱] جوان کو دوزخ تک پہنچا کے رہے گا ۱۲ منہ [۲] ایک روایت میں ہے آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا دیکھو گواہ رہو یعنی یہ ایک بڑا معجزہ ہے کیونکہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے اجرام علویہ تک نہیں پہنچے تھے ۱۲ منہ [۳] اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کا یہ معنی ہے کہ قیامت کے قریب چاند پھٹے گا حذیفہ نے یوں پڑھا ہے وَقَدِ انْشَقَّ الْقَمَرُ خبر کے معنی لیں جب کہ چاند پھٹ چکا معلوم ہوا کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا اور نشانی کے ساتھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی تھا ۱۲ منہ

۴۵۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ ۔

(از عبد اللہ بن محمد از یونس بن محمد از شیبان از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے جب بارگاہ نبوت میں کوئی نشانی دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے شق القمر کر کے دکھا دیا۔

۴۵۱۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ ۔

(از مسدد از یحییٰ از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا[1]

بَاب ۲۵۴۹ قَوْلِهِ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ قَتَادَةُ أَبْقَى اللهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ ۔

باب تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ کی تفسیر

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح علیہ السلام کو (دنیا میں) قائم رکھا حتیٰ کہ اس امت کے اگلے لوگوں نے بھی اُسے (جودی پہاڑ پر) دیکھ لیا[2]

۴۵۱۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از ابو اسحاق از اسود) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں پڑھتے تھے فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ[3]

بَاب ۲۵۵۰ قَوْلِهِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ ۔

باب وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں کہ يَسَّرْنَا کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم نے اس کا پڑھنا آسان کیا[4]

---

[1] قسطلانی نے کہا یہ پانچ حدیثیں ہیں جو شق القمر کے باب میں وارد ہیں تین شخص ان کے راوی ہیں ابن مسعودؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور انسؓ عبد اللہ بن مسعودؓ صرف رؤیت کے گواہ ہیں باقی انسؓ تو اس وقت مدینہ میں تھے ان کی عمر پانچ چار برس کی ہوگی اور ابن عباسؓ تو اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوئے تھے لیکن ان کے سوا اور ایک جماعت صحابہ نے بھی شق القمر کا واقعہ نقل کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر شق القمر نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اترتا کہ چاند پھٹ گیا تو سب کے سب قرآن کو غلط سمجھتے اسلام سے پھر جاتے بس یہی ایک دلیل اس واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور اس کی تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل ہے جیسے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ـــ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا میں اس لئے کہ جو کام آئندہ ممکن الوقوع ہے اس کا زمانہ ماضی میں بھی واقع ہونا ممکن ہے جب سچے شخص اس کے وقوع کی گواہی دیں۔ اب یہ کہنا کہ اجرام علویہ قابل خرق والتیام نہیں ہیں ایک خود غلط شخص ارسطو کی تقلید ہے جس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اگر ارسطو کو یہ معلوم ہوتا کہ مرکز عالم آفتاب ہے اور زمین بھی ایک سیارہ اور اجرام علوی میں داخل ہے چاند زمین کا تابع ہے اور اس میں پہاڑ غار موجود ہیں تو ایسی بات نہ کہتا۔ زمین چاند اور سب قابل خرق والتیام ہیں بہت سے حکماء کہتے ہیں کہ زمین بھی آفتاب ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو الگ ہو کر اڑا اور اپنے ثقل کی وجہ سے سورج سے اتنے فاصلے پر ٹھہرا ہوا ہے [2] یہ اس لیے کہ اگر تم نے اپنی عمر میں اجرام علویہ کا خرق والتیام نہیں دیکھا تو تم کیا اور تمہاری عمر کیا پشہ کے دانہ کہ دانہ از کیست ۱۲ منہ [2] اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا ابن ابی حاتم نے اتنا زیادہ کیا ہے اس کے بعد کی کئی کشتیاں گل کر راکھ ہو گئیں ۱۲ منہ [3] دال مہملہ سے جیسے قرأت مشہور ہے بعضوں نے ذال معجمہ سے پڑھا ہے ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا قسطلانی نے کہا یعنی اس کے الفاظ ہم نے سہل رکھے کہ خاص و عام اس کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ سکیں اور اس کے احکام پر آسانی سے عمل کر سکیں ۱۲ منہ

۴۵۲۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از ابو اسحٰق از اسود) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پڑھتے تھے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (یعنی دال مہملہ سے)

بَاب ۲۵۵۱ قَوْلِهٖ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔

باب أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ کی تفسیر

۴۵۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ أَوْ مُّذَّكِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ دَالًا۔

(از ابو نعیم از زہیر از ابو اسحٰق) ایک شخص اسود سے پوچھ رہا تھا کہ یہ لفظ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہے (دال مہملہ سے) یا فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ ہے (دال معجمہ سے) انہوں نے کہا میں نے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یوں پڑھتے سنا ہے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (دال مہملہ سے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (دال مہملہ سے) پڑھتے سنا۔

بَاب ۲۵۵۲ قَوْلِهٖ فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

باب فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کی تفسیر۔

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ الْاٰيَةَ۔

(از عبدان از والدش از شعبہ از ابو اسحاق از اسود) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (دال مہملہ سے) پڑھا۔

بَاب ۲۵۵۳ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ۔

باب وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ کی تفسیر

۴۵۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

(از محمد از غندر از شعبہ از ابو اسحاق از اسود) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (دال مہملہ سے) پڑھا۔

بَاب ۲۵۵۴ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

باب وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کی تفسیر۔

۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔

(از یحییٰ از وکیع از اسرائیل از ابواسحٰق از اسود بن یزید) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ (ذال معجمہ سے) تلاوت کیا تو آپ نے فرمایا فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (دال مہملہ سے پڑھو)۔

بَابُ ۲۵۵۵ قَوْلِهٖ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔

باب سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ کی تفسیر۔

۴۵۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ الْآيَةَ۔

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری سند (از محمد بن یحییٰ ذہلی از عفان بن مسلم از وہیب از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں ایک خیمے میں تھے۔ آپ نے یوں دعاء فرمائی یا اللہ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنا عہد اور وعدہ پورا فرمائے[۱] یا اللہ تیری مرضی اگر تو چاہے تو (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر تیری عبادت[۲] بھی قائم نہ رہے گی[۳]۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھام لیا اور کہا یا رسول اللہ بس کیجئے آپ نے اپنے پروردگار سے درخواست کرنے کی انتہا کر دی (بہت التجا کی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس روز) زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے (یہ دعا کر کے) آپ خیمے سے باہر یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ الْآيَةَ۔

بَابُ ۲۵۵۶ قَوْلِهٖ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ۔

باب بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ کی تفسیر۔

أَمَرُّ۔ مَرَارَةٌ سے نکلا ہے۔ یعنی کڑوی۔

---

[۱] عہد یہ تھا کہ ایماندار بندے غالب ہوں گے وعدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دو میں سے ایک مسلمانوں کو عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا یا تو قافلہ ملے گا یا کافروں پر فتح حاصل ہوگی ۱۲ منہ [۲] ملک سب طرف بتوں اور لات اور عزیٰ کی پوجا ہونے لگے گی۔ اس قسم کی دعاء مانگنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو سزاوار تھا جو اللہ جل جلالہ کے محبوب خاص تھے اور کسی کی مجال نہیں جو بارگاہ واحدیت میں اس طرح سے عرض کرے ۱۲ منہ [۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا التجس تھی۔ ناز والی اور نیاز والی اکثر تو نیاز والی حالت رہتی تھی مگر یہ ذرا تعبد والی حالت ناز والی تھی ۱۲ عبدالرزاق

۴۵۲۶ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ اِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَاِنِّي لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج) یوسف بن ماہک کہتے ہیں میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں یہ آیت نازل ہوئی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔ ام المؤمنین نے مزید بتایا کہ میں اس وقت ایک لڑکی تھی کھیل رہی تھی۔

۴۵۲۷۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ اَبَدًا فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔

(از اسحاق از خالد از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن ایک خیمے میں یہ دعا کی "یا اللہ! میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنا عہد اور وعدہ پورا کرے یا اللہ تیری مرضی تو چاہے تو پھر آج سے کوئی تیری عبادت نہیں کرے گا" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ بس کیجئے پروردگار سے دعا کرنے کی حد ہو چکی۔ آپ زرہ پہنے ہوئے خیمے سے باہر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

سورۃ الرحمٰن کی تفسیر

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ وَالرَّيْحَانُ وَرَقُهٗ وَالْحَبُّ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَاْكُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ

(وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ کا معنی یہ ہے کہ ترازو کی زبان سیدھی رکھو یعنی برابر تولو) عَصْفُ کا معنی کھیتی کی وہ پیداوار (سبزہ) جسے پکنے سے پہلے کاٹ لیں۔ رَيْحَانُ کھیتی کے پتے اور دانے جنہیں کھاتے ہیں۔ ریحان سے مراد (عام) رزق بھی ہے۔
دیگر مفسرین کہتے ہیں عصف کے معنی گیہوں کے پتے۔
ضحاک کہتے ہیں[1] عصف کا معنی بھوسا (جو جانور کھاتے ہیں)

[1] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ

الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ
وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ
التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ
مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ
مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَ
الرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ
الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو النَّارَ
إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ
مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ وَرَبُّ
الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَ
الصَّيْفِ لَا يَبْغِيَانِ لَا يَخْتَلِطَانِ
الْمُنْشَآتُ مَا رُفِعَ قِلْعُهُ مِنَ
السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ
فَلَيْسَ بِمُنْشَآةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
كَالْفَخَّارِ كَمَا يُصْنَعُ الْفَخَّارُ الشُّوَاظُ
لَهَبٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ
يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ يُعَذَّبُونَ بِهِ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ
فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا
مُدْهَامَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ
صَلْصَالٍ طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ
كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ

ابو مالک غفاری کہتے ہیں عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہلے
اگتا ہے کسان لوگ اسے ہبور (مونگے) کہتے ہیں

مجاہد کہتے ہیں عصف کا معنی گیہوں کا پتا اور ریحان
کا معنی رزق۔ مارج شعلے آگ کی لپیٹ (لو) زرد یا سبز
جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے۔

بعض حضرات مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ربّ
المشرقین و ربّ المغربین میں مشرقین سے جاڑے
اور گرمی کی مشرق (موسم سرما اور گرما کی مشرق) اور مغربین
سے موسم سرما اور گرما کی مغرب مراد ہے) لا یبغیان مل
نہیں جاتے، اکٹھے نہیں ہو جاتے۔

المنشآت وہ کشتیاں جن کا بادبان اوپر
اٹھایا گیا ہو (وہ ہی دور سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہیں)
جن کشتیوں کا بادبان نہ چڑھایا جائے انہیں منشآت
نہیں کہتے۔

مجاہد کہتے ہیں کالفخار یعنی جیسے ٹھیکرا بنایا جاتا
ہے۔ شواظ آگ کا شعلہ (جس میں دھواں ہو) نحاس
پیتل جو گلا کر دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا۔ انہیں
اس سے عذاب دیا جائے گا۔

خاف مقام ربہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ کا ارادہ
ہوا۔ پھر خدا یاد آ گیا اور اس کے خوف سے گناہ چھوڑ دیا
مدھامتان بہت شادابی کی وجہ سے سبزی سیاہی مائل
ہو رہے ہوں گے۔ صلصال وہ گارا (کیچڑ) جس میں ریت
ملائی جائے جس میں ریت ملائی جائے وہ ٹھیکری کی طرح
کھنکھنانے لگے۔ بعض کہتے ہیں صلصال بدبودار کیچڑ جیسے کہتے ہیں صلّ اللحم یعنی گوشت بدبودار ہو

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو مضاعف کر کے صلصل کر دیا ۱۲ منہ

يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَاَمَّا الْعَرَبُ فَاِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَاَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَهَا كَمَا اُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِيْ اَوَّلِ قَوْلِهٖ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَفْنَانٍ اَغْصَانٍ وَّجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَّا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ نِعَمِهٖ وَقَالَ قَتَادَةُ رَبِّكُمَا يَعْنِي الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَّيَكْشِفُ كَرْبًا وَّيَرْفَعُ قَوْمًا وَّيَضَعُ

گیا، سڑ گیا۔ جیسے صَرَّ الْبَابُ یعنی دروازے نے بند کرتے وقت آواز دی اور صَرْصَرَ الْبَابُ بھی کہتے ہیں جیسے کَبْکَبْتُہٗ کا اور کَبَبْتُہٗ کا ایک معنی ہے۔ فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ میوے، کھجور اور انار ہوں گے۔

اس آیت سے بعض حضرات نے (امام ابوحنیفہؒ) یہ اخذ کیا ہے کہ کھجور اور انار میوہ نہیں۔ عرب لوگ تو ان دونوں کو میوے میں شمار کرتے ہیں۔ نخل اور رمان کا عطف فاکہہ پر ایسے ہے جیسے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى تو پہلے تمام نمازوں کی محافظت کا حکم دیا جن میں صلوٰۃ وسطیٰ بھی شامل ہے پھر صلوٰۃ وسطیٰ کو دوبارہ بیان کیا زور دینے کے لئے اور سخت پابندی کے لئے۔ اسی طرح یہاں نخل اور رمان فاکہہ میں شامل تھے مگر ان میں چونکہ زیادہ خوبی ہے اس لئے دوبارہ بیان کیا۔ اسی طرح اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ پھر اس کے بعد فرمایا وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ، حالانکہ کثیر من الناس الخ ومن فی السمٰوٰت ومن فی الارض میں بھی شامل تھا دوسرے حضرات (مجاہد اور امام اعظمؒ کے سوا) کہتے ہیں اَفْنَانٍ کا معنی ٹہنیاں، شاخیں وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ دونوں باغوں کا میوہ قریب ہوگا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ الاية کا معنی اس کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ قتادہ کہتے ہیں رَبِّکُمَا میں جن اور انسان کو خطاب کیا ہے۔ ابوالدرداء کہتے ہیں کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کسی کا گناہ بخشتا ہے کسی کی مصیبت دور کرتا ہے

[1] اس کو مضاعف کر لیتے ہیں ۱۲ منہ [2] بلکہ غذا ہیں آدمی ان پر گزارہ کر سکتا ہے تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں میوہ نہیں کھاؤں گا اور کھجور یا انگور کھایا حانث نہ ہوگا یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک حانث ہوگا وہ کہتے ہیں عرب لوگ کھجور اور انار کو بہترین میوہ یعنی فاکہہ کہتے ہیں اور قرآن میں جو فاکہہ کے بعد ان کی تخصیص کی یہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ دونوں فاکہہ نہیں ہیں بلکہ زیادتی فضیلت اور شرف کے لئے کہ فاکہہ کے ساتھ دوا اور غذا بھی ہیں ۱۲ منہ [3] جس سے امام ابوحنیفہ نے یہ سمجھا کہ یہ فاکہہ نہیں ہیں ۱۲ منہ
[4] نزدیک سے توڑ لیا جائیگا درخت پر چڑھنے کی ضرورت نہ پڑیگی ۱۲ منہ [5] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] اس کو ابن حبان اور ابن

أُخَرِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ. أَلْاَنَامُ الْخَلْقُ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ ذُوالْجَلَالِ ذُوالْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَّرَجَ أَمْرُ النَّاسِ مَرِيْجٍ مُّلْتَبِسٌ مَّرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَّرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا سَنَفْرُغُ لَكُمْ سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهٖ شُغْلٌ يَقُوْلُ لَاٰخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ

کسی قوم کو عروج و ترقی دیتا ہے کسی کو زوال و پستی میں ڈال دیتا ہے[1]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، برزخ سے آڑ مراد ہے۔ اَنَام خلقت، مخلوق نَضَّاخَتَانِ خیر و برکت بہا رہے ہیں ذُوالْجَلَالِ عظمت و بزرگی والا ۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ مَارِج خالص انگارہ (جس میں دھواں نہ ہو عرب لوگ کہتے ہیں مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ یعنی حاکم نے اپنی رعیت کو خیال چھوڑ دیا (ایک دوسرے کو ایذا دے رہے ہیں) مَرِيْجٍ خلط ملط مَرَجَ الْبَحْرَانِ دونوں دریا مل گئے ہیں مَرَجْتَ دَابَّتَكَ سے ماخوذ ہے یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا۔ سَنَفْرُغُ لَكُمْ عنقریب ہم تمہارا حساب کریں گے (یہاں فراغت مراد نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی دوسری چیز کی طرف خیال رکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ کلام عرب میں یہ محاورہ مشہور ہے۔ کوئی شخص اگرچہ مصروف نہ ہو اور خالی و فارغ ہو لیکن دڑرانے کے لئے) دوسرے سے کہتا ہے" اچھا میں تیرے لئے فراغت کروں گا۔ یعنی عین اس وقت جب تو غافل ہوگا تجھے سزا دوں گا۔

بَاب ۲۵۵ قَوْلِهٖ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ۔

باب وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ کی تفسیر

۴۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ

(از عبداللہ بن ابی اسود از عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی از ابو عمران جونی از ابوبکر بن عبداللہ بن قیس) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (ابوبکر بن عبداللہ بن قیس کے دادا) کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بہشت میں) چاندی کے دو باغ ہوں گے' ان کے برتن اور سامان وغیرہ بھی سب چاندی کے ہوں گے اور دو باغ سونے کے ہوں گے اور ان کے برتن اور سامان سونے کا ہوگا جنت

[1] کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہے کسی کو چنگا کرتا ہے کسی کو بیمار بناتا ہے کسی کو سرفراز کرتا ہے کسی کو ذلیل بناتا ہے غرض ہر روز اس کے نئے نئے احکام ظاہر ہوتے ہیں گو اس نے ہر ایک ہونے والی بات ازل میں لکھ دی تھی مگر ان کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے ان کو شیون الٰہیہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ -

عدن میں خدا اور اس کے بندوں کے درمیان دیدار کے لئے سوائے پردہ عظمت کے اور کوئی پردہ حائل نہ ہوگا۔

بَابٌ ۲۵۵ قَوْلِهِ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُورُ السُّودُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُورَاتٌ مَحْبُوسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ

باب حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حور کا معنی کالی آنکھوں والی۔ مجاہد کہتے ہیں مَقْصُورَاتٌ کا معنی ان کی آنکھیں اور خواہشات اپنے خاوندوں تک ہی محدود ہونگی۔ قَاصِرَاتٌ کا معنی اپنے خاوند کے سوا اور کسی کی خواہشمند نہ ہوں گی۔

۴۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ -

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالعزیز بن عبدالصمد از ابو عمران جونی از ابو بکر بن عبداللہ بن قیس) (ان کے والد) حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہوگا جس کا عرض ساٹھ میل ہوگا اس کے ہر کونے میں مسلمانوں کی بیویاں بیٹھی ہوں گی جن میں سے کوئی ایک دوسری کو نہ دیکھ سکے گی۔ اور مسلمان ہی ان پر گردش کر سکیں گے وہاں کے دو باغ ایسے ہیں جن کی ہر شے اور برتن چاندی کے اور دو باغ ایسے ہیں جن کی ہر شے اور برتن سونے کے ہوں گے۔ اور جنت العدن والوں کو اللہ کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے رُخِ مبارک پر پڑی ہوگی۔

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ الْمَخْضُودُ الْمُوقَرُ حَمْلًا

سورۂ واقعہ کی تفسیر[1]

مجاہد کہتے ہیں رُجَّتْ کا معنی ہلائی جائیگی[2]۔ بُسَّتْ چور چور کئے جائیں گے اور ستو کی طرح پتے جائیں گے۔ الْمَخْضُودُ بوجھ سے لدے ہوئے یا جن میں کانٹا نہ ہو

[1] یہ عجیب الاثر سورت ہے جو کوئی اس کو ہر روز ایک بار پڑھتا رہے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا دولت اور تونگری چاہنے والو ادھر آؤ سورہ واقعہ کو اپنا ورد کر لو امیر بن جاؤگے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے سورۂ ملک یعنی تبارک الذی ہر شب کو پڑھ لیا کرو دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ان دو سورتوں سے حاصل کرو ۱۲ منہ [2] اس کو فرمایا

وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ مَنْضُودٌ
الْمَوْزُ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى
أَزْوَاجِهِنَّ ثُلَّةٌ أُمَّةٌ يَحْمُومٌ
دُخَانٌ أَسْوَدُ يُصِرُّونَ يُدِيمُونَ
الْهِيمُ الْإِبِلُ الظِّمَاءُ لَمُغْرَمُونَ
لَمُلْزَمُونَ رَوْحٌ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ وَ
الرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَنُنْشِئَكُمْ فِي
أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهُ
تَفَكَّهُونَ تَعْجَبُونَ عُرُبًا مُثَقَّلَةً
وَاحِدُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَ
صُبُرٍ يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ
وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ
الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ فِي خَافِضَةٌ
لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَرَافِعَةٌ إِلَى
الْجَنَّةِ مَوْضُونَةٍ مَنْسُوجَةٍ وَ
مِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ
لَا آذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيقُ
ذَوَاتُ الْآذَانِ وَالْعُرَى مَسْكُوبٍ
جَارٍ وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ
بَعْضٍ مُتْرَفِينَ مُتَمَتِّعِينَ مَا
تُمْنُونَ هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ
النِّسَاءِ لِلْمُقْوِينَ لِلْمُسَافِرِينَ
وَالْقِيُّ الْقَفْرُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ
بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ وَيُقَالُ بِمَسْقِطِ

مَنْضُودٍ کیلا عُرُبٌ اپنے شوہروں کی پیاریاں ثُلَّةٌ
امت، گروہ یَحْمُومٍ کالا دھواں یُصِرُّونَ ہمیشہ
کرتے تھے الْهِيمُ پیاسے اونٹ لَمُغْرَمُونَ
خسارے میں آ گئے۔ رَوْحٌ بہشت، آرام، راحت۔
رَيْحَانٌ رزق، روزی وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ
جس صورت میں ہم چاہیں تمہیں پیدا کریں۔

مجاہد کے سوا دیگر مفسرین کہتے ہیں تَفَكَّهُونَ
کا معنی تعجب کرتے رہ جاؤ عُرُبًا مُثَقَّلَةً عروب کی
جمع جیسے صبور کی جمع صُبُر آتی ہے (عروب کا معنی خوش خلق
پیاری عورت) مکے والے ایسی عورت کو عَرِبَةٌ مدینے
والے غَنِجَةٌ اور عراق والے شَكِلَةٌ کہتے ہیں۔

خَافِضَةٌ ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی
دوزخ میں لے جانے والی رَافِعَةٌ ایک قوم کو بلند
کرنے والی یعنی بہشت میں لے جانے والی مَوْضُونَةٍ سونے
سے بنے ہوئے، اسی سے نکلا ہے وَضِينُ النَّاقَةِ یعنی
اونٹنی کا زیر بند۔[1] كُوبٌ وہ برتن جس میں ہتی اور ٹونٹی
نہ ہو (اَكْوَابٌ جمع ہے) اَبَارِيقُ وہ کوزہ جس میں ٹونٹی
اور کنڈا ہو (کوب کے برعکس) اَبَارِيقُ اس کی جمع ہے۔
مَسْكُوبٍ بہتا ہوا (جاری) فُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ اونچے
اونچے (یعنی) ایک کے اوپر ایک (تلے اوپر) بچھائے گئے۔
مُتْرَفِينَ کا معنی آسودہ، آرام یافتہ۔ مَا تُمْنُونَ نطفہ
جو عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو۔ لِلْمُقْوِينَ مسافروں
کے لئے، یہ قِيٌّ سے مشتق ہے جس کا معنی بے آب و گیاہ میدان
بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ قرآن کی محکم آیات۔ بعض کہتے ہیں تارے

[1] وہ بھی بنا ہوا ہوتا ہے ۱۲ منہ

النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَ مُوْقِعٌ وَاحِدٌ مُدْهِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ فَسَلَامٌ لَّكَ أَيْ مُسَلَّمٌ لَّكَ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَ هُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِّنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ لَغْوًا بَاطِلًا تَأْثِيْمًا كَذِبًا۔

ڈوبنے کے مقامات مَوَاقِع جمع ہے اس کا واحد مَوْقِع ہے دونوں کا ایک معنی ہے۔ مُدْهِنُوْنَ جھٹلانے والے جیسے آیت میں ہے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۔ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ کا یہ معنی ہے مُسَلَّمٌ لَّكَ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ یعنی یہ بات مان لی گئی اور سچ ہے کہ تو اصحاب یمین میں سے ہے۔ إِنَّ کا لفظ گرا دیا گیا مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا۔ اس کی مثال یہ ہے مثلاً کوئی کہے میں اب تھوڑی دیر میں سفر کرنے والا ہوں تو اس سے کہے گا أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ یہاں بھی إِنَّ محذوف ہے یعنی أَنْتَ مُصَدَّقٌ إِنَّكَ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ۔

سَلَامٌ کا لفظ بطور دعاء کے مستعمل ہوتا ہے اگر مرفوع ہو، جیسے فَسَقْيًا نصب کے ساتھ دعاء کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے یعنی اللہ تجھے سیراب کرے[1]۔ تُوْرُوْنَ۔ سلگاتے ہو آگ نکالتے ہو أَوْرَيْتُ سے نکلا ہے یعنی میں نے سلگایا۔ لَغْوًا باطل، جھوٹ۔ تَأْثِيْمًا جھوٹ۔ غلط۔

باب ۲۵۵۹ قَوْلِهِ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ

باب وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی تفسیر

۴۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابو الزناد از اعرج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جنت میں ایک اتنا بڑا درخت ہے (طوبیٰ) جس کے سائے میں اگر کوئی سوار مسلسل سو سال تک چلتا رہے تب بھی سایہ طے نہ ہو گا۔ اس کے ثبوت میں اگر چاہو تو یہ آیت تلاوت کرو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ[2]۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

سورۂ حدید کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ

مجاہد کہتے ہیں جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ یعنی جس میں تمہیں

---

[1] اسی طرح سلامٌ پیش کے ساتھ دعاء کے معنوں میں آتا ہے یعنی تم سلامت رہو اگر سلامًا ہو یعنی نصب سے تب دعاء کے معنی نہیں ہوں گے گو سلامًا نصب سے اس مقام میں قرأت نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی پھیلا ہوا سایہ یہ سایہ سورج کا نہیں ہو گا بلکہ خدا تعالیٰ کے نور کا سایہ ہو گا۔ ربیع نے کہا عرش کا سایہ ہو گا کیونکہ بہشت میں سورج نہیں وہاں سب ٹھنڈا ہی ٹھنڈا ہے ۱۲ منہ

مُعَسِّرِیْنَ فِیْهِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَی الْهُدٰی وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ جُنَّةٌ وَّسِلَاحٌ مَوْلٰکُمْ اَوْلٰی بِکُمْ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْکِتَابِ لِیَعْلَمَ اَهْلُ الْکِتَابِ یُقَالُ الظَّاهِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَّالْبَاطِنُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا اَنْظِرُوْنَا انْتَظِرُوْنَا۔

آباد کیا (جانشین کیا) مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ گمراہی سے ہدایت کی طرف مَنَافِعُ لِلنَّاسِ لوہے سے سپر، ڈھال ہتھیار تیار کرتے ہو۔ مَوْلٰکُمْ یعنی وہی (آگ تمہارے لئے مناسب ہے۔ لِئَلَّا یَعْلَمُ تاکہ اہل کتاب جان لیں (لا زائد ہے) الظَّاهِرُ علم کی رُو سے عیاں ہے الْبَاطِنُ علم کی رُو سے پوشیدہ ہے اَنْظِرُوْنَا ہماری انتظار کرو۔

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

سُورہِ مجادلہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ یُحَادُّوْنَ یُشَاقُّوْنَ کُبِتُوْا اُخْزُوْا مِنَ الْخِزْیِ اِسْتَحْوَذَ غَلَبَ۔

مجاہد کہتے ہیں یُحَادُّوْنَ اللّٰهَ کا معنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں کُبِتُوْا ذلیل کئے گئے۔ اِسْتَحْوَذَ غالب ہو گیا۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

سُورہ حشر کی تفسیر

اَلْجَلَاءُ الْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰی اَرْضٍ۔

جلاء ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف نکال دینا۔ (دیس نکالا، جلاوطن کرنا۔

۴۵۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِیَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰی ظَنُّوْا اَنَّهَا لَمْ تُبْقِ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا ذُکِرَ فِیْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ بَنِی النَّضِیْرِ۔

(از محمد بن عبدالرحیم از سعید بن سلیمان از ہشیم از ابو بشر) سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے سورۂ توبہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا یہ سورت توبہ کیا ہے۔ یہ تو فضیحت کرنے والی ہے۔ اس سورت میں برابر یہی نازل ہوتا رہا کہ بعض لوگ ایسے ہیں، بعض لوگ ایسے ہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں کو گمان ہو گیا کہ یہ سورت کسی کا ذکر نہ چھوڑے گی (سب کے اندرونی حالات ظاہر کر دے گی)

میں نے سورۂ انفال کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سورت جنگ بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ میں نے سورہ حشر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ یہ سورت بنی نضیر یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی۔

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا ظاہر ہے دلیلوں کی رو سے اور باطن ہے اپنی ذات سے کیونکہ حواس سے اس کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [3] مشہور قرأت اُنظُرُونَا ہے ۱۲ منہ [4] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس نے تمام لوگوں کے عیب کھول دئے ۱۲ منہ

۴۵۳۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ النَّضِيْرِ۔

(از حسن بن مدرک از یحیٰی بن حماد از ابو عوانہ از ابو بشر سعید کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے سورہ حشر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اسے "سورہ بنی نضیر" کہو۔

بَابٌ ۲۵۶۰ قَوْلِهِ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً۔

باب مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ کی تفسیر

عجوہ اور برنیہ کے سوا کھجور کی باقی تمام اقسام کو لینہ کہتے ہیں[1]۔

۴۵۳۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔

(از قتیبہ از لیث از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر یہودیوں کے کھجور کے تمام درخت جلا دیئے، انہیں کٹوا ڈالا۔ انہی درختوں کے باغ کو بُوَیرہ کہتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔

بَابٌ ۲۵۶۱ قَوْلِهِ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ

باب مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ کی تفسیر

۴۵۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو از زہری از مالک بن اوس ابن حدثان) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بنی نضیر کے مال اس قسم سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فَے (غنیمت بغیر جنگ) بخشش فرمائے، مسلمانوں نے ان پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے (جنگ نہیں کی)، اس قسم کے مال خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت متصور ہوتے تھے۔ آپ ان میں سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال کر باقی جو بچتا، اُسے جہاد کے سامان کی تیاری، ہتھیار اور گھوڑوں وغیرہ میں خرچ کرتے تھے۔

[1] عجوہ اور برنی دونوں عمدہ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں ان کے درخت کو لِینَۃ نہیں کہتے ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۵۶۲ قَوْلِهٖ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

باب مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ کی تفسیر

۴۵۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِيْ لَآ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَاْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَاْتِ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَاِنِّيْ اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از منصور از ابراہیم از علقمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن کو گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے نیز ان پر جو چہرے کے بالوں کو اکھڑواتی اور دانتوں کو خوبصورتی کے لئے جدا کرتی ہیں (پھیلواتی ہیں)، چونکہ وہ خدا کی دی ہوئی ہیئت کو بدل دینا چاہتی ہیں۔

یہ حکم جب بنی اسد کی ایک عورت ام یعقوب کو معلوم ہوا تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہنے لگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک کیا میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور اللہ کی کتاب میں لعنت آئی ہے وہ عورت کہنے لگی میں نے تو سارا قرآن جو دو لوح کے درمیان موجود ہے پڑھ ڈالا اس میں تو کہیں ان عورتوں پر لعنت نہیں آئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو قرآن کو (کماحقہٗ سمجھ کر) پڑھتی تو ضرور یہ مسئلہ تجھے مل جاتا۔ کیا تو نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ رسول جس بات کا تمہیں حکم دے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اس نے کہا ہاں یہ آیت تو قرآن میں ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع کیا ہے[1]۔ وہ عورت کہنے لگی آپ کی بیوی بھی تو یہ کام کرتی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا جا کر دیکھ۔ چنانچہ وہ گئی مگر اس نے وہاں کوئی ایسی (خلاف شرع) بات نہ دیکھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میری عورت ایسے کام کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟[2] (میں اسے گھر سے نکال دیتا)

۴۵۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

(از علی بن مدینی از عبدالرحمٰن) سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور والی حدیث بیان کی جو بذریعہ ابراہیم از علقمہ از حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] اور آپ کا منع کرنا اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہے ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوا جو صرف قرآن کو واجب العمل جانتے ہیں اور حدیث شریف کو واجب العمل نہیں جانتے ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج اور اِنَّ الَّذِيْنَ يُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ میں داخل ہیں۔ حدیث شریف قرآن مجید سے جدا نہیں ہے قرآن شریف میں خود حدیث شریف کی پیروی کا حکم ہے ۱۲ منہ

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ مِنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ۔

علیہ وسلم نے بالوں میں جوڑ لگانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا۔ میں نے یہ حدیث ایک عورت سے سنی جسے اُم یعقوب کہتے تھے۔ انہی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے جیسے منصور کی روایت اوپر گزری

باب ۲۵۶۳ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

باب وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ کی تفسیر۔

۴۵۳۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رض اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَاُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلَ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔

(از احمد بن یونس از ابوبکر از حصین از عمرو بن میمون) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (وصال کے وقت) فرمایا۔ میرے بعد جو خلیفہ منتخب ہو میں اسے یہ وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین کے حقوق کا خاص خیال رکھے نیز وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے حقوق کا بھی خیال رکھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینے میں رہائش کی اور ایمان کی حفاظت کی خلیفہ کے لئے لازم ہے کہ ان میں جو نیک ہو اس کی قدر کرے اور بُرے کی بُرائی سے درگزر کرے (معاف کردے)

باب ۲۵۶۴ قَوْلِهٖ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ

باب يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ کی تفسیر

اَلْخَصَاصَةُ الْفَاقَةُ الْمُفْلِحُوْنَ الْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ الْفَلَاحُ الْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً حَسَدًا۔

خصاصۃ فاقہ۔ مُفْلِحُوْنَ دنیا و آخرت میں ہمیشہ کامیاب اَلْفَلَاحُ لقاء (باقی رہنا) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ لقاء کی طرف جلدی آؤ (یعنی اس کام کی طرف جس سے حیات ابدی حاصل ہو) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً میں حاجت سے حسد مراد ہے۔[1]

۴۵۳۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيْ

(از یعقوب بن ابراہیم بن کثیر از ابواسامہ از فضیل بن غزوان از ابوحازم اشجعی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت بھوکا ہوں (کچھ کھلوائیے) آپؐ نے اپنی ازواج کے پاس سے کچھ کھانا منگوا بھیجا مگر وہاں سے کچھ نہ ملا[2]۔ آخر آپ نے حاضرین سے

[1] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ کیا کہنا مسلمانوں رونے کا مقام ہے ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اس طرح زندگی بسر کی کہ کئی کئی دن بیبیاں اور کسی کے پاس کھانے کو کچھ نہیں پھر تم کیوں دنیا کی طمع میں مارے مارے پھرتے ہو اللہ پر بھروسہ کرو اور یہ کوشش کرو کہ شریعت کے موافق حلال کی کمائی ملے حرام سے پرہیز کرو ۱۲ منہ

الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[۲]۔

فرمایا کون ہے جو آج رات اس شخص کا میزبان بنے اللہ اس پر رحم کرے گا۔ یہ سن کر ایک انصاری (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کی مہمانی کروں گا، اور اس شخص (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کو اپنے گھر لے گئے اپنی بیوی (ام سلیم) سے کہا یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا مہمان ہے۔ اس سے کھانے کی کوئی چیز مت چھپانا (جو طعام ہو پیش کر دے) وہ بولی خدا کی قسم میرے پاس تو اتنا تھوڑا کھانا ہے جو بچوں کو (مشکل) کافی ہو گا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب بچے رات کا کھانا مانگنے لگیں تو کسی بہانے سے انہیں سلا دے اور چراغ گل کر دے۔ ہم دونوں بھی آج رات کچھ نہ کھائیں گے[۱]۔ چنانچہ ام سلیم نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا رات کو اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور عورت پر تعجب کیا یا اللہ تعالیٰ ہنسے (ابوطلحہ اور ام سلیم پر) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[۲]۔

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

سورۂ ممتحنہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُونَ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ

مجاہد کہتے ہیں[۳] لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا مطلب یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے ہمیں تکلیف نہ پہنچا کہیں وہ یہ کہنے لگیں کہ اگر ان مسلمانوں کا دین صحیح ہوتا تو ان پر مصیبتیں کیوں آتیں[۴]۔ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ان کافر عورتوں کے چھوڑ دینے کا حکم ہوا جو بحالتِ

---

[۱] جو کھانا ہے وہ مہمان کو کھلا دے ۱۲ منہ [۲] یعنی تکلیف اور تنگی میں بھی دوسرے کی راحت رسانی مقدم رکھتے ہیں آپ تکلیف اٹھاتے ہیں پر دوسرے بندگانِ خدا کو آرام دیتے ہیں آپ کو سوختہ غیر کو لذت ۱۲ منہ [۳] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] یا اللہ یا مالک الملک بدعتیوں کے ہاتھ سے صحیح مسلمانوں کو بھی فتنہ نہ بنا بدعتیوں کو ان پر غالب کر صحیح مسلمانوں پر اپنا رحم و کرم کر۔ میں نے بہت سے بے دینوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ موحّد سوائے ایک خدائے واحد کے نہ اور کسی کو پکارتے ہیں اور نہ کسی سے مدد چاہتے ہیں نہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے عرض و معروض کرتے ہیں نہ اللہ کے سوا بزرگوں کی نذر و نیاز منت فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کیونکر قبول کرتا ہے یا اللہ ان بے دینوں کو جھوٹا کر دے اور ہماری دعا قبول فرما ہم خاص تیرے ہی پکارنے والے ہیں تجھ سے مدد چاہنے والے ہیں۔ ان بے دینوں کو ہم پر ہنسنے کا موقعہ نہ دے یا اللہ یا ارحم الراحمین اسمع واستجب ۱۲ منہ

ع۵ یہ ایسی حدیث ہے کہ اگر ہم تمام مسلمان اس پر عمل شروع کر دیں تو کامیاب ہو جائیں ۱۲ عبدالرزاق

نِسَآئِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ۔

بَابٌ ۲۵۶ قَوْلِهِ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

۴۵۳۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضؓ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ

کفر مکے میں رہ گئی تھیں۔[1]

باب لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ کی تفسیر۔

(از حمیدی از سفیان از عمرو بن دینار از حسن بن محمد بن علی) عبید اللہ بن ابی رافع جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منشی ہیں کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ مجھے اور زبیر اور مقداد تینوں آدمیوں کو بھیجا۔ فرمایا (مکے کے راستے پر) مقام روضۂ خاخ تک چلے جاؤ۔ وہاں اونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی (اس کا نام سارہ تھا) اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم تینوں آدمی گھوڑے دوڑاتے چلے گئے۔ روضہ خاخ پر پہنچے تو وہاں ایک عورت اونٹ پر سوار ملی۔ ہم نے اس سے کہا خط نکال۔ وہ بولی میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا خط نکالتی ہے یا ہم تجھے ننگا کریں۔ تب اس نے (مجبورًا) اپنی چوٹی سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم بارگاہِ نبوت میں وہ خط لائے وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو لکھ کر بھیجا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جنگی تیاری کے امور کا اس میں ذکر تھا۔[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا ارے حاطب یہ کیا بات ہے؟ (تو نے مسلمان ہو کر کفار کو مخبری کی) حاطبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جلدی نہ فرمائیے (میرا پورا واقعہ سن لیجیے پھر سزا دیجیے) واقعہ یہ ہے میں اصل قریشی نہیں ہوں[2] اور آپ کے ساتھ دوسرے مہاجرین ہیں (وہ اصل قریشی ہیں) ان کے اعزاء و اقرباء قریش کے کافروں میں ہیں۔ لہٰذا ان کے گھر بار مال اسباب سب محفوظ ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ جب میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں تو کچھ

[1] کیونکہ وہ مشرکین میں سے تھیں اور مشرک عورتوں سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] بلکہ عہد کر کے ان میں شریک ہو گیا تھا ۱۲ منہ [3] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑا لشکر تمہارے مقابلے کے لئے لے کر تم پر چڑھائی کرنے آتے ہیں تم اپنا انتظام کر لو ۱۲ عبد الرزاق

بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ قَالَ لَا أَدْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو۔

احسان کرکے اپنا حق ان پر قائم کروں تاکہ وہ اس احسان کی وجہ سے میرے رشتہ داروں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ (خدانخواستہ) میں کافر ہوگیا ہوں یا اسلام سے منحرف ہوگیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں سے) فرمایا حاطب رضی اللہ عنہ سچ کہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا (یہ کیا؟) وہ تو جنگ بدر میں شریک تھا۔ اور تجھے کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے (عرش معلی پر سے) بدر والوں کو بہ نظر شفقت دیکھ کر فرمایا ہے "اے اہل بدر اب تم جو بھی عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ الْآيَةَ

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں اس آیت کا ذکر حدیث میں شامل ہے یا عمرو بن دینار کا ذاتی قول ہے[1]۔

۳۵ ۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا فَنَزَلَتْ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي قَالَ سُفْيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي۔

(ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا حاطب رضی اللہ عنہ ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ سفیان نے کہا ہاں لوگ ایسا ہی روایت کرتے ہیں اور میں نے جتنا عمرو بن دینار سے سنا تھا اسے خوب یاد رکھا۔ ایک حرف بھی نہیں چھوڑا اور میرے سوا مجھے ایسا کوئی آدمی معلوم نہیں جو یہ حدیث عمرو سے خود یاد رکھتا ہو۔

بَاب ۲۵۶۶ قَوْلِهِ إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ۔

باب إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ کی تفسیر۔

۴۱ ۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رض زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از برادر زادہ ابن شہاب از ابن شہاب از عروہ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کرکے آئیں، آپؐ اس آیت کے مطابق ان کا امتحان لیتے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۔ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کا اتنا بلند مقام اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اب وہ لوگ کیا جواب دینگے جو ان بزرگ ہستیوں خصوصاً خلفائے راشدین کو نہ جانے کیا کیا گالیاں دیتے ہیں اللہ ہی ان کو سمجھے والی اللہ المشتکیٰ ۱۲ عبدالرزاق

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رض فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحٰقُ ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ ـــــ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک۔

عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں پھر جو مسلمان عورت یہ شرائط پوری طرح قبول کرلیتی (جو اس آیت میں مذکور ہیں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے اس سے فرما دیتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی۔ بخدا آپ کا ہاتھ بیعت لینے میں کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ ہوا۔ آپ عورتوں سے بیعت کے وقت صرف زبان سے فرما دیتے۔ میں نے تم سے اس اقرار پر بیعت لے لی۔

زہری کے بھتیجے کی یونس، معمر اور عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی۔

اسحاق بن راشد بحوالہ زہری از عروہ و عمرہ روایت کرتے ہیں۔

بَابٌ ۲۵۶۷ قَوْلِهٖ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ۔

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رض قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِيْ فُلَانَةُ أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا۔

باب إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ کی تفسیر

(از ابو معمر از عبد الوارث از ایوب از حفصہ بنت سیرین) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے یہ آیت سنائی أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا نیز ہمیں مُردے پر نوحہ خوانی کرنے سے منع فرمایا۔ یہ سنتے ہی ایک عورت نے اپنا ہاتھ واپس لے لیا۔ (وہ خود ام عطیہ تھیں) وہ کہنے لگی فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی میں اس کا بدلہ ادا کروں گی[1]۔ آپ نے اس سے کوئی تعرض نہ فرمایا۔ وہ چلی گئی (نوحہ کرکے) پھر لوٹ آئی۔ آپ نے اس سے بیعت لی[2]۔

---

[1] اس کے نوحے میں شریک ہو جاؤں پھر نوحہ نہیں کرنے کی ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے آپ نے اس کو اجازت دی یہ ایک خاص حکم تھا جو ام عطیہ کو دیا گیا ورنہ نوحہ عموماً حرام ہے اس کی حرمت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور بعضے مالکیہ کا قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے، شاذ اور مردود ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا پھر حرام ہوا اور ممکن ہے کہ ام عطیہ کے بیعت کرتے وقت مکروہ تنزیہی ہو اس لئے آپ نے اجازت دی ہو اس کے بعد حرام ہوگیا ہو۔ حافظ نے کہا نوحہ کرنا مطلقاً حرام ہے اور یہی مذہب ہے سب علماء کا ۱۲ منہ

۴۴۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَیْرَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ قَالَ اِنَّمَا ھُوَ شَرْطٌ شَرَطَہُ اللّٰہُ لِلنِّسَآءِ۔

(از عبداللہ بن محمد از وہب بن جریر از والدش از زبیر از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کی یہ شق وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ عورتوں کے لئے ایک خاص شرط کے طور پر نازل کی[1]

۴۴۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّھْرِیُّ حَدَّثَنَاہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ قَالَ سَمِعَ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ رض قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَقَرَاَ اٰیَۃَ النِّسَآءِ وَاَکْثَرُ لَفْظِ سُفْیٰنَ قَرَاَ الْاٰیَۃَ فَمَنْ وَّفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْھَا شَیْئًا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہٗ تَابَعَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ فِی الْاٰیَۃِ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از ابوادریس خولانی) حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم (لیلۃ العقبہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا تم مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرتے ہو اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا اور عورتوں کی آیت یعنی جو آیت سورۂ ممتحنہ میں عورتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ پڑھی۔

سفیان نے اس حدیث میں اکثر یوں کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی[2] پس تم میں سے جو شخص ان شرائط پر پورا اترے گا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو شخص ان کاموں میں کچھ کر بیٹھے پھر دنیا میں اس پر حد قائم ہو جائے[3] تو اس کے گناہ کا کفارہ (اتار) ہو جائے گا۔ اگر ان کاموں کے ارتکاب کے باوجود اللہ اس کی پردہ پوشی کرے (حد سے بچ جائے) تو (قیامت کے دن) اللہ کو اختیار ہے خدا چاہے اسے عذاب دے خواہ معاف کر دے۔

سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا، انہوں نے زہری سے روایت کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی[4]۔

۴۴۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ اَنَّ

(از محمد بن عبدالرحیم از ہارون بن معروف از عبداللہ بن وہب از ابن جریج از حسن بن مسلم از طاؤس) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں نے نماز عید الفطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ

[1] تو لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ سے یہ مراد ہوگا کہ نوحہ نہ کریں یا غیر مرد سے خلوت نہ کریں یا شوہروں کی نافرمانی نہ کریں اگر یہ معنی ہو کہ اچھی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تب تو عورتوں اور مردوں سب کے لئے یہ حکم عام ہوگا جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لیلۂ عقبہ میں انصار سے انہی شرطوں پر بیعت لی ۱۲ منہ [2] یوں نہیں کہا کہ عورتوں کی آیت ۱۲ منہ [3] کوڑے کھائے یا سنگسار ہو یا ہاتھ کاٹا جائے ۱۲ منہ [4] یہ نہیں کہا عورتوں کی آیت ۱۲ منہ

الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ اَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكِ وَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَ بَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب کے ساتھ پڑھی، سب پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ سناتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترنا گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے[1] آپ اپنے ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر صفوں میں نکلتے ہوئے عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ پوری آیت پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد فرمایا خواتین! کیا آپ ان امور و شرائط پر قائم رہنا چاہتی ہو؟ ایک عورت کے سوا اور کسی نے آپؐ کو (زبان سے) جواب نہ دیا (شرما گئیں) ایک عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ!

حسن بن مسلم راوی کو معلوم نہیں ہوا کہ وہ جواب دینے والی عورت کون تھی؟ غرض پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خیرات نکالو۔ انہوں نے خیرات دینا شروع کیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ عورتیں چھلے، انگوٹھیاں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ مَنْ يَّتَّبِعُنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّرْصُوْصٌ مُّلْصَقٌ بَعْضُهٗ

سورہ صف کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں[2] مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی ہے کہ میرے ساتھ ہو کر اللہ کی طرف کون جاتا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[3] مَرْصُوْصٌ خوب مضبوطی سے

[1] بعض حضرات نے تصور بزرگ پر اسی حدیث سے دلیل لی کیونکہ ابن عباسؓ نے یہ کہا گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں ۱۲ منہ

[2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

بِبَعْضٍ وَّقَالَ غَيْرُهٗ بِالرَّصَاصِ۔

بَاب ۲۵۶۸ قَوْلِهٖ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔

۴۵۴۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رض سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْٓ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ۔

لا ہوا، کھٹا ہوا۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں سیسہ پلا کر جڑا ہوا۔

باب يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ کی تفسیر۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از محمد بن جبیر بن مطعم)

جبیر بن مطعم کے والد کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔ میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد، احمد، ماحی (کفر مٹانے والا) ہوں۔ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں یعنی لوگ میری پیروی پر حشر کیے جائیں گے[۱]۔ میں عاقب ہوں (یعنی سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں مبعوث ہوا ہوں)

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

بَاب ۲۵۶۹ قَوْلِهٖ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَقَرَاَ عُمَرُ فَامْضُوْٓا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

۴۵۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلٰثًا وَّفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ

سورہ جمعہ کی تفسیر

باب وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی تفسیر۔

حضرت عمرؓ نے فاسعوا کی بجائے فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے[۲]

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از سلیمان بن بلال از ثور از ابوالغیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ پر سورت جمعہ نازل ہوئی۔ جب اس آیت پر پہنچے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے جواب نہ دیا۔ میں نے تین بار یہی سوال کیا۔

اس وقت ہم لوگوں میں حضرت سلمان فارسی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا (یعنی زمین سے بہت اونچا)

---

[۱] قیامت میرے زمانہ نبوت میں آئے گی یا سب سے پہلے میرا حشر ہوگا لوگ میرے پیچھے اُٹھیں گے ۱۲ منہ [۲] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَلثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ۔

ایک آدمی ان لوگوں میں سے وہاں تک پہنچ جاتا۔[1]

تب بھی ان لوگوں (اہل فارس) میں سے کئی آدمی وہاں تک پہنچ جاتے یا یوں فرمایا

باب ۲۵۷ قَوْلِہٖ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً

۴۵۴۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ وَعَنْ اَبِیْ سُفْیٰنَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَقْبَلَتْ عِیْرٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا۔

باب وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً کی تفسیر۔

(از حفص بن عمر از خالد بن عبداللہ از حصین از سالم بن ابی الجعد و ابوسفیان از طلحہ بن نافع) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جمعہ کے دن غلّے کا ایک قافلہ (مدینے میں) آپہنچا۔ اس وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خطبہ سن رہے تھے) سب لوگ اس طرف چل دئے۔ صرف بارہ آدمی آپؐ کے پاس رہ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا الآیۃ۔

سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ

سورۂ منافقون کی تفسیر

باب ۲۵۸ قَوْلِہٖ وَاِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی لَکٰذِبُوْنَ۔

۴۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَآ اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْٓ اِسْحٰقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ کُنْتُ فِیْ غَزَاۃٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَیٍّ یَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِہٖ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّیْ اَوْ لِعُمَرَ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُہٗ فَاَرْسَلَ

باب اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ آخیر آیت لَکٰذِبُوْنَ تک کی تفسیر۔

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل از ابو اسحاق) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک جنگ (غزوۂ تبوک) میں تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی (منافق) کو یہ کہتے سنا۔ "لوگو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والوں (مہاجرین) کو کچھ خرچ کرنے کے لئے مت دو۔ وہ خود بخود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر ان سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینے پہنچے تو دیکھ لینا ہم معزز لوگ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں نے عبداللہ کی گفتگو اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا۔

---

[1] دوسری روایت میں کئی آدمی بغیر شک کے مذکور ہیں۔ قرطبی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا بہت سے حدیث کے حافظ اور امام ملک فارس میں پیدا ہوئے ۱۲ منہ عفی عنہ علمائے امت کی اکثریت جس میں اقطاب و مجتہدین، اولیاء و اصفیاء بھی شامل ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ مراد ہیں کیونکہ ملک فارس میں ان کے پائے کا کوئی ہمہ اوصاف موصوف نہ ان سے پہلے گزرا ہے اور نہ ان کے بعد آج تک ایسا عالم متبحر پیدا نہیں ہوا عبدالرزاق

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ اُبَیٍّ وَّاَصْحَابِہٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَکَذَّبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَہٗ فَاَصَابَنِیْ ھَمٌّ لَّمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُہٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ لِیْ عَمِّیْ مَا اَرَدْتَّ اِلٰٓی اَنْ کَذَّبَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ صَدَّقَکَ یَا زَیْدُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے بیان کر دیا، آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا (ان سے پوچھا تو) وہ مکر گئے اور قسمیں کھانے لگے۔ ہم نے ایسا ہرگز نہیں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا سمجھا (عبداللہ بن ابی کو سچا) مجھے اتنا دکھ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا (میں مغموم ہو کر) گھر میں بیٹھا رہا میرے چچا کہنے لگے تو نے یہ کیا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا سمجھا اور تجھ سے ناراض ہوئے۔ چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ (آخر تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا اور سورۂ منافقون پڑھ کر سنائی اور فرمایا زید! اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق فرما دی[1]

بَابُ ۲۷۷ قَوْلِہٖ اتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً یَّجْتَنُّوْنَ بِھَا

باب اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً کی تفسیر

جُنَّۃً۔ یعنی ڈھال۔ مفہوم یہ ہے کہ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہے۔ قسمیں کھا کر جان و مال بچاتے ہیں۔

۴۵۵۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ کُنْتُ مَعَ عَمِّیْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ اُبَیِّ بْنَ سَلُوْلٍ یَّقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا وَقَالَ اَیْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَمِّیْ فَذَکَرَ عَمِّیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اُبَیٍّ وَّاَصْحَابِہٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَذَّبَنِیْ فَاَصَابَنِیْ ھَمٌّ لَّمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُہٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ

(از آدم بن ابی ایاس از اسرائیل از ابو اسحاق سبیعی) حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے چچا کے ساتھ تھا۔ میں نے عبداللہ ابی کو یہ کہتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش جو لوگ ہیں ان سے کچھ سلوک نہ کرو یہاں تک کہ آپؐ کو وہ لوگ چھوڑ کر منتشر ہو جائیں۔ عبداللہ ابن ابی نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینے واپس پہنچے تو معزز لوگ ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ میں نے عبداللہ (منافق) کی یہ گفتگو اپنے چچا سے بیان کی۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا۔ آپ نے عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا وہ مکر گئے قسم کھانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تو سچا سمجھا اور مجھے جھوٹا خیال کیا[2] مجھے اتنا سخت رنج ہوا کہ اتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں رنجیدہ ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ ــــ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ــــ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا

[2] معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن کا علم یا ہر جگہ میں موجودگی نہ تھی جیسے اہل بدعت بیان کرتے ہیں ورنہ حضرت زید کی صداقت اسی وقت معلوم ہو جاتی

فِی بَیْتِی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا اِلٰی قَوْلِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَاَرْسَلَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ صَدَّقَکَ

الْاَذَلَّ۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا اور یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ فرمایا کہ (زیدا) اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا ثابت کیا ہے۔

بَابٌ ۲۵۷۳ قَوْلِہٖ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ۔

باب ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ کی تفسیر۔

۴۵۵۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ کَعْبٍ الْقُرَظِیَّ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیٍّ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَقَالَ اَیْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ اَخْبَرْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِی الْاَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیٍّ مَا قَالَ ذٰلِکَ فَرَجَعْتُ اِلَی الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ فَاَتَیْتُہٗ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَکَ وَنَزَلَ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا الْاٰیَۃَ وَقَالَ ابْنُ اَبِی الزَّائِدَۃِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(از آدم از شعبہ از حکم از محمد بن کعب قرظی) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب عبداللہ بن ابی نے یہ کہا لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور یہ بھی کہا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ الْاٰیَۃَ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ انصار نے مجھ پر ملامت بھی کی۔ ادھر عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی میں نے ایسا نہیں کہا۔ تو زید بن ارقم کہتے ہیں میں (مغموم ہو کر) گھر لوٹ آیا اور سو رہا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق[1] کی اور یہ آیت نازل ہوئی ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا الْاٰیَۃَ۔

ابن ابی زائدہ نے اس حدیث کو بحوالہ اعمش از عمرو بن مرہ از ابن ابی لیلیٰ از زید بن ارقم رضی اللہ عنہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا[2]۔

بَابٌ ۲۵۷۴ قَوْلِہٖ وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ

باب وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ قَاتَلَھُمُ

---

[1] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری بات کا یقین نہیں آیا ۱۲ منہ [2] اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

۴۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لِاَصْحَابِهٖ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَقَالَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَسَاَلَهٗ فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَا فَعَلَ قَالُوْا كَذَبَ زَيْدٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقِيْ فِيْ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَقَوْلُهٗ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ قَالَ كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ۔

اللّٰہُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کی تفسیر۔

(از عمرو بن خالد از زہیر بن معاویہ از ابو اسحاق) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سفر میں گئے وہاں لوگوں کو (کھانے پینے کی) بہت تکلیف ہوئی۔ عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش جو لوگ ہیں انہیں کچھ مت دو۔ وہ خود ہی آپ کو چھوڑ کر منتشر ہو جائیں گے اور یہ بھی کہا اگر ہم مدینے واپس پہنچے تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کر دیں گے۔ میں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اس سے دریافت فرمایا۔ اس نے سخت قسم کھائی کہ اس نے یہ نہیں کہا۔ انصار بھی کہنے لگے زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط بات کہی ہے۔ مجھے ان کے ایسا کہنے پر سخت رنج ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون میں میری تصدیق نازل کی (مجھے سچا کہا) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کو اس لئے بلایا کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے استغفار کریں لیکن انہوں نے اپنے سر دوسری طرف پھیر لئے (غرور میں آ گئے) خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ کا مطلب یہ ہے کہ (ظاہر میں) بڑے خوبصورت ہیں[1]۔

باب ۲۵۷۵۔ قَوْلُهٗ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ حَرَّكُوْا اسْتَهْزَءُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَاُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ۔

باب وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ الْاٰيَةَ کی تفسیر۔

لَوَّوْا کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر بطور ہنسی و مذاق کے ہلانے لگے بعض حضرات نے لَوَوْا بغیر تشدید پڑھا ہے۔ یعنی سر پھیر لیا۔

۴۵۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ

(از عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحٰق) حضرت زید بن ارقمؓ

[1] ڈیل ڈول معقول مگر دل میں منافق ۱۲ منہ

اِسْرَآءِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّیْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَیِّ ابْنَ سَلُوْلَ یَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا وَلَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّیْ فَذَكَرَ عَمِّیْ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَاَصَابَنِیْ غَمٌّ لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِیْ بَیْتِیْ وَقَالَ عَمِّیْ مَا اَرَدْتَ اِلٰٓى اَنْ كَذَّبَكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَرْسَلَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهَا وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ۔

کہتے ہیں۔ میں یہ اپنے چچا کے ساتھ تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو یہ کہتے سنا لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا اور یہ بھی کہتے سنا لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ میں نے اس کی اس بات کا اپنے چچا سے ذکر کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ (مگر عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے جھوٹی قسم کھائی تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی منافقین کی بات سچی سمجھی۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ رنجیدہ و مغموم میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرا چچا کہنے لگا۔ ارے تجھے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تجھ سے ناراض بھی ہوئے۔ غرض اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ الْاٰیَة۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا یہ سورت پڑھ کر سنائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا کہا[1]۔

بَابٌ ۲۵۷ قَوْلِهٖ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔

باب سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ کی تفسیر۔

۴۵۵۴۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِیْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْیٰنُ مَرَّةً فِیْ جَیْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهٰجِرِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ یَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهٰجِرِیُّ یَا لَلْمُهٰجِرِیْنَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(از علی از سفیان از عمرو) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک لڑائی میں تھے[2]۔ بعض اوقات سفیان راوی یوں کہتے ہم ایک فوج میں تھے وہاں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماری انصاری نے فریاد کی اے انصاریو امداد کو آؤ۔ ادھر مہاجر نے بھی فریاد کی اے مہاجرو امداد کرو۔ یہ آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی۔ فرمایا کیا جاہلیت کی سی باتیں کرنے لگے ہو اور لوگوں نے عرض

---

[1] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو حسن سے مرسلاً مروی ہے اس میں یہ ہے کہ لوگوں نے عبداللہ بن ابی سے اس سورت کے اترنے کے بعد کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلا جا اور اپنے گناہ کی بخشش چاہ تو اچھا ہو گا وہ یہ سن کر اپنا سر پھیرنے لگا ۱۲ منہ [2] ابن اسحاق نے کہا غزوۂ بنی مصطلق میں ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوهَا أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کیا یا رسول اللہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے (سرین پر) لات لگائی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی جہالت کی باتیں ترک کر دو۔ یہ بالکل ناپاک باتیں ہیں۔

یہ خبر عبد اللہ بن ابی منافق کو پہنچی (کہ مہاجرین نے انصار کو مارا) تو کہنے لگا کیا مہاجرین ہم پر حاکم بن بیٹھے[1] غرض خدا کی قسم اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑیئے (اجازت دیجئے) میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو۔ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی لوگوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ جس وقت مہاجر ہجرت کر کے مدینے میں آئے تھے وہ شروع زمانے میں تھوڑے تھے انصار بہت تھے۔ پھر (ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ تک جاری رہا لہٰذا) مہاجرین کی تعداد بھی بہت ہو گئی۔ سفیان کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی ہے۔ عمرو کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (پھر یہ حدیث بیان کی[2])۔

بَاب ۲۵۷ قَوْلِهٖ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا وَيَتَفَرَّقُوا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ۔

باب هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا وَيَتَفَرَّقُوا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ کی تفسیر

يَنْفَضُّوا کا معنی جدا ہو جائیں۔ الگ الگ ہو جائیں۔

---

[1] دوسری روایت میں ہے ہم ہی نے تو ان کو بلایا اپنے ملک میں جگہ دی وہ ہم پر ہی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے اس نے یوں کہا ہماری اور ان قریش کے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے کہا کتے کو کھلا پلا موٹا کر وہ آخر میں تجھ ہی کو کھا جائیگا پھر اپنے لوگوں پاس آیا کہنے لگا دیکھو تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں اتارا اپنے مال اور جائیداد میں ان کو شریک کیا یہ اسی کا بدلہ ہے خود کردہ را علاج اگر تم ان لوگوں سے سلوک نہ کرتے ان کو نہ اتارتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے تو تم بچے رہتے ۱۲ منہ [2] یہ فرمایا اونٹ نے کوچ کیا رستے میں اسید بن حضیر صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر کہا یا رسول اللہ عزت والے سردار آپ ہیں سوا خدائی خوار ہے اس منافق کا بیٹا جو سچا مسلمان تھا اس کا بھی نام عبد اللہ تھا یہ خبر سن کر آنحضرت کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر چاہتے ہیں تو میں خود اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے پاس حاضر کرتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں تو اپنے باپ کی رفاقت میں رہ ان سے اچھا سلوک کر سبحان اللہ مسلمان یہ لوگ تھے جن کو پیغمبر علیہ السلام کی محبت اپنے ماں باپ اور اپنی جان سے بھی زیادہ تھی ۱۲ منہ [3] ایک نسخہ میں اتنی عبارت زیادہ ہے الکسع ان تضرب بيدك على شيء او برجلك ويكون ايضا اذا رميته بشيء يسوءه یعنی کسع ہاتھ سے یا پاؤں سے مارنا یا ایسی مار لگانا جو عیب ہے جیسے جتا مارنا یا دبر پر لات مارنا ۱۲

۴۵۵۵ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِي أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ -

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ از موسیٰ بن عقبہ از عبداللہ بن فضل) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے واقعہ حرہ (۶۳ھ) میں جو صحابہ مارے گئے کہ اُن کا مجھے بہت رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ کو میرے رنج کی خبر پہنچی تو انہوں نے مجھے یہ خط لکھا "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ یوں دُعاء فرماتے تھے۔ یا اللہ! انصار اور ان کے بیٹوں کو بخش دے۔

عبداللہ بن فضل راوی کو اس میں شک ہے کہ یہ بھی فرمایا یا نہیں "انصار کے پوتوں کو بھی بخش دے"۔ جو لوگ انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت موجود تھے ان میں سے کسی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دی ہوئی اطلاع پر خدا تعالیٰ نے تصدیق فرمائی ہے۔[1]

باب ۲۵۷۸ قَوْلِهٖ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ -

باب يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ کی تفسیر۔

۴۵۵۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا

(از حمیدی از سفیان از عمرو بن دینار) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ہم ایک جنگ میں شامل تھے اتفاق سے وہاں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماری۔ انصاری پکار اٹھا اے انصاریو میری مدد کو آؤ۔ مہاجر نے بھی آواز دی مہاجرو! میری مدد کو آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا دی۔ آپ نے

---

[1] یعنی اس نے جو بات عبداللہ بن ابی منافق سے سنا بیان کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی یہ زید بن ارقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے بوڑھے ہو گئے تھے انہوں ہی نے یزید پلید کو ملامت کی جب وہ مردود جناب حضرت امام حسین علیہ و علی آبائہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مار رہا تھا زید نے کہا یزید تجھ پر افسوس ہے میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ بوسہ دیا کرتے تھے اور تو اس پر چھڑی ملتا ہے یزید نے کہا اے زید اگر تو صحابی نہ ہوتا تو میں تجھ کو مروا ڈالتا زید نے کہا ارے کمبخت میرے صحابی ہونے کا خیال کرتا ہے اور امام حسینؓ کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتا ہے جو صحابی بھی تھے اور جگر گوشہ بھی تھے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ اس کے کئے کی بھرپور سزا دے اور خدا نہ معاف کرے ایسے ظالموں کو آمین

اَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَّكَانَتِ الْاَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَّقْتُلُ اَصْحَابَهٗ۔

پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماری ہے تو انصاری انصاریوں کو پکار رہا ہے اور مہاجر مہاجرین کو آواز دے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی باتیں (جن سے آپس میں فساد اور خانہ جنگی ہو) چھوڑ دو یہ ناپاک باتیں ہیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تھے اس وقت انصار مہاجرین سے زیادہ تھے بعد اس کے مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے جب اس جھگڑے کی خبر سنی تو کہنے لگا مہاجر اپنی حکومت جمانے لگے ہیں۔ اچھا خدا کی قسم اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا[1]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں جانے دے لوگ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو خود قتل کرتے ہیں[2] (یا قتل کراتے ہیں)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

سورہ تغابن کی تفسیر

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ هُوَ الَّذِيْ اِذَا اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ اَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ

علقمہ بن قیس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ کا یہ معنی ہے کہ جو شخص ایمان والا ہوتا ہے اس پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو راضی رہتا ہے (گھبراتا نہیں) اور سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے[3]

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

سورہ طلاق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ اَمْرِهَا جَزَاءَ اَمْرِهَا

مجاہد کہتے ہیں وَبَالَ اَمْرِهَا کا معنی اپنے کام کا بدلہ۔

---

[1] ترمذی کی روایت یوں ہے اس منافق کے بیٹے عبداللہ نے جب اپنے باپ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی تو یہ اقرار کر کے گا کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ عزت والے ہیں ۱۲ منہ [2] حالانکہ یہ مردود منافق تھا اور منافق اصحاب میں داخل نہیں ہو سکتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ظاہری اسلام کی وجہ سے اس کو اصحاب میں شریک کیا ۱۲ منہ [3] بعضے بزرگوں سے منقول ہے جو کوئی طاعون یا وبا کے دنوں میں ہر روز سورۂ تغابن پڑھ لیا کرے تو وہ اس بلا سے محفوظ رہے گا ۱۲ منہ

۴۵۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ آپؐ ناراض ہوئے۔ فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہو رجعت کرے اور اپنی بیوی کو رہنے دے۔ وہ حیض سے پاک ہو۔ پھر اسے حیض آئے۔ بعد ازاں حیض سے پاک ہو۔ اس عرصے کے بعد اگر اس کا جی چاہے تو صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے۔ قرآن شریف میں فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ میں عدت سے یہی مراد ہے۔

بَابُ ۲۵۷۹ قَوْلِهِ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ۔

باب وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا کی تفسیر۔

أُولَاتُ الْأَحْمَالِ یعنی حاملہ عورتیں۔ اس کا واحد ذَاتُ حَمْلٍ ہے۔

۴۵۵۸۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ

(از سعد بن حفص از شیبان از یحیی) ابوسلمہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے وہ کہنے لگے ایک عورت نے اپنے خاوند کی وفات کے چالیس دن کے بعد وضع حمل کیا آپ اس کے متعلق کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا دونوں میں سے لمبی مدت اس کے لئے ہوگی[1] ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا۔ قرآن میں تو یوں ہے وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو اپنے بھتیجے ابوسلمہ کے ساتھ متفق ہوں۔ آخر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ ان سے یہ مسئلہ دریافت کرایا۔ انہوں نے کہا سبیعہ اسلمیہ

ملہ یعنی چار مہینے دس دن سے پیشتر اگر ولادت ہو جائے تو چار مہینے دس دن گزرنے چاہئیں اور ولادت نہ ہو تو ولادت تک انتظار کرے ۱۲ منہ ملہ تو حاملہ عورت [illegible]

وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّنَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لَكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔

کا خاوند (سعد بن خولہ) اس وقت مارا گیا جب وہ حاملہ تھی۔ پھر اپنے خاوند کی شہادت کے چالیس دن بعد اس نے وضع حمل کیا۔ لوگوں نے اسے پیغام نکاح بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح پڑھا دیا۔ اس پیغام دینے والوں میں ابو السنابل بھی تھا۔

سلیمان بن حرب اور ابو النعمان کہتے ہیں[1]۔ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے نقل کیا انہوں نے کہا میں لوگوں کے ایک حلقے میں تھا جن میں عبدالرحمن بن ابی لیلی (مشہور فقیہ و عالم) بھی تھے لوگ ان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ وہاں اس مسئلے کا ذکر آیا (یعنی حاملہ کی عدت وفات کا) عبدالرحمن نے کہا وہ لمبی میعاد پوری کرے۔ اس وقت میں نے سُبیعہ بنت حارث کی حدیث جو عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے میں نے سنی تھی بیان کی۔ عبدالرحمن کے بعض ساتھیوں نے اشارے سے مجھ سے کہا (یعنی منع کیا) ابن سیرین کہتے ہیں میں سمجھ گیا اور میں نے کہا واہ کیا میں عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ بولنے کی جرأت کروں حالانکہ وہ کوفے کے ایک کونے میں زندہ موجود ہیں (لوگ ان سے معلوم کر سکتے ہیں) یہ سن کر وہ اشارہ کرنے والا شرمندہ ہو گیا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں لیکن عبداللہ بن عتبہ کے چچا عبداللہ ابن مسعود کا یہ قول نہ تھا[2]۔

ابن سیرین کہتے ہیں پھر میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا۔ ان سے دریافت کیا۔ مالک نے بھی سبیعہ والی حدیث بیان کی۔ میں نے ان سے کہا آپ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہم (ایک مرتبہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا تم لوگ حاملہ عورت پر سختی کرتے ہو ان پر آسانی نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ چھوٹی سورت (طلاق) بڑی سورت (النساء) کے بعد اتری ہے[3]۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت یہی ہے کہ وہ وضع حمل کر لیں۔

---

[1] یہ دونوں امام بخاری کے شیخ ہیں لیکن امام بخاری نے شاید یہ حدیث ان سے نہیں سنی اس لئے یوں نہیں کہا کہ حدثنا طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں اس کو وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی وہ سبیعہ کی حدیث کے موافق فتویٰ نہیں دیتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ لمبی عدت پوری کرنا چاہئیے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تھا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شاید جب تک ان کو سبیعہ کی حدیث نہ پہنچی ہو گی ایسا کہتے رہے ہوں گے لیکن آگے مالک بن عامر کی روایت سے بیان ہو گا کہ عبداللہ بن مسعود سبیعہ کی حدیث کے موافق فتوی دیتے تھے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی کا خیال صحیح نہیں تھا ۱۲ منہ [3] تو بڑی سورۃ نساء میں چار مہینے دس دن عدت کرنے کا حکم ہے اس حکم میں سے حاملہ عورتیں مستثنیٰ کی گئیں سورہ طلاق کی آیات واولات الاحمال سے ان کی عدت وضع حمل قرار پائی خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی ۱۲ منہ

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

بَابٌ ۲۵۸۰ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

۴۵۵۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

۴۵۶۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَّيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهٗ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْٓ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا

سورہ تحریم کی تفسیر

باب يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کی تفسیر۔

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ابن حکیم از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اگر کوئی شخص بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو (قسم کا کفارہ) ادا کرے۔ ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونۂ عمل موجود ہے۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از عطاء از عبید ابن عمیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ وہاں ٹھیرتے تھے۔ میں نے اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یوں کہے آپ نے مغافیر کھایا ہے[۲] اور آپ کے جسم سے اس کی بو آرہی ہے[۳]۔ (ہم نے ایسا ہی کیا) آپ نے فرمایا نہیں میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور آج سے میں نے قسم کھالی ہے کہ اب شہد نہیں پیوں گا۔ لیکن تو اس واقعہ کی اطلاع کسی کو نہ دے[۴]

سلہ اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر طلاق یا ظہار کی نیت ہو تو طلاق یا ظہار ہو جائے گا۔ اور اَنْتِ حَرَامٌ کہنے سے صرف قسم کا کفارہ لازم ہوگا جیسے ابن عباسؓ نے کہا۔ سید علامہ نے کہا اگر انت حرام کہنے سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق پڑ جائے گی ۱۲ منہ سلہ وہ ایک بدبودار گوند ہے جو درخت سے جھڑتا ہے ۱۲ منہ سلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے۔ آپ کو اس سے سخت نفرت تھی کہ آپ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بری بو آئے ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور خوشبو کا استعمال رکھتے تھے۔ جدھر سے آپ گزر جاتے وہاں کے در و دیوار معطر ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی نے یہ صلاح اس لئے کی کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جانا وہاں ٹھیرے رہنا کم کر دیں ۱۲ منہ سلہ دوسری روایت میں یوں ہے آپ کو میٹھا بہت پسند تھا آپ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے وہاں شہد پیا اور حضرت عائشہ رضا اور سودہ رضا اور صفیہ رضا نے یہ صلاح کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو کہیں آپ میں سے بو آتی ہے ۱۲ منہ

باب ۲۵۸۱ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

باب ۲۵۸۲ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔

۴۵۶۱۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ

باب تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ کی تفسیر۔

باب قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ کی تفسیر۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از سلیمان بن بلال از یحییٰ از عبید ابن حنین) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں ایک سال تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کی تفسیر کے لئے منتظر رہا مگر ان کی ہیبت ایسی تھی کہ میں پوچھ نہ سکتا (خاموش ہو جاتا)[1] آخر آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔ جب ہم حج سے واپس آرہے تھے تو راستے میں کسی جگہ وہ راہ سے ہٹ کر (رفع حاجت کے لئے) ایک پیلو کے درخت کی طرف گئے میں ٹھہرا رہا۔ جب وہ حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں ان کے ساتھ ساتھ چلا۔ میں نے موقع پا کر ان سے پوچھا۔ اے امیر المؤمنین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یہ دو کون ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما (اور کون ہے؟) میں نے کہا میں ایک سال سے آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا مگر ہیبت کے مارے آج تک نہ پوچھ سکا۔ انہوں نے کہا آئندہ ایسا مت کرو۔ دین کی جو بات تو سمجھے کہ میں جانتا ہوں وہ (بے تامل) مجھ سے پوچھ لیا کرو۔ اگر میں جانتا ہوں گا تو تجھے بتا دوں گا۔

---

[1] ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جاہ و جلال ایسا ہی تھا یہ اللہ کی طرف سے تھا کہ موافق مخالف سب تھراتے تھے مقابلہ تو کیا چیز ہے مقابلہ کے خیال کی بھی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ ہائے اگر حضرت عمرؓ دس بارہ سال اور زندہ رہتے تو ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔ حضرت عمرؓ کے مخالفین جو شیعہ اور روافض ہیں وہ بھی آپ کے حسن انتظام اور خوبی سیاست اور جلال و دبدبہ کے معترف ہیں۔ ایک مجلس میں چند روافض بیٹھے ہوئے جناب عمرؓ کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں کر رہے تھے انہی میں سے ایک با انصاف شخص نے کہا کہ حضرت عمرؓ کو انتقال کئے آج تیرہ سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں اب تم ان کی برائی کرتے ہو۔ بھلا سچ کہنا اگر حضرت عمرؓ ایک تلوار کاندھے پر رکھے ہوئے آجائیں تمہارے سامنے تو تم ایسی باتیں کر سکو گے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ اگر حضرت عمرؓ سامنے آجائیں تو ہمارے منہ سے بات تک نہ نکلے گی رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ و ذلک ہو الفضل المبین ۱۲ منہ۔

عُمَرُ وَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْھِنَّ مَآ اَنْزَلَ وَقَسَمَ لَھُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَیْنَآ اَنَا فِیْ اَمْرٍ اَتَاَمَّرُہٗ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتِیْ لَوْ صَنَعْتَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَھَا مَا لَکِ وَلِمَا ھٰھُنَا فِیْمَا تَکَلُّفُکِ فِیْ اَمْرٍ اُرِیْدُہٗ فَقَالَتْ لِیْ عَجَبًا لَکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِیْدُ اَنْ تُرَاجَعَ اَنْتَ وَاِنَّ ابْنَتَکَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَظَلَّ یَوْمَہٗ غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ رِدَآءَہٗ مَکَانَہٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی حَفْصَۃَ فَقَالَ لَھَا یَا بُنَیَّۃُ اِنَّکِ لَتُرَاجِعِیْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَظَلَّ یَوْمَہٗ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَۃُ وَاللّٰہِ اِنَّا لَنُرَاجِعُہٗ فَقُلْتُ تَعْلَمِیْنَ اَنِّیْ اُحَذِّرُکِ عُقُوْبَۃَ اللّٰہِ وَغَضَبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ (وَاٰلِہٖ) وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّۃُ لَا تَغُرَّنَّکِ ھٰذِہِ الَّتِیْ اَعْجَبَھَا حُسْنُھَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاھَا یُرِیْدُ عَائِشَۃَ رض قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ لِقَرَابَتِیْ مِنْھَا فَکَلَّمْتُھَا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ عَجَبًا لَکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَبْتَغِیَ اَنْ تَدْخُلَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجِہٖ فَاَخَذَتْنِیْ وَاللّٰہِ اَخْذًا کَسَرَتْنِیْ عَنْ بَعْضِ مَا کُنْتُ اَجِدُ

پھر انہوں نے کہا۔ زمانۂ جاہلیت میں خدا کی قسم ہم عورتوں کو کچھ حیثیت نہ دیتے تھے (نہ انہیں ترکے میں سے کچھ حصہ دیتے تھے نہ کسی معاملہ میں ان کی رائے لیتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے متعلق جو نازل کرنا چاہا نازل کیا (وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ) اور ترکے میں سے جو حصہ دلانا چاہا وہ دلایا۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک معاملے میں غور کر رہا تھا اتنے میں میری بیوی بول اٹھی اگر آپ کام اس طرح اس طرح کرلیں تو اچھا ہے میں نے کہا تیرا کیا مطلب تو کیوں اس کام میں دخل دیتی ہے؟ وہ کہنے لگی جناب ابن خطاب آپ پر تعجب ہوتا ہے میں نے اگر آپ سے ایسی دو باتیں کہیں تو آپ کو ناگوار گزرا۔ آپ کی بیٹی (حفصہؓ) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارا سارا دن اس پر خفا رہتے ہیں حضرت عمر نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ یہ سنتے ہی اپنی چادر سنبھالی اور سیدھے حفصہ رض کے پاس گئے ان سے کہنے لگے بیٹی! یہ کیا بات ہے کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کرتی ہے سوال وجواب کرتی ہے کہ آپ سارا سارا دن تجھ پر خفا رہتے ہیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیشک ہم تو بخدا اس طرح کرتے ہیں۔ (سوال وجواب کرتے رہتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھ یاد رکھ میں تجھے اللہ کے عذاب اور اس کے رسول کے غصے سے ڈراتا ہوں (تو ایسا کرے گی تو تباہ ہو جائے گی) بیٹی! تو اس خاتون کی وجہ سے غلط فہمی میں مت پڑ جا جو اپنے حسن وجمال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر نازاں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی (جو بیٹی ان کی نہیں تھیں) حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر میں حفصہؓ کے پاس سے نکل کر ام سلمہؓ کے پاس گیا چونکہ وہ میری رشتہ دار تھیں[1] ان سے بھی میں نے یہی گفتگو کی وہ کہنے لگیں ابن خطاب! تعجب ہے آپ ہر کام میں دخل دینے لگے حتیٰ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے معاملے میں بھی دخل اندازی کرنے لگے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خدا کی قسم بہت سخت سست کہا جس سے میرا غصہ فرو ہو گیا۔ وہاں سے چل کر اپنے ایک انصاری

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ مخزومیہ تھیں حضرت ام سلمہؓ بھی مخزومیہ تھیں اور ام سلمہ عمرؓ کی والدہ کی چچا زاد بہن تھیں اس طرح ان کی خالہ تھیں ۱۲ منہ

فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ
مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا
غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا
مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ
يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ
فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ
افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ
أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ
وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ
فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
مَشْرُبَةٍ لَهُ يُرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ
فَقُلْتُ لَهُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ
لِي قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ
أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَ
تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ
وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ

دوست کے یہاں پہنچا وہ انصاری میری عدم موجودگی میں دربار
رسالت کی باتیں مجھ سے آکر بتا دیا کرتا تھا اور اس کی عدم موجودگی میں
میں دربار رسول کی باتیں اسے بتایا کرتا تھا۔ ان دنوں ہم شاہ
غسان کے حملے کا اندیشہ محسوس کر رہے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ
حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ اس خوف سے ہمارے دل بیٹھے
جا رہے تھے کہ ایک بار اس انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا
کھولو، دروازہ کھولو۔ میں نے پوچھا کیا غسانی حملہ آور ہو گئے۔ اس
نے کہا نہیں اس سے بھی زیادہ شدید معاملہ پیش آگیا۔ میں نے پوچھا
کیا تو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے الگ
ہو گئے[1]۔ میری زبان سے نکلا حفصہؓ اور عائشہؓ کی ناک خاک میں
مل جائے۔ اور اپنے کپڑے سنبھالتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ اپنے ایک کوٹھے پر تشریف
رکھتے تھے وہاں ایک سیڑھی لگی تھی اور حبشی غلام دربانی پر مامور تھا
میں نے اس سے کہا ذرا کہہ دو کہ عمر حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے۔
اس نے آکر اجازت دی۔ میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ[2] عرض کر
دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو بھی نقل کر دی جس پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے[3]۔ اس وقت آپ ایک
چٹائی پر بیٹھے تھے۔ چٹائی پر کوئی نرم کپڑا نہ تھا۔ آپ کے سرہانے
ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی رکھا تھا۔ پاؤں کے
پاس سلم کے پتوں کا ڈھیر لگا تھا[4] اور چند کچے چمڑے لٹک رہے تھے۔

[1] روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے جب میں آپ کے پاس پہنچا دیکھا تو آپ کے چہرے پر ملال معلوم ہوتا تھا میں نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں گویا آپ کا دل بہلایا پھر ذکر کرتے کرتے میں نے کہا یا رسول اللہ میری جورو اگر مجھ سے خرچہ کر مانگے تو میں تو اس کی گردن ہی توڑ ڈالوں۔ اس پر آپ ہنس دیئے آپ کا رنج جاتا رہا۔ سبحان اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دانائی اور لیاقت اور علم مجلس پر آفرین مسلمانوں دیکھو پیغمبر کا عشق اس کو کہتے ہیں پیغمبر علیہ السلام کا رنج صحابہ رضی اللہ عنہم کو ذرا بھی گوارا نہیں تھا اپنی بیٹیوں کو گھونکنے اور تنبیہ کرنے پر مستعد تھے افسوس ہے کہ ایسے بزرگان دین اور عاشقان رسول پر تہمتیں باندھی جائیں اور زمانہ کے بدمعاش منافق لوگوں پر قیاس کر کے ان کی برائی کریں یہ شیطان ہے جو غلط وسوسے ڈال کر لوگوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور رنیدگان دین اور جان نثاران سید المرسلین کے متعلق بدگمانیاں پیدا کر کے سیدھے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے لہٰذا ایسے غلط خیالات سے توبہ کرنی چاہیئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ [3] سلم قرظ کو کہتے ہیں جس کے پتوں سے [illegible] کرتے ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی حضرت حفصہ رضہ کو ڈانٹا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت کی پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ مجھے سخت سست کہا ۱۲ عبدالرزاق

أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ۔

(یہی کچھ گھر کا کل سامان تھا) آپ کی پسلیوں پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میں رونے لگا[2]۔ آپ نے پوچھا روتے کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایران و روم کے بادشاہ تو ایسے (پر تکلف آرام دہ) سامان میں ہوں[3] اور آپ اللہ کے رسول ہو کر اس حال میں رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ انہیں (صرف) دنیا (کا آرام و آسائش) رہے اور ہمیں آخرت[4] (کا آرام یعنی جنت) ملے؟

باب ۲۵۸۳ قَوْلِهِ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ کی تفسیر۔

اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے (جو اوپر گزر چکی)

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔

(از علی از سفیان از یحییٰ بن سعید از عبید بن حنین) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے میں نے چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کروں تو ایک دن موقع سمجھ کر میں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین یہ دو عورتیں کونسی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایکا کیا تھا (جن کا ذکر قرآن میں ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ) ابھی میں نے بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ انہوں نے جواب میں فرمایا عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

---

[1] ارے بادشاہ کو نہیں اور دنیا میں اس بے سرو سامانی اور تکلیف کے ساتھ زندگی بسر کی مسلمانو ہمارے سردار نے دنیا میں زندگی اس طرح گزاری تو ہم کیوں اپنی بے سرو سامانی اور مفلسی پر رنج کریں اور دنیا کی بے حقیقت اور فانی مال و متاع کے لئے ان دنیاداروں سے کیوں ڈریں یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ایک بوریا اور پانی کا ایک کوزہ ہم کو کہیں بھی مل جائے گا کوئی ہم کو ڈراتا ہے دیکھو شرع کی سچی بات کہو گے تو نوکری بھی جاتی رہے گی کوئی کہتا ہے شہر سے نکالے جاؤ گے ارے بے وقوف شہر سے نکالیں گے خدا کی زمین سے تو نہیں نکال سکتے ساری زمین میں کہیں بھی رہ جائیں گے نوکری چھین لیں تو چھین لیں ہم تجارت اور محنت کر کے روٹی کما لیں گے پروردگار رزاق مطلق ہے وہ جب تک زندگی ہے کسی نہ کسی بہانے روزی دے گا تم لاکھ ڈراؤ ہم ڈرنے والے نہیں ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ کم بخت کیا بیچتے تمہاری حکومت کیا چیز ہے احکم الحاکمین سے ڈرو ۱۲ منہ [2] دو جہان کے بادشاہ اور یہ تکلیف ۱۲ منہ [3] حالانکہ پروردگار کے نزدیک وہ آپ کے کفش بیداری کی بھی لیاقت نہیں رکھتے ۱۲ منہ [4] اس کا تعلق ہمارے لئے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خود اس وقت کے مخاطب حضرت عمرؓ تو سب سے پہلے شامل ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخرت میں آرام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔ عبدالرزاق

باب ۲۵۸۴ قَوْلِهٖ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا صَغَوْتُ وَاَصْغَيْتُ مِلْتُ لِتَصْغٰى لِتَمِيْلَ۔

باب اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کی تفسیر۔
عرب لوگ کہتے ہیں صَغَوْتُ اور اَصْغَيْتُ یعنی میں جھک پڑا لِتَصْغٰى (جو سورۂ انعام میں ہے) اس کا معنی جھک جائیں۔

باب ۲۵۸۵ قَوْلِهٖ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ عَوْنٌ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ اَوْصُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ

باب وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ کی تفسیر۔
ظَهِيْرٌ کا معنی مددگار۔ تَظَاهَرُوْنَ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔
مجاہد کہتے ہیں قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ کا معنی یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرو۔ انہیں ادب سکھاؤ یعنی اخلاق و تہذیب کی تعلیم دو۔

۴۵۶۳ - **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَرَدْتُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ اَجِدْ لَهٗ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهٗ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهٖ فَقَالَ اَدْرِكْنِيْ بِالْوَضُوْءِ فَاَدْرَكْتُهٗ بِالْاِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ اَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْاَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ

(از حمیدی از سفیان از یحییٰ بن سعید از عبید بن حنین)
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے میری خواہش تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کروں کہ وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باہمی اتفاق کیا تھا۔ میں سال بھر اس فکر میں رہا، مجھے موقع ہی نہ ملا۔ آخر میں حج کے لئے ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم (واپسی پر) ظہران[2] میں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رفع حاجت کے لئے نکلے اور مجھ سے کہا ذرا پانی لے کر آؤ۔ میں پانی کا مشکیزہ لے کر گیا۔ (وہ وضو کر رہے تھے) میں ان پر پانی ڈال رہا تھا۔ اس وقت مجھے موقع ملا۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتحاد کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ　[2] ظہران ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ منہ

ابن عباس فما اتممت کلامی حتی قال عائشۃ وحفصۃ۔

کہتے ہیں میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا (وہ دونوں) عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں (اور کون)

باب ۲۵۸۶ قولہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات وابکارا۔

باب عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات وابکارا کی تفسیر۔

۴۵۶۴۔ حدثنا عمرو بن عون قال حدثنا هشیم عن حمید عن انس قال قال عمر اجتمع نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الغیرۃ علیہ فقلت لھن عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت ھذہ الایۃ۔

(از عمرو بن عون از ہشیم از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ پر رشک کرکے اکٹھی ہوئیں میں نے ان سے کہا۔ عجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج آپ کو عنایت فرمائے۔ اس وقت (جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی) یہ آیت نازل ہوئی

تبارک الذی بیدہ الملک

سورہ ملک کی تفسیر

التفاوت الاختلاف والتفاوت والتفوت واحد تمیز تقطع مناکبھا جوانبھا تدعون وتدعون مثل تذکرون وتذکرون ویقبضن یضربن باجنحتھن وقال مجاھد صافات بسط اجنحتھن ونفور الکفور۔

تفاوت کا معنی اختلاف۔ تفاوت اور تفوت دونوں کا ایک معنی ہے تمیز۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے فی مناکبھا اس کے کناروں میں تدعون اور تدعون دونوں کا ایک معنی ہے جیسے تذکرون اور تذکرون کا ایک معنی ہے۔ یقبضن پروں کو (بند کرتے اور کھولتے) پھڑپھڑاتے ہیں۔

مجاہد کہتے ہیں صافات کا معنی پروں کو پھیلانے والے[1] (پھیلائے ہوئے) نفور کا معنی کفر و شرارت۔

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

سُوْرَةُ نٓ وَالْقَلَمِ

وَقَالَ قَتَادَةُ حَرْدٍ جِدٍّ فِي أَنْفُسِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَافَتُوْنَ يَنْتَجُوْنَ السِّرَارَ وَالْكَلَامَ الْخَفِيَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض إِنَّا لَضَآلُّوْنَ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ كَالصَّرِيْمِ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلُ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ أَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ۔

بَابٌ ۲۵۸ قَوْلِهِ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ

۴۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ۔

۴۵۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ

سورۂ نٓ والقلم کی تفسیر

اور قتادہ نے کہا حرد کے معنی دل سے کوشش کرنا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یتخافتون چپکے چپکے سے سرگوشی کرتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لضآلون کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے (بھٹک کر کسی اور جگہ آگئے)

دوسرے مفسرین کہتے ہیں صریم کا معنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صریم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریتی کے بڑے ٹیلے سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صریم مصروم کے معنی میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے[1]۔

باب عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کی تفسیر۔

(از محمود از عبید اللہ از اسرائیل از ابو حصین از مجاہد)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ سے قریش کا ایک شخص[2] مراد ہے۔ زنیم یعنی بکری کی طرح اس پر ایک گوشت کا ٹکڑا لٹک رہا تھا[3]۔

(از ابو نعیم از سفیان از معبد بن خالد) حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مطلب یہ ہے کہ وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے وہ باغ جس کا میوہ کاٹ لیا جاتا ہے اس میں کچھ نہیں رہتا یا رات کی طرح کالا جل کر رہ گیا یا صبح کی طرح سوکھ کر سفید ہو گیا ۱۲ منہ۔

[2] ولید یا اسود یا اخنس ۱۲ منہ [3] کہتے ہیں اس کی چھ چھ انگلیاں تھیں چھٹی انگلی اس گوشت کی طرح تھی جو بکری کے [illegible] پر لٹکتا رہتا ہے اس کو زنیم کہتے ہیں بعضوں نے کہا زنیم سے مراد ولد الزنا یعنی دوغلا جو کسی قوم میں خواہ مخواہ شریک ہو گیا ہو وہ نہ اپنی قوم کا رہا نہ اس قوم کا جیسے دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بعضوں نے کہا زنیم اشارہ ہے اس طرف کہ وہ مالوں سے[illegible] بعضوں نے کہا یہ ابو جہل کی صفات ہیں ۱۲ منہ۔

ابْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ

سے سُنا آپ فرماتے تھے میں تمہیں بہشتی شخص کی صفت بتاؤں ہر ناتواں عاجزی کرنے والا اگر اللہ کے بھروسے پر کسی بات کی قسم اٹھا بیٹھے تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے اور تمہیں دوزخی کی صفت نہ بتاؤں وہ جھگڑالو مغرور اور متکبر ہوتا ہے۔

بَابٌ ۲۵۵۸ قَوْلِهِ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔

باب یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کی تفسیر

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِئَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَّاحِدًا۔

(از آدم از لیث از خالد بن یزید از سعید بن ابی ہلال از زید ابن اسلم از عطاء بن یسار) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے (قیامت کے دن) پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایک ایماندار مرد اور ایماندار عورت (اسے دیکھ کر) سجدے میں گر پڑے گی وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا کاری سے سجدہ (وعبادت) کیا کرتے تھے، وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ ہو جائے گی (سجدہ نہ کر سکیں گے۔

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ

سورۃ الحاقہ کی تفسیر

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ يُّرِيْدُ فِيْهَا الرِّضَا الْقَاضِيَةَ الْمَوْتَةَ الْأُوْلَى الَّتِيْ مُتُّهَا لَمْ أُحْيَ بَعْدَهَا مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ أَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْوَتِيْنَ نِيَاطُ الْقَلْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَغٰى

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ — رَاضِيَةٌ مَّرْضِيَّةٌ کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش اَلْقَاضِيَةَ پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی اس کے بعد میں مرا ہی رہتا پھر زندہ نہ ہوتا مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ أَحَدٌ کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَتِيْن دل کی رگ[1] طَغَى الْمَاءُ یعنی پانی بہت چڑھ گیا[2] بِالطَّاغِيَةِ اپنی

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ۔

شرارت کی وجہ سے بعض حضرات کہتے ہیں کہ طاغیہ سے آندھی مراد ہے اس نے اتنا زور کیا کہ فرشتوں کے قابو سے باہر نکل گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں بے قابو طوفان کی شکل اختیار کی تھی۔

سُورَةُ سَأَلَ سَائِلٌ

سورہ سال سائل کی تفسیر

وَالْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى لِلشَّوَى الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى وَالْعِزُونَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ۔

فَصِيلَة نزدیک کا دادا جس کی طرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شویٰ دونوں ہاتھ پاؤں بدن کے کنارے سر کی کھال انہیں شواۃ کہتے ہیں اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی پر موت واقع نہیں ہوتی اسے شویٰ کہتے ہیں۔ عِزِین گروہ گروہ۔ اس کا واحد عِزَة ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا

سورہ نوح کی تفسیر

أَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكُبَارِ وَكَذَلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارٌ الْكَبِيرُ وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ

اَطْوَارًا کبھی کچھ کبھی کچھ (مثلاً منی سے خون کی پھٹکی پھر گوشت کا لوتھڑا) عرب کے لوگ کہتے ہیں عَدَا طَوْرَهٗ اپنے اندازے سے بڑھ گیا۔ کُبَّار میں کُبَار سے بھی زیادہ مبالغہ ہے (یعنی بہت ہی بڑا) جیسے جَمِیل خوبصورت جُمَّال بہت ہی خوبصورت، غرض کُبَّار کا معنی بڑا کبھی اسے کُبَار (تخفیف با کے ساتھ) بھی کہتے ہیں، عرب لوگ کہتے ہیں حُسَّان اور جُمَّالٌ (تشدید سے) اور حُسَانٌ اور جُمَالٌ (تخفیف سے) دَیَّار دُور سے مشتق ہے۔ اس کا وزن فَیْعَال ہے (اصل میں دَیْوَار تھا) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا اَحَدًا تَبَارًا هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِدْرَارًا يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَقَارًا عَظَمَةً۔

اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ پڑھا ہے یہ قیام قُمْتُ سے نکلا ہے (اصل میں قیوّم تھا) دیگر حضرات کہتے ہیں[1] دَیَّارًا کا معنی اَحَدًا یعنی کسی کو۔ تَبَارًا کا معنی ہلاکت۔ ابن عباس رض کہتے ہیں[2] مِدْرَارًا کا معنی ایک کے پیچھے دوسرا لگاتار موسلا دھار بارش) وَقَارًا عظمت اور بڑائی۔

بَاب ۲۵۹ قَوْلِهٖ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا.

باب وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا کی تفسیر۔

۴۵۶۸ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدُوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَّاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَاَمَّا يَغُوْثُ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجُوْفِ عِنْدَ سَبَا وَاَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِاٰلِ ذِي الْكَلَاعِ وَنَسْرًا اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج[3] از عطاء[4]) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قوم نوح میں جو بت پوجے جاتے تھے آخر میں وہ عرب لوگوں میں آگئے۔[5] وَدٌّ قبیلہ کلب کا بت تھا۔ یہ دومۃ الجندل[6] میں تھا۔ سُوَاع ہُذَیل قبیلے کا بت تھا۔ یَغُوْث مراد قبیلے کا بت تھا پھر بنی غطیف کا ہوگیا۔ جوف[7] میں جو شہر سبا کے پاس ہے۔[8] یَعُوْق قبیلہ ہمدان کا بت تھا جو ذی الکلاع (بادشاہ) کی اولاد میں تھے۔ یہ سب چند نیک لوگوں کے نام ہیں جو قوم نوح میں تھے۔ جب وہ مرگئے تو شیطان نے ان کی قوم والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جن مقامات میں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے، وہاں ان کے نام کے بُت بنا کر کھڑے کرو (تاکہ ان کی یادگار رہے) چنانچہ انہوں نے یہی کیا (صرف یادگار قائم رکھنے کے لئے بت نصب کئے) ان کی پرستش نہ کرتے تھے۔ جب یہ (یادگار بنانے والے) بھی گزر گئے اور بعد کے لوگوں کو یہ شعور نہ رہا کہ ان

---

[1] اوپر کسی کا ذکر نہیں ہے شاید کاتب نے غلطی سے یہ لکھ دیا یا اوپر غلطی سے کسی کا ذکر چھوڑ دیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] انہوں نے کہا وُدّ اور سواع یہ بت تھے جن کو نوح کی قوم والے پوجا کرتے تھے ۱۲ منہ [4] عطاء خراسانی تو ضعیف ہے امام بخاری کی شرط پر نہیں دوسرے ابن جریج نے اس سے نہیں سنا بلکہ عطاء کے فرزند عثمان سے اس نے عطاء کی کتاب لی تھی اس میں دیکھا ہوگا شاید امام بخاری نے اس کو عطاء بن ابی رباح سمجھا یہ ان سے غلطی ہوئی اور کیسا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی اس سے غلطی ہو جاتی ہے تیراک ہی پانی میں ڈوبتا ہے اور رحا ایک سوار ہی گھوڑے سے گرتا ہے۔ بعضوں نے کہا شاید ابن جریج نے یہ حدیث عطاء خراسانی اور عطاء ابن ابی رباح دونوں سے روایت کی واللہ اعلم ۱۲ منہ [5] شیطان نے ان کو طوفان کے بعد نکالا اور ملکوں میں پھیلا دیا ۱۲ منہ [6] ایک شہر تھا ملک شام میں عراق کے قریب ۱۲ منہ [7] بنی غطیف، مراد قبیلے کی ایک شاخ تھی جوف کہتے ہیں اچھی نرم ہموار زمین کو بعضوں نے کہا ایک وادی ہے یمن میں مراد کا قبیلہ بھی یمن میں تھا ۱۲ منہ [8] سبا وہ شہر جو بلقیس کا پایہ تخت تھا ۱۲ منہ

حَتّٰی إِذَا هَلَكَ أُولٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

بتوں کو صرف یادگار کے لئے بنایا تھا تو ان کی پوجا کرنے لگے[1]

قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ

سورۂ جنّ کی تفسیر

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا أَغْنَاءُ رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ أَمْرُ رَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِبَدًا أَعْوَانًا۔

حسن کہتے ہیں جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے ربّ کی بے نیازی اور عکرمہ کہتے ہیں ہمارے رب کا جلال اور ابراہیم کہتے ہیں ہمارے رب کا امر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لِبَدًا کا معنی مددگار[2]

۴۵۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلٰى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از ابو بشر از ابوبشر از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف روانہ ہوئے[3] ان دنوں شیاطین کو آسمانوں کی خبر ملنا بالکل موقوف ہوگئی تھی۔ جب وہ آسمان کی طرف جاتے تو انگارے کے شعلے ان پر برستے یہ حال دیکھ کر شیطان زمین پر لوٹ آئے۔ کہنے لگے یہ کیا وجہ ہے کہ آسمان کی اطلاع ملنا ہمارے لئے بند ہوگئی وہاں جاتے ہیں تو ہم پر آگ برسنے لگتی ہے۔ بڑا شیطان یعنی ابلیس کہنے لگا کہ تمہارے لئے آسمان کی اطلاعات کا بند ہونا ضرور کسی نئے سبب سے ہے۔ تم زمین کے مشرق و مغرب کا دورہ کرو، دیکھو نئی کیا بات ہوگئی ہے؟ چنانچہ شیطان مشرق و مغرب سب طرف گئے۔ جستجو کرنے لگے کہ کیا سبب ہے جو آسمانی اطلاع ہم سے روک دی گئی ہے۔ ان شیطانوں میں سے بعض تہامہ (ملک حجاز) کی طرف نکل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ آپ اس وقت نخلہ

---

[1] گویا دنیا میں بت پرستی یوں شروع ہوئی اس لئے اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے بت اور مورت کے بنانے ہی سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں بت اور مورت دیکھو تو اس کو توڑ پھوڑ کر پھینک دو کیونکہ یہ چیزیں آخر میں شرک کا ذریعہ ہوگئیں اسلامی شریعت میں یادگار کے لئے بھی بت یا مورت کا بنانا درست نہیں اور بت جیسے ہی مقدس پیغمبر یا اوتار کی مورت ہو اس کی کوئی عزت اور حرمت نہیں کرنا چاہیئے بلکہ توڑ پھوڑ کر اس کو بالکل خراب اور رد کر دینا چاہیئے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے اس اصول مذہبی کا خیال رکھنا چاہیئے اور کسی بادشاہ یا نیچرل کے بت بنانے میں ان کو بالکل مدد نہ کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۱۲ منہ [2] اس کو ابن المنذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] عکاظ ایک بڑے بازار کا نام تھا جو مکہ اور طائف کے بیچ میں لگا کرتا تھا ۱۲ منہ

قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ تَسَمَّعُوْا لَهُ فَقَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

ہیں تھے[1] اور بازار عکاظ کی طرف روانہ ہونے والے تھے صحابہ کرام کو نمازِ فجر پڑھا رہے تھے۔ جب ان جنوں نے قرآن سنا تو پوری توجہ دے کر سننے لگے (آپس میں کہنے لگے) غالباً اسی کلام کی وجہ سے ہم پر آسمانی اطلاعات موقوف کردی گئی ہیں۔ بہرکیف وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس پہنچے اور ان سے کہنے لگے يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت نازل کی قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الْاٰيَةَ یہ گفتگو آپ کو بذریعہ وحی الٰہی معلوم ہوئی[2]

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَتَبَتَّلْ أَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ أَنْكَالًا قُيُوْدًا مُّنْفَطِرٌ بِهِ مُثْقَلَةٌ بِهِ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا الرَّمْلُ السَّائِلُ وَبِيْلًا شَدِيْدًا۔

سورۂ مزمل کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں[3] تَبَتَّلْ کا معنی خالص اسی کا ہو جا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں[4] أَنْكَالًا کا معنی بیڑیاں۔ مُنْفَطِرٌ بِهِ اس کی وجہ سے بھاری ہو جائے گا۔ (پھر پھٹ جائے گا) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں كَثِيْبًا مَّهِيْلًا پھسلتی بہتی ریت[5]۔ وَبِيْلًا کے معنی سخت۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَسِيْرٌ شَدِيْدٌ

سورۂ مدثر کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[6] عَسِيْرٌ کا معنی سخت

[1] یہ ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے درمیان ۱۲ منہ [2] یعنی آپ نے خود جنوں کی گفتگو نہیں سنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتگو کی خبر آپ کو کردی ۱۲ منہ [3] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَسْوَرَةٌ رِكْزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتُهُمْ

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْاَسَدُ وَكُلُّ شَدِيْدٍ

قَسْوَرَةٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ نَافِرَةٌ

مَذْعُوْرَةٌ۔

قسورۃ لوگوں کا شور وغل۔

حضرت ابوہریرۃؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسورہ کا معنی شیر ہے۔ اور ہر سخت (زوردار) چیز کو۔ مُسْتَنْفِرَةٌ ڈر کر بھاگنے والی۔

۴۵۷۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَاۤ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاۤءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ اَمَامِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَاۤءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاۤءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

(از یحییٰ از وکیع از علی بن مبارک) یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن میں سب سے پہلی آیت کونسی نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا یَاۤ اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ۔ میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تھا اور جیسے تم کہہ رہے ہو (کہ اقرأ پہلے نازل ہوئی) میں نے ان سے ویسے ہی عرض کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کیمطابق تم سے بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ میں حرا پہاڑ میں گوشہ نشین تھا۔ جب میں اپنا اعتکاف مکمل کر چکا اور پہاڑ سے نیچے اترا۔ مجھے ایک آواز آئی میں نے دائیں طرف دیکھا کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی، بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کچھ دکھائی نہ دیا۔ سامنے دیکھا، پیچھے دیکھا مگر کچھ معلوم نہ ہوا۔ آخر اوپر سر اٹھایا وہاں کچھ دیکھا (وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا کہ ایک کرسی پر معلق بیٹھا ہے) میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آگیا۔ میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا کر ٹھنڈا پانی ڈالو چنانچہ کمبل اوڑھا کر ٹھنڈا پانی ڈالا گیا۔ جابرؓ کہتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَاۤ اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔[۲]

بَاب ۲۵۹۰ قَوْلِهٖ قُمْ فَاَنْذِرْ

باب قُمْ فَاَنْذِرْ کی تفسیر۔

۴۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّغَيْرُهٗ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبٌ

(از محمد بن بشار از عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ (ابوداؤد طیالسی) از حرب بن شداد از یحییٰ بن کثیر از ابوسلمہ) حضرت جابر بن عبداللہؓ

[۱] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یہ جابرؓ نے اپنے اجتہاد سے کہا اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ پہلے اقرأ اترا جیسے شروع کتاب میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ

ابنُ شَدَّادٍ عَن يَحيىٰ بنِ اَبي كَثيرٍ عَن اَبي سَلَمَةَ عَن جَابِرِ بنِ عَبدِاللهِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرتُ بِحِرَاءٍ مِثلَ حَدِيثِ عُثمَانَ بنِ عُمَرَ عَن عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ۔

سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں غار حرا میں گوشہ نشین تھا۔ اس کے بعد ویسی حدیث نقل کی جیسے عثمان ابن عمر نے علی بن مبارک سے روایت کی[1]۔

باب ۲۵۹۱ قَولِهٖ وَرَبَّكَ فَكَبِّر۔

باب وَرَبَّكَ فَكَبِّر کی تفسیر۔

۴۵۷۲۔ حَدَّثَنَا اِسحٰقُ بنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَربٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحيىٰ قَالَ سَأَلتُ اَبَا سَلَمَةَ اَيُّ القُراٰنِ اُنزِلَ اَوَّلُ فَقَالَ يٰاَيُّهَا المُدَّثِّرُ فَقُلتُ اُنبِئتُ اَنَّهٗ اِقرَأ بِاسمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَقَالَ اَبُو سَلَمَةَ سَأَلتُ جَابِرَ بنَ عَبدِاللهِ اَيُّ القُراٰنِ اُنزِلَ اَوَّلُ فَقَالَ يٰاَيُّهَا المُدَّثِّرُ فَقُلتُ اُنبِئتُ اَنَّهٗ اِقرَأ بِاسمِ رَبِّكَ فَقَالَ لَا اُخبِرُكَ اِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ جَاوَرتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيتُ جِوَارِي هَبَطتُ فَاستَبطَنتُ الوَادِيَ فَنُودِيتُ فَنَظَرتُ اَمَامِي وَخَلفِي وَعَن يَمِينِي وَعَن شِمَالِي فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرشٍ بَينَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ فَاَتَيتُ خَدِيجَةَ فَقُلتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا وَاُنزِلَ عَلَيَّ يٰاَيُّهَا المُدَّثِّرُ قُم فَاَنذِر وَرَبَّكَ فَكَبِّر۔

(از اسحاق بن منصور از عبد الصمد از حرب) یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں میں نے ابوسلمہ سے دریافت کیا قرآن میں کونسی آیت پہلے نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا یٰاَیُّھَا المُدَّثِّرُ میں نے کہا لوگ تو مجھ سے کہتے ہیں اِقرَأ بِاسمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ پہلے نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا سب سے پہلے قرآن کی کونسی آیت نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا یٰاَیُّھَا المُدَّثِّرُ میں نے کہا لوگ تو مجھ سے کہتے ہیں اِقرَأ بِاسمِ رَبِّکَ اتری ہے انہوں نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا آپؐ نے فرمایا میں غار حرا میں معتکف تھا۔ جب اعتکاف ختم ہوا تو میں پہاڑ سے نیچے اتر کر وادی میں آیا وہاں کوئی آواز سنائی دی۔ میں نے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ آسمان و زمین کے درمیان ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ میں یہ دیکھنے کے بعد (اپنی بیوی) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا ایک کپڑا اوڑھا کر میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا المُدَّثِّرُ قُم فَاَنذِر وَرَبَّکَ فَکَبِّر۔

باب ۲۵۹۲ قَولِهٖ وَثِيَابَكَ فَطَهِّر۔

باب وَثِیَابَکَ فَطَھِّر کی تفسیر۔

[1] یہ روایت امام بخاری نے اس کتاب میں نہیں نکالی لیکن ابو عروبہ کتاب الاوائل میں اس کو وصل کیا محمد بن بشار سے جو امام بخاری کے شیخ ہیں ۱۲ منہ

۴۵۷۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَوٰةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) دوسری سند (از عبداللہ بن محمد از عبدالرزاق از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمن) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ وحی بند ہونے کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا (ایک مدت تک وحی موقوف رہی پھر) ایسا ہوا ایک بار میں (رستے میں) جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ سر اٹھا کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو کوہ حراء میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے میں اسے دیکھ کر ڈر کے مارے سہم گیا۔ لوٹ کر (خدیجہؓ کے پاس) آیا تو میں نے کہا۔ مجھے کمبل اوڑھاؤ مجھے کمبل اوڑھاؤ چنانچہ کمبل اوڑھا دیا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ تک۔

رُجز سے بت مراد ہیں۔ یہ واقعہ فرضیتِ نماز سے پہلے کا ہے۔

باب ۲۵۹۳ قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ يُقَالُ الرُّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

باب وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کی تفسیر۔

بعض حضرات کہتے ہیں رجز اور رجس عذاب کو کہتے ہیں[1]۔

۴۵۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے موقوف ہونے کا ذکر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا میں نے (رستے میں) چلتے چلتے آسمان سے ایک آواز سنی۔ نگاہ اٹھائی تو آسمان کی طرف اس فرشتے کو دیکھا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ میں اتنا خوفزدہ ہو گیا کہ زمین پر گر گیا۔ اور (لوٹ کر) اپنے گھر آیا۔ میں نے

[1] چونکہ بت پرستی عذاب کا سبب ہے اس لئے بتوں کو بھی رجس کہہ دیا ۱۲ منہ

وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰی هَوَيْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰی قَوْلِهٖ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ. الْاَوْثَانَ ثُمَّ حَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ۔

گھر والوں سے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو۔ انہوں نے اوڑھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے فَاهْجُرْ تک۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رجز سے بت مراد ہیں[1] اس کے بعد وحی گرم ہوگئی برابر لگاتار آنے لگی۔

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

سورۂ قیامت کی تفسیر

وَقَوْلُهٗ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُدًی هَمَلًا لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ سَوْفَ اَتُوْبُ سَوْفَ اَعْمَلُ لَاوَزَرَ لَاحِصْنَ۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ کا بیان۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[2] سُدًی کا معنی بے قید آزاد (جو چاہے وہ کرے) لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ یعنی ہمیشہ گناہ کرتا رہے اور کہتا ہے اب توبہ کرلوں گا اچھے اعمال کرلوں گا[3] لَاوَزَرَ یعنی کوئی قلعہ (پناہ کا مقام) نہیں ملے گا۔ بچنے کی کوئی سبیل نہیں۔

۴۵۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اَبِیْ عَآئِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ حَرَّكَ بِهٖ لِسَانَهٗ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ يُرِيْدُ اَنْ يَّحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۔

(از حمیدی از سفیان از موسیٰ بن ابی عائشہ از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے وقت زبانِ مبارک ہلاتے رہتے (بار بار پڑھتے رہتے مبادا بھول جائیں) سفیان نے زبان ہلا کر بتایا (کہ اس طرح چلاتے تھے) چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ

بَابُ ۲۵۹۴ قَوْلِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

باب اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ کی تفسیر۔

۴۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل) موسیٰ بن ابی عائشہ

---

[1] اس کو طبری نے وصل ۱۲ منہ [2] یہاں تک کہ موت آن پہنچے ۱۲ منہ [3] صرف یہ حکم ہے کہ بتوں سے الگ رہ آپ کے ذریعے تمام انسانوں کو حکم ہے یہ بات سمجھنا انتہائی غلط ہے کہ آپ بتوں کے پاس جاتے تھے اس لئے آپ کو روکا گیا یہاں تو صرف یہ حکم ہے کہ ہر انسان تو بتوں سے الگ رہ اور شرک و کفر کے نزدیک نہ آ کسی فعل سے روکنے اور منع کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ فعل فی الواقع ہوا ہے بلکہ وقوع فعل سے پہلے بھی روکا جاتا ہے کہ اس کام کے قریب بھی مت جانا

إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ يَقُولُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ انہوں نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوتا تو آپ اپنے لب مبارک ہلاتے رہتے اس لئے آپ کو حکم ہوا کہ (وحی اترتے وقت) اس ڈر سے کہ کہیں بھول نہ جائیں زبان نہ ہلایا کریں کیونکہ آپ کے سینے میں محفوظ کرنا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے جب ہم اسے پڑھا چکیں (جبرئیل امین علیہ السلام آپ کو سنا چکیں) تو جیسے جبرئیل علیہ السلام نے پڑھ کر سنایا آپ بھی اسی طرح پڑھیں۔ پھر یہ ہمارا کام ہے کہ آپ کی زبان سے پڑھوا دیں گے۔[1]

بَاب ۲۵۹۵ قَوْلِهِ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی قَرَأْنَاهُ بَيَّنَّاهُ فَاتَّبِعْ اعْمَلْ بِهِ۔

باب فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ کا یہ مطلب ہے کہ اس پر عمل کریں۔[2]

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ

(از قتیبہ بن سعید از جریر از موسیٰ بن ابی عائشہ از سعید بن جبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِتَعْجَلَ بِهِ کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے (آپ کو سناتے) تو آپ جنبش زبان فرماتے رہتے (کہیں بھول نہ جائیں) اس سے آپ کو کچھ دقت ہوتی اور یہ دقت لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جو سورۂ قیامت میں ہے لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ یعنی آپ کے دل میں وحی کا جما دینا (یاد کرا دینا) ہمارا کام ہے۔ اسی طرح اس کا پڑھا دینا بھی ہمارا کام ہے۔ جب ہم پڑھ چکیں اس وقت آپ بھی اسی طرح پڑھیں جس طرح ہم نے پڑھا تھا اور جب تک وحی اترتی رہے خاموش سنتے رہیں۔

---

[1] یا اس کے معانی اور مطالب اس پر کھول دیں گے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی لوگوں پر آپ سے بیان کرا دینا ہمارا ہی کام ہے گویا قرآن کی پوری تبلیغ و نشر و اشاعت اور حفاظت کا ذمہ خداوندی ہے ۱۲ عبدالرزاق

ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ عَلَیْنَا اَنْ نُّبَیِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِیْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَاَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی تَوَعُّدٌ۔

پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ آپ کی زبان پر اسے رواں کر دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ان آیات کے نزول کے بعد جب جبرئیل علیہ السلام (وحی لے کر) آتے تو آپ خاموش رہتے (اور سنا کرتے) جب جبرئیل علیہ السلام (وحی سنا کر) چلے جاتے تو اس وقت آپ کلام الٰہی پڑھ کر سنا دیتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو سنایا تھا۔ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی۔ یہ عذاب کا ڈراوا ہے (یعنی تیری تباہی ہونے والی ہے)۔

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ

يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَّتَكُوْنُ خَبَرًا وَّهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَّذْكُوْرًا وَّذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهٗ مِنْ طِيْنٍ اِلٰی اَنْ يُّنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ اَمْشَاجٍ الْاَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْاَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ اِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَّمَمْشُوْجٌ مِّثْلُ مَخْلُوْطٍ وَّيُقَالُ سَلٰسِلًا وَّاَغْلٰلًا وَّلَمْ يُجِزْ بَعْضُهُمْ مُسْتَطِيْرًا مُّمْتَدًّا الْبَلَاءُ وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَّيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَّالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ

سورۂ دہر کی تفسیر

هَلْ اَتٰی آچکا هَلْ کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے کبھی تحقیق کے لئے (بمعنی قَدْ) یہاں قَدْ کے معنی میں ہے یعنی ایک زمانہ انسان پر آچکا ہے کہ وہ ذکر کرنے کے قابل کوئی چیز نہ تھا۔ یہ زمانہ مٹی کے بنانے کے وقت سے نفخ روح تک کا ہے۔

اَمْشَاجٍ ملی ہوئی چیزیں، یہاں مراد ہے مرد اور عورت کی ملی ہوئی منی اور خون اور بستہ خون اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملا دی جائے تو کہتے ہیں مَشِیْج جیسے خَلِیْطٌ یعنی مَمْشُوْج اور مخلوط کے معنی ہیں۔

بعض حضرات نے یوں پڑھا ہے سَلٰسِلًا وَّ اَغْلٰلًا اور بعض حضرات نے بغیر تنوین پڑھا ہے انہوں نے تنوین (دو زبر) کو جائز نہیں سمجھا[1] مُسْتَطِیْرًا اس کی برائی پھیلی ہوئی قَمْطَرِیْر سخت، عرب لوگ کہتے ہیں یَوْمٌ قَمْطَرِیْرٌ وَّیَوْمٌ قُمَاطِرٌ (سخت مصیبت کا دن) عَبُوْس اور قَمْطَرِیْر اور قُمَاطِر اور عَصِیْب ان چاروں کا معنی وہ دن ہے جس میں سخت مصیبت

[1] کیونکہ وہ غیر منصرف ہے ۱۲ منہ

أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْآيَاتِ فِي الْبَلَاءِ. وَقَالَ مَعْمَرٌ أَسْرَهُمْ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ.

آئے۔ معمر بن عبیدہ کہتے ہیں شَدَدْنَا أَسْرَهُمْ کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کی خِلقت مضبوط کی ہے[1]۔ جس چیز کو مضبوط باندھا جائے اسے مَأْسُور کہتے ہیں۔

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

سورۂ والمرسلات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ جِمَالَاتٌ حِبَالٌ ارْكَعُوا صَلُّوا لَا يَرْكَعُونَ لَا يُصَلُّونَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُونَ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ الْيَوْمَ نَخْتِمُ فَقَالَ إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُونَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

مجاہد کہتے ہیں جِمَالَات جہاز کی موٹی رسیاں[2] ارْكَعُوا نماز پڑھو۔ لَا يَرْكَعُونَ نماز نہیں پڑھتے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ قرآن میں یہ اختلاف کیسا ہے؟ ایک جگہ تو فرماتا ہے کہ بات نہ کریں گے اور دوسری جگہ یوں ہے کہ کافر قسم کھا کر کہیں گے ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔ تیسری جگہ یوں ہے کہ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔ کبھی تو بات کریں گے کبھی ان کے مونہوں پر مُہر لگا دی جائے گی[3] (بات نہ کر سکیں گے)

۴۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ

(از محمود از عبید اللہ از اسرائیل از منصور از ابراہیم از علقمہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم (منیٰ میں ایک غار میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ پر سورہ والمرسلات اتری، ہم آپ کے زبان مبارک سے اسے سن رہے تھے، اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ ہم اس کے مارنے کے لئے لپکے وہ جلدی سے آگے بڑھ کر اپنے سوراخ میں گھس گیا، آنحضرت صلی اللہ

---

[1] یعنی جوڑ بند وغیرہ خوب سخت اور مضبوط کئے ۱۲ منہ [2] جنہوں نے جمالات بکسرہ جیم پڑھا ہے اس کے معنی اونٹ۔ تو یہ جمع ہے جمل کی جمل کہتے ہیں نر اونٹ کو اور اس کی جمع اجمال اور جمال اور جمل اور جمالہ اور جمالات بحرکات ثلثہ جیم آئی ہے اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی کہ جو کہا جمل اونٹنی کو کہتے ہیں اونٹنی کے لئے اس کا استعمال شاذ و نادر آیا ہے۔ قسطلانی نے کہا جمالات بکسر جیم جمع ہے جمال یا جمالہ کی بعضوں نے کہا جمالات بضمہ جیم کالے اونٹوں کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] جو امام بخاری کے شیخ ہیں ۱۲ منہ عــہ احقر کہتا ہے یہ اختلاف اسی طرح ہے جیسے ملزم کو پہلے بولنے کی اجازت ہوتی ہے جب وہ غلط بیانی کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے تم خاموش رہو تمہارے خلاف گواہ گواہی دیتے ہیں گویا جرم سے لے کر جیل تک کئی مراحل ہوتے ہیں۔ پولیس، عدالت، حوالات وغیرہ عبد الرزاق۔

جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری ایذا (زد) سے بچ گیا جیسے تم اس کی ایذا (زد) سے بچ گئے (کہ وہ تم کو کاٹ نہ سکا)

۴۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ۔

(از عبدہ بن عبداللہ از یحییٰ بن آدم از اسرائیل از منصور) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دوسری سند (از اسرائیل از اعمش از ابراہیم از علقمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱) یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے بھی اسرائیل سے روایت کیا ہے[1]

(۲) حفص بن غیاث ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے بحوالہ اعمش از ابراہیم از اسود روایت کیا ہے[2]

(۳) یحییٰ بن حماد (امام بخاری رح کے شیخ) کہتے ہیں ہمیں ابو عوانہ نے بحوالہ مغیرہ بن مقسم از ابراہیم از علقمہ از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت سنائی[3]

(۴) محمد بن اسحٰق نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسود سے روایت کیا انہوں نے اپنے والد (اسودؓ) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے[4]

۴۵۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از قتیبہ از جریر از اعمش از ابراہیم از اسودؓ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں سورۂ والمرسلات آپ پر نازل ہوئی۔ ہم آپؐ کی زبان مبارک سے سن رہے تھے۔ ابھی آپ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ آپ نے فرمایا اسے مارو مارو ہم اسے مارنے کے لئے دوڑے کہ وہ ہم سے پہلے

---

[1] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] تو بجائے علقمہ نے اسود سے روایت کی حفص کی روایت خود امام بخاری نے اور ابو معاویہ کی امام مسلم نے وصل کی اور سلیمان بن قرم ضعیف ہے اس سے اس کتاب میں اس تعلیق کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے ۱۲ منہ [3] تو یحییٰ بن حماد نے اسرائیل کی تائید کی کہ اس حدیث کو ابراہیم نے علقمہ سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی اسود بن یزید بن قیس نخعی سے اور تعجب ہے قسطلانی سے کہ انہوں نے اس کو اسود شاذان قرار دیا۔ اسود شاذان بہت متأخر ہیں طبقہ تبع تابعین سے اور یہ اسود کبار تابعین میں سے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ۱۲ منہ [5] تو اس روایت سے حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان کی تائید ہوئی اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] یعنی اسود بن یزید بن قیس بن نخعی سے جو علقمہ کے ساتھی اور عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے اور قسطلانی نے غلطی کی جو اس کو اسود بن عامر شاذان قرار دیا اسود بن عامر شاذان طبقہ ثالثہ میں اور یہ اسود طبقہ ثانیہ میں ہیں ۱۲ منہ

سَلَّمَ عَلَيْكُمُ اقْتُلُوهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

ہی نکل گیا (بل میں گھس گیا) آپؐ نے فرمایا (اچھا ہوا) وہ تمہاری مار سے بچ گیا اور تم اس کے شر (ڈنک) سے محفوظ رہے۔

بَاب ۲۵۹۶ قَوْلِهِ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ

باب إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کی تفسیر۔

۴۵۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلٰثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از عبدالرحمٰن بن عابس) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ[1] میں قصر کی تفسیر میں کہتے ہیں موسم سرما کے ایندھن کے لئے ہم تین تین ہاتھ یا اس سے قدرے چھوٹی لکڑیاں کاٹ کر رکھ چھوڑتے اس (ڈھیر) کو ہم قصر کہتے۔[2]

بَاب ۲۵۹۷ قَوْلِهِ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ

باب كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ کی تفسیر

۴۵۸۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ تَرْمِي بِشَرَرٍ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلٰثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ۔

(از عمرو بن علی از یحییٰ از سفیان از عبدالرحمٰن بن عابس) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کی تفسیر سنی فرمایا ہم تین تین ہاتھ یا اس سے لمبی لکڑیاں موسم سرما میں جلانے کے لئے رکھ چھوڑتے اس (ڈھیر) کا نام ہمارے یہاں قصر تھا۔ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ سے جہاز یا کشتی کی رسیاں مراد ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں وہ آدمی کی کمر کے برابر موٹی ہو جائیں۔[3]

بَاب ۲۵۹۸ قَوْلِهِ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ۔

باب هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ کی تفسیر

۴۵۸۳ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت

---

[1] بہ فتحہ قاف اور صاد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی قرأت ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا قصر کھجور کی ڈھنڈ جڑیں یا اونٹ کی گردن مشہور قرأت بہ سکون صاد ہے یعنی محل ۱۲ منہ [3] صاحب تیسیر القاری نے یوں ترجمہ کیا ہے پالان کے درمیانی حصے کے برابر ہو جائیں شاید ان کے نسخہ میں کاوساط الرحال ہوگا حائے حطی سے لیکن ہمارے پاس جتنے نسخے ہیں ان سب میں کاوساط الرجال جیم سے ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بِمِنًى۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہاں سورۂ والمرسلات آپ پر نازل ہوئی۔ آپ اسے پڑھ رہے تھے، میں آپ کی زبان مبارک سے سن رہا تھا۔ آپ ابھی سنا رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ کود کر ہمارے سامنے آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مار ڈالو ہم اس پر لپکے مگر وہ (جان بچاکر) نکل گیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا (بہتر ہوا) وہ تمہاری زد سے بچا اور تم اس کی زد سے بچ گئے (وہ تم کو کاٹ نہ سکا)

عمر بن حفص کہتے ہیں۔ مجھے یہ حدیث یاد ہے۔ میں نے یہ اپنے والد محترم سے سنی تھی۔ انہوں نے صرف اتنا اضافہ کیا تھا کہ یہ واقعہ غار منا کا ہے (صرف منا کا لفظ زیادہ بیان کیا)۔

سُورَةُ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

سورۂ عم یتساءلون کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُونَ حِسَابًا لَا يَخَافُونَهُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَّاجًا مُضِيئًا وَقَالَ غَيْرُهُ غَسَّاقًا غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ يَسِيلُ كَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسِيقَ وَاحِدٌ عَطَاءً حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي أَيْ كَفَانِي۔

مجاہد کہتے ہیں لَا يَرْجُونَ حِسَابًا کا معنی یہ ہے کہ حساب آخرت سے نہیں ڈرتے[1] لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا یعنی اس سے (خدا سے) بات نہ کر سکیں گے۔ مگر جب انہیں بات کرنے کی اجازت ملے گی (تب کریں گے) صَوَابًا یعنی جس نے دنیا میں سچی بات کہی تھی اور اس پر عمل کیا تھا[2] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[3] وَهَّاجًا یعنی روشن، چمکدار۔ دیگر حضرات کہتے ہیں غَسَّاقًا نکلا ہے غَسَقَتْ عَيْنُهُ سے، یعنی اس کی آنکھ تاریک ہوگئی اسی سے يَغْسِقُ الْجُرْحُ یعنی زخم بہہ رہا ہے۔ غَسَاقٌ اور غَسِيقٌ دونوں کا ایک معنی ہے۔ عَطَاءً حِسَابًا پورا بدلہ۔ عربی میں کہتے ہیں أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي یعنی مجھے اتنا دیا جو مجھے کافی ہوگیا۔

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا سچی بات سے کلمہ توحید مراد ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

باب ۲۵۹۹ قَوْلِهٖ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا زُمَرًا۔

۴۵۸۴۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ قَالَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلٰى إِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا کی تفسیر۔ أَفْوَاجًا یعنی گروہ گروہ۔

(از محمد از ابومعاویہ از اعمش ابو صالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صور جو دوبارہ پھونکا جائے گا تو درمیان میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے (ابوہریرہ رض سے) دریافت کیا کیا چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا (یعنی مجھے معلوم نہیں) پھر کہا کیا چالیس مہینے کا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر کہا کیا چالیس برس کا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا[1]۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے (زندگی کا) ایک مینہ برسائے گا۔ لوگ اس طرح (زمین سے) ابھر آئیں گے (زندہ ہو جائیں گے) جیسے سبزہ اُگ آتا ہے۔ دیکھو آدمی کے (بدن کی) ہر چیز گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی نہیں گلتی۔ وہ اس مقام کی ہڈی ہے جہاں پر جانور کی دم ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اسی ہڈی سے آدمی کو از سر نو مکمل کیا جائے گا۔

سُوْرَةُ وَالنّٰزِعٰتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى عَصَاهُ وَيَدُهٗ يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَآءٌ مِّثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ تَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَيَنْخَرُ وَالطَّآمَّةُ تَطِمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَافِرَةُ الَّتِيْ أَمْرُنَا الْأَوَّلُ

سورہ والنازعات کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اور ان کا ہاتھ ہے[2]۔ عظامًا نَخِرَةً اور ناخرة دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ جیسے طَامِع اور طَمِع اور بَاخِل اور بَخِيْل۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ نخرہ اور ناخرہ میں فرق ہے نخرہ گلی ہوئی ہڈی کو کہتے ہیں اور ناخرہ کھوکھلی ہڈی جس کے اندر ہوا جائے تو آواز نکلے۔ طَآمَّة جو ہر چیز کو درہم برہم کرے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[3] حَافِرَة ہماری وہ حالت جو (دنیا کی) زندگی میں ہے۔

---

[1] مگر ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ

إِلَى الْحَيَاةِ وَقَالَ غَيْرُهُ آيَاتَ مُرْسٰهَا مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي۔

اور حضرات کہتے ہیں آیّانَ مُرْسٰھَا یعنی اس کی انتہا (انجام) کہاں ہے؟ یہ مُرسیٰ سفینے سے نکلا ہے۔ یعنی جہاں کشتی آخر جا کر ٹھیرتی ہے۔

۴۵۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ۔

(از احمد بن مقدام از فضیل بن سلیمان از ابو حازم)
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے درمیان کی انگلی اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا "میں اور قیامت دونوں اس طرح ہیں (درمیان میں اور کوئی رسالت اور نبوت والا نہیں آئے گا)

سُوْرَةُ عَبَسَ

سورہ عَبَسَ کی تفسیر

عَبَسَ كَلَحَ وَأَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهُ مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهِ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا جَعَلَ الْمَلٰئِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيرُ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا سَفَرَةٌ الْمَلٰئِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلٰئِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَأْدِيَتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهُ تَصَدّٰى

عَبَسَ منہ بنایا تَوَلّٰی منہ پھیر لیا۔
اور حضرات کہتے ہیں مُطَهَّرَة جیسے دوسری جگہ ہے لَا یَمَسُّهٗ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ انہیں وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے جیسے فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا مدبرات سوار ہیں۔ مجازاً ان کے حاملوں یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ یہاں اصل میں تطہیر کتابوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی مطہر کہہ دیا سَفَرَة فرشتے یہ مسافر کی جمع ہے۔
عرب لوگ کہتے ہیں سَفَرْتُ بَيْنَ الْقَوْمِ یعنی میں نے قوم کے لوگوں میں صلح کرا دی۔ جو فرشتے وحی الٰہی لے کر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں انہیں بھی سفیر قرار دیا۔ یعنی جو لوگوں میں ملاپ کراتا ہے۔
دیگر مفسرین کہتے ہیں[1] تَصَدّٰی[2] غافل ہو جاتا

---

[1] اور کسی شخص کا نام مذکور نہیں ہوا اس لئے وقال غیرہ کا مطلب معلوم نہیں ہوتا ابو ذر کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے قسطلانی نے کہا وہی صحیح ہے ۱۲ منہ [2] یہاں بھی وقال غیرہ ابو ذر کی روایت میں ساقط ہے ۱۲ منہ

تَعَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضِ لَا يَقْضِي أَحَدٌ مَّا أُمِرَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَرْهَقُهَا تَغْشَاهَا شِدَّةٌ مُّسْفِرَةٌ مُّشْرِقَةٌ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ أَسْفَارًا كُتُبًا تَلَهَّى تَشَاغَلَ يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ

ہے[1]۔ مجاہد کہتے ہیں[2] لَمَّا يَقْضِ مَآ أَمَرَهٗ یعنی آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا[3]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[4] تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کا یہ معنی ہے کہ اس پر سختی پڑ رہی ہوگی۔ مُسْفِرَةٌ چمکتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں سَفَرَة کا معنی لکھنے والے (اسی سے سورہ جمعہ میں) اَسْفَارًا ہے یعنی کتابیں تَلَهّٰى غافل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں اسفار جو بمعنی کُتُب ہے سِفر (بکسر سین) کی جمع ہے۔

۴۵۸۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ

(از آدم از شعبہ از قتادہ از زرارہ بن اوفیٰ از سعد بن ہشام) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور قرآن اُسے خوب یاد ہے[5] اس کا حشر ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو کرام کاتبین کہلاتے ہیں۔ جو شخص قرآن پڑھتا ہے، مشکل سے اُسے یاد کرتا ہے اور پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے اسے دوہرا ثواب ملے گا[6]۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

سورۂ اذا الشمس کوّرت کی تفسیر

اِنْكَدَرَتْ انْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ سُجِّرَتْ ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقٰى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوءُ وَقَالَ غَيْرُهُ سُجِّرَتْ

اِنْكَدَرَتْ گر پڑیں۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سُجِّرَتْ کا معنی یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے۔ ان میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا[7]۔ مجاہد کہتے ہیں مسجور کا معنی (جو سورۂ

---

[1] یہ صحیح نہیں ہے تصدی کے معنی یہاں یہ ہے کہ تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی طرف سے بے التفاتی نہیں کی تھی بلکہ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور ابن ام مکتوم کی طرف بے التفاتی کی تھی ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] تو لمّا۔ لَمْ کے معنی میں ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] پڑھنے میں اس کو کوئی مشکل نہیں ہوتی ۱۲ منہ [6] ایک تو قرآن پڑھنے کا دوسرے مشقت اٹھانے کا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اول شخص یعنی قرآن کے ماہر سے زیادہ اس کا درجہ ہوگا ۱۲ منہ [7] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ

أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَالْخُنَّسُ تَخْنُسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ تَنَفَّسَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّنِينُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِينُ يَضَنُّ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ النُّفُوسُ زُوِّجَتْ يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قَرَأَ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ عَسْعَسَ أَدْبَرَ۔

طور میں ہے) بھرا ہوا[1]

دیگر حضرات کہتے ہیں سُجِّرَت کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور ایک ہو جائیں گے۔ خُنَّس اپنے چلنے کے قیام میں لوٹ کرنے والے۔ کُنَّس چھپنے والے جیسے ہرن چھپ جاتے ہیں۔ تَنَفَّسَ دن چڑھ جائے۔ ظَنِین جس پر تہمت لگائی جائے ضَنِین بخیل[2] یعنی پیام الٰہی پہنچانے میں بخیل نہیں ہے۔ حضرت عمر[3] رضی اللہ عنہ نے کہا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ یعنی اپنے مثل کے لوگوں میں جنت و دوزخ میں ملا دیئے جائیں گے[4]۔ پھر یہ آیت[5] پڑھی اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ۔ عَسْعَسَ جب رات پیٹھ پھیرے (یا جب رات کا اندھیرا آپڑے)

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

سورہ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ کی تفسیر

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ فُجِّرَتْ فَاضَتْ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ فَعَدَلَكَ بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ وَطَوِيلٌ وَقَصِيرٌ۔

ربیع بن خُثیم[6] کہتے ہیں فُجِّرَت کا معنی ہے بہہ نکلیں اعمش اور عاصم فَعَدَلَکَ تخفیفِ دال کے ساتھ پڑھا ہے (جیسے عام قرأت ہے) حجاز والوں نے مشدد پڑھا۔ تشدید کے ساتھ پڑھنے سے مفہوم یہ ہوگا کہ تیری خلقت پیدائش معتدل اور مناسب رکھی[7]۔ تخفیف کے ساتھ پڑھنے کا معنی یہ ہوگا جس صورت میں چاہا تجھے پھیر دیا خوبصورت یا بدصورت لمبا یا ٹھگنا (وغیرہ)

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

سورہ مُطَفِّفِین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَايَا

مجاہد کہتے ہیں[8] بَلْ رَانَ کا معنی یہ ہے کہ گناہ ان کے

---

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] ضاد معجمہ سے جیسے مشہور قرأت ہے ۱۲ منہ [3] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی نیک کو نیک کے ساتھ رکھیں گے بد کو بد کے ساتھ ۱۲ منہ [5] سورۃ الصّٰفّٰت کی ۱۲ منہ [6] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] یہ نہیں کہ ایک ہاتھ بڑا دوسرا چھوٹا بے ڈول ۱۲ منہ [8] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

ثُوِّبَ جُوْزِيَ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّي۔

دل پر جم گیا ثُوِّبَ بدلہ دیا گیا دیگر مفسرین کہتے ہیں مُطَفِّفُ وہ ہے جو پورا ماپ تول نہ دے (دغابازی کرے[1])

۴۵۸۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ۔

(از ابراہیم بن منذر از معن از مالک از نافع (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے (قیامت کا دن مراد ہے) اس دن آدمی آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

سورۂ اذا السماء انشقت کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ يَاْخُذُ كِتَابَهٗ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ ظَنَّ اَنْ لَّا يَحُوْرَ لَا يَرْجِعُ اِلَيْنَا۔

مجاہد کہتے ہیں کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ کا یہ مطلب ہے کہ پیٹھ پیچھے اسے کتاب دی جائے گی[2]۔ وَمَا وَسَقَ جانور وغیرہ جن جن چیزوں پر رات آئی ہے۔ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ (ہماری طرف) نہیں لوٹے گا۔

بَابٌ ۲۶۰۰ قَوْلِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔

باب فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا کی تفسیر۔

۴۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيٰى

(از عمرو بن علی از یحییٰ از عثمان بن اسود از ابن ابی ملیکہ از عائشہ رضی اللہ عنہا)

دوسری سند (سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب سختیانی از ابن ابی ملیکہ از عائشہ رضی اللہ عنہا)

تیسری سند (از مسدد از یحییٰ بن سعید از ابویونس حاتم بن ابی صغیرہ از ابن ابی ملیکہ از قاسم) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے قیامت

---

[1] متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے الرحيق الخمر ختامه مسك طينه التسنيم يعلو شراب اهل الجنة یعنی رحیق شراب کو کہتے ہیں۔ خِتَامُهٗ مِسْكٌ یعنی مشک کی مہر اس کے شیشے پر لگی ہوگی۔ تسنیم ایک لطیف عرق ہے جو بہشتیوں کی شراب میں ڈالا جائے گا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

[3] اس کا بایاں ہاتھ پشت کی طرف کر دیا جائے گا داہنا ہاتھ گردن سے باندھ دیا جائے گا ۱۲ منہ

عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا قَالَ ذَاكِ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ۔

کے دن حساب لیا گیا گویا وہ ہلاک ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں خداوند عالم یہ بھی تو فرماتا ہے فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا یعنی اگر آدمی کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے حساب میں نرمی برتی جائے گی۔ تو فرمایا یہ تو صرف نامۂ اعمال پیش کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے جو انہیں دیا جائے گا لیکن جس سے پوچھ گچھ[1] شروع ہو گئی تو ہلاک ہو جائے گا۔[2]

بَابٌ ۲۶۰ قَوْلِهِ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

باب لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کی تفسیر۔

۴۵۸۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از سعید بن النضر از ہشیم از ابو بشر جعفر بن ایاس از مجاہد) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کا مطلب یہ ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال میں بدل جاؤ گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے۔[3]

سُورَةُ الْبُرُوجِ

سورۂ بروج کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْأُخْدُودُ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ فَتَنُوا عَذَّبُوا۔

مجاہد کہتے ہیں اُخْدُودٌ زمین میں جو نالی کھودی جائے[4] فَتَنُوا یعنی تکلیفیں دیں۔

سُورَةُ الطَّارِقِ

سورۂ طارق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذَاتِ الرَّجْعِ سَحَابٌ

مجاہد کہتے ہیں ذَاتِ الرَّجْعِ ابر کی صفت ہے یعنی

[1] اچھی طرح جانچ کر حساب لیا گیا ۱۲ منہ [2] بھلا بندہ اپنے مالک کے سامنے حساب میں کب پورا اتر سکتا ہے پروردگار ہمارا حساب کیا ضرور ہے ہمارے پاس تو بری بری برائیاں ہیں بال بال تیرے گناہ گار ہیں تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو چھوڑ دے تو ہم چھوٹ سکتے ہیں حساب تو ہم ایک دن کا بھی نہیں دے سکتے ساری عمر کا کیا دیں گے ۱۲ منہ [3] یعنی چند روز کافروں سے مغلوب ہو گے پھر برابری کے ساتھ ان سے لڑتے رہو گے پھر غالب ہو گے یا سب آدمیوں کی طرف خطاب ہے پہلے شیر خوار پھر بچہ پھر جوان پھر بوڑھے بعضے مجاہد کی تفسیر اس قرأت پر ہے جب لَتَرْكَبَنَّ فتح با کے ساتھ پڑھیں اور دوسری تفسیر مشہور قرأت پر ہے یعنی لَتَرْكَبُنَّ بضمہ با ابن مسعود نے کہا لَتَرْكَبَنَّ صیغہ مؤنث غائب کا ہے اور ضمیر آسمان کی طرف پھرتی ہے یعنی آسمان طرح طرح کے رنگ بدلے گا ۱۲ منہ [4] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتِ الصَّدْعِ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ۔

بار بار برسنے والا (سماء سے مراد ابر ہے) ذَاتِ الصَّدْعِ بار بار اگلنے والی (پھوٹنے والا) یہ زمین کی صفت ہے[1]

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ کی تفسیر[2]

۴۵۹۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِي سُوَرٍ مِّثْلِهَا۔

(از عبدان از والدش از شعبہ از ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مدینے میں) صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے حضرت مُصعب بن عُمیر اور عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن پڑھاتے رہے۔ پھر عمار بن یاسر، بلال اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس آدمی اپنے ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے، بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سب کے آخر میں) تشریف لائے۔ مدینے والے آپ کی تشریف آوری سے اتنے مسرور تھے کہ اس سے پہلے زندگی میں خوشی نہ ہوئی تھی حتّٰی کہ میں وہاں کی لڑکیوں اور لڑکوں کو یہ نعرے لگاتے سنا "یہ اللہ کے رسول تشریف لے آئے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ہی میں سورۂ اَعلیٰ اور اس کے برابر کی (چھوٹی چھوٹی) سورتیں پڑھ چکا تھا

هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

سورۂ غاشیہ کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ النَّصَارٰى وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا حَمِيْمٍ اٰنٍ بَلَغَ إِنَاهُ لَا تَسْمَعُ فِيْهَا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ سے نصاریٰ مراد ہیں[3] مجاہد کہتے ہیں عَيْنٍ اٰنِيَةٍ گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ اس کے پینے کا وقت آگیا (سورۂ رحمٰن ہیں حَمِيْمٍ اٰنٍ سے بھی یہی مراد ہے یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا) لَا تَسْمَعُ

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا متن قسطلانی میں اتنی عبارت زیادہ ہے الطارق النجم وما اتاک لیلا فهو طارق النجم الثاقب قال ابن عباس لقول فصل حق لما عليها حافظ الا عليها حافظ یعنی طارق ستارہ اور طلق اس کو بھی کہتے ہیں جو رات کو آئے النجم الثاقب روشن ستارہ اور ابن عباسؓ نے کہا قول فصل یعنی حق بات لما، الا کے معنی میں ہے یعنی کوئی نفس ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان خدا کی طرف سے مامور نہ ہو ۱۲ منہ [2] متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال قدر فهدى قدر للانسان السعادة والشقاوة وهدى الانعام لمراعيها یعنی مجاہد نے کہا قدر فهدى کا معنی یہ ہے کہ آدمی کے لئے تو نیک بختی اور بدبختی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

لَا غِيَةً شَتْمًا الضَّرِيعُ نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ بِمُسَيْطِرٍ بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض إِيَابَهُمْ مَرْجِعَهُمْ۔

فِيهَا لَاغِيَةً وہاں گالی گلوچ نہیں سنائے دے گی۔ الضَّرِيعُ ایک سبزی ہے جسے شبرق کہتے ہیں۔ اہلِ حجاز اسے ضریع کہتے ہیں جب وہ سوکھ جاتی ہے۔ یہ ایک قسم کا زہر ہے[1]۔ بِمُسَيْطِرٍ (سین سے) یعنی مسلط۔ بعض لوگوں نے صاد سے پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں إِيَابَهُمْ کا معنیٰ ان کی واپسی[2]۔

سُورَةُ وَالْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْوَتْرُ اللهُ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الْقَدِيمَةِ وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُودٍ لَا يُقِيمُونَ سَوْطَ عَذَابٍ الَّذِي عُذِّبُوا بِهِ أَكْلًا لَمًّا السَّفُّ وَجَمًّا الْكَثِيرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ السَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَالَ غَيْرُهُ سَوْطَ عَذَابٍ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ لَبِالْمِرْصَادِ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ تَحَاضُّونَ تُحَافِظُونَ وَتَحُضُّونَ تَأْمُرُونَ بِإِطْعَامِهِ الْمُطْمَئِنَّةُ الْمُصَدِّقَةُ

سورۂ والفجر کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں وِتر سے اللہ تعالیٰ مراد ہے[3]۔ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ پرانی عاد کی قوم عماد کا معنیٰ خیمہ۔ یہ لوگ خانہ بدوش تھے جہاں پانی چارہ پاتے وہیں خیمے لگا کر رہائش کر لیتے سَوْطَ عَذَابٍ جس چیز سے انہیں عذاب دیا گیا۔ أَكْلًا لَمًّا سب سمیٹ کر کھا جانا۔ حُبًّا جَمًّا بہت محبت رکھنا۔

مجاہد کہتے ہیں ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا گیا لہٰذا آسمان بھی جفت ہی ہے (یعنی زمین کا) وِتر صرف خداوند عالم ہے۔ دیگر مفسرین کہتے ہیں۔ سوط عذاب یہ ایک عربی محاورہ ہے۔ ہر قسم کے عذاب کو کہتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک کوڑے کا بھی عذاب ہے۔ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی خدا کی طرف سب کو جانا ہے[4]۔ لَا تَحَاضُّونَ محافظت نہیں کرتے۔ بعض حضرات نے تَحُضُّونَ پڑھا ہے یعنی حکم نہیں دیتے[5]۔ الْمُطْمَئِنَّةُ اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا[6]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی تقدیر کر دی اور جانوروں کو ان کے چراگاہ بتلا دئے اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] ایسی نعمت کہاں ملتی ہے نہ یہ قسمت دینہ والوں کی ۱۲ [4] جنہوں نے ناحق محنت اٹھائی درویشی اختیار کی اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اس کے نہ زہریلے پن سے کوئی جانور اس کو منہ تک نہیں لگاتا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] وہ اکیلا ہے اس کا کوئی جوڑ نہیں ۱۲ منہ [4] یا وہ سب کو دیکھ اور سن رہا ہے ۱۲ منہ [5] رغبت نہیں دلاتے برانگیختہ نہیں کرتے ۱۲ منہ [6] مومن کامل الایمان ۱۲ منہ

بِإِطْعَامِهِ الْمُطْمَئِنَّةُ الْمُصَدِّقَةُ
بِالثَّوَابِ قَالَ الْحَسَنُ يَا أَيَّتُهَا
النَّفْسُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَهَا
اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ
اللّٰهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ
وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ
رُوحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ
وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ
وَقَالَ غَيْرُهُ جَابُوا نَقَبُوا مِنْ
جِيْبِ الْقَمِيْصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ
يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا لَمًّا
لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں[1] نفس مطمئنہ وہ ہے جب اللہ تعالیٰ اُسے بلانا چاہے (موت آئے) تو اسے اللہ تعالیٰ کے پاس چین ہو اللہ تعالیٰ کو اس سے چین ہو وہ اللہ سے خوش رہے اللہ اس سے خوش پھر اللہ اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اسے بہشت میں لے جائے، اپنے نیک بندوں میں شریک کرے۔

دیگر مفسرین کہتے ہیں جَابُوْا کا معنی چھید اکیا، یہ جَیْبُ الْقَمِیْصِ سے نکلا ہے جب اس میں جیب لگائی جائے۔ اسی طرح محاورہ ہے یَجُوْبُ الْفَلَاۃَ وہ جنگل میں قطع کر رہا ہے لَمًّا عرب کہتے ہیں لَمَمْتُہٗ یعنی میں اس کے آخر تک پہنچ گیا (یعنی سارا ترکہ کھا جاتے ہو ایک پیسہ نہیں چھوڑتے)

سُوْرَۃُ لَآ اُقْسِمُ

سورۂ بلد کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِهٰذَا الْبَلَدِ مَكَّةَ
لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ
مِنَ الْإِثْمِ وَوَالِدٍ آدَمَ وَمَا وَلَدَ
لُبَدًا كَثِيْرًا وَالنَّجْدَيْنِ الْخَيْرُ
وَالشَّرُّ مَسْغَبَةٍ مَجَاعَةٍ مَتْرَبَةٍ
السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ يُقَالُ
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ فَلَمْ يَقْتَحِمِ
الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ
الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا
الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ

مجاہد کہتے ہیں بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مکہ[2] مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا[3] اوروں کو وہاں لڑنا گناہ ہے والد سے آدم اور وَمَا وَلَدَ سے ان کی اولاد ہے لُبَدًا بہت سارا النَّجْدَیْنِ دو راستے۔ ایک نیکی کا دوسرا بدی کا مَسْغَبَۃ بھوک مَتْرَبَۃ مٹی میں پڑا رہنا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ دنیا کی مشکل گھاٹیوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس کے بعد عقبہ (گھاٹی) کا مطلب یوں سمجھایا تمہیں عقبہ کے متعلق کس نے بتایا کہ کیا ہے؟ عَقَبَہ تو غلام آزاد کرنے یا بھوکے کو کھلانے کو کہتے ہیں۔

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] تجھ کو وہاں لڑنا گناہ نہیں ۱۲ منہ

فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا

وَقَالَ مُجَاھِدٌ بِطَغْوٰھَا بِمَعَاصِیْھَا وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا عُقْبٰی اَحَدٍ۔

سورۂ والشمس کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں بِطَغْوٰھَا اپنے گناہوں کی وجہ سے وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا اللہ تعالیٰ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا[1]

۴۵۹۱ - حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ زَمْعَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَذَکَرَ النَّاقَۃَ وَالَّذِیْ عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰھَا انْبَعَثَ رَجُلٌ عَزِیْزٌ عَارِمٌ مَنِیْعٌ فِیْ رَھْطِہٖ مِثْلُ اَبِیْ زَمْعَۃَ وَذَکَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ فَیَجْلِدُ امْرَاَتَہٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّہٗ یُضَاجِعُھَا مِنْ اٰخِرِ یَوْمِہٖ ثُمَّ وَعَظَھُمْ فِیْ ضَحِکِھِمْ مِنَ الضَّرْطَۃِ وَقَالَ لِمَ یَضْحَکُ اَحَدُکُمْ مِمَّا یَفْعَلُ وَقَالَ اَبُوْ مُعٰوِیَۃَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلُ اَبِیْ زَمْعَۃَ عَمِّ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ہشام از والدش) عبداللہ ابن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح کی ناقہ اور اس شخص کا جس نے اس اونٹنی کو زخمی کیا تھا۔ خطبے میں ذکر فرمایا کہ اس قوم کا جو بدبخت اس کام کے لئے آمادہ ہوا وہ زور آور شریر تھا، مضبوط ایسا تھا جیسے ابوزمعہ[2] تھا۔ آپ نے عورتوں کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض شخص ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی عورت کو غلام اور لونڈی کی طرح مارتے ہیں۔ اسی دن شام کو بیوی سے ہم بستر ہوتے ہیں[3]۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ گوز لگانے (پادنے) پر ہنسو نہیں۔ کیا تم اس کام پر ہنستے ہو جو خود بھی کرتے ہو (ہر شخص گوز لگاتا ہے)

ابومعاویہ نے بحوالہ ہشام از والدش از عبداللہ بن زمعہ روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا مِثْلُ اَبِیْ زَمْعَۃَ یعنی ابوزمعہ کی طرح جو زبیر بن العوام کا چچا تھا[4]۔

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے وقال مجاھد ضحاھا ضوءھا اذا تلاھا تبعھا وطحٰھا دحاھا دساھا اغواھا فالھمھا عرفھا الشقاء والسعادۃ یعنی مجاہد نے کہا ضحیٰ سے روشنی مراد ہے اذا تلاھا اس کے پیچھے نکلا طحاھا پھیلایا بچھایا دساھا گمراہ کردیا فالھمھا یعنی نیکی اور بدی دونوں کا رستہ اس کو بتلا دیا ۱۲ منہ [2] یہ عبداللہ بن زمعہ کا دادا تھا کفر کی حالت میں مرا ۱۲ منہ [3] چومتا چاٹتا ہے یہ بڑی بدوضعی ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ ابوزمعہ مطلب بن اسد کا بیٹا تھا اور زبیر عوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے تو ابوزمعہ عوام کا چچازاد بھائی تھا زبیر کا چچا ہوا اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنٰى بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدّٰى مَاتَ وَتَلَظّٰى تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى۔

سورۂ واللیل اذا یغشٰی کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى سے یہ مراد ہے کہ اسے یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اس کا بدلہ اللہ دے گا[۱] مجاہد کہتے ہیں[۲] اِذَا تَرَدّٰى جب مرجائے[۳] تَلَظّٰى بھڑکتی ہے شعلہ مارتی ہے۔ عبید بن عمیر تَتَلَظّٰى پڑھتے ہیں[۴]

بَابٌ ۲۶۰۲ قَوْلِهٖ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى

۵۹۲۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا اَبُو الدَّرْدَاءِ فَاَتَانَا فَقَالَ اَفِيْكُمْ مَّنْ يَّقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَاَيُّكُمْ اَقْرَأُ فَاَشَارُوْا اِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَاْتُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ اَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِيْ صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰؤُلَاءِ يَاْبَوْنَ عَلَيْنَا۔

باب وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى کی تفسیر

(از قبیصہ بن علقمہ از سفیان از اعمش از ابراہیم) علقمہ کہتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کئی شاگردوں کے ساتھ ملک شام میں پہنچا۔ حضرت ابو الدرداء صحابی رضی اللہ عنہ نے ہمارے آنے کی خبر سنی وہ آئے اور کہنے لگے تم میں کوئی قاری قرآن بھی ہے؟ ہم نے کہا ہاں ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تم سب میں بڑا قاری کون ہے؟ میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا پڑھ۔ میں نے یہ سورت پڑھی وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى[۵] حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا آیا تم نے یہ سورت اپنے استاذ (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی زبان مبارک سے سنی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس سورت کو اسی طرح سنا ہے لیکن اہل شام نہیں مانتے[۶]

بَابٌ ۲۶۰۳ قَوْلِهٖ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى۔

۵۹۳۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ

باب وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى کی تفسیر

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش) ابراہیم نخعی کہتے ہیں

---

[۱] وہ وردِ دنیا و ستر و آخرت اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یا قبر کے گڑھے میں گر جائے گا ۱۲ منہ [۴] دوسرے کے ساتھ جیسے اصل میں تھا اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] ابن مسعود کی قرأت اسی طرح ہے اور مشہور قرأت یوں ہے وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۱۲ منہ [۶] کہتے ہیں یوں پڑھنا چاہئے وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قَدِمَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَآءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ اَیُّکُمْ یَقْرَاُ عَلٰی قِرَآءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کُلُّنَا قَالَ فَاَیُّکُمْ یَحْفَظُ فَاَشَارُوْا اِلٰی عَلْقَمَةَ قَالَ کَیْفَ سَمِعْتَهٗ یَقْرَاُ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی قَالَ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ هٰکَذَا وَهٰؤُلَآءِ یُرِیْدُوْنِیْ عَلٰی اَنْ اَقْرَاَ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی وَاللّٰهِ لَآ اُتَابِعُهُمْ۔

کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد (شام کے ملک میں) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ انہیں تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور کہا تم لوگوں میں کون آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے ماتحت قرآن پڑھتا ہے تو انہوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی کی تلاوت کرکے سناؤ تو علقمہ نے پڑھا وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی (بغیر وَمَا خَلَقَ کے) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے مگر یہ شامی لوگ چاہتے ہیں کہ میں یوں پڑھوں وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی میں تو بخدا کبھی اس طرح نہیں پڑھوں گا[1]

بَاب ٣٦٠ قَوْلِهٖ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی۔

باب فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی کی تفسیر

۴۵۹۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فِیْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّکِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُّیَسَّرٌ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی اِلٰی قَوْلِهٖ لِلْعُسْرٰی۔

(از ابونعیم از سفیان از اعمش از سعد بن عبیدہ از ابوعبدالرحمن سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع غرقد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے، کسی کا بہشت میں کسی کا دوزخ میں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب لکھا ہوا ہے تو پھر اس پر اعتماد کرلیں (عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے) آپ نے فرمایا (نہیں) عمل کرو جو آدمی جس کے لئے پیدا کیا گیا اسے ویسے ہی اعمال سرانجام دینے کی توفیق ہوگی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۔۔۔ لِلْعُسْرٰی تک[2]۔

---

[1] کیونکہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یوں سن چکے تھے وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وہ اس کا خلاف کیونکر کرسکتے تھے علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ پر جہاں اور کئی باتیں مخفی رہ گئیں ان میں سے یہ قراءت بھی ہے ان کو دوسری قراءت کی خبر نہیں ہوئی یعنی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی کی جو اخیر قراءت اور متواتر تھی اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ آگے کتاب القدر میں آئے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر الٰہی کا تو حال تو کسی کو معلوم نہیں مگر نیک اعمال اگر بندہ کر رہا ہے تو اس کو اس امر کا قرینہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا بہشت میں رکھا ہے اور اگر برے اعمال میں مصروف ہے تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کا ٹھکانا دوزخ میں بنایا گیا ہے باقی ہوگا تو وہی جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور چونکہ تقدیر کا علم بندے کو نہیں دیا گیا اور اس کو اچھی اور بری دونوں راہیں بتلادی گئیں اس لئے بندے کا فرض یہی ہے کہ اچھی راہ کو اختیار کرے نیک اعمال میں کوشش کرے واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید و بیدہ الامر ۱۲ منہ

بَابُ ۲۶۰۵ قَوْلِهٖ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

۴۵۹۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

باب وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى کی تفسیر۔

(از مسدد از عبدالواحد از اعمش از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمن سلمی) حضرت علیؓ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے پھر یہی حدیث بیان کی (جو اوپر گزری)

بَابُ ۲۶۰۶ قَوْلِهٖ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى

۴۵۹۶ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِيْ بِهٖ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ۔

باب فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى کی تفسیر

(از بشر بن خالد از محمد بن جعفر از شعبہ از سلیمان از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمن سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہم ایک جنازے میں تھے، آپؐ نے ایک چھڑی لی اور زمین کھودنے لگے (جیسے کوئی شخص غور و فکر میں ہو) پھر فرمایا تم میں ہر شخص کا ٹھکانا لکھا ہوا ہے کسی کا دوزخ میں کسی کا بہشت میں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر قسمت کے لکھے پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں آپ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ۔ ہر ایک کو وہی توفیق ملے گی جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى آخیر تک۔

شعبہ کہتے ہیں مجھ سے یہ حدیث معتمر نے بھی بیان کی اور اعمش نے اسی کے مطابق بیان کی کوئی اختلاف نہ کیا۔

بَابُ ۲۶۰۷ قَوْلِهٖ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى۔

۴۵۹۷ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

باب وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى کی تفسیر۔

(از یحییٰ از وکیع از اعمش از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمن سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ
مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ قُلْنَا يَا رَسُولَ
اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ
ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى إِلَى قَوْلِهِ فَسَنُيَسِّرُهُ
لِلْعُسْرَى الْآيَةَ -

کا ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے، کسی کا بہشت میں، کسی کا دوزخ میں۔ ہم نے
عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم تقدیر پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں (عمل
کی کیا ضرورت ہے) آپ نے فرمایا نہیں۔ عمل کئے جاؤ ہر شخص کو وہی
توفیق ملے گی (جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے) بعد ازاں یہ آیت پڑھی
وَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ
لِلْیُسْرٰی ـــــ لِلْعُسْرٰی تک۔

باب ۲۶۰۷ قَوْلِهِ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى

۴۵۹۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ
عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ
كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا
حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ
بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ وَمَا
مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا
مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً
أَوْ سَعِيدَةً قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا
نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ
مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى أَهْلِ
السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ
فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ قَالَ أَمَّا
أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ
السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ
لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى

باب وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی کی تفسیر۔

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از سعد بن عبیدہ از ابو
عبدالرحمٰن سُلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم بقیع میں ایک
جنازے میں شریک تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے۔ ہم سب آپ کے گرد بیٹھے تھے
آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ سر جھکا کر چھڑی سے زمین
کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے ہر شخص ہر جان کا جو دنیا میں
پیدا کیا گیا ہے، ایک ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے، بہشت میں یا دوزخ
میں اور یہ بھی لکھ لیا گیا ہے کہ وہ نیک بخت ہوگا یا بدبخت، یہ
سن کر ایک شخص بولا۔ یا رسول اللہ! پھر ہم اپنی قسمت کے لکھے
پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں اور نیک اعمال چھوڑ کیوں نہ دیں کیونکہ
جو نیک بخت لکھا گیا ہے، وہ ضرور نیک بختوں میں شریک ہوگا
اور جو بدبخت لکھا گیا ہے وہ بدبختوں میں رہے گا (محنت
اٹھانے سے کیا فائدہ) آپ نے فرمایا (نہیں اعمال کئے جاؤ) جو
لوگ نیک بخت لکھے گئے ہیں انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق ملے گی
اور جو لوگ بدبخت لکھے گئے ہیں وہ بدبختی والے (بد) اعمال
کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَمَّا
مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی آخر سورت تک۔

وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی الْاٰیَۃَ ۔

بَابٌ ۲۶۰۸ قَوْلِهٖ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی

۴۵۹۹ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ ۔

باب فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی کی تفسیر

(از آدم از شعبہ از اعمش از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمٰن سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے ایک چیز لے کر اس سے زمین کریدنا شروع کیا۔ پھر فرمایا دیکھو تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے خواہ بہشت میں خواہ دوزخ میں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر اپنے (قسمت کے) لکھے پر ہم صبر کر کے کیوں نہ بیٹھ رہیں، نیک عمل کرنا چھوڑ کیوں نہ دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں نیک عمل کئے جاؤ۔ جو لوگ نیک بخت لکھے گئے ہیں انہیں نیکوں کے اعمال کرنے کی توفیق میسر ہوگی اور جو بد بخت لکھے گئے ہیں انہیں بدکاروں کے سے اعمال کرنے کی توفیق ہوگی۔ بعد ازاں آپ نے یہ آیت پڑھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى آخر آیت تک۔

سُوْرَةُ وَالضُّحٰی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اسْتَوٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ اَظْلَمَ وَسَكَنَ عَآئِلًا فَاغْنٰى ذَا عِيَالٍ ۔

بَابٌ ۲۶۰۹ قَوْلِهٖ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

۴۶۰۰ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ

سورۂ والضحیٰ کی تفسیر

(مجاہد کہتے ہیں[1] اِذَا سَجٰی یعنی جب برابر ہو جائے دیگر مفسرین کہتے ہیں جب تاریک ہو جائے یا تھم جائے عَآئِلًا عیال دار محتاج۔

باب مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى کی تفسیر

(از احمد بن یونس از زہیر از اسود بن قیس) جندب بن

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی آپ دو تین راتوں تک (تہجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے۔ ایک عورت آئی کہنے لگی محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) میرا خیال ہے تیرے شیطان[1] نے تجھے چھوڑ دیا، دو تین راتوں سے تیرے پاس نہیں آیا۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

بَابٌ ۲۶۱ قَوْلِهِ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

يُقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ۔

باب مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى کی تفسیر

وَدَّعَكَ تشدید دال کے ساتھ پڑھا گیا (مشہور قرأت یہی ہے) بعض حضرات نے تخفیف دال سے بھی پڑھا ہے یعنی وَدَعَكَ دونوں کا ایک معنی ہے یعنی اللہ نے تجھے چھوڑا نہیں دیا (اس کی تفسیر میں) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ نے تجھے چھوڑا نہیں دیا وہ تیرا دشمن نہیں بنا۔

۴۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر غندر از شعبہ از اسود بن قیس)

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک خاتون کہنے لگی یا رسول اللہ میرا خیال ہے آپ کے دوست (جبریل علیہ السلام) نے آپ کے پاس آنے میں تاخیر کر رہے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

سُورَةُ أَلَمْ نَشْرَحْ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وِزْرَكَ فِي

سورۂ الم نشرح کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں وِزْرَكَ سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرت

---

[1] شیطان نے شیطان سے وہ فرشتہ مراد رکھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لایا کرتے تھے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ۱۲ امنہ ۵۲ اس کو عبد الجبار عالم نے دخل کیا ۱۲ منہ عفی عنہ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خبیث عورت خود شیطانی تھی۔ عبد الرزاق

الْجَاهِلِيَّةِ ۔ اَنْقَضَ اَثْقَلَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَیْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ لِقَوْلِهٖ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَانْصَبْ فِیْ حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانۂ جاہلیت میں صادر ہوئیں۔ (ترک اولیٰ وغیرہ) اَنْقَضَ بھاری کیا۔ بوجھل بنایا۔ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کی تفسیر میں ابن عیینہ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں جیسے اس آیت (هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں نیز (حدیث میں ہے) ایک مصیبت دو نعمتوں پر غالب نہیں آسکتی[2]

مجاہد کہتے ہیں فَانْصَبْ یعنی اپنے پروردگار سے مراد مانگنے میں محنت اٹھا[3] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا[4]

سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ

سورۂ والتین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِیْ يَاْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِیْ يُكَذِّبُكَ بِاَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ كَاَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ۔

مجاہد کہتے ہیں تِيْن سے انجیر مراد ہے۔ زیتون یہ وہی پھل ہے جسے لوگ کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ یعنی کیا وجہ ہے کہ تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ گویا یوں کہا کہ کون یہ کر سکتا ہے کہ تو عذاب و ثواب کو جھٹلانے لگے (جزاء و سزا کے انکار کی کسے جرأت ہے؟)

۴۶۰۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ سَفَرٍ فَقَرَاَ فِی الْعِشَاءِ

(از حجاج بن منہال از شعبہ از عدی) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھی۔

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اور ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے ۱۲ منہ
[3] اس کو ابن مبارک نے زہد میں روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب تو فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے مالک سے دعا کر ۱۲ منہ
[4] اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

فِیۡ اِحۡدَی الرَّکۡعَتَیۡنِ بِالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ تَقۡوِیۡمِ الۡخَلۡقِ۔

تقویم کا معنی پیدائش، تخلیق۔

سُوۡرَۃُ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ

سورہ علق کی تفسیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَالَ قُتَیۡبَۃُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنۡ یَحۡیَی بۡنِ عَتِیۡقٍ عَنِ الۡحَسَنِ قَالَ اُکۡتُبۡ فِی الۡمُصۡحَفِ فِیۡ اَوَّلِ الۡاِمَامِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَاجۡعَلۡ بَیۡنَ السُّوۡرَتَیۡنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاھِدٌ نَادِیَہٗ عَشِیۡرَتَہٗ الزَّبَانِیَۃَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَقَالَ مَعۡمَرٌ الرُّجۡعٰی الۡمَرۡجِعُ لَنَسۡفَعًا قَالَ لَنَاۡخُذَنۡ وَلَنَسۡفَعَنۡ بِالنُّوۡنِ وَھِیَ الۡخَفِیۡفَۃُ سَفَعۡتُ بِیَدِہٖ اَخَذۡتُ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قتیبہ کہتے ہیں حماد نے بحوالہ یحیی بن عتیق از حسن بصریؒ روایت کیا کہ انہوں نے کہا قرآن پاک میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو پھر ہر دو سورتوں کے درمیان ایک لکیر لگا دو (جس سے معلوم ہو کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے[1])

مجاہد کہتے ہیں نادیہ سے مراد کنبے والے[2]۔ الزبانیہ دوزخ کے فرشتے۔ معمر کہتے ہیں رُجعٰی لوٹ جانے کا مقام لنسفعن البتہ ہم ضرور پکڑیں گے اس میں نون خفیفہ ہے یہ سَفَعۡتُ بِیَدِہٖ سے نکلا ہے۔ یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

بَابٌ ۲۶۱ فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ

باب فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ کی تفسیر

۴۶۰۳۔ حَدَّثَنَا یَحۡیَی بۡنُ بُکَیۡرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیۡثُ عَنۡ عُقَیۡلٍ عَنِ ابۡنِ شِہَابٍ ح وَحَدَّثَنِیۡ سَعِیۡدُ بۡنُ مَرۡوَانَ الۡبَغۡدَادِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ الۡعَزِیۡزِ بۡنِ اَبِیۡ رِزۡمَۃَ قَالَ اَخۡبَرَنَا اَبُوۡ صَالِحٍ سَلۡمُوۡیَۃُ قَالَ حَدَّثَنِیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ

(از یحیی از لیث از عقیل از ابن شہاب)

دوسری سند (از سعید بن مروان از محمد بن عبد العزیز بن ابی رزمہ از ابو صالح سلمویہ از عبد اللہ از یونس بن یزید از ابن شہاب از عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز اس طرح ہوا

---

[1] یعنی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھنا ضرور نہیں یہ قول حمزہ قاری کا ہے لیکن دوسرے سب لوگوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مصحف میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی سوائے سورۂ براءۃ کے شروع کے بعضوں نے کہا حسن بصری کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے تو صرف بسم اللہ لکھیں پھر دوسری سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی لکھیں اور ایک لکیر بھی کریں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سورۂ اقرأ میں یہ بیان کیا گیا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ تو ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ شروع میں ایک ہی بار بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے ۱۲ منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

عن یونس بن یزید قال اخبرنی ابن شهاب ان عروة بن الزبیر اخبره ان عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت کان اول ما بدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم الرؤیا الصادقة فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء فکان یلحق بغار حراء فیتحنث فیه والتحنث التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان یرجع الی اهله ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجة فیتزود بمثلها حتی فجئه الحق وهو فی غار حراء فجاءه الملک فقال اقرا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرا قلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرا قلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم الآیات الی قوله علم الانسان ما لم یعلم فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وسلم ترجف بوادره حتی دخل علی خدیجة فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع قال لخدیجة ای خدیجة ما لی خشیت علی نفسی فاخبرها الخبر فقالت خدیجة فقالت خدیجة کلا

پہلے رویائے صادقہ یعنی سچے خواب آنے لگے آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح (بیداری میں) ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کو خلوت اچھی معلوم ہونے لگی۔ آپ غار حراء میں (تنہا) جاکر تحنث کیا کرتے۔

عروہ کہتے ہیں تحنث سے مراد عبادت ہے۔ وہاں کئی کئی راتیں آپ رہ جاتے گھر میں نہ آتے۔ توشہ اپنے ساتھ لے جاتے پھر لوٹ کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اتنا ہی توشہ اور لے جاتے۔ آپ اسی کیفیت میں تھے کہ اچانک غار حراء میں آپ پر وحی اتری۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے کہنے لگے پڑھیے! آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے یہ سن کر مجھے خوب زور سے دبایا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا کہنے لگے پڑھیے! میں نے کہا نہیں میں پڑھا ہوا نہیں (کیسے پڑھوں؟) جبرئیل علیہ السلام نے دوبارہ زور سے دبوچا۔ پھر چھوڑ دیا کہنے لگے پڑھیے! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ انہوں نے تیسری بار خوب زور سے بھینچا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہنے لگے! اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم۔

یہ آیات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے آپ کے کندھے اور گردن کا گوشت پھڑک رہا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے۔ خدیجہ! مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے سارا واقعہ سنایا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ آپ خوف نہ کیجیے آپکو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ آپ خوش ہو جائیے میں خدا کی قسم کھاتی ہوں اللہ

أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ
لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ
الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ
وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ
حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ
عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً
تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ
الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ
مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا
قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ
مِنِ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَا
ذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ
الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعٌ
لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ
وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ
إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا
أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ
أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ

آپ کو شرمندہ نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم آپ تو رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، دوسرے کا بوجھ اپنے ذمہ کر لیتے ہیں، جو چیز کسی کے پاس نہ ہو وہ اسے دلادیتے ہیں۔ مہمان کی ضیافت کرتے ہیں۔ معاملات اور مقدمات میں حق کی پاس داری کرتے ہیں۔

بعدازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے[1] وہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے اور عربی لکھنا خوب جانتے تھے انجیل بھی ماشاء اللہ عربی میں لکھتے تھے۔ بوڑھے ضعیف ہو کر نابینا ہوگئے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا چچا (یا چچا زاد بھائی)، ذرا آپ اپنے بھتیجے کا حال تو سنیئے۔ ورقہ نے کہا کیوں بھتیجے تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا ماجرا بیان کیا۔ ورقہ سن کر کہنے لگے خوب! یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔

اس کے بعد ورقہ نے ایک بات کہی[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دیگی ورقہ نے کہا بیشک جس کسی نے بھی دعوائے نبوت کیا لوگوں نے اسے اسی طرح ستایا۔ اچھا اگر میں اس وقت تک زندہ رہ گیا تو تمہاری پوری مدد کروں گا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد ورقہ انتقال کر گئے اور وحی آنا بھی موقوف ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رنج ہوا (کہ وحی کیوں موقوف ہوگئی)

محمد بن شہاب کہتے ہیں مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد اور ورقہ کے باپ نوفل دونوں اسد کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے ۱۲ منہ ۲؎ وہ بات یہ تھی کہ آپ کی قوم آپ کو اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سخت ایذائیں دے گی حتیٰ کہ آپ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دے گی ۱۲ عبدالرزاق

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيْثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُوْنَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ۔

وحی موقوف رہنے کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایک بار میں (رستے میں) جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے میں یہ حالت دیکھ کر ڈر گیا اور لوٹ کر (خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس) آیا۔ میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ ابو سلمہ کہتے ہیں رُجْز سے بت مراد ہیں جنہیں زمانۂ جاہلیت کے لوگ پوجتے تھے۔ راوی کہتے ہیں بعد ازاں برابر آنے لگی۔

بَاب ۲۶۱۲ قَوْلِهِ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

باب خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ کی تفسیر۔

۴۶۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔

(از ابن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز رؤیائے صالحہ (یعنی سچی خوابوں) سے (یعنی آپؐ اچھے اچھے خواب دیکھنے لگے) بعد ازاں حضرت جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔

بَاب ۲۶۱۳ قَوْلِهِ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

باب اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ کی تفسیر

۴۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَوَّلُ مَا

(از عبد اللہ بن محمد از عبد الرزاق از معمر از زہری)

دوسری سند (از لیث از عقیل از محمد از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسالت کا آغاز رویائے صادقہ سے شروع ہوا (بعد ازاں) فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) آپؐ کے پاس

بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔

آیا کہنے لگا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔

بَابُ ۲۶۱۴ قَوْلِهِ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔

۴۶۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رض فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

باب الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تفسیر

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے اور کہنے لگے کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ اور یہی حدیث (جو اوپر بیان ہوئی) بیان کی۔

بَابُ ۲۶۱۵ قَوْلِهِ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔

۴۶۰۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ۔

باب كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ کی تفسیر

(از یحییٰ از عبدالرزاق از معمر از عبدالکریم جزری از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ابوجہل (مردود) کہنے لگا اگر میں کعبے کے پاس محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے دیکھ پاؤں تو ان کی گردن کچل ڈالوں۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ نے فرمایا اچھا اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے (اس کی بوٹی بوٹی جدا کر دیتے)[1]

عبدالرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے بھی عبیداللہ سے، انھوں نے عبدالکریم سے روایت کیا[2]۔

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابوجہل نے اپنے کہنے کے موافق ایک بار کعبے کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ کو ایذاء دینے چلا جب آپ کے قریب پہنچا تو ایک ہی ایکا ایڑیوں کے بل جھجک کر پیچھے ہٹا لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ (تو تو کہتا تھا میں محمد کی گردن کچل ڈالوں گا اب بھاگتا کیوں ہے) وہ کہنے لگا جب میں ان کے قریب پہنچا تو مجھ کو آگ کی ایک خندق اور ہولناک چیزیں پنکھ نظر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اگر وہ نزدیک آتا تو فرشتے اس کو اچک لیتے اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے ۱۲ منہ [2] عمرو بن خالد امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں اس متابعت کو عبدالعزیز بغوی نے منتخب مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوعُ وَالْمَطْلِعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ أَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ لِيَكُونَ أَثْبَتَ وَأَوْكَدَ۔

سورۂ القدر کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

مطلَع بفتحہ لام طلوع کے معنی میں ہے اور مطلِع بکسرۂ لام وہ مقام ہے جہاں سے سورج نکلتا ہے اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ میں ہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے (عظمت شان کیلئے اضمار قبل الذکر کیا) اَنۡزَلۡنٰهُ صیغہ جمع متکلم ہے حالانکہ حالانکہ نازل کرنے والا واحد ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ مگر عربی زبان میں واحد کو تاکید اور اثبات کے لئے یہ صیغہ جمع لائے ہیں (نیز تعظیماً صیغہ جمع فرمایا جیسے بادشاہ مابدولت و اقبال کہتے ہیں)

سُوۡرَةُ لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مُنْفَكِّيْنَ زَائِلِيْنَ قَيِّمَةٌ اَلْقَائِمَةُ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ أَضَافَ الدِّيْنَ إِلَى الْمُؤَنَّثِ۔

سورۂ لم یکن الذین کفروا کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

مُنۡفَكِّيۡنَ چھوڑنے والے قَيِّمَةٌ قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے مگر اسے مؤنث یعنی قَيِّمَةٌ کی طرف مضاف کیا (دین بمعنی ملت آیا جو مؤنث ہے)

۴۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تجھے لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ کی سورت پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ نے میرا نام لے کر فرمایا؟ آپ نے فرمایا ہاں! ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو دئے[1]۔

۴۶۰۹۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ

(از حسان بن حسان از ہمام از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے

[1] خوشی کے مارے کہاں میں ایک ناچیز بندہ کہاں وہ شہنشاہ مالک ارض و سما بعضوں نے کہا ڈر سے رو دئے کہ اس عنایت و نوازش کا شکریہ مجھ سے کیسے ہو سکے گا ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَيٌّ آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللهُ سَمَّاكَ لِي فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اُبیؓ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے تیرا نام لیا یہ سن کر حضرت ابیؓ رونے لگے قتادہ کہتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لم یکن الذین کفروا کی سورت پڑھ کر سنائی۔

۴۶۱۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِي قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ قَالَ آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ۔

(از احمد بن ابی داؤد ابو جعفر منادی از روح از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اُبیؓ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام آپ سے لیا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ رب العلمین کے سامنے میرا ذکر ہوا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر وہ رو پڑے۔

إِذَا زُلْزِلَتْ

سورۂ اذا زلزلت کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

بَابُ ۲۶۱۶ قَوْلِهِ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ

يُقَالُ أَوْحَى لَهَا وَأَوْحَى إِلَيْهَا وَوَحَى لَهَا وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدٌ

باب فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ کی تفسیر۔

أَوْحَى لَهَا، أَوْحَى إِلَيْهَا، وَحَى لَهَا اور وَحَى إِلَيْهَا چاروں کا ایک ہی معنی ہے۔

۴۶۱۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از مالک از زید بن اسلم از ابو صالح سمان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑے رکھنے میں تین پہلو ہیں کسی کے لئے باعثِ ثواب ہے کسی کے لئے معاف اور کسی کے لئے باعث عذاب۔ (۱) باعث ثواب اس کے لئے ہے جو بہ نیت

فَاَمَّا الَّذِي لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَّبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّرِئَاءً وَّنِوَاءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

جہاد گھوڑا پالے، اس کی رسّی لمبی رکھے، وہ کسی چراگاہ یا باغ میں خوب چرے۔ وہ اس رسّی کی لمبائی کے مطابق اس باغ یا چراگاہ میں جہاں تک چرے، گھوڑے والے کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی اگر کہیں گھوڑا رسّی توڑ کر دو چار جگہ کود کر نکل جائے اور اس کی ہر جست اور قدم پر اجر ملتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں کے نشان (جو زمین پر پڑیں) جتنی لید وہ کرے سب مالک کے لئے نیکیاں شمار ہوں گی۔ اسی طرح اگر بلا قصد و اجازتِ مالک گھوڑے نے کسی ندی (وغیرہ) پر جا کر پانی پی لیا جب بھی مالک کو اجر و ثواب ملے گا۔ غرض ایسے شخص کے لئے تو گھوڑا باندھنا نرا ثواب ہی ثواب ہے۔
دوسرا وہ شخص جس نے اپنی ضرورت رفع کرنے کی غرض سے اور کسی کے سوال سے محفوظ رہنے کے لئے گھوڑا پالا اور اللہ کا حق[1] گھوڑے کی گردن اور پشت میں ہے اسے ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے گھوڑے کی پرورش باعث پردہ پوشی بن جاتی ہے (نہ ثواب ہے نہ عذاب)
مگر وہ شخص جو گھوڑا فخر اور بڑائی جتانے، لوگوں کو دکھانے اور مسلمانوں کو ستانے کے لئے باندھے تو اس کے لئے گھوڑا رکھنا باعث عذاب ہے
پھر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے (کیا وہ بھی گھوڑوں کی طرح ہیں) آپ نے فرمایا۔ گدھوں کے متعلق کوئی خاص حکم مجھ پر نازل نہیں ہوا مگر تنہا یہ آیت ہر چیز کو شامل ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ[2]۔

بَابٌ ۲۶۱۷ قَوْلِهٖ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

باب وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کی تفسیر۔

۴۶۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از مالک از زید بن اسلم از ابو صالح سمان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھے پالنے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے

[1] گردن کا حق یہ ہے کہ اگر وہ تجارتی ہوں تو ان کی زکوٰۃ دے پشت کا حق یہ ہے کہ تھکے ماندے مسافر مانگنے والے کو سواری کے لئے دے ۱۲ منہ [2] تو گدھے بھی اگر کوئی نیک کام کے لئے پالے گا اس کو ثواب ملے گا اگر بدنیتی یا مسلمانوں کی خرابی یا فخر یا تکبر کے لئے گدھے رکھے گا تو عذاب ہوگا۔ یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ
فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ
الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

فرمایا اس سلسلے میں سوائے اس تنہا جامع آیت کے اور کوئی حکم نازل نہیں ہوا یہ ہر چیز کو شامل ہے فَمَنْ يَعْمَلْ الْآيَةَ۔

سُورَةُ وَالْعٰدِيٰتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَنُودُ الْكَفُورُ
يُقَالُ فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا رَفَعْنَ
بِهٖ غُبَارًا لِحُبِّ الْخَيْرِ مِنْ أَجْلِ
حُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ لَبَخِيلٌ وَ
يُقَالُ لِلْبَخِيلِ شَدِيدٌ حُصِّلَ مُيِّزَ

سورۂ والعادیات کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

مجاہد کہتے ہیں کَنُود کا معنی ناشکرا[1] فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا یعنی صبح کے وقت دھول اڑاتے ہیں، گرد اٹھاتے ہیں لِحُبِّ الْخَيْرِ یعنی مال کی محبت کی وجہ سے لَشَدِيدٌ بخیل ہے بخیل کو شدید کہتے ہیں حُصِّلَ جدا کیا جائے (یا جمع کیا جائے)

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ كَغَوْغَاءِ
الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا
كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ
فِي بَعْضٍ كَالْعِهْنِ كَأَلْوَانِ
الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوفِ

سورۂ القارعہ کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (قیامت کے دن) آدمی ٹڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر گرتے ہوں گے كَالْعِهْنِ اون کی طرح رنگ برنگ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے كَالصُّوفِ الْمَنْفُوشِ یعنی دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔

سُورَةُ أَلْهٰكُمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ التَّكَاثُرُ مِنَ

سورۂ تکاثر کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا[2]۔ تکاثر سے

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن المنذر نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَلْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔

مال اور آل کی کثرت مراد ہے۔

سُوْرَةُ وَالْعَصْرِ

سورۂ عصر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ يَحْيَى الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ

یحییٰ کہتے ہیں عصر سے زمانہ مراد ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی۔

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ

سورۂ ہمزہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

اَلْحُطَمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَلَظٰى۔

حطمہ دوزخ کا ایک نام ہے جیسے سقر اور لظیٰ (دوزخ کا نام ہے)

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

سورۂ فیل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

قَالَ مُجَاهِدٌ أَبَابِيْلَ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض مِنْ سِجِّيْلٍ هِيَ سَنْكِ وَكِلْ۔

سنگ وگل (گھنگر۔ کنکر)

مجاہد کہتے ہیں[1] ابابیل یعنی پے درپے آنے والے اکٹھے ہونے والے (غول کے غول، جھنڈ کے جھنڈ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مِنْ سِجِّيْلٍ (یہ فارسی معرب ہے) یعنی

لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ

سورۂ ایلاف کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِاِيْلَافِ أَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ وَاٰمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ

مجاہد کہتے ہیں لِاِیْلَافِ قُرَیْشٍ کا مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا۔ سردی و گرمی کسی بھی موسم میں ان پر سفر کرنا مشکل معلوم نہ ہوتا تھا اور انہیں

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے الم تر الم تعلم یعنی الم تر کا معنی یہ ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کیونکہ اصحاب فیل کے واقعے کے سال میں آپؐ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی ۱۲ منہ

فِیْ حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بِنِعْمَتِیْ عَلٰی قُرَیْشٍ۔

حرم میں جگہ دے کر دشمنوں سے بے خوف و بے فکر کر دیا[1] اور ابن عیینہ لِاِیْلٰفِ کے معنٰی یہ لکھتے ہیں کہ اہل قریش پر میری نعمت کے سبب الخ۔

اَرَاَیْتَ

سُورۂ اَرَاَیْتَ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ يُدَعُّوْنَ يُدْفَعُوْنَ سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ وَالْمَاعُوْنَ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَّةُ الْمَتَاعِ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا مجاہد کہتے ہیں يَدُعُّ کا معنٰی دفع کرتا ہے یعنی یتیم کو اس کے حقوق سے بھی باہر نکال دیتا ہے۔ کہتے ہیں یہ دَعَعْتُ سے نکلا ہے اسی سے ہے يُدَعُّوْنَ (سورہ طور میں ہے) یعنی جس دن دوزخ کی طرف ہٹائے جائیں گے (دھکیلے جائیں گے) سَاهُوْنَ بھولنے والے، غافل، مَاعُوْن کا معنٰی مروت اور روا داری کے کام۔ بعض عرب کہتے ہیں ماعون کا معنٰی پانی۔ عکرمہ کہتے ہیں اس کا اعلٰی درجہ زکوٰۃ دینا ہے اور ادنٰی درجہ اپنا سامان عاریۃً دینا۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ

سُورۂ کوثر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَانِئَكَ عَدُوَّكَ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا ابن عباس[2] کہتے ہیں شَانِئَكَ تیرا دشمن (عاص بن وائل یا ابوجہل یا عقبہ)

۴۶۱۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ

(از آدم از شیبان از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج میں بیان فرمایا میں ایک نہر پر پہنچا اس کے دونوں کناروں پر خول دار موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے (جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو

[1] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ۔

عطاء فرمائی ہے)

۴۶۱۴۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضقَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ نَهْرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهٗ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَّاءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض أَنَّهٗ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهٗ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ۔

(از خالد بن یزید کاہلی از اسرائیل از ابی اسحاق) ابو عبیدہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کے متعلق تو آپ نے فرمایا کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی (کے خیمے اور گنبد بنے ہوئے) ہیں وہاں تاروں کی گنتی کے برابر (یعنی بے شمار) چمکدار کوزے (آبخورے) برتن رکھے ہیں۔

یہی حدیث زکریاؒ ابو الاحوص اور مطرف نے بحوالہ ابواسحٰق روایت کی ہے۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابو بشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کوثر سے مطلق خیر و برکت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

ابو بشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو بہشت میں ہے۔ سعید نے کہا بہشت کی وہ نہر بھی منجملہ برکاتِ ایزدی کے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں۔[1]

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

سورۂ کافرون کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ لَكُمْ دِيْنُكُمُ الْكُفْرُ وَلِيَ دِيْنِ الْإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِيْنِيْ لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

لَكُمْ دِيْنُكُمْ یعنی تمہیں کفر مبارک رہے اور مجھے اسلام دِيْنِيْ نہیں کہا۔ کیونکہ اس سورت کی جملہ آیات نونی ہیں (آخر میں نون ہے) یائے متکلم گرادی گئی جیسے

[1] صحیح مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کوثر ایک نہر ہے جس کے دینے کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا اس پر بڑی بھلائی ہے جب صحیح حدیث سے کوثر کی یہ تفسیر ثابت ہو تو اسی کو لینا چاہیئے اور دوسری تفسیریں جو لوگوں نے محض اپنی رائے اور خیال سے کیں ان کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے ۱۲ منہ

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَيَشْفِيْنِ وَقَالَ غَيْرُهُ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الْاٰنَ وَلَآ أُجِيْبُكُمْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ وَلَآ أَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ وَهُمُ الَّذِيْنَ قَالَ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔

يَهْدِيْنِ اور يَشْفِيْنِ میں (یا گرادی گئی) دیگر مفسرین کہتے ہیں لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ میں اس وقت بھی اس کی پوجا نہیں کرتا جس کی تم پوجا کرتے ہو ورنہ ساری عمر اسے پوجوں گا، نہ تم اس (خدا) کی پرستش کرنے والے ہو جس کی میں کرتا ہوں یہ خطاب ان کفار کے حق میں ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا (ایسے لوگ ہدایت پانے والے نہیں)

سُوْرَةُ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ

سورۂ إذا جاء نصر اللہ (النصر) کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

۴۶۱۵۔ **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَّزَلَتْ عَلَيْهِ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ إِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔

(از حسن بن ربیع از ابوالاحوص از اعمش از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں یوں کہا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ[2] (تو پاک ہے اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے جملہ حمد وستائش ہے، اے میرے اللہ میری مغفرت فرما)

۴۶۱۶۔ **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ رکوع اور سجود میں سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی (تو پاک ہے اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے حمد وستائش ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرما) کہا کرتے تھے اور قرآن میں جو حکم

---

[1] ابو فراء کے سوا اوروں نے بعض نسخوں میں یہ لفظ وَقَالَ غَيْرُهُ نہیں ہے۔ وہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ فراء کا ذکر اوپر نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ اللہ کی تسبیح اور استغفار کیجیے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل کی کہ ہر نماز میں تسبیح اور استغفار لازم کر لیا ۱۲ منہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ یَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ۔

دیا گیا تھا (فسبح بحمد ربک واستغفرہ) اس کی تعمیل کرتے۔

بَاب ۲۶۱۸ قَوْلِ اللّٰہِ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔

باب وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی تفسیر

۴۶۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ حَبِیْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَا تَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَجَلٌ اَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نُعِیَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ۔

(از عبداللہ بن ابی شیبہ از عبدالرحمٰن از سفیان از حبیب بن ابی ثابت از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ میں فتح کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا شہروں اور مکانوں کا فتح کرنا مراد ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا ابن عباسؓ! تو کیا کہتا ہے؟ تو کہا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے یا ایک مثال ہے گویا آپ کو وفات کی خبر دی گئی۔

بَاب ۲۶۱۹ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تَوَّابٌ عَلَی الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ

باب فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کی تفسیر

تواب کا معنی بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ آدمیوں میں تواب اسے کہتے ہیں جو گناہوں سے توبہ کرے۔

۴۶۱۸ - حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ عُمَرُ یُدْخِلُنِیْ مَعَ اَشْیَاخِ بَدْرٍ فَكَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهٗ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّهٗ مِنْ حَیْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَا ذَاتَ یَوْمٍ فَاَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ فَمَا رُئِیْتُ اَنَّهٗ دَعَانِیْ یَوْمَئِذٍ اِلَّا لِیُرِیَهُمْ قَالَ مَا

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از ابو بشر از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مجھے بدر کے صحابہ کرام کے ساتھ شریک محفل کر لیتے جواب بوڑھے ہو چکے تھے، بعض لوگوں کو یہ ناگوار گزرا کہنے لگے آپ انہیں ہمارے ساتھ کیوں بلا لیتے ہیں؟ ہمارے بھی تو بیٹے ان کے برابر موجود ہیں۔ انہوں نے کہا آپ اس کی وجہ جانتے ہیں؟[1] چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوڑھے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ بلا لیا۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے اس روز مجھے محض اسی لئے بلایا کہ میرا علم وفضل

[1] اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے دوسرے علم وفضل میں ممتاز اور تیسرے ذہین اور طباع ۱۲ منہ

تَقُوْلُوْنَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ بَعْضُھُمْ اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَغْفِرُہٗ اِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَیْنَا وَسَکَتَ بَعْضُھُمْ فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا فَقَالَ لِیْ اَکَذَاکَ تَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ ھُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَہٗ لَہٗ قَالَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَذٰلِکَ عَلَامَۃُ اَجَلِکَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا فَقَالَ عُمَرُ مَا اَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ۔

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ چکے ہیں وہ لوگوں کو بھی دکھائیں۔ غرض جب ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا آپ حضرات اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ سے کیا مراد لیتے ہیں؟ بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سورت میں یہ حکم دیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے، ہمیں فتح حاصل ہو تو ہم اس کی تعریف کریں اس سے مغفرت طلب کریں اور بعض حضرات خاموش رہے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مجھ سے کہا ابن عباس! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا کہ اب آپ کے وصال کا وقت آپہنچا ہے اللہ کی مدد آگئی، مکہ فتح ہو گیا۔ یہی آپ کے وصال کی علامت ہے۔ اب آپ اللہ کی حمد کریں اس سے بخشش طلب کریں وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہی مفہوم سمجھتا ہوں جو تم سمجھتے ہو[1]۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ

سورۂ تبّت یدا کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِیْبٌ تَدْمِیْرٌ

تباب کا معنی تباہی، نقصان۔ تتبیب تباہ کرنا، ہلاک کرنا

۴۶۱۹ - حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّۃَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَرَھْطَکَ

(از یوسف بن موسیٰ از ابو اسامہ از اعمش از عمرو بن مرہ از سعید ابن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب یہ آیت اتری وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَرَھْطَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ[2] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکے سے) باہر نکلے، کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں آواز دی لوگو! ہوشیار

[1] دوسری روایت میں ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا اب تم مجھ کو کیا ملامت کرتے ہو اگر میں نے ابن عباسؓ کو تمہارے برابر جگہ دی اور تمہارے ساتھ بلایا اس حدیث سے یہ نکلا کہ اہل فضل اور علم قابل تعظیم ہیں گو عمر میں کم ہوں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ علم کے بڑے قدردان تھے اور ہر ایک بادشاہ یا خلیفہ کو علم کی قدردانی اور عالموں کی تعظیم و تکریم ضرور ہے افسوس مسلمان جو تباہ ہوئے اور غیر قوموں کے دست نگر ہو گئے وہ جہالت اور کم علمی ہی کی وجہ سے اور اسی قدر تباہی پر اب بھی مسلمان بادشاہ علم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ جاہلوں اور بیوقوفوں کو اپنا مصاحب بناتے ہیں اور عالم کی صحبت سے گھبراتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ [2] ابن عباسؓ نے یہ آیت وَرَھْطَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ بھی پڑھی ہے لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا اسی لئے مصحف عثمانی میں نہیں لکھی گئی شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ۱۲ منہ

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ وَقَدْ تَبَّ هٰكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ۔

ہو جاؤ۔ مکے والے کہنے لگے یہ کون ہے؟ چنانچہ سب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر) جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا بتاؤ تو سہی اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ سے تمہاری طرف آ رہے ہیں تو تم یقین کرو گے؟ انہوں نے کہا (بے شک) کیونکہ ہم نے آج تک آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا (میری بات سنو) میں تمہیں (موت کے بعد) آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں یہ سن کر ابولہب (خبیث) کہنے لگا (معاذ اللہ) آپ ہلاک ہوں، آپ نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ آخر آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ اعمش نے جس دن یہ حدیث روایت کی اس دن وَقَدْ تَبَّ پڑھا۔[1]

بَاب ۲۶۲ قَوْلِهِ وَتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

باب وَتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ کی تفسیر۔

۴۶۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِّي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ إِلٰى آخِرِهَا۔

(از محمد بن سلام از ابو معاویہ از اعمش از عمرو بن مرہ از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء (مکے کے پتھریلے میدان) کی طرف تشریف لے گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ نے آواز دی۔ لوگو! ہوشیار ہو جاؤ! یہ سن کر قریش کے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن صبح کو یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو تم میری بات سچ سمجھو گے؟ انہوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں آنے والے سخت ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب بول اٹھا (معاذ اللہ) آپ ہلاک ہوں کیا ہمیں یہی بات بتانے کے لئے جمع کیا تھا؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ آخر سورت تک۔

[1] گو قرآن میں لفظ قَدْ نہیں ہے اعمش کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی تھی وہ پوری ہوئی ۱۲ منہ ﷺ یہی وجہ تھی کہ آپ کا لقب مسلّم طور پر صادق اور امین تھا اور اس میں بدترین دشمنوں کو بھی ذرا شبہ نہ تھا۔ عبدالرزاق

بَاب ۲۶۲۱ قَوْلِهٖ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ۔

۴۶۲۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ۔

باب سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ کی تفسیر

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از عمرو بن مرۃ از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ابولہب کہنے لگا آپ ہلاک ہوں آپ نے کیا ہمیں اسی بات کے لئے جمع کیا؟ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔

بَاب ۲۶۲۲ قَوْلِهٖ وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لِيفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ

باب وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کی تفسیر

مجاہد کہتے ہیں[1] حَمَّالَةَ الْحَطَبِ یعنی چغلخور عورت فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کہتے ہیں مسد سے مراد مقل درخت کی چھال کی رسی ہے بعض حضرات کہتے ہیں دوزخ کی رسی مراد ہے[2]۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ أَحَدٌ أَيْ وَاحِدٌ۔

سورۂ قل ہو اللہ احد کی تفسیر

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ "احد" پر تنوین نہ پڑھنی چاہیے (بلکہ دال کو ساکن پڑھنا چاہیے) اَحَدٌ کا معنی ہے ایک۔

۴۶۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی نے میری تکذیب کی یہ اس کا نامناسب عمل ہے۔ اس نے مجھے گالیاں دیں یہ بھی اسے

---

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] جو اس کے منہ میں گھسیڑ کر دبر کی طرف نکالیں گے کہتے ہیں یہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کرانے کے لئے آپ کی چغلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی دلاتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لائے جا رہی تھی راستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی فرشتے نے آن کر وہ رسی جس سے گٹھا بندھا تھا اور وہ اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مر گئی خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۱۲ منہ

ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَاَنِيْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ۔

مناسب نہ تھا۔ تکذیب یعنی جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں اسے دوبارہ پیدا نہیں کروں گا حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اور گالی دینا یہ ہے کہ (معاذ اللہ) کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں تو اکیلا ہوں، بے نیاز، نہ میں نے کسی کو جنا نہ مجھے کسی نے جنا نہ کوئی میرا ہمسر ہی ہے۔

بَابُ ۴۶۲۳ قَوْلِهٖ اَللّٰهُ الصَّمَدُ

وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِيْ انْتَهٰى سُؤْدُدُهٗ۔

باب اَللّٰهُ الصَّمَدُ کی تفسیر۔

عرب لوگ سردار اور شریف کو صمد کہتے ہیں۔ ابو وائل شقیق بن سلم کہتے ہیں۔ صمد کا معنی سب سے بڑا سردار، انتہائی درجے کا۔

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِيْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ لَنْ اُعِيْدَهٗ كَمَا بَدَاْتُهٗ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ اَنْ يَّقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ كُفُوًا وَّكَفِيْئًا وَّكِفَاءً وَّاحِدٌ۔

(از اسحاق بن منصور از عبدالرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خداوند عالم فرماتا ہے انسان نے مجھے جھٹلایا جو اس کے لئے ہرگز مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی یہ بھی اس کے لئے نازیبا تھا۔ جھٹلانا تو یہ ہے کہتا ہے میں اسے (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ نہ کر سکوں گا جیسے شروع میں میں نے اسے پیدا کیا تھا۔ گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں بے نیاز بادشاہ ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ مجھے کسی نے جنا میرا تو کوئی ہمسر ہی نہیں۔ کُفُوٌ، کَفِیْءٌ اور کِفَاءٌ ہم معنی ہیں۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

سورۂ فلق کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقٌ اللَّيْلُ اِذَا وَقَبَ غُرُوْبُ الشَّمْسِ[1]

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

مجاہد کہتے ہیں غاسق سے مراد رات ہے اِذَا وَقَبَ جب سورج ڈوب جائے۔ فرق اور فلق ہم معنی ہیں،

[1] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ

هُوَ أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبَ إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ۔

کہا جاتا ہے هُوَ أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ یہ بات صبح پیدا ہونے یا پو پھٹنے سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ وَقَبَ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز کسی چیز میں بالکل داخل ہو جائے اور اندھیرا ہو جائے[1]

۴۶۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از قتیبہ بن سعید از سفیان از عاصم و عبدہ) زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین (سورۂ فلق و ناس) کے متعلق دریافت کیا (آیا یہ دونوں سورتیں قرآن میں شامل ہیں یا نہیں[2]) انہوں نے جواب دیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا آپؐ نے فرمایا تھا۔ جبریل کی معرفت مجھے حکم ہوا یوں کہہ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ہم بھی وہی کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[3]۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

سورۂ قل اعوذ برب الناس (الناس) کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْوَسْوَاسِ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللَّهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے[4] وسواس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے مس کرتا ہے اگر اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو بھاگ جاتا ہے ورنہ شیطان کا ہاتھ بچے کے دل پر جم کر رہ جاتا ہے۔

۴۶۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَقَالَ حَدَّثَنَا

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عبدہ بن ابی لبابہ و عاصم) زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ ابو المنذر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کے بھائی (دینی بھائی)

---

[1] ایک حدیث میں ہے کہ غاسق سے چاند مراد ہے ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوئی مصحف میں لکھتا تو چھیل ڈالتے وہ کہتے یہ دونوں سورتیں، صرف اس لئے اتری ہیں کہ لوگ بطور تعویذ کے پڑھا کریں اور جن لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے انہوں نے غلطی کی لیکن جمہور صحابہؓ اور تابعین سب کا یہ قول ہے کہ معوذتین قرآن میں داخل ہیں اور اس پر اجماع ہو گیا اور ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ کا یہ مطلب ہو کہ گو یہ دونوں سورتیں کلام الٰہی میں ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مصحف میں نہیں لکھوایا اس لئے مصحف میں لکھنا ضرور نہیں نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں اور جو کوئی قرآن کے کسی جزو کا انکار کرے وہ کافر ہے اور حافظؒ نے اس پر اعتراض کیا ۱۲ منہ [3] اس کو طبرانی نے وصل کیا بإسناد ضعیف ۱۲ منہ [4] احقر کا خیال ہے کہ گھپ اندھیرا اسی سے نکلا ہے گھپ قپ کے قریب قریب آواز دیتا ہے قپ وقب کا مخفف ہے گھپ بھی وقب کا ہم آواز ہے وقب یعنی کوئی چیز کسی چیز میں بالکل کھپ جائے (ضم ہو جائے داخل ہو جائے) عبدالرزاق [5] حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے کوئی بات کہنا دیا نتداری اور تقویٰ کے خلاف سمجھا اس لئے من و عن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نقل کیا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابیؓ نے گول مول جواب دیا وہ اس آیت کا کیا جواب دیں گے یسئلونک عن الاہلۃ قل ہی مواقیت للناس۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابیؓ نے اس طرح کی بحث کو خارج از رائے سمجھا اور صحیح جواب دیا کہ اس معاملے میں اجماع صحیح ہے میری ذاتی رائے کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا

عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيْلَ لِي قُلْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ایسا کہتے ہیں (کہ معوذتین قرآن میں شامل نہیں) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا آپ نے فرمایا تھا۔ مجھے (بذریعہ جبریل) حکم دیا گیا کہ ایسا کہہ۔ میں نے کہا تو ہم وہی کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كِتَابُ أَبْوَابِ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

کتاب ابواب فضائل القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے بہت رحم والا

بَابٌ ۲۶۲۴ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْأَمِيْنُ الْقُرْآنُ أَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ

باب نزولِ وحی کیسے ہوا اور پہلے کونسی سورت نازل ہوئی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[1] المہیمن (سورۂ مائدہ میں) کا معنی امین ہے۔ گویا قرآن کتب سابقہ کا امانتدار اور نگہبان ہے۔

۴۶۲۶ - **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا

(از عبیداللہ بن موسیٰ از شیبان از یحیٰی از ابوسلمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد بعثت دس سال مکہ معظمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں نزولِ قرآن ہوتا رہا[2]۔

۴۶۲۷ - **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ عُثْمٰنَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از معتمر از والدش) ابوعثمان کہتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ام سلمہ موجود تھیں کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور گفتگو کرتے رہے

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] دوسری روایتوں میں مدینہ میں تیرہ برس رہنا منقول ہے شاید راوی نے اس روایت میں کسر چھوڑ دی ہے بعضوں نے کہا آپ کی عمر ساٹھ ہی برس کی ہوئی چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے دس برس مکہ میں نبوت کے بعد رہے اور دس برس ہجرت کے بعد مدینہ میں رہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

۴۶۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۴۶۲۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا۔ یہ کون ہیں؟ یا اسی قسم کا کوئی جملہ فرمایا۔ انہوں نے جواب دیا دحیہ[1] ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں جانے کے لئے) کھڑے ہوئے میں یہی سمجھتی رہی کہ وہ دحیہ تھے یہاں تک کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا آپؐ نے جو باتیں اس شخص سے کی تھیں وہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف منسوب کیں[2]۔ معتمر کہتے ہیں میرے والد سلیمان نے کہا میں نے ابوعثمان سے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی؟ انہوں نے کہا اسامہ بن زید سے۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از سعید مقبری از والدش) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان میں سے ہر ایک کو معجزات دیئے گئے اور لوگ ان پر ایمان لائے مجھے جو بڑا معجزہ اللہ تعالیٰ نے دیا وہ قرآن ہے جسے وحی کے ذریعے میرے پاس بھیجا (اس کا اثر قیامت تک باقی رہیگا) مجھے امید ہے کہ روز حشر سب سے زیادہ میرے ہی پیروکار ہوں گے[3]۔

(از عمرو بن محمد از یعقوب بن ابراہیم از والدش از صالح بن کیسان از ابن شہاب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے پے در پے وحی بھیجنا شروع کی۔ وصال کے قریب تو بہت وحی اتری اس کے

---

[1] دحیہ ایک خوبصورت صحابی تھے جب حضرت جبرئیلؑ آدمی کی صورت بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو انہی کی صورت میں آتے ۱۲ منہ [2] یعنی خطبے میں یہ بیان فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے ایسا کہا ۱۲ منہ [3] اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزے کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر علیہ السلام کو دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر مان گئے دم بخود رہ گئے حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں طب کا رواج تھا ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت بلاغت شعر شاعری انشاء نگاری کا بڑا چرچا تھا تو آپ کو قرآن شریف ایسا فصیح و بلیغ کلام عنایت فرمایا کہ سارے زمانہ کے فصیح اور بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں ہی نے دیکھے وہ ایمان لائے بعد والوں پر ان کا اثر نہیں رہا گو ماں باپ اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ ان کے طریق پر قائم رہیں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ ان معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے اور میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطف زیادہ ہوتا جاتا ہے اس کے نکات اور فوائد لا انتہا ہیں جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے اس لحاظ سے میرے پیرو لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے ۱۲ منہ

تَابَعَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْیُ ثُمَّ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ۔

بعد آپ کا وصال ہوگیا۔[1]

۴۶۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَّقُوْلُ اشْتَكَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا اُرٰی شَيْطَانَكَ اِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی۔

(از ابو نعیم از سفیان از اسود بن قیس) حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک رات یا دو راتیں (تہجد کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سمجھتی ہوں آپ کے شیطان نے آپ کو چھوڑ دیا (آپ سے خفا ہوگیا) چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی۔[2]

باب ۲۶۲۵ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَّالْعَرَبِ قُرْاٰنًا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِيْنٍ۔

باب قرآن قریش کے محاورے پر عربی زبان میں نازل ہوا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِيْنٍ۔

۴۶۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَاَمَرَ عُثْمٰنُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنْ يَّنْسَخُوْهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ عَرَبِيَّةٍ مِّنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا۔

(از ابو الیمان از شعیب (از زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں[3] کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن العاص، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو یہ حکم دیا کہ قرآن کی آیات مصحفوں میں لکھوائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ اگر کہیں تم میں اور زید بن ثابت میں (جو مدینے کے رہنے والے تھے) عربی محاورے کا اختلاف ہو تو قریش کا محاورہ لکھو اس لئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانۂ نبوت میں تو سورۂ اقرأ اتر کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف ہوگئی تھی اس کے بعد پے درپے اترتی رہی پھر جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کی عمر کے آخری حصے میں بہت قرآن اترا اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو فتوحات ہوئیں ان کا شمار بڑھ گیا معاملات اور مقدمات بکثرت رجوع ہونے لگے تو قرآن بھی اترا پھر عین وحی کی کثرت کے زمانے میں آپ کی وفات ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ کبھی قرآن اترنے میں دیر بھی ہوا کرتی تھی کبھی برابر ہر روز اترا کرتا تھا ۱۲ منہ [3] بعضے نسخوں میں یہاں وَاَخْبَرَنِیْ ہے یہ واؤ عطف بعضے نسخوں میں فَاَخْبَرَنِیْ ہے یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث آئندہ باب میں آئے گی اس سے واؤ عطف کا مطلب معلوم ہو جائے گا ۱۲ منہ

۴۳۴۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِىْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُّتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِىْ رَجُلٍ اَحْرَمَ فِىْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْىُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰى يَعْلٰى اَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلٰى فَاَدْخَلَ رَاْسَهٗ فَاِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِىْ يَسْاَلُنِىْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِىْءَ بِهٖ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا الطِّيْبُ الَّذِىْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِىْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِىْ حَجِّكَ۔

(از ابونعیم از ہمام از عطاء)

دوسری سند (از مسدد از یحیٰی از ابن جریج از عطاء از صفوان ابن یعلی بن امیہ) حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جب آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ ایک بار مقام جعرانہ[1] میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ کے اوپر سائے کے لئے ایک کپڑا تان دیا گیا۔ آپ کے ساتھ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا خوشبو میں لتھڑا ہوا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص خوشبو لگا کر جبہ پہن کر احرام باندھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے لئے (خاموش ہو گئے) دیکھتے رہے اتنے میں آپ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارے سے یعلی کو بلایا وہ آئے اور کپڑے کے اندر (جو آپ کے اوپر تنا ہوا تھا) سر ڈال کر دیکھنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے اور خرانٹے کی سی آواز نکل رہی ہے۔ ایک گھڑی تک یہی حال رہا۔ جب یہ حالت ختم ہوئی۔ آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں گیا جو احرام کا مسئلہ مجھ سے ابھی پوچھتا تھا اسے تلاش کر لاؤ۔ چنانچہ اسے آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے فرمایا خوشبو جو تیرے بدن کو لگ گئی ہے اسے تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دے پھر عمرہ اسی طرح بجا لا جیسے حج کرتا ہے[2]۔

بَابُ ۲۶۲۶ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ

باب قرآن جمع کرنے کا بیان[3]

---

[1] جعرانہ ایک مقام ہے مشہور مکہ کے قریب طائف کے رستے میں ۱۲ منہ [2] اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ لگلے باب سے متعلق ہے اور شاید کاتب نے غلطی سے اس باب میں شریک کر دی بعضوں نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں ورقوں، ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا مگر سارا قرآن ایک جگہ ایک مصحف میں نہیں جمع ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اسی کی نقلیں مرتب کرا کر تمام ملکوں میں بھیجی گئیں غرض یہ کہ قرآن سارے کا سارا لکھا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی موجود تھا مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا اور سورتوں میں بھی کوئی ترتیب نہ تھی یہ ترتیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی ۱۲ منہ

۴۳۰۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رض قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَّقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رض إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از عبید بن سباق) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) مسلمان شہید کئے گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا میں گیا تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے " یمامہ کی لڑائی میں قاری قرآن بہت مارے گئے، مجھے اندیشہ ہے کہ نہ معلوم کہاں کہاں قاری قرآن مارے جائیں گے۔ اس کے بعد کتنا قرآن ہم سے اٹھ جائے گا لہٰذا مناسب یہ ہے کہ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا جائے"۔ پہلے پہلے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہ کیا ہو (قرآن کا ایک مصحف میں جمع کرنا) وہ تم کیسے کرو گے۔[1] عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (گو یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا) خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے۔[2] اس میں بڑی مصلحت ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ برابر مجھ سے اس کام کے لئے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ مجھے بھی یہ کام مناسب نظر آیا اور عمر رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہی رائے میری بھی رائے قرار پائی۔[3]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک نوجوان عقلمند آدمی ہے ہمیں تیرا اعتبار بھی ہے اور تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی بھی لکھا کرتا تھا (قرآن سے خوب واقف ہے) لہٰذا قرآن کی تلاش کر اسے اکٹھا کر۔ زید بن ثابت کہتے ہیں خدا کی قسم اگر یہ

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہؓ اس امر سے بہت پرہیز کرتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نہ تھا اور ہر ایک بدعت کو معیوب جانتے تھے ۱۲ منہ [2] کیونکہ اس میں دین کی حفاظت ہے اگر قرآن جمع نہ کیا جاتا تو اگلی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی بڑا اختلاف ہو جاتا اور مخالفین کو طرح طرح کے مضمون اس میں ملا دینے کا موقعہ ملتا قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ بعض بدعت اچھی بھی ہوتی ہے۔ مترجم کہتا ہے اگر بدعت سے بدعت لغویہ مراد ہو تو بے شک وہ اچھی اور بری سب ہو سکتی ہیں اور صحابہؓ تابعینؒ نے جو فعل کیا یا جس فعل کی اصل کتاب و سنت سے ہے اس کو بدعت شرعیہ نہیں کہتے بدعت شرعیہ وہ ہے کہ جو دین میں ایک نئی بات ایسی نکالی جائے جس کا وجود قرون ثلٰثہ میں نہ ہو اور اس کی اصل کتاب و سنت سے نہ ملے ایسی بدعت گمراہی ہے جیسے حدیث میں وارد ہے حضرت مجددؒ نے فرمایا میں کسی بدعت میں بھلائی نہیں دیکھتا ۱۲ منہ [3] صحابہ کرام کیسے بے نفس اور مخلص تھے کہ حضرت عمرؓ نے واقعہ کو تفصیل سے بتایا کہ یہ سمجھ ان کی ہے اور میں بعد میں متفق ہوا اتنے اہم کام کو جو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانے والا تھا اپنی طرف منسوب نہیں کیا اور یہ کہا کہ اس سوچ کی ابتدا عمرؓ سے ہوئی میں بعد میں متفق ہوا، صحابہ کی اخوت و محبت دیکھئے کہ اس کام کو تینوں خلفاء سرانجام دے رہے ہیں حضرت عمرؓ نے رائے دی، ابوبکرؓ نے حکم دے کرایا، حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانے میں نقلیں لکھوا کر تمام ممالک میں بھیج دیں اور حضرت علیؓ نے ہر ایک کام میں ان سے اتفاق کیا صحیح اور نیک مشورے دیئے اور ہر مہم میں ان کے شانہ بشانہ شامل رہے اور کسی قسم کا اختلاف کہیں بھی تو نہیں کیا، حضرت عمرؓ نے بارہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشیر کار بنایا اس کے مشوروں پر عمل کیا اور بارہا ایک بار فرمایا لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ان حالات و واقعات سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام ایک کنبے کے

لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّغَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ۔

لوگ مجھ سے کہتے کہ تم ایک پہاڑ اٹھالاؤ تو مجھ پر اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا یہ کام (یعنی قرآن کے جمع کرنے کی ذمہ داری) مشکل معلوم ہوا۔ میں نے ان سے کہا آپ حضرات وہ کام کیسے کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا (گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا) مگر خدا کی قسم یہ کام اچھا ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کہا) اور برابر مجھ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی میرے دل میں بھی ڈال دی (میں بھی ان کی رائے سے متفق ہوگیا) میں نے قرآن کی تلاش شروع کی کہیں کھجور کی چھڑیوں پر کہیں باریک پتلے پتھروں پر (ٹھیکروں پر) لکھا پایا۔ کچھ لوگوں کو زبانی یاد تھا (غرض اسی طرح سے جا بجا سے جمع کیا یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیت صرف ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس (لکھی ہوئی) پائی (اور لوگوں کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی گو زبانی بہت لوگوں کو یاد تھی) یعنی یہ آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر سورت تک۔ پھر یہ مصحف (جو زید بن ثابت نے مرتب کیا) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے منگوا کر اس کی نقلیں لکھوا کر تمام ممالک میں بھیجیں)

۴۶۳۴۔ **حَدَّثَنَا** مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِيْ اَهْلَ الشَّامِ فِيْ فَتْحِ اَرْمِيْنِيَةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَ

(از موسیٰ از ابراہیم از ابن شہاب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ شام اور عراق کے مسلمانوں کے ساتھ آرمینیہ اور آذربائیجان فتح کرنے کے لئے جنگ میں مصروف تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس سے گھبرا گئے کہ ان لوگوں نے قرآن کی قراءت میں اختلاف شروع کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے (خدا کے واسطے) اے امیر المومنین قبل اس کے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن میں اختلاف کرنے لگیں اس امت کے اس اہم مسئلے کا ادراک فرمائیے

النصارى فارسل عثمان الى حفصة ان ارسلي
الينا بالمصحف ننسخها في المصاحف ثم
نردها اليك فارسلت بها حفصة الى
عثمان فامر زيد بن ثابت وعبد الله بن
الزبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن
ابن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف
وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة
اذا اختلفتم انتم وزيد بن ثابت في شيء
من القران فاكتبوه بلسان قريش فانما
نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف
في المصاحف رد عثمن المصحف الى حفصة
وارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا و
امر بما سواه من القران في كل صحيفة
او مصحف ان يحرق قال ابن شهاب واخبرني
خارجة بن زيد بن ثابت سمع زيد بن
ثابت قال فقدت اية من الاحزاب
حين نسخنا المصحف قد كنت اسمع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقرا بها فالتمسناها
فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الانصاري

(انہیں مصیبت سے بچائیے) یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا کہ اپنا مصحف ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم اس کی نقل کرا کر آپ کے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے (فوراً) بھیج دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا انہوں نے اسے نقل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں (یعنی عبداللہ، سعید اور عبدالرحمن) سے کہہ دیا اگر کہیں تم میں اور زید بن ثابت میں (جو انصاری تھے) قرارت میں اختلاف ہو تو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن انہیں کے محاورے پر نازل ہوا ہے۔ بہر حال انہوں نے ایسا ہی کیا جب مصحفوں کو تیار کر چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف انہیں واپس کر دیا اور اس کی نقلیں ایک ایک ہر ایک ملک میں بھیج دیں[1]۔ اس کے سوا جتنے الگ الگ پرچوں اور ورقوں میں لکھا ہوا قرآن لوگوں کے پاس تھا سب کو جلا دینے کا حکم دیا[2]۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے جس زمانے میں ہم مصحف لکھ رہے تھے اس وقت سورۂ احزاب کی ایک آیت کا پتہ نہ چلا (وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں بھی نہ تھی اور میں نے (بارہا) آنحضرت کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ آخر ہم نے اس کی تلاش شروع کی

له ایک کوفہ میں ایک بصرے میں ایک شام میں اور ایک مدینے میں اپنے پاس رہنے دیا بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ سات مصحف تیار کرائے اور مکہ اور شام اور یمن اور بحرین اور بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک بھیجا اور ایک مدینہ میں رکھا ۱۲ منہ ٢ه یہ جلانا عین مناسب اور مقتضائے مصلحت تھا یہ حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے دیا انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا بعضوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دھلوا ڈالا پھر جلوا دیا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جن کاغذوں میں خدا کے نام ہوں ان کا جلا ڈالنا درست ہے اب جو مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا وہ زندگی بھر انہی کے پاس رہا مروان نے مانگا تو بھی انہوں نے نہیں دیا ان کی وفات کے بعد مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ مستعار منگوایا اور جلوا ڈالا اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا البتہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مانگنے پر نہیں دیا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معلوم نہیں کہ وہ مصحف کہاں گیا بعضی روایتوں میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا موافق مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو بس یہی مصحف ہے ۱۲ منہ ٣ه یعنی اپنے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجوہ قرارت وغیرہ ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سورتوں کو ترتیب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی۔ ۱۲ منہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ۔

اور وہ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی وہ آیت یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ہم نے اسے سورۂ احزاب میں شامل کر دیا۔[1]

بَابٌ ۳۶۲ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کاتبِ قرآن کون تھے؟

۴۶۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ إِلٰى اٰخِرِهِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از ابن سباق) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا فرمانے لگے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن لکھا کرتے تھے اب بھی تم ہی قرآن کی تلاش کرو، میں نے تلاش کیا (اور جمع کیا) یہاں تک کہ سورہ توبہ کی آخری آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ آخر سورہ توبہ تک۔

مجھے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے پاس (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔

۴۶۳۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ لِيْ زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحاق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ذرا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا لا۔ ان سے کہہ تختی دوات اور کندھے کی ہڈی لے کر آئیں یا ہڈی اور دوات لے کر آئیں (غرض وہ یہ چیزیں لے کر حاضر ہوئے) آپ نے فرمایا لکھ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ آخر تک۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

---

[1] مکہ میں قرآن عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے۔ مدینہ میں اکثر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے اور ابی بن کعب بھی لکھتے تھے چاروں خلیفہ اور دوسرے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کبھی کبھی لکھا کرتے تھے ۱۲ منہ

عَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنِیْ فَاِنِّیْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

جو نابینا تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ میں تو نابینا آدمی ہوں (جہاد میں جا نہیں سکتا) اب مجھے مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں؟ اس وقت یہ آیت اس طرح نازل ہوئی لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (گویا غیر اولی الضرر کا لفظ بڑھا دیا گیا)[1]

باب ۲۶۲۸ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

باب قرآن سات طرح پر اترا ہے[2]

۴۶۳۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَاَنِىْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ وَيَزِيْدُنِىْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ۔

(از سعید بن عفیر از لیث از عُقَیل از ابن شہاب از عبید اللہ ابن عبد اللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھے (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا اس میں بہت دقت ہوگی) میں برابر ان سے کہتا رہا دیگر محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دیجئے یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔

۴۶۳۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ الْقَارِىِّ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِىْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَاُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا

(از سعید بن عفیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ بن زبیر از مسور بن مخرمہ و عبد الرحمٰن بن عبد القاری) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ میں سنتا رہا، دیکھا تو وہ ایسی کئی طرزوں پر پڑھ رہے ہیں، جن طرزوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سورت نہیں پڑھائی تھی۔ میں تو عین نماز ہی کی حالت میں ان پر حملہ کرتا مگر نماز سے فراغت تک میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا۔ میں نے چادر ان کے گلے میں ڈالی۔ میں نے پوچھا یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے؟

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ۱۲ منہ [2] یعنی عرب کی سات لغتوں پر یا سات قراءتوں پر ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکِدْتُّ اُسَاوِرُہٗ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰی سَلَّمَ فَلَبَّبْتُہٗ بِرِدَآئِہٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَاَکَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ الَّتِیْ سَمِعْتُکَ تَقْرَأُ قَالَ اَقْرَاَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ کَذَبْتَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَقْرَاَنِیْھَا عَلٰی غَیْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِہٖ اَقُوْدُہٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ ھٰذَا یَقْرَأُ بِسُوْرَۃِ الْفُرْقَانِ عَلٰی حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِیْھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْہُ اِقْرَأْ یَا ھِشَامُ فَقَرَأَ عَلَیْہِ الْقِرَآءَۃَ الَّتِیْ سَمِعْتُہٗ یَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذٰلِکَ اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ یَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَآءَۃَ الَّتِیْ اَقْرَاَنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذٰلِکَ اُنْزِلَتْ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے کہا نہیں تم جھوٹ بولتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے یہ سورت اور طرز پر پڑھائی (تمہیں اس کے خلاف کیسے پڑھا سکتے ہیں ؟) آخر میں انہیں کھینچتا ہوا دربار رسالت میں لایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سورۂ فرقان کسی اور طرز پر پڑھتے ہیں جس طرز پر آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اچھا ہشام کو چھوڑ دے پھر (اس سے) فرمایا ہشام اب پڑھو۔ انہوں نے اس طرز پر پڑھا جس طرز پر پہلے میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ (اس نے صحیح پڑھا) پھر مجھ سے فرمایا عمر اب تم پڑھو (میں نے اس طرز پر پڑھی جس طرز پر آپ نے مجھ کو سکھائی تھی)

جب میں پڑھ چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ (تو نے بھی صحیح پڑھا) پھر فرمایا دیکھو یہ قرآن سات محاوروں پر نازل ہوا ہے۔ جو محاورہ تم پر آسان ہو اس طرح پڑھو[1]

بَابُ ۲۶۲۹ تَالِیْفِ الْقُرْاٰنِ

باب سورتوں یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

۴۶۳۹ - حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا ھِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَھُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج) یوسف ابن ماہک کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عراقی آکر پوچھنے لگا کفن کیسا ہونا

[1] بعضوں نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ قرآن میں ایک لفظ کی جگہ اگر دوسرا لفظ اس کا ہم معنی پڑھ لے تو درست ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں وہ لفظ پڑھنا درست نہیں اگر نماز میں ایسا لفظ پڑھے گا تو نماز فاسد ہوگی اور علماء کا اس پر اجماع ہے ۱۲ منہ

مِنَ الْعِتَاقِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي

کی فصیح سورتیں ہیں اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں[1]۔

۴۶۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از ابوالولید از شعبہ از ابواسحاق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى کی سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں تشریف لانے سے پیشتر ہی یاد کر چکا تھا[2]۔

۴۶۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ آخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيمِ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ۔

(از عبدان از ابوحمزہ از اعمش از شقیق) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں ان ملی جلی سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں دو دو کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں تلاوت فرماتے تھے۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے (اور گھر چلے گئے) علقمہ بھی ان کے ساتھ گئے۔ پھر علقمہ باہر آئے تو ہم نے ان سورتوں کے متعلق ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق یہ شروع مفصل کی بیس سورتیں ہیں۔ ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کے اول میں حٰمٓ ہے حٰمٓ دخان اور عم یتساءلون۔

بَاب ۲۶۳ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي۔

باب حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا دور کیا کرتے۔

مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں یہ فرمایا کہ ہر سال جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے، امسال دو بار دور کیا۔ میں سمجھتا ہوں میرے وصال کا وقت آپہنچا ہے۔

۴۶۴۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ

(از یحییٰ بن قزعہ از ابراہیم بن سعد از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بنی آدم میں سب سے

[1] ...س نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ قرآن میں ایک لفظ کی جگہ اگر دوسرا لفظ اس کا ہم معنی پڑھ لے تو درست ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسی کے

مَاهِكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ قَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ۔

چاہیے (بہتر کون سا کفن ہے) انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر اس سے کیا مطلب؟ کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہوگا؟

پھر اس نے کہا ام المؤمنین! ذرا اپنا مصحف تو مجھے دکھائیے! انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے؟) اس نے کہا میں آپ کا مصحف دیکھ کر سورتوں کی ترتیب معلوم کرلوں گا کیونکہ بعض لوگ اسے بے ترتیب پڑھتے ہیں[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے؟ جو سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے جو سورت چاہے بعد میں پڑھ۔ اگر ترتیب نزول دیکھنے کا ارادہ ہے تو پہلے مفصل کی ایک سورت (اقرا باسم ربک) نازل ہوئی جس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے، جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف مائل ہوگیا (اصلاح عقائد ہوچکی) تو حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر کہیں آغاز اسلام میں یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے اگر شروع ہی میں یہ حکم نازل ہوتا کہ زنا مت کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا ترک نہ کریں گے۔ میں اس وقت لڑکی تھی کھیلا کرتی تھی جب مکے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ لیکن سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء، اس وقت نازل ہوئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی (یعنی مدینے میں)۔

بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (یہ سمجھانے کے بعد) مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات اسے لکھوا دیں (کہ اس سورت میں آیات کی تعداد اتنی ہے اور اس میں اتنی)

۴۷۴۰۔ **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ

(از آدم از شعبہ از ابو اسحٰق از عبدالرحمٰن بن یزید)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور انبیا اول درجے

[1] شاید عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوں گے اور ان کے شاگرد انہوں نے نہ اپنا قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور نہ اس کو جلایا ۱۲ منہ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَاَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ یَعْرِضُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ۔

بہتر و بڑھ کر سخی تھے اور خصوصاً رمضان المبارک میں اور بھی سخی ہو جایا کرتے کیونکہ رمضان شریف میں ہر رات جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملا کرتے رمضان ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن سناتے۔ پھر جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملا کرتے اس وقت تو آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے (لوگوں کو فائدہ پہنچاتے)

۴۶۴۴ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ یَعْرِضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کُلَّ عَامٍ مَرَّۃً فَعَرَضَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَکَانَ یَعْتَکِفُ کُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ۔

(از خالد بن یزید از ابوبکر از ابو حصین از ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال انہوں نے دو بار دور کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال (رمضان کے آخر میں) دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے، جس سال وصال ہوا اس سال بیس دن تک اعتکاف کیا۔

بَاب ۲۶۳۱ الْقُرَّاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں قاری قرآن (حافظ) کون کون تھے؟

۴۶۴۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ذَکَرَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّہٗ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ وَّمُعَاذٍ وَّاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از عمرو بن مرہ از ابراہیم از مسروق) عبداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ کہنے لگے میں ان سے اس روز سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہم سے[1]۔

۴۶۴۶ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش) شقیق بن سلمہ کہتے ہیں

[1] ان میں عبداللہ بن مسعود رضہ اور سالم رضہ تو مہاجرین میں سے اور معاذ رضہ اور ابی رضہ انصار میں سے تھے قرآن کے بڑے جاننے والے اور یاد رکھنے والے یہی صحابی تھے ہر چند اور بہت سے صحابہ رضہ بھی قرآن کے قاری اور حافظ تھے مگر ان کے مرتبہ کے نہ تھے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِیْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَّاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ اَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ سنایا تو کہنے لگے خدا کی قسم میں نے ستر سے زائد سورتیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنی ہیں (سیکھی ہیں) صحابہ کرام میرے متعلق سمجھنے لگے تھے کہ میں ان سب سے زیادہ عالم کتاب اللہ ہوں تاہم (بخدا) میں اپنے آپ کو ان سے بہتر نہیں سمجھتا۔ شقیق کہتے ہیں۔ میں بہت سی محفلوں میں شریک ہوا ہوں اور لوگوں سے تبادلۂ خیالات بھی کیا ہے مگر کسی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق ان خیالات کی تردید نہیں کی۔

۴۶۴۷۔ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ** قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَجْمَعُ اَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از ابراہیم) علقمہ کہتے ہیں ہم ایک بار حمص میں تھے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی۔ ایک شخص بول اٹھا۔ یہ سورت تو اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ ابن مسعود رضی اللہ کہنے لگے میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح پڑھا تھا۔ آپؐ نے پسند فرمایا تھا (تو کیسے ناپسند کرتا ہے) نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس معترض کے منہ سے شراب کی بو بھی محسوس کی تو فرمایا کیا خوب! تو کتاب اللہ کو بھی جھٹلاتا ہے اور شراب خواری کا بھی مجرم ہے چنانچہ اس پر حد لگا کر سزا دی۔

۴۶۴۸۔ **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ** قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّآ اَنَا اَعْلَمُ اَيْنَ اُنْزِلَتْ وَلَآ اُنْزِلَتْ اٰيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّآ اَنَا اَعْلَمُ فِيْمَ اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنِّيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پروردگار کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایسی کوئی بھی سورت نازل نہیں ہوئی جس کا مقامِ نزول مجھے معلوم نہ ہو، نہ ایسی کوئی آیت نازل ہوئی جس کا شانِ نزول مجھے معلوم نہ ہو، نیز اگر میں اپنے سے زیادہ عالم قرآن سن لوں تو اونٹ پر سوار ہو کر اس کے پاس ضرور پہنچوں گا

الْإِبِلُ لَوَرَكِبْتُ إِلَيْهِ -

۴۶۴۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ -

(از حفص و عمر از ہمام) قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ترتیب قرآن کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ چار حضرات نے جمع کیا تھا اور چاروں انصاری تھے حضرت اُبَیّ بن کعب، مُعاذ بن جبل زیدؓ بن ثابت اور حضرت اَبُو زید رضی اللہ عنہم۔

فضل نے بھی بحوالہ حسین بن واقد از ثمامہ از حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے۔

۴۶۵۰ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ -

(از معلی بن اسد از عبداللہ بن مثنیٰ از ثابت بنانی و ثمامہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اِن چار اشخاص کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک قرآن کسی نے جمع نہیں کیا تھا حضرت اَبُو درداء، مُعاذ بن جبل، زیدؓ بن ثابت اور حضرت اَبُو زید رضی اللہ عنہم اور حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کی وراثت ہمیں ملی۔

۴۶۵۱ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ عَلِيٌّ أَقْضَانَا وَأُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا -

(از صدقہ بن فضل از یحییٰ از سفیان از حبیب بن ثابت از سعید ابن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے قاضی اور اُبی رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں بعض مقامات پر ہم ان کی قراءت سے مطابقت نہیں کرتے تو وہ کہا کرتے ہیں میں نے تو اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے لہٰذا ہم مجبوراً پھر اسی طرح پڑھتے ہیں، ترک نہیں کرپاتے۔ اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جو آیت ہم منسوخ یا بھلا دیا کرتے ہیں اس کی جگہ اس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری آیت نازل فرماتے ہیں۔

تم الجزء العشرون وسنتلوه الجزء الحادی والعشرون انشاء الله تعالیٰ

اکیسواں پارہ ۲۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

بَاب ۲۶۳۲ فَضْلِ فَاتِحَۃِ الْکِتَاب

۴۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَدَعَانِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ قَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ۔

۴۶۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ

باب سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

(از علی بن عبداللہ از یحیی بن سعید از شعبہ از خبیب بن عبدالرحمن از حفص بن عاصم) حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نے کوئی جواب نہ دیا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہوا) عرض کیا یا رسول اللہ (وجہ یہ تھی کہ) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ مسلمانو! جب تمہیں اللہ و رسول بلائیں تو ان کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جایا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا مسجد سے باہر جاتے وقت میں تجھے وہ سورت بتاؤں گا جو قرآن کی تمام سورتوں سے عظیم تر ہے اور میرا ہاتھ آپ نے پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا مسجد سے باہر جاتے وقت عظیم ترین سورت بتاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سورت الحمد ہے، سبع مثانی اور قرآن عظیم نے (جس کا ذکر آیۂ ولقد آتیناک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم سے) یہی سورت مراد ہے۔[1]

(از محمد بن مثنی از وہب از ہشام از محمد از معبد) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک (فوجی) سفر میں تھے (رات کو)

---

[1] یہ حدیث مع شرح اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ ؎ اس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں دہرائی جاتی ہیں اس لئے سبع مثانی نام ہوا ۱۲ منہ

عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيَبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَكُنْتَ تَرْقِي قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا

پڑاؤ کیا۔ ایک باندی ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اور ہمارے مرد اس وقت موجود نہیں (جو دوا یا دم کرتے) کیا تم میں کوئی منتر جانتا ہے؟ چنانچہ ایک ایسا آدمی جو منتر نجانتا تھا اس کے ساتھ چل دیا۔ اور جا کر اس سردار کو پھونکا وہ اچھا ہوگیا۔ اس نے تیس بکریاں (بطور انعام) اسے دلائیں اور ہم سب کو دودھ پلوایا۔ جب وہ شخص واپس آیا تو ہم نے اس سے کہا بھائی کیا تمہیں خوب منتر آتا تھا؟ (یا یوں کہا کیا تم منتر کیا کرتے تھے؟) اس نے کہا نہیں (میں تو منتر جانتا ہی نہیں میں نے تو سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر پھونک دی تھی، چنانچہ ہماری رائے یہ قرار پائی کہ بکریوں کے متعلق اپنی طرف سے کچھ نہ کہو (کہ ہمیں ان کا لینا درست ہے یا نہیں) جب تک ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ پہنچیں یا آپ سے نہ پوچھ لیں۔ غرض جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر بھی ہے؟ اب ان بکریوں کو تقسیم کرلو اور ان میں میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو[1]۔

ابو معمر[2] کہتے ہیں ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بحوالہ ہشام از محمد بن سیرین از معبد از ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ ۲۶۳۳ فَضْلِ الْبَقَرَةِ

باب سورۂ بقرہ کی فضیلت

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ

(از محمد بن کثیر از شعبہ از سلیمان از ابراہیم از عبدالرحمٰن) ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے[3]۔

(از ابونعیم از سفیان بن عیینہ از منصور بن معتمر از ابراہیم نخعی از عبدالرحمٰن بن یزید نخعی) ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ۱۲ منہ [2] اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] باقی حدیث آگے مذکور ہوتی ہے ۱۲ منہ

أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

رات کو پڑھے تو اسے (ہر آفت سے بچانے کے لئے) کافی ہوں گی[1]۔
عثمان[2] بن ہیثم بحوالہ عوف از محمد بن سیرین از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی نگہبانی پر مقرر کیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور ایک ہاتھ بھر کر لے جانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ کر کہا کہ تجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں گا (چھوڑوں گا نہیں) اس کے بعد پوری حدیث بیان کی[3] اس نے کہا ابوہریرہ! جب تو بستر پر (سونے کے لئے) لیٹنے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر رہے گا اور تیرے پاس شیطان نہ پھٹکنے پائے گا (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی) آپ نے فرمایا۔ گو وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی۔ یہ شخص شیطان تھا[4]۔

بَابٌ ۲۶۳۴ فَضْلُ سُورَةِ الْكَهْفِ

باب سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان

۴۶۵۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہے تھے ان کے پاس ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ایک ابر اوپر سے آیا گھوڑے کو ڈھانک لیا۔ وہ ابر برابر نزدیک آتا جا رہا تھا یہاں تک کہ گھوڑا بدکنے لگا۔ انہوں نے یہ واقعہ جب صبح کو دربار رسالت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا وہ سکینہ تھا جو تم پر قرآن کی تلاوت کی وجہ سے نازل ہوا تھا[5]۔

[1] بعضوں نے کہا رات کے قیام کے بدل کافی ہو جائیں گی یعنی تہجد کا ثواب اس کو مل جائے گا۔ [2] اس کو اسماعیلی اور ابونعیم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ قصہ کتاب الوکالت میں گزر چکا ہے پہلے دن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی عاجزی اور محتاجی پر رحم کھا کر چھوڑ دیا کہنے لگا میں بال بچے دار بہت محتاج ہوں دوسرے دن پھر آیا اور کھجوریں چرانے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو عاجزی کرنے لگا انہوں نے چھوڑ دیا تیسرے دن پھر آیا اور چرانے لگا تب تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں تجھ کو چھوڑنے والا نہیں اس نے بہت عاجزی کی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی بتلائی ۱۲ منہ [4] جو آدمی کی صورت میں کھجوریں چرانے آیا تھا ۱۲ منہ [5] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سکینہ ایک روح ہے اڑنے والی اس کا چہرہ آدمی کی طرح ہے ۱۲ منہ

باب ۲۶۳۵ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

۴۶۵۶ - **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ يُّنْزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَّصْرُخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَّهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا -

باب سورہ الفتح کی فضیلت

(از اسمٰعیل از مالک از زید بن اسلم) زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے والد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار رات کو سفر میں مشغول تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ عرض کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا۔ سہ بارہ عرض کیا تو بھی آپ نے جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خود کو کوسنے لگے) کہنے لگے کاش تیری ماں تجھ کو رو دے (تو مر جائے) تو نے تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عاجزی کے ساتھ عرض کیا لیکن ایک بار بھی آپ نے جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور آگے بڑھ گیا۔ مگر ڈر رہا تھا کہ (مسلسل سوال کرنے کی وجہ سے) میرے لئے قرآن میں کیا اترتا ہے اتنے میں ایک پکارنے والے نے آواز دی (عمرؓ کہاں ہیں) جب تو مجھے پورا خوف ہو گیا کہ میرے متعلق قرآن میں کچھ ضرور نازل ہو گیا۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام بجا لایا۔ آپ نے فرمایا۔ آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی وہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج کی روشنی پہنچتی ہے۔ (یعنی ساری دنیا کی چیزوں سے مجھے زیادہ پسند ہے) بعد ازاں آپ نے یہ سورت پڑھی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا آخر تک۔

باب ۲۶۳۶ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِيْهِ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

باب سورۂ اخلاص کی فضیلت۔

اس باب میں عمرہ کی حدیث بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہے۔[1]

۴۶۵۷ - **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن

[1] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور ہر رکعت میں قرأت قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ قل ہو اللہ احد کی محبت نے تجھ کو بہشت میں داخل کر دیا۔ تیسری حدیث میں ہے جو شخص سوتے وقت سو بار قل ہو اللہ احد پڑھ لیا کرے قیامت کے دن پروردگار اس سے فرمائے گا میرے بندے بہشت میں جا وہ تیری داہنی طرف ہے ۱۲ منہ

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ از والدش) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو دیکھا کہ وہ (رات کو) بار بار قل ہو اللہ احد پڑھ رہا ہے صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا (کہ فلاں شخص کو میں نے بار بار قل ہو اللہ احد پڑھتے دیکھا) گویا اس نے سمجھا کہ اس میں کچھ بڑا ثواب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے[1]۔

ابو معمر نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے[2]۔ بحوالہ اسمٰعیل بن جعفر از مالک بن انس از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ از والدش از ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک شخص عہد نبوی میں پچھلی رات سے اٹھا صرف سورت قل ہو اللہ احد بار بار پڑھتا رہا جب صبح ہوئی تو کسی دوسرے شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اس کے بعد مندرجہ بالا حدیث کی طرح الفاظ ہیں۔

۴۶۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرَقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِي

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابراہیم و ضحاک مشرقی) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم میں کوئی بھی یہ نہیں کر سکتا کہ رات کی تہائی قرآن پڑھ لیا کرے لوگوں کو یہ مشکل معلوم ہوا۔ کہنے لگے یا حضرت! بھلا ایک تہائی قرآن رات میں کون پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا اللہ الاحد الصمد (سورہ اخلاص جس میں خدا کے

---

[1] تو تین بار قل ہو اللہ احد پڑھنے میں قرآن شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ سبحان اللہ یہ عجب پیاری سورت ہے اس میں ہمارے بادشاہ کی بہت عمدہ عمدہ صفتیں مذکور ہیں اور مشرکین اور نصاریٰ یہود وغیرہ سب کا رد ہے۔ سچے خدا کی پہچان اس سورت سے حاصل ہوتی ہے اور توحید جو عام ایمان کی اصل الاصول ہے اس سورت سے مضبوط ہوتی ہے ۱۲ منہ

[2] اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ

لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا اَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ الْفِرَبْرِيُّ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ حَاتِمٍ وَرَّاقَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدٌ۔

واحد کی صفات موجود ہیں) ثُلث قرآن کے برابر ہے۔

محمد بن یوسف فربری کہتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا جو امام بخاری کے کاتب (منشی) تھے وہ کہتے تھے امام بخاریؒ نے کہا ابراہیم نخعی کی روایت ابوسعید خدری سے منقطع ہے (یعنی ابراہیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابوسعید سے متصل ہے[2])

بَابٌ ۲۶۳۷ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

باب معوذات (سورہ اخلاص سورہ فلق سورہ ناس) کی فضیلت

۴۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے۔ جب آپ کی علالت سخت ہوگئی تو میں برکت کے خیال سے یہ سورتیں پڑھ کر آپ کا ہاتھ آپ کے بدن پر پھیرتی۔

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

(از قتیبہ بن سعید از مفضل از عُقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان میں پھونکتے اور یہ سورتیں پڑھتے قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پھر اپنے سارے بدن پر جہاں تک ہو سکتا انہیں پھیر لیتے پہلے سر، چہرۂ انور پر نیز بدن کے سارے سامنے والے حصے پر ہاتھ پھیرتے (پھر دونوں ہاتھ بدن کے پچھلے حصے کمر وغیرہ پر پھیرتے)۔

بَابٌ ۲۶۳۸ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ

باب قرآن پڑھتے وقت سکینہ اور فرشتوں کا

[1] جو امام بخاریؒ کے شاگرد تھے ۱۲ منہ [2] اسی لئے امام بخاری نے اپنی صحیح میں نکالا۔ اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی امام بخاری نہ لاتے کیونکہ وہ منقطع ہے۔ امام بخاری اور اکثر اہل حدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں ۱۲ منہ

وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

وَقَالَ اللَّيْثُ

۴۶۲۶ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ۔

نازل ہوا۔

اور لیث[۱] نے حدیث یوں روایت کی

(از لیث از یزید بن الہاد از محمد بن ابراہیم) اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا قریب بندھا ہوا تھا، اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا۔ اُسید خاموش ہو رہے تو گھوڑا بھی تھم گیا۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکا پھر قرارت چھوڑ دی یعنی چپ ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ سہ بارہ پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا بھی بگڑا لہٰذا انہوں نے اپنے لڑکے کو ایک طرف کھینچ لیا جو گھوڑے کے قریب تھا کہ مبادا گھوڑا اسے تکلیف نہ پہنچائے۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا (تو ایک چیز سائبان کی طرح دکھائی دی) اس کو دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ غائب ہو گئی۔ صبح کو اُسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اُسید قرآن پڑھتا رہ کر قرآن پڑھتا رہ کر۔ اسیدؓ نے عرض کیا رسول اللہ میں خوفزدہ ہو گیا تھا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو نہ کچل ڈالے کیونکہ وہ بالکل گھوڑے کے قریب تھا۔ اور سر اٹھا کر اس کی طرف توجہ کی بعد ازاں میں نے آسمان پر نگاہ کی دیکھا کہ سائبان کی طرح مجھے کچھ معلوم ہوا گویا اس میں چراغ روشن ہیں پھر میں باہر آ گیا تو وہ بھی غائب ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسید تو جانتا ہے یہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر نزدیک آ گئے تھے[۲] اگر تو قرآن پڑھتا رہتا تو صبح کو ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے۔ فرشتے لوگوں کی نظروں سے غائب نہ ہوتے[۴] ابن الہاد کہتے ہیں[۳] مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے بھی بیان کی انہوں نے ابو سعید خدری رضی سے انہوں نے اُسید بن حضیر سے۔

---

[۱] اس کو ابو عبید نے فضائل القرآن میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اُسید بہت خوش آواز تھے ۱۲ منہ [۳] اس کو ابو نعیم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] یہ بالکل صحیح واقعہ ہے اور اس چودھویں صدی میں بھی یہ نظارہ میرے ایک دوست ڈاکٹر رحیم الدین نے بیان کیا کہ وہ خود اور ان کے ایک ہندو دوست امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سن رہے تھے کہ یکایک ہندو نے کہا رحیم الدین وہ دیکھو آسمان سے نورانی شعلے اتر رہے ہیں۔ بخاری صاحب مرحوم کی قرآن خوانی غضب کی ہوتی ساری ساری رات سامعین کو نیند نہ آتی۔ جلسہ میں سے کوئی ایک آدمی بھی نہ اٹھتا اور ہر شخص چاہتا تھا کہ بخاری صاحب قرآن پڑھتے رہیں (بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۲۶۳۹ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔

۴۶۶۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔

باب جو قرآن ہمارے زمانے میں مصحف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی چھوڑا تھا۔[1]

(از قتیبۃ بن سعید از سفیان) عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں میں اور شداد بن معقل دونوں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے بعد (اس موجودہ قرآن کے سوا) اور بھی کچھ قرآن چھوڑا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بس یہی قرآن چھوڑا جو جلد کے درمیان ہے۔ ابن رفیع کہتے ہیں ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے) ان سے بھی دریافت کیا انہوں نے کہا سوا اس قرآن کے جو دو دفتیوں کے بیچ میں ہے اور کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چھوڑا۔[2]

بَابٌ ۲۶۴۰ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ۔

۴۶۶۳۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَ

باب دیگر کلاموں پر قرآن کی فضیلت کا بیان[3]

(از ہدبہ بن خالد ابو خالد از ہمام از قتادہ از انس) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج (میٹھے لیموں یا سنگترے) کی سی ہے بو بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا۔ جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کے مانند ہے جس کا مزہ عمدہ ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جیل میں آپ مقید تھے لیکن ہیں رہتے تھے اور قرآن پڑھ رہے تھے سپرنٹنڈنٹ ہندو تھا مگر آپ کی قرآن خوانی سے بڑا متاثر تھا وہ چھپ کر قرآن سنا کرتا تھا سنتے سنتے وہ رونے لگا حتیٰ کہ اس کی ہچکی بندھ گئی جب بے قابو ہو گیا تو شاہ صاحب کو آواز دی شاہ جی بس کرو میرے رونے کی حد ہو گئی۔ یہ ایک واقعہ نہیں بے شمار واقعات ہیں خود راقم الحروف ان سے قرآن سنتا تو ایسے معلوم ہوتا جیسے میں کسی نئے جہان میں پہنچ گیا ہوں جس کا اس جہان سے کچھ تعلق نہیں عبدالرزاق

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اس کے سوا اور کچھ قرآن آپ نے نہیں سکھایا تھا۔ اس ترجمۃ الباب سے ان کا رد مقصود ہے جو کہتے تھے یہ قرآن پورا نہیں ہے کئی سورتیں حضرت علی اور اہل بیت کی فضیلت میں اتری تھیں (ور معاذ اللہ صحابہ نے نکال دیں۔ تعجب تو ان اہل سنت والجماعت کے درویشوں پر ہے جو ایسی مہمل اور من گھڑت روایات کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں خواہ تردیداً ہی سہی لیکن اس طرح (ایسی مہمل روایات کو دوام مل جاتا ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے یہ دونوں اثر لا کر رافضیوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن میں صاف صاف حضرت علی کی امامت کا حکم اترا تھا مگر یہ آیتیں صحابہ نے نکال ڈالیں ۱۲ منہ [3] یہ ترجمۃ الباب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جس کو ترمذی نے ابو سعید خدری سے نکالا اس میں یوں ہے کہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت دوسری مخلوقات پر ۱۲ منہ

وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا۔

لیکن خوشبو نہیں ہوتی، جو شخص بدکار ہے لیکن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال گل ریحان (نیازبو) کی ہے بو اچھی مگر مزہ کڑوا۔ جو شخص بدکار ہے اور قرآن کا پڑھنے والا بھی نہیں وہ اندرائن پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی کڑوا اور خوشبو بھی ندارد[1]۔

۴۶۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتُ۔

(از مسدد از یحیی از سفیان از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مسلمانوں کا دنیا میں رہنا سابقہ امتوں کے رہنے کی نسبت ایسا ہے جیسے نماز عصر سے غروب آفتاب تک[2] اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے چند آدمیوں کو مزدوری پر لگایا اور کہا (صبح سے) دوپہر تک کون کام کرتا ہے؟ (جو کریں) انہیں ایک ایک قیراط ملے گا، یہود نے دوپہر تک کام کیا، اس کے بعد کہنے لگا اب دوپہر سے عصر کے وقت تک کون کام کرتا ہے (جو کام کرے اسے بھی ایک ایک قیراط ملے گا) چنانچہ نصاریٰ نے عصر تک کام کیا (اس کے بعد کہنے لگا اب عصر سے مغرب تک کون کام کرتا ہے اسے دو دو قیراط ملیں گے تو تم مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط حاصل کئے، یہود و نصاریٰ (قیامت کے دن) کہیں گے کام تو ہم نے (یعنی یہود و نصاریٰ نے) زیادہ کیا (صبح سے عصر تک) اور مزدوری کم ملی[3]۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس میں تمہارا کیا نقصان ہے) میں نے جو تمہاری مزدوری مقرر کی تھی اس سے تو کچھ کم نہیں دیا، وہ کہیں گے بے شک کوئی کمی نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ میرا افضل ہے جسے جتنا چاہوں دے دوں۔

باب ۲۶۴۱ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ

باب قرآن پر عمل کرنے کی وصیت کرنا

[1] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ قاری کی فضیلت اس میں مذکور ہے اور یہ فضیلت قرآن ہی کی وجہ سے ہے تو قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت تھیں اور تمہاری عمریں چھوٹی ہیں (اگلی امتوں) کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے ۱۲ منہ [3] دونوں کی مزدوری ملا کر دو قیراط ہوئی ہر ایک کو ایک ایک قیراط اور یہاں ہر مسلمان کو دو دو قیراط ملے ۱۲ منہ [4] بلاشبہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز ظہر دو مثل تک ہے ورنہ نصاریٰ اور مسلمانوں کا وقت برابر ہو جاتا ہے۔ عبدالرزاق

۴۶۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔

(از محمد بن یوسف از مالک بن مغول) طلحہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ ابن ابی اوفی سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وصال کے وقت) وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا نہیں[۱]۔ میں نے کہا پھر قرآن میں وصیت کرنا فرض کیوں کیا گیا؟ ہمیں تو حکم دیا گیا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی؟ انہوں نے کہا آپ نے اللہ کی کتاب پر (عمل کرنے کی) وصیت کی تھی۔

بَابُ ۲۶۴۲ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ۔

باب جو شخص قرآن دیکھ کر دوسری کتابوں سے بے نیاز نہ ہوا قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے[۲]۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ[۳]

۴۶۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عُقیل از ابن شہاب از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتے جتنا قرآن کی طرف متوجہ ہو کر سنتے ہیں۔ جب اسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ آواز سے پڑھتے ہیں[۴]۔

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اتنی توجہ کے ساتھ کوئی بات سماعت

---

[۱] وصیت کی نفی سے یہ مراد ہے کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے باب میں کوئی وصیت نہیں کی اور اثبات سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہے گا ۱۲ منہ [۲] یعنی قرآن پر قناعت نہ کرے اور خواہ مخواہ بے ضرورت یہود و نصاریٰ یا دوسرے مذہب والوں کی یا تاریخ کی کتابیں دیکھتا رہے بعضوں نے کہا لَمْ يَتَغَنَّ سے یہ مراد ہے کہ قرآن کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر اس کی وجہ سے غنی اور بے پروا نہ رہے تاکہ دنیا داروں کی خوشامد کرے ان سے اپنی احتیاج بیان کرے بعضوں نے کہا قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے ۱۲ منہ [۳] طبری نے یحییٰ بن جعفر سے نکالا کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں لے کر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۱۲ منہ [۴] خوش آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ متوسط آواز سے خوش آوازی سے یہ مراد نہیں کہ گانے کی طرح پڑھے مالکیہ نے اس کو حرام کہا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے لیکن ابن بطال نے ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے اس کا جواز نقل کیا ہے حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی حرف کے نکالنے میں خلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر ہو جائے تو بالاجماع حرام ہے ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ[1]

نہیں فرماتے جتنی توجہ سے قرآن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنتے ہیں جب وہ تغنی کے ساتھ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں تغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر قناعت کرے (دوسری کتابوں یا دنیا کے مال و دولت کی اسے پروا نہ رہے)

بَابُ ۲۶۴۳ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

باب قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا[1]

۴۶۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے صرف دو شخصوں پر رشک ہو سکتا ہے۔ ایک تو وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے وہ رات کو بھی اسے پڑھتا رہتا ہے (دن کو بھی) دوسرے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال دیا ہے وہ رات دن ضرورت مندوں پر خرچ کرتا رہتا ہے۔

۴۶۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ

(از علی بن ابراہیم از روح از شعبہ از سلیمان از ذکوان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں پر فقط رشک ہو سکتا ہے ایک تو اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھا دیا وہ رات دن اسے پڑھتا رہتا ہے اس کا ہمسایہ اس پر یوں رشک کر سکتا ہے، کاش مجھے بھی قرآن اس شخص کی طرح یاد ہوتا تو میں بھی اسی طرح پڑھتا رہتا دوسرے اس شخص پر (رشک ہو سکتا ہے) جسے اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال عنایت فرمایا وہ اسے اچھے کاموں میں خرچ کرتا رہتا ہے اس پر کوئی شخص یوں کر سکتا ہے کاش مجھے

---

[1] اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ رشک یعنی دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی اس کی آرزو کرنا یہ درست ہے۔ حسد درست نہیں وہ یہ ہے کہ دوسرے کی

يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ۔

بھی ایسی دولت ملتی تو میں بھی اسی کی طرح کرتا (اچھے اور خدمت خلق کے کاموں میں خرچ کرتا رہتا)۔

بَابٌ ۲۶۴۴ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

باب جو شخص قرآن سیکھتا ہے یا سکھاتا ہے اس کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔

۴۶۷۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمٰنَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمٰنَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا۔

(از حجاج بن منہال از شعبہ از علقمہ بن مرثد از سعد بن عبیدہ از ابو عبد الرحمٰن سلمی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔

سعد بن عبیدہ کہتے ہیں ابو عبد الرحمٰن سلمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگوں کو قرآن پڑھایا۔ ان کا یہ سلسلہ حجاج بن یوسف کے زمانے تک قائم رہا۔ ابو عبد الرحمٰن کہا کرتے تھے میں اس حدیث کی وجہ سے[1] (تعلیم دینے کے لئے) بیٹھا ہوا ہوں (دوسرا کوئی کام نہیں کرتا)۔

۴۶۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

(از ابو نعیم از سفیان از علقمہ بن مرثد از ابو عبد الرحمٰن سلمی) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

---

[1] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے الفاظ پڑھنا سیکھ لے بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھے پھر ان کے معنی سیکھے پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن یہی دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہے اس کا درجہ سب سلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرماتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے یعنی اذکار و نوافل میں مصروف رہے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن کے الفاظ اور مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے حقیقت میں علم ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر ساری درویشی اور زہد کا مدار ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا جاہل سے مراد وہی شخص ہے جس کو بقدر ضرورت بھی قرآن اور حدیث کا علم نہ ہو ۱۲ منہ ع۔ یہ تعلیم و تعلم عام ہے۔ صرف و نحو اور فقہ و حدیث بھی اس قرآن کے لئے ضروری ہیں۔ فلسفہ اسرار شریعت جو ولی اللہ محدث دہلوی رح حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کتب میں پیش کیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے غرض تعلیم سے مراد صرف ناظرہ پڑھنا ہی نہیں ۱۲ عبد الرزاق

۴۶۷۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ -

(از عمرو بن عون از حماد از ابو حازم) سہل بن سعدؓ کہتے ہیں ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ عرض کیا میں نے اپنا نفس خدا اور رسول کے نام پر بخش دیا ہے (اللہ کے رسول جس طرح چاہیں مجھ سے خدمت لیں) آپؐ نے فرمایا مجھے تو عورتوں کی ضرورت نہیں۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا عقد میرے ساتھ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا اسے ایک جوڑا کپڑوں کا (بطور مہر) دے دو عرض کیا میرے پاس تو کپڑے نہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی چیز تو (حق مہر) دے خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ اس نے اس سے بھی معذوری ظاہر کی (یہ بھی مجھے میسر نہیں) آپ نے فرمایا اچھا تجھے قرآن کچھ یاد ہے؟ اس نے کہا جی ہاں فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں آپ نے فرمایا اچھا انہی سورتوں کے عوض میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا[1]۔

بَابُ ۲۶۴۵ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ -

باب قرآن حکیم (بغیر دیکھے، زبانی حفظ) پڑھنے کی فضیلت۔

۴۶۷۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب بن عبدالرحمن از ابو حازم) سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت! میں نے اپنا نفس آپ کے لئے بخش دیا ہے آپ نے اُسے دیکھ کر اپنی آنکھیں نیچی کر لیں[2] جب عورت نے یہ دیکھا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اگر آپ کو اس عورت کی خواہش نہیں ہے تو اس کا عقد میرے ساتھ نکاح کر دیجئے، آپ نے فرمایا پاس کچھ دینے کو

---

[1] تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھا دے یہی مہر ہے اس حدیث کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب النکاح میں آئے گی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپ نے قرآن کی عظمت اس طرح ظاہر کی کہ وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے ۱۲ منہ۔ ب یہ اختلاف الگ ہے کہ اس زمانے میں تعلیم قرآن مہر میں پیش ہو سکتی ہے یا نہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھئے۔ [2] آپ مجسم شرافت و حیا تھے لہٰذا آپ کچھ نہ فرما سکے دل شکنی بھی نہ چاہتے تھے اس لئے صاف انکار بھی نہ کیا۔ عبدالرزاق

لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے عزیزوں کے پاس جا تلاش کر کچھ تو لے کر آ۔ وہ گیا اور خالی ہاتھ لوٹ آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے تو کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا جا دیکھ بھال اور نہیں تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا پھر (خالی ہاتھ) لوٹ کر آیا کہنے لگا بخدا یا رسول اللہ مجھے تو لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہ مل سکی۔ البتہ یہ تہ بند (جسے میں باندھے ہوئے ہوں) میرے پاس ہے میں اسے بطور مہر دے دوں گا۔

سہل کہتے ہیں اس شخص کے پاس چادر بھی نہ تھی۔ کہنے لگا یہی لنگی آدھی پھاڑ کر اس عورت کو مہر میں دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لنگی کیا کام آئے گی؟ اگر تو اس کو پہنے تو عورت ننگی رہے گی۔ اور اگر عورت پہنے تو تو ننگا رہے گا۔ یہ سن کر وہ مرد بھی بیٹھ گیا۔ دیر تک خاموش نا امید بیٹھا رہا۔ اس کے بعد کھڑا ہوا۔ آنحضرت نے دیکھا وہ پیٹھ موڑ کر جا رہا تھا۔ آپ نے حکم دیا وہ پھر بلایا گیا۔ جب حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تجھے کچھ قرآن بھی یاد ہے؟ کہنے لگا جی ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ کئی سورتیں اس نے شمار کیں۔ آپ نے فرمایا کیا حفظ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا اچھا تو میں نے یہ عورت اس قرآن کے عوض تیرے نکاح میں دی جو تجھے یاد ہے۔

بَابُ ٢٦٤٦ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهٖ

باب قرآن کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا[1]

۴۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) حضرت ابن عمر

[1] کیونکہ اگر قرآن کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سستی کے مارے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے اور قرآن بھول جاتے ہیں ۱۲ منہ

قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن جسے یاد ہو یا مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرتا ہو، اس کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اگر وہ اس کی حفاظت کرے گا تو اس کے پاس رہے گا۔ اگر بے خبر ہو جائے گا تو وہ اونٹ گم ہو جائے گا۔

۴۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ از منصور از ابو وائل) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آیت بھول جاؤ تو اسے یوں نہ کہو کہ میں بھول گیا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ مجھے بھلا دی گئی اور قرآن کو پڑھتے رہا کرو کیونکہ قرآن آدمی کے سینے سے اونٹوں سے بھی زیادہ جلد نکل بھاگتا ہے۔

۴۶۷۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ مِّثْلَهٗ تَابَعَهٗ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عثمان از جریر از منصور) مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔
محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو بشر بن عبداللہ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔[1]
محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے انہوں نے شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایسا ہی روایت کیا

۴۶۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا۔

(از محمد بن العلاء از ابو اسامہ از برید از ابو بردہ) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو ہمیشہ پڑھتے رہو۔ قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن اس سے بھی جلد نکل بھاگتا ہے جتنا جلدی اونٹ رسی توڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

بَابٌ ۲۶۴۷ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب سواری پہ قرآن پڑھنا۔

۴۶۷۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِيَاسٍ قَالَ

(از حجاج بن منہال از شعبہ از ابو ایاس) عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں فتح مکہ کے دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ

[1] اسماعیلی نے بھی اس کو حبان بن موسیٰ کے طریق سے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نکالا ۱۲ منہ

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ سُوْرَةَ الْفَتْحِ

سواری پر بیٹھے سورہ فتح (اِنَّا فَتَحْنَا) پڑھ رہے تھے۔

بَاب ۲۶۴۸ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ

باب بچوں کو تعلیم قرآن دینا[1]۔

۴۶۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از ابوبشر) سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ قرآن کے جس حصے کو تم مفصل کہتے ہو (سورۂ حجرات سے آخر تک) وہ محکم ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال پایا اس وقت میں دس برس کا تھا اور محکم پڑھ چکا تھا[2]۔

۴۶۸۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے محکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یاد کر لیا تھا۔

ابوبشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا محکم کیا ہے؟ انہوں نے کہا مفصل[3]۔

بَاب ۲۶۴۹ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ

باب قرآن بھول جانے کا بیان۔

هَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔

کیا یہ کہنا درست ہے یا نہیں کہ میں فلاں آیت بھول گیا اللہ تعالیٰ سورۂ اعلیٰ میں فرماتے ہیں "ہم تجھے پڑھا دینگے تو نہیں بھولے گا[4] مگر جو اللہ تعالیٰ (بھلا دینا) چاہے"۔

---

[1] یہ باب لا کر امام بخاری نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کیا جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن کی تفسیر مجھ سے پوچھو میں نے بچپنے میں قرآن یاد کر لیا تھا نووی نے کہا سفیان بن عیینہ نے چار سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا ۱۲ منہ [2] محکم سے مراد وہ ہے جو منسوخ نہ ہو دوسری روایت میں یوں ہے میں وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا اور اسکی تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت کہ حجۃ الوداع میں میں احتلام کے قریب تھا خلاصہ نے کہا ابن عباسؓ کی عمر وفات کے وقت تیرہ برس کی تھی بیہقی نے کہا چودہ برس کی تھی شافعی نے کہا سولہ برس کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ [3] تو "فَقُلْتُ" ابوبشر کا کلام ہے اور "قَالَ" کی ضمیر سعید بن جبیرؓ کی طرف پھرتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیرؓ کا ہے حافظ نے ایسا ہی کہا اور عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظ پر اعتراض جمایا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ فقلت سعید کا کلام ہے اور لَہٗ کی ضمیر ابن عباس کی طرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو خود حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے مبہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا اور یہی مناسب ہے ۱۲ منہ [4] اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہو سکتی ہے ۱۲ منہ

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا۔

(از ربیع بن یحییٰ از زائدہ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں سورتوں کی فلاں فلاں آیات یاد دلا دیں۔

۴۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ۔

(از محمد بن عبید بن میمون از عیسیٰ) ہشام سے یہی حدیث مروی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے "جنہیں میں فلاں سورت میں بھول گیا تھا۔" محمد بن عُبید کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مُسہر اور عبدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا۔

۴۶۸۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ اُنْسِيتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا۔

(از احمد بن ابی رجاء از ابواسامہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عبداللہ بن یزید کو رات کو ایک سورت پڑھتے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے اس شخص نے مجھے فلاں فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جسے میں بھلا دیا گیا تھا۔

۴۶۸۴ - حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ۔

(از ابونعیم از سفیان از منصور از ابووائل) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا بری بات ہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا، فلاں آیت بھول گیا۔ اس کے بجائے یوں کہنا چاہیئے وہ بھلا دیا گیا۔[۱]

بَاب ۲۶۵ مَنْ لَّمْ يَرَ بَاْسًا اَنْ يَّقُولَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَسُورَةُ كَذَا وَكَذَا۔

باب سورہ بقرہ یا فلاں سورت کہنے میں کوئی قباحت نہیں[۲]۔

[۱] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] یہ باب لا کر امام بخاری رح نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جس کو ابن قانع نے فوائد میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں انس سے مرفوعاً نکالا یوں نہ کہو سورۂ بقرہ سورۂ آل عمران، سورۂ نساء بلکہ یوں کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اسی طرح سارے قرآن میں اس کی سند میں عبس ابن میمون عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں لکھا ہے ۱۲ منہ۔

۴۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابراہیم از علقمہ اور عبدالرحمٰن بن یزید) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک) جو شخص رات کے وقت پڑھ لے اسے کافی ہو جائیں گی۔[1]

۴۶۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي سَمِعْتُ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ از مسور بن مخرمہ وعبدالرحمٰن بن عبدالقاری) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورہ فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے کان لگا کر ان کی قراءت سنی تو معلوم ہوا کہ وہ اسے ایسی قراءتوں سے پڑھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر بیٹھوں مگر میں خاموش رہا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو چادر ان کے گلے میں لپیٹی (تاکہ وہ چلے نہ جائیں) اور میں نے پوچھا تمہیں یہ سورت جو ابھی میں نے تمہیں پڑھتے سنی کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے میں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے یہ سورت پڑھائی ہے (تم اس کے خلاف پڑھتے ہو) آخر میں انہیں کھینچتا ہوا حاضر بارگاہِ رسالت کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہشام کو میں نے سنا وہ سورۂ فرقان کو ایسی قراءتوں سے پڑھتا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائیں۔ اور یہ سورت تو خود آپ نے مجھے پڑھائی ہے۔ آپ نے ہشام سے فرمایا ہشام پڑھو۔ انہوں نے پھر اسی طرح پڑھا

[1] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی شب بیداری اور تہجد گزاری کا ثواب اس کو مل جائے گا یا شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا ۱۲ منہ

هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سُنا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا عمر اب تو پڑھ۔ میں نے اس طرح پڑھی جس طرح آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر فرمایا دیکھو قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے جو تم آسانی سے پڑھ سکو پڑھو[۱]۔

۴۷۸۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

(از بشر بن آدم از علی بن مسہر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو مسجد میں ایک قرآن پڑھنے والے کی آواز سنی تو فرمانے لگے۔ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے کئی آیات یاد دلائیں جو میں فلاں سورت میں بھول گیا تھا۔

بَابُ ۲۶۵ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا وَقَوْلِهٖ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ يُفْرَقُ يُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض فَرَقْنَاهُ

باب قرآن کو صاف صاف ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا[۲]

اللہ تعالیٰ نے (سورہ مزمل میں) فرمایا۔ قرآن ترتیل سے پڑھ (ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا۔ ہم نے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے بھیجا کہ تو ٹھیر ٹھیر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ اشعار کی طرح[۳] اسے جلدی

---

[۱] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری نے باب کا مطلب اس سے اس طرح نکالا کہ اس میں سورۂ فرقان کا لفظ ہے تو معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے سورۂ فرقان سورۂ بقرہ وغیرہ ۱۲ منہ [۲] اس کو عربی میں ترتیل کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] یعنی ایسی جلدی پڑھنا کہ حرف برابر نہ نکلیں مد، شد، اظہار، اخفاء سب چٹ ہو جائے اس کی کراہت میں کسی کو کلام نہیں اور ترتیل کے ساتھ جلدی پڑھنا بعضوں نے جائز رکھا ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ حضرت داؤد ع پر زبور کا پڑھنا ایسا آسان کر دیا گیا تھا کہ وہ سواری کے کسی جانے کا حکم دیتے اور اس کے تیار ہونے سے پہلے پڑھ لیتے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

فَصَّلْنَاهُ۔ | جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں فَرَقْنٰہُ کا معنی ہے ہم نے اسے کئی حصے کرکے اتارا۔[1]

۴۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حٰمٓ۔

(از ابوالنعمان از مہدی بن میمون از واصل) ابووائل کہتے ہیں ایک دن ہم صبح سویرے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ایک شخص کہنے لگا میں نے تو گزشتہ رات مفصل سورتیں تمام پڑھ لیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اشعار کی طرح فرفر پڑھا؟ دیکھو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سن چکے ہیں اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ملاکر) نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ مفصل کی اٹھارہ سورتیں تھیں اور دو سورتیں حٰمٓ کی۔

۴۶۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ

(از قتیبہ بن سعید از جریر از موسیٰ بن ابی عائشہ از سعید ابن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کے وقت بہت دقت ہوتی۔ جبریلؑ وحی لاتے تو آپؐ زبان اور ہونٹ ہلاتے رہتے۔ یہ سختی لوگوں کو دیکھنے میں معلوم ہوجاتی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامت میں یہ آیت نازل کی لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ یعنی آپ کے سینے میں محفوظ کرنا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اسے پڑھ چکیں، اس وقت جیسے ہم نے پڑھا آپؐ بھی

[1] یعنی تھوڑا تھوڑا۔ اس کو ابن منذر اور ابن جریرؒ نے وصل کیا دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے ایک شخص نے پوچھا اگر کسی نے صرف سورۂ بقرہ پڑھی اور دوسرے نے بقرہ اور آل عمران دونوں پڑھ لیں اور دونوں کا قیام اور رکوع اور سجدہ برابر ہے تو فضیلت کس کو ہے انہوں نے کہا جس نے صرف سورۂ بقرہ پڑھی ابوحمزہ نے ان سے کہا میں تین دن میں سارا قرآن ختم کرلیتا ہوں انہوں نے کہا میں تو صرف سورۂ بقرہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا تیرے سارے ختم سے بہتر جانتا ہوں ایک روایت میں ہے ابوحمزہ نے کہا میں ایک رات میں قرآن ختم کر ڈالتا ہوں انہوں نے کہا ایک سورت پڑھنا اس سے افضل ہے اس طرح پڑھ کہ کان سنیں دل یاد رکھے یعنی سمجھ کر اس کے مضامین میں غور کرکے۔ حافظ نے کہا جلدی پڑھنا اسی شرط کے ساتھ منع نہیں ہے کہ حروف اور حرکات وغیرہ سب اچھی طرح سے ادا ہوں ورنہ منع ہے ۱۲ منہ

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ۔

پڑھیں ۔یعنی نزولِ وحی وقت سنتے رہیں اس کے بعد بیان کر دینا ہمارے ذمے ہے ۔یعنی آپ کی زبانِ مبارک میں اس کا سمجھا دینا ہمارے ذمے ہے ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ان آیات کے نزول کے بعد جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس وحی لے کر آتے تو آپ سر جھکا لیتے ۔جب جبرئیل علیہ السلام چلے جاتے تو اللہ تعالیٰ نے جیسے وعدہ کیا تھا (آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا ہمارے ذمہ ہے) آپ اس کے مطابق پڑھ لیتے ۔

باب ۲۶۵۲ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

باب مد و شد کے ساتھ قراءت کرنا۔

۴۶۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا۔

(از مسلم بن ابراہیم از جریر بن حازم ازدی) قتادہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءتِ قرآن کا طریقہ دریافت کیا تو کہا آپ مد کے ساتھ پڑھتے تھے[1]

۴۶۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ۔

(از عمرو بن عاصم از ہمام) قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے قراءت کرتے تھے ؟ انہوں نے کہا آپ مد کے ساتھ قراءت کرتے تھے یعنی حرفوں کو جہاں بڑھانا چاہیئے وہاں بڑھا کر پڑھتے ، پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی ۔بسم اللہ مد کے ساتھ پڑھا ، رحمان کو مد کے ساتھ پڑھا اور رحیم کو بھی مد کے ساتھ پڑھا[2]

باب ۲۶۵۳ التَّرْجِيعِ۔

باب حلق میں آواز پھرا کر عمدہ آواز سے قرآن پڑھنا[3]

۴۶۹۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از ابو ایاس) عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

---

[1] یعنی جس حرف کو لمبا کرنا چاہیئے اس کو لمبا کرتے تھے وہ وہ حرف ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو ۱۲ منہ [2] بسم اللہ میں اللہ کے لام کو جو لام سے پہلے ہے رحمن میں میم کو رحیم میں یا کو ۱۲ منہ [3] قسطلانی نے کہا ترجیع سے یہ مراد نہیں ہے کہ گانے کے طور پر قرآن پڑھے جیسے ہمارے زمانے کے بعض قاریوں نے اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ان کو نیک توفیق دے ۔ترجیع سے یہ مراد ہے کہ آواز کو دہرانا یعنی اشباع کرنا مثلاً آآآ جیسے کتاب التوحید میں اس کی صراحت ہے ۱۲ منہ

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْجَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ۔

آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر سورہ فتح (اِنَّا فَتَحْنَا) یا اس کا کچھ حصہ پڑھ رہے تھے۔ اونٹنی آپ کو لے کر چل رہی تھی، آپ نرمی کے ساتھ قراءت کر رہے تھے اور آواز دُہراتے تھے۔

بَاب ۲۶۵۴ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

باب عمدہ آواز سے قرآن پڑھنا مستحب ہے۔

۴۶۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ۔

(از محمد بن خلف ابوبکر از ابویحییٰ حمانی از برید بن عبداللہ بن ابوبردہ از جدش ابوبردہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے ابوموسیٰ تجھے تو آلِ داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں سے کچھ حصہ عطاء ہوا ہے۔

بَاب ۲۶۵۵ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمِعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ۔

باب دوسرے شخص سے قرآن پڑھوا کر سننا۔

۴۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ قَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از ابراہیم از عبیدہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ذرا قرآن تو پڑھ کر سنا۔ میں نے کہا یا حضرت آپ کو کیا سناؤں؟ خود آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے دوسرے کی زبان سے سننے میں لطف آتا ہے۔

بَاب ۲۶۵۶ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ۔

باب قرآن مجید کسی سے پڑھوا کر سننا اور پھر بس کہہ کر اسے روکنا۔

۴۶۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

(از محمد بن یوسف از سفیان از اعمش از ابراہیم از

ل اصل میں مزمار باجے کو کہتے ہیں۔ حضرت داؤد پیغمبر اور ان کی امت والے گا بجا کر اللہ کا بھجن کیا کرتے تھے یہاں مزمار سے خوش آوازی مراد ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز شخص تھے۔ کہتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام زبور کو نشتر لحنوں سے پڑھا کرتے تھے اور ایسے خوش آواز تھے کہ ان کی آواز سن کر جانور جمع ہو جاتے اور خاموشی سے سنتے رہتے۔ ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هٰذِهِ الْآيَةِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

عبیدہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ عبداللہ! مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! بھلا میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ پر تو قرآن اترا ہی ہے (آپ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے) آپ نے فرمایا سناؤ سناؤ۔ میں نے سورۂ نساء شروع کی جب اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا تو آپ نے فرمایا بس کر بس۔ میں نے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو (آپ کی) آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

بَابٌ ۲۶۵۷ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

باب کتنے دنوں میں قرآن ختم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا قرآن پڑھو[1]

۷۹۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آيَاتٍ قَالَ سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(از علی از سفیان) ابن شبرمہ (جو کوفے کے قاضی تھے) کہتے ہیں میں نے یہ غور کیا (کہ نماز میں آدمی کو کم از کم کتنا قرآن پڑھنا چاہیئے) تو میں نے کوئی سورت تین آیات سے کم نہیں پائی اس سے میں نے یہ مسئلہ نکالا کہ تین آیات سے کم نہ پڑھنا چاہیئے۔[2]

علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے بحوالہ منصور از ابراہیم از عبدالرحمٰن بن یزید از علقمہ ابو مسعود روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں خود ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا[3] وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] یہ نہیں کہ دل نہیں چاہتا مگر پڑھ رہے ہیں گویا بوجھ اٹھا رہے ہیں ایسا قرآن پڑھنا منع ہے جب تک خوب دل لگے مزہ آئے اس وقت پڑھے بعد اس کے آرام کرے اسحاق بن راہویہ نے کہا چالیس دن میں کم سے کم قرآن ختم کرے اور ایک حدیث بھی اس باب میں ابوداؤد نے روایت کی اس میں بھی یہ ہے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر فرمایا ایک مہینے میں امام بخاری نے اس باب سے یہ ثابت کیا اس کے لئے کوئی خاص میعاد مقرر نہیں ہے مترجم کہتا ہے ہمارے مشائخ اکثر دو ماہ میں ایک ختم کیا کرتے ہیں بعضے ایک ماہ میں ایک ختم ۱۲ منہ [3] تو عبدالرحمٰن نے یہ حدیث علقمہ کے واسطے سے سنی پھر خود بھی ابو مسعودؓ سے سنی صاحب تیسیر القاری نے یوں ترجمہ کیا عبدالرحمٰن نے کہا میں علقمہ سے ملا حالانکہ لقیتہ میں ضمیر مفعول ابو مسعودؓ کی طرف پھرتی ہے۔ امام احمد کی روایت میں اس کی صراحت ہے اس میں یوں ہے قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ فَحَدَّثَنِي ۱۲ منہ [2] یا ایک آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو کافی ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔ عبدالرزاق

وَسَلَّمَ اِنَّ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔

۷۹۶۴ - حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُّذْ اَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِيْ بِهٖ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةً وَّاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَّاِفْطَارَ يَوْمٍ وَّاقْرَاْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ اَنِّيْ

کا ذکر کیا اور کہا آپؐ نے فرمایا جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لیا کرے وہ اسے کافی ہو جائیں گی[1]

(از موسیٰ از ابو عوانہ از مغیرہ از مجاہد) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں میرے والد نے ایک بڑے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کر دیا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے۔ اس کے خاوند کا (یعنی میرا) پوچھتے رہتے کہو تمہاری خاوند سے کیسے گزرتی ہے؟ اور وہ کہتی میرا خاوند بہت اچھا (نیک) آدمی ہے مگر جب سے میں اس کے نکاح میں آئی ہوں نہ تو اس نے میرے بستر پر قدم رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب ایک عرصہ اس طرح گزر گیا، ان کی بہو (یعنی میری بیوی) یہی شکایت کرتی رہی۔ آخر عمرو نے مجبور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا عبداللہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔

عبداللہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا تو روزے کتنے رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہر روز روزہ رکھتا ہوں۔ پھر پوچھا قرآن کتنے دن میں ختم کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہر رات میں ایک ختم کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا ہر مہینے میں صرف تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ہر ہفتے میں تین دن روزہ رکھا کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا دو دن افطار کر ایک دن روزہ رکھ

---

[1] اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں اتنا قرآن بھی پڑھنا کافی سمجھا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے ۱۲ منہ

[2] یعنی مجھ سے اختلاط نہیں کیا یہ کنایہ ہے اس بات کا کہ عورت اور مرد میں جو معاملہ ہوتا ہے وہ نہیں کیا نہ صحبت نہ مساس بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس نے ہمارے یہاں پاخانہ کی تلاش نہیں کی یعنی کچھ کھایا پیا نہیں کہ انہیں پاخانہ جانے کی ضرورت ہوتی مطلب یہ ہے کہ عبداللہ رات بھر عبادت کرتے رہتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں ۱۲ منہ

[3] بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ پہلے میں تین روزے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں کہ دو دن افطار کرے اور ایک دن روزہ رکھے کیونکہ اس میں ایک ہفتہ میں تین روزے سے کم پڑتے ہیں حافظ نے کہا شاید یہ راوی کی غلطی ہے اس نے مقدم مؤخر کر دیا ۱۲ منہ

[4] یہ سدا روزہ رکھنے سے زیادہ مشکل ہے نفس پر بہت شاق ہوتا ہے نہ روزے کی عادت ہوتی ہے نہ افطار کی ۱۲ منہ

كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ۔

میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا سب روزوں سے افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا اختیار کر ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر۔ اور قرآن کا ختم سات راتوں میں ایک بار کیا کر[1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہا کرتے　میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں ضعیف اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔

(مجاہد کہتے ہیں) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قرآن کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن کو کسی کو سنا دیتے۔ رات کو جو منزل پڑھنا ہوتی اسی کو دن میں سُنا دیتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے۔ (اس میں بھول نہیں) اور طاقت حاصل کرنے کے لئے یوں کرتے کہ کچھ روز تک برابر افطار کرتے لیکن دن گنتے جاتے پھر اتنے دن مسلسل روزے رکھتے۔ انہیں یہ بات پسند نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو طے ہو گیا تھا (ایک دن افطار ایک دن صوم) اس میں کمی نہ ہو جائے[2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بعض راویوں نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے کہ "تین دن راتوں میں ایک ختم کیا کر" یا "پانچ راتوں میں" لیکن اکثر راوی یوں نقل کرتے ہیں "سات راتوں میں ایک ختم کیا کر" (جیسے اوپر گزر چکا)

۴۶۹۸۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

(از سعد بن حفص از شیبان از یحییٰ از محمد بن عبدالرحمٰن از ابوسلمہ) عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو کتنے دن میں قرآن ختم کیا کرتا ہے

---

[1] اسی حدیث کی رو سے اکثر حافظ فمی لیشوق کی منزل پڑھا کرتے ہیں اور سات دن میں ایک ختم کیا کرتے ہیں۔ اتنا پڑھنے والوں کو قرآن خوب یاد ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے پہلے ایک ماہ میں ختم کرنے کے لئے فرمایا۔ پھر پچیس دن میں پھر پندرہ دن میں پھر پانچ دن میں اور اس سے کم میں اجازت نہ دی سعید بن منصور نے ابن مسعود سے نکالا کہ قرآن تین دن سے کم میں ختم نہ کرو ایک روایت میں ہے جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا وہ کچھ نہیں سمجھا نووی نے کہا مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے بلکہ ہر شخص کی حالت اور قوت اور فرصت پر منحصر ہے بہرحال [illegible] پڑھ سکتا ہے جب تک خستگی اور ماندگی نہ پیدا ہو۔ میں کہتا ہوں ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ سات دن سے کم میں نہ پڑھا اور بہت سے علماء ظاہر نے یہ کہا ہے کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا حرام ہے۔ حافظ نے کہا یہ قول غریب ہے اور بہت سے سلف سے یہ ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے تین دن سے کم میں ختم کیا ہے ۱۲ منہ [2] تو بڑھاپے میں گو ضعف کی وجہ سے صوم داؤدی نہ ہو سکتا مگر اس کے بدلے یہ کرتے کہ مثلاً　روز برابر روزہ نہ رکھا جب طاقت آگئی تو دس روزے برابر رکھ لئے حساب وہی پڑ گیا جو آنحضرت سے ٹھہرا تھا کہ ایک روز روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا۔ عبداللہ بن عمرو نے یہ مشکل اپنے اوپر آپ مول لی تھی اس کو ساری عمر نبھانا پڑا اگر آنحضرت کی رخصت اور آسانی کو قبول کر لیتے تو ہر مہینے میں تین روزے کافی ہوتے یہاں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبداللہ کی عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئی تھی آنحضرت کی عبادت کے سامنے عبداللہ کی عبادت بہت کم تھی کیونکہ عبداللہ ایک جرد و مرد تھے اس کا بھی یہ حال کہ کبھی اس کے بستر پر جانا نصیب نہیں ہوتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں رکھتے تھے اور لونڈیاں ان کے علاوہ اور ہر ایک کا حق ادا فرماتے مسلمانوں کی تمام ملکی اور تمدنی اور دینی خدمتوں کا انصرام اپنی ذات بابرکات سے کرتے لڑائیوں کے سامان کرتے اکثر جنگوں میں بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے ایک جان اور سو فکریں ان سب کے ساتھ پھر ہر شب کو عبادت بھی کرتے ہر مہینے میں تین روزے تو

قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتّٰى قَالَ اقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ

دوسری سند (از اسحاق از عبید اللہ از شیبان از یحییٰ از محمد بن عبد الرحمٰن مولیٰ بنی زہرہ از ابو سلمہ) یحییٰ کہتے ہیں میرا خیال ہے شاید میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے (بلا واسطہ) سنی ہے[1] بہرکیف ابو سلمہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کر۔ میں نے عرض کیا مجھے تو زیادہ قوت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ[2]۔

بَابُ ۲۶۵۸ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

باب قرآن پڑھتے یا سنتے وقت رونا[3]

۴۶۹۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ

(از صدقہ از یحییٰ از سفیان از سلیمان از ابراہیم از عُبیدہ از عبد اللہ بن مسعودؓ) یحییٰ کہتے ہیں اس حدیث کا ایک حصہ حضرت عمرو بن مُرّہ سے منقول ہے کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

دوسری سند (از مسدد از یحییٰ از سفیان از اعمش از ابراہیم از عبیدہ از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اعمش کہتے ہیں میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا (اور) ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا انہوں نے ابراہیم سے۔

سفیان ثوری نے اس حدیث کو اپنے والد (سعید بن مسروق ثوری) سے بھی روایت کیا جیسے اعمش سے روایت کیا انہوں نے

[1] ہوا یہ کہ پہلے یحییٰ کو یہ گمان ہوا کہ انہوں نے یہ حدیث محمد بن عبد الرحمٰن کے واسطے سے ابو سلمہ سے سنی ہے تو اسی طرح اس حدیث کو نقل کیا پھر خیال آیا کہ نہیں میں نے خود ابو سلمہ سے سنی ہے یا پہلے یہ خیال تھا کہ میں نے ابو سلمہ سے خود سنی ہے پھر گمان ہوا کہ محمد بن عبد الرحمٰن سے سنی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی سات راتوں سے کم میں ختم نہ کرو قسطلانی نے کہا کہ یہ نہی تحریم کے لئے نہیں ہے مگر بعضے ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا حرام ہے ۱۲ منہ
[3] یہ نیک بختوں کی نشانی ہے ۱۲ منہ

اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اَشْتَهِیْ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِیْ قَالَ فَقَرَاْتُ النِّسَآءَ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا قَالَ لِیْ كُفَّ اَوْ اَمْسِكْ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ۔

(سفیان کے والد نے) ابوالضحیٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ذرا قرآن پڑھ کر سنا میں نے عرض کیا بھلا آپ کو کیا سناؤں آپ پر تو قرآن اترا ہے۔ (آپ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے) آپ نے فرمایا مجھے دوسرے سے سننا اچھا لگتا ہے۔ تب میں نے سورۂ نسا پڑھنا شروع کی جب میں اس آیت فَكَيْفَ الآیۃ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا بس کرو! میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے[1]

۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِیْ۔

(از قیس بن حفص از عبدالواحد از اعمش از ابراہیم از عبیدۂ سلمانی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "مجھے قرآن پڑھ کر سنا" میں نے عرض کیا۔ آپ کو کیا سناؤں۔ آپ پر تو قرآن اترا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے دوسرے سے سننا بہت پسند ہے۔

بَاب ۲۶۵۹ مَنْ رَّايَا بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ تَاَكَّلَ بِهٖ اَوْ فَخَرَ بِهٖ

باب قرآن کو ریا (دکھلاوے) یا دنیا کمانے کیلئے یا فخر کے طور پر پڑھے۔[2]

۴۷۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِیْ فِیْ

(از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از خیثمہ از سوید بن غفلہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ نے فرمایا آخر زمانے میں کچھ نوجوان کم عمر اور کم عقل لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو پوری مخلوق کے کلاموں سے

---

[1] اس آیت کو سن کر آپ رو دیئے کہ آپ کو قیامت کے دن اپنی امت کے اعمال پر گواہی دینا ہوگا ان کے بُرے کام بھی بیان کرنا ہونگے۔ مسلمانو! کوشش کرو کہ ہمارے پیغمبر صاحب قیامت کے دن ہمارے اچھے اعمال پر گواہی دیں۔ مسلمانو! عبادت کے طور پر خلاف سنت گانا سننا اس سے کیا فائدہ سنت کے موافق یہ طریقہ کیوں نہیں اختیار کرتے کہ جب تمہارے دلوں میں کچھ سختی یا غفلت معلوم ہو تو خوش آواز قاری کو بلا کر اس سے قرآن سنو تمہارے دل نرم ہو جائیں گے۔ یا معنی سمجھ کر خود قرآن کو پڑھو۔ گو چشتیہ اور قادریہ میں بعض صوفیوں نے گانا سنا مگر ان کا عمل ان کے ساتھ ہمارا عمل ہمارے ساتھ۔ ہم جتنی دیر گانا سنیں اپنے اوقات ایک خلاف سنت کام میں ضائع کریں اتنی دیر حدیث اور قرآن کا مطالعہ کیوں نہ کریں اور اگر واقعی ہمارے دلوں کا یہ حال ہوگیا ہے کہ ہم کو قرآن سننے میں مزہ نہیں آتا یا قرآن سن کر رونا نہیں آتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان کا ہم پر غلبہ ہوگیا ہے دعا و استغفار کرنا چاہیئے اور درود شریف کا زیادہ ورد کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف ہر روز پڑھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ شیطان کے شر کو تم سے رفع کر دے گا اور قرآن میں تم کو مزہ آنے لگے گا تم کو گانے بجانے سے خود بخود نفرت ہو جائے گی ۱۲ منہ

[2] بعضے نسخوں میں فجر جیم سے ہے یعنی قرآن میں فسق و فجور کرنا مثلاً اس کو گا کر تال سر کے ساتھ پڑھنا یا اتنا جلدی جلدی پڑھنا کہ حروف اپنے مخارج سے ادا نہ ہوں دنیا کمانا یہ کہ قرآن کے احکام کو چھپائے رکھنا اور روپیہ پیسہ لے کر قرآن کا حکم بتانا یا روپیہ کی طمع اور لالچ رکھ کر ایصال ثواب کے نام پر قرآن پڑھنا ۱۲ منہ

اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

افضل کلام یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے (اس سے سند و دلیل پیش کریں گے) مگر (دراصل) اسلام سے اس طرح باہر ہو جائینگے جیسے تیر شکار کے جانور سے نکل کر الگ ہو جاتا ہے۔ نور ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا (زبان پر اللہ اللہ اسلام اسلام مگر دل میں کفر و بد دیانتی) تم لوگ انہیں جہاں دیکھنا قتل کرنا جو شخص بھی انہیں قتل کرے گا، قیامت کے دن بڑا ثواب حاصل کرے گا[1]۔

۴۷۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رض اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کچھ لوگ تم میں ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنے نیک اعمال ان کے نیک اعمال کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر زبان سے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا (دل پر کچھ اثر نہ ہو گا) وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) شکاری اپنے تیر کے پھل کو دیکھے تو صاف، لکڑی کو دیکھے تو صاف، پر کو دیکھے تو صاف، البتہ سوفار دیکھ کر شک ہوتا ہے کہ (شاید) کچھ لگا ہے[2]۔

---

[1] یہ حدیث خارجیوں کے باب میں ہے جو ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے اور تہجد گزار، شب بیدار لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا خلیفہ برحق سے لڑنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے میں مصروف رہتے تھے بات بات میں مسلمانوں کو کافر بنانا ان کا شیوہ تھا شرح السنہ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رض خوارج کو تمام خلقت سے برا جانتے تھے کہتے تھے انہوں نے ان آیتوں کو جو کافروں کے باب میں وارد تھیں مسلمانوں پر لا اتارا خطابی نے کہا گو خوارج گمراہ تھے مگر اس پر اجماع ہے کہ وہ کافر نہ تھے اور ان سے مناکحت وغیرہ جائز تھی۔ ان کا ذبیحہ حلال تھا ان کی گواہی قبول تھی۔ حضرت علی رض سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ کافر ہیں؟ انہوں نے کہا کفر سے تو بھاگے پھر کافر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کہا منافق ہیں؟ کہا منافق تو اللہ کی یاد تھوڑی کرتے ہیں اور یہ لوگ تو رات دن اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ پوچھا پھر کون ہیں؟ فرمایا یہ لوگ فتنے میں پڑ کر اندھے اور بہرے ہو گئے (یعنی مسلمان ہیں) ۱۲ منہ [2] سوفار تیر کا وہ مقام ہے جو چلہ سے لگایا جاتا ہے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے راوی کو شک ہے کہ آپ نے سوفار کا بھی ذکر کیا یا نہیں ۱۲ منہ

۴۷۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از قتادہ از انس بن مالک) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال سنگترے کی ہے مزہ اور خوشبو دونوں اچھے، اور جو مسلمان قرآن خواں نہیں ہوتا (علم قرآن نہیں) مگر اس پر عمل کرتا ہے، اس کی مثال کھجور کی سی ہے مزہ عمدہ لیکن خوشبو مطلق نہیں۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے مگر دل میں نور ایمان نہیں اس کی مثال ریحان کی ہے جس میں خوشبو ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا، جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ اور بو دونوں خراب ہیں۔

بَاب ۲۶۶ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ۔

باب قرآن اُس وقت تک پڑھتے رہنا چاہیئے جب تک دل لگا رہے۔

۴۷۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ

(از ابوالنعمان از حماد از عمران جونی) جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک قرآن پڑھنے سے تمہارے دل مانوس رہیں (اختلاف و فساد کی نیت نہ ہو یا جب تک دل لگے شوق سے) پڑھتے رہو، پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے (تکرار و فساد کی نیت ہو جائے تو) اٹھ کھڑے ہو (قرآن پڑھنا موقوف کر دو)[1]

۴۷۰۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ

(از عمرو بن علی از عبدالرحمٰن بن مہدی از سلام بن مطیع از ابوعمران جونی) جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کو اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے (یا لگے) رہیں جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو (پڑھنا موقوف کر دو)

[1] (یا یہ نہ ہو کہ آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی سے قرآن کے ایسے معنے کرنے لگو جس کی وجہ سے گمراہ ہو جاؤ اور خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ ۱۲ منہ

فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ ابْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدُبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ۔

سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عُبید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جونی سے روایت کیا[1] حماد بن سلمہ اور ابان نے اسے مرفوع نہیں کیا۔ (بلکہ موقوفاً روایت کیا)۔ غندر بن محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کیا" میں نے جندب سے سنا وہ کہتے تھے (یعنی موقوفاً روایت کیا[2])۔ عبداللہ بن عون نے اسے ابو عمران سے، انہوں نے عبداللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا مرفوع نہیں کیا[3] جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے اگر راویوں نے اسے جندب ہی سے روایت کیا ہے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جیسے ابن عون نے روایت کیا۔

۴۷۰۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَآ أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمْ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عبدالملک بن میسرۃ از نزال بن سبرہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ جس طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس کے خلاف وہ شخص پڑھ رہا تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں ٹھیک ہو پڑھتے رہو۔

شعبہ کہتے ہیں میرا گمان غالب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی کتاب میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ تم سے پہلی امتوں میں اختلاف کیا اور اللہ نے انہیں تباہ کر دیا[4]۔

---

[1] حارث بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت کو دارمی نے اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت کو حسن بن سفیان نے مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابو عبید اور نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی بیکار جھگڑوں کی وجہ سے جو نفسانیت سے کئے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ اختلاف سورۂ احقاف میں ہوا تھا کہ اس میں ۳۵ آیتیں ہیں یا ۳۶ آیتیں ۱۲ منہ

كِتَابُ النِّكَاحِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَاب ۲۶۶۱ التَّرْغِيْبُ فِي النِّكَاحِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔

۴۷۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ ابْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّآ اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّآ اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَّقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَآ اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَآ اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ

کتاب نکاح کے بیان میں[1]

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

باب نکاح کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا تم کو جو عورتیں پسند ہیں اُن سے نکاح کرلو[2]

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از حمید بن ابی حمید طویل) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے حضرت علی، عبداللہ بن عمر اور عثمان بن مظعون امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق دریافت کیا۔ جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا کہنے لگے ہم کہاں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں۔ ہمیں آپ سے کیا نسبت! آپ کے تو اللہ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے۔ ہم لوگ گناہگار ہیں ہمیں بہت عبادت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ایک کہنے لگا۔ میں آئندہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا بولا میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا۔ کوئی دن بے روزہ نہ گزاروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا نکاح ہرگز نہ کرونگا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟۔ سنو! خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں بے روزہ

---

[1] نکاح کے معنی لغت میں جوڑنا اور شریعت میں نکاح عقد اور وطی دونوں کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا عقد اس کا حقیقی معنی ہے وطی مجازی بعضوں نے اس کے برعکس کہا ۱۲ منہ

[2] تو امر کا صیغہ اتلاً استحباب پر محمول ہوگا۔ حنفیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ نکاح عبادت ہے اور ہمارے ملک میں بھی نکاح کو کارِ خیر کہتے ہیں شافعیہ نے کہا وہ عبادت نہیں ہے۔ حافظ نے کہا جب مستحب ٹھہرے تو عبادت ہوگا ۱۲ منہ

إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ وَلَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

بھی رہتا ہوں۔ رات کو نوافل بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میرے طریقے کو پسند نہ کرے وہ میرا نہیں [1]

۴۷۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ۔

(از علی از حسان بن ابراہیم از یونس بن یزید از زہری)

عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا الْآيَةَ [2]۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے یہ آیت اس بارے میں اتری ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو، وہ اس کی مالداری اور حسن پر فریفتہ ہو کر یہ چاہے کہ معمولی مہر [3] سے کم مہر مقرر کر کے اس سے نکاح کر لے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا یعنی ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح نہ کرو جب تک ان کے حق میں انصاف نہ کرو یعنی ان کا پورا مہر نہ ٹھہراؤ اور یہ حکم دیا کہ ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کر لو۔

بَابُ ۲۶۶۲ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ.

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو شخص جماع پر قادر ہو وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح کے بعد دوسروں کی عورتوں کو تکنے اور زنا سے بچا رہتا ہے۔ اور یہ بیان کہ جس شخص کو عورت کی خواہش نہ ہو کیا وہ بھی

[1] یعنی مسلمان نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ نکاح کو سنت نہ جانے برا سمجھے یا طریق میں دوسرے ارکان اسلام سب داخل ہیں ان کو پسند نہ کرنے والا تو کافر ہی ہوگا۔ حنفیہ کہتے ہیں نکاح سنت مؤکدہ ہے شافعیہ کہتے ہیں مباح ہے۔ شوکانی نے بعضوں کا مذہب یہ لکھا ہے کہ نکاح اس شخص کے لئے مشروع ہے جو جماع پر قادر ہو اور حسن کو حرام میں پڑ جانے کا ڈر ہو اس پر واجب ہے اور عورتوں سے الگ رہنا مجردی میں بسر کرنا ہماری شریعت میں جائز نہیں ۱۲ منہ [2] یعنی اس آیت میں جو یہ فرمایا اگر تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو تو جو عورتیں تم کو پسند آجائیں ان سے نکاح کر لو تو عروہ رضی اللہ عنہ نے اس کا مطلب پوچھا کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرنے کا کیا مطلب ہے اور فانکحوا ما طاب لکم یعنی جزا کو شرط وان خفتم سے کیا تعلق ہے یہ آیت سورۂ نساء میں ہے اور یہ حدیث اس سورت کی تفسیر میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یعنی مہر مثل جو اس لڑکی کا ہوتا ہے اس سے کم ۱۲ منہ

يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ۔

نکاح کر سکتا ہے ؟

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمٰنُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابراہیم) علقمہ رضہ کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منا میں ان سے ملے اور کہنے لگے ابو عبدالرحمن[1]! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ پھر دونوں میں تخلیہ ہوا۔ حضرت عثمان رضہ نے کہا ابو عبدالرحمن کیا تمہیں خواہش ہے میں ایک کنواری لڑکی سے تمہارا نکاح کردوں تمہیں جوانی کا لطف یاد آجائے ؟ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان کا یہی مطلب تھا (اور کوئی راز کی بات نہیں) تو اشارے سے مجھے بلایا۔ یا علقمہ! میں ان کے پاس گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ رہے تھے اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں خواہ مخواہ نکاح کروں تو عرض یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں ایسا حکم نہیں دیا بلکہ) فرمایا ہے جوانو! تم میں جو جماع پر قادر ہو وہ تو نکاح کرے اور جو جماع پر قادر نہ ہو (مگر شہوت ہوتی ہے) وہ روزے رکھے اس لئے کہ روزہ شہوت کو کم کرتا ہے[2]۔

بَابُ ۲۲۶۳ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ۔

باب جو شخص خانہ داری کی طاقت نہ رکھتا ہو (عورت پر قادر نہ ہو سکے یا محتاج ہو لیکن شہوت رکھتا ہو) وہ روزے رکھے۔

۴۷۱۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش

---

[1] یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ جو شخص عورتوں پر قادر نہ ہو سکے اس کو نکاح نہ کرنا چاہیئے بعضوں نے ایسی حالت میں بھی نکاح جائز رکھا ہے بشرطیکہ عورت راضی ہو۔ حافظ نے کہا جس شخص کو غلبۂ شہوت ہو اور وہ عورت کے خرچہ کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو۔ زنا میں پڑ جانے سے ڈرے تو اس کے لئے نکاح کر لینا بالاجماع واجب ہے حنبلیوں کے نزدیک بھی یہی قول ہے۔ حنفیوں کا بھی یہی قول ہے۔ امام داؤد ظاہری اور ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے بلکہ امام ابن حزم کہتے ہیں جو شخص جماع پر قادر ہو اور عورت کا خرچہ اٹھا سکے تو اس پر نکاح کرنا یا لونڈی رکھنا فرض ہے۔ اگر خرچ اٹھانے سے عاجز ہو اور شہوت ہو تو روزے بہت رکھا کرے خطابی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ شہوت قطع کرنے کے لئے دوا کھانا درست ہے۔ حافظ نے کہا یعنی شہوت کم کرنے کے لئے دوا کھا سکتا ہے نہ بالکل قطع کے لئے کیونکہ پھر ضرورت اس کو نادم ہونا پڑتا ہے اور جیسے ذکر کاٹ دینا یا خصیے نکال ڈالنا ناجائز ہے اسی طرح شہوت کا بالکل قطع کر ڈالنا ناجائز ہوگا۔ اور بعضے مالکیہ نے اس حدیث سے حلق کے حرام ہونے کی دلیل لی۔ حافظ نے کہا ایک جماعت علماء نے اس کو جائز رکھا ہے لیکن شہوت کے لئے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

(از عمارہ) عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں، میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگے ہم جب جوان تھے اور ہمارے پاس کچھ مال نہ تھا (کہ شادی کر سکتے) تو آپؐ نے فرمایا اے جوانو! تم میں جو شخص نکاح کی قوت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح کے بعد دوسری عورتوں سے نگاہ بچی اور حرامکاری سے سترگاہ بچی رہے گی۔ اور جو شخص یہ طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھا کرے کہ روزہ اسے بے شہوت بنا دے گا۔

بَابُ ۲۶۶ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

باب کئی کئی شادیاں کرنا۔

۴۷۱۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج) عطاء کہتے ہیں مقام سرف میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ وہ کہنے لگے دیکھو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔ جب تم جنازہ اٹھاؤ تو (زرا دب کرو) ہلاؤ جلاؤ نہیں اور آہستہ لے کر چلو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ کی نو ازواج مطہرات تھیں ان میں سے آٹھ کی باری مقرر تھی ایک کی باری نہ تھی۔[۱]

۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ

(از مسدد از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس ایک ہی رات میں ہو آتے اور ان کی نو ازواج تھیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بحوالہ یزید بن زریع از سعید از قتادہ از انس از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی حدیث بیان کی۔[۲]

---

[۱] یعنی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی انہوں نے اپنی باری خوشی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔ نو بیبیاں یہ تھیں۔ سودہ بنت زمعہ، عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش …

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۱۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً

(از علی بن حکم انصاری از ابوعوانہ از رقبہ از طلحہ یامی) سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آیا تو شادی شدہ ہے؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا نکاح کرلے اس لئے کہ اس امت کے بہترین شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت ازواج تھیں۔

بَابٌ ۲۶۶۵ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

باب جو شخص ہجرت یا اور کوئی نیک کام نکاح کرنے کی غرض سے کرے تو اسے مطابق نیت بدلہ ملے گا۔

۴۷۱۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

(از یحیی بن قزعہ از مالک از یحیی بن سعید از محمد بن ابراہیم ابن حارث از علقمہ بن وقاص) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عمل کا نیت کے مطابق بدلہ ملتا ہے۔ ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس کی نیت ہے چنانچہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے ہجرت کرے اس کی ہجرت کا اجر اس کے مطابق ملے گا، جو دنیا کمانے یا نکاح کی نیت سے ہجرت کرے اس کی ہجرت کا بدلہ انہی کاموں کے مطابق ہوگا۔ (یعنی اس صورت میں ثواب نہیں ملے گا)[1]

بَابٌ ۲۶۶۶ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب تنگ دست کا نکاح کرا دینا جس کے پاس اسلام اور قرآن کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس کے متعلق سہل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۴۷۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

(از محمد بن مثنیٰ از یحیی از اسماعیل از قیس) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے۔ ہمارے نکاح نہ ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا یا حضرت

[1] یہ حدیث شروع کتاب میں گزر چکی ہے اگر ہجرت سے محض دنیا کی غرض ہو تب تو بالکل ثواب نہیں ملے گا اگر اللہ اور رسول کی رضامندی کے ساتھ دنیا کی بھی غرض ہو تو ثواب ملے گا مگر اتنا نہیں ملے گا جتنا خالص اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا۔ ۱۲ منہ

سَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ۔

ہم خصی کیوں نہ ہو جائیں ؟ آپ نے اس سے منع کیا۔[1]

باب ۲۶۶ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ اُنْظُرْ أَيَّ زَوْجَتِي شِئْتَ حَتّٰى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ۔

باب کسی مسلمان بھائی سے یوں کہنا میری دو بیویوں میں سے جسے تو چاہے اسے تیرے لئے طلاق دیتا ہوں۔ (تم اس سے نکاح کر لو) اس کو عبدالرحمٰن بن عوف نے روایت کیا ہے۔

۴۷۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَأَتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از حمید طویل) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سعد بن ربیع انصاری کا بھائی بنا دیا سعد بن ربیع کی دو بیبیاں تھیں انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا میرے مال اور بیبیوں میں سے آدھا آدھا لے لو۔ عبدالرحمٰن نے کہا (اس کی کیا ضرورت ہے) اللہ تمہاری بیبیوں اور مال میں برکت دے مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دو۔ پھر راستہ معلوم ہونے پر عبدالرحمٰن بازار گئے پنیر اور گھی کی تجارت شروع کی اور نفع حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصے کے بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے لباس پر زردی دیکھی۔ دریافت فرمایا عبدالرحمٰن یہ زردی[2] کیسی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے آپ نے فرمایا مہر کیا دیا ؟ انہوں نے کہا گٹھلی برابر سونا۔ آپ نے فرمایا۔ ولیمہ تو کر لے خواہ ایک بکری ہی کا گوشت کیوں نہ ہو[3]

---

[1] امام بخاریؒ نے اس حدیث سے باب کا مطلب اس طرح نکالا کہ جب خصی ہونے سے آپ نے منع فرمایا تو اشہوت نکالنے کے لئے نکاح باقی رہ گیا یہیں معلوم ہوا کہ مفلس شخص کو بھی نکاح کرنا درست ہے سہل کی حدیث میں تو اس کی صراحت مذکور ہو چکی ہے ۱۲ منہ

[2] زردی لگنے کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کی خوشبو میں زعفران پڑتا تھا اس وجہ سے وہ رنگدار ہوا کرتی تھی چنانچہ ایک حدیث میں آیا مردوں کی خوشبو میں رنگ نہ ہو عورتوں کی خوشبو میں تیز بو نہ ہو تو عبدالرحمٰن نے بعد نکاح جب دلہن سے اختلاط کیا تو زوجہ کی تازہ خوشبو کہیں ان کے کپڑے میں لگ گئی یہ نہیں کہ قصداً زعفران لگایا ہو جس کی مردوں کے حق میں نہی آئی ہے یا خدانخواستہ منہ بھلنے اور کیسری کپڑے پہننے کی رسم پر صحابہ کاربند تھے معاذ اللہ یہ تو ہندوؤں کی رسم ہے اسلام میں اس کا نام نشان تک نہیں ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ولیمہ کی دعوت دولہا کو کرنا سنت ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے مسلمانوں نے جہاں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں کو اختیار کر لیا ہے وہاں شادی کی بھی سنت یعنی ولیمہ کو ترک کر کے سینکڑوں ہزاروں بدعتیں نکال لی ہیں ساچق مہندی شب گشت منجھ بڑیاں وغیرہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور سب سے بری رسمیں وہ ہیں جو مشرکوں سے سیکھی ہیں جیسے سہرہ مقنع نوشاد غیرہ ان رسموں کے کرنے میں تو کفر کا خوف ہے حرام ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور اس سے بھی بدتر وہ رسمیں ہیں جو ہمارے دین کو خراب کرنے والی ہیں اور ہماری دنیا کو یعنے دولہا دولہن کی صحت میں ان رسموں کی وجہ سے خلل آتا ہے اور اکثر دلہنیں بیچاریاں بیمار ہو جاتی ہیں ایک تو پردہ نشین پہلے ہی سے قید دوسرے شادی کے دنوں میں ایک تنگ کوٹھڑی میں خونی مجرم کی طرح بند کر دی جاتی ہیں اور نہ وہاں سے اٹھ سکتی ہیں۔ شادی کیا ہے نری صحت کی بربادی ہے جہاں کسی قوم میں جہل سمایا عقل رخصت ہوئی اور جہاں عقل گئی وہاں ساری خرابیاں موجود اللہ مسلمانوں کو عقل اور نیک توفیق دے ۱۲ منہ

[5] اس سے معلوم ہوا کہ عالم الغیب صرف اللہ ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو نہ ان سے سوال کرنے کی حاجت تھی اور نہ ان کو ان الفاظ کے ساتھ جواب دینے کی ۱۲ عبدالرزاق

باب ۲۶۶۸ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ ۔

باب مجرد رہنا اور اپنے کو خصی بنا لینا منع ہے ۔

۴۷۱۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رض يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا ۔

(از احمد بن یونس از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از سعید بن مسیب) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی کو مجرد رہنے کی اجازت نہ دی۔ اگر آپ ان کو اس کی اجازت دے دیتے تو ہم تو خصی ہی ہو جاتے[1]

۴۷۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا ۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرد رہنے سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا۔ اگر آپ ان کو اجازت دیتے تو ہم تو خصی ہی ہو جاتے ۔

۴۷۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا مَا أَحَلَّ

(از قتیبہ بن سعید از جریر از اسمٰعیل از قیس) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جایا کرتے تھے۔ ہمارے پاس پیسے نہ تھے کہ ہم شادی کر لیتے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں ؟ آپ نے ہمیں اس بات سے منع فرما دیا۔ بعد ازاں سہولت نکاح کی اجازت دی فرمایا ایک کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کر سکتے ہو (یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

---

[1] چھوٹی ہوتی آئندہ عورتوں کی حاجت ہی نہ ہوتی گناہ سے بے فکر ہو جاتے خصی ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی دوا کھا لیتے جس سے شہوت جاتی رہتی اور خصیہ نکالنا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ حرام ہے آدمی اور جانور سب میں۔ قسطلانی نے کہا کھاتے کے جانور کو چھٹپنے میں خصی کرنا درست ہے بڑھپنے میں درست نہیں۔ بعضوں نے کہا سعد کا یہ قول اس وقت کا ہے جب خصی کرنا حرام نہ ہوا ہوگا ۱۲ منہ

اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّ اَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِی الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِہِ النِّسَاءَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰی ذٰلِکَ اَوْذَرْ۔

یہ آیت پڑھی اے ایمان والو! اللہ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کیں انہیں حرام مت بناؤ اور حد سے مت بڑھو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اصبغ بحوالہ عبد اللہ بن وہب[1] از یونس بن یزید از ابن شہاب از ابو سلمہ راوی ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جوان آدمی ہوں زنا میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ نیز مجھے یہ بھی مالی طاقت نہیں کہ شادی کر لوں (پھر کیا کروں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ پھر آپ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا۔ پھر آپ خاموش رہے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ ابو ہریرہ! جو آئندہ ہونا ہے وہ قلم تقدیر لکھ کر خشک ہو گیا خواہ تو خصی ہو یا نہ ہو[2]۔

بَاب ۲۶۶۹ نِکَاحِ الْاَبْکَارِ۔

وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض لِعَائِشَۃَ لَمْ یَنْکِحِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکْرًا غَیْرَکِ۔

باب کنواری عورتوں سے نکاح کرنا۔

ابن ابی ملیکہ راوی ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے آپ کے اور کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی[3]۔

۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِیًا وَّ فِیْہِ

(از اسمٰعیل بن عبد اللہ از برادرش از سلیمان از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کسی جنگل میں تشریف لے جائیں وہاں ایک درخت دیکھیں جسے اونٹ چر گئے ہوں پھر

---

[1] اس کو جعفر فریابی نے کتاب القدر میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے ابو ہریرہ رض نے کہا اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اس صورت میں جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ آپ نے خصی ہونے کی اجازت دی کیونکہ دوسری حدیثوں میں صراحتاً اس کی ممانعت وارد ہے بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خصی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں تیری تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اگر حرام میں پڑنا لکھا ہے تو حرام میں مبتلا ہوگا اگر حرام سے بچنا لکھا ہے تو محفوظ رہے گا پھر اپنے تئیں نامرد بنانا کیا ضرور ہے اور چونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزے بہت رکھا کرتے تھے لیکن روزوں سے ان کی شہوت نہیں گئی لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کا حکم نہیں دیا ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے تفسیر سورۂ نور میں وصل کیا ۱۲ منہ

شَجَرَةً قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي اَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا۔

ایک درخت دیکھیں جس میں سے کسی نے نہ چرا ہو (ہرا بھرا ہو پتے صحیح سالم ہوں) فرمائیے آپ اپنے اونٹ کو کس درخت میں سے چرائیں گے؟ آپ نے فرمایا اس درخت سے جسے کسی نے نہ چرا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس گفتگو سے یہ اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ان کے اور کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

۴۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ۔

(از عبید بن اسمعیل از ابو اسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں نے (تیرے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے) تجھے دو بارہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص (جبرئیلؑ) تجھے ریشمی لباس اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے جو وہ کپڑا کھولا تو اندر سے تو نکلی۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا۔ اگر یہ امر مشیت ایزدی میں ہے تو ضرور پورا ہوگا۔

بَاب ۲۶۷۔ الثَّيِّبَاتِ

باب شوہر دیدہ عورتوں سے شادی کرنا۔

قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ۔

امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے مجھے نکاح کرنے کے لئے مت کہو۔[1]

۴۷۲۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَاَجْوَدِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ

(از ابو النعمن از ہشیم از سیار از شعبی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہاں سے لوٹے تو میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار تھا میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک سوار نے میرے اونٹ کو نوکدار لکڑی چبھوئی پھر میرا اونٹ اتنا تیز چلنے لگا کہ اس سے زیادہ تیز رفتار دیکھنے میں ہی نہ آیا ہوگا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے فرمایا جابر! اتنی عجلت کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا میں نے نئی نئی شادی

[1] اس کو خود امام بخاریؒ نے باب وَ اُمَّہٰتُکُمُ الّٰتِی اَرۡضَعۡنَکُمۡ میں وصل کیا ۱۲ منہ

قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ۔

کی ہے۔ فرمایا ثیبہ سے یا کنواری سے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی؟ تاکہ تم سے وہ دل لگی کرتی تم اس کے ساتھ دل بستگی سے رہتے (زندگی پر لطف گزرتی)[1]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو ہم شہر کے اندر جانے لگے۔ آپ نے فرمایا یہیں قیام کرو رات ہوجانے دو (عورتوں کو تمہارے آنے کی خبر ہوچکی ہے) جس کے بال پریشان ہیں وہ کنگھی کرلے اور جس کا خاوند غائب تھا وہ بن سنور لے[1]

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ۔

(از آدم از شعبہ از محارب) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ میں نے نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی۔ اس سے لطف اندوز ہوتا۔

محارب کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیوں نہ تو نے کنواری لڑکی سے نکاح کیا وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی اور تو اس سے لطف اندوز ہوتا[2]

باب ۲۶۷۔ تَزْوِيجِ الْكِبَارِ مِنَ الْكِبَارِ

باب کمسن لڑکی کے ساتھ معمر مرد کی شادی۔

---

[1] حالانکہ دوسری حدیث میں اس کی مخالفت ہے کہ رات کو آدمی سفر سے آن کر اپنے گھر میں جائے مگر وہ محمول ہے اس پر جب اس کے گھر والوں کو دن سے اس کے آنے کی خبر نہ ہوجائے اور یہاں لوگوں کے آنے کی خبر عورتوں کو دن سے ہوگئی ہوگی تو آپ نے فرمایا ذرا دم لے کر جاؤ تاکہ عورتیں بناؤ سنگار کرلیں ۱۲ منہ [2] ابن ماجہ کی روایت میں ہے کنواری عورتوں کو لازم کرلو ان کے منہ خوب میٹھے اور ان کے رحم خوب صاف ہوتے ہیں یا خوب حرکت کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] آپ نے ازراہ نفسیات انسانی جابر رضی اللہ سے فرمایا کہ انسان کی فطرت تو باکرہ سے نکاح کرنے میں لطف حاصل کرتی ہے تو نے بھلا یہ کیوں نہیں کیا؟ آپ چونکہ تمام امت کے باپ ہیں اس لئے انسانی نفسیات کی ہر باریکی پر نظر ڈالتے ہیں ہوسکتا ہے کوئی امتی اس مغالطے میں پڑجائے کہ باکرہ سے نکاح میں کوئی قباحت یا ثواب میں کمی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ماسوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تمام ثیبہ تھیں اس لئے آپ نے دریافت کیا۔ یہ مطلب نہیں کہ ثیبہ سے ممانعت کی وہ تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور خدمت خلق کے اعتبار سے قابل تعریف بھی ہے۔ عبدالرزاق

۴۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلَى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ اَبُو بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِي فِي دِينِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از یزید از عراک) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے پیام دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو آپ کا بھائی ہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی بھتیجی ہوئی آپ اس سے کیسے نکاح کریں گے؟) آپ نے فرمایا تم بے شک کتاب اللہ کی رو سے میرے دینی بھائی ہیں (خون کے لحاظ سے نہیں) اور عائشہ رضی اللہ عنہا میرے لئے حلال ہے۔

بَاب ۲۶۷۲ اِلٰى مَنْ يَنْكِحُ وَاَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ وَمَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ اِيجَابٍ

باب کس عورت سے نکاح کرنا چاہیئے، کونسی عورتیں عمدہ ہیں۔ اپنی نسل کو اچھا کرنے کے لئے اچھی عورت کا انتخاب مستحب ہے گو واجب نہیں۔

۴۷۲۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَاَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عربی قبائل میں بہترین عورتیں مردوں کے لئے قریش کی عفیف عورتیں ہیں وہ بچوں پر انتہائی شفیق اور شوہر کے مال کی بڑی محافظ ہوتی ہیں۔

بَاب ۲۶۷۳ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

باب لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور جو شخص لونڈی آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے اس کی فضیلت

۴۷۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ

(از موسیٰ بن اسماعیل از عبدالواحد از صالح بن صالح ہمدانی از شعبی از ابو بردہ) ابو بردہ کے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اُسے خوب تعلیم و تربیت دے پھر اسے آزاد کرکے اس سے نکاح

أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَآمَنَ بِي فَلَهٗ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدّٰى حَقَّ مَوَالِيهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهٗ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا

کرے تو اسے دُگنا ثواب ملے گا[1] اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے جو شخص اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاکر پھر مجھ پر بھی ایمان لائے اسے بھی دُگنا ثواب ملے گا۔ اور جو غلام اور لونڈی اپنے مالکوں کا حق ادا کرکے اپنے پروردگار کا بھی حق ادا کرے تو اسے دگنا ثواب ملے گا۔

عامر شعبی نے (صالح بن صالح سے) کہا آپ یہ حدیث مجھ سے مفت سن لیں (آپ کا کچھ خرچ نہیں ہوا) ایک زمانہ وہ تھا جب اس سے چھوٹی حدیث کے لئے آدمی مدینہ منورہ تک کا سفر کیا کرتا تھا۔

ابوبکر بن عیاش نے اس حدیث کو ابوحصین سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کیا۔ اس میں یہ عبارت ہے کہ پھر اس لونڈی کو آزاد کرکے اور اس کا مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کرلے[2]

۴۷۷۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ

(از سعید بن تلید از ابن وہب از جریر بن حازم از ایوب از محمد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوسری سند (از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب سختیانی از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ[3] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زندگی ساری میں صرف تین جھوٹ بولے ہیں ایک بار ظالم بادشاہ

---

[1] آزاد کرنے کا اور دوسرے نکاح کرنے کا ہماری شریعت میں لونڈی غلامی کیا ہے گویا فرزندی ہے لوگوں کے پرورش کا عمدہ ذریعہ پہلا اول تو لونڈی غلاموں سے ترباؤ کا ایسا حکم دیا گیا ہے کہ جو آپ کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو آپ پہنو وہی ان کو پہناؤ، طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دو اگر کوئی ایسا مشکل کام آپڑے تو خود بھی ان کے ساتھ شریک ہو علاوہ ازیں صدہا تدبیریں ایسی رکھی گئی ہیں کہ لونڈی غلام آزاد ہو کر آزاد آدمیوں کی طرح جملہ شہری حقوق میں برابر کے حصہ دار بن جائیں۔ قتل، ظہار وغیرہ میں لونڈی غلام کا آزاد کرنا لازم کیا گیا ہے مطلق آزادی، کتابت اور ام ولد کی صورت میں بے حد ثواب بتلایا گیا ہے پس ایسی لونڈی غلامی جیسی شریعت اسلامی میں رکھی گئی ہے تو اس کی تو غریب لوگ آرزو کریں گے برا ماننا کیا۔ افسوس ہے ان پادریوں پر جو شریعت اسلامی کو ناحق لونڈی غلامی کے جواز سے بدنام کرتے ہیں ان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے وہ غریب رعایا سے جو ان کی قوم کے نہیں ہوتے لونڈی غلاموں سے بڑھ کر بڑھ کر برا برتاؤ کرتے ہیں اپنے برابر بٹھلانے یا اپنے ساتھ کھلانے کے روادار نہیں ہوتے بلکہ غریب لوگ کتنی بھی لیاقت پیدا کریں ان کو اپنی قوم کے لوگوں کے برابر حکومت یا عزت نہیں دیتے اور تو اور ان نصاریٰ کا غرور اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ غیر قوم کے لوگوں کو اپنے چرچ میں جو خانہ خدا ہے نماز تک پڑھنے نہیں دیتے واہ رے انصاف اور خدا ترسی اور اور اوپر سے مسلمانوں پر طعنہ۔ مسلمانوں نے تو اپنے عہد حکومت میں رعایا کو اپنے برابر سمجھا اور کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ ایسا باقی نہ رکھا جو رعایا کو نہ دیا ہو۔ اب تک دیکھو اسلامی ریاستوں میں ہندو پارسی نصرانی وزارت اور امارت کے درجوں پر ممتاز ہیں مگر کوئی نصرانی حکومت کو تو دکھلائیے جس میں ہندو پارسی مسلمان وزارت یا سفارت یا جرنیلی پر مامور ہوں۔ ہائے افسوس دوسروں کا عیب ٹٹول ٹٹول کر دیکھتے ہیں اور جھوٹے بہتان بھی لگاتے ہیں مگر اپنا کھلا عیب اور ظلم نظر نہیں آتا اس پر تہذیب اور انسانیت اور تمدن کا دعویٰ کیا لطف دیتا ہے تہذیب تو نام کو بھی نہیں ہے نرا توحش اور تعصب اور نری نفسانیت ہے ۱۲ منہ

[2] تو ختم اصدقہا اس روایت میں زیادہ ہے اس کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

[3] اس سند میں یہ حدیث موقوفاً مروی ہے اور اگلی سند میں مرفوعاً اور اسی وجہ سے (امام بخاری اگلی سند کو لائے حالانکہ وہ اعلیٰ سند نہیں ہے اس میں ایوب تک تین واسطے ہیں اور اس میں دو واسطے ۱۲ منہ

وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي أٰجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ۔

کے ملک میں پہنچے ان کے ساتھ حضرت سارہ بھی تھیں۔ آخر تک حدیث بیان کی۔ غرض اس ظالم بادشاہ نے ایک لونڈی ہاجرہ علیہا السلام حضرت سارہ علیہا السلام کو عطا کی اور انہیں ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ سارہ علیہا السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو مجھ پر دست درازی کرنے کی توفیق نہ دی اور ایک لونڈی ہاجرہ علیہا السلام بھی خدمت کے لئے دلائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عرب لوگوں سے کہتے تھے۔ اے آسمان کے پانی کی اولاد[1] یہی ہاجرہ تمہاری ماں تھیں[2]۔

۴۷۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أُمِرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ۔

(از قتیبہ از اسمٰعیل بن جعفر از حُمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام کیا۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حُیی آپ کے پاس لائی گئیں۔ میں نے ہی آپ کے ولیمے کی دعوت پر لوگوں کو مدعو کیا۔ دسترخوان پر بجائے روٹی اور گوشت کے صرف کھجوریں پنیر اور گھی تھا۔ یہی ولیمے کے طور پر کھلایا گیا۔ صحابہ کرام رض آپس میں کہنے لگے آیا صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیویوں میں یعنی امہات المؤمنین میں رہیں گی یا لونڈیوں میں؟ تو (بعض سمجھدار صحابہ) کہنے لگے دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پردے میں رکھتے ہیں تب تو ہم سمجھ لیں گے کہ وہ مسلمانوں کی ماں ہیں اگر پردے میں نہ رکھیں تو ہم سمجھیں گے وہ لونڈی ہیں۔ بعد ازاں جب وہ کوچ کرنے لگے تو آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے پیچھے (اونٹ پر) ایک گدہ بنایا اور لوگوں سے انہیں پردہ کرایا۔

بَابٌ ۲۶۷ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا۔

باب لونڈی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہوتا ہے۔

---

[1] عرب لوگوں کو آسمان کے پانی کی اولاد اس وجہ سے کہا کہ ان کی گزران اور خوراک کا دارومدار مینہ اور بارش پر ہے۔ عرب کے ملک میں نہریں اور چشمے بہت کم ہیں ۱۲ منہ

[2] کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے اور عرب لوگ سب حضرت اسمٰعیل ؑ کی اولاد ہیں اور تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو لونڈیوں کی اولاد کو ذلیل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خود لونڈی کی اولاد ہیں۔ عرب میں نسب باپ سے گنا جاتا ہے نہ ماں سے اور ہمارے اماموں میں سے امام زین العابدینؓ امام موسیٰ کاظم امام علی بن موسیٰ رضا امام محمد تقی امام علی بن محمد تقی امام حسن عسکری زکی امام محمد بن حسن عسکری یہ سب جاریہ کے بطن سے تھے ان سے زیادہ شریف کون ہوگا ۱۲ منہ

۴۷۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا۔

(از قتیبہ بن سعید از حماد از ثابت و شعیب بن حبحاب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور یہ آزادی ہی ان کا مہر مقرر فرمایا۔

بَابٌ ۲۶۷۵ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ۔

باب مفلس (غریب) کا نکاح۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر وہ نادار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مالدار کردے گا[1]

۴۷۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ فِيهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ

(از قتیبہ از عبدالعزیز بن ابی حازم از والدش) سہل بن سعد ساعدی کہتے ہیں کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، کہنے لگی یا رسول اللہ! میں اپنا نفس آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔ عورت نے آپ کو خاموش دیکھ کر سمجھ لیا کہ حضور نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ وہیں بیٹھ گئی۔ چنانچہ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کو خواہش نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کرا دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز (ادائیگی مہر کے لئے) ہے؟ اس نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ گھر میں دیکھو شاید کوئی چیز تم کو مل جائے۔ وہ صحابی اپنے گھر گئے اور واپس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! وہاں تو کچھ بھی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا اچھا اب پھر جاؤ اگر لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آنا وہ صحابی دوبارہ گئے اور وہاں سے واپس آئے اور عرض کیا یا حضرت میرے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں البتہ یہ تہبند ہے جو میں پہنے ہوئے ہوں اس کا آدھا

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم اللہ کے حکم کے موافق نکاح کرلو اللہ بھی اپنا وعدہ پورا کیے گا تم کو مالدار کردے گا۔ اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ ناداری صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے لیکن اگر آئندہ نان ونفقہ نہ دے سکے گا تو قاضی تفریق کرا سکتا ہے ۱۲ منہ

رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهٗ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

حصہ اس عورت کو دیتا ہوں۔ سہل کہتے ہیں اس کے پاس چادر نہ تھی (صرف تہ بند تھا) آپ نے فرمایا ایک تہ بند ہے اسے عورت لے کر کیا کرے گی۔ وہ پہنے تو تم ننگے ہوگے، تم پہنو تو وہ ننگی رہے گی۔ غرض وہ صحابی بیٹھ گئے۔ بڑی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابی موصوف پیٹھ موڑ کر جا رہے ہیں (مایوس ہو کر) تو آپ نے بلوایا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ انہوں نے کہا ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ کئی سورتیں شمار کیں۔ آپ نے فرمایا بغیر دیکھے پڑھ سکتے ہو؟ کہنے لگے جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے ان سورتوں کے عوض یہ عورت تیرے نکاح میں دے دی[1]۔

بَابُ ۲۶۷ الْأَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

وَقَوْلُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔

باب خاندان اور نسب میں دینداری کا لحاظ کرنا[2]

اللہ تعالیٰ نے (سورۃ الفرقان میں) فرمایا اسی خدا نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پھر اس کو کسی کا بیٹا بیٹی اور کسی کو داماد بہو بنایا (خاندانی اور سسرالی دونوں رشتے رکھے) اے پیغمبر تیرا مالک بڑی قدرت والا ہے۔

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے سالم کو

---

[1] نسائی اور ابوداؤد کی روایت میں سورۂ بقرہ اور اس کے پاس والی سورت یعنی سورۂ آل عمران مذکور ہے دارقطنی کی روایت میں سورۂ بقرہ اور مفصل کی چند سورتیں مذکور ہیں ایک روایت میں یوں ہے ابو امامہ رض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کا نکاح سات سورتوں پر کر دیا ایک روایت میں یوں ہے اس کو بیس آیتیں سکھا دے وہ تیری جورو ہے۔ [2] یعنی کافر مسلمان کا کفو نہیں ہو سکتا بعضوں نے کفاءت میں صرف دین کا اتحاد کافی سمجھا ہے اور کسی بات کی ضرورت نہیں مثلاً سید شیخ مغل پٹھان جو مسلمان ہوں ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک کفاءت میں نسب اور خاندان کا بھی لحاظ ہونا چاہیے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں دوسرے عرب ان کے کفو نہیں ہیں سفیان ثوری نے کہا غیر کفو میں جو نکاح ہو وہ توڑ دیا جائے یہی امام احمد کا قول ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر ولی راضی ہوں تو غیر کفو میں بھی نکاح صحیح ہے مگر ایک ولی بھی اگر ناراض رہے تو نکاح فسخ کرا سکتا ہے ۱۲ منہ

ابْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَّاَنْكَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ اللهُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَآئِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهٗ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَّلَدًا وَّقَدْ اَنْزَلَ اللهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

بیٹا بنا کر اپنی بھتیجی ہندہ بنت ولید بن عتبہ کا عقد نکاح کر دیا۔ پہلے سالم ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا زمانہ جاہلیت میں رسم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتا تو پھر اسے اس کا بیٹا کہہ کر پکارتے (مثلاً سالم بن ابی حذیفہ یا زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اس کا وارث بھی ہوتا (صلبی بیٹے کی طرح) تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ احزاب میں) یہ آیت نازل کی "پروردہ بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو" لہٰذا اس دن سے ان مونہہ بولے بیٹوں کو ان کے اصلی باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارنے لگے۔ اگر کسی کا اصلی باپ معلوم نہ ہوتا تو اسے مولیٰ اور دینی بھائی کے لقب سے پکارتے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی عامری جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگیں یا رسول اللہ! سالم کو تو ہم بیٹا ہی سمجھتے ہیں لیکن اس حکم الٰہی کے بعد اب کیا کہا جائے؟ پھر مکمل حدیث روایت کی۔[1]

۴۷۳۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ

(از عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر (ابن عبد المطلب) کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا شاید تو حج کرنا چاہتی ہے؟ اس نے کہا میں خود کو بیمار محسوس کرتی ہوں۔[2]

[1] ابوداؤد نے پوری حدیث نقل کی ہے اس میں یوں ہے کہ سہلہ نے کہا اب آپ کیا حکم دیتے ہیں کیا ہم سالم سے پردہ کریں آپ نے فرمایا تو ایسا کر سالم کو دودھ پلا دے اس نے پانچ بار اس کو اپنا دودھ پلا دیا اب وہ اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا حضرت عائشہؓ بھی اسی حدیث کے موافق جس سے پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں سے کہتیں وہ اس کو دودھ پلا دیتیں پھر اس کے سامنے نکلا کرتیں گو وہ عمر میں بڑا جوان ہوتا لیکن بی بی ام سلمہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بی بیوں نے ایسی رضاعت کی وجہ سے بے پردہ ہونا نہ مانا جب تک چھٹپنے میں رضاعت نہ ہو۔ وہ کہتی تھیں شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اجازت خاص سالم کے لئے دی ہوگی اوروں کے لئے ایسا حکم نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا یہ حکم سہلہ اور سالم کے لئے خاص تھا یا منسوخ ہے اس کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ حالانکہ سالم غلام تھے مگر ابو حذیفہ نے اپنی بھتیجی جو شرفاء قریش میں سے تھیں ان سے نکاح کر دیا تو معلوم ہوا کہ کفاءت میں صرف دین کا لحاظ کافی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی حج کیونکر ہوگا اس فکر میں ہوں ۱۲ منہ

لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَآ اَجِدُنِیْ وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ قُوْلِیْ اللّٰهُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ وَ كَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ۔

آپ نے فرمایا حج کا احرام باندھ لے اور احرام باندھتے وقت یہ شرط لگا دے الٰہی جہاں مجھے تو روک دے گا[1] وہیں احرام کھول ڈالوں گی۔ (ضباعہ نے ایسا ہی کیا) وہ مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں (حالانکہ یہ قریشی نہ تھے۔ یہی ترجمہ باب ہے)

۴۷۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَ لِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ۔

(از مسدد از یحییٰ از عبداللہ از سعید بن ابی سعید از والدش) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورت سے لوگ چار مقاصد میں سے کسی مقصد کی بنا پر نکاح کرتے ہیں۔ مال، نسب[2]، حسن اور دینداری[3]۔ تو دیندار عورت اختیار کر اجو نیک سیرت ہو) (اگر تو نہ مانے تو) تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (آخر ندامت ہوگی)

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذَا قَالُوْا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ یُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذَا فَقَالُوْا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔

(از ابراہیم بن حمزہ از ابن ابی حازم از والدش) سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک (مالدار) شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے حاضرین سے پوچھا یہ کیسا شخص ہے۔ انہوں نے عرض کیا یہ شخص اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو اس کا پیغام لوگ قبول کر لیں گے۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو لوگ مان لیں گے۔ اگر کوئی بات کرے تو لوگ (متوجہ ہو کر) سنیں گے۔ سہل کہتے ہیں یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا شخص (آپ کے سامنے سے) گزرا جو مسلمانوں میں ایک غریب آدمی تھا۔ آپ نے حاضرین سے دریافت کیا یہ کیسا شخص ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو ایسا شخص ہے اگر کہیں (شادی کا) پیغام بھیجے تو کوئی قبول نہ کرے، اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی نہ مانے۔ اگر بات کرے تو (دل لگا کر) کوئی اس کی بات نہ سنے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص تنہا پہلے شخص جیسے دنیا بھر کے مالداروں سے بہتر ہے[4]۔

---

[1] یعنی بیماری کی وجہ سے آگے نہ جا سکوں گی ۱۲ منہ [2] یعنی عالی خاندانی شرافت دیکھ کر ۱۲ منہ [3] یعنی عمدہ اخلاق عمدہ روّیہ ۱۲ منہ [4] یعنی اس مالدار کی طرح کے اگر دنیا بھر لوگ مالدار جمع کئے جائیں تو ان سب سے یہ اکیلا غریب شخص درجہ میں بڑھ کر ہے دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں غریب لوگ مالداروں سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں جائیں گے ۱۲ منہ

بَابُ ٧٦٢ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

۴۷۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رض وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ۔

باب کفاءت میں مالداری کا لحاظ رکھنا مفلس مرد کا مالدار عورت سے شادی کرنا[1]

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى کا مطلب دریافت کیا انہوں نے فرمایا بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو، ولی اس کے مال اور جمال کی وجہ سے اس سے نکاح کرنے کی خواہش کرے لیکن مہر پورا نہ دینا چاہے (جو اس لڑکی کو دوسری جگہ مل سکتا ہو) اس صورت میں اس یتیم لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت نازل ہوئی البتہ اگر انصاف کے ساتھ اس کا مہر مقرر کرے تو نکاح کر سکتا ہے نہیں تو یہ حکم ہے کہ اس کے سوا دوسری جن عورتوں سے چاہے نکاح کر لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جن لوگوں نے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ویستفتونک جو سورۂ نساء میں ہے وترغبون ان تنکحوھن تک۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ یتیم لڑکی اگر حسین و جمیل اور مالدار ہوتی ہے تو اس کے ولی کو اس کا نکاح پسند ہوتا غریب اور بے صورت لڑکیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور اسے چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ جیسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادار و بدصورت ہو ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہیئے جب وہ مالدار اور خوبصورت ہو البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا پورا مہر ادا کریں تب اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

[1] اس میں اختلاف ہے کہ کفاءت میں مالداری کا اعتبار بھی ہے یا نہیں اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ مالداری کوئی چیز نہیں مال کا اعتبار کیا ہے آج ہے کل نہیں۔ بعضوں نے کہا مالداری کا بھی کفاءت میں لحاظ ضرور ہے اور اگر ولی نے کسی مفلس مرد سے بے عورت کی رضامندی کے اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

بَابُ ۲۶۷۸ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ۔

باب عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا[1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہاری بعض عورتیں اور بعض بچے خود تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے بچے رہو۔

۴۷۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ۔

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب از حمزہ و سالم پسران عبداللہ ابن عمرؓ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نحوست و بے برکتی (اگر ہو) تو عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوگی۔

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ

(از محمد بن منہال از یزید بن زریع از عمر بن محمد عسقلانی از والدش) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نحوست کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو (سمجھ لوکہ) گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوگی۔

۴۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوحازم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوگی۔

۴۷۳۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ

(از آدم از شعبہ از سلیمان تیمی از عثمان نہدی) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ایک حدیث میں ہے کہ انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عورت اچھی ہو سواری اچھی ہو اور گھر اچھا ہو اور بدبختی یہ ہے کہ جورو بری ہو گھر برا ہو سواری بری ہو۔ علماء نے کہا ہے عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو بداخلاق ہو اور زبان دراز ہو اور بدچلن ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر جہاد نہ کیا جائے شریر بدذات ہو۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ آنگن تنگ ہو ہمسائے برے ہوں لیکن نحوست کے معنی بدفالی کے نہیں ہیں جس کو عوام نحوست سمجھتے ہیں یہ تو دوسری صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ بدفالی لینا شرک ہے مثلاً باہر جاتے وقت کانا سامنے سے آیا یا عورت یا بلی گزری یا چھینک آئی تو یہ سمجھنا کہ اب کام نہ ہوگا ایک جہالت کا خیال ہے جس کی دلیل عقل یا شرع سے بالکل نہیں ہے اسی طرح تاریخ یا دن یا وقت کی نحوست یہ سب باتیں محض لغو ہیں اور جو لوگ اس پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ پکے جاہل اور ناتربیت یافتہ ہیں ۱۲منہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضـ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔

نے فرمایا میں نے اپنے بعد کوئی بلا جو مردوں کو خراب کرے، عورتوں سے زیادہ نہیں چھوڑی[1]۔

بَابٌ ۲۶۷۹ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ۔

باب آزاد عورت غلام کی بیوی بن سکتی ہے۔

۴۷۴۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضـ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے شریعت کے تین مسائل معلوم ہوئے۔ جب وہ آزاد ہوئی تو اسے اختیار دیا گیا[2]۔ بریرہ رضہ ہی کے مقدمے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ غلام اور لونڈی کا ترکہ اسے ملے گا جو انہیں آزاد کرے۔ نیز ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ چولہے پر (گوشت کی) ہنڈیا چڑھی ہوئی تھی۔ آپ کے سامنے روٹی کے ساتھ سالن رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں (تازہ سالن نہیں لاتے؟) میں نے تو خود دیکھا گوشت کی ہانڈی چولہے پر پک رہی تھی۔ عرض کیا گیا اس میں صدقے کا گوشت ہے جو بریرہ رضہ کے لئے آیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے مگر ہمارے لئے ہدیہ ہے (ہم اسے کھا سکتے ہیں[3])

بَابٌ ۲۶۸۰ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ

باب چار بیویوں سے زیادہ آدمی نہیں کر سکتا[4]۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مثنیٰ وثلث ورباع[5] دو دو تین تین، چار چار۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو یا تین یا چار جیسے سورہ فاطر میں اس کی نظیر موجود ہے

---

[1] آدمی عورتوں اور بچوں کی محبت میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ ان کی خاطر سینکڑوں گناہ کر بیٹھتا ہے پھر مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] اپنے اگلے خاوند مغیث کے پاس رہے جو غلام تھا یا نکاح فسخ کر ڈالے ۱۲ منہ [3] بعضے علماء نے یہی کہا ہے کہ بریرہ جب آزاد ہوئی تھی اس وقت اس کا شوہر غلام تھا اور باب کا مطلب اسی صورت میں نکلتا ہے کیونکہ جب بریرہ اس کے پاس رہنے کو راضی ہو جاتی تو آزاد عورت غلام کے نکاح میں رہتی حنفیہ کہتے ہیں بریرہ کا شوہر آزاد تھا اور اسی بنا پر اس بات کے قائل ہیں کہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو ہر حال میں اختیار رہتا ہے نکاح قائم رکھے یا فسخ کر ڈالے خواہ اس کا خاوند غلام ہو یا آزاد ۱۲ منہ [4] یعنی دو دو، تین تین اور چار چار عورتیں کر سکتے ہو اب چار سے زیادہ عورتیں ایک وقت میں آدمی اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا اگر چار عورتیں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرے گا تو وہ نکاح باطل ہو گا رافضیوں نے نو بیبیاں اور خارجیوں نے اٹھارہ تک درست رکھی ہیں بعضوں نے بلا قید جہاں تک چاہے اور صحیح حدیث ان کا رد کرتی ہے اس میں یہ ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوئے تو ان کے پاس دس عورتیں تھیں آپ نے فرمایا چار رکھ لے باقی چھوڑ دے ۱۲ منہ [5] یہاں واؤ جمع کے لئے نہیں ہے جیسے رافضیوں نے سمجھا ہے اور نو بیبیاں جائز رکھی ہیں ۱۲ منہ

أَوْ رُبَاعَ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَعْنِي مَثْنٰى أَوْ ثُلٰثَ أَوْ رُبَاعَ

اُولِی اَجْنِحَۃٍ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی دو پر والے فرشتے یا تین پر والے یا چار پر والے فرشتے[1]

۴۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى قَالَتِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔

(از محمد از عبدہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتٰمٰی سے مراد یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی کسی شخص کے پاس ہو اور وہ اس کا ولی ہو پھر وہ اس کی مالداری کی وجہ سے اس سے نکاح کر لے اور اچھا سلوک نہ کرے نہ اس کے مال میں انصاف کرے تو ایسے اشخاص کے لئے یہ حکم ہوا کہ یتیم لڑکی سے نکاح نہ کریں بلکہ اس کے سوا جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لیں۔

بَابٌ ۲۶۸۱ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ۔

باب دودھ پلانے والی ماؤں یعنی رضاعت کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو عورتیں نسب میں حرام ہیں وہ دودھ کی شرکت میں بھی حرام ہوں گی"[2]

۴۷۴۲ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا

(از اسمٰعیل از مالک از عبداللہ بن ابی بکر از عمرۃ بنت عبد الرحمٰن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے، اتنے میں انہوں نے ایک مرد کی آواز سنی جو ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جانے کی اجازت مانگتا ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ ایک شخص آپ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں یہ فلاں

---

[1] امام بخاریؒ نے امام زین العابدین رحمہ اللہ کا قول لا کر رافضیوں کا رد کیا کیونکہ وہ امام صاحب کو مانتے ہیں پھر ان کے قول کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کیونکر جائز رکھتے ہیں رافضی کہیں گے یہ امام صاحب نے تقیہ کے طور پر فرمایا ہوگا۔ مجھ کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ امام صاحب کے اس قول کو کس نے وصل کیا نہ حافظ نے لکھا نہ قسطلانی نے ۱۲ منہ

[2] رضاعت یعنی دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اس کا خاوند جس سے دودھ ہے اس کی بیٹی ماں بہن پوتی نواسی پھوپھی بھتیجی بھانجی باپ دادا نانا بھائی پوتا نواسہ چچا بھتیجا بھانجا یہ سب شیرخوار کے محرم ہو جاتے ہیں بشرطیکہ پانچ بار دودھ چوسا ہو اور مدت رضاعت یعنی دو برس کے اندر پیا ہو لیکن جس بچہ نے یا بچی نے دودھ پیا اس کے باپ بھائی یا بہن یا ماں یا نانی خالہ ماموں وغیرہ دودھ پلانے والی عورت یا اس کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے تو قاعدہ کلیہ یہ ٹھہرا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد صرف محرم ہوتی ہے اس کے باپ بھائی چچا ماموں خالہ وغیرہ یہ محرم نہیں ہوتے ۱۲ منہ

رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُكَ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

شخص ہے جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ اگر میرے رضاعی چچا فلاں زندہ ہوتے تو میں ان کے سامنے نکلتی ؟ آپ نے فرمایا بے شک خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے ویسے ہی دودھ پینے سے بھی۔

۴۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از قتادہ از جابر بن زید) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے ؟ آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی (حمزہ) کی بیٹی ہے۔

بشر بن عمر نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا، اس میں یہ الفاظ ہیں "میں نے قتادہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جابر بن زید سے سُنا" پھر یہی حدیث بیان کی [1]۔

۴۷۴۴۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ

(از حکم بن نافع از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر از زینب بنت ابی سلمہ) ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے کہا یا رسول اللہ میری بہن سے آپ نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ پسند کرتی ہے ؟ (کہ تیری بہن تیری سوکن بنے) انھوں نے کہا ہاں میں پسند کرتی ہوں۔ اگر میں اکیلی بیوی ہوتی تو پسند نہ کرتی۔ پھر میری بہن اگر میرے ساتھ بھلائی میں شریک ہو تو میں کیسے نہ چاہوں گی ؟ (غیر لوگوں سے تو میری بہن اچھی ہے) آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ! لوگ کہتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ کی بیٹی سے جو ام سلمہ کے پیٹ سے ہے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا

[1] اس کو امام مسلم رح نے وصل کیا۔ اس سند کے لانے سے امام بخاری رح کی غرض قتادہ کا سماع جابر بن زید سے ثابت کرنا ہے۔ اس لئے قتادہ تدلیس کیا کرتے تھے جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ

أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ

کیا کہا ابوسلمہ کی بیٹی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! تو فرمایا اگر وہ ربیبہ یعنی میری پرورش میں نہ ہوتی (میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی) تب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے مجھے اور ابوسلمہ (اس کے باپ) کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ دیکھو ایسا مت کرو، اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے کے لئے مجھ سے نہ کہو۔

عروہ راوی کہتے ہیں ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر ابولہب کو دی تو ابولہب نے اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

ابولہب کے مرنے کے بعد اسے کسی عزیز[1] نے خواب میں بُرے حال میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے؟ کیا گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر اس میں ذرا سا پانی (پیر کے دن) مل جاتا ہے۔ (ابولہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمے کی انگلی یعنی سبابہ کے درمیان ہوتا ہے) یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا[2]۔

بَابٌ ۲۶۸۲ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

باب اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے دو برس کے بعد رضاعت سے حُرمت نہ ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت لازم ہو جائے گی۔

---

[1] کہتے ہیں یہ حضرت عباسؓ تھے ۱۲ منہ [2] یہ خواب اس آیت کے خلاف ہے قرآن شریف میں صاف موجود ہے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا۔ لیکن امام بیہقی نے کہا کہ قرآن شریف کی آیتوں کا مطلب ہے کہ کافروں کو عذاب سے خلاصی نہ ہوگی باقی رہی عذاب میں تخفیف تو وہ ممکن ہے جیسے ابوطالب کی تخفیف عذاب صحیح حدیث سے ثابت ہے مترجم کہتا ہے اس خواب سے بعضے لوگوں نے مجلس میلاد کے جواز پر دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ابولہب کسے سخت کافر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی کرنے میں عذاب میں تخفیف ہوئی تو مومنوں کو آپ کی ولادت کی محفل اور اس کی خوشی کرنے میں ضرور اجر ملے گا لیکن مخالفین کہتے ہیں کہ اول تو یہ خواب ہے اور خواب کوئی شرعی حجت نہیں دوسرے یہ روایت بھی منقطع ہے عروہ نے حضرت عباسؓ کو نہیں پایا اور مجلس میلاد ایک بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں کہ میں تو کسی بدعت میں سوائے ظلمت اور تاریکی کے مطلق نور نہیں پاتا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ۱۲ منہ

۴۷۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ۔

(از ابو الولید از شعبہ از اشعث از والدش از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو وہاں ایک مرد بیٹھا تھا[۱]۔ یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ آپ کو ناگوار گزرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ میرا بھائی رضاعی ہے آپ نے فرمایا سوچ سمجھ کر بتاؤ کون تمہارا بھائی ہے؟ رضاعت وہی معتبر ہے جب بچے کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے[۲]۔

باب ۲۶۸۳ لَبَنِ الْفَحْلِ۔

باب جس مرد کا دودھ ہو وہ بھی دودھ پینے والے پر حرام ہوتا ہے وہ شیر خوار کا باپ ہو جاتا ہے۔

۴۷۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عروہ ابن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ افلح جو ابو القعیس کے بھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگنے لگے یہ واقعہ نزول آیت پردہ کے بعد کا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا انہیں اندر آنے دیا کرو وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں۔

باب ۲۶۸۴ شَهَادَةُ الْمُرْضِعَةِ

باب اگر صرف دودھ پلانے والی عورت رضاع کی گواہی دے اور کوئی گواہ نہ ہو۔

۴۷۴۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ

(از علی بن عبد اللہ از اسمٰعیل بن ابراہیم از ایوب) عبد اللہ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں مجھ سے عبید بن ابی مریم نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن حارث سے روایت کیا۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ مزید کہتے ہیں میں نے یہ حدیث خود عقبہ سے بلا واسطہ عبید بھی سنی

[۱] حافظ نے کہا مجھ کو اس کا نام معلوم نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں وہ شاید ابو قعیس کا کوئی بیٹا ہو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی باپ تھا۔ اور جس نے کہا کہ یہ مرد عبد اللہ بن یزید تھا اس نے غلطی کی کیونکہ وہ بالاتفاق تابعین میں سے تھا ۱۲ منہ [۲] جب دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہیں ہوتی ۱۲ منہ

ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لٰكِنِّي لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ اَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِيْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَاَعْرَضَ فَاَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَاَشَارَ اِسْمٰعِيْلُ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى يَحْكِيْ اَيُّوْبَ -

ہے مگر بواسطۂ عبید جو حدیث میں نے سنی ہے وہ مجھے خوب یاد ہے حدیث یہ ہے عقبہ کہتے ہیں میں نے ایک عورت سے شادی کی تو ایک سیاہ رنگ کی عورت آئی کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے ۔ عقبہ کہتے ہیں میں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ سے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اب فلاں عورت سیاہ رنگ کی آئی اور کہنے لگی میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے (تم رضاعی بہن بھائی ہو) وہ جھوٹی ہے ۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ۔ (آپ کو عقبہ کا یہ کہنا کہ وہ جھوٹی ہے ناگوار گزرا) آخر میں اس طرف گیا مدھر آپ کا رخ انور تھا اور یہی عرض کیا کہ وہ عورت جھوٹی ہے آپ نے فرمایا جب دودھ پلانے والی عورت خود تصدیق کرتی ہے پھر اس عورت کو کیسے بیوی بنا سکتے ہو اس بیوی کو چھوڑ دے ۔ اسمٰعیل راوی نے سبابہ انگلی (کلمے کی انگلی) اور وسطیٰ انگلی سے اس طرح اشارہ کیا جیسے ایوب سختیانی نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اشارہ کیا تھا [1]

باب ۲۶۸۵ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَقَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ

باب کونسی عورتیں حلال ہیں اور کونسی حرام ہیں ؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے لوگو ! تم پر تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں ، تمہاری بہنیں ، تمہاری پھوپھیاں ، تمہاری خالائیں ، تمہاری بھتیجیاں ، تمہاری بھانجیاں حرام ہیں ـــــــ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا تک ۔ انس بن مالک [2] کہتے ہیں وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ سے خاوند والی عورتیں مراد ہیں جو آزاد ہوں وہ بھی حرام ہیں ۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی کی لونڈی اس کے غلام کے نکاح

---

[1] انہوں نے آنحضرت کا اشارہ نقل کیا تھا آپ نے انگلیوں سے بھی اشارہ کیا اور زبان سے بھی فرمایا اس عورت کو چھوڑ دے ۱۲ منہ [2] اس کو اسماعیل قاضی نے کتاب احکام القرآن میں وصل کیا ۱۲ منہ

الْحَرَائِرُ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَاُمِّهٖ وَابْنَتِهٖ وَاُخْتِهٖ وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَاَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمُ الْاٰيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَّامْرَاَةِ عَلِيٍّ وَّقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ بِهٖ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَاْسَ

یں ہو تو اسے غلام سے چھین کر (طلاق دلا کر) اس سے خود جنسی تعلق رکھے لے[1]۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو[2]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں چار عورتیں ہوتے ہوئے پانچویں سے بھی نکاح کرنا اسی طرح حرام ہے جیسے اپنی ماں بیٹی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

امام بخاری رح کہتے ہیں مجھ سے امام احمد بن حنبل[3] نے بحوالہ یحییٰ بن سعید از سفیان از حبیب از سعید از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہوئے اور سسرال کی وجہ سے سات رشتے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ آخر تک۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (زینب) اور حضرت علی رض کی زوجہ (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں سے نکاح کیا۔ انہیں جمع کیا[4]۔

ابن سیرین کہتے ہیں حضرت امام حسن بصری رح نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا۔ پھر کہنے لگے اس میں کوئی قباحت نہیں

---

[1] لیکن اکثر لوگوں نے الا ما ملکت ایمانکم کا یہ مطلب رکھا ہے کہ جو خاوند والی عورتیں لڑائی میں قید ہو کر آئیں لونڈیاں بنیں ان سے جماع کرنا درست ہے۔ گو ان کے خاوند کافر دارالکفر میں موجود ہوں ۱۲ منہ [2] مگر اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی عورت سے مسلمان نکاح کر سکتا ہے اس طرح مجوسی یعنی پارسی عورتوں سے بھی مگر بعضوں نے پارسی عورتوں سے نکاح جائز نہیں رکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ قسطلانی نے کہا اور پیغمبروں کے پیرو جیسے آدم اور ادریس اور شیث اور داؤد علیہم السلام کے ان کا بھی حکم ہے اسی طرح سورج اور چاند اور ستاروں کے پوجنے والوں کا اور معطلہ اور زنادقہ اور باطنیہ کا انکی عورتوں سے بھی نکاح درست نہیں ۱۲ منہ [3] اس کو فریابی اور عبد بن حمید نے باسناد صحیح وصل کیا ۱۲ منہ [4] امام احمد بن حنبل سے امام بخاری نے اس کتاب میں دو روایتیں کی ہیں ایک یہ اور ایک مغازی میں اور مجھ کو ان کی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ امام بخاری نے ایسے بڑے امام سے زیادہ روایتیں اس کتاب میں کیوں نہیں کیں حافظ نے کہا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاری پہلے سفر میں امام احمد کے اکثر مشائخ سے مل چکے تو امام سے روایت کرنے کی ضرورت نہ رہی اور جب امام بخاری نے دوسرا سفر کیا اس زمانہ میں امام احمد حنبل نے حدیث کم کر دی تھی شاذ و نادر حدیث سناتے تھے اور یہی سبب ہوا کہ امام بخاری نے امام احمد کے اقران یعنی علی بن مدینی وغیرہ سے بہت سی روایتیں کیں ۱۲ منہ [5] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا تو معلوم ہوا کہ ایک عورت اور اس کے خاوند کی بیٹی میں جو دوسری عورت کے بطن سے ہو جمع کرنا جائز ہے حضرت زینب حضرت فاطمہ زہرا کے بطن حضرت علی رض کی صاحبزادی تھیں اور لیلیٰ بنت مسعود حضرت علی رض کی بی بی تھیں عبداللہ بن جعفر کی چچی ہوئیں معلوم ہوا چچی یا ممانی یا پھوپھا کی جورو جو اپنے باپ کی بہن یعنی پھوپھی نہ ہو اس سے آدمی نکاح کر سکتا ہے اور یہ عورتیں محرم نہیں ہیں اسی طرح خالو کی وہ جورو جو اپنی ماں کی بہن نہ ہو حلال ہے اس طرح خسر کی وہ جورو جو اپنی بی بی کی ماں نہ ہو ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ یہ ابن سیرین نے اس وقت

بِهٖ وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ وَكَرِهَهٗ
جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ وَلَيْسَ
فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُحِلَّ
لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ
ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِأُخْتِ امْرَأَتِهٖ
لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ وَيُرْوٰى
عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَ
أَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْمَنْ يَّلْعَبُ بِالصَّبِيِّ
إِنْ أَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ
أُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ
لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِهَا
لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ وَيُذْكَرُ
عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
حَرَّمَهٗ وَأَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ
بِسَمَاعِهٖ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُرْوٰى
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ
ابْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ

ہے[1]۔ حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اپنی دونوں چچا[2] کی بیٹیوں سے ایک رات میں شادی کی[3]۔

جابر بن زید تابعی نے اسے مکروہ سمجھا[4] تاکہ ان میں حسد نہ ہو[5] مگر یہ فعل حرام[6] نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے سوا اور سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی (سالی کی بہن) اس پر حرام نہ ہوگی[7]۔

یحییٰ بن قیس کندی سے روایت ہے انہوں نے شعبی اور ابو جعفر سے انہوں نے کہا اگر کوئی شخص اغلام بازی کرے اور دخول کردے تو اب اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ کوئی مشہور شخص نہیں اور نہ کسی دوسرے نے اس کے ساتھ ہو کر روایت کی[8]۔

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[9] کیا کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی[10]۔ ابو نصر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حرام ہو جائے گی۔ اس راوی ابو نصر کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے یا نہیں۔ عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض

۱؎ اس کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ یعنی محمد بن علی و عمرو بن علی ۱۲ منہ ۳؎ اس کو عبدالرزاق اور ابو عبیدہ بن سلام نے وصل کیا معلوم ہوا کہ چچیری بہنوں کو جمع کرسکتے ہیں ۱۲ منہ ۴؎ یعنی چچیری بہنوں کے جمع کرنے کو ۱۲ منہ ۵؎ یعنی ایک دوسری کی سوکن بن جانے سے ۱۲ منہ ۶؎ یہ مضمون ایک مرفوع حدیث میں بھی وارد ہے جس کو ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے مرسلاً نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے دو رشتہ دار عورتوں کو جمع کرنے سے منع کیا اس لئے کہ ان میں دشمنی نہ پیدا ہو اور خلال نے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ اس کو مکروہ جانتے تھے ۱۲ منہ ۷؎ کیونکہ جمع بین الاختین یہ عقد نکاح حرام ہے اور یہاں یہ عقد نکاح جمع نہیں ہوا بلکہ ایک سے نکاح کیا ایک سے زنا کیا اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ ۸؎ سفیان ثوری اور اوزاعی اور امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے کہ اگر لونڈے سے دخول کیا (اغلام کیا) تو اب اس کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہوگیا۔ اسی طرح اگر خسر سے یا سالے سے تو پھر اس کی بیٹی یا بہن حرام ہو جائے گی۔ یہ قول شاذ ہے اور جمہور علماء نے اس کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں جمع بین الاختین صرف یہ عقد نکاح حرام ہے اسی طرح اپنی جورو کی ماں حرام ہے نہ مفعول لڑکے کی ماں اب اگر کوئی اپنی جورو کے نکاح کے بعد لواطت کرے تو اس کی بیٹی اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں ۱۲ منہ ۹؎ کیونکہ حرام سے حلال حرام نہیں ہوتا یہ مضمون ایک مرفوع حدیث میں ہے جس کو دارقطنی اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا اگر کسی عورت سے زنا کرے اس کی بیٹی یا ماں سے نکاح کرسکتا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی ایسا ہی مروی ہے ۱۲ منہ ۱۰؎ اس کو بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ

الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامِعَ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ۔

حضرات اہل عراق (ثوری، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا یہی قول ہے کہ حرام ہو جائے گی[1]۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حرام نہ ہو گی جب تک بیوی کی ماں کو (یعنی ساس) زمین سے نہ لگا دے (اس سے جماع نہ کرے[2])

سعید بن مسیب، عروہ اور زہری نے ساس سے زنا کرنے والے پر اس کی بیوی کو جائز قرار دیا (یعنی بیوی حرام نہیں ہوئی) زہری کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہو گی۔ مگر یہ روایت مرسل (منقطع[3]) ہے۔

بَابٌ ۲۶۸۶ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ حَبِيبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً

باب آیت وربائبکم التی فی حجورکم[4] الآیہ (ترجمہ) حرام ہیں تم پر بیویوں کی لڑکیاں جن کی تم پرورش کرتے ہو، جب تم ان بیویوں سے دخول کر چکے ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ دخول مسیس اور لماس ان سب سے جماع مراد ہے۔ بیوی کی اولاد کی اولاد (مثلاً پوتی یا نواسی) بھی حرام ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے[5] فرمایا۔ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر پیش نہ کرو۔ تو بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹی کی بیٹی (نواسی) سب آ گئیں۔ اسی طرح بہوؤں میں پوتے کی بیوی اور بیٹوں میں بیٹوں کی بیٹیاں (پوتیاں) اور نواسیاں سب داخل ہیں اور بیوی کی بیٹی بہرحال ربیبہ ہے خواہ خاوند کی پرورش میں ہو یا کسی اور کے پاس پرورش پاتی

---

[1] حنفیہ کا یہی قول ہے اس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] عمران کی روایت کو عبدالرزاق نے اور جابرؓ اور حسن بصریؒ کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] کیونکہ زہری نے حضرت علی سے نہیں سنا اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہو گی اور اوپر بھی گذر چکی ہے ۱۲ منہ [5] تو فی حُجُورِكُمْ کی قید اتفاقی ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک اگر ربیبہ خاوند کی گود یعنی پرورش میں نہ ہو تو اس سے نکاح درست ہے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے ایسا ہی منقول ہے مگر جمہور علماء اور آئمہ اربعہ اس کے خلاف ہیں ۱۲ منہ [6] اس کو بزار اور حاکم نے وصل کیا باوجود اس کے آپ نے زینب کو فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی جب بھی مجھ پر حرام ہوتی جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [7] یعنی اگر کوئی ساس سے زنا کرلے تب بھی اس کی بیٹی یعنی زنا کرنے والے کی جورو اس پر حرام نہ ہو گی اس کو کہہ سکتا ہے ۱۲ منہ

لَهٗ اِلٰی مَنْ یَّکْفُلُهَا وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهٖ ابْنًا

ہو، ہر طرح حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ (زینب) کو (جو ابو سلمہ کی بیٹی تھی) ایک اور شخص (نوفل اشجعی) کو پالنے کے لئے دی[1] نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔[2]

۴۷۲۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ زَیْنَبَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَّكَ فِیْ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیٰنَ قَالَ فَاَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ اَتُحِبِّیْنَ ؟ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرِکَنِیْ فِیْكَ اُخْتِیْ قَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِیْ قُلْتُ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَخْطُبُ بِنْتَ اُ سَلَمَةَ قَالَ ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِیْبَتِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَاهَا ثُوَیْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ اَبِیْ سَلَمَةَ۔

(از حمیدی از سفیان از ہشام از والدش از زینب)
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو (میری بہن کو) پسند فرماتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کیوں میں کیا کروں ؟ میں نے کہا نکاح کر لیجئے! آپ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند ہے ؟ (کہ وہ تیری سوکن بنے) میں نے عرض کیا میں اکیلی تو آپ کے پاس نہیں (اور ازواج بھی تو آپ کی ہیں) اگر میری بہن آپ کی زوجیت میں میری شریک ہو تو دوسروں سے تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں[3]۔ میں نے کہا میں نے سنا ہے آپ بنت ام سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو اگر میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ مجھے اور اس کے باپ (ابو سلمہ) کو دونوں کو ثویبہ[4] نے دودھ پلایا ہے (وہ میری بھتیجی ہوئی) دیکھو (آئندہ) اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے متعلق مجھ سے نہ کہنا۔[5]

لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا[6] اس میں ابو سلمہ کی بیٹی کا نام دُرّہ مذکور ہے۔

(اور اگلی روایت میں زینب)

بَابٌ ۲۶۸۷ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باب وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کا بیان

---

[1] یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی کتاب المناقب میں اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بی بی کی پوتی مثل اس کی بیٹی کے حرام ہے ۱۲ منہ [2] یعنی دو بہنیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ [3] جو ابو لہب کی لونڈی ہے ۱۲ منہ [4] یعنی ان سے نکاح کرنے کے لئے نہ کہنا ۱۲ منہ [5] اس کو خود امام بخاری نے آگے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

۴۷۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ قُلْتُ لَمْ لَسْتُ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْلَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ ابن زبیر از زینب بنت ابی سلمہ) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میری بہن یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اسے پسند کرے گی؟ میں نے کہا بے شک میں کوئی اکیلی تو آپ کے پاس نہیں (یہاں تو کئی سوکنیں موجود ہیں) اس صورت میں اگر میری بہن کا بھلا ہو تو غیروں سے تو اس کی بھلائی مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں (کیونکہ ایک بہن میرے نکاح میں ہے) میں نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم تو یہ ذکر کر رہے تھے کہ آپ دُرّہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ام سلمہ کی لڑکی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا وہ تو خدا کی قسم اگر میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ تو رضاعت کے رشتے سے میری بھتیجی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ (اس کے باپ) کو دونوں کو ثُویبہ نے دودھ پلایا ہے تو آئندہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے نکاح کا معاملہ میرے سامنے پیش نہ کیا کرو[1]۔

بَابٌ ۲۶۸۸ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا۔

باب اپنی بیوی کی بھتیجی اور بھانجی سے عقد نکاح حرام ہے[2]۔

۴۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ

(از عبدان از عبداللہ از عاصم از شعبی) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

---

[1] حافظ نے کہا دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا بالاجماع حرام ہے خواہ یہ سگی بہنیں ہوں یا علاتی یا اخیافی یا دودھ بہنیں ہوں۔ اگر وہ لونڈیاں اس کی بہنیں ہوں تو بعضوں نے دونوں کا جمع کرنا جائز رکھا ہے اور جمہور نے اس کو بھی منع کیا ہے ۱۲ منہ [2] ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے لیکن خارجیوں اور شیعوں نے اس کو جائز رکھا ہے۔ ان کے خلاف کا اعتبار نہیں ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں میں بھی جمع کرنا منع ہے قسطلانی نے کہا پھوپھی میں دادا کی بہن نانا کی بہن ان کے باپ کی بہن اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کی محرم ہو البتہ اپنی جورو کے ماموں کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ۱۲ منہ

سَمِعَ جَابِرًا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْخَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ۔

کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ کے اوپر نکاح کی جائے۔
داؤد بن ابی ہند اور ابن عون نے اس حدیث کو شعبی سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایک عورت اور اس کی پھوپھی کو اپنے نکاح میں جمع نہ کرے نیز کوئی شخص ایک عورت اور اس کی خالہ کو جمع نہ کرے۔

۴۷۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرٰى خَالَةَ اَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ۔

(از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از قبیصہ بن ذویب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ کوئی اپنی بیوی پر اس کی پھوپھی یا خالہ کو بیاہ لائے۔
زہری کہتے ہیں باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح باپ کی پھوپھی کا بھی کیونکہ عروہ نے مجھ سے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام سمجھو جو خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں[1]۔

بَابُ ۲۶۸۹ الشِّغَارِ۔

باب نکاح شغار

۴۷۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی (یا بہن) دوسرے کو اس شرط پر بیاہ دے کہ وہ اپنی بیٹی (یا بہن) اسے بیاہ دے، اس کے سوا

[1] زہری کا مطلب یہ ہے کہ جیسے باپ کی خالہ یا باپ کی پھوپھی سے نکاح درست نہیں اسی طرح باپ کی خالہ اور اس کے بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اور اس کے بھتیجے کی بیٹی میں جمع جائز نہ ہوگا ۱۲ منہ

اِبْنَتَهُ عَلَى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

مہر متعین نہ کیا جائے[1]

بَابٌ ۲۶۹ هَلْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ۔

باب کیا عورت اپنا نفس کسی کو ہبہ کر سکتی ہے؟[2]

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِّنَ اللَّائِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رض اَمَا تَسْتَحِيْ الْمَرْاَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَآ اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ رَوَاهُ اَبُوْ سَعِيْدِ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

(از محمد بن سلام از ابن فضیل از ہشام) ہشام کے والد کہتے ہیں خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کیا عورت کو اپنا نفس کسی مرد کو ہبہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "اے پیغمبر! تو اپنی جس بیوی کو چاہے نظر انداز کر دے[3]۔ الآیۃ"

حضرت عائشہ کہنے لگیں یا رسول اللہ! اب میں سمجھی اللہ تعالیٰ فوراً آپ کی تمنا پوری کرتا ہے۔

اس حدیث کو ابو سعید (محمد بن مسلم) مؤدب محمد بن بشر اور عبدہ بن سلیمان نے بھی ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے مگر آپس میں کچھ الفاظ کم و بیش روایت کئے[4]۔

بَابٌ ۲۶۹۱ نِكَاحُ الْمُحْرِمِ

باب حالتِ احرام میں عقد نکاح[5]

۴۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

(از مالک بن اسمٰعیل از ابن عیینہ از عمرو از جابر بن زید) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے) حالتِ احرام میں عقد نکاح فرمایا۔

---

[1] جمہور علماء　　کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے اور حنفیہ کہتے ہیں نکاح درست ہو جائے گا اور ہر ایک کو مہر مثل دینا ہوگا شغار کی یہ تفسیر بعضے کہتے ہیں حدیث میں داخل ہے بعضے کہتے ہیں ابن عمرؓ یا نافعؒ یا امام مالکؒ کا قول ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی ہبہ کے لفظ سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک اگر مہر وغیرہ کا ذکر نہ کرے صرف یوں کہے کہ میں نے اپنے تئیں تجھ کو بخش دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک صحیح ہو جائے اور مہر مثل واجب ہوگا ۱۲ منہ

[3] اور جس کو چاہے اپنے پاس جگہ دے ۱۲ منہ

[4] مؤدب کی روایت کو ابن مردویہ نے اور محمد بن بشر کی روایت کو امام احمد نے اور عبدہ کی روایت کو امام مسلم اور ابن ماجہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

[5] اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ　　کا یہ قول ہے کہ محرم نہ اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ دوسرے کا اور نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف نکاح کر سکتا ہے کیونکہ وہ صرف ایجاب اور قبول ہے تو بیع و شراء کی مثل ہوگا ۱۲ منہ

باب ۲۶۹۲ نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وقت میں متعہ کے لئے منع فرمایا۔

۴۷۳۶۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رض قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ۔

(از مالک بن اسمٰعیل از ابن عیینہ از زہری از حسن بن محمد ابن علی و برادرش عبد اللہ از والد ہر دو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر میں متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رض سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ عورتوں سے متعہ کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا جائز ہے۔ اس پر ان کا غلام کہنے لگا کہ متعہ اس وقت جائز ہوگا جب مردوں کو سخت ضرورت ہوگی[1] اور عورتوں کی کمی ہوگی یا کچھ ایسا ہی کہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں[2]۔ اسی وقت کے لئے۔

۴۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا

(از علی از سفیان از عمرو از حسن بن محمد) حضرت جابر ابن عبد اللہ و سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم ایک لشکر میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا کہنے لگا تمہیں متعہ کرنے کی اجازت ہے لہٰذا متعہ کرلو۔

ابن ابی ذئب کہتے ہیں مجھ سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے

---

[1] یعنی شہوت کے مارے مجبور ہوں گے ۱۲ منہ [2] یعنی ایسی ہی سخت ضرورت کی حالت اور سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ جائز کردیا تھا۔ اگلی حدیث امام بخاری نے دونوں اماموں محمد بن حنفیہ کے صاحبزادوں اور حضرت علی رض سے نقل کیا تاکہ شیعوں پر حجت پوری ہو جائے مگر امام بیہقی نے کہا کہ اس حدیث میں متعہ کا ذکر غلطی ہے کیونکہ متعہ کا اس کے بعد یعنی فتح مکہ میں بھی مباح ہوا پھر غزوۂ اوطاس میں منع ہوا لیکن اسحاق بن راہویہ اور ابن حبان نے ایک ضعیف طریق سے نکالا کہ پھر جنگ تبوک میں مباح ہوا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ پھر حج وداع میں منع ہوا غرض اس بار بار کی حلت اور حرمت سے بعض صحابہ کو شبہ رہ گیا اور وہ اس کی حلت کا فتویٰ دیتے رہے جیسے ابن عباس وغیرہ لیکن ابن عباس رض سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کیا ابن منذر نے کہا اب اس کی حرمت پر علماء کا اجماع ہوگیا ۱۲ منہ

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ۔

بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا اگر مرد اور عورت متعہ کریں اور مدت متعین نہ کریں تو (کم از کم) تین دن تین رات تک مل کر رہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں تو جدا ہو جائیں یا او رمدت بڑھا دیں۔

سلمہ کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت خاص ہمیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی تھی یا یہ اجازت عام سب لوگوں کے لئے ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی حلت منسوخ ہو گئی[1]

بَابٌ ۲۶۹۳ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

باب عورت کسی نیک مرد سے نکاح کرنے کی درخواست کر سکتی ہے۔

۴۷۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ قَالَ أَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَكَ بِي حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسَوْأَتَاهُ وَاسَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔

(از علی بن عبداللہ از مرحوم) ثابت بنانی کہتے ہیں میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ان کی ایک بیٹی بھی بیٹھی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس نے اپنا نفس آپ کو پیش کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری خواہش ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کہنے لگی کیا بے شرم عورت تھی افسوس افسوس انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عورت تجھ سے بہتر تھی اس نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا نفس آپ کو پیش کیا[2]

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ سے منع کیا امام بیہقی نے امام جعفر صادق علیہ وعلی آباء ہ السلام سے نکالا ان سے کسی نے پوچھا متعہ کے متعلق انہوں نے کہا متعہ کیا ہے زنا ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ یہ کون سی عورت تھی بہر حال ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی بات پر اس کو خوب تنبیہ کی کہ تو اس عورت کو بے شرم بتاتی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی رغبت کی سبحان اللہ! اچھے قسمت اس عورت کی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ بنائیں قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیک بخت اور دیندار مرد کے سامنے اگر عورت اپنے تئیں پیش کرے تو اس میں کوئی عار کی بات نہیں البتہ دنیاوی غرض سے ایسا کرنا مکروہ ہے ۱۲ منہ

۴۷۴۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

(از سعید بن ابی مریم از ابو غسان از ابو حازم) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ اتنے میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ (اگر آپؐ کو اس کی خواہش نہیں تو) مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے؟ آپ نے دریافت فرمایا تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ وہ کہنے لگا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے لوگوں کے پاس جا کر کچھ تو لے آ اور کچھ نہ ہو تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور کہنے لگا میرے پاس تو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ یہ تہ بند میرے پاس ہے، اس میں سے آدھا ٹکڑا میں اسے دیتا ہوں۔

سہل کہتے ہیں اس شخص کے پاس چادر بھی (اوڑھنے کو) نہ تھی (صرف تہ بند تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہ بند کیا کام آسکتا ہے تو پہنے تو عورت اس میں سے کچھ نہ پہن نہ سکے گی وہ پہنے تو تو کچھ نہیں پہن سکے گا۔ آخر وہ شخص مایوس ہو کر بیٹھ گیا، بڑی دیر تک بیٹھ کر اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (جاتا ہوا) دیکھ کر خود بلایا یا کسی اور سے بلوایا اور پوچھا تجھے قرآن میں سے کیا کیا یاد ہے؟ وہ کہنے لگا فلاں فلاں سورت، کئی سورتیں اس نے گنیں آپؐ نے فرمایا جا ہم نے ان سورتوں کے عوض یہ عورت تیری ملک (نکاح) میں دے دی)

بَاب ۲۶۹۴ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

باب کسی بزرگ یا نیک شخص کو اپنی بیٹی یا بہن اس کے عقد نکاح میں دینے کے لیے درخواست کرنا

۴۷۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب از سالم بن عبد اللہ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں ان کے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی صحابی رسولؐ مدینہ

يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا۔

میں انتقال کر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے حفصہ رض کے متعلق کہا۔ انہوں نے کہا میں سوچ کر بتاؤں گا۔ کئی دن میں نے انتظار کیا۔ چند دن بعد انہوں نے جواب دیا میری رائے یہ ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ آپ میری بیٹی سے نکاح کر لیجئے۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی، کچھ جواب ہی نہ دیا (نہ نفی نہ اثبات) مجھے عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا۔ غرض چند راتیں میں مزید ٹھیرا رہا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا۔ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔ چند دن بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا۔ آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر جب مجھ سے شادی کے لئے کہا تھا تو میری خاموشی سے شاید ناراض ہو گئے ہوں گے۔ میں نے کہا بے شک مجھے سخت ناگوار گزرا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ دیکھئے میں نے آپ کو اس وجہ سے جواب نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (آپ کی خواہش ان سے نکاح کرنے کی معلوم ہوئی تھی)، تو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کر دیتا (آپ سے کہہ دیتا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کا خیال حفصہ رض سے نکاح کرنے کا معلوم ہوتا ہے) البتہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیتے تو بے شک میں حفصہ رض سے نکاح کر لیتا۔[1]

---

[1] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر بیان کر کے حضرت عمر رض سے صفائی کر لی ان کا رنج رفع کر دیا سبحان اللہ حضرت ابوبکر رض آنحضرت صلعم کے کیسے محرم راز تھے، آپ اپنی کوئی بات ابوبکر رض سے نہیں چھپاتے تھے حالانکہ ان کی چہیتی بیٹی حضرت عائشہ رض آپ کے نکاح میں تھیں تب بھی آپ نے حفصہ کو بیاہ لینے کا قصد ان پر ظاہر کیا آپ کو پورا یقین تھا کہ ابوبکر آپ کے سچے خیر خواہ اور جانثار اور عاشق صادق ہیں بیٹی باپ سب سے زیادہ وہ آپ کو چاہتے ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

۴۷۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ زَیْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ اَنْكِحْ اُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّ اَبَاهَا اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

(از قتیبہ از لیث از یزید بن ابی حبیب از عراک بن مالک) زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم لوگ تو یہ باتیں کر رہے تھے کہ آپ دُرّہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ام سلمہؓ کی زوجیت کی موجودگی میں! سنو اگر میں نے ام سلمہؓ سے نکاح نہ کیا ہوتا (وہ میری زوجیت میں نہ ہوتی) تب بھی وہ میرے لئے حلال نہ ہوتی کیونکہ درہ کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے[1] (اور اس طرح دُرّہ میری بھتیجی ہے)۔

باب ۲۶۹۵ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ الْاٰیَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ اَكْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَیْءٍ صُنْتَهٗ وَاَضْمَرْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ وَقَالَ لِیْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ یَقُوْلُ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّزْوِیْجَ وَلَوَدِدْتُ اَنَّهٗ تَیَسَّرَ لِیْ امْرَاَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَاسِمُ یَقُوْلُ اِنَّكِ عَلَیَّ كَرِیْمَةٌ وَاِنِّیْ فِیْكِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "عورتوں کو اشارے کنائے میں نکاح کا پیغام بھیجنے میں یا خواہش نکاح اپنے دل میں چھپائے رکھنے میں کچھ گناہ نہیں" آخر آیت غفور حلیم تک۔

اَكْنَنْتُمْ کا معنی چھپائے رکھو۔ پوشیدہ چیز کو مکنون کہتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے طلق بن غنام نے ذکر کیا کہ ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، انہوں نے منصور بن معتمر سے، انہوں نے مجاہد، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ کی تفسیر میں کہا (تعریض یہ ہے) مرد (عدت والی) عورت سے کہے "میرا نکاح کرنے کا ارادہ ہے یا میری آرزو یہ ہے کوئی اچھی عورت مل جائے تو بہتر"[2]

[1] اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کو لاکر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گزر چکا اس میں باب کا مطلب موجود ہے کہ ام المومنین ام حبیبہ نے اپنی بہن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا کہ آپ ان سے نکاح کر لیں ۱۲ منہ

[2] یعنی صاف یوں نہ کہے تم مجھ سے نکاح کر لو یا میں تم سے نکاح کر لوں گا ۱۲ منہ

لَرَاغِبٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ اِلَيْكِ خَيْرًا اَوْ نَحْوُ هٰذَا وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ حَاجَةً وَّاَبْشِرِيْ وَاَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَّتَقُوْلُ هِيَ قَدْ اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَّلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَاِنْ وَّاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا الزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ تَنْقَضِي الْعِدَّةُ۔

نکاح کر لوں۔

قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں (تعریض یہ ہے) یوں کہے آپ مجھ پر مہربان ہیں یا مجھے آپ سے دلچسپی ہے[۱] یا یوں کہے اللہ آپ کے لیے اچھا کرنے والا ہے، یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ[۲]

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں اشارے کنائے میں پیغام دے (یہ تعریض ہے) صاف صاف نہ کہے (آپ مجھ سے نکاح کر لینا) مثلاً یوں کہے[۳] مجھے عورت کی ضرورت ہے یا آپ کو خوشخبری[۴] ہو اللہ کے فضل سے آپ پسندیدہ ہیں[۵] عورت یوں جواب دے[۶] جو آپ کہہ رہے ہیں سن رہی ہوں[۷] صاف صاف نکاح کا وعدہ نہ کرے[۸] اسی طرح عورت کا ولی بھی عورت کو بتائے بغیر کسی سے نکاح کا وعدہ نہ کرے اس کے باوجود اگر عورت نے عدت کے اندر کسی سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور عدت کے بعد اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا توڑنا ضروری نہیں[۹]۔ امام حسن بصریؒ کہتے ہیں وَلَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا سے یہ مراد ہے کہ (عدت کے اندر) عورت سے چھپ کر بدکاری نہ کرو۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ سے یہ مراد ہے کہ عدت گزر جائے[۱۰]۔

باب ۲۶۹۶ النَّظَرِ اِلَى الْمَرْاَةِ قَبْلَ التَّزْوِيْجِ

باب عورت کو عقد نکاح سے پہلے دیکھ لینا[۱۱]

---

[۱] اس کو امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا[۲] یعنی یوں نہ کہے میں تم سے نکاح کر لینا پسند کرتا ہوں ۱۲ منہ [۳] مثلاً تم ماشاء اللہ ابھی جوان ہو یا تم قبول صورت ہو تم حسین خوبصورت ہو تمہاری ایک ایک ادا مجھے پسند ہے تمہاری عدت گزر جائے تو مجھ کو ضرور خبر کرنا مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بن قیس سے یہی فرمایا جب تیری عدت گزر جائے تو مجھ کو خبر کیجیے ۱۲ منہ [۴] یعنی تمہاری آئندہ چین سے گذرے گی ۱۲ منہ [۵] کہ میں تم سے نکاح کروں گی [۶] یعنی عدت کے اندر صاف صاف نکاح کا ذکر کرنا یا نکاح کا وعدہ کرنا منع ہے جو کوئی ایسا کریگا گناہگار ہوگا مگر عدت کے بعد جو نکاح ہوگا وہ نکاح صحیح ہوگا نکاح میں ایسا کرنے سے کوئی نقصان نہ پیدا ہوگا ۱۲ منہ [۷] اس کو عبداللہ بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [۸] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [۹] یعنی جس عورت سے نکاح کرنا منظور ہو اس کو کسی بہانے سے ایک بار دیکھ سکتا ہے گو یہ دیکھنا شہوت کی نگاہ سے ہو اسی طرح عورت بھی جس مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے اس کو کسی تدبیر سے دیکھ سکتی ہے اس باب میں جو جو صاف حدیثیں آئی ہیں ان کو امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے کیوجہ سے نہ لا سکے ترمذی اور حاکم نے مغیرہ سے نکالا انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا آنحضرتؐ نے فرمایا اس کو دیکھ لے اس سے امید ہے کہ تم میں خوب الفت رہے گی امام مسلم نے ابوہریرہؓ سے نکالا ایک مرد نے انصاری عورت سے نکاح کرنا چاہا آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے اس کو دیکھا ہے وہ بولا نہیں آپؐ نے فرمایا جا اس کو دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں اکثر عیب ہوتا ہے قسطلانی نے کہا مرد عورت کے اسی طرح عورت مرد کے وہ اعضاء دیکھے جو ستر نہیں ہیں جیسے آزاد عورت کے منہ اور دونوں کف اور لونڈی کی ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک کو چھوڑ کر باقی اعضاء دیکھ سکتا ہے گو فتنہ کا ڈر ہو کیونکہ یہاں ضرورت ہے مترجم کہتا ہے اگر عورت کا دیکھنا نہ ہو سکے تو عورت اور مرد دونوں کو لازم ہے کہ کسی معتبر کو بھیج کر انکی صورت شکل دریافت کریں اور ہمارے زمانے میں تو فوٹو ایک عمدہ شی ہے گو ہماری شریعت میں تصویر بنانا اور بنوانا جائز نہیں مگر عکسی تصویریں ایک قول جواز کا بھی ہے اور اگر ناجائز بھی ہو تب بھی ضرورت سے جائز ہو جائے گا۔ جیسے شہوت سے اجنبی عورت یا مرد کو دیکھنا حرام ہے مگر نکاح کرتے وقت یا لونڈی خریدتے وقت یہ درست ہے اور یہاں سے پادریوں کا وہ اعتراض بالکل رفع ہو جاتا ہے جو وہ اسلامی شریعت پر کرتے ہیں کہ اسلامی شریعت میں شادی کا قاعدہ بدنما اور خلاف طبع ہے ایکا ایک شرمگیں کنواری لڑکی کو جو کبھی پردے کے (بقیہ ص ۷۹۳)

۴۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ۔

(از مسدد از حماد بن زید از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نکاح سے پہلے تجھے خواب میں دیکھ لیا تھا، ایک فرشتہ ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر تجھے لایا اور کہنے لگا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے کپڑا تیرے منہ سے اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ تو ہے میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تع اسے ضرور پورا کریگا (یعنی یہ نکاح ہوگا)

۴۷۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ

(از قتیبہ از یعقوب از ابو حازم) حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس لیے آئی ہوں کہ اپنا نفس آپ کی خدمت میں پیش کروں آنحضرتؐ نے اوپر نیچے اسے دیکھ کر اپنا سر جھکا لیا، جب عورت نے دیکھا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی، اتنے میں صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اس عورت کی حاجت نہ ہو تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے۔

آپ نے فرمایا تیرے پاس (مہر دینے کے لئے) کچھ ہے؟ وہ کہنے لگا خدا کی قسم یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ نہیں آپ نے

(بقیہ صفحہ سابق) باہر نہیں نکلی، ایک غیر مرد دوسرے کی گود میں بٹھا دیتے ہیں کیونکہ اسلام نے ایسا حکم نہیں دیا اگر مسلمان اپنی شریعت کو چھوڑ کر دوسری من گھڑت رسوم اختیار کرلیں تو اس کا الزام ان مسلمانوں پہ ہوگا۔ شریعت اسلامی نے تو اچھی طرح ٹھونک بجا کر نکاح کرنے کا حکم دیا ہے مرد عورت کو دیکھ لے عورت مرد کو دونوں اچھی طرح اپنا اطمینان کرلیں اس پر بھی اگر خدانہ خواستہ ناموافقت ہو تو طلاق کو ہماری شریعت نے جائز رکھا ہے۔ یہ طریقہ نصاریٰ کے طریق سے کہیں بہتر ہے کہ جوان مرد جوان عورت کو اپنے ساتھ لئے لئے پھرے اس سے تنہائی کرے ایسی حالت میں وہی بتائیں کہ فسق و فجور اور بدکاری کی روک کیونکر ہوسکتی ہے سبحان اللہ کیا کہنا شریعت اسلامی کا ایک ایک حکم دُر بے بہا اور حکمت و دانائی سے بھرا ہوا ہے لیکن عقل کے دشمن اگر تعصب کی وجہ سے نہ مانیں اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہیں تو اس کا کیا علاج ہے ۱۲ منہ

ع ۵ آپ اپنی امت پر نہایت شفیق تھے ممکن ہے آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا ہو کہ یہاں کوئی ضرورتمند بیٹھا ہے اسلئے آپ نے خود نکاح کرنا اچھا نہ سمجھا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال درست نہیں معلوم ہوتا کہ آپ نے اسے پسند نہ کیا۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ آپ کی پسند ناپسند کا معیار وہ نہیں ہے جو عام انسانوں کا ہوتا ہے آپ کی پسند ناپسند تبلیغی حکمتوں اور اس میں تبلیغی مصالح زیادہ ملحوظ ہوتے تھے۔ آپ کا معاملہ ہماری فہم سے بالاتر ہے۔ جہاں امت کے کسی فرد کی ضرورت معلوم ہوتی وہاں آپ بشری خواہشات اور پسند کی پرواکئے بغیر شفقت و ایثار فرماتے۔ عبدالرزاق

إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ -

فرمایا تو اپنے گھر جا شاید کچھ مل جائے وہ گیا اور لوٹ کر آیا کہنے لگا خدا کی قسم یا رسول اللہ مجھے تو کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا پھر دیکھ کچھ تو لے کر آ، چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی وہ پھر گیا اور لوٹ کر آیا کہنے لگا یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے تو لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہیں ہوسکی۔ البتہ میرا یہ تہبند حاضر ہے۔
سہل کہتے ہیں اس کے پاس چادر بھی (اوڑھنے کو) نہ تھی۔ وہ کہنے لگا اسی تہبند کا آدھا ٹکڑا یہ عورت لے سکتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا اس تہبند سے کیا ہوسکتا ہے؟ اگر تو اسے پہنے تو عورت اسے نہیں پہن سکتی اگر عورت پہنے تو پھر تیرے پاس کچھ نہیں رہتا۔ یہ سن کر وہ شخص بیٹھ گیا۔ بڑی دیر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد اٹھ کر چلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا۔ وہ پیٹھ موڑ کر چلتا ہوا۔ آپ نے حکم دیا لوگ اسے بلا لائے۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اچھا یہ بتا تجھے قرآن شریف کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں، وہ کہنے لگا فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں، کئی سورتیں اس نے شمار کیں۔ آپ نے فرمایا تو زبانی بغیر دیکھے پڑھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا بس اس حفظ قرآن کے عوض بس اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کئے دیتا ہوں۔

باب ۲۶۹۷ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا

باب بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو اے عورتوں کے متولیو تمہارے لیے انہیں روکنا درست نہیں (انہیں نکاح کرنے سے مت روکو) اس میں ثیبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آگئیں
اللہ تعالیٰ نے (اسی سورت میں) فرمایا اے

وَقَالَ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ

عورتوں کے متولیو تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے مت کرو اور سورہ نور میں فرمایا جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کر دو۔

۴۷۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ اَوِ ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ اٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِيْ اِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ

(از یحیٰی بن سلیمان از ابن وہب از یونس)

(دوسری سند) از احمد بن صالح از عنبسہ از یونس از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ چار طرح کے نکاح کیا کرتے تھے

(۱) اس طرح جس طرح آجکل لوگ کرتے ہیں کہ ایک مرد دوسرے مرد کو نکاح کا پیغام بھیجتا ہے وہ اپنی رشتہ دار عورت (مثلاً بہن بھتیجی بھانجی وغیرہ) یا بیٹی کا مہر وغیرہ مقرر کر کے نکاح کر دیتا

(۲) دوسرا نکاح یہ کہ شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہوتی یوں کہتا تو فلاں مردلہ کو بلا بھیج اس سے جماع کرالے جب وہ عورت ایسا کرتی تو اس کا خاوند اس سے اس وقت تک الگ رہتا جب تک اس کا حمل اس غیر مرد سے نمایاں نہ ہو جاتا۔ جب حمل نمایاں ہو جاتا تو اس کا خاوند بھی اگر چاہتا اس سے صحبت کرتا۔

یہ امر خاوند اس لئے کرتا کہ بچہ شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ ایسے نکاح کو استبضاع کا نکاح کہا کرتے تھےلہ

(۳) تیسرا نکاح یہ تھا کہ کئی آدمی مل کر جو دس سے بہرحال کم ہوتے کسی عورت کو زوجیت میں رکھتے۔ سب اس سے جماع کرتے۔ جب اسے حمل ہو جاتا اور وضع حمل کر لیتی تو کئی راتیں گزرنے پر ان سب مردوں کو

لہ یہ مرد وہ ہوتا جو ساری قوم میں شرافت اور حسن اور بہادری میں نامور ہوتا ۱۲ منہ ۔ لہ یہ امر اب تک ہندوؤں میں رائج ہے ہندوؤں کے شاستروں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے فرزند نرینہ نہ پیدا ہوتا تو اس کو جائز ہے کہ اپنی جورو کو ایک شریف برہمن کے ساتھ ہمبستر کرائے اور اس سے نطفہ لے۔ معاذ اللہ بے حیائی کی حد ہو گئی۔ کہو اگر اولاد نہ ہوئی تو نہ ہو، تم دنیا میں ایسے کام کیوں نہیں کر جاتے جو اولاد سے بڑھ کر تمہاری یادگار رہیں اور اگر ایسی ہی اولاد کی ہوس ہے تو کسی عزیز کا لڑکا لے کر اس کو اپنا بیٹا بنا لو اور اسے اپنے بیٹے کی طرح پال لو ۱۲ منہ

مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَنْ يَّمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيُلْحَقُ بِهٖ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِيَ ابْنَهٗ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهٗ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ۔

بلالیتی ان سب کو آنا پڑتا یہ عورت ان سے کہتی تم جانتے ہو جو تم نے کیا، اب میرا بچہ پیدا ہوا ہے وہ تم لوگوں میں فلاں شخص کا بچہ ہے، ان میں سے جس شخص کا نام لیتی وہ بچہ اسی کا ہو جاتا اسے انکار کی مجال نہ ہوتی

(۴) چوتھا نکاح یہ تھا کہ ایک عورت کے پاس بہت سے آدمی آتے جاتے رہتے وہ ہر ایک سے صحبت کرتی کسی سے انکار نہ کرتی یہ طوائف ہوتی، اس کے دروازے پر ایک جھنڈا لگا دیتے جس مرد کا دل چاہتا اس سے جماع کرتا اگر اسے پیٹ ہو جاتا اور وضع حمل کر لیتی تو جتنے مرد اس کے پاس گئے تھے سب قیافہ شناس کو بھیجتے، قیافہ شناس جس مرد کو اس بچے کا باپ بنا دیتا وہ بچہ اسی کا بیٹا ہو جاتا اس کا باپ وہی کہلاتا اس کو انکار کی مجال نہ ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو آپ نے جاہلیت کے سب نکاح موقوف کر دیئے ایک ہی نکاح باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

۴۷۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاءِ اللَّاتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ

(از یحییٰ از وکیع از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْاٰيَةَ اس یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی مرد کی پرورش میں ہو اور وہ خود بھی اس سے نکاح نہ کرے اور دوسرے مرد سے بھی نکاح نہ کرنے دے کہ مبادا اس کا خاوند اس یتیم لڑکی کے مال دولت

الرَّجُلِ لَعَلَّهَا اَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهُ فِيْ مَالِهِ وَ هُوَ اَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّشْرِكَهُ اَحَدٌ فِيْ مَالِهَا۔

میں اس کا شریک بن جائے (اپنی بیوی کے حصے کا دعویدار ہوجائے)

۷۴۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ رض لَقِيْتُ عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِيْ اَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ بَدَا لِيْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ رض فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ۔

(از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری از سالم) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں اور ان کے خاوند ابن حذافہ سہمی بدری صحابی رسول ص مدینے میں انتقال کرگئے تو میں عثمان بن عفان سے ملا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کردوں۔ وہ کہنے لگے کہ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ کئی روز بعد انہوں نے معذرت ظاہر کردی۔ بعد ازاں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا ان سے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں حفصہ کا نکاح تم سے کردیتا ہوں۔

۷۴۸۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ رض اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِيْ مِنْ رَّجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ

(از احمد بن ابی عمرو از والدش از ابراہیم از یونس) حسن بصری رض کہتے ہیں میں نے آیت فلا تعضلوہن ان ینکحن ازواجھن کی تفسیر کے متعلق جناب معقل بن یسار سے سنا وہ کہتے تھے یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے میری ایک بہن تھی جس کا میں نے کسی شخص سے نکاح کر دیا تھا اس نے اسے طلاق دے دی جب اس کی عدت گذر گئی تو دوبارہ اسے نکاح کا پیغام دینے لگا، میں نے اس سے کہا" میں نے اپنی بہن سے تیری شادی کی اسے تیرا بچھونا بنایا، تجھے عزت دی اس کا بدلہ

إِلَيْكَ أَبَدًا أَوْ كَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

تونے یہ دیا کہ اسے طلاق دے دی، اب کیوں اسے پیغام دینے آیا خدا کی قسم اب وہ تیرے پاس کبھی لوٹ کر آنے والی نہیں وہ شخص کچھ برا آدمی نہ تھا اور میری بہن چاہتی تھی کہ پھر اس کی بیوی بن جائے (مگر میں نے منظور نہیں کیا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ فلا تعضلوہن الآیہ۔ میں نے کہا اب حکم خدا نازل ہوچکا یا رسول اللہ میں ضرور بجا لاؤں گا چنانچہ معقل نے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح اس سے کر دیا۔

بَابٌ ۲۶۹۸ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكِ إِلَيَّ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ أَنِّي قَدْ نَكَحْتُكِ أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلًا مِّنْ عَشِيرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ بِهَا

باب اگر عورت کا ولی خود اس سے نکاح کرنا چاہے۔

مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت[1] کو نکاح کا پیغام دیا اور سب سے قریبی رشتہ دار بھی وہی تھے آخر انہوں نے ایک اور شخص سے کہا، اس نے اُن کا نکاح پڑھا دیا[2]

عبدالرحمان بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کیا تو اپنے نکاح کے متعلق مجھے مختار بناتی ہے، میں جس سے چاہوں نکاح کروں؟ اس نے کہا ہاں! عبدالرحمن نے کہا تو خود میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں[3]

عطاء بن ابی رباح نے کہا مرد[4] گواہوں کے سامنے اس عورت سے کہہ دے میں نے تجھ سے نکاح کیا یا عورت کے کنبے والوں میں سے کسی کو مقرر کر دے[5]

سہل بن سعد ساعدی نے روایت کی کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میں اپنا نفس آپ کو بخش دیتی ہوں، ایک شخص کہنے لگا، یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی خواہش نہ

---

[1] یعنی اپنی چچا زاد بہن عروہ بن مسعود کی بیٹی ۱۲ منہ [2] اس کو وکیع نے اپنی مصنف میں اور بیہقی نے اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اور عبدالرحمان کا نکاح جائز ہوگیا۔ اس کو ابن سعد نے وصل کیا۔ یہاں سے یہ نکلا کہ ولی خود اپنا نکاح آپ بھی کر سکتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی ان سے ابن جریج نے پوچھا اگر عورت کا چچیرا بھائی جو اس کا ولی ہو وہی اس کا نکاح کرنا چاہے ۱۲ منہ [5] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا

ہو تو آپ مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے[1]

۴۷۴۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ۔

(از ابن سلام از ابو معاویہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آیت وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ الآیہ اس یتیم لڑکی کے متعلق نازل ہوئی ہے جو ایک مرد کی پرورش میں ہو اور مال و دولت میں اس کی حصہ دار ہو، وہ خود اس سے نکاح نہ کرنا چاہے اور دوسرے مرد سے بھی نکاح نہ کرنے دے تاکہ اس کا شوہر مال کا دعویدار نہ بن سکے اور بغیر نکاح عورت کو رہنے دے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

۴۷۵۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَآءَتْهُ امْرَاَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهٗ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ اَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَاُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَاٰخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

(از احمد بن مقدام از فضیل بن سلیمان از ابو حازم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں ایک عورت آئی جس نے اپنا نفس آپ کو پیش کیا، آپ نے اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کی حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں آپ نے پوچھا کیا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں دے سکتا؟ اس نے کہا یہ بھی میسر نہیں البتہ یہ میری چادر ہے (جسے پہنے ہوں) پھاڑ کر آدھی اسے دے سکتا ہوں، آدھی خود رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا نہیں کیا تجھے قرآن یاد ہے؟ وہ بولا جی ہاں یاد ہے آپ نے فرمایا میں نے اس عورت کو اس قرآن کے عوض تیرے نکاح میں دے دیا۔

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تو اپنا نکاح آپ کر لیتے اور آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے بعضوں نے کہا مناسب یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو آنحضرت جو سب مسلمانوں کے ولی تھے آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا کذا تیسیر القاری و ہو غیر صحیح فلیتامل ۱۲ منہ

بَابُ ٢٦٩٩ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاللَّائِى لَمْ يَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ۔

(٤٧٥١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَاُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا۔

باب اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کرا دینا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یعنی جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو ان کی بھی عدت تین مہینے مقرر کی گئی ہے[1]۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تو اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور جب ان سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی اور وہ نو برس آپؐ کے پاس رہیں[2]۔

بَابُ ٢٧٠٠ تَزْوِيْجِ الْاَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْاِمَامِ وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ حَفْصَةَ فَاَنْكَحْتُهُ۔

باب اپنی بیٹی کا نکاح مسلمانوں کے امام یا بادشاہ سے کر دے تو درست ہے[3]۔

حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں جب آنحضرتؐ نے حفصہ رضؓ کا پیغام دیا تو میں نے حفصہ رضؓ کا نکاح آپ سے کر دیا

---

[1] یہ امام بخاری کا عمدہ استنباط ہے کیونکہ تین مہینے کی عدت بغیر طلاق کے نہیں ہوتی اور طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہوسکتی پس معلوم ہوا کہ کم سن اور نابالغ چھوکریوں کا نکاح کر دینا درست ہے مگر اس آیت میں یہ تخصیص نہیں کہ باپ ہی کو ایسا کرنا جائز ہے اور نہ کنواری کی تخصیص ہے ابن حزم نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ باپ اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ بالغ نہ ہو اور حضرت عائشہؓ کا نکاح جو چھ برس کی عمر میں ہوا یہ خاص تھا آنحضرتؐ کیلئے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس پر دلیل کیا ہے اور حسن بصری اور نخعی کہتے ہیں کہ باپ کو اپنی بیٹی کا جبرًا بھی نکاح کر دینا درست ہے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور محققین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جب لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس کا اذن لینا ضروری ہے اور کنواری کا خاموش رہنا یہی اس کا اذن ہے اور ثیبہ (شوہر دیدہ) کو زبان سے اذن دینا ضروری ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرتؐ کے پاس آئی اس کے باپ نے اس کا نکاح جبرًا کر دیا تھا وہ پسند نہ کرتی تھی تو آنحضرتؐ نے لڑکی کو اختیار دیا خواہ نکاح باقی رکھے خواہ فسخ کر ڈالے ۱۲ منہ

[2] یعنے جب ان کی اٹھارہ سال کی عمر تھی تو آنحضرتؐ نے وفات پائی عرب گرم ملک ہے وہاں کی لڑکیاں جلدی جوان ہو جاتی ہیں تو نو برس کی عمر میں حضرت عائشہؓ جوان ہوگئیں ہوں گی، جاننا چاہیے کہ کم سنی میں نکاح کر دینا گو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جب لڑکی اچھی طرح جوان ہو جائے اسوقت اس کا نکاح کرے اور یہ عمر ہر ملک کی آب و ہوا کیلئے اور قوت اور ضعف کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے سرد ملکوں میں اٹھارہ برس سے کم عمر میں لڑکی جوان نہیں ہوتی بعضے ملکوں میں دس اور بعضے ملکوں میں بارہ برس میں جوان ہو جاتی ہے ہندوستان کے اکثر شہروں میں یعنی شمالی حصے میں چودہ پندرہ برس کی عمر میں لڑکی جوان ہو جاتی ہے اور جنوبی حصے میں بارہ تیرہ برس میں کم سنی میں شادی کرنے سے اولاد ضعیف ہو جاتی ہے ان کے جسمانی اور عقلی قوٰے زوردار نہیں ہوتے، مسلمانوں کو دو امروں کا ضرور خیال رکھنا چاہیے ورنہ ان کی نسل روز بروز ضعیف اور ناکارہ ہو کر پھر دشمنوں کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھے گی ایک تو یہ کہ پوری جوان ہونے کے بعد لڑکیوں کی شادی کریں دوسرے عورتوں کو اس رسمی پردے کا پابند نہ رکھیں کہ ساری عمر ایک چار دیواری میں قید رہیں بلکہ جائز لباس پہن کر ان کو سیر و سیاحت اور باہر نکلنے کی ان کو اجازت دیں بازاروں میں مسجدوں میں، عیدگاہ میں جانے اور رات کو یا دن کو ہوا خوری کرنے سے ان کو نہ روکیں البتہ اس کا خیال رکھیں کہ شرع کے موافق وہ لباس پہنیں اور غیر محرم کے ساتھ خلوت نہ کریں بس ہماری شریعت کا یہی پردہ ہے ۱۲ منہ

[3] اس باب کو لانے سے امام بخاریؒ کی یہ غرض ہے کہ گو بادشاہ یا امام سب کا ولی ہے مگر باپ کی ولایت خاص ہے اور وہ ولی عام یعنے امام یا بادشاہ پر مقدم ہے ۱۲ منہ

۴۷۵۲ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ۔

(از معلی بن اسد از وہیب از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور جب ان سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی ہشام کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عائشہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف نو برس تک رہیں۔

بَابٌ ۲۷ - السُّلْطَانُ وَلِيٌّ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

باب بادشاہ بھی ولی (متولی سرپرست) ہوتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے ترے حفظ قرآن کے عوض کر دیا۔

۴۷۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي فَقَالَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابو حازم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کہنے لگی میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کر دی اور بڑی دیر تک کھڑی رہی (آپ نے جواب نہ دیا) اتنے میں ایک مرد کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ اگر آپ کو اس عورت کی ضرورت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے آپ نے فرمایا تیرے پاس مہر بھی ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تو سوائے اس تہ بند کے کچھ نہیں آپ نے فرمایا۔ اگر تہ بند اسے دے دے گا تو کیا تو ننگا بیٹھا رہے گا کوئی چیز ڈھونڈلا۔ اس نے عرض کیا مجھے کچھ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا اچھا لوہے کی انگوٹھی لے آ۔ مگر اسے یہ بھی نہ مل سکی۔ آخر آپ نے پوچھا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ وہ بولا جی ہاں فلاں فلاں سورتیں ان سورتوں کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے اس قرآن کے عوض کر دیا جو تجھے یاد ہے۔

عہ اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ولی بمعنی عارف باللہ ہے کیونکہ بہت سے بادشاہ بڑے ظالم ہو گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ بادشاہ بھات ولیوں کے برابر ہوتا ہے غلط ہے۔ عبدالرزاق

بَابٌ ۲۷۰۲ لَا یُنْکِحُ الْاَبُ وَ غَیْرُہُ الْبِکْرَ وَالثَّیِّبَ اِلَّا بِرِضَاھَا

۴۷۵۴ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ حَدَّثَھُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ ۔

۴۷۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِیْعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو مَّوْلٰی عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْبِکْرَ تَسْتَحْیِیْ قَالَ رِضَاھَا صَمْتُھَا ۔

باب

باپ یا دوسرا کوئی ولی[1] نہ کنواری کا نکاح اس کی رضا کے بغیر کر سکتا ہے نہ ثیبہ کا[2]

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ابو سلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت کا اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے صاف صاف زبان سے اجازت نہ لی جائے ۔ اسی طرح باکرہ کا بھی نکاح نہ کیا جائے جب تک وہ اذن نہ دے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اذن کس طرح دے گی؟ آپ نے فرمایا اس کا اذن یہی ہے کہ وہ سن کر چپ ہو جائے[3]

(از عمرو بن ربیع بن طارق از لیث از ابن ابی ملیکہ از ابو عمرو یعنی غلام عائشہ رض) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہے[4]، آپ نے فرمایا اس کی رضا یہی ہے[4] کہ خاموش ہو جائے[5]

بَابٌ ۲۷۰۳ اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَہٗ وَھِیَ کَارِھَۃٌ فَنِکَاحُہٗ مَرْدُوْدٌ ۔

۴۷۵۶ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَۃَ

باب

اگر کسی شخص نے اپنی بیٹی کا جبراً نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح سے ناراض تھی تو نکاح باطل ہوگا۔

(از اسمٰعیل از مالک از عبدالرحمان بن قاسم از والدش از عبدالرحمٰن و مجمع پسران یزید بن جاریہ) حضرت خنساء انصاریہ رض کہتی ہیں میرا نکاح میرے والد نے ایسی جگہ کیا جہاں میں پسند نہ

---

[1] مثلاً بھائی دادا، چچا وغیرہ ۱۲ منہ [2] خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی امام بخاری رح کا یہ قول معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر علماء نے یہ کہا ہے بلکہ اس پر اجماع کہ کنواری چھوٹی (یعنی نابالغ لڑکی) اس کا باپ کر سکتا ہے اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور ثیبہ بالغہ کا نکاح بے اس کے پوچھے جائز نہیں اتفاقاً نہ باپ کو اور نہ کسی ولی کو۔ اب رہ گئیں کنواری بالغہ اور ثیبہ نابالغہ ان میں اختلاف ہے کنواری بالغہ سے بھی حنفیہ کے نزدیک اذن لینا چاہیئے اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک باپ کو اس سے اذن لینے کی ضرورت نہیں اسی طرح دادا کو بھی اگر باپ موجود نہ ہو اور حدیث حنفیہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے لیکن ثیبہ نابالغہ تو امام مالک اور ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں کہ باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور شافعی اور ابو یوسف اور محمد یہ کہتے ہیں کہ اس سے اجازت لینا ضرور ہے کیونکہ ثیبہ ہونے کی وجہ سے زیادہ شرم نہیں رہتی امام احمد نے فرمایا کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح جبراً کر سکتا ہے اگر وہ کنواری ہو اور اگر ثیبہ ہو تو جبکہ عمر اس کی نو برس سے کم ہو اور اگر نو برس یا زیادہ عمر کی ہو تو اس سے پوچھ کر کرنا چاہیئے ۱۲ منہ [3] وہ نکاح کی اجازت کیونکر دے گی ۱۲ منہ [4] جب اس سے پوچھیں تو ۱۲ منہ [5] اگر پوچھتے وقت خاموش نہ رہے بلکہ صراحتاً انکار کرے تب نکاح جائز نہ ہوگا ۔ ابن منذر نے کہا کنواری کو یہ بتلا دینا مستحب ہے کہ اس کی خاموشی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ۔

کرتی تھی اور میں ثیبہ تھی، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے نکاح فسخ کر دیا۔

۴۷۵۷۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلًا يُّدْعٰى خِذَامًا اَنْكَحَ ابْنَةً لَّهٗ نَحْوَهٗ۔

(از اسحاق از یزید از یحییٰ از قاسم بن محمد) عبدالرحمان بن یزید و مجمع بن یزید کہتے ہیں کہ ایک شخص خذام نامی تھا اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، راوی نے پھر وہی حدیث بیان کی۔

بَابٌ ۲۷۴ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ۔

باب یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً اَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيْ كَذَا وَكَذَا اَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(اللہ تعالیٰ (سورۂ نساء میں) فرماتے ہیں" اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے[1] تو دوسری (غیر منکوحہ) عورتیں جو تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کرلو" اگر کسی شخص نے کہا لڑکی کے ولی سے کہا " میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو، ولی خاموش رہا۔ یا ولی نے یہ پوچھا تیرے پاس کیا کیا جائیداد ہے؟ اس نے جواب دیا فلاں فلاں جائیداد ہے، یا دونوں خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد ولی نے کہا میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا[2]۔ اس باب میں سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جو کئی باب پہلے گزر چکی[3]۔

۴۷۵۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا

(از ابوالیمان از شعیب از زہری)

(بقیہ از صفحہ سابقہ) یہی اس کا اذن ہے اگر وہ نکاح کے بعد کہے کہ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ خاموشی اذن ہے تو جمہور کے نزدیک نکاح باطل نہ ہوگا بعض مالکیہ کے نزدیک باطل ہو جائے گا ۱۲ منہ

[5] امام بخاری کا مذہب عام معلوم ہوتا ہے لیکن باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ثیبہ کے نکاح میں ہے۔ میں کہتا ہوں امام نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جو کنواری تھی وہ اس نکاح سے ناراض تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے خاوند سے جدا کر دیا اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حافظ نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے میں کہتا ہوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے نکالا اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا۔ ایسی صورت میں امام بخاری کا مذہب قوی ہوگا کہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا ثیبہ ہر حال میں جو نکاح اس کی مرضی کے خلاف ہو وہ ناجائز ہوگا گو ثیبہ کے نکاح کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے امام بیہقی نے کہا اگر کنواری کی روایت ثابت ہو تو وہ محمول ہے اس پر کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوگا۔ حافظ نے کہا یہی جواب عمدہ ہے ۱۲ منہ

(حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اور آپ سے شکایت کی کہ میرے باپ نے جبراً میرا نکاح ایک شخص سے پڑھا دیا ہے میں اپنے چچا کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہتی ہوں ۱۲ منہ [2] یعنی ان کا پورا مہر نہ دے سکو گے ۱۲ منہ [3] گو ایجاب و قبول میں فاصلہ ہوا کیونکہ مجلس وہی رہی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے ایجاب کے بعد دوسری بہت گفتگو کی اور دیر کے بعد فرمایا زوجتکها بما معك من القرآن ۱۲ منہ

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى إِلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى وَتَرْغَبُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

دوسری سند (از لیث بن سعد از عقیل از زہری) عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اماں جی اس آیت کا کیا مطلب ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا آخر تک انہوں نے جواب دیا، میرے بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کرنا چاہے لیکن مہر کم مقرر کرنا چاہے (یعنی مہر مثل سے کم) تو ایسے نکاح سے ممانعت کی گئی، البتہ اگر پورا پورا مہر مقرر کرے تو نکاح کی اجازت ہے، چنانچہ جب ایسا نکاح منع ہوا تو یہ حکم دیا گیا کہ اس یتیم لڑکی کو چھوڑ کر دوسری جن عورتوں سے چاہے نکاح کرلے، حضرت عائشہ رض نے کہا اس آیت کے نزول کے بعد بھی لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یَسْتَفْتُونَکَ فِی النِّسَاءِ۔ تَرْغَبُونَ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یتیم لڑکی خوبصورت اور متمول ہوتی ہے تو سب مہر میں کمی کر کے اس سے نکاح کرنا، رشتہ قائم کرنا پسند کرتے ہیں اور جب حسین و مالدار نہیں ہوتی اسوقت اسے نظر انداز کر کے دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ یہ کیا انصاف ہے انہیں چاہیے کہ جب مال و جمال نہ ہونے کی صورت میں اسے چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دیں جب وہ مالدار اور حسین ہو، البتہ اگر انصاف سے چلیں اور اس کا پورا مہر مقرر کریں تو نکاح کر سکتے ہیں۔

بَاب ۲۷۰۵ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَقَالَ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ

باب اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کردے، اس نے کہا میں نے اتنے مہر پر تیرا نکاح اس سے کردیا تو نکاح ہوگیا۔ اگرچہ

النِّکَاحُ وَاِنْ لَّمْ یَقُلْ لِلزَّوْجِ اَرَضِیْتَ اَوْ قَبِلْتَ۔

مرد سے یہ نہ پوچھے کہ تجھے منظور ہے؟ یا تو نے قبول کیا یا نہیں؟

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَیْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِیَ الْیَوْمَ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِیْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِیْدٍ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از ابو حازم) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی میں اپنا نفس آپ کو پیش کرتی ہوں آپ نے فرمایا آج کل تو مجھے عورتوں کی ضرورت نہیں ؏۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس مہر بھی ہے؟ کہنے لگا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ تو دیدے خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ کہنے لگا میرے پاس تو یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا قرآن میں سے تجھے کچھ یاد ہے؟ اس نے کہا جی ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ فرمایا ہم نے اس حفظِ قرآن کے عوض یہ عورت تیری ملک (نکاح) میں دے دی۔

بَابُ ۲۷۰۶ لَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْكِحَ اَوْ یَدَعَ۔

باب کسی مسلمان بھائی کے پیغام کے مقابلے میں اپنا پیغام نہ دینا چاہیئے جب تک پہلی جگہ انکار نہ ہو جائے یا نکاح ہی ہو جائے۔

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا مَكِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا یُّحَدِّثُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ یَقُوْلُ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ یَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ۔

(از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر اپنی بیع کرے یا اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح بھیجے۔ البتہ اگر وہ اسے چھوڑ دے یا دوسرے پیغام کرنے والے کو اجازت دے دے تو جائز ہے۔

؏ حافظ کا اشکال بیجا ہے کیونکہ آپ کو ضرورت نہ تھی کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے قبیلے کو تبلیغ کا ایک ذریعہ اس سے نکاح کرنا بھی ہوتا تھا۔ ممکن ہے جس قبیلے کی وہ عورت ہو وہاں تبلیغی کام ہو چکا ہو اب ضرورت نکاح کی نہ رہی اب یہ فرضی اشکال کہ آپ نے اسے دیکھا کیوں؟ یہ لغو بات ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا صرف جباتی پسند پر ہی منحصر نہیں دیکھنے سے کئی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ عام انسان بھی بسا اوقات نکاح کی خواہش کے علاوہ بھی کسی اور مقصد کے تحت دیکھتا ہے مثلاً ایک سیاح کسی ملک کی سیاحت کرتا ہے تو وہاں کے لباس طور طریق، تمدن اور معاشرت کا جائزہ لینے کے لئے بھی عورت کو دیکھتا ہے۔ یہ کہنا بالکل مہمل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پسند یا ناپسند کی غرض سے دیکھا۔ علیہ زادہ

۴۷۶۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا إِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از جعفر بن ربیعہ از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا دیکھو مسلمان بھائی پر بدگمانی کرنے سے بچے رہو، بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ خواہ مخواہ چھپی ہوئی باتوں کی ٹوہ نہ لگاؤ کوئی آہستہ بات کریں تو اس کے سننے کے لئے (بلا اجازت) کان مت لگاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض مت رکھو بلکہ بھائی بھائی بنے رہو، کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے، یا تو نکاح ہو جائے (تو پیغام کی ضرورت نہ رہے گی) یا پیغام فسخ کر دیے گا[۱] (پھر تم پیغام بھیج سکتے ہو)

بَابُ ۲۷ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

باب پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا[۲]

۴۷۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ ان سے کہا اگر آپ کو منظور رہے تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ جواب نہ دیا، میں کئی دنوں تک منتظر رہا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دیا اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے کہنے لگے میں نے جو آپ کی بات کا جواب نہ دیا تھا اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ مجھے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کر رہے تھے آپ کا ارادہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجنے کا معلوم ہوتا تھا اور یہ تو مجھ سے ناممکن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز بیان کر دیتا۔[۳]

---

[۱] اس کے بعد اگر پیغام دے تو حرج اور مضائقہ نہیں ١٢ منہ [۲] تفسیر ترک الخطبہ کے ہم نے یہی معنی سمجھے ہیں کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام چھوڑ دیا اس کا کچھ جواب نہ دیا اور اس کی وجہ بعد میں بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا ابن بطال نے یہ معنی کہے ہیں کہ پیغام پر پیغام نہ کرنا ایک تو وہ ہے جو اوپر کے باب میں گزرا ایک یہ ہے کہ پیغام بھیجنے والے کو اگر یہ معلوم ہو کہ دوسرے ایک ایسے شخص کا پیغام آنے والا ہے جس سے لڑکی والا شکریہ کے ساتھ شادی کر دے گا تو بھی پیغام نہ دے جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا ان کو معلوم تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام کبھی رد نہیں کرنے کے اس لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیغام نہ دیا۔ ابن منیر نے کہا امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ کہ اگر چہ ابھی پیغام پختہ نہ ہوا ہو مگر ایک شخص کا ارادہ ایک عورت کو پیغام بھیجنے کا ہو تو دوسرے شخص کو جس کو اس کی خبر ہو اپنا پیغام نہیں بھیجنا چاہیے ١٢ منہ [۳] اس لئے یعنی اس وقت کچھ جواب نہیں دیا تھا تم برا نہ ماننا ١٢ منہ

وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُونُسُ وَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

البتہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کا خیال چھوڑ دیتے تو میں بے شک حفصہ رضی اللہ عنہا کو قبول کر لیتا[1]۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو یونس بن یزید، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری سے روایت کیا ہے[2]۔

بَاب ٢٧٠٨ الْخُطْبَةِ

باب خطبۂ نکاح[3]۔

٤٧٦٣۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔

(از قبیصہ از سفیان از زید بن اسلم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ مشرق کی جانب سے ایک بار دو[4] شخص آئے، فصیح و بلیغ خطبہ دیا (تقریر کی) آپ نے فرمایا بعض تقریر جادو کی طرح تاثیر کرتی ہے[5]۔

بَاب ٢٧٠٩ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ۔

باب عقد نکاح اور ولیمہ میں دف بجانا۔

٤٧٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا

(از مسدد از بشر بن مفضل از خالد بن ذکوان) رُبیّع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے کسی کو مخاطب ہو کر کہا کہ میری رخصتی کے بعد تمہاری طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر آ کر بیٹھ گئے[6]۔ چھوٹی لڑکیاں اس وقت دف[7] بجا رہی تھیں ہمارے شہدائے بدر[8] کا ذکر (اشعار میں) کر رہی تھیں۔ اتنے میں ایک لڑکی یہ مصرعہ پڑھنے لگی۔ ہمارے پیغمبر آنے والی کل کی

---

[1] یعنی ان سے نکاح کر لیتا ۱۲ منہ [2] یونس کی روایت کو دار قطنی نے علل میں موسیٰ اور ابن ابی عتیق کی روایتوں کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اکثر علماء کے نزدیک یہ مستحب ہے اگر خطبہ نہ پڑھے جب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک نکاح کی شرط ہے مگر یہ قول شاذ ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ یہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر کیونکہ ہر خطبہ کھڑے ہی ہو کر پڑھنا آنحضرت سے منقول ہے مگر نکاح کے خطبے میں کوئی صریح روایت ایسی نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے اس کو کھڑے ہو کر پڑھا۔ اور ہم نے اکثر مشائخ کو بیٹھے ہی بیٹھے یہ خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا نکاح کا خطبہ یہ ہے الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھد اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ اخیر آیت رقیبا تک یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا اخیر آیت عظیما تک ۱۲ منہ [4] زبرقان بن بدر اور عمرو بن ابراہیم ۱۲ منہ [5] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث لا کر امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا کہ نکاح کا خطبہ صاف صاف متوسط تقریر میں ہونا چاہیے نہ یہ کہ بڑے تکلف اور خوش تقریری کے ساتھ جس سے سامعین پر جادو کا سا اثر ہو اور خطبۂ نکاح کے باب میں صریح حدیث ابن مسعود کی ہے جس کو اصحاب سنن نے نکالا لیکن امام بخاری شاید اپنی (بقیہ صفحہ آئندہ)

يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هٰذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ۔

بات جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ مت کہو۔ اس سے پہلے جو اشعار گا رہی تھی وہی کہے جا[لہ]۔

باب ۱۷۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً وَّكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَّقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "عورتوں کا مہر برضاء و رغبت ادا کرو" نیز زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مہر کا بیان۔

(سورۂ نساء میں) دوسرا ارشاد الٰہی "اگر تم نے عورت کو بے شمار مال دے دیا ہو جب بھی اس سے واپس نہ لو" (سورۂ بقرہ میں) تیسرا ارشادِ الٰہی "تم ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو"۔

سہل بن سعد کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک شخص سے مہر کے لئے) فرمایا[لہ] کچھ تو ڈھونڈھ لا خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔

۴۷۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کا مہر کھجور کی کٹھلی کے برابر[لہ] مقرر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے چہرے اور لباس پر شادی کی خوشی کے اثرات دیکھے تو دریافت فرمایا کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا ایک کٹھلی کھجور کے وزن کے برابر سونے

(بقیہ صفحہ سابقہ) شرط پورا نہ ہونے سے اس کو نہ لاسکے ۱۲ منہ [لہ] ممکن ہے کہ آپ کے اور ربیع کے درمیان پردہ پڑا ہو یا یہ واقعہ اس وقت کا ہو جب پردے کا حکم نہ اترا ہو۔ قسطلانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصا تھا کہ آپ کو اجنبی عورت کی طرف دیکھنا درست تھا کیونکہ آپ شیطان کے غلبے سے محفوظ تھے۔ میں کہتا ہوں ان تکلفات کی کیا ضرورت ہے ربیع ساتر لباس پہنے ہوں گی اور وہاں دوسرے لوگ بھی موجود تھے پھر آنحضرت کا بیٹھنا عرب کی عادت کے موافق تھا۔ عرب میں صرف شرعی پردہ مروج تھا یعنی عورت اپنے ستر کو ڈھانکے ہے باقی وہ ہر مرد کے سامنے نکل سکتی ہے اور آنحضرت تو اپنی امت کی عورتوں کے بجائے باپ کے تھے آپ کے سامنے نکلنے میں کوئی قباحت نہ تھی ۱۲ منہ [لہ] خوشی کا گانا گا رہی تھیں [لہ] ربیع کے باپ معوذ بن عفراء اور ان کے دونوں چچا معاذ اور عوف بدر کے دن شہید ہوئے تھے ۱۲ منہ (حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) [لہ] کیونکہ کل ہونیوالی بات غیب کی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سبحان اللہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ اپنی ذرہ سی تعریف بھی جو شرع کے خلاف ہو گوارا نہ کرتے تھے ۱۲ منہ [لہ] جس کا قصہ گزر چکا ہے ۱۲ منہ [لہ] معلوم ہوا مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں حنفیہ کے نزدیک کم از کم دس درہم ہونا چاہیئے اور مالکیہ کے نزدیک ربع دینار اور بہتر یہ ہے کہ مہر دس درہم سے کم اور پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہو ۱۲ منہ

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ۔

شعبہ نے (اسی سند سے) بحوالہ قتادہ از انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت سے گٹھلی برابر سونے کے مہر پر ایک عورت سے نکاح کر لیا۔

باب ۲۷۱۱ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ۔

باب قرآنی تعلیم کو مہر مقرر کر کے نکاح کرنا نیز بغیر تعیینِ مہر نکاح کرنا۔

۴۷۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از ابو حازم) سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں اور لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک عورت اٹھی اور بولی یا رسول اللہ! میں اپنا نفس آپ کو پیش کرتی ہوں اب جو حکم آپ دیں میں حاضر ہوں۔ آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اور دوبارہ کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی آپ کا کیا حکم ہے؟ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ غرض وہ تیسری بار اٹھ کر بولی یا رسول اللہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔ اتنے میں ایک انصاری اٹھا عرض کیا یا رسول اللہ اس سے میرا نکاح کر دیجئے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ (مہر) ہے بھی؟ وہ کہنے لگا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا جا کچھ ڈھونڈھ کر لا خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی وہ گیا اور تلاش کے بعد آ کر بولا مجھے تو کچھ نہیں ملا لوہے کی انگوٹھی بھی نہ مل سکی۔ آپ نے فرمایا اچھا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان سورتوں کے عوض تیرا نکاح اس عورت سے کرتا ہوں[1]

---

[1] ابن مسعودؓ کی روایت میں اس کی صراحت ہے تو اس عورت کو یہ سورتیں پڑھا دے سکھلا دے اور جب اللہ تجھ کو کچھ روپیہ پیسہ دے تو نکاح کا عوض یعنی مہر ادا کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اس نے کہا ہاں سورۂ بقرہ یاد ہے ایک روایت میں ہے اس نے کہا ہاں سورۂ کوثر یاد ہے فرمایا یہی سورت اس کو مہر میں پڑھا دے۔ امام بخاری نے باب کا دوسرا مطلب اس حدیث سے یوں نکالا کہ جب تعلیم قرآن پر جو مال کی قسم میں سے نہیں ہے نکاح کرنا جائز ہوا تو مہر کا ذکر کئے بغیر بھی نکاح جائز ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ ۲۷۱۲ الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيدٍ

باب کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی بطور مہر مقرر کرنا

۴۷۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيدٍ

(از یحییٰ از وکیع از سفیان از ابو حازم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا مہر دے کر نکاح کر لے۔ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی مہر ہو۔

بَابُ ۲۷۱۳ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

باب نکاح میں جو شرائط کی جائیں ان کا پورا کرنا ضروری ہے

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا[1] حق کو پورا کرنا اسی وقت ہوگا جب شرط پوری کی جائے[2]۔ مسور بن مخرمہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اپنے ایک داماد (ابوالعاص) کا ذکر کیا۔ ان کی تعریف کی کہ دامادی کا حق انہوں نے خوب ادا کیا جو بات کہی وہ سچ اور جو وعدہ کیا وہ پورا کیا[3]۔

۴۷۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أُوفِيتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ۔

(از ابو الولید ہشام بن عبد الملک از لیث از یزید بن ابی حبیب از ابو الخیر) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام شرائط سے زیادہ ان شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے جن کی وجہ سے تم نے عورتوں کی شرمگاہ اپنے اوپر حلال کی (یعنی جن شرائط پر نکاح کیا)۔

---

[1] اس کو سعید بن منصور نے نکالا عبدالرحمن بن غنم سے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا کہنے لگا امیر المؤمنین میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا اس شرط پر کہ اس کو اسی کے گھر میں رکھوں گا اب میں دوسرے ملک کو جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا عورت اپنی شرط کو پورا کرا سکتی ہے وہ کہنے لگا تب تو مرد تباہ ہوئے عورتیں جب چاہیں گی طلاق لے لیں گی اس وقت حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ منہ [2] نکاح کے وقت جو شرطیں کی جائیں ان کا پورا کرنا مطلقاً لازم ہے امام احمد کا یہی قول ہے مگر ایک شرط کہ مرد اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اب رہیں یہ شرطیں کہ مرد دوسری شادی نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا بی بی کو اس کے ملک کے باہر نہ جائے یا نان و نفقہ یا پارچہ اتنا دے گا ان شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر لازم ہے ورنہ عورت قاضی پاس نالش کر کے مرد سے جدا ہو سکتی ہے اور حنفیہ اور شافعیہ نے شرطوں کی تقسیم کی ہے بعضوں کا پورا کرنا ضروری قرار دیا ہے اور بعضوں کا پورا کرنا ضروری نہیں رکھا مثلاً یہ شرط کہ دوسرے ملک میں اپنے ساتھ نہیں لے جائے گا یا دوسری شادی نہیں کرنے کا یا لونڈی نہیں رکھنے کا عطا سے بھی ایسا ہی منقول ہے کہ یہ شرط باطل ہے ۱۲ منہ [3] ابوالعاص حضرت زینب آپ کی بڑی صاحبزادی کے شوہر تھے یہ حدیث کتاب المناقب میں موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۱۴۷۲ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْتَرِطِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا۔

باب ان شرائط کا بیان جن کا نکاح میں مشروط کرنا صحیح نہیں[1]۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ کوئی عورت یہ شرط نہ لگائے کہ مرد اس کی بہن (سوکن) کو طلاق دے دے[2]۔

۴۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔

(از عبداللہ بن موسےٰ از ذکریا ابن ابی زائدہ از سعد بن ابراہیم از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو اپنے خاوند سے یہ درخواست کرنا ٹھیک نہیں کہ وہ اس کی بہن (سوکن) کو طلاق دے دے کہ اس کے حصے کا پیالہ بھی خود انڈیل لے[3]۔ اس لیے کہ اس کے مقدر میں جو لکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔

بَابُ ۱۵۷۲ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب دولہا کو شادی کے وقت زردی لگانا درست ہے[4]۔ اسے عبدالرحمٰن بن عوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۴۷۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید طویل) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زردی کا نشان تھا، آپ نے اس کی وجہ دریافت کی، انہوں نے کہا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے، آپ نے فرمایا مہر کیا دیا؟ انہوں نے کہا گٹھلی برابر سونا۔ آپ نے فرمایا تو پھر ولیمہ بھی دو خواہ ایک بکری ہی کا گوشت کیوں نہ ہو[5]۔

---

[1] نہ ان کا پورا کرنا ضروری ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا یہ قول ایک مرفوع حدیث میں آتا ہے ابوہریرہؓ سے [3] یعنی جو اس کی قسمت کا ہے وہ بھی اس کو مل جائے ۱۲ منہ

[4] حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق منع ہے اور مالکیہ نے کپڑے میں لگانا مرد کیلئے درست رکھا ہے نہ بدن میں جو حضرات ابوموسیٰ کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرنے کا جس کے بدن میں زرد خوشبو لگی ہو حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن کی حدیث سے زردی لگانے کا جواز مرد کیلئے نہیں نکلتا کیونکہ عبدالرحمان نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دلہن سے زردی ان کے بدن یا کپڑے سے لگ گئی ہوگی ۱۲ منہ [5] ولیمہ کی دعوت صحبت کے بعد دلہا کو کرنا سنت ہے یہ ضروری نہیں کہ ولیمہ کی دعوت میں گوشت ہی پکائے بلکہ جو میسر ہو وہ کھلائے آنحضرت نے ولیمہ کی دعوت میں کھجور پنیر اور گھی کھلایا افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں جو کھانا سنت کا کھانا تھا اس کو تو لوگوں نے چھوڑ دیا ...

بَابٌ ٢٧١٦

۴۷۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ رض فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتَى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا۔

باب [1]

(از مسدد از یحییٰ از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب رض کا ولیمہ کیا تو مسلمانوں کو خوب فائدہ پہنچایا پھر جیسے آپؐ کی عادت تھی نکاح کرنے کے بعد باہر تشریف لائے، دوسری بیویوں کے حجروں میں آئے، انہیں دعا دینے لگے پھر واپس حضرت زینب کے حجرے میں گئے وہاں دو آدمی ہیں، آپؐ لوٹ گئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یاد نہیں میں نے یا اور کسی نے آپ کو اطلاع دی کہ اب وہ دونوں آدمی چلے گئے، اس وقت آپؐ پھر تشریف لائے [2]

بَابٌ ٢٧١٧ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ

۴۷۷۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

باب دلہا کو کیسی دعا دینا چاہیئے؟

(از سلیمان بن حرب از حماد ابن زید از ثابت) حضرت انس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رض پر زردی کا نشان دیکھا تو دریافت فرمایا یہ زردی کیسی ہے؟ انہوں نے کہا میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے ایک گٹھلی برابر سونے کے مہر پر۔ آپؐ نے فرمایا بارک اللہ لک (اللہ تجھے برکت دے) اب ولیمہ بھی کر خواہ ایک بکری ہی کا گوشت کیوں نہ ہو۔

بَابٌ ٢٧١٨ الدُّعَاءُ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْعَرُوْسَ وَلِلْعَرُوْسِ

۴۷۷۳ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

باب جو عورتیں دلہن کو دلہا کے گھر لے آئیں انہیں کیسی دعا دی جائے اور دلہن کو کیسے؟

(از فروہ از علی بن مسہر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ سے

---

[1] اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور بعضے نسخوں میں باب کا لفظ بھی ساقط ہے ۱۲ منہ [2] ابھی تک بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ۱۲ منہ [3] اور پردہ ڈال لیا حضرت زینبؓ کی خلوت کی یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کو باب الولیمہ میں لکھنا چاہا ہوگا لیکن کاتب نے غلطی سے اس باب میں لکھ دی بعضوں نے کہا امام بخاری اس حدیث کو اس باب میں اس لیے لائے کہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد خوشبو لگائی تو معلوم ہوا کہ نوشاہ کو زرد خوشبو لگانا جیسے مہندی زعفران وغیرہ کچھ ثابت نہیں ۱۲ منہ [4] عقد کے تب براتی لوگ نوشاہ کو یوں دعا دیں بارک اللہ لک یا بارک علیک اللہ جمع بینکما فی خیر۔ ترمذی کی روایت میں یوں ہے بارک اللہ لک وعلیک وجمع بینکما فی خیر جاہلیت کے زمانے میں یوں کہا کرتے تھے بالرفاء والبنین بقی بن مخلد نے بنی تمیم کے ایک شخص سے نکالا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں یہی کہا کرتے تھے پھر جب اسلام کا زمانہ ہوا تو ہمارے پیغمبر نے ہم کو یوں سکھلایا یہ کہو بارک اللہ لکم وبارک فیکم وبارک علیکم ۱۲ منہ

تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ۔

نکاح کیا تو میری والدہ ام رومان بنت عامر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لے کر آئیں وہاں انصار کی کئی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے مجھے اور میری والدہ کو یوں دعا دی خیر و برکت ہو، اچھی قسمت ہو۔

باب ۲۷۱۹ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ۔

باب جہاد میں جانے سے پہلے نئی دلہن سے مباشرت کر لینا بہتر ہے (تاکہ جہاد میں یہ خیال نہ ستائے)

۴۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا۔

(از محمد بن علاء از ابن مبارک از معمر از ہمام) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کیا تو اپنے لوگوں سے کہا میرے ساتھ ایسا کوئی آدمی جہاد میں نہ جائے جس نے نئی دلہن کی ہو اور اس سے جماع کی خواہش ہو لیکن ابھی جماع نہ کر سکا ہو۔

باب ۲۷۲۰ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَّهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ۔

باب نو برس کی لڑکی سے جماع کرنا (جب وہ بالغ ہو چکی ہو)

۴۷۷۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَّمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا۔

(از قبیصہ بن عقبہ از سفیان از ہشام بن عروہ) عروہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ سے اس وقت نکاح کیا جب ان کی عمر چھ برس کی تھی اور نو برس کی عمر میں شب عروسی منائی، نو برس تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں [1]

باب ۲۷۲۱ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

باب سفر میں نئی دلہن سے ملاپ کرنا۔

۴۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُّبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ

(از محمد بن سلام از اسماعیل بن جعفر از حمید) حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپسی کے وقت خیبر اور مدینہ کے درمیان تین روز تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ سے خلوت فرمائی، ولیمے کے لیے میں نے جا کر لوگوں کو مدعو کیا

[1] یعنی اسماء بنت یزید بن سکن وغیرہ ۱۲ منہ

بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَقَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ۔

ولیمے میں روٹی اور گوشت نہ تھا، آپ کے حکم سے دستر خوان بچھائے گئے، ان پر کھجور گھی پنیر رکھا گیا، یہی ولیمہ تھا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں آیا صفیہ رضؓ مسلمانوں کی ماؤں میں سے ہیں یعنی آپؐ کی بیوی ہیں یا (امہات المومنین میں نہیں اور) لونڈی، صحابہ کرام نے خود ہی یہ کہا اگر آپؐ صفیہؓ کو پردے میں رکھیں تب تو ہم سمجھ لیں گے وہ مسلمانوں کی ماں یعنی بیوی ہیں اور اگر پردے میں نہ رکھیں تو سمجھیں گے کہ لونڈی ہیں جب آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا تو اپنے پیچھے (اونٹ پر) صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے گدہ بنایا اور لوگوں سے انہیں پردہ کرایا [۱]

بَاب ۲۷۲۲ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيْرَانٍ۔

۴۷۷۷۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى۔

باب دلھا کا دلہن کے پاس یا دلہن کا دلہا کے پاس دن کو آنا، سواری اور روشنی کی ضرورت نہیں [۲]

(از فروہ بن ابی المغراء از علی بن مسہر از ہشام از والد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری ماں میرے پاس آئیں اور مجھے دن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر لے گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو میرے پاس تشریف لائے اور خلوت کی، بس اس دن ہی آپ سے خوف محسوس ہوا پھر کبھی نہیں [۳]

---

[۱] تب لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ صفیہؓ بھی آپ کی اور بیبیوں کی طرح ایک بی بی ہیں آپ تین دن برابر صفیہؓ کے پاس رہے کیونکہ وہ ثیبہ تھیں اگر نئی دلہن ثیبہ ہو تو تین دن تک اگر باکرہ ہو تو سات دن تک دولہا اس کے پاس رہ سکتا ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے ۱۲ منہ [۲] عرب کے لوگوں میں بھی ہندوستان کی طرح یہ رواج تھا کہ دولہا رات کو سوار ہو کر سامنے مشعلیں جلتی ہوئی دلہن کے گھر پر آتے جس کو برات یا شب گشت کہتے ہیں یہ بدعت ہے ہماری شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے سعید بن منصور نے نکالا کہ عبداللہ بن قرط کے سامنے جب وہ حمص میں حضرت عمرؓ کی طرف سے حاکم تھے ایک برات نکلی دولہا دولہن کے آگے مشعلیں جلتی جاتی تھیں عبداللہؓ نے سب براتیوں کو درّے لگاتے وہ برات چھوڑ کر بھاگ گئے عبداللہ نے خطبہ سنایا اے تم لوگ دولہا دولہن کے سامنے آگ جلاتے ہو کافروں کی مشابہت کرتے ہو خدا کافروں کی روشنی بجھانے والا ہے قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ برات نکالنا مکروہ ہے ۱۲ منہ [۳] سبحان اللہ شرعی شادی کتنی سہل ہے نہ برات کی ضرورت ہے نہ ساچق کی نہ مہندی کی نہ تورہ دن کی نہ حصوں کی جو کچھ دولہا سے ہو سکے کپڑے زیور وغیرہ دیا مہر کا کچھ حصہ وہ دلہن کے ولی کے پاس بھیج دے پھر دن کو پاؤں پیدل یا سوار ہو کر دلہن کے گھر چلا آئے نہ روشنی کی ضرورت ہے نہ سوار ہو کر دلہن کے گھر پر چلا آئے نہ روشنی کی ضرورت ہے نہ سواری کی نہ جلوس کی نہ باجے گاجے ہاتھیوں گھوڑوں اونٹوں کی چنداں ضرورت ہے عقد کے دو بول پڑھا کر اپنی دولہن کو لے جائے پاؤں پیدل یا سواری دونوں طرح دن کو کافی ہے۔ چلو چھٹی ہوئی نکاح ہوگیا اگر کسی شخص کی دس لڑکیاں ہوں تو اس کو ان کے نکاح کر دینے میں کوئی دقت نہیں ہوتی جو روپیہ سامان وغیرہ دولہا کے پاس سے بطور چڑھاوے کے یا مہر کے آتا ہے اسی میں دلہن کے پارچہ زیور سامان وغیرہ سب بن جاتے ہیں اب دلہن والوں کو کسی اور خرچہ کی ضرورت نہیں دولہا صحبت کے بعد اپنے دوستوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے جس کو ولیمہ کہتے ہیں سبحان اللہ کیا مبارک شادی ہے جو اس طرح سے کی جائے یا ایک شادی وہ ہے جو مسلمانوں نے اپنی شریعت کو چھوڑ کر (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۲۷۲۳ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ۔

۴۷۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ إِنَّهَا سَتَكُونُ

باب عورتوں کے لیے غالیچوں، پردوں یا بچھونوں کا استعمال۔

(از قتیبہ بن سعید از سفیان از محمد بن منکدر) حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے غالیچے بنائے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں کہاں میسر ہو سکتے ہیں؟ تو فرمایا (گھبراؤ نہیں) عنقریب یہ چیزیں تمہیں میسر ہو جائیں گی۔[۱]

بَابٌ ۲۷۲۴ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا۔

۴۷۷۹۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔

باب جو عورتیں دلہن کو (دولہا) کے پاس لے جائیں ان کا بیان۔

(از فضل بن یعقوب از محمد بن سابق از اسرائیل از ہشام ابن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا عائشہ تمہارے ساتھ جاتے ہوئے لڑکیوں نے گانا گایا تھا؟ اس لیے کہ انصار سرود کو بہت پسند کرتے ہیں

بَابٌ ۲۷۲۵ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ

۴۷۸۰۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا

باب دلہن کو تحفہ دینا۔

ابراہیم بن طہمان[۲] کہتے ہیں ابو عثمان جعد نے کہا کہ انس بن مالک رضؓ ہمارے سامنے بنی رفاعہ کی مسجد میں تشریف

(بقیہ از صفحہ سابقہ) کافروں اور مشرکوں کی پیروی اختیار کی ہے یہ شادی کیا ہے عین غمی اور خانہ بربادی ہے ایک ہی لڑکی کا اس طرح پر بیاہنا ایک بلائے عظیم ہے چہ جائیکہ بہت سی لڑکیاں ہوں تب تو لڑکیوں کے باپ کو زندہ درگور سمجھنا چاہیئے بیچارہ سودی قرضے لیتا ہے جائیداد گرو رکھتا ہے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے جب بھی شادی کا سامان تیار نہیں کر سکتا اور شادی کے بعد ساری عمر تک مصیبت میں مبتلا، قرضہ ادا کرتے کرتے، رنگ بن جاتا ہے اس پر طرہ یہ کہ دولہا والے طعن و تشنیع سے پھر بھی باز نہیں آتے کہ فلاں چیز نصیب ہی نہیں ہوئی۔ شریعت سے منہ موڑنے کی یہی سزا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں منہ کالا ۱۲ منہ (حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) [۱] یعنی کمل تو بچھانے کو ملتا ہی نہیں ۱۲ منہ [۲] یا باریک باریک پردے جھالردار ۱۲ منہ [۳] اس سے امام بخاری نے پہنے یا سوزنی کا جواز نکالا لیکن مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر سے یہ پردہ نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ ہم کو یہ حکم نہیں ملا کہ مٹی پتھر کو کپڑا پہنائیں اکثر شافعیہ نے اسی حدیث کی وجہ سے دیواروں پر کپڑا لگانا مکروہ بلکہ حرام رکھا ہے ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے دیوار کو کپڑے سے مت چھپاؤ یہ صریح نہیں ہے اور جب مٹی پتھر پر کپڑا ڈالنا منع ہوا تو قبر پر چادر ڈالنا بھی منع ہو گا۔ بجائے قبروں پر عمدہ عمدہ پوششیں زربفت و کمخواب کی چادریں چڑھانے کے غریب اور حاجتمند مسلمانوں کو کپڑے پہنا کر ثواب حاصل کر کے ان اہل قبور کو ایصال ثواب کریں قبر کو کپڑا پہنانے میں ثواب کجا عذاب ہوتا ہے ۱۲ منہ [۴] حافظ نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو کس نے وصل کیا۔ البتہ امام مسلم نے اس کو جعفر اور معمر سے انہوں نے ابو عثمان سے نکالا ۱۲ منہ

فِیْ مَسْجِدِ بَنِیْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَبَاتِ اُمِّ سُلَیْمٍ دَخَلَ عَلَیْهَا ثُمَّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَیْنَبَ فَقَالَتْ لِیْ اُمُّ سُلَیْمٍ لَوْ اَهْدَیْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَدِیَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِیْ فَعَمَدَتْ اِلٰی تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَیْسَةً فِیْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِیْ اِلَیْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَیْهِ فَقَالَ لِیْ ضَعْهَا ثُمَّ اَمَرَنِیْ فَقَالَ ادْعُ لِیْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِیْ مَنْ لَقِیْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِیْ اَمَرَنِیْ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی تِلْكَ الْحَیْسَةِ وَتَکَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً یَاْکُلُوْنَ مِنْهُ وَیَقُوْلُ لَهُمُ اذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا یَلِیْهِ قَالَ حَتّٰی تَصَدَّعُوْا کُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِیَ نَفَرٌ یَّتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ اَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِیْ اِثْرِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَیْتَ وَاَرْخَی السِّتْرَ وَاِنِّیْ لَفِی الْحُجْرَةِ وَهُوَ یَقُوْلُ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ وَلٰکِنْ اِذَا

لائے ہیں نے ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ آپ جب ام سلیم کے گھر کی طرف سے گذرتے تو ان کے پاس جاتے، انہیں سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں) انس رض نے مزید کہا ایک مرتبہ جب آپ نے زینب سے نکاح کیا تھا تو ام سلیم مجھ سے کہنے لگیں اس تقریب میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی تحفہ بھیجیں مناسب ہے، میں نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ انہوں نے کھجور گھی اور پنیر ملا کر دیگچی میں حلوا تیار کیا اور میرے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں جب حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ رکھ دے اور فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا، آپ نے ان کا نام لیا نیز فرمایا اور بھی جو شخص تجھے (رستے میں) ملے ساتھ لیتا آ، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آپ کے حکم کے مطابق مدعو کرنے گیا واپس آیا تو سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے، میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا کی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے (دوسروں کے قریب والے کھانے سے نہ کھائے) حتی کہ سب لوگ کھا کر گھر سے باہر چل دیے، چند آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، مجھے ان کے بیٹھے رہنے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری ازواج کے گھر تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا، راستے میں میں نے عرض کیا اب وہ تین آدمی بھی چلے گئے تب آپ واپس (حضرت زینب رض کے) حجرے میں تشریف لائے۔ میں بھی اسی

دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ قَالَ أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ۔

حجرے میں آیا لیکن آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا آپ (سورہ احزاب کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے مسلمانو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں نہ جایا کرو، مگر جب کھانے کے لیے تمہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ، عین اس وقت کہ کھانا پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب تمہیں بلایا جائے تو اندر آجاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چلے جاؤ۔ باتوں میں نہ بیٹھے رہو۔ ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی، اسے تم سے شرم آتی تھی (کہ وہ تمہیں باہر جانے کا حکم دے)، اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرم کرتے۔

ابوعثمان کہتے ہیں انس رض کہتے تھے میں نے دس برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے [۱]

بَاب ۲۷۲۶ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوسِ وَغَيْرِهَا۔

باب کپڑے اور زیورات مستعار لے کر دلہن کو پہنانا۔

۴۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَ

(از عبید بن اسماعیل از ابواسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ اسماء سے ایک ہار مانگا تھا وہ رستے میں گر گیا۔ آپ نے چند صحابہ کرام کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا، رستے میں نماز کا وقت آگیا، بے وضو انہوں نے نماز پڑھ لی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی، اس وقت آیہ تیمم نازل ہوئی اسید بن حضیر رض کہنے لگے اے ام المومنین عائشہ رض اللہ آپ کو جزائے خیر دے، اللہ کی قسم آپ پر جب کوئی حادثہ پیش آیا ہے تو خداوند عالم نے اسے آپ سے دور کر دیا مزید براں

---

[۱] قاضی عیاض نے کہا یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ زینب رض کے ولیمہ میں تو آپ نے لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی گوشت کھلایا تھا۔ جیسے دوسری روایت میں ہے پھر یہ حلوہ لوگوں نے کیسا کھایا۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ کھانا بڑھ گیا تھا تو یہ روایت راوی کی غلطی ہے اس نے ایک قصے کو دوسرے قصے پر چسپاں کر دیا اور ممکن ہے کہ حلوہ اسی وقت آیا ہو جب لوگ روٹی گوشت کھا رہے ہوں گے تو سب نے یہ حلوہ بھی کھایا ہو۔ قرطبی نے کہا شاید ایسا ہوا ہوگا کہ روٹی گوشت کھا کر کچھ لوگ چل دیئے ہوں گے صرف تین آدمی ان میں کے بیٹھے رہے ہوں گے جو باتوں میں لگ گئے تھے۔ اتنے میں انس رض حلوا لے کر آئے ہوں گے۔ تو آپ نے ان کے ذریعے سے دوسرے لوگوں کو بلوایا وہ بھی کھا کر سیر ہو کر چل دیئے لیکن یہ تین آدمی بیٹھے کے بیٹھے رہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ [۲] یعنی خواہ مخواہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیٹھے رہنے سے ۱۲ منہ

جَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً۔

مسلمانوں کے لیے اس میں برکت نازل کردی [1]

بَاب ٢٧٢٧ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ۔

باب بیوی کے پاس جماع سے پہلے کیا دعا کرے؟

٤٧٨٢۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِيْ أَهْلَهٗ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔

(از سعد بن حفص از شیبان از منصور از سالم بن ابی جعد از کریب) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص بیوی سے جماع کرنے لگے تو یہ دعا کرے "ترجمہ۔ اے اللہ تو مجھے شیطان کی شر سے بچائے رکھ اور جو (بیٹا بیٹی) تو ہمیں عنایت کرے اس سے شیطان کو دور رکھ" چنانچہ اس شخص کی اولاد کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

بَاب ٢٧٢٨ الْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

باب دولہا پر دعوت ولیمہ ضروری ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا گوشت کیوں نہ ہو۔

٤٧٨٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهٗ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِيْ يُوَاظِبْنَنِيْ عَلٰى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال کی تھی میری ماں بہنوں کا حکم تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منہمک رہوں، چنانچہ حضورؐ کے وصال کے وقت میری عمر بیس سال ہوگئی تھی، میں دس سال تک متواتر آپؐ کی خدمت انجام دیتا رہا پردے کے متعلق مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں

---

[1] گو حدیث میں کپڑا مانگنے کا ذکر نہیں ہے مگر ترجمہ باب میں کپڑے وغیرہ کا ذکر تھا وغیرہ میں زیور ظروف سب آ گئے تو حدیث باب کے مطابق ہوگئی اب یہ اشکال رہا کہ حضرت عائشہ اسوقت دلہن نہ تھیں تو پھر حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو حضرت عائشہؓ اس وقت دلہن نہ تھیں مگر جب عورت کو اپنے خاوند کے لیے زینت کرنے کے واسطے اشیاء کا مانگنا درست ہوا تو دلہن کو بطریق اولیٰ درست ہوگا حافظ نے کہا اس باب کے زیادہ مناسب وہ حدیث ہے جو کتاب الہبہ میں گذری اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا میرے پاس ایک چادر تھی جس کو ہر ایک عورت زینت کے لیے مجھ سے منگوا بھیجتی ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَاْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ اُنْزِلَ وَكَانَ اَوَّلَ مَآ اُنْزِلَ فِيْ مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتّٰى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَآئِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَآئِشَةَ وَظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَاِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ بِالسِّتْرِ وَاُنْزِلَ الْحِجَابُ

کہ پردے کا حکم کب نازل ہوا، سب سے پہلے پردے کا حکم اسوقت نازل ہوا جب آپ نے حضرت زینب رضؓ سے شادی کی، آپ نے صبح کے وقت دعوت ولیمہ دی لوگ آئے اور کھا کر چلے گئے چند آدمی آپ کے پاس باتیں کرتے ہوئے بڑی دیر تک بیٹھے رہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے کہ اب یہ لوگ جائیں گے خود اٹھ کھڑے ہوئے، باہر تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ ہی روانہ ہوا، آپ تھوڑی دور تک چلے میں بھی ساتھ تھا آپ حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے تک تشریف لے گئے، اس وقت آپ نے یہ خیال کیا کہ اب وہ لوگ چلے گئے ہوں گے اس لیے آپ لوٹے، میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، جب حضرت زینب رضؓ کے پاس آئے تو دیکھا ابھی وہ بیٹھے ہیں اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے آپ انہیں دیکھ کر لوٹ گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہی لوٹا حتی کہ جب آپ دوبارہ حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کی دہلیز پر پہنچے اور خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے تو آپ لوٹے میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا پھر دیکھا تو واقعی وہ چل دیے تھے [1] اس وقت آپ اندر آئے اور میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردے کا حکم نازل کیا گیا۔

بَاب ٢٧٢٩ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۴۷۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا

باب ولیمے میں ایک بکری بھی کافی ہے

(از علی از سفیان از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان بن عوف سے دریافت

[1] سبحان اللہ آپ کی مروت اور شرم آپ نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ اب برخاست کرو، دوسری روایت میں ہے کہ آپ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ ہاتھ آپ کا نہ چھوڑ دیتا آپ نہ چھوڑتے کوئی اور شخص ہوتا تو صاف کہہ دیتا اجی حضرت کیا گھر کے قبالے کر جا ئیے گا اور تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ جب بھی وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ اشارہ ہے برخاست کرنے کا ۱۲ منہ

قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ ۔ وَّعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

فرمایا جب وہ انصاری عورت سے نکاح کر چکے تھے تو نے مہر میں کیا دیا؟ انہوں نے کہا گٹھلی برابر سونا۔
حمید اسی سند سے کہتے ہیں میں نے انس رضؓ سے سنا وہ کہتے تھے جب مہاجرین پہلے پہل مدینے میں آئے تو انصار کے گھروں میں مقیم ہوئے، عبدالرحمان بن عوف رضؓ سعد بن ربیع رضؓ کے مہمان ہوئے آنحضرتؐ نے عبدالرحمان کو سعدؓ کا بھائی بنا دیا تھا سعدؓ کہنے لگے بھائی میں اپنا آدھا مال تمہیں دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ایک کو میں چھوڑ دیتا ہوں عبدالرحمان نے کہا اللہ آپ کے اہل و مال میں برکت دے، پھر عبدالرحمان رضؓ بازار میں گئے وہاں تجارت کی کچھ پنیر اور کچھ گھی کمایا (اسی طرح مسلسل تجارت کرتے رہے) یہاں تک کہ ایک انصاری عورت سے نکاح کیا، اس وقت آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا ولیمہ بھی کر اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔

۴۷۸۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ نِّسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد از ثابت) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ ایسا نہیں کیا جیسا ام المومنین زینب رضؓ کا کیا، ایک بکری ذبح کی لوگوں کو گوشت روٹی کھلایا۔

۴۷۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ ۔

(از مسدد از عبدالوارث از شعیب) حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تو ان کو آزاد کرنا ہی مہر مقرر فرمایا اور ولیمے میں ملیدہ کھلایا۔

۴۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

(از مالک بن اسماعیل از زہیر از بیان) حضرت انس رضؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی سے جو نئی

۱؎ یعنی تم اس سے نکاح کر لو ۱۲ منہ ۲؎ نہیں بھائی اس کی کیا ضرورت ہے ۱۲ منہ ۳؎ یعنی میں ہاتھ پاؤں رکھتا ہوں محنت کر کے کماؤں گا، ذرا بازار تو بتلا دو ۱۲ منہ
۴؎ سبحان اللہ سعد بن ربیع کی اہلیت، لیاقت اور عبدالرحمان بن عوف کی ہمت اور جوانمردی دونوں قابل آفریں ہیں حافظ نے کہا دوسری روایت میں یوں ہے کہ عبدالرحمان بن عوف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زردی کا نشان دیکھا ان سے پوچھا تب انہوں نے کہا میں نے شادی کی ہے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ
۵؎ بعضے لوگوں نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ ولیمہ کی حد اکثر سے اکثر ایک بکری ہے اور صحیح یہ ہے کہ ولیمہ کی اکثر کی کوئی حد نہیں جتنا کھانا چاہے اتنا پکوائے قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ۱۲ منہ

يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

دلہن تھیں یعنی حضرت زینبؓ سے شادی کی تو مجھے لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا، کھانے کے لیئے کئی آدمیوں کو لے آیا۔

باب ٢٧٣٠ مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ.

باب ایک بیوی کے مقابلے میں دوسری کا ولیمہ زیادہ کھلانا۔

٤٧٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

(از مسدد از حماد ابن زید) ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انسؓ کے سامنے حضرت زینب بن جحش رض کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بڑا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا جتنا آپؐ نے حضرت زینب رض کے ساتھ شادی کے موقع پر کیا آپ نے سالم بکری کا ولیمہ کیا۔

باب ٢٧٣١ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

باب ایک بکری سے کم ولیمہ کرنا۔

٤٧٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ

(از محمد بن یوسف از سفیان از منصور بن صفیہ) منصور کی والدہ صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا [1]

باب ٢٧٣٢ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ

باب ولیمے کی دعوت اور دوسرے جائز مواقع پر دعوت طعام قبول کرنا واجب[2] ہے سات دن[3]

---

[1] یعنی سوا سیر یا دو سیر جو کا آٹا پکایا طبرانی نے نکالا کہ حضرت علی نے حضرت فاطمہؓ کا ولیمہ کیا اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو کر کے اس سے دو مد جو کے لیئے سبحان اللہ ہمارے سرداروں نے دنیا میں اس طرح بسر کی ہے کہ شادی میں دو مد جو بھی ان کو مشکل سے ملے غرض کی تنگی اور تکلیف پیغمبروں اور اولیاء کی میراث ہے مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمت حاصل ہو اور وہ صبر اور شکر کریں ۱۲ منہ [2] ولیمہ وہ دعوت جو شادی میں کی جاتی ہے شافعی نے کہا ولیمہ ہر ایک دعوت کو کہیں گے جو کسی خوشی کی تقریب میں کی جائے جیسے نکاح ختنہ عقیقہ ابن عبدالبر اور نووی نے کہا کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس پر اتفاق نقل کیا حافظ نے کہا کہ اس پر اعتراض ہے کیونکہ وجوب پر اتفاق نہیں ہے البتہ جمہور شافعیہ اور حنابلہ سے اس کا وجوب بلکہ فرض عین ہونا منقول ہے یہاں تک کہ جماعت کی نماز اس کی وجہ سے ترک کر سکتے ہیں علماء نے کہا یہ وجوب اس وجہ سے ہے کہ جب خاص دعوت ہو تو اس کا قبول کرنا فرض کفایہ ہوگا اور یہ بھی ضرور ہے کہ ولیمہ کی دعوت میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو جیسے فواحش رنڈیوں کا رقص اور سرود وغیرہ ورنہ قبول کرنا لازم نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] ابن ابی شیبہ نے حفصہ بنت سیرین سے نکالا کہ میرے باپ نے جب نکاح کیا تو سات روز تک آنحضرتؐ کے اصحاب کو دعوت دی ایک روایت میں ہے کہ آٹھ دن تک اور ترمذی اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ سے جو نکالا کہ ولیمہ کی دعوت پہلے دن فرض ہے اور دوسرے دن جائز اور تیسرے دن ریا اور ناموری ہے اس کی سند ضعیف ہے لیکن شافعیہ اور حنابلہ نے اسی حدیث کے موافق یہ کہا ہے کہ اگر تین دن تک کوئی دعوت کرے تو تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن کی بھی قبول کرنا واجب نہیں لیکن سنت ہے بعضوں نے دوسرے دن کی بھی قبول کرنا واجب کہا ہے بعضوں نے کہا کراہت اس صورت میں ہے جب دوسرے یا تیسرے دن انہی لوگوں کو بلائے جنکو پہلے دن بلایا تھا اگر ہر روز نئے نئے آدمیوں کو بلائے تو جتنے دن چاہے دعوت کر سکتا ہے ۱۲ منہ

وَنَحْوَهُ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّلَا يَوْمَيْنِ۔

تک (شادی کے بعد) ولیمے کی دعوت کرتے رہنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعوت ولیمہ کے لئے) ایک یا دو دن کا وقت معین نہیں کیا [1]

۴۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعوت ولیمہ میں مدعو کیا جائے تو اسے اس میں شریک ہونا چاہیئے [2]۔

۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

(از مسدد از یحییٰ از سفیان از منصور از ابو وائل) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص [3] ظلماً کہیں قید ہو جائے اسے رہا کراؤ، دعوت [4] قبول کیا کرو اور بیمار پرسی [5] کے لیے جایا کرو۔

۴۷۹۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِيْ إِفْشَاءِ السَّلَامِ۔

(از حسن بن ربیع از ابو الاحوص از اشعث از معاویہ بن سوید) حضرت براء بن عازب رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں سے منع فرمایا آپ نے ہمیں یہ احکام دئے، بیمار پرسی کرنا، جنازے کے ساتھ جانا چھینک کا جواب دینا، قسم پوری کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام کرنا اور دعوت قبول کرنا۔

ان چیزوں سے منع کیا، سونے کی انگوٹھی پہننا، چاندی کے برتن استعمال کرنا، ریشمی زین پوشوں کا استعمال قسی، استبرق اور دیباج کا پہننا (یہ تینوں ریشم کی قسمیں ہیں)

ابو عوانہ اور شیبانی نے افشاء سلام کے حکم میں ابو الاحوص کی متابعت کی۔

---

[1] تو جتنے دن تک چاہے کرے امام بخاری اور مالکیہ کا یہی قول ہے ۱۲ منہ [2] اس میں کوئی قید نہیں ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ۱۲ منہ [3] یعنی اگر اپنا بھائی مسلمان تجھ سے کسی امر کی درخواست کرے اور اس پر قسم کھالے کہ تو اس کام کو ضرور کرے گا تو اس کی قسم سچی کرنا یہ اسی حال میں ہے جب وہ کام خلاف شرع اور معصیت نہ ہو ۱۲ منہ [4] یعنی ان میں کھانے پینے سے ۱۲ منہ [5] یہ سب چھ باتیں ہوئیں ساتویں بات اس روایت میں رہ گئی ہے دوسری روایت میں جو کتاب اللباس میں آئے گی ساتویں بات یعنی خالص ریشمی کپڑا پہننے سے مذکور ہے ۱۲ منہ

۴۷۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ

(از قتیبہ بن سعید از عبدالعزیز بن ابی حازم از ابو حازم) سہل بن سعد رضؓ کہتے ہیں ابو اُسید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی، ان کی بیوی جو نئی دلہن تھی حضورؐ اور مدعوین کی خدمت انجام دے رہی تھیں، سہل کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے انہوں نے آنحضرتؐ کو اس دعوت میں کیا مشروب پیش کیا، انہوں نے رات کو کچھ کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں، صبح کو جب آپؐ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہی آپؐ کو پلایا[1]۔[2]

بَابُ ۲۳۳ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

باب جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔[3]

۴۷۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از اعرج) حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ بعض روایتوں میں یوں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا ولیمہ وہ ہے جس میں کھانے کے لیے مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب اور فقیر لوگوں کو نہ کھلایا جائے[4]، اور جو شخص دعوت میں بلا عذر شریک نہ ہو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

[1] یعنی کھجور کا شربت ۱۲ منہ [2] شادی میں ایک تک لوگوں کو شربت پلاتے ہیں اس کی اصل یہی حدیث ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ وہ مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا رکن ہے ہدیہ اور دعوت سے میل جول اور اتفاق پیدا ہوتا ہے اور دنیا اور دین کی بھلائیاں اتفاق اور میل جول پر منحصر ہیں جن لوگوں نے فقیری اور درویشی کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ ایک کونے میں تن تنہا بیٹھا رہنا کسی کی شادی نہ غمی میں جانا نہ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونا، انہوں نے غلطی کی ایسی فقیری کس کام کی جو خلاف سنت ہو، بڑی فقیری اور درویشی یہ ہے کہ شریعت محمدی پر چلے اور اللہ کے سوا کسی سے دل نہ لگائے ۱۲ منہ [4] ابن مسعود نے کہا کہ ایسے ولیمہ میں جس میں صرف مالداروں کی دعوت ہو اور محتاجوں کو نہ آنے دیں ہم کو یہ حکم دیا گیا کہ اس میں شریک نہ ہوں۔ ابن بطال نے کہا کہ اگر مالداروں کو الگ اور محتاجوں کو الگ کھلائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، طیبی نے کہا یہ جاہلیت کی رسم تھی کہ ولیمہ کی دعوت میں مالداروں کو تو بلاتے لیکن محتاجوں کو نہ آنے دیتے ہمارے زمانہ کے بہت سے نام کے مسلمان اب بھی شادی بیاہ کی دعوتوں میں جو دنیا کی خوشی کے لیے کی جاتی ہے یہ حکم ہو کہ محتاجوں کو بھی بلایا جائے تو ان دعوتوں میں جو محض خدا کی خوشی اور ایصال ثواب کے لیے کی جاتی ہیں صرف مالداروں کو کھلانا اور محتاجوں کو محروم رکھنا کس قدر مذموم ہوگا اللہ تعالیٰ جاہلوں اور مشرکوں کی رسموں سے بچائے، ارے بے وقوفو تم جو میت کو ثواب پہنچانا چاہتے ہو تو سب سے پہلے محتاجوں کو کھلاؤ اور عمدہ عمدہ کھانے ان کو کھلاؤ ان کی خوب خاطرداری کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے مہمان ہیں تم نرے دنیا کے کتوں کو کھلا کر ثواب کی امید رکھتے ہو ثواب تو کجا الٹا عذاب کا ڈر ہے اگر محتاجوں کو کھلاتے تو شاید اس کو کچھ فائدہ ہوتا نیاز ہو یا نذر ہو جب اللہ کے نام پر کرو اس کی تعظیم ملحوظ رکھو ثواب پہنچانے میں تم کو اختیار ہے جس کی روح کو چاہو اس کو ثواب بخشو۔ اگر تم نیاز جو ایک عبادت ہے خدا کے سوا اور کسی کے لیے کرو گے تو کھانا حرام ہو جائے گا اور تم الٹے گنہگار اور مشرک بنو گے اگر نیاز نذر سے اللہ کی تعظیم مقصود ہے اور تم نیاز اور نذر کو جو دوسروں کی نیاز یا نذر کہتے ہو اس کے معنی تحفہ یا ہدیہ کے رکھتے ہو تو خیر کھانا تو حرام نہ ہوگا نہ تم مشرک بنو گے مگر ایسے لفظ کے کہنے کی ہی کیا ضرورت ہے جس میں سے شرک کی بو نکلے، یوں کہو اللہ کی نیاز یا اللہ کی نذر ہے اور ثواب بروح فلاں ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۷۳۴ مَنْ أَجَابَ إِلَى كُرَاعٍ

۴۷۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

باب اگر دعوت میں بکری کا کھر ہو تب بھی جانا[1]

(از عبدان از ابوحمزہ از اعمش از ابو حازم) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے کوئی بکری کے کھر کھانے کی دعوت دے، جب بھی جاؤں اور اگر کوئی بکری کا کھر مجھے کوئی تحفہ بھیجے تب بھی میں قبول کر لوں۔

بَابٌ ۲۷۳۵ إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا۔

۴۷۹۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ۔

باب شادی[2] وغیرہ کی دعوت قبول کرنا۔

(از علی بن عبداللہ بن ابراہیم از حجاج بن محمد از ابن جریج از موسیٰ بن عقبہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعوت ولیمہ میں اگر تمہیں مدعو کیا جائے تو قبول کیا کرو۔

نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر دعوت میں جاتے خواہ وہ شادی کی ہوتی یا کسی اور تقریب پر اگر آپ روزہ دار ہوتے تب بھی[3] جاتے۔

بَابٌ ۲۷۳۶ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ۔

باب عورتوں اور بچوں کا شادی میں جانا۔

۴۷۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ

(از عبدالرحمن بن مبارک از عبدالوارث از عبدالعزیز بن صہیب

---

[1] کیسا ہی کم حصہ ہو بے لوں کسی مسلمان کی دلشکنی نہ کروں یہی پیغمبری کے اخلاق ہیں غریبوں کی دعوت میں نہ جانا یا غریبوں کا حصہ قبول نہ کرنا، یہ فرعونیت کرنے والے اللہ کے نزدیک ایک مچھر سے بھی زیادہ ذلیل ہیں ۱۲ منہ [2] نووی نے کہا ولیمہ کی دعوت آٹھ دعوتیں ہیں اعذار یعنی ختنہ کی عقیقہ عرس یعنی سلامتی کے ساتھ زچگی کی نقیعہ مسافر کی خیریت کے ساتھ آنے پر وکیرہ مکان کی تیاری یا سکونت پر وضیمہ غمی کا کھانا مادبہ یعنی دعوت احباب جو بلا سبب ہو حذاق بچے کے ہوشیار ہونے یا قرآن کے ختم کرنے پر تسمیہ حلق کی دعوت عتیرہ رجب کی دعوت ۱۲ منہ [3] یہی قول ہے بعض شافعیہ اور حنابلہ کا اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ولیمہ کے سوا اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں شافعی نے کہا اگر دعوت میں نہ جائے تو گناہ گار نہ ہوگا لیکن ولیمہ کی دعوت میں نہ جانے سے گنہگار ہوگا اگر روزہ دار ہو لیکن نفل روزہ ہو اور دعوت کرنے والے کو اس کا نہ کھانا ناگوار گذرے تو روزہ کو کھول ڈالنا افضل ہے ورنہ روزہ نہ کھولے لیکن دعوت میں جائے اور شریک ہو بعضوں نے کہا ہر حال میں کھول ڈالنا افضل ہے ۱۲ منہ [4] مسلم کی روایت میں یوں ہے جب کوئی تم سے کھانے کے لیے بلایا جائے تو جائے اگر روزہ نہ ہو تو کھائے ورنہ برکت کی دعا دے امام بیہقی نے روایت کیا کہ ایک دعوت میں ایک شخص بولا کہ میں روزہ دار ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا واہ تیرا بھائی تو تیرے لیے تکلیف اٹھائے اور کھانا تیار کرے اور تو روزہ کا بہانہ کرے روزہ کھول ڈال پھر قضا رکھ لے اس کا اسناد ضعیف ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ۔

حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصاری) بچوں اور عورتوں کو دیکھا، وہ ایک شادی میں سے لوٹے آرہے تھے، آپؐ خوشی سے جلدی کھڑے ہوگئے فرمایا یا اللہ تو گواہ رہ، تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوبؐ ہو۔

بَابٌ ۲۷۳ هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ. وَرَأَى ابْنُ مَسْعُودٍ صُورَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ وَاللهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ۔

باب اگر دعوت میں جاکر وہاں خلاف شرع کوئی کام دیکھے تو کیا واپس آجائے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی دعوت والے گھر میں تصویر دیکھی تو واپس آگئے، کھانا نہ کھایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابوایوب انصاریؓ کو دعوت دی، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ان کے گھر تشریف لائے انہوں نے دیکھا دیوار پر پردہ پڑا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے عورتوں نے ہمیں مجبور کردیا ابوایوب رضؓ نے کہا مجھے تو ڈر تھا کوئی اور یہ کام کرسکتا ہے مگر تم سے یہ اندیشہ نہ تھا۔ میں تو واللہ تمہاری دعوت نہیں کھانے کا، یہ کہہ کر واپس ہوئے اور کھانا نہ کھایا۔

۱؎ کیونکہ انصار لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر میں جگہ دی آپ کے ساتھ ہوکر کافروں سے لڑے انصار کا احسان مسلمانوں پر قیامت تک باقی رہے گا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتیں بھی اگر دعوت میں بلائی جائیں تو ان کا بھی جانا واجب ہے یا مستحب ہے۔ قسطلانی نے کہا بشرطیکہ فتنہ کا یا غیر محرم سے خلوت ہونے کا ڈر نہ ہو اور عورت کو دعوت میں جانے کے لئے خاوند یا اپنے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے ۱۲ منہ ۲؎ ابن بطال نے کہا جس دعوت میں حرام کام ہوتا ہو تو اگر اس کے دور کرنے پر قادر ہو تو اس کو دور کردے ورنہ لوٹ کر چلا آئے کھانا نہ کھائے اگر مکروہ کام ہو جیسے دیواروں پر کپڑے کے غلاف چڑھے ہوں تو بہتر یہی ہے کہ لوٹ آئے اگر بیٹھ جائے اور کھانا بھی کھالے تو بھی جائز ہے کیونکہ آنحضرتؐ کے کئی صحابہؓ ایسے گھر میں گئے اور دعوت کھائی لیکن ابوایوبؓ نہ بیٹھے اور چلے آئے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ شخص لوگوں کا مقتدا پیشوا ہو تو نہ بیٹھے چلا آئے ورنہ صبر کرے اور کھانا کھالے اور طبرانی نے مرفوعاً نکالا کہ آنحضرتؐ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا مثلاً وہاں لوگ شراب پیتے ہوں یا فاحشہ عورتوں کا ناچ رنگ ہو تب تو نہ جانا چاہیئے۔ اب جس مکان میں تصویر لگی ہوں اس میں جانا حرام ہے یا مکروہ اس میں دو قول ہیں یہ انہی تصویروں میں ہے جو حرام ہیں لیکن اگر فرش پر یا تکیہ پر تصویریں ہوں یا پیالہ یا رکابی پر تو وہاں جانا جائز ہے ۱۲ منہ ۳؎ حافظ نے کہا بعض نسخوں میں ابومسعود ہے یعنی عقبہ بن عمرو انصاری ان کے اثر کو امام بیہقی نے وصل کیا لیکن ابن مسعود رضؓ کا اثر مجھ کو نہیں ملا ۱۲ منہ ۴؎ اپنے بیٹے سالم کی شادی میں ۱۲ منہ ۵؎ اس کو امام احمد نے کتاب الورع میں اور مسدد نے اپنی سند میں اور طبرانی نے مسدد کے طریق سے وصل کیا ۱۲ منہ ۶؎ ابوایوب نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ فعل خلاف شرع ہے یعنی دیوار اینٹ مٹی کو کپڑا اوڑھانا ۱۲ منہ ۷؎ انہوں نے کسی طرح نہ مانا دیوار کو کپڑے سے مانڈھا آخر منڈھا ۱۲ منہ ۸؎ کیونکہ تم نہایت متبع سنت تھے اور بیٹے کس کے حضرت عمرؓ کے تو تم کو عورتیں کیسے مجبور کرسکتی تھیں ان کو ڈانٹنا اور اس کام سے باز رکھنا لازم تھا ۱۲ منہ ۹؎ سبحان اللہ صحابہؓ کا ورع اور تقوی دیوار پر کپڑا ڈالنا حد درجہ یہ ہے کہ مکروہ ہوگا یا حرام مگر ابوایوبؓ نے ایسے مکان میں بیٹھنا اور کھانا کھانا ہی گوارا نہ کیا جہاں ایک فعل مکروہ یا حرام کیا گیا تھا قسطلانی نے کہا جمہور شافعیہ اس کے کراہت کے قائل ہیں کیونکہ اگر حرام ہوتا تو دوسرے صحابہ بھی وہاں نہ بیٹھتے نہ کھانا کھاتے اور ممکن ہے کہ ابوایوب اس کو حرام سمجھتے ہوں اور دوسرے صحابہ مباح جانتے ہوں مترجم کہتا ہے اگر ابوایوب انصاری یا دیگر صحابہ ایسی بدعات کو دیکھتے تو یقیناً نہ ایسے بدعتیوں سے ملتے نہ ان کا کھانا کھاتے اب تو سارے مکان کو چھت (بقیہ برصفحہ آئندہ)

۴۷۹۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ.

(از اسماعیل از مالک از نافع از قاسم بن محمد) ام المومنین حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں میں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس تکیے کو گھر کے اندر دیکھا تو آپؐ دروازے ہی پر کھڑے رہے اندر تشریف نہ لائے، آپؐ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں نے کوئی خطا کی ہے تو میں اس سے اللہ اور اس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں خطا معاف کیجئے، آپؐ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اسے آپؐ ہی کے لیے خریدا ہے، آپ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں آپؐ نے فرمایا جن لوگوں نے اس پر یہ تصویریں بنائی ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا جو تصاویر تم نے بنائی تھیں ان میں جان بھی ڈالو، اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے

بَاب ۲۷۳۸ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ.

باب شادی میں دلہن کا مردوں کے سامنے آنا اور ان کا کام کاج کرنا

۴۷۹۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ

(از سعید بن ابی مریم از ابو غسان از ابو حازم) سہل رضی اللہ عنہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے لے کر دیواروں تک کپڑے سے منڈھتے ہیں اس پر منقش نگار کرتے ہیں قبروں پر چادریں وہ بھی کارچوبی عمدہ عمدہ ڈالتے ہیں اور بے چارے زندہ مسلمان سے سردی کھاتے پھرتے ہیں ان کو کوئی ایک بوتر کہادی کا ٹکڑا بھی نہیں دیتا مگر شاہ کے قبر پر صبح کا اجالا ہوتے ہی کمخواب کی نئی چادر چڑھائی جاتی ہے اس پر مٹھائی کی ٹوکری اور صندل سے ان کی قبر لیپی جاتی ہے اوجالا شاہ کو تو ایک بزرگ سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ مگر عموماً یہ رواج کر لیا ہے کہ سوم کو ہر ایک کی قبر پر پھول چڑھاتے ہیں پھول ڈالتے ہیں مولود خوانوں کی جماعتیں آتی ہیں جو چلا چلا کر مردے کے ناک میں دم کرتی ہیں رات کو وہاں چراغ جلائے جاتے ہیں جب کوئی مرتا ہے تو اس کے جنازے پر شامیانے تانتے ہیں قبر میں دفنانے کے بعد پیر صاحب کا شجرہ بھی اسی میں رکھ دیتے ہیں کہ شائد فرشتے پیر صاحب کی خاطر سے عذاب نہ کریں معاذ اللہ اگر حضرت ابو ایوب انصاری رضوان لوگوں کو دیکھتے تو کس قدر ناراض ہوتے مجھے یقین ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمان ہی نہ سمجھتے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُتْحِفُهُ بِذٰلِكَ۔

کہتے ہیں جب ابواُسید ساعدی نے اپنی شادی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو دعوت دی، کھانا بھی اُمّ اُسید کی دلہن نے پکایا اور مردوں کے سامنے بھی کھانا وہ خود پیش کر رہی تھیں، رات کو انہوں نے تھوڑی سی کھجوریں ایک برتن میں بھگو دی تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو وہی شربت بطور تحفہ آپ کو پلایا [1]

بَابُ ۲۷۳۹ النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرْسِ۔

باب کھجور یا کسی اور غیر منشی چیز کا شادی کی تقریب میں استعمال کرنا۔

۴۸۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ۔

(از یحییٰ بن بکیر از یعقوب ابن عبدالرحمان قاری از ابوحازم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابواسید ساعدی رضؓ نے اپنی شادی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، ان کی بیوی جو اس وقت نئی دلہن تھیں سارے کام کاج اپنے ہاتھ سے کر رہی تھیں یہ دلہن کہتی تھیں یا سہلؓ کہتے تھے تمہیں معلوم ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا شربت تیار کیا تھا؟ میں نے رات کو تھوڑی سی کھجوریں آپ کے لیے ایک کٹورے میں بھگو رکھی تھیں۔

بَابُ ۲۷۴۰ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ۔

باب عورتوں سے نرمی سے پیش آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عورت پسلی کی طرح ہے

[1] سبحان اللہ عرب کی دلہنیں ایسی ہوتی ہیں کہ سارے دعوت والوں کا کھانا بھی خود پکایا اور خود ہی سب کو کھلایا بھی [2] دوسری حدیث میں ہے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بھلے ہیں یعنی ان کے ساتھ نرمی اور محبت کے ساتھ بسر کرتے ہیں عورتوں کے ساتھ سختی کرنا حضورؐ کی سنت کے برخلاف ہے آپ اپنی بیویوں سے بہت خوش اخلاقی سے گذر کرتے حتیٰ کہ بعضے وقت یہ بیویاں آپ کو بہت تنگ بھی کرتیں جیسے اوپر گذر چکا برخلاف اس کے کہ حضرت عمرؓ سے عورتیں بہت ڈرتی رہتیں کیونکہ ان کے مزاج میں سختی اور جلالت تھی اور آنحضرتؐ خلق مجسم اور ہنس مکھ اور نرم دل تھے سبحان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۴۸۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت تو پسلی کی طرح ٹیڑھی پیدا ہوئی ہے اگر تو اسے ایک دم زور سے سیدھا کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس سے کام لے تو فائدہ اٹھاتا رہے گا اگرچہ وہ ٹیڑھی رہے [1]

بَابُ ۲۷۴ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

باب عورتوں سے بہتر سلوک کرنا

۴۸۰۲ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔

(از اسحاق بن نصر از حسین جعفی از زائدہ از میسرہ از ابوحازم) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسائے کو نہ ستائے اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے [2] ہوئی ہے، اور پسلی اوپر ہی کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی [3] ہے اگر تم اسے ایک دم سے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے وہ سیدھی نہ ہو سکے گی، اگر رہنے دے تو ٹیڑھی ہی سہی لیکن باقی تو رہے گی (کام دے گی) پس تمہیں عورتوں سے بہتر سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں [4]

۴۸۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا

(از ابونعیم از سفیان از عبداللہ بن دینار) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں سے

---

[1] اس کے ٹیڑھے پن پر صبر کرے، یہ بھلے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ اپنی عورت کیساتھ نرمی اور آسانی سے گذارہ کرے اگر کسی وقت نادانی سے وہ ٹیڑھا پن اختیار کرے تو چشم پوشی کرے آہستہ آہستہ سمجھانے سے ممکن ہے کہ وہ سیدھی ہو جائے لیکن ایک دم اس کو سیدھا کرنا یہ ممکن نہیں ہاں توڑ ڈالو چلتا بناؤ تو یہ اور بات ہے ۱۲ منہ [2] حضرت آدم کی پسلی سے حضرت حوّا پیدا ہوئی تھیں ۱۲ منہ [3] اسی طرح عورت بھی اوپر کی طرف سے یعنی زبان سے ٹیڑھی ہوتی ہے ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کہا یعنی ان کی سخت گوئی پر صبر کرتے رہنا اسی میں آنحضرت کی پیروی ہے عورتیں اس سے بہت خوش ہوتی ہیں کہ خاوند ان سے اختلاط اور ہنسی کھیل کرتا رہے آنحضرت اپنی بی بیوں سے مزاح کرتے، حضرت عائشہ سے فرمایا یہ گڑیلوں کے پر کیسے انہوں نے کہا حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے پر تھے آپؐ ہنس دیے اسی طرح حضرت عائشہ کے ساتھ شرط کر کے دوڑتے ایک بار حضرت عائشہ آگے نکل گئیں پھر ایک بار وہ پیچھے رہ گئیں آپؐ نے فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا سبحان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرتبہ جامعیت کا جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو دیا تھا کسی کے لیے حاصل نہیں ہوا دین اور دنیا دونوں کو آپ نے سنبھالا ایک ہاتھ میں دنیا ایک ہاتھ میں آخرت، جوئی بیان بال بچے کنبے والے ان سب کی خبر گیری ہر ایک کی دلجوئی تشفی پھر راتوں کی عبادت دن کو روزے جہاد کی تیاری فوج اور سامان کی تیاری مسلمانوں کی اور اسلام کی ترقی کی فکر اور تدبیر اتنے بہت سے کام وہ بھی اس طرح حسن تدبیر اور انتظام کے ساتھ بتلایئے کس فقیر یا درویش یا حکیم نے کیے ہیں اگر آپ کا کوئی معجزہ ہم نے آنکھوں سے نہیں دیکھا تو آپ کی زندگی کے حالات تو ہم تک پہنچ گئے ہیں ان میں غور کرنے سے صاف ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ آپؐ اللہ کے تمام بندوں میں ایک بڑے ممتاز بندے تھے جن کے جوڑ کا کوئی نہیں ملتا اور آپؐ کی نبوت اور ختم الانبیاء ہونے کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے فقیروں اور درویشوں میں جو کامل سے کامل گذرے ہیں انہوں نے اس کے عشر عشیر بھی کام نہیں کیے جو آنحضرت نے کئے ہیں ایک کونے میں لنگوٹا باندھ کر بیٹھ رہنا نہ جورو نہ جاتا نہ رشتہ نہ ناتا یہ بہت سہل ہے مگر بی بیاں بال بچے کنبے والے رکھ کر سب کی خبر گیری رکھنا بلکہ عام تمام دنیا کے لوگوں کی اصلاح اور درستی کی فکر اور تدبیر کرنا مخالفین کی ایذا رسانی پر صبر کرنا لڑائیوں میں اپنی ذات سے جانا زخمی ہونا مصیبتیں اٹھانا یہ ہمارے پیغمبر کا دل اور جگر تھا دوسرے فقیر اور درویش آپؐ کے پاسنگ کو بھی نہیں پہونچتے ۱۲ منہ

نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا۔

زیادہ باتیں اور ان سے بے تکلفی کرنے میں ذرا ڈرتے رہتے اس اندیشہ سے کہ مبادا بے اعتدالی ہو جائے اور ہمارے متعلق قرآن نازل ہو جائے جو ہمارا عیب ظاہر کر دے جب آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا تو ہم دل کھول کر باتیں کرنے لگے اور خوب بے تکلفی کرنے لگے

بَاب ۲۷۴۲ قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ مریم میں) یہ ارشاد اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

۴۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ۔

(از ابوالنعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی شکل میں حاکم ہے اور قیامت کے دن ہر شخص سے اس کے ماتحتوں سے متعلق سوالات ہوں گے[1] بادشاہ تو حاکم ہی ہیں ان سے ان کی رعایا کے متعلق سوالات ہوں گے، ہر شخص اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اس سے ان کے متعلق سوالات ہوں گے عورت اپنے خاوند کے مال کی حاکم یعنی محافظ ہے اس سے اس کے[2] متعلق پوچھ گچھ ہوگی اسی طرح غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا غرضیکہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی[3]

بَاب ۲۷۴۳ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ۔

باب گھر والوں سے اچھا سلوک کرنا[4]

۴۸۰۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

(از سلیمان بن عبدالرحمٰن و علی بن حجر از عیسیٰ بن یونس از ہشام ابن عروہ از عبداللہ بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گیارہ عورتیں ایک جگہ بیٹھیں، انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپائیں[5]

---

[1] کہ اپنی رعیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا ۱۲ منہ [2] کہ خاوند کا مال بیجا تو نہیں اڑا دیا ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کی باز پرس ہوگی تو آدمی کو اپنے گھر والوں کا خیال رکھنا ان کے برے کاموں سے انہیں روکنا ورنہ وہ بھی قیامت کے دن اپنے کرتوت کی وجہ سے دوزخ میں پڑیں گے اور اس کو بھی عذاب ہوگا کہ تو نے اپنے گھر والوں پر جن پر تیرا زور چلتا تھا کیوں نہیں نصیحت کی کہ وہ آج دوزخ کے عذاب سے بچے رہتے ۱۲ منہ [4] اس باب میں امام بخاری نے ام زرع کی حدیث بیان کی جو تمام حدیثوں میں مشکل ہے لوگوں کا امتحان جو حدیث جاننے کا دعویٰ کریں اس حدیث سے لیتے ہیں اور گو وہ اس سند میں جو امام بخاری نے بیان کی مرفوع نہیں ہے مگر اس کے اخیر میں یہ فقرہ کہ عائشہ میں تیرے لیے ایسا ہوں جیسا ابوزرع تھا ابوزرع کے لیے مرفوع ہے اور اس سے باب کا مطلب نکل آتا ہے کہ جورو کے ساتھ عمدہ سلوک رہنا اس کو کھانے کپڑے تمام ضروریات سے آسودہ رکھنا سنت ہے طبرانی نے اس حدیث کو دراوردی اور عباد کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت نے مجھ سے فرمایا میں تیرے لیے ایسا جیسا ابوزرع تھا ام زرع کے لیے اس پر حضرت عائشہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر صدقے ابوزرع کون تھا تب آنحضرت نے یہ گیارہ عورتوں کی نقل بیان کی ۱۲ منہ

جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ ۔ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ ۔ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ ۔ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ ۔

(۱) پہلی عورت بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے لاغر اونٹ کا گوشت ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو رستہ صاف کہ سہولت سے چڑھ سکیں اور اسے لے آئیں اور نہ وہ گوشت ہی ایسا موٹا تازہ کہ جس کے لانے کیلئے کوئی پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے[۱] (۲) دوسری عورت بولی میں اپنے خاوند کا حال کہاں تک بیان کروں[۲] مجھے ڈر ہے کہ اگر اس کے سامنے ذکر ہو جائے تو وہ طلاق دے دے اور میں اسے چھوڑ نہیں سکتی یا یہ کہ اگر بیان کروں تو اس کی خوبی بدی بیان کر سکتی ہوں (۳) تیسری عورت کہنے لگی میرا خاوند بڑے ڈیل ڈول کا ہے اگر کچھ کہتی ہوں[۳] تو طلاق مل جائے اگر خاموش رہوں تو معلق یعنی لٹکی رہوں[۴] (۴) چوتھی عورت کہنے لگی میرا خاوند ملک تہامہ حجاز کی معتدل رات کیطرح ہے نہ گرمی نہ سردی نہ ڈر نہ غم (۵) پانچویں عورت کہنے لگی میرا خاوند تو گھر آتے ہی[۵] چیتا بن جاتا ہے گھر کے باہر شیر، گھر میں جو چیز چھوڑ جائے اسے پوچھتا ہی[۶] نہیں (۶) چھٹی عورت کہنے لگی میرا خاوند تو ایسا (پیٹو) ہے کہ کھانے بیٹھے تو سارا کھانا سمیٹ جائے[۷] پینے لگے تو ایک قطرہ گلاس میں نہ چھوڑے، سب اڑا جائے سوتا ہے تو الگ پڑا رہتا ہے میرے کپڑے میں ہاتھ بھی نہیں[۸] ڈالتا (۷) ساتویں عورت کہنے لگی میرا خاوند تو کم بخت جاہل یا سست اور نامرد ہے مباشرت کے وقت اپنا سینہ میرے سینہ سے لگا کر اوندھا پڑا رہتا ہے[۹] دنیا میں جسقدر عیوب ہیں سب ایک ایک کر کے اسکی منحوس ذات میں جمع ہیں سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں باتیں کر گذرے (۸) آٹھویں عورت کہنے لگی میرا خاوند تو خرگوش کیطرح ہے اسے چھوا گویا خرگوش کو چھوا خوشبو سونگھو تو جیسے زعفران کی خوشبو[۱۰]۔ (۹) نویں عورت کہنے لگی

[۱] ایک روایت میں ہے کہ یہ عورتیں یمن کے ملک میں ایک خاندان کی تھیں ہیثم کی روایت میں ہے کہ یہ عورتیں مکہ میں تھیں ابن حزم نے روایت کیا کہ وہ خثعم قبیلہ کی تھیں نسائی نے نکالا کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کی دولت پر فخر کیا کہ ان کے پاس جاہلیت کے زمانہ میں دس لاکھ اوقیہ تھے آپ نے فرمایا عائشہ چپ رہو میں تیرے لیے ایسا ہوا جیسے ابوزرع تھا ام زرع کے لیے ۱۲ منہ [۲] مطلب یہ ہے کہ اس کا خاوند ایک تو بخیل ہے جس سے کچھ فائدے کی توقع نہیں دوسرے طرہ یہ ہے کہ بدخلق اور بدخو بھی ہے ۱۲ منہ [۳] اس میں اتنے عیب ہیں ۱۲ منہ [۴] اس کے عیب بیان کروں ۱۲ منہ [۵] نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کرلوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے ۱۲ منہ [۶] کہ وہ کہاں گئی ایسا بے پرواہ ہے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ولا یرفع الیوم لغد یعنی جو مال آج کمایا اس کو کل کے لیے نہیں اٹھا رکھتا یعنی بہت سخی داتا ہے ۱۲ منہ [۷] یعنی کھانے کو تو کھا جائے بہت زیادہ اور عورت کا مطلب پورا کرنے میں کمزور مطلب یہ ہے کہ بدخوری اس پر بغیر شہوت، عرب میں یہ بڑا عیب گنا جاتا ہے کہ مرد کھائے تو بہت پر اپنی عورت سے صحبت کرنے میں سست ہو حقیقت میں عورتیں ایسے مردوں کو بالکل پسند نہیں کرتیں [۸] یعنی اول تو کم شہوت عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا اس پر سے بدخو اور بدخلق بات کرو تو کاٹ کھائے ۱۲ منہ [۹] کمبخت سے بات کرو ۱۲ منہ [۱۰] ہم نے زرنب کا ترجمہ زعفران کیا ہے لیکن طب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زرنب طالیفر کو کہتے ہیں جو ایک درخت کا چھلکا ہے اسکا رنگ و بو زعفران کا سا ہی ہوتا ہے ۱۲ منہ

قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ

میرے خاوند کا گھرا و نچا خود قد آور قوی ہیکل راکھ کے پاس ڈھیر[1] کے ڈھیر اس کا مکان مجلس شوری کے قریب ہی ہے وہ مدبر انسان[2] ہے۔ (۱۰) دسویں عورت کہنے لگی میرا خاوند صاحب جائداد ہے ایسا بڑا صاحب جائداد اور کوئی نہیں، بہت سارے اونٹ جو اس کے گھر کے گرد بیٹھے رہتے ہیں چرنے کیلئے کم جاتے[3] ہیں جہاں انہوں نے باجے کی آواز سنی[4] انہیں اپنی جان جانے کا یقین ہو گیا کہ اب ذبح کئے جائیں گے (۱۱) گیارہویں عورت کہنے لگی میرا خاوند ابوذرع ہے، ابوذرع کا کیا کہنا! میرے دونوں کان زیور سے وزنی کر دئیے دونوں بازو چربی سے موٹے کر دئیے مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کر دیا کہ میں خود بھی محسوس کرتی ہوں[5] شادی سے قبل معمولی بھیڑ بکریوں سے تنگدستی سے گذارہ کرتی تھی ابوذرعہ نے مجھے گھوڑوں اونٹوں کھیت کھریاں سب کا مالک بنا دیا باوجود اس قدر دولت مند ہونے کے وہ ایسا خوش اخلاق ہے کہ میری کسی بات کو برا نہیں مانتا سوتی رہوں تو صبح تک نہیں کوئی جگاتا[6] پیوں تو اچھی طرح سیر ہو کر۔ ابوذرع کی ماں یعنی میری ساس سبحان اللہ اس کی گٹھریاں بھاری، گھر کشادہ، ابوذرع کا بیٹا نازک بدن دبلا پتلا ہے اس کے سونے کی جگہ ہری چھال یا ننگی تلوار کے برابر ہے[7] ایک دست گے گوشت سے اس کا پیٹ بھر جائے، ابوذرعہ کی بیٹی وہ بھی ماشاء اللہ اپنے باپ کی پیاری، ماں کی پیاری، اطاعت گزار، کپڑا بھر نے والی (یعنی موٹی ایسی کہ کپڑا ڈھیلا نہ معلوم ہو) سوکن کے لیے باعث[9] رشک

---

[1] اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ اس کی ظاہری اور باطنی اخلاق بہت اچھے ہیں صعصعہ نے معاویہ بن ابی سفیان سے کہا ہم تم کو کیونکر عقلمند سمجھیں تم تو ایک عورت پر دیوانے ہو گئے ہو ان کی بی بی فاختہ بنت قرظہ کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہاں جو لوگ شریف اور نیک ہوتے ہیں تو بی بیاں ان پر غالب ہوتی ہیں اور جو کمبخت بدخلق ہوتے ہیں وہ بیبیوں پر غالب رہتے ہیں ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ وہ سخی انسان ہے عرب میں قاعدہ تھا سخی اور داتا لوگ اپنا مکان بلندی پر بناتے تاکہ غریب اور مسافر لوگ دور ہی سے اس کو دیکھ کر ان کے پاس آئیں کھائیں پئیں چین اڑائیں ۱۲ منہ [3] یعنی وہ اکثر ان اونٹوں کو اپنے گھر ہی پر رکھتا ہے جنگل میں چرنے کیلئے کم بھیجتا ہے اس سے یہ غرض کہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ اڑائیں ان کو تکلیف نہ ہو [4] جو مہمانوں کے آنے پر بجایا جاتا ہے خوشی کے لئے [5] یا اچھی طرح خوش رکھا میں بھی اترانے لگی گھمنڈ میں آگئی ۱۲ منہ [6] کھاؤں تو پیٹ بھر کر کوئی غم نہیں ۱۲ منہ [7] نقد و جنس سے بھری ہوئی ۱۲ منہ [8] عرب لوگ مردوں میں دبلے پتلے نازک بدن کو پسند کرتے ہیں اور عورتوں میں موٹی فربہ عورت کو ۱۲ منہ [9] سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب اور لیاقت پر رشک کرتی ہے ۱۲ منہ

مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا- وَلَاتَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَّالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَّاَخَذَ خَطِّيًّا وَّاَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَّاَعْطَانِيْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِيْ اُمَّ زَرْعٍ وَّمِيْرِيْ اَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَابَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِيْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَاَبِيْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَّلَاتُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَاَتَقَمَّحُ بِالْمِيْمِ وَهٰذَا اَصَحُّ۔

ابوزرعہ کی لونڈی! اکیا پوچھتے ہو وہ کیسی اچھی لونڈی ہے، ہماری کوئی بات مشہور نہیں کرتی خانگی راز پوشیدہ رکھتی ہے، کھانا تک نہیں چراتی، گھر میں میل کچیل نہیں رہنے دیتی ہمیشہ صاف ستھرا رکھتی ہے[1] ایک دن صبح صبح ابوزرع باہر گیا جبکہ لوگ مکھن نکالنے کے لیے دودھ بلو رہے تھے ابوزرع نے جاتے ہوئے رستے میں ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے دو چیتوں کیطرح اس کی کمر کے نیچے دو اناروں کے ساتھ کھیل رہے[2] تھے ابوزرع نے مجھے طلاق دیکر اس عورت سے نکاح کر لیا بعدازاں میں نے ایک اور سردار سے نکاح کیا جو گھوڑے کا اچھا سوار اور نیزہ باز ہے اس نے بھی مجھے بہت سے جانور دئے اور ہر قسم کے سامان میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہے اور کہتا ہے اے ام زرع! تو خود بھی کھا پی اپنے عزیزوں اور خویشوں کو بھی کھلا لیکن اگر یہ سب بھی میں جمع کروں تو ابوزرع کا عطا کردہ ایک چھوٹا سا برتن بھی نہ بھرے[3]۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ! میں تیرے لیے ایسا خاوند ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تھا[4]۔ امام بخاری رح کہتے ہیں سعید بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے انہیں بجائے وَلَاتَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا کے بجائے وَلَاتُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا کے الفاظ ہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں بعض حضرات نے اتقنح کی جگہ فَاَتَقَمَّحُ میم سے پڑھا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

۴۸۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْظُرُ فَمَازِلْتُ

(ازعبداللہ بن محمد ازہشام ازمعمر از زہری ازعروہ) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کچھ حبشی لوگ اپنے ہتھیاروں سے (مسجد میں) کھیلتے رہتے (مثلاً گتکا وغیرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر آڑ کیے رہتے، میں ان کا تماشہ دیکھتی رہتی یہاں تک کہ میں خود ہی اکتا کر واپس آجاتی اب خود ہی اندازہ کرلو ایک کم عمر لڑکی کتنی دیر کھیل[5] دیکھتی ہے؟

[1] غرض سارا گھر نور علی نور ہے ابوزرع سے لیکر ماں بیٹی بیٹا لونڈی یا باندی سب ایک ایک فرد فرید ہیں ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ اس کے سرین خوب بڑے بڑے موٹے اندفربہ تھے عرب میں یہ حسن میں داخل ہے کہ عورت کے سرین خوب موٹے اور بڑے ہوں اور جب سرین خوب موٹے ہوں تو نیچے لیٹنے میں کمر کے تلے کی جائے خالی رہتی ہے یہ بچے کھیل کے طور پر اس میں انار لڑھکا رہے تھے لعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس کے دو بچے کمر کے تلے سے اس کی دونوں چھاتیوں سے کھیل رہے تھے جو انار کیطرح تھیں ۱۲ منہ [3] یہ مبالغہ کے طور کہا ورنہ اونٹ گائے جانور وغیرہ برتن میں کہاں سما سکتے ہیں مطلب یہ ہے کہ میرا دوسرا خاوند تو سپاہی اور شاہسوار نیزہ بازی میں استاد ہے در مجھ کو مال اسباب بھی اس نے دیا ہے مگر ابوزرع نے جو دیا تھا اس کے سامنے یہ مال و اسباب بے حقیقت ہے ۱۲ منہ [4] یعنی تجھ کو کھانے پلانے اور چین دینے میں دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوزرع نے آخر ام زرع کو طلاق دیدی اور میں تجھ کو طلاق دینے والا نہیں ابوزرع کی کیا حقیقت تھی ایسے لاکھوں (باقی برصفحہ آئندہ)

أَنْظُرُ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ۔

بَابُ ٢٧٤ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا۔

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا حَتَّى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ

باب بیٹی کو اس کے شوہر کے مسائل میں نصیحت کرنا۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے برابر یہ خواہش رہی کہ میں حضرت عمرؓ سے ان دو عورتوں کے متعلق دریافت کروں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (سورہ تحریم میں) فرمایا [ ] اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا واپسی کے وقت وہ رفع حاجت کے لیے رستے سے ہٹ کر ایک طرف ہو لیے میں بھی پانی کا مشکیزہ لیکر اسی جانب گیا، جب وہ حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے اسی مشکیزے سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، انہوں نے وضو کیا پھر میں نے ان سے عرض کیا اے امیرالمؤمنین وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا [ ] انہوں نے کہا ابن عباس! تعجب ہے تجھے اب تک اتنی سی بات بھی معلوم نہ ہوئی (حالانکہ تو بہت مستعد العلم ہے) وہ دو عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے از سر نو پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔

انہوں نے کہا میں اور ایک میرا انصاری ہمسایہ[1] ہم دونوں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں رہائش پذیر تھے یہ گاؤں مدینے کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) البزرع آنحضرتؐ کی جوتیوں پر سے تصدق ہیں حضرت عائشہؓ کو جو لیاقت اور عزت آنحضرتؐ کے طفیل ہوئی وہ آج تک عرب کی کسی عورت کو حاصل نہیں ہوئی قیامت تک ان کا تذکرہ قرآن شریف اور حدیث میں قائم ہے گا رضی اللہ عنہا **۵** ان دنوں حضرت عائشہ کی عمر پندرہ برس کی ہوگی اس عمر میں بچپن چہل پہل اور کھیل کود کی عاشق ہوتی ہیں حضرت عائشہ کا مطلب یہ کہ آنحضرت کے اخلاق کریمانہ ایسے تھے اپنی بی بیوں کے ساتھ اس طرح شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے ان کو تماشہ دکھلاتے آپ گھنٹوں ان پر کھڑے رہتے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورت کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ دیکھنا بنیتی اور شہوت کی راہ سے نہ ہو اور جن لوگوں نے یہ تاویل کی کہ حضرت عائشہ جوان نہ تھیں نابالغ تھیں ان کی تاویل مردود ہے حضرت عائشہ کی عمر ان دنوں پندرہ برس یا زیادہ تھی یہ تو عین جوانی کا زمانہ تھا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں کوئی دنیا کی بات کرنا بشرطیکہ چلائے نہیں منع نہیں جیسے بعضو ونے سمجھا ہے اسی طرح کوئی مباح کھیل کود جیسے ہتھیاروں کی کسرت وغیرہ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [ ] کیلئے موقع ہی نہیں ملتا تھا ۱۲ م

[1] اوس بن خولی یا عتبان بن مالک ۱۲ منہ

يَسُوْقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِّي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ تَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِيْنَ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملنداً بادیوں میں سے ایک ہے[1]۔ ہم دونوں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پہاڑ سے) اتر کر جایا کرتے جس دن میں جاتا اس پورے دن کی باتیں جو بذریعہ وحی آپؐ پر نازل ہوتیں اس انصاری سے آکر کہہ دیتا اور جس دن وہ جاتا وہ بھی ایسا ہی کرتا یعنی اس دن کی تمام خبروحی وغیرہ مجھ سے آکر بیان کر دیتا اور قریش کا یہ دستور تھا کہ عورتوں کو اپنے دباؤ میں رکھتے جب ہم مدینہ میں آئے تو انصاریوں کو دیکھا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب[2] ہیں، ہماری عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کا رنگ دیکھ کر ان کی چال اختیار کر لی، ایک بار میری بیوی نے بھی مجھے جواب دیا میں نے اسے للکارا کہ تجھے یہ جرأت کہ مجھے جواب دیتی ہے! اس نے کہا کیا جواب دینا آپ کو برا معلوم ہوا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی آپؐ کو جواب دیتی ہیں اور کوئی کوئی زوجہ تو یہ کرتی ہے کہ پورا پورا دن آپ سے خفا رہ کر شام تک آپ سے بات[3] نہ کرتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ سن کر گھبرا گیا اور میں نے بیوی سے کہا جو بھی ایسا کرتی ہے اس کی شامت آگئی ہے[4]۔ غرض میں نے کپڑے پہنے اور اپنی بستی سے اتر کر پہلے حفصہؓ کے پاس گیا میں نے کہا اے حفصہؓ! میں نے سنا ہے تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دن بھر خفا کئے رکھتی ہو آپؐ سے سوال جواب کرتی ہو کیا یہ صحیح ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا تو اپنا نقصان کر رہی ہے کیا تو بے فکر ہے اور معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں تو خدا بھی ناراض ہوتا ہے، ایسا ہوا تو تو ہلاک ہو جائے گی، دیکھ آنحضرتؐ سے بہت چیزیں مت طلب[5] کیا کر نہ آپؐ سے کسی بات میں سوال جواب کیا کر، آپؐ سے ترش روئی والی گفتگو چھوڑ دے جو ضرورت ہو مجھ سے طلب کر، تو اپنی سوکن عائشہؓ کی وجہ سے غلط

[1] اس قبیلے کے لوگ وہیں رہا کرتے تھے [2] مردوں سے بڑھ بڑھ کر باتیں کرتی ہیں ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں یوں ہے اپنی بیٹی حفصہؓ کی خبر لو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ایسے سوال جواب کرتی ہے کہ آپ دن بھر اس پر غصے رہتے ہیں ۱۲ منہ [4] کیونکہ اللہ کے رسول سے بے ادبی کرنا اس کا انجام بہت برا ہے ۱۲ منہ [5] مجھ کو یہ چاہیے وہ چاہیے دوسری روایت میں ہے کہ کچھ مت کہا کر آپ کے پاس روپیہ اشرفی نہیں ہے اگر تجھ کو کسی چیز کی احتیاج ہو تیل تک بھی درکار ہو تو مجھ سے مانگ میں لا دوں گا آنحضرتؐ سے مت کہہ یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے حضرت عمر اپنی (باقی برصفحہ آئندہ)

فَهٰذِهٖ لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ
وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ
جَارَتُكِ اَوْضَاَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ
وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ
لِتَغْزُوْنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ
فَرَجَعَ اِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا
شَدِيْدًا وَّقَالَ اَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ
اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ
مَا هُوَ اَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْ
ذٰلِكَ وَاَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نِسَاءَهٗ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ
قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ
فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَّهٗ
فَاعْتَزَلَ فِيْهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ
تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ اَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ
هٰذَا اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فہمی میں مبتلا نہ ہو[1] وہ تو خوبصورت[2] ہے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت محبت ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان دنوں یہ بھی خبر تھی کہ قبیلہ غسان اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہا ہے، ہم سے جنگ کرنا چاہتا ہے میرا انصاری ہمسایہ اپنی باری کے دن گیا رات کو عشاء کے وقت واپس آیا یکدم بڑے زور سے اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جواب دینے میں ذرا دیر کی تو کہنے لگا عمر ہے! عمرؓ ہے؟ میں گھبرا کر باہر نکلا[3] وہ کہنے لگا آج تو بڑا حادثہ ہوا میں نے کہا خیر تو ہے؟ کیا قبیلہ غسان آپہنچا؟ اس نے کہا نہیں، اس سے بھی بڑھ کر ایک حادثہ ہوا جو بہت ہولناک ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی اس وقت میری زبان سے بے ساختہ نکلا ہائے حفصہ تو رسوا[4] ہو گئی مجھے تو پہلے ہی یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ انجام ہونے والا ہے

چنانچہ میں نے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز مسجد نبوی میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ایک بالاخانے میں اکیلے جا کر بیٹھ رہے پہلے میں حفصہؓ کے پاس گیا دیکھا تو وہ رو رہی ہیں، میں نے کہا اب کیوں روتی ہے کیا میں نے تجھے متنبہ نہیں کیا تھا؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانے میں تنہا جا کر تشریف فرما ہو گئے ہیں[5]۔ چنانچہ میں حفصہ رضہ سے آکر مسجد میں منبر کے پاس آیا، دیکھا تو منبر کے گرد

(بقیہ صفحہ سابقہ) پیاری بیٹی پر خفا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا بھی تکلیف گوارا نہ کی یہاں سے افضیوں کو سبق لینا چاہیے دنیا میں بیٹا بیٹی سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کے سامنے بیٹا بیٹی کی بھی کچھ پروا نہ تھی تو یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے کے لیے ان کی محبت میں آنحضرتؐ کے ارشاد کے خلاف کرتے اگر آنحضرتؐ حضرت علی رضہ کو خلیفہ بنا گئے ہوتے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ انہی سے بیعت کرتے اور آنحضرتؐ کے ارشاد کے خلاف نہ ابوبکر کی سنتے نہ اور کسی کی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] کہ وہ سوال جواب کرتی ہیں میں بھی کروں گی ۱۲ منہ [2] تو اس کے برابر خوبصورت نہیں ہے ۱۲ منہ [3] پوچھا کہو کیا خبر ہے ۱۲ منہ [4] اب ایسا شوہر کہاں سے لائے گی ۱۲ منہ [5] معلوم ہوا آنحضرتؐ اپنی بی بیوں کے مطالبات سے سخت رنج میں تھے اور اسی وجہ سے لوگوں سے علیحدہ ہو کر بیٹھ رہے تھے جب آدمی رنج میں ہوتا ہے تو کسی کی ملاقات بھی اچھی نہیں لگتی اسی لیے آپ نے تین بار حضرت عمرؓ کو اجازت نہ دی پھر اجازت دی ۱۲ منہ

قَالَتْ لَا اَدْرِيْ هَاهُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ اَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ قَدْ اَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ

کئی آدمی بیٹھے ہیں بعض ان میں سے رو بھی رہے تھے، تھوڑی دیر وہاں بیٹھا پھر میں بہت بے چین ہو کر اٹھا اس بالاخانے کے قریب گیا اور میں نے آپؐ کے حبشی غلام سے کہا، جا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ وہ اندر گیا اور واپس آیا کہنے لگا میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا لیکن آپؐ سن کر خاموش ہو رہے کچھ جواب ہی نہ دیا، یہ سن کر میں لوٹ آیا اور جو لوگ منبر کے گرد بیٹھے تھے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں دوبارہ سخت بے چین ہو کر بالاخانے کے پاس گیا اور اس غلام سے کہا عمر کے لیے اجازت طلب کر وہ اندر گیا اور لوٹ کر آیا کہنے لگا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا لیکن آپؐ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا یہ سن کر میں لوٹ آیا اور جو لوگ منبر کے گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس بیٹھ گیا تیسری بار پھر میں سخت بے چین ہو کر بالاخانے کے پاس گیا اور اس غلام سے کہا عمر کیلئے اجازت مانگ، وہ اندر گیا اور لوٹ کر آیا اور کہنے لگا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا لیکن آپ خاموش رہے اب میں واپس ہونے کے لیے پلٹا کچھ ہی دور چلا تھا کہ میں نے اس غلام کی آواز سنی وہ مجھے پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے آنحضرتؐ نے اجازت دے دی آجائیے! یہ سن کر میں آیا اور اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں بستر نہیں ہے اور آپؐ کے مبارک پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپؐ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے دریافت کیا کیا آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے اپنی نگاہ میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں[1] نے کہا اللہ اکبر

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انصاری کی خبر پر بہت تعجب ہوا کہ اس نے سنی سنائی بات پر یہ کیسے کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کو طلاق دیدیا اس کو چاہیے تھا کہ اس خبر کو تحقیق کر لیتا ۱۲ منہ

ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوَسِّعْ

پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت[1] حاصل کرنے کے لیے عرض کیا یا رسول اللہ دیکھئے ہم قریش کا تو یہ قاعدہ تھا کہ عورتیں اپنے دباؤ میں رکھتے تھے لیکن جب سے ہم مدینے میں آئے تو یہاں کے لوگوں کا عجب حال دیکھا ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں۔ یہ سن کر آپ مسکرا دئے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پہلے ہی حفصہ کے پاس گیا تھا اور میں نے اسے بتا دیا تھا تو اپنی سوکن عائشہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو وہ تجھ سے زیادہ خوبصورت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ چہیتی ہے،[2] اس پر بھی آپ مسکرا دئے جب میں نے دیکھا کہ آپ دو بار مسکرائے تو میں بیٹھ گیا اور میں نے آنکھ اٹھا کر آپ کے گھر کا سامان دیکھا تو خدا کی قسم آپ کے گھر میں کچھ سامان دکھائی نہ دیا جس پر نظر پڑے، صرف تین کچی کھالیں[3] پڑی تھیں اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ تعالی سے دعا فرمائیے وہ آپ کی امت کو خوشحالی عطا فرمائے ایران اور روم کے کافر کیسے مالدار ہیں انہیں دنیا خوب ملی ہے باوجودیکہ وہ خالص خدا کے عبادت گزار نہیں، یہ سنتے ہی آپ تکیہ چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا خطاب

---

[1] سبحان اللہ حضرت عمرؓ کا ادب اور علم مجلس، پہلے ادھر ادھر کی باتیں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کیا پھر اس وقت اور زیادہ گفتگو کی یہ لیاقت خداداد بعض آدمیوں میں ہوتی ہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا کر چھوڑا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی جورو کا نام لیکر کہا اگر وہ مجھ سے ایسے سوال و جواب کرے تو میں تو گردن دبا کر مار ہی ڈالوں اس پر آپ ہنس دئے اور فرمانے لگے میری بی بیوں نے بھی مجھے تنگ کر رکھا ہے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ ہمارے سردار نے دنیا میں اس بے سروسامانی کے ساتھ بسر کی باوجودیکہ آپ اگر چاہتے تو صدہا طرح کے سامان سے اپنا گھر بھر لیتے کیونکہ اس وقت تک کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں اور بہت سا غنیمت کا مال آپ کو مل چکا تھا مگر جو بھی مال آپ کے پاس آتا آپ سب مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے اپنے لیے کچھ نہ رکھتے سبحان اللہ کیا ان اخلاق کو دیکھنے کے بعد بھی کسی کو آپ کی نبوت میں شک ہو سکتا ہے ہم حیران ہیں کہ جو لوگ حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں وہ آنحضرت کی نبوت سے کیونکر انکار کرتے ہیں آنحضرت کے عادات اور اخلاق ان پر بھی فائق تھے اس پر سخاوت اور شجاعت شرم و حیا اور رحم و کرم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے انصاف پسند اور طالب حق کو آپ کی نبوت پر یقین کرنے کے لیے کسی خلاف عادت معجزے دیکھنے کی ضرورت نہیں آپ کی سوانح عمری پڑھنے سے خود بخود دل میں تصدیق پیدا ہو جاتی ہے کہ پیغمبر کے سوا اور کسی میں ایسے اخلاق جمع نہیں ہو سکتے اور وہ بھی ایسی قوم میں جو خونریزی، بخل، طمع اور بے رحمی میں شہرہ آفاق تھی نہ اس میں تعلیم تھی نہ تربیت ایسی قوم میں ایسے کامل الاخلاق جامع الفضائل شخص کا پیدا ہونا بغیر تربیت اور تائید خداوندی کے ممکن نہیں ان سب خصائل پر علم و لیاقت کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے قوانین معاشرت اور میراث اور بیع و نکاح، طلاق اور شفعہ وغیرہ کو آپ نے جامع الفاظ میں بیان فرما دیا کہ آج تک بڑے بڑے تعلیم یافتہ عالم ان پر غور کرتے جاتے ہیں اور نئے نئے نکات اور مسائل ان میں سے نکالتے ہیں ایک بے تربیت شخص ایسی جاہل اور وحشی قوم میں جیسے اس وقت کی عرب قوم تھی ان قوانین کا عشر عشیر بھی نہیں بنا سکتا یہ صاف دلیل ہے اس امر کی کہ آپ خداوند کریم کی طرف سے تعلیم یافتہ ہوئے ہیں جیسے قرآن شریف میں ہے وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ۱۲ منہ [3] بعضوں نے استانس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہلانے کے لیے احقر کے خیال میں طلب انس اور شفقت صحیح ہے کیونکہ آنحضرت امت کی تسلی کے محتاج نہ تھے بلکہ امت اور کل عالم آپ کی رحمت و شفقت اور انس و محبت نیز شفاعت کے محتاج ہیں اللہم ارزقنا شفاعتہ صلے اللہ علیہ وآلہ

عَلَى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَّالرُّوْمَ قَدْ
وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا
يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ هٰذَا أَنْتَ
يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا
طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ
حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا
وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ
عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِّنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ
حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ
لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ
لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ
أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّإِنَّمَا
أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا
عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَكَانَ
ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً قَالَتْ
عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى آيَةَ التَّخَيُّرِ فَبَدَأَ
بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِّنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ
خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

کے بیٹے ابھی تک تو اسی خیال میں ہے (کہ دنیاوی جاہ و دولت بڑی اچھی چیز ہے) ایران و روم کے کفار کو تو اللہ تعالیٰ نے جلدی سے دنیاوی مزے دے دیئے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو انہیں سخت عذاب ہونا ہے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے بخشش کی دعا فرمایئے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتیس راتوں تک اپنی عورتوں سے الگ رہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حفصہؓ نے آپ کے راز کی بات حضرت عائشہؓ سے سے کہہ دی تھی، آپ نے سخت خفا ہو کر فرمایا میں ایک ماہ تک ان عورتوں کے پاس نہیں جاؤں گا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو متنبہ کیا، چنانچہ جب انتیس راتیں گذر گئیں تو بالاخانے سے اتر کر آپ پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو یہ قسم کھائی تھی "میں ایک ماہ تک ان عورتوں کے پاس نہیں جاؤں گا" ابھی تو انتیس راتیں گذری ہیں میں اس دن سے برابر شمار کر رہی ہوں، آپ نے فرمایا مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے، چنانچہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل کی تو آپ نے سب سے پہلے مجھ سے دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو چاہتی ہوں پھر آپ نے دوسری ازواج مطہرات سے بھی یہی دریافت فرمایا انہوں نے بھی یہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

---

(۱) سب بی بیوں میں وہی ممتاز تھیں اور اتفاق سے انہی کی باری کا وہ دن تھا ۱۲ منہ (۲) یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا اخیر تک ۱۲ منہ (۳) عائشہ کیا تو دنیا چاہتی ہے یا مجھ کو چاہتی ہے ۱۲ منہ (۴) ساری دنیا آپ پر سے تصدق ۱۲ منہ (۵) ان کو اختیار دیا کہ اگر دنیا چاہتی ہو تو طلاق لے لو الگ ہو جاؤ ۱۲ منہ (۶) کہ ہم اللہ اور رسول کو چاہتی ہیں دنیا کمبخت کو لیکر کیا کریں گے کل مر گئے تو کیا موئی دنیا قبر میں ساتھ جائے گی اللہ اور رسول راضی رہے تو ہمیشہ کا عیش اور چین ملے گا آپ کی ایک بی بی بھی دنیا لینے پر اور آپ کو چھوڑ دینے پر راضی نہیں ہوئی باوجودیکہ بعضے بی بیوں کو بہت کم زمانہ آپ کی صحبت میں گذرا تھا مگر آپ کی چند روزہ صحبت کا بھی اثر دلوں پر ایسا ہو تا کہ ساری دنیا ایک پر بھر سے بھی زیادہ نہ دکھائی دیتی افسوس ہے ان لوگوں پر جو آنحضرتؐ کی صحبت کے آثار صالحہ اور انوار باہرہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابہؓ سالہا سال آپ کی صحبت سے مستفیض ہو کر آپ کی وفات ہوتے ہی نور ایمان سے خالی ہو گئے اور ظلم و غضب پر انہوں نے کمر باندھی ۱۲ منہ

بَابُ ۲۷۵ صَوْمُ الْمَرْاَةِ بِاِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا۔

۴۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَ بَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

باب عورت کا اپنے شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از معمر از ہمام بن منبہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت کا خاوند اس کے پاس موجود ہو تو وہ اس اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔

بَابُ ۲۷۶ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا۔

۴۸۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔

باب بیوی کا شوہر سے الگ بستر پر سو جانا۔

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از شعبہ از سلیمان از ابوحازم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے وہ نہ آئے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔[1]

۴۸۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ۔

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ از قتادہ از زرارہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت رات کو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر (الگ) سو رہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک اپنے خاوند کے بستر پر نہ آجائے۔

---

[1] اس روایت سے نکلتا ہے کہ یہ وعید اس وقت ہے جب رات کو ہم بستر ہونے سے انکار کرے لیکن دن میں بھی یہی حکم ہے کہ عورت کو انکار درست نہیں کیونکہ مسلم کی روایت میں یوں ہے قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مرد اپنی عورت کو بستر پر بلائے تو وہ انکار کرے تو جو (پروردگار) آسمان پر ہے وہ اس عورت پر غصہ رہے گا جب تک اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو یہ مطلق ہے رات اور دن دونوں کو شامل ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی سے مرفوعًا نکالا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی نہ ان کے نیک اعمال آسمان تک جا سکتے ہیں ایک بھاگے ہوئے غلام کی جب تک وہ مالک کے پاس لوٹ نہ آئے دوسرے متوالے کی جب ہوش میں نہ آئے تیسرے اس عورت کی جس کا خاوند اس سے ناراض ہو مہلب نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ معین گنہ گار پر بھی لعنت کر سکتے ہیں اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا ہے اور عورت کا انکار اسی وقت قابل لعن ہوگا جب بلا وجہ ہو اگر وہ حیض یا اور کسی بیماری میں مبتلا ہو یا اور کوئی عذر ہو تو انکار باعث لعن نہ ہوگا ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۷۴۷ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ

۴۸۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ

باب عورت اپنے خاوند کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو نہ آنے دے۔

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو جب اس کا خاوند موجود ہو بغیر اسکی اجازت کے (نفل) روزہ رکھنا درست نہیں اور بغیر اس کی رضا کے کسی کو بلانا بھی ناجائز ہے اور جو عورت اپنے خاوند کے حکم کے بغیر (فی سبیل اللہ) کچھ خرچ کرے گی تو خاوند کو بھی آدھا[1] ملے گا۔

اس حدیث کو ابوالزناد نے موسیٰ بن ابی عثمان سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس میں صرف روزے کا ذکر[2] ہے۔

بَابٌ ۲۷۴۸

۴۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ۔

باب

(از مسدد از اسماعیل از تیمی از ابی عثمان) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا اہل بہشت میں زیادہ تعداد مسکینوں کی ہے اور مالدار لوگوں کو بہشت کے دروازے پر حساب کتاب کی غرض سے روک دیا گیا[3] ہے، لیکن دوزخی مالداروں کو تو پہلے ہی دوزخ میں بھیجے جانے کا حکم مل چکا تھا۔

نیز میں نے دوزخ کے دروازے پر مشاہدہ کیا کہ زیادہ تر اس میں عورتیں ہیں[4]

بَابٌ ۲۷۴۹ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيطُ مِنَ

باب شوہر کی ناشکری کرنا۔

عشیر خاوند کو کہتے ہیں، شریک یعنی ساجھی کو بھی کہتے

[1] بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے بے حکم اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کو دے ڈالا ہے یعنی اپنے ماہواری میں سے جیسے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کا مال صدقہ نہیں کرسکتی مگر ہاں اپنی خوراک میں سے، تو ثواب دونوں کو برابر ملے گا بعضوں نے کہا وہ خرچ مراد ہے جو عادت کے موافق ہو جس کو سن کر خاوند ناراض نہ ہو مثلاً فقیر کو روزمرہ کے کھانے سے ایک روٹی دینا یا اسی طرح قلیل خیرات جیسے دھیلہ دمڑی وغیرہ حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ عورت کو خرچ کرنے کا اور خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا دونوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی ۱۲ منہ [2] اس کو امام احمد، نسائی اور دارمی نے روایت کیا ۱۲ منہ [3] یہ وہ مالدار تھے جو بہشت میں جانے کے سزاوار تھے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کو مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اکثر خاوند کی اجازت کے بغیر لوگوں کو گھر میں بلالیتی (باقی برصفحہ آئندہ)

الْمُعَاشَرَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں، معاشرت سے نکلا ہے جس کے معنی خلط یعنی ملا دینے کے ہیں۔ اس باب میں ابو سعید خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۴۸۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ قِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عہد نبوی میں خسوف شمس ہوا تو آپ نے لوگوں کو صلوۃ الخسوف پڑھائی، آپ نے قیام بہت لمبا کیا اتنی دیر تک کہ جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے پھر رکوع کیا وہ بھی طویل تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے مگر یہ قیام بعد الرکوع پہلے قیام قبل الرکوع سے کم تھا دوبارہ رکوع کیا وہ بھی طویل مگر پہلے رکوع سے قدرے کم، پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گئے (دو سجدے کئے) پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے مگر پہلی رکعت کے قیام سے کم پھر ایک طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے مگر اگلے قیام سے کم پھر رکوع کیا وہ بھی طویل مگر اگلے رکوع سے کم پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گئے (دو سجدے کئے) پھر نماز سے فارغ ہوئے (تشہد وغیرہ پڑھ کر) اس وقت سورج روشن ہو چکا تھا، اب آپ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا جینے سے ان کا گرہن نہیں ہوتا جب یہ گرہن دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے (اثنائے صلوۃ میں) دیکھا کہ آپ اسی جگہ کسی چیز کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا اور پیچھے ہٹ گئے یہ کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا میں نے بہشت دیکھی یا مجھے بہشت دکھائی گئی تو میں اس کا ایک خوشہ لینے لگا اگر میں اسے لے لیتا تو جب تک

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہیں اس وجہ سے دوزخ کی سزاوار ہوئیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یا تو عالم رؤیا یعنی خواب میں تھا یا جیسا علم الٰہی یعنی لوح محفوظ میں ہے وہ اللہ نے آپ کو مشاہدہ میں دکھایا اور چونکہ اللہ کے علم میں تمام واقعے اور تمام معاملات جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہیں سب ایک جگہ جمع ہیں اور ہر چیز گویا ہر وقت حاضر ہے جاری طرح وہاں ماضی اور مستقبل نہیں ہے اور یہی سبب ہے کہ آنحضرت نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے لبیک کہتے جا رہے ہیں حالانکہ یہ واقعہ گزشتہ زمانہ کا تھا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] قرأت کرتے رہے جتنی دیر میں سورۂ آل عمران پڑھی ہے ۱۲ منہ [2] دوسری رکعت کے جب دوسرے قیام میں تھا اسکے میوے کا ۱۲

وَلَا تَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے (پیچھے ہٹ کر) دوزخ دیکھی، اس کی طرح کوئی ڈراونی چیز نہیں دیکھی میں نے دیکھا اس میں عورتیں زیادہ ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کیا سبب ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہی کفر ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتیں اللہ کی منکر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، شوہر کی نافرمانی کرتی ہیں، احسان نہیں مانتیں، (عورت کی یہ فطرت ہے کہ) اگر تو عمر بھر اس کے ساتھ احسان کرتا رہے پھر ایک بات اپنی مرضی کے خلاف دیکھے تو کہنے لگتی ہے مجھے تم سے کبھی آرام نہیں ملا۔[۲]

۴۸۱۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ۔

(از عثمان بن ہیثم از عوف از ابی رجاء) عمران سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے[۳] بہشت کو جھانک کر دیکھا تو وہاں وہی لوگ زیادہ دیکھے جو (دنیا میں) نادار اور غریب ہیں اور میں نے دوزخ کو جھانک کر دیکھا تو وہاں عورتیں زیادہ نظر آئیں۔ عوف کے ساتھ اس حدیث کو ایوب سختیانی اور سلم بن زریر نے بھی روایت کیا ہے۔[۴]

بَابٌ ۲۷۵ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ

باب شوہر پر بیوی کے حقوق۔

اسے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] بہشت کی سب نعمتیں ہمیشہ قائم رہیں گی ۱۲ منہ [۲] اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے اور بہشت اور دوزخ کا آپ کو دکھلایا جانا حقیقتہً تھا اسی آنکھ سے یعنی اس کا ایک ٹکڑا کیونکہ ساری بہشت اور دوزخ تو زمین و آسمان کے اندر بھی نہیں سما سکتی مسجد کے کونے میں کیونکر سمائے گی ۱۲ منہ [۳] شب معراج میں یا خواب میں ۱۲ منہ [۴] ایوب کی حدیث کو امام نسائی نے اور سلم کی حدیث کو خود امام بخاری نے بدء الخلق میں وصل کیا ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے روایت کیا ہے [۱]

۴۸۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا -

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از اوزاعی از یحییٰ بن کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمان) عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ مجھے اطلاع ملی ہے تو ہر روز دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نوافل میں کھڑا رہتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ایسا مت کر کبھی روزہ رکھو کبھی بے روزہ رہو، رات کو عبادت بھی کرو، اور سویا بھی کرو کیونکہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے [۲]۔

بَابٌ ۲۷۵ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

باب بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان یا پاسبان ہے

۴۸۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ -

(از عبدان از عبداللہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اپنی رعیت کا جواب دہ ہے بادشاہ اپنی رعیت کا حاکم ہے آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد پر حاکم ہے غرض تم میں ہر شخص (کچھ نہ کچھ) حکومت رکھتا ہے [۳] اور اپنی رعیت کا جواب دہ ہے۔

---

[۱] اس کو امام بخاری نے کتاب الصوم میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس سے صحبت کرنا اور دنیا کا مزہ بھی اٹھانا چاہیے اگر کوئی شخص شب و روز عبادت میں معروف رہے اور اپنی جورو سے مخاطب ہی نہ ہو امام مالک کے نزدیک اس کو حکم دیں گے کہ جورو سے مخاطب ہو ورنہ قاضی عورت کو اس مرد سے جدا کر دیگا شافعیہ نے کہا چار راتوں میں ایک رات اپنی عورت سے اختلاط کرنا مستحب ہے اس لیے کہ ہر شخص کی چار بی بیاں تک ہو سکتی ہیں تو ہر بی بی کی باری چوتھے دن آتی ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام میں قلندری یعنی ایسی درویشی نہیں ہے کہ آدمی بالکل دنیا کے مزے ترک کر دے نہ جورو رکھے نہ رشتہ نہ جانا نہ ناتا اور ایسا کرنا سنت نبوی کے خلاف ہے دوسری حدیث میں صاف یوں ہے کہ یہ میرا طریقہ ہے اور میرے طریقے پر جو نہ چلے وہ میرا نہیں ہے افسوس اس زمانہ میں جہل کی کیسی گرم بازاری ہو گئی ہے جو بات صریح جہالت اور نادانی کی ہے اس کو لوگ افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں اور جو بات عقلمندی، حکمت اور دانائی کی ہے اس کو ادنیٰ جانتے ہیں ان بے وقوفوں کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح پر ہماری فطرت کی ہے اور اپنی قدرت کا ایک قانون بنا دیا ہے، انہی پر چلنا عین دانائی اور باعث رضامندی الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم میں بھوک اس لیے پیدا کی ہے ہم کھانا کھائیں اور اس کا شکر بجا لائیں پیاس اس لیے کہ ٹھنڈا پانی یا شربت پئیں اس کا شکر کریں شہوت اس لیے کہ ہم عورتوں سے مخاطب ہوں نسل انسانی بڑھائیں پروردگار کی دنیا آباد کریں آنکھ اس لیے [بقیہ صفحہ آئندہ]

باب ۲۷۵۲ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا۔

باب ارشاد الٰہی "مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو (مرد کو) دوسرے پر (عورت پر) فضیلت دی ہے۔ الآیہ [۱]

۴۸۱۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَآئِہٖ شَھْرًا وَّقَعَدَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ لَّہٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِیْنَ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ اٰلَیْتَ عَلٰی شَھْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّھْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی "ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس نہ جاؤں گا" پھر ایک بالاخانے میں آپ (تنہا) بیٹھ رہے انتیس دن کے بعد وہاں سے اُتر آئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی، آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے [۲]

باب ۲۷۵۳ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآءَہٗ فِیْ غَیْرِ بُیُوْتِھِنَّ وَیُذْکَرُ عَنْ مُّعٰوِیَۃَ بْنِ حَیْدَۃَ رَفْعَہٗ غَیْرَ اَنْ لَّا تُھْجَرَ اِلَّا فِی الْبَیْتِ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے اس طرح الگ رہے کہ ان کے گھروں میں نہیں گئے [۳] معاویہ بن حیدہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ عورت کا چھوڑنا گھر ہی میں ہو مگر پہلی حدیث (انس کی) زیادہ صحیح ہے [۴]

۴۸۱۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ صَیْفِیٍّ اَنَّ عِکْرِمَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا یَدْخُلُ عَلٰی بَعْضِ

(از ابوعاصم از ابن جریج) دوسری سند (از محمد بن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از ابن جریج از یحیی بن عبداللہ بن صیفی از عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے، پھر انتیس دن گذر جانے کے بعد آپ صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ حق تعالیٰ کی عجیب وغریب مخلوقات کو دیکھیں ان میں غور کریں کان اس لیے کہ اچھی اچھی باتیں سنیں علم حاصل کریں جو شخص ان قوے کو بیکار کرنا چاہے وہ گویا قانون خداوندی کے خلاف چلنا اور حق تعالیٰ کی نعمتوں کو بے کار کرنا چاہتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس میں یہ ہے کہ عورتیں شرارت کریں تو ان کو سمجھاؤ ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو ۱۲ منہ [۲] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آیت میں مذکور ہے کہ عورتیں شرارت کریں تو ان کو نصیحت کرو ساتھ سلانا چھوڑ دو اور حدیث میں بھی یہی مضمون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ ایک مہینے تک ان کے پاس نہیں جائیں گے ۱۲ منہ [۳] یعنی دوسرے گھر میں جا کر رہے بعضوں نے واہجروھن فی المضاجع کے یہی معنی لکھے ہیں کہ خاوند اور جورو ایک گھر میں ہی رہیں لیکن خواب گاہ الگ الگ ہو اور ایک حدیث اور بھی اس باب میں وارد ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے نکالا اس میں یہ ہے کہ عورت کا حق مرد پر یہ بھی کہ نہ جدا ہو اس سے مگر گھر ہی میں امام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا اور انس کی حدیث جو اوپر گذری کہ خاوند کو دونوں طرح کرنا جائز ہے خواہ گھر میں ہی رہ کر اپنا بستر الگ کرلے خواہ دوسرے گھر میں جا کر رہے ۱۲ منہ [۴] جس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرے گھر میں جا کر رہ جانا بھی درست ہے ۱۲ منہ [۵] شاید یہ دو اوراق تحفہ آئندہ

أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللهِ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا

نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک مہینے تک نہ آنے کی قسم کھائی تھی (مہینے کے اندر کیسے آگئے؟) آپ نے فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۴۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحَى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ۔

(از علی بن عبداللہ از مروان بن معاویہ از ابویعفور از ابوالضحی)
ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رو رہی تھیں اور ہر زوجہ کے پاس اس کے اقرباء جمع تھے میں نے مسجد میں دیکھا کہ وہ لوگوں سے بھر گئی اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالاخانے میں تھے حضرت عمرؓ وہاں گئے باہر سے سلام کیا (اندر آنے کی اجازت طلب کی) لیکن جواب نہ ملا پھر سلام کیا تو بھی جواب نہ ملا پھر سلام کیا تو بھی جواب نہ ملا پھر سلام کیا تو بھی جواب نہ ملا (حضرت عمرؓ لوٹ آئے) پھر (بلالؓ نے) انہیں آواز دی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کیا آپؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں میں نے صرف قسم کھائی ہے کہ ایک ماہ تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتیس دن ٹھہرے رہے، بعد ازاں ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے۔

بَابٌ ۲۷۵۴ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ۔

باب عورتوں کو زود کوب کرنا مکروہ ہے۔

آیت میں "اضربوھن" سے مراد وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) کوئی واقعہ ہوگا جس میں آپؐ نے ایک خاص بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہوگی کیونکہ جب بی بیوں نے آپ سے خرچ طلب کیا تھا اس وقت تو آپؐ نے سب بی بیوں سے علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی شاید یہ وہ واقعہ ہوگا جب ماریہ کا راز حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ سے کھول دیا تھا یا شہد آپؐ نے پیا تھا اور بعض بی بیوں نے یہ صلاح کی تھی کہ ہم آپؐ سے کہیں گی آپؐ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ مسلم کی روایت میں ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے کہ رباح غلام نے حضرت عمر کے لیے اجازت چاہی تھی لیکن ابونعیم کی روایت میں یہ صراحت ہے کہ بلالؓ نے حضرت عمرؓ کو آواز دی ہوگی اور رباح نے جا کر حضرت عمرؓ کو خبر کی ہوگی ۱۲ منہ ۲؎ اس بالاخانہ میں ۱۲ منہ ۳؎ تو سخت مار اسی طرح منہ پر مارنا حدیث شریف کی رو سے منع ہے (بقیہ برصفحہ آئندہ)

۴۸۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از ہشام از والدش) عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام اور کنیزو کی طرح نہ مارے (افسوس ہے کہ صبح کو تو مارے) اور پھر شام کو اس سے ہمبستری کرے[1]

بَابُ ۲۷۵۵ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ۔

باب عورت گناہ کے معاملہ میں شوہر کی اطاعت نہ کرے[2]

۴۸۲۱- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ

(از خلاد بن یحییٰ از ابراہیم بن نافع از حسن بن مسلم از صفیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس کے سر کے بال گر گئے وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہنے لگی یا رسول اللہ لڑکی کا شوہر کہتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں دوسرے بالوں کا جوڑ لگا دوں، آپ نے فرمایا ایسا ہرگز مت کر، بال کا جوڑ لگانے والیوں پر تو لعنت کی گئی ہے[3]

بَابُ ۲۷۵۶ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا۔

باب ارشاد باری تعالیٰ جبیوی کا شوہر سے ڈرنا کہ وہ اس سے روگردانی کرے گا۔

۴۸۲۲- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ

(از ابن سلام از ابو معاویہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا کا یہ مطلب ہے کہ ایک عورت ایسی ہو جس سے مرد اچھی طرح معاشرت نہیں کرتا اور مرد اسے طلاق دینا چاہتا ہو دوسری

(بقیہ حاشیہ سابقہ) ایک حدیث میں ہے جس کو ابن حبان اور حاکم نے ایاس بن عبداللہ سے نکالا کہ اللہ کی بندیوں کو مت مارو علماء نے کہا ہے کہ اگر عورت شرارت کرے اور سمجھانے سے بھی نہ مانے نہ بستر الگ کرنے سے مثلاً جماع کرانے سے انکار کرے یا خاوند کے بے اذن گھر سے نکل جایا کرے تو اس کا مارنا درست ہے مگر وہی مار جو ہلکی ہو یعنی اس سے کسی عضو کو صدمہ نہ پہنچے مثلاً ہلکے سے گھونسہ یا تھپڑ لگانا بعضوں نے کہا جھاڑو یا مسواک یا تو ال سے مارنا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو چمٹائے گلے لگائے پیار کرے یہ امر وضعداری اور تہذیب کے خلاف ہے کہ صبح کو تو ایسی مار اور شام کو پیار ۱۲ منہ [2] یعنی خاوند کی اطاعت وہیں تک واجب ہے جب تک وہ خلاف شرع کام کا حکم نہ دے شرع کے خلاف کسی کی اطاعت نہ کرنا چاہیے خاوند ہو یا حاکم یا بادشاہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق مثلاً خاوند کہے کہ روزہ نماز نہ کرو یا شرک کی رسمیں کرو یا بےحیائی یا فحش کام کرو تو ہرگز اس کی بات نہ سننا چاہیے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آئیگی قسطلانی نے کہا بالوں میں دوسری عورت کے بال جوڑنا منع ہے مطلقاً گو کپڑے سے جوڑے یا بالوں سے بعضوں نے کپڑے سے جوڑنا جائز رکھا ہے بعضوں نے خاوند کی اجازت اور اذن سے مطلقاً جائز رکھا ہے ۱۲ منہ

لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُولُ لَهُ أَمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِي فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّصَّالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ۔

عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو پھر عورت یہ کہے تو مجھے (اپنی زوجیت میں) رہنے دے، طلاق نہ دے اور جس سے چاہے شادی بھی کرلے میں تجھ سے نان نفقہ کا مطالبہ بھی نہ کروں گی اپنی باری بھی چھوڑتی ہوں (خاوند اس پر راضی ہو جائے اسے رہنے دے تو یہ درست ہے)، اللہ تعالیٰ کے اس قول " فلا جناح علیھما ان یصالحا بینھما صلحًا والصلح خیر کا یہی مطلب ہے۔

بَابُ ۲۷۵ الْعَزْلِ

باب عزل کا بیان[1]۔

۴۸۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از ابن جریج از عطاء) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم عہد نبوی میں عزل کرتے رہتے تھے (آپؐ نے منع نہیں فرمایا)

۴۸۲۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عطاء) حضرت جابر رضی کہتے ہیں نزول قرآن کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔

عمرو بن دینار بحوالہ عطاء از جابر رض نقل کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد[2] میں عزل کیا کرتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں قرآن نازل ہو رہا تھا۔

۴۸۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ قَالَهَا

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ از مالک بن انس از زہری از ابن محیریز) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے عورتوں کو جنگی قیدی یعنی لونڈی بنایا ہم ان سے عزل کرتے تھے[3] آخر ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ عزل کرنا کیسا ہے[4] آپؐ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو؟ تین بار یہی فرمایا[5] قیامت سے پہلے جو متنفس (دنیا میں) آنے والا ہے وہ ضرور آکر رہے گا۔

---

[1] عزل یہ ہے کہ انزال کے وقت ذکر کا باہر نکال لینا تاکہ نطفہ باہر گرے یہ امر لونڈی سے مطلقًا جائز ہے اور آزاد عورت سے بھی اس کی اجازت سے جائز ہے لبعضوں نے بلا اجازت بھی جائز کہا ہے امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے لبعضوں نے مطلقًا مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ [2] لیکن قرآن میں اس کی ممانعت نہیں اتری ۱۲ منہ [3] اس ڈر سے کہ اولاد نہ ہو ۱۲ منہ [4] شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہوگا کہ یہ لوگ عزل کرتے ہیں ۱۲ منہ [5] تمہارے عزل کرنے سے اس کا دنیا میں آنا رک نہیں سکتا ۱۲ منہ

ثَلٰثًا مَّا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا هِىَ كَائِنَةٌ۔

بَاب ۲۷۵۸ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا

۴۸۷٦۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِىْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَاَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَىَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِىْ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا۔

بَاب ۲۷۵۹ الْمَرْاَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ۔

باب سفر میں جاتے وقت بیویوں میں قرعہ اندازی کر لینا۔

(از ابو نعیم از عبد الواحد بن ایمن از ابن ابی ملیکہ از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جانا چاہتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کر لیتے، ایک مرتبہ قرعہ اندازی میں میرا اور حضرت حفصہؓ دونوں کا نام نکلا (آپ دونوں کو ساتھ لے گئے) آپؐ کا معمول تھا رات کو سفر میں چلتے چلتے حضرت عائشہ رضؓ سے باتیں کیا کرتے، حضرت حفصہؓ (کو اس پر رشک آیا، انہوں نے) حضرت عائشہؓ سے کہا آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو لو میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں جو تم نے نہیں دیکھا وہ تم دیکھو گی اور جو میں نے نہیں دیکھا وہ میں دیکھوں گی[1]۔ حضرت عائشہ رضؓ نے منظور کر لیا وہ ان کے اونٹ پر یہ ان کے اونٹ سوار ہو گئیں، رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ کے پاس[2] آئے مگر اس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں آپؐ نے انہیں سلام کیا پھر چلنے لگے جب (صبح کو منزل میں) اُترے[3]، تو حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں ڈالے (جس میں اکثر سانپ اور بچھو رہا کرتے ہیں اور اپنے تئیں کوسنے لگیں) کہنے لگیں یا اللہ بچھو یا سانپ مجھے کاٹ کھائے تو اچھا ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں میں آنحضرتؐ سے تو کچھ کہہ نہ سکتی تھی[5]

باب اگر کوئی عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو مرد اس کی باری میں کیا کرے؟

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم دیکھو میرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میں دیکھوں تمہارا اونٹ کیسا چلتا ہے ۱۲ منہ [2] حضرت حفصہؓ کے شوق دلانے سے ۱۲ منہ [3] آپ سمجھے کہ حضرت عائشہ اس پر سوار ہیں ۱۲ منہ [4] اور رات کو حضرت عائشہ رضؓ آپ کی ہمکلامی سے محروم رہیں ۱۲ منہ [5] کہ رات کو آپ میرے پاس کیوں نہیں تشریف لائے کیونکہ آپ تو تشریف لائے تھے مگر حضرت عائشہ رضؓ اپنے قصور سے آپ محروم رہیں نہ دوسرے کے اونٹ پر سوار ہوتیں نہ آنحضرتؐ کی ہمکلامی سے محروم رہتیں اور حضرت حفصہؓ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں کیونکہ وہ خود اپنی مرضی سے ان کے اونٹ پر سوار ہوئی تھیں کچھ انہوں نے جبر نہیں کیا تھا غرض حضرت عائشہ رضؓ اپنے فعل پر آپ

۴۸۲۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ۔

(از مالک بن اسماعیل از زہیر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضہ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا، یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج سے انہیں زیادہ[۱] چاہتے ہیں) تو آنحضرت حضرت عائشہؓ کے پاس (دو دن) ان کی اور حضرت سودہ رضہ کی باری میں رہتے

بَابٌ ۲۷۶ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ وَاسِعًا حَكِيمًا۔

باب عورتوں میں انصاف کرنا ضروری[۲] ہے

آیت

بَابٌ ۲۷۶۱ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ۔

باب اگر کسی کے پاس ایک ثیبہ عورت ہو پھر ایک کنواری سے نکاح کرے۔

۴۸۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا۔

(از مسدد از بشر از خالد) ابو قلابہ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو یوں کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۳] مگر انس رضہ نے کہا سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص ثیبہ عورت کی موجودگی میں کنواری سے نیا نکاح کرے تو سات دن رات (برابر) اس کنواری کے پاس رہے[۴] اور اگر کنواری عورت گھر میں پہلے سے ہو پھر ثیبہ سے نیا نکاح کرے تو تین دن رات برابر اس کے پاس رہے[۵]

بَابٌ ۲۷۶۲ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ۔

باب کنواری بیوی کی موجودگی میں شوہر دیدہ سے نکاح کرنا

۴۸۲۹- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ

(از یوسف بن راشد از ابو اسامہ از سفیان از ایوب و خالد از ابو قلابہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سنت یہ ہے کہ جب مرد ثیبہ عورت کی موجودگی میں کنواری سے نئی شادی کرے تو سات دن

(بقیہ صفحہ سابقہ) اپنے فعل پر آپ نادم ہوئیں اور کچھ بن نہ پڑا اور رنج کے مارے اپنے تئیں آپ کوسنے لگیں ۱۲ منہ [۱] حضرت سودہ رضہ بوڑھی ہو گئیں تھیں ان کو ڈر ہوا کہ کہیں آنحضرتؐ مجھ کو طلاق نہ دے دیں تو انہوں نے اپنی خوشی سے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی اگر عورت کسی خاص سوکن کو باری ہبہ نہ کردے تو خاوند کو جائز ہوگا کہ جس عورت کو چاہے اس کی باری میں رہے ۱۲ منہ [۲] یعنی کھانے کپڑے باری باری رہنے میں سب عورتوں کو برابر رکھے اب دل کی محبت اگر ایک عورت سے زیادہ ہو تو اسپر مواخذہ نہ ہوگا، اصحاب سنن اور ابن حبان نے نکالا کہ آنحضرت فرماتے تھے یا اللہ جہاں تک میرا اختیار ہے میں تقسیم کرتا ہوں اب جس میں میرا اختیار نہیں ہے اسپر مواخذہ مت فرما۔ ترمذی نے کہا یعنی دل کی محبت زیادہ اور کم ہونے پر ۱۲ منہ [۳] کیونکہ صحابی کا من السنۃ کہنا حدیث کو مرفوع کرنا ہے ۱۲ منہ [۴] میں نے جیسا سنا ہے ویسا ہی حدیث کو نقل کرتا ہوں ۱۲ منہ [۵] اس کے بعد پھر باری باری ہر ایک کے پاس رہا کرے ۱۲ منہ [۶] اس کے بعد دونوں کے پاس باری باری رہا کرے نئی بیوی کو خاوند سے ذرا دہشت ہوتی ہے خصوصاً کنواری کے لیے سات دن تک اور ثیبہ کے لیے تین دن تک برابر اس کے پاس رہنا واجب کردیا تاکہ اس کا دل مل جائے اس کے بعد پھر باری باری رہے ۱۲ منہ

اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّ قَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَّفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَّلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رات (برابر) کنواری کے پاس رہے، اس کے بعد باری باری رہا کرے اور جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نئی شادی کرے تو تین رات برابر اس کے پاس رہے، بعدازاں باری باری دونوں کے پاس رہا کرے ابوقلابہ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو یوں کہہ سکتا ہوں کہ انسؓ نے یہ حدیث مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔
عبدالرزاق کہتے ہیں[1] ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے ایوب و خالد سے روایت کی، خالدؓ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو حدیث کو آنحضرتؐ تک رفع کر سکتا ہوں (یوں کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا)

بَابُ ۲۷۶۳ مَنْ طَافَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ۔

باب تمام بیویوں سے مباشرت کر کے ایک غسل کرنا۔[2]

۴۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ۔

(از عبدالاعلیٰ بن حماد از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں کے پاس ایک رات میں ہو آتے، ان دنوں آپ کی نو بیویاں تھیں[3]

بَابُ ۲۷۶۴ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي الْيَوْمِ۔

باب دن کو آدمی اپنی بیویوں کے پاس (گو ان کی باری نہ ہو) جا سکتا ہے۔

۴۸۳۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

(از فروہ از علی بن مسہر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضؓ

---

[1] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] پھر یہی حدیث نقل کی اس کے اخیر میں یوں ہے ۱۲ منہ [3] بعضوں نے اس حدیث سے یوں دلیل لی ہے کہ نوبت بہ نوبت ہر ایک بیوی کے پاس رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھا بعضوں نے کہا دن کو عصر کے بعد آپ اپنی سب بی بیوں کے پاس ہو آتے اور رات کو باری باری ہر ایک کے پاس رہتے اور باری کا وجوب رات سے مخصوص ہے دن کو دوسری بی بی کے پاس سے ہو آنا درست ہے مگر یہ قول اس آیت سے رد ہوتا ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ ایک رات کو آپ اپنی سب بیویوں کے پاس ہو آتے اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال قوت رجولیت کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ مرد کیلئے بڑی عمدہ صفت ہے، آپؐ کی نو بی بیاں اور دو لونڈیاں (ماریہ اور ریحانہ) تھیں گیارہ عورتوں سے ایک دم صحبت کر آنے کو بڑی طاقت اور قوت چاہیئے اور جن نامردوں نے ہمارے پیغمبر علیہ السلام پر اس معاملہ کی وجہ سے طعن کیا ہے ان کو خود شرمانا چاہیئے ۱۲ منہ [4] اور جس بندے کو حق تعالیٰ ایسی قوت دے اس کی نو بی بیاں بھی بہت کم ہیں اور پھر اس بندے کے صبر اور ثبات کو دیکھو کہ جوانی کی عمر میں پچیس برس تک ایک بوڑھی عورت پر قناعت کی دوسری کسی عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا کیا ایسے عفیف اور پاک دامن اور قوی زوردار بندے کو کوئی عیاش کہہ سکتا ہے جیسے پادری ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی نسبت کہا کرتے ہیں ان کو ایسی بے ہودہ بات سے خود شرمانا چاہیے، گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است ۱۲ منہ

مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ۔

سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور کسی کے پاس دیر تک ٹھہرا کرتے چنانچہ ایک روز حفصہ رضؓ کے پاس دیر تک قیام فرمایا اتنا کبھی نہیں ٹھیرتے تھے[1]

بَابٌ ۲۷۶۵ اِذَا اسْتَاْذَنَ الرَّجُلُ نِسَآءَهٗ فِيْٓ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَاَذِنَّ لَهٗ۔

باب بیماری کے زمانہ میں کسی ایک ہی بیوی کے پاس قیام کرنے کی اجازت لینا (یہ درست ہے پھر بیماری میں اس کے پاس رہ سکتا ہے)

۴۸۳۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْاَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهٗ رِيْقِيْ۔

(از اسماعیل از سلیمان بن بلال از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایام مرض میں (بار بار) دریافت فرماتے تھے کل میں کہاں رہوں گا کل میں کہاں رہوں گا؟ آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی؟ یہ حال دیکھ کر آپؐ کی بیویوں نے اجازت دی کہ آپؐ (بیماری میں) جہاں چاہیں[2] رہ سکتے ہیں، اس کے بعد آپؐ حضرت عائشہ رضؓ ہی کے گھر میں رہے اور وہیں وصال ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں (اتفاق سے) آپؐ کا وصال اسی دن ہوا جو میری باری کا دن تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح مبارک[3] اس حال میں قبض کی کہ آپؐ کا سر میری رگدگی اور سینہ کے درمیان تھا اور اللہ کا یہ احسان بھی دیکھو اس نے وصال کے وقت میرا اور آپؐ کا تھوک ملا دیا۔

بَابٌ ۲۷۶۶ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَآئِهٖ اَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

باب ایک بیوی سے بہ نسبت دوسری بیویوں کے زیادہ محبت۔[4]

۴۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از سلیمان از یحییٰ از عبید بن حنین از ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضؓ

---

[1] یہ حدیث پوری انشاء اللہ کتاب الطلاق میں مذکور ہوگی ۱۲ منہ [2] جس بی بی کے پاس چاہیں ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں اس کا قصہ یوں مذکور ہے کہ آپؐ نے وفات کے قریب عبدالرحمن بن ابی بکر رضؓ کو دیکھا ان کے ہاتھ میں مسواک تھی میں نے آپؐ سے مسواک لے کر اس کو چبا کر نرم کر کے آپ کو دی آپؐ نے مسواک کی اس کے بعد آپؐ وفات ہو گئی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [4] لیکن باری باری الفاف سے ہر ایک کے پاس رہے ۱۲ منہ

حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رض دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ لَا تَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ۔

کے پاس گئے کہنے لگے بیٹی تجھے اس عورت کی وجہ سے مغالطہ نہ ہو جو اپنے حسن و جمال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر نازاں ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں (بالاخانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں) نے یہ گفتگو بیان کی تو آپ مسکرا دیئے۔

بَابُ ۲۷۶۷ اَلْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهٰى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

باب جو چیزیں نہیں ملیں ان کے متعلق غلط کہنا کہ مل گئیں اس طرح عورت کو اپنی سوکن کا دل جلانے کیلئے تدبیریں کرنا منع ہے

۴۸۳۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ہشام از فاطمہ از اسماء) دوسری سند (از محمد بن مثنی از یحییٰ از ہشام از فاطمہ از اسماء) ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک سوکن ہے اگر میں اس کا دل جلانے کو (غلط سلط) یوں کہوں میرے خاوند نے یہ چیزیں مجھے دی ہیں جو اس نے (فی الواقعہ) نہیں دیں تو کیا میں گناہ گار ہوں گی؟ آپ نے فرمایا جو شخص یوں کہے یہ چیزیں مجھے دی گئی ہیں حالانکہ ایسا نہ ہو تو اس کی مثال اس شخص کی ہے جو فریب کا جوڑا زیب بدن کرے۔

بَابُ ۲۷۶۸ الْغَيْرَةِ

باب غیرت کا بیان

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ

وراد (مغیرہ کے منشی) مغیرہ بن شعبہ رض سے روایت

---

۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رض سے بہ نسبت دوسری بی بیوں کے زیادہ محبت تھی اور اس باب میں ایک صریح حدیث وارد ہے جو اصحاب سنن نے نکالا اللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تُؤَاخِذْنِيْ فِيْمَا لَا اَمْلِكُ لیکن شاید امام بخاری نے اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس کو نہیں نکالا ۱۲ منہ ۲ جھوٹ موٹ کہنا کہ میرے خاوند نے مجھ کو یہ یہ چیزیں دی ہیں ۱۲ منہ اللّٰهم اغفر لکاتبہ ولمن سعٰی فیہ ولوالدیہم اجمعین آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ ۳ مثلاً کہے میرا پیٹ ناکوں ناک بھرا ہوا ہے اور حقیقت میں بھوکا ہو ۱۲ منہ ۴ دوسروں کے کپڑے مانگ تانگ کر پہنے اور لوگوں کو یہ ظاہر کرے کہ یہ میرے کپڑے ہیں ایسا شخص کرنے والا اخیر میں ذلیل و خوار ہوتا ہے ۱۲ منہ ۵ غیرت مخلوقات میں غصہ کا جوش مارنا ہے مثلاً کوئی کسی کی عزت یا ناموس پر دست درازی کرے تو آدمی کو غیرت آتی ہے یعنی سخت غصہ پیدا ہوتا ہے اور دست درازی کرنے والے سے بدلہ لیتا ہے سخت تر غیرت اس وقت آتی ہے جب کوئی اس کی بی بی پر نظر ڈالے اس سے حرام کاری کرے یہاں تک کہ انگریزوں نے بھی غیرت کو یعنی سخت اشتعال طبع کو ایک قانونی عذر رکھا ہے اگر اس حال میں کوئی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا میں تخفیف ہوتی ہے اگر قتل کر ڈالے تو اس کو سزائے قصاص نہیں دیتے ایک غیرت اللہ کی صفت ہے جو حدیث میں وارد ہے اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے (باقی صفحہ آئندہ)

سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَّعَ امْرَاَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ۔

کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھ[1] لوں تو اسی وقت تلوار سے قتل کر ڈالوں[2]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار سے) فرمایا تم لوگ سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو گے، خدا کی قسم مجھے اس سے بڑھ کر غیرت ہے اور اللہ کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت[3] ہے۔

۴۸۳۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ۔

(از عمرو بن حفص از والدش از اعمش از شقیق) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کر دیا نیز اللہ سے بڑھ کر اور کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں[5]۔

۴۸۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا اَحَدٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّرٰى عَبْدَهُ اَوْ اَمَتَهُ تَزْنِيْ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر کسی میں غیرت نہیں جب وہ اپنے غلام یا لونڈی کو حرام کاری کرتے دیکھتا ہے تو اسے بڑی غیرت آتی ہے اے اُمت محمد اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوتیں جو[6] مجھے معلوم ہیں تو بہت کم ہنستے، اکثر روتے رہتے[7]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہیں اور متکلمین اس کی تاویل کرتے ہیں کہتے ہیں غیرت سے اس کا لازمی نتیجہ مراد ہے یعنی سزا دینا اور عذاب کرنا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جو خزرج کے سردار تھے ۱۲ منہ [2] جو اس سے حرام کاری کر رہا ہو ۱۲ منہ [3] ہوا یہ کہ جب یہ آیت اتری والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ) یعنی جو لوگ آزاد بیبیوں پر حرامکاری کی تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لا سکیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اس وقت سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ اس آیت میں تو یہ حکم اترا ہے پھر اگر میں ایک بیبی کو دیکھوں جو حرامکاری کر رہا ہو تو نہ اس کو چھیڑوں نہ ہٹاؤں چار گواہ ڈھونڈنے جاؤں وہ اپنا کام کر کے چلا جائے گا آنحضرتؐ نے انصاری سے فرمایا تم اپنے سردار کی باتیں نہیں سنتے وہ کیا کہہ رہا ہے انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو ملامت نہ کیجئے اس کے مزاج میں بہت غیرت ہے اس نے ہمیشہ کنواری سے نکاح کیا اور جس سے نکاح کیا پھر اس کو طلاق دیا تو اس کی غیرت کی وجہ سے ہم میں کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اس عورت سے نکاح کرے ۱۲ منہ [4] تو جو حکم اس نے اتارا ہے وہ غیرت کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین حکمت اور مصلحت ہے ۱۲ منہ [5] وہ تعریف کرنے والے سے بہت خوش اور راضی ہوتا ہے اور اس کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے گو اس کو کسی کی تعریف کی ذرا برابر بھی احتیاج یا پرواہ نہیں ہے لاکھوں فرشتے اس کے آسمانوں اور زمین پر رات دن اس کی تعریف کر رہے ہیں مگر یہ اس کی عنایت اور نوازش ہے کہ ہم ضعیف ناتوان بندوں سے ذرا سی تعریف کرنے پر خوش ہو جاتا ہے ہم کو سرفراز کرتا ہے باقی ہم کیا اور ہماری تعریف کیا اگر ساری عمر رات اور دن اس کو سراہا کریں تب بھی اس کی ایک نعمت کا شکریہ ہم ادا نہ کر سکیں، خداوندا ہم تیری ایسی تعریف کرتے ہیں جو تمام تعریفوں سے بڑھ کر ہے تو تمام کمالات کا مجموعہ ہے [6] آخرت کے حالات وہاں کی سختیاں ۱۲ منہ [7] ایک بزرگ سے منقول ہے وہ ہمیشہ روتے رہتے کسی نے ان کو ہنستے (باقی صفحہ آئندہ)

۴۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از ہمام از یحییٰ از ابوسلمہ از عروہ بن زبیر) اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں۔

اسی سند سے یحییٰ بن کثیر بحوالہ ابوسلمہ از ابوہریرہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

۴۸۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے، اسے اس بات پر غیرت آتی ہے کہ مومن حرام کام کرے۔

۴۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرُزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ

(از محمود از ابواسامہ از ہشام از والدش) اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اس وقت وہ بالکل نادار تھے نہ روپیہ پیسہ نہ غلام لونڈی نہ اور کوئی جائیداد، صرف پانی لانے کا اونٹ اور ایک گھوڑا ان کے پاس تھا ان کے گھوڑے کا چارہ اس کی خدمت میرے ذمہ تھی، پانی بھی میں لاتی، پانی کا ڈول بھی خود سی لیتی، آٹا بھی آپ ہی گوندھتی، مجھے روٹی پکانا اچھی طرح نہ آتا تھا، میری ہمسائی عورتیں (انصاری) میری روٹی پکا دیا کرتی تھیں، انصاری عورتیں بھی خوب مخلص عورتیں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زمین زبیرؓ کو دی تھی، اس میں گٹھلیاں چننے جایا کرتی وہاں سے اپنے سر پر لاد کر لایا کرتی، وہ زمین میرے مکان سے تین فرسخ (دو میل) دور تھی، ایک دن میں وہاں سے گٹھلیاں سر پر لاد رہی تھی، اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (راستے میں) مجھے ملے آپؐ کے ساتھ اور بھی کئی انصاری صحابہ تھے، آپؐ نے مجھے بلایا اور اپنے

قَدْ عَانِي ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ وَ ذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي۔

اونٹ کو بٹھانے کے لیے اِخ اِخ کرنے لگے، آپ کا مقصد یہ تھا مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیں۔ مجھے شرم آئی کہ میں مردوں کے ساتھ کیسے جاؤں اور زبیرؓ کی غیرت کا خیال آیا وہ بڑے غیور شخص تھے آنحضرتؐ سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کرتی ہوں چنانچہ آپ آگے بڑھ گئے (مجھے سوار نہیں کیا) جب میں گھر پہنچی میں نے اپنے خاوند زبیرؓ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ آنحضرتؐ رستے میں مجھے ملے تھے میں سر پر گٹھلیاں لادے ہوئے تھی، آپ کے ساتھ اور کئی صحابہ کرام بھی تھے آپ نے اونٹ بٹھایا کہ میں سوار ہو جاؤں لیکن مجھے شرم آئی تمہاری غیرت کا خیال آیا، زبیرؓ کہنے لگے تمہارے سر پر گٹھلیوں کا بوجھ لادنے کا مجھے زیادہ افسوس ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ اسماءؓ آپ کی سالی اور بھاوج دونوں ہوتی تھیں) اسماءؓ کہتی ہیں اس کے بعد ابوبکرؓ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا۔ تاکہ میرے بدلے وہ گھوڑے کی دیکھ بھال کر سکے گویا حضرت ابوبکرؓ نے (غلام بھیج کر) مجھے آزاد کر دیا۔

۴۸۴۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي

(از علی از ابن علیہ از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے پاس تھے اتنے میں ایک دوسری بیوی نے ایک برتن میں کچھ کھانا بھیجا، چنانچہ اس بیوی نے غلام کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو برتن گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن کو جوڑنے اور کھانا سمیٹنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حاضرین سے) فرمانے لگے تمہاری ماں کو غیرت آگئی پھر آپ نے اس خادم کو روک لیا جس بیوی نے برتن توڑا تھا اس کے گھر میں سے ثابت برتن لاکر اس خادم کے حوالے کیا، ٹوٹا ہوا برتن اسی کے گھر میں رہنے دیا جس نے یہ توڑا تھا۔

(باقی صفحہ سابقہ) نہیں دیکھا وجہ پوچھی تو کہنے لگے ہنسوں کیسے یہ معلوم ہو جائے کہ میرا خاتمہ عمدہ ہو گا میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملیگا، پل صراط سے پار ہو جاؤں گا تو ہنسوں اتنی بہت سی فکریں درپیش ہوں لے پر ہنسی کیسے آئے رہا پیغمبرؐ کا مسکرانا ہنسنا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اپنی نجات کا یقین ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب اگلے پچھلے قصور معاف کر دیئے تھے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث سے یہ نکلا کہ ضرورت کے وقت عورت غیر محرم کے ساتھ سوار ہو سکتی ہے بشرطیکہ تنہائی نہ ہو یہاں بھی تنہائی نہ تھی اور صحابہ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ موجود تھے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بھی ہوتے تو آپ کی بات اور تھی آپ شیطان کی شر سے محفوظ تھے بعضوں نے کہا کہ غیر محرم عورت سے خلوت جائز تھی اس حدیث سے غیر شرعی پردے کی جڑ اکھڑ جاتی ہے ۱۲ منہ ۲؎ آنحضرت اور دوسرے صحابہ کے سامنے ۱۲ منہ ۳؎ وجہ یہ کہ لوگ کہیں گے کہ زبیر ایسا بخیل اور تنگ دل آدمی ہے کہ جورو سے ایسے ذلیل کام لیتا ہے اس کو کوئی خدمتگار بھی نصیب نہیں، حافظ نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ بیوی پر ان خدمتوں کا بجالانا (باقی صفحہ آئندہ)

الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ -

۴۸۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ -

(از محمد بن ابی بکر مقدمی از معتمر از عبیداللہ از محمد بن منکدر)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں بہشت میں گیا یا بہشت کے پاس گیا وہاں میں نے ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا گیا عمر بن خطابؓ کا، میں نے چاہا کہ اس محل کے اندر جاؤں، مگر اے عمرؓ تمہاری غیرت کا خیال کر کے میں وہاں نہیں گیا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میں آپؐ سے بھی غیرت کروں گا؟

۴۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ الْقَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالَ

(از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از ابن مسیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپؐ نے فرمایا میں نے نیند میں دیکھا جیسے میں بہشت میں گیا ہوں، وہاں ایک عورت محل کے کنارے وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا عمرؓ کا۔ عمرؓ کا نام سنتے ہی مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا، میں یہ سنتے ہی الٹے پاؤں واپس ہو گیا۔ حضرت عمرؓ

بقیہ صفحہ سابقہ) کچھ لازم نہیں اگر وہ اپنی خوشی سے یہ کام کرے تو وہ اور بات ہے ۱۲ منہ ٤ یعنی ابوبکرؓ نے غلام کیا بھیجا مجھ کو اتنی خوشی ہوئی جیسے میں کسی کی لونڈی ہوتی انہوں نے مجھے آزاد کر دیا ہو تا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حجاب کا حکم آنحضرت کی بی بیوں سے خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ حجاب کا حکم اترنے سے پہلے کا ہے اور عورتوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں ۱۲ منہ ۵ غیرت میں یہ کام کر بیٹھیں غیرت اور رشک عورتوں کا خاصہ ہے شاذ و نادر کوئی عورت اس سے پاک ہوتی ہے اسی لیے آنحضرتؐ نے مواخذہ نہیں فرمایا ایک حدیث میں ہے کہ عورتوں کی غیرت پر جو کوئی صبر کرے اسے شہید کا ثواب ملے گا ۱۲ منہ ۶ ہوا یہ تھا کہ اس دن حضرت عائشہ کی باس دن باری تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کر رہی تھیں ابھی ان کا کھانا تیار نہیں ہوا تھا کہ آپ کی دوسری بیوی نے یہ کھانا آنحضرت کے لیے بھیج دیا حضرت عائشہ کو ناگوار ہوا اور غصے میں ایک ہاتھ خدمت گار کے ہاتھ پر جو کھانا لایا تھا مار دیا اور کھانا اس کے ہاتھ سے گر پڑا برتن بھی پھوٹ گیا حضرت عائشہ محبوبہ خاص تھیں جناب رسول اللہ صلعم کی اور آپؐ ان کی بہت ناز برداری کیا کرتے اور اکثر نانکے طور پر ایسے کلمے بھی فرمادیتیں جو دوسرے آدمی کے منہ سے نکالنے کی مجال نہ ہوتی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ١ اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هٰذَا الْعُمَرَ قَدْ كُرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ۔

جو اسی مجلس میں موجود تھے، سن کر رو دیئے کہنے لگے بھلا میں آپ پر غیرت کروں گا؟[1]

بَابٌ ۲۷۶۹ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ۔

باب عورتوں کی غیرت اور غصے کا بیان[2]۔

۴۸۴۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ۔

(از عبید بن اسماعیل از ابواسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو مجھ سے خوش یا ناخوش ہوتی ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہتی ہیں میں نے پوچھا آپ کیسے معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے محمدؐ کے ربّ کی قسم، اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے (میرا نام نہیں لیتی) بلکہ یوں قسم کھاتی ہے، ابراہیم کے ربّ کی قسم۔ میں نے کہا بیشک آپ سچ کہتے ہیں یا رسول اللہ میں (ناخوشی میں) واللہ آپ کی محبت نہیں چھوڑتی) صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیا کرتی ہوں[3]۔

۴۸۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(از احمد بن ابی رجاء از نضر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں ہوا جتنا ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت تذکرہ اور تعریف کیا کرتے تھے آنحضرتؐ پر وحی آئی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہشت کے ایک گھر کی بشارت دیجئے

---

[1] یہ رونا خوشی کا رونا تھا اللہ کے فضل اور کرم اور نوازش کا خیال کر کے کہ حق تعالیٰ نے مجھ ناچیز پر یہ سرفرازی فرمائی بہشت بریں میں میرے لیے ایسا عالیشان محل تیار کر رکھا ہے سبحان اللہ ایسے مقبول بندوں کے جناب میں جو گستاخی کرے وہ اپنا ٹھکانہ آپ دوزخ میں بنائیگا چاند پر خاک ڈالنے سے چاند کی روشنی کم نہیں ہوتی بلکہ ڈالنے والوں کا ہی منہ کالا ہوتا ہے حضرت عمرؓ کے کارنامے قیامت تک صفحہ تواریخ سے مٹ نہیں سکتے مسلمانوں کے دلوں پر ان کے احسانات کندہ ہیں حق تعالیٰ حضرت عمر کے طفیل سے بہشت کا ایک کونا ہی مرحمت فرمائے تو ہمارا بیڑا پار ہے ۱۲ منہ [2] آپ کا تو میں غلام ہوں اور میری بی بیاں حوریں سب آپ کی لونڈیاں باندیاں ہیں ۱۲ منہ [3] یہ باب اگلے باب کی نسبت خاص ہے اور یہ غیرت کسی قدر تو عورتوں میں فطری ہوتی ہے جس پر مواخذہ نہیں لیکن جب حد سے بڑھ جائے تو ملامت کے قابل ہوگی اس کا قاعدہ جابر بن عتیک کی حدیث میں موجود ہے کہ ایک غیرت اللہ کو پسند ہے یعنی گناہ کے کام پر غیرت آنا اور ایک ناپسند ہے کہ جو کام گناہ نہ ہو اس پر غیرت کرنا۔ حافظ نے کہا اگر عورت خاوند کی بدکاری یا حق تلفی کی وجہ سے اس پر غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور مشروع ہے ۱۲ منہ [4] دل میں تو آپ ہی کی محبت میں غرق ہوتی ہوں ظاہر میں غصے کی وجہ سے آپ کا نام نہیں لیا کرتی یہ غصہ حضرت عائشہ کا بطریق ناز محبوبیت کے ہوا کرتا محبوب اپنے محبوب پر ہی ناز کرتا ہے نہ اغیار پر اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف محب ہی بلکہ محبوب بھی تھے حضرت عائشہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک دوسرے کے (باقی صفحہ آئندہ)

وَسَمَّاهَا اِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ اُوْحِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَّهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ۔

جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے۔

بَابٌ ۲۷۷ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهٖ فِي الْغَيْرَةِ وَالْاِنْصَافِ۔

باب آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ نہ آنے کیلئے اور اس کے حق میں انصاف کرنے کیلئے کوشش کر سکتا ہے

۴۸۴۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِيْ اَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا۔

(از قتیبہ از لیث از ابن ابی ملیکہ) مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ (ابوجہل کے باپ) کی اولاد نے مجھ سے یہ اجازت مانگی کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب رضؓ سے کر دیں، لیکن میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دونگا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ابو طالب کا بیٹا میری بچی کو طلاق دے دے، اور ان کی بیٹی سے نکاح کرے، بات یہ ہے کہ فاطمہؓ میرے (جگر کا) ایک ٹکڑا ہے، جو چیز اسے بری لگتی ہے مجھے بھی بری لگتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف وایذا پہنچتی ہے مجھے بھی اس سے تکلیف وایذا پہنچتی ہے۔[1]

بَابٌ ۲۷۸ يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَى الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَّلُذْنَ بِهٖ مِنْ

باب (قیامت کے قریب) عورتیں زیادہ ہوں گی اور مرد کم ہوں گے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں موصولا گذر چکی ہے) آپ نے فرمایا تو اس وقت ایک

(حواشی صفحہ سابقہ) عاشق اور معشوق تھے قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اسم اور ہے اور مسمی اور ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کا نام لے سکتی ہے تمام ملک میں حتی کہ یورپ میں بھی عورتیں اپنے خاوندوں کا نام بلا تکلف لیتی ہیں لیکن معلوم کہ برصغیر میں یہ بری رسم کہاں سے پھیل گئی کہ بیوی اپنے خاوند کا نام نہیں لیتی اگر خاوند کے ذکر کی ضرورت پڑتی ہے تو بیٹا کا باپ کہتی ہے اس رسم کے اثر نے یہاں تک نعذ کیا کہ ایک عورت کے خاوند کا نام رحمت اللہ تھا وہ جب نماز میں سلام پھیرتی تو کیا کہتی کہ السلام علیکم بیٹا کے باپ السلام علیکم بٹیکے باپ خاک پڑے ایسی شرم پر ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] حضرت فاطمہؓ زہراء ۱۲ منہ [2] تو حضرت فاطمہ رضؓ کو ایذا دینا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے دوسری روایت میں یوں ہے میں حلال کو حرام نہیں کرتا نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن خدا کی قسم رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس اکٹھا نہیں رہ سکتیں معلوم ہوا کہ یہ آنحضرت کے خصائص میں سے تھا کہ آپ کی بیٹی نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری عورت کو کرنا ناجائز تھا یہ خطبہ آپ نے اس وقت فرمایا جب حضرت علی کے دشمنوں نے آنحضرتؐ سے یہ لگا دیا کہ علیؓ کا ارادہ پکا ہو گیا ہے کہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرلیں اس خطبے کے بعد حضرت علی رضؓ نے فوراً وہ پیغام ترک کر دیا حافظؒ نے کہا جب حضرت فاطمہ کو ایذا دینا آنحضرتؐ کو ایذا دینا ٹھہرا تو اب خیال کر لینا چاہیے کہ جن لوگوں نے امام حسنؓ کو زہر دیا اور امام حسینؓ کو شہید کیا یا ان کی شہادت کا باعث ہوئے ان کا گناہ کیسا سخت ہوگا دنیا ہی میں ان کو سزا ملی اور آخرت میں تو بڑا سخت عذاب ہونیوالا ہے ۱۲ منہ

قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

مرد کے ساتھ چالیس چالیس عورتیں دیکھے گا، اس کی پناہ میں رہیں گی اس قدر بہت عورتیں ہو جائیں گی اور مرد کم رہ جائیں گے۔

۴۸۴۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

(از حفص بن عمر حوضی از ہشام از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جسے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تم میں اب اور کوئی ایسا سنانے والا نہیں جس نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو، آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں یہ ہے (قرآن وحدیث کا) علم کا اٹھ جانا جہالت کا پھیل جانا، زنا کی کثرت، شراب خوری کی کثرت مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت، یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتوں کو سنبھالنے والا ایک مرد[1] ہوگا۔

بَابٌ ۲۷۷ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ وَالدُّخُولُ عَلَى الْمُغِيبَةِ۔

باب عورت کے پاس تنہائی میں سوائے محرم کے اور کسی کو نہ جانا چاہیے شوہر کی عدم موجودگی میں بھی نہ جانا چاہیے۔

۴۸۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

(از قتیبہ بن سعید از لیث از یزید بن ابی حبیب از ابوالخیر) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو (غیر عورتوں کے پاس مت جایا کرو[2]۔ ایک انصاری مرد کہنے لگا یارسول اللہ خاوند کا رشتہ دار اگر بھاوج کے پاس جائے؟ آپ نے فرمایا یہ تو ہلاکت[3] ہے۔

---

[1] پچاس میں چالیس بھی آگئیں تو یہ روایت اگلی روایت کے خلاف نہ ہوگی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک مرد چالیس چالیس پچاس پچاس بی بیاں لونڈیاں رکھے گا یا یہ کہ اتنی عورتوں بیواؤں کی خبرگیری اس سے متعلق ہوگی کیونکہ مردوں کی پیدائش کم ہو جائے گی یا لڑائیوں میں مرد مارے جائیں گے اور دوسرا امر زیادہ ظاہر ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب خون ریزی بہت ہوگی انجیل مقدس میں ہے کہ ایک بادشاہت دوسری بادشاہت پر چڑھے گی [2] جب ان کے پاس جانا منع ہے تو تنہائی بطریق اولیٰ منع ہوگی ۱۲ منہ [3] حمو سے وہ خاوند کے رشتہ دار مراد ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہے جیسے خاوند کا بھائی بھتیجا، بھانجا، چچا چچا زاد بھائی ماموں وغیرہ لیکن وہ رشتہ دار مراد نہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ بیٹا افسوس ہمارے ملک میں مسلمانوں نے شریعت کو ہنسی ٹھٹھا بنا رکھا ہے عورتیں اپنے دیور جیٹھ سے بے تکلف خلوت کرتی ہیں محرم کیطرح ان کے سامنے سر اور سینہ کھولے رہتی ہیں [illegible] کیساتھ تنہائی کرتے ہیں اور آنحضرت کے صریح ارشاد کے برخلاف چلتے ہیں اور جو امر شرع کے موافق ہے یعنی عورت اپنا اعضا کو چھپا کر کام کاج کیلئے یا نماز کیلئے باہر نکلے اس کو معیوب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ [illegible]

۴۸۴۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از ابو معبد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کوئی مرد نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے، اتنے میں ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ میری عورت حج کے لئے جا رہی ہے اور میں تو فلاں فلاں جہاد کے لئے نامزد ہو چکا ہوں[1]۔ آپ نے فرمایا تو واپس جا اپنی بیوی کو حج کرا[2]۔

باب ۲۷۳ مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

باب اگر لوگوں کے سامنے ایک مرد دوسری (غیر محرم) عورت سے تنہائی میں کچھ بات کرے تو یہ جائز ہے[3]

۴۸۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكُنَّ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ہشام) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک انصاری عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اس سے تنہائی میں گفتگو سنی[4]۔ پھر فرمایا انصاری عورتو تم سب لوگوں میں مجھے زیادہ عزیز ہو۔

باب ۲۷۴ مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ.

باب زنانے (ہیجڑے) جو عورتوں کے حسن و قبح جانتے ہوں اور بھیس بدلے ہوئے ہوں عورتوں کے پاس آئیں

۴۸۵۰ - حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ

(از عثمان بن ابی شیبہ از عبدہ از ہشام بن عروہ از والد خود از زینب بنت ام سلمہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں ان کے پاس تھے، ایک مخنث بھی وہاں[5] موجود تھا، وہ ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہنے لگا اگر اللہ نے کل طائف فتح کرا دیا تو میں تجھے غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا وہ اتنی موٹی ہے کہ سامنے آئے تو اس کے پیٹ

---

[1] اب میں کیا کروں لڑائی میں جاؤں یا اپنی جورو کو حج کراؤں ۱۲ منہ [2] امام احمدؒ نے ظاہر حدیث پر عمل کرکے فرمایا کہ یہ حکم وجوب ہے اور قیاس بھی یہی ہے اس لیے کہ جہاد میں اس کے بدل دوسرے مسلمان بھی کر سکتے ہیں مگر اس کی بیوی کے ساتھ دوسرا کوئی نہیں جا سکتا ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ عورت کو تنہائی میں کسی مرد سے کچھ کہنا یا دین کی کوئی بات پوچھنا ہے تو یہ منع نہیں ہے کہ دونوں ایک طرف جا کر باتیں کریں ۱۲ منہ [4] مہلب نے کہا تنہائی سے یہی مطلب ہے کہ ایسے مقام پر گئے جہاں دوسرے لوگ اس کی بات نہ سن سکیں نہ یہ کہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے کیونکہ خود انس رضی اللہ عنہ نے آپ کی آخری گفتگو سنی حافظ نے کہا اگر فتنہ سے امن ہو تو عورت بیگانے مرد سے بات چیت کر سکتی ہے ۱۲ منہ [5] جو آنحضرت کی بی بیوں کے پاس جایا کرتا تھا ۱۲ منہ

الطَّائِفِ غَدًا اُدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ۔

پر چار بٹیں پڑ جایا کرتی ہیں[1] اور جب واپس ہوتی ہے تو پشت پر آٹھ بٹیں نظر آنے لگتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اس مخنث (ہیجڑے) کو آئندہ اپنے پاس نہ آنے[2] دیا کرو۔

بَابٌ ۲۷۷۵ نَظْرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِّنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ۔

باب اگر کسی فتنے کا ڈر[3] نہ ہو تو عورت حبشیوں کو دیکھ سکتی ہے۔

۴۸۵۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِيْ اَسْاَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔

(از اسحاق بن ابراہیم حنظلی از عیسیٰ از اوزاعی از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے چھپائے ہوئے مجھے مسجد میں حبشیوں کے کرتب دکھا رہے تھے دیکھتے دیکھتے میں خود ہی اکتا جاتی۔ اب تم سمجھ لو ایک کم عمر لڑکی جسے کھیل دیکھنے کا شوق ہوتا ہے کتنی دیر تک دیکھتی[4] ہے؟

بَابٌ ۲۷۷۶ خُرُوْجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ

باب عورتوں کو کام کاج کے لیے باہر نکلنا درست ہے۔

[1] کیا موٹی گبدی عورت ہے ۱۲ منہ [2] کیونکہ یہ جب عورتوں کے حسن و قبح کو پہچانتا ہے تو تمہارے حالات بھی جا کر دوسروں سے بیان کرے گا یہ حکم خاص تھا آنحضرت ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کے لئے کیونکہ ان کو حجاب کا حکم دیا گیا تھا جو عام عورتوں کو نہیں دیا گیا تھا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے پردے کا ثبوت ہوتا ہے ان لوگوں سے جو عورتوں کا حسن قبح پہچانیں ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا امام بخاری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے بعضوں نے اس سے منع کیا ہے ام سلمہؓ کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ تم تو اندھی نہیں ہو وہ اس کو دیکھتی ہو اور صحیح جواز ہے کیونکہ عورتیں مسجدوں اور بازاروں میں جاتی ہیں سفر کرتی ہیں وہ اپنے منہ پر نقاب ڈالے رہتی ہیں لیکن مرد اپنے منہ پر نقاب نہیں رکھتے پھر لامحالہ وہ غیر مردوں کو دیکھیں گی ۱۲ منہ [4] امام غزالی نے کہا اسی حدیث سے ہم یہ کہتے ہیں کہ مردوں کا چہرہ عورت کے حق میں ایسا نہیں ہے جیسا عورتوں کا چہرہ مرد کے حق میں ہے تو غیر مرد کو دیکھنا اسی وقت حرام ہوگا جب فتنہ کا ڈر ہو اگر یہ ڈر نہ ہو تو حرام نہیں ہوگا اور ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مرد کھلے منہ اور عورتیں نقاب ڈالے پھرتی رہی ہیں اگر عورتوں کو مردوں کا دیکھنا حرام ہوتا تو مردوں کو بھی نقاب ڈال کر نکلنے کا حکم دیا جاتا یا باہر نکلنے سے ہی ان کو منع کر دیا جاتا۔ نووی نے کہا منہ اور دونوں ہتھیلیاں نہ مرد کی ستر میں نہ عورت کی اور یہ اعضا ہر ایک دوسرے کے دیکھ سکتا ہے گو مکروہ ہے قسطلانی نے کہا منہاج میں حرمت کو صحیح رکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اس وقت نابالغ تھیں لیکن رد کیا ہے اس تاویل کو وہ جو دوسرے طریق میں ہے کہ یہ واقعہ ۷ھ کا ہے جب حبش کے قاصد مدینہ میں آئے تھے اور اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۶ سال کی تھی اور ان لوگوں نے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ تم دونوں تو اندھی نہیں ہو لیکن اس حدیث میں گفتگو ہے کہ اس کو صرف زہری نے نبہان سے روایت کیا ہے حافظ نے کہا یہ کوئی علت نہیں اور اس کی سند قوی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث پر عمل مشکل ہے اور صدہا احادیث سے عورتوں کا کام کاج وغیرہ میں اور جہاد میں نکلنا ثابت ہوتا ہے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا مجاہدین کا کھانا پکانا اور یہ امور ممکن نہیں ہیں جب تک عورتوں کی نظر مردوں کی طرف نہ پڑے اور اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مخصوص ہوگی امہات المؤمنین سے یا ایک حالت خاص سے اور خود حضرت عائشہؓ سفروں میں نکلا کرتی تھیں اور جنگ جمل میں تشریف لے گئیں اور یہ ممکن نہیں کہ ان کی نظر کسی مرد پر نہ پڑی ہو اور ہدایہ وغیرہ کتب مناقب میں اس کی صراحت ہے کہ مرد عورت کے منہ اور ہتھیلیاں دیکھ سکتا ہے اسی طرح عورت اجنبی مرد کا منہ اور ہتھیلیاں دیکھ سکتی ہے اس سے بات کر سکتی ہے لیکن یہ سب اس صورت میں ہے جب فتنہ کا ڈر نہ ہو اگر فتنے کا ڈر ہو تب تو سب کے نزدیک ناجائز ہوگا ۱۲ منہ

۴۸۵۲ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ ن حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكِ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَّى وَإِنَّ فِي يَدِهِ لَعَرْقًا فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدْ أَذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ -

(از فردہ بن ابی المغراء از علی بن مسہر از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ایک رات باہر گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے سودہ ہم نے تجھے پہچان لیا تم اپنے تئیں چھپا نہ سکیں، وہ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے بیان کیا جو عمرؓ نے کہا تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے، آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی، اسی وقت آپ پر وحی نازل ہونے لگی پھر یہ حالت جاتی رہی، آپ فرمانے لگے عورتو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کام کاج کے لئے باہر نکلنے کی اجازت[1] دی ہے

بَابٌ ۲۷۷ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

باب عورت کا اپنے شوہر سے اجازت لے کر مسجد وغیرہ کی طرف جانا۔

۴۸۵۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَا عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا -

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سالم) سالم کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کی بیوی اپنے شوہر سے مسجد جانے کی اجازت مانگے تو منع نہ کرنا[2] چاہیئے۔

بَابٌ ۲۷۸ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ -

باب رضاعی رشتے سے عورت محرم ہو جاتی ہے، بے پردہ اسے دیکھ سکتے ہیں۔

---

[1] دوسری حدیث میں ہے اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو جس کام کی اللہ نے اجازت دی اسکو روکنے والے تم کون ہو حافظ نے قاضی عیاض کے اس قول کو رد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لئے خاص ایسے حجاب کا حکم تھا کہ ان کے منہ اور ہتھیلیاں بھی دکھائی نہ دیں اور نہ ان کا جثہ دکھائی دے اور اسی لئے حضرت حفصہ رضؓ جب حضرت عمرؓ کے جنازے پر آئیں تو عورتوں نے پردہ کر لیا کہ ان کا جثہ بھی دکھائی نہ دے اور حضرت زینبؓ کی نعش پر ایک قبہ بنایا۔ حافظ نے کہا بہت سی حدیثوں سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حج اور طواف کیا کرتی تھیں۔ میں کہتا ہوں اگر قاضی عیاض کا قول صحیح بھی ہو کہ عورت کا جثہ بھی معلوم نہ ہو تو ایسا پردہ ازواج مطہرات سے خاص تھا لیکن وہ بھی مسجدوں میں جایا کرتی تھیں اور صحابہؓ اور دوسرے لوگ پڑے میں سے ان کی بات سنتے ان کے بدن چھپے رہتے جیسے چھپے ہوئے نہ رہتے اور عام عورتوں کے لئے بھی یہ ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ ڈولی یا میانہ ہی میں نکلیں بلکہ برقعہ اوڑھ کر یا چادر کا بیجبہ کر کے نکل سکتی ہیں اور حافظ کی تحقیق پر تو ازواج مطہرات کو بھی ایسا پردہ لازم نہ تھا۔ پھر جس شخص نے عام عورتوں کے لئے ایسا پردہ لازم رکھا ہے وہ بند ڈولی یا میانے میں ہی جائیں یا بند گاڑی میں کہ ان کا جثہ بھی کوئی نہ دیکھ سکے اس کے قول کی کوئی سند قرآن یا حدیث سے نہیں ہے (حواشی صفحہ ہذا)

[2] امام بخاری نے غیر مسجد کو بھی مسجد پر قیاس کیا لیکن سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے کا ڈر نہ ہو ۱۲ منہ

۴۸۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی مگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر انہیں اندر بلانے سے انکار کر دیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا وہ تو تمہارے رضاعی چچا ہیں انہیں آنے دیا کر۔ میں نے عرض کیا یا حضرت! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا تھا، مرد نے تھوڑے پلایا تھا، آپ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے چچا ہیں تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا، کہتی ہیں جو رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

بَابٌ ۲۷۹ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا۔

باب ایک عورت دوسری عورت سے (بے ستر) ہو کر بدن نہ لگائے اس غرض سے کہ اس کا حال اپنے خاوند سے[1] بیان کرے۔

۴۸۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از منصور از ابو وائل) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت دوسری عورت سے نہ چمٹے[2] کہ پھر اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے جیسے وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے (ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو)

۴۸۵۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از شقیق) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] دوسرے طریق میں یوں ہے ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے۔ نووی نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ مرد کو دوسرے مرد کا اسی طرح عورت کو دوسری عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے افسوس ہے کہ ہمارے ہاں عورتیں اس ستر کا خیال نہیں رکھتیں اور ایک عورت دوسری عورت کے سامنے ننگی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] نسائی کی روایت میں یوں ہے ایک کپڑے میں ۱۲ منہ

شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔

نے فرمایا کوئی عورت دوسری عورت سے اپنا بدن نہ لگائے پھر اپنے خاوند سے اس کا حال بیان کرے گویا وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے[۱]۔

بَابٌ ۲۷۸۔ قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ۔

باب مرد کا یہ کہنا میں آج رات اپنی تمام بیویوں کے پاس ہو آؤں گا[۲]۔

۴۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ۔

(از محمود از عبدالرزاق از معمر از ابن طاؤس از والدش) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا میں آج رات اپنی ایک سو بیویوں سے مباشرت کروں گا، اور ہر بیوی ایک ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے راہ خدا میں جہاد کریں گے فرشتے نے ان سے کہا انشاءاللہ تعالیٰ کہہ دیجئے، مگر انہوں نے نہیں کہا، بھول گئے۔ چنانچہ انہوں نے رات کو اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی اور سوائے ایک بیوی کے اور کسی کے یہاں کچھ پیدا نہ ہوا اور اس کو بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا اگر حضرت سلیمانؑ انشاءاللہ کہتے تو ان کی مراد پوری ہوتی اور ان کا کام نکل آنے کی زیادہ امید ہوتی

بَابٌ ۲۷۹۔ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

باب طویل سفر سے واپسی پر رات کے وقت اپنے گھر نہ پہنچنا چاہیے، مبادا اپنے گھر والوں پر تہمت لگانے یا ان کے عیب تلاش کرنے کا موقعہ پیدا ہو۔

۴۸۵۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا

(از آدم از شعبہ از محارب بن دثار) حضرت جابر بن عبداللہ

---

[۱] حافظ نے کہا اسی طرح مرد کو عورت کے ستر کی طرف اور عورت کو مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اس میں سے میاں بی بی مستثنیٰ ہیں وہ ایک دوسرے کا ستر دیکھ سکتے ہیں مگر شرمگاہ میں اختلاف ہے اور صحیح جواز ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ مرد بھی دوسرے مرد سے بدن نہ لگائے مگر ضرورت سے اور مستثنیٰ ہے اس میں مصافحہ جائز ہے قسطلانی نے کہا خوبصورت مرد سے مصافحہ بھی منع ہے اسی طرح معانقہ اور بوسہ دینا منع ہے مگر جو سفر سے آئے اس سے معانقہ درست ہے اسی طرح باپ اپنے بچوں کو شفقت کی راہ سے بوسہ دے سکتا ہے اسی طرح کسی صالح شخص کے ہاتھ پر بوسہ دے سکتے ہیں جیسے صحابہ رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن دنیادار امیر کے ہاتھ پر اس کی تونگری کی وجہ سے بوسہ دینا منع ہے

[۲] امام بخاری یہ باب اس لیے لائے کہ اگر کوئی مرد اپنی بی بیوں کی باری اس طرح سے شروع کرے تو درست ہے لیکن باری مقرر ہو جانے کے بعد ایسا کرنا درست نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فعل منقول ہے اس کی توجیہ اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا۔

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر رات کے وقت گھر پر پہنچنے کو پسند نہ فرماتے۔

۴۸۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از عاصم بن سلیمان از شعبی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی شخص کو گھر چھوڑے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہو تو اچانک رات کو گھر میں نہ پہنچ جایا کرے[1]۔

تَمَّ الْجُزْءُ الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ يَتْلُوهُ الْجُزْءُ الثَّانِي

اللہ کا شکر ہے کہ اکیسواں پارہ تمام ہوا اب بائیسواں پارہ اس

وَالْعِشْرُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

کے فضل و کرم اور بھروسے پر شروع ہوتا ہے

[1] کیونکہ ایسی حالت میں عورت کو صفائی اور پاکی مانگ چوٹی کی فرصت نہ ملے گی ممکن ہے کہ عورت کو اس حال میں دیکھ کر خاوند کو اس سے نفرت پیدا ہو جائے دوسرے یہ کہ بعض عورتیں بدکار ہوتی ہیں ممکن ہے کہ خاوند اپنی آنکھوں سے کوئی بات دیکھ لے اور خون خرابے کی نوبت پہنچے چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ دو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف رات کو اپنے گھر میں گئے دیکھا تو ان کی بی بیوں کے پاس غیر مرد موجود تھے، ابوعوانہ نے نکالا کہ عبداللہ بن رواحہ رات کو اپنے گھر میں آئے ان کے پاس ایک عورت تھی (جوان کی بی بی کی کنگھی چوٹی کیا کرتی) وہ اس کو مرد سمجھے اور تلوار سے اس پر حملہ کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے سفر سے رات کو اپنے گھر میں آنے سے منع فرما دیا۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعٰی فیہ ولوالدیھم اجمعین آمین یا رب العالمین ﴿

بائیسواں پارہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

بَاب ۲۷۸۱ طَلَبِ الْوَلَدِ

۴۸۶۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتّٰى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا

باب خواہش اولاد

(از مسدد از ہشیم از سیار از شعبی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں ایک جہاد میں شریک تھا، وہاں سے واپسی پر میرا اونٹ بہت سست تھا میری خواہش مدینے میں جلد پہنچوں اتنے میں مجھے محسوس ہوا کہ کوئی سوار پیچھے آرہا ہے، دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپؐ نے پوچھا آخر اتنی عجلت کیوں ؟ میں نے عرض کیا میری نئی شادی ہوئی ہے (اس وجہ سے گھر جلدی پہنچنا چاہتا ہوں) آپؐ نے فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے ؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ آپؐ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی ؟ وہ تمہارے ساتھ اور تم اس کے ساتھ کھیلا کرتے۔

جابرؓ کہتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم شہر میں داخل ہی ہونے والے تھے کہ حکم ہوا ذرا ٹھہرو عشاء کے وقت رات کو اپنے گھروں میں جاؤ تاکہ جس عورت کے بال پریشان

ؔ۱ اسی واسطے ایک حدیث میں آیا ہے کہ بانجھ عورت سے نکاح دوسری حدیث میں ہے کہ خاوند سے محبت رکھنے والی بہت جننے والی عورت سے نکاح کرو میں تمہاری وجہ سے اپنی امت کی کثرت دکھلاؤں گا یعنی قیامت کے دن عورت کرنے سے آدمی کو اصل غرض یہی رکھنا چاہیئے کہ اولاد صالح پیدا ہو جو مرنے کے بعد دنیا میں اس کی نشانی رہے اس کے لئے دعاء خیر کرے اسی لئے شریف خاندان کی نیک بخت عفیفہ عورت کرنا چاہیئے سب سے زیادہ شرافت اور عفت اور اعمال صالحہ کو دیکھنا چاہیئے اس کے ساتھ اگر حسن وجمال بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے لیکن بدچلنی اور بدذاتی کے ساتھ اگر حسن وجمال اور مال و دولت ہو تو آدمی کبھی اس پر فریفتہ نہ ہو۔ ایسی شادی کا انجام غمی ہے ۱۲ منہ ؔ۲ شام تک باہر ہی ٹھہرے رہو ۱۲ منہ ؔ۳ حالانکہ رات کو آپ نے سفر سے آنا منع کیا ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے مگر یہاں اس لئے اجازت دی کہ شہر والوں کو ان کے آنے کی خبر پہنچ چکی تھی تو ممانعت کی حدیث محمول ہے اس حالت پر جب گھر والوں کو خبر نہ ہو اور اچانک مسافر آن پہنچے تو رات کو اپنے گھر میں نہ جائے ۱۲ منہ

اَلْحَدِیْثَ اَلْکَیْسَ اَلْکَیْسَ یَا جَابِرُ یَعْنِی الْوَلَدَ

ہوں وہ اپنے سر میں کنگھا کرے اور جس عورت کا خاوند سفر میں تھا وہ بن سنور لے

ہشیم کہتے ہیں مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اولاد کی خواہش کرو

۴۸۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَیَّارٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَیْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰی اَھْلِکَ حَتّٰی تَسْتَحِدَّ الْمُغِیْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَیْکَ بِالْکَیْسِ الْکَیْسِ تَابَعَہٗ عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ وَھْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْکَیْسِ

(از محمد بن ولید از محمد بن جعفر از شعبہ از سیار از شعبی) حضرت جابر بن عبداللہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو رات کو سفر سے واپس ہو تو یک لخت گھر میں نہ چلا جا یا کر بلکہ اتنا وقفہ دے کہ وہ عورت (تیری بیوی) جس کا خاوند موجود نہ تھا وہ مخصوص طہارت سے فارغ ہولے اور پریشان بالوں کو سنوارنے کے لیے کنگھی کرلے۔ جابر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا خواہش اولاد کرنا چاہیے شعبی کے ساتھ اس حدیث کو عبیداللہ نے بھی وہب بن کیسان سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ انہوں نے آنحضرت سے روایت کیا اس میں بھی کیس یعنی خواہش اولاد کا ذکر ہے[1]۔

بَابٌ ۲۷۸۲ تَسْتَحِدُّ الْمُغِیْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

باب جب خاوند سفر سے آئے تو عورت زیر ناف کے بالوں کو صاف کرے اور سر میں کنگھی کرے[2]

۴۸۶۲ - حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا سَیَّارٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنَ الْمَدِیْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰی بَعِیْرٍ لِّیْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِیْ رَاکِبٌ مِّنْ خَلْفِیْ فَنَخَسَ بَعِیْرِیْ بِعَنَزَةٍ کَانَتْ مَعَہٗ فَسَارَ بَعِیْرِیْ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از سیار از شعبی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم ایک غزوے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے جب وہاں سے لوٹے مدینے کے قریب پہنچے تو میں اپنے سست اونٹ کو جلدی ہانکنے کی کوشش کرتا چلا آرہا تھا کہ کسی سوار نے پیچھے سے آکر میرے اونٹ کو ایک چھڑی سے کوچا اس کے بعد سے میرا اونٹ بڑے سے بڑے تیز رفتار اونٹ کی طرح چلنے لگا، میں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (میں اس لیے جلدی کر رہا ہوں کہ) میری نئی شادی ہوئی ہے[3]۔ آپ نے فرمایا تیری شادی ہوگئی ہے؟ میں

---

[1] روایت کتاب البیوع میں موصولاً گزر چکی ہے ابو عمرو نوقانی نے کتاب معاشرۃ الاہلین میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد ڈھونڈو اولاد ثمرۂ قلب اور نور چشم ہے اور بانجھ عورت سے پرہیز کرو ۱۲ منہ

[2] اپنے تئیں صاف پاک آراستہ کرے تاکہ خاوند اس کی مائل ہو یہ عین تمیز اور ادب کی بات ہے جو بیبیاں تمیزدار ہوتی ہیں وہ ہر وقت کنگھی چوٹی خوشبو سے اپنے تئیں آراستہ رکھتی ہیں خصوصاً جب سفر سے خاوند آئے تو اس وقت تو خوب بناؤ سنگار کرتی ہیں لیکن بد تمیز عورتیں ہمیشہ میلی کچیلی سر پریشان رہتی ہیں اور خاوند کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

[3] میں بی بی کے شوق میں جلدی میں پہنچنا چاہتا ہوں ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّیْ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ اَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَیْ عِشَاءً لِكَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ۔

نے عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے آپؐ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی وہ تجھ سے کھیلتی تو اس سے کھیلتا۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ آگئے اور شہر میں داخل ہونے لگے تو فرمایا ذرا ٹھیر جاؤ[۱] رات کو یعنی عشاء کے وقت گھر میں جانا تاکہ الجھے بالوں میں کنگھی اور زیرناف کے بالوں کی صفائی کرلے

باب ۲۷۸۳ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اِلٰی قَوْلِهٖ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد عورتوں کو سوائے اپنے شوہروں کے اور کسی کے سامنے آراستہ نہ ہونا چاہیئے[۲]

۴۸۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِاَیِّ شَیْءٍ دُوْوِیَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَسَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِیَّ وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِیَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِیَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِیٌّ يَاْتِیْ بِالْمَآءِ عَلٰی تُرْسِهٖ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِیَ بِهٖ جُرْحُهٗ۔

(از قتیبہ بن سعید از سفیان) ابوحازم کہتے ہیں جنگ احد میں جو زخم آنحضرتؐ کو لگا تھا اس کے علاج کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہوا آخر انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے پوچھا وہ صحابی تھے جو مدینے میں حیات تھے، انہوں نے فرمایا اب اس بات کو مجھ سے زیادہ جاننے والا (دنیا میں) کوئی باقی نہیں رہا (صحابہ انتقال کرچکے) ہوا یہ تھا کہ حضرت فاطمہؓ آپؐ کے مبارک چہرے پر سے خون دھوتی جاتی تھیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لاتے جاتے تھے (جب خون بند نہ ہوا) تو ایک بوریا جلا کر آپؐ کے زخم میں بھر دیا گیا

باب ۲۷۸۴ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

باب وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ[۳]

---

۱ تمہارے آنے کی خبر تو ہوگئی ہے ۱۲ منہ ۲ اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی جس زینت کے کھولنے کی ضرورت ہے مثلاً منہ، آنکھیں، ہتھیلیاں وہ تو سب پر کھول سکتی ہیں مگر باقی زینت جیسے گلا، ہار، سینہ، پنڈلی وغیرہ یہ غیر مردوں کے سامنے نہ کھولیں مگر اپنے خاوندوں، باپ، سسر کے سامنے آخر آیت تک۔ امام بخاریؒ حضرت فاطمہؓ کی حدیث اس باب میں لائے اس کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھویا تو اس میں زینت کھولنے کی ضرورت ہوئی ہوگی معلوم ہوا کہ باپ کے سامنے عورت اپنی زینت کھول سکتی ہے بعضوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حجاب کا حکم نہیں اترا تھا ۱۲ منہ ۳ یعنی جو بچے جوان نہیں ہوئے ان کے سامنے بھی اللہ نے عورتوں کو اپنی زینت کھولنے کی اجازت دی حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ ابن عباس نے عورتوں کے کان وغیرہ کھلے دیکھے کیونکہ ابن عباسؓ اس وقت بچے تھے بالغ نہیں ہوئے تھے

۴۸۶۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ أَضْحًى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ۔

(از احمد بن محمد از عبداللہ از سفیان از عبدالرحمان ابن عابس) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے دریافت کیا آیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا ہاں اگر رشتہ داری نہ ہوتی تو میں بچپن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ ہی نہ پاتا چنانچہ آپؐ نے ایک بار تشریف لا کر اوّل نماز پڑھی، پھر خطبہ سنایا، یہاں اذان و اقامت کا کوئی ذکر نہیں، اس کے بعد عورتوں کی طرف تشریف لے جا کر وعظ و نصیحت کی خیرات دینے کا حکم دیا، میں دیکھ رہا تھا عورتیں اپنے کانوں اور حلق کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھیں (زیور نکال نکال کر) بلال رضی اللہ عنہ کو (بطور خیرات) دے رہی تھیں، اس کے بعد بلالؓ سمیت آپؐ گھر تشریف لائے۔

بَابٌ ۲۷۸۵ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ۔

باب ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کیا تم نے رات اپنی عورت سے ہم بستری کی؟[1] نیز اس کا بیان کہ غصّے کے باعث کوئی شخص اپنی بیٹی کی کوکھ میں کچھ چبھوئے۔

۴۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں[2] ایک بار ابوبکر رضی اللہ عنہا مجھ سے خفا ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کونچے دینے لگے۔ میں[3] اسوقت ہل بھی نہ سکی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا (آپ آرام فرما رہے تھے)۔

---

[1] امام بخاری نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ مضمون نہیں ہے لیکن باب کا دوسرا مضمون موجود ہے کہتے ہیں امام بخاری اس باب میں ابوطلحہ اور ام سلیم کی حدیث لکھنے والے تھے جس میں صاف یہ موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوطلحہ سے پوچھا اعرستم اللیلۃ یعنی رات تم نے اپنی بی بی سے صحبت کی مگر موقعہ نہ ملا یہ حدیث انشاء اللہ کتاب العقیقہ میں آئے گی اور مجھ کو خیال ہے کہ اوپر بھی گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] نار رنگم ہونے کے قصے میں اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [3] کہنے لگے تم نے لوگوں کو ایسے مقام میں پھنسا دیا جہاں پانی بھی نہیں ملتا ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ اَحْصَیْنَاہُ حَفِظْنَاہُ وَعَدَدْنَاہُ وَطَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِّنْ غَیْرِ جِمَاعٍ وَّیُشْھِدُ شَاھِدَیْنِ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

طلاق کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ الآیہ اے پیغمبر تم اور تمہاری امت کے لوگ جب عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت کا وقت شروع ہونے پر طلاق دو اور مدت عدت شمار کرتے رہو احصینا یعنی ہم نے یاد رکھا محفوظ رکھا اور طلاق سنت یہی ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور طلاق کے وقت دو مردوں کو گواہ کرے۔

۴۸۶۶۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْہُ

(از اسماعیل بن عبداللہ از مالک از نافع) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، حضرت عمر نے آنحضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا عبداللہ سے کہو رجعت کر لے اور اس عورت کو حیض سے پاک ہونے تک اپنے پاس رہنے دو پھر اسے دوسری بار حیض آنے تک رکھے پھر اسکی مرضی ہے چاہے طلاق دے یا نہ دے اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ عورتوں کو ان کی عدت پر طلاق دو۔

لہ لغت میں طلاق کے معنی بند کھول دینے اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جورو پر ہوتی ہے حافظ نے کہا کہ کبھی طلاق حرام ہوتا ہے جیسے خلاف سنت طلاق دیا جائے (مثلاً حالت حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دیئے جائیں یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو۔ کبھی واجب جب شوہر اور بیوی میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے پنچ طلاق ہو جانا مناسب سمجھیں کبھی مستحب جب عورت پاکدامن نہ ہو کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں اور بعضوں نے کہا اس وقت جائز ہے جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ بے فائدہ اٹھانا پسند نہ کرے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگا خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عفیفہ پاکدامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نبھا ہے اور اگر صرف یہ امر اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق لینے کا اختیار رہنا چاہیئے جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو بالکل طلاق کا اختیار نہیں دیا گیا ہے اور اس وجہ سے مخالفین اسلام نے شریعت اسلامی پر بہت طعن کئے ہیں اور کہتے ہیں مسلمانوں کے مذہب میں جورو کیا ہوتی ہے ایک لونڈی حالانکہ فطرۃ عورت اور مرد دونوں آزاد پیدا ہوئے ہیں اور جب نکاح میں عورت کی رضامندی شرط رکھی گئی ہے تو فسخ نکاح یعنی طلاق میں بھی عورت کو دخل ہونا چاہیئے ورنہ ترجیح بلا مرجح اور ظلم صریح لازم آئے گا۔ میں کہتا ہوں مخالفین کا یہ اعتراض صحیح نہیں ہے ہماری شریعت میں جو قاعدہ رکھا گیا ہے وہی عقل سلیم اور مصلحت کے مناسب ہے۔ عورت نہایت متلون المزاج اور بات بات پر بگڑ جانے والی ہے اگر طلاق اس کے اختیار میں دیدیا جاتا تو ہر ایک (بقیہ صفحہ آئندہ)

فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۔

بَابٌ ۲۷۸۶ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذَلِكَ الطَّلَاقِ۔

باب اگر کوئی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے تو اس طلاق کا شمار ہوگا یا نہیں ؟

۴۸۶۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ) انس بن سیرین کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو حضرت عمر رض نے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپؐ نے فرمایا اس سے کہو رجعت کرلے۔

انس بن سیرین نے (ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) کہا اب یہ طلاق جو حیض کی حالت میں دی گئی تھی شمار ہوگی یا نہیں ؟ انہوں نے کہا خاموش رہ۔ قتادہ سے روایت ہے (اسی اسناد سے) انہوں نے یونس بن جبیر سے اُنہوں نے ابن عمر سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عبداللہ کو حکم دے وہ رجعت کرے (رجوع کرے) یونس بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عمر رض سے پوچھا اب یہ طلاق جو حیض میں دی تھی شمار ہوگی یا نہیں انہوں نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر کوئی کسی فرض کے ادا کرنے سے عاجز بن جائے یا احمق ہو جائے۔ امام بخاری کہتے ہیں ابو معمر عبداللہ بن عمرو منقری نے بحوالہ عبدالوارث از ایوب از سعید بن جبیر از ابن عمر رض روایت کیا "یہ طلاق جو میں نے حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کی گئی"۔ ۱ء

(بقیہ از صفحہ سابقہ) عورت ہر روز تین چار مرتبہ اپنے خاوند سے جدا ہو جاتی اور معاشرت میں مشکل پیدا ہو جاتی لہٰذا عورت کے اختیار میں طلاق نہیں رکھا گیا مگر اس کا حق محفوظ رکھنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ اگر مرد بد مزاج ہو اور عورت کو اس کے پاس بسر کرنا دشوار ہو تو وہ پنچایت میں اپنا مقدمہ پیش کرے اگر پنچ طلاق مناسب سمجھیں گے تو خاوند پر طلاق دینا واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر خاوند کو مرض یا آتشکی یا سوزاکیہ یا مجنون یا نامرد نکلے تب بھی عورت کو اختیار ہوگا کہ قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرکے اس مرد سے جدا ہو جائے اب مرد کو جو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے وہ مشروط ہے یعنی بلاوجہ طلاق مکروہ ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ طلاق ابغض المباحات ہے اور جن صورتوں میں طلاق دینا مستحب یا واجب ہے وہ ایسی ہی صورتیں ہیں جن میں طلاق ہو جانا زوج اور زوجہ دونوں کے لئے بہتر ہے ورنہ مخالفین کی طرح مسلمانوں کو بھی بے حیا بننا پڑتا کہ ان کی عورتیں فراغت سے حرامکاری کراتیں اور جو کہ خاوند کو گواہ کے طور پر رکھتیں۔ اب مخالفین بھی آخر مدت دراز اور ہزاروں تجربوں کے بعد اسی کے قائل ہو چلے ہیں کہ شریعت اسلامیہ ہی کا قاعدہ عمدہ اور قرین مصلحت ہے۔ عاقل آدمی ان امور پر غور کرکے سمجھ سکتا ہے کہ شریعت اسلامی ایک اُمی پیغمبر کی جو ایک وحشی قوم میں پیدا ہوا تھا بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ الہامی اور من جانب اللہ ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا) ۱ء تو وہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہوگا ہرگز نہیں مطلب یہ ہے کہ اس طلاق کا شمار ہوگا ۱۲ منہ ۲ء یعنی اس کے بعد مجھ کو دو ہی طلاقوں کا اختیار رہا آئمہ اربعہ اور جمہور فقہا نے اسی سے دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ حیض

بَابُ ۲۷۸۷ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ بِالطَّلَاقِ۔

باب آیا طلاق دیتے وقت عورت کے رُوبرو طلاق دے؟

۴۸۶۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ اَيُّ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّآ اُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ۔

(از حمیدی از ولید) اوزاعی کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے آپ کے ہاتھ سے اللہ کی پناہ مانگی تھی؟ انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جَون کی بیٹی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی (آپ اس سے نکاح کر چکے تھے) اور آپ اس کے نزدیک گئے تو کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا تو نے بڑی عظیم الشان ہستی کی پناہ مانگ لی ہے اب اپنے میکے میں چلی جا۔[1][2]

امام بخاریؒ کہتے ہیں اس حدیث کو حجاج بن یوسف بن ابی منیع نے بھی اپنے دادا ابومنیع سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا۔[3]

۴۸۶۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا اِلٰى حَائِطٍ يُّقَالُ لَهَا الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هٰهُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ اُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَاُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتِ اُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ

(از ابونعیم از عبدالرحمان بن غسیل از حمزہ بن ابی اسید) حضرت ابواسید کہتے ہیں ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ "شوط" باغ میں پہنچے، وہاں جا کر دو اور باغوں کے درمیان بیٹھے، آپ نے ہم سے فرمایا تم یہیں بیٹھو! آپ خود باغ کے اندر تشریف لے گئے وہاں جَون قبیلے کی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی اسے کھجور کے باغ میں ایک گھر میں اتارا تھا، اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا، اس کے ساتھ اس کی دایا بھی متعین تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا اپنی جان مجھے بخش دے[4]

---

[1] یعنی عورت کو مخاطب کر کے بعضوں نے مکروہ سمجھا ہے کیونکہ یہ مروت کے خلاف ہے ۱۲ منہ [2] اپنے میکے میں چلی جا یہ طلاق کا کنایہ ہے ایسے کنایہ کے الفاظ میں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق ہو جاتی ہے ۔ کہتے ہیں پھر ساری عمر یہ عورت مینگنیاں چنتی رہتی تھی اور کہتی جاتی تھی میں بدنصیب ہوں۔ [3] اس کو یعقوب بن سفیان نے تاریخ میں اور ذہلی نے زہریات میں اور بیہقی نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [4] مالک بن ربیعہ انصاری ۱۲ منہ [5] آپ نے اس سے نکاح کیا تھا ۱۲ منہ

وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَّهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِي نَفْسَكِ لِي قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا اَبَا اُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَ اَلْحِقْهَا بِاَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِي اُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا اُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَكَاَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ اَنْ يُّجَهِّزَهَا وَ يَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ۔

اس نے کہا بھلا ایک شہزادی کسی بازاری آدمی کے حوالے ہو سکتی ہے؟[1] آپ نے اس سخت کلمے کے باوجود) ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کے دل کو تشفی ہو۔ وہ کہنے لگی میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا تو نے ایسی ہستی کی پناہ طلب کی ہے جو واقعی پناہ لینے کے قابل ہے[3] آپ باہر آگئے، آپ نے فرمایا اے ابو اسیدؓ اسے ایک جوڑا کپڑے کا (بطور احسان) دیکر اس کے گھر والوں میں پہنچا دے۔

حسین بن ولید نیشاپوریؒ نے اس حدیث کو عبدالرحمان بن غسیل سے روایت کیا، انہوں نے عباس بن سہل سے انہوں نے اپنے والد سہل بن سعدؓ اور ابو اسید سے روایت کیا یہ دونوں حضرات کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو اسے برا لگا آپ نے ابو اسید سے فرمایا اچھا اسے روانہ کرو اور ایک جوڑا سفید کپڑوں کا اسے (بطور احسان) دے دو۔

۴۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا

(از عبداللہ بن محمد از ابراہیم بن ابی الوزیر از عبدالرحمان) حمزہ بن اسید اور عباس بن سہیل بن سعد دونوں اپنے والد سے یہی حدیث بالا روایت کرتے ہیں

۴۸۷۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي غَلَّابٍ يُّوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ

(از حجاج بن منہال از ہمام بن یحییٰ از قتادہ) ابو غلاب یونس بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے کہا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دے آیا اس میں حرج ہے؟

[1] یہ آپ نے اس کا دل خوش کرنے کے لئے فرمایا ورنہ آپ اس سے جبراً صحبت کر سکتے تھے ۱۲ منہ [2] کیا کمبخت عورت تھی حالانکہ شوہر دیدہ تھی اور ایک ذرا سے زمیندار کی بیٹی مگر دماغ کو دیکھو اپنے تئیں ملکہ معظمہ بنائے اور آنحضرتؐ کو جو دنیا اور دین دونوں کے بادشاہ تھے بازاری اور رعیت کہنے لگی واہ رے عقل۔ کہتے ہیں پھر تمام عمر پچھتاتی رہی اور کہتی رہی ہائے مجھے فریب دیا گیا ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ یہ آپ ہی کا حلم اور کرم تھا اگر دوسرا کوئی ہوتا تو دھڑ سے ایک جوتا لگاتا اللہ زبردستی گرا کر اس سے جماع کرتا لیکن اس پر تو شیطان سوار تھا ۱۲ منہ [4] پوروں گا اس سے بڑھ کر کون ہے ۱۲ منہ [5] یہی آنحضرتؐ کی طرف سے نکاح میں وکیل تھے ۱۲ منہ [6] اسے ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ

رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ فَاَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ۔

انہوں نے کہا تم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا ابن عمرؓ سے کہہ دو وہ رجوع کر لے، عورت جب پاک ہو جائے تو چاہے طلاق دے رنہ چاہے تو نہ دے) یونس کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے دریافت کیا وہ طلاق جو حیض میں دی تھی، شمار ہو گی یا نہیں؟ انہوں نے کہا[1] فرض کر وہ رجوع نہ کرے یا بے وقوفی سے کوئی فرض بجا نہ لائے[2]

باب ۲۷۸۸ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلٰثِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ۔

باب اگر کسی نے تین طلاق دی تو وہ واقع ہو جائیگی

ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الخ طلاق دو بار ہوتی ہے اس کے بعد حسب قاعدہ روک لے یا اچھے سلوک سے رخصت کر دے[3]

وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰى اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهٗ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ اِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَّاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ۔

عبیداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں اگر کسی بیمار شخص نے اپنی عورت کو طلاق بائن دے[4] دی تو وہ اپنے خاوند کی وارث نہ ہو گی۔

عامر شعبی کہتے ہیں وارث ہو[5] گی۔ ابن شبرمہ نے شعبہ[6] سے کہا آیا وہ عورت عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ نے شعبہ[6] سے کہا اگر اس کا دوسرا خاوند بھی مر جائے (تو کیا وہ دونوں کی وارث ہو گی؟) شعبی نے یہ سن کر اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا[7]۔

---

[1] محسوب کیوں نہیں ہو گا ۱۲ منہ [2] تو اس سے کیا ہو سکتا ہے وہ فرض اس سے ساقط نہ ہو گا ۱۲ منہ [3] ایک ہی مرتبہ یا ایک کے بعد ایک کر کے ۱۲ منہ [4] سنت یہ ہے کہ اگر عورت کو تین طلاق دینا منظور ہوں تو پہلے طہر میں ایک طلاق دے پھر دوسرے طہر میں ایک طلاق دے پھر تیسرے طہر میں ایک طلاق دے اب رجعت نہیں ہو سکتی اور عورت بائنہ ہو گئی اور یہ خاوند پھر اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ دوسرے خاوند سے مزہ نہ اٹھا لے اور وہ طلاق دے عدت گزر جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائنہ ہو جائیگی اب اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق دیدیئے مثلاً یوں کہا تجھ کو میں نے تین طلاق دیئے یا ایک ہی طہر میں بدفعات ایک ایک کر کے تین طلاق دیدیے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء اور آئمہ اربعہ کا تو یہ قول ہے کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی لیکن ایسا کرنے والا بدعت اور حرام کا مرتکب ہو گا اور امام ابن حزم اور ایک جماعت اہلحدیث اور امامیہ اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑے گا اور اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تینوں طلاق پڑ جائیں گے ورنہ ایک پڑے گا اور اکثر اہلحدیث اور ابن عباسؓ اور محمد بن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑے گا خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ [5] تیسری طلاق دے کر ۱۲ منہ [6] اس کو شافعی اور عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] جس کے بعد رجعت نہیں ہوتی ۱۲ منہ [8] جب انہوں نے یہ فتویٰ دیا ۱۲ منہ [9] اور کہنے لگے عدت کے اندر اگر خاوند مر جائے تو وہ وارث ہو گی ورنہ نہیں ۱۲ منہ

۴۸۷۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) سہل بن سعد سعدی کہتے ہیں کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور کہنے لگے بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (زنا کرتے ہوئے) دیکھے تو کیا کرے؟ اگر اسے مار ڈالے تو تم اسے بھی قصاص میں مار ڈالوگے، لہذا کیا کرے؟ آپ یہ مسئلہ میرے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمائیے، چنانچہ عاصم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ کو اس قسم کے سوال بُرے معلوم ہوئے اور برا کہا۔ عاصمؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے گرانی محسوس ہوئیؐ جب عاصم اپنے گھر آئے تو عویمرؓ ان کے پاس آئے کہنے لگے کہیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ عاصمؓ نے کہا آپ خواہ مخواہ میرے لیے ایک الجھن لے کر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال ہی کو ناپسند فرماتے ہیں، عویمر نے کہا مگر میں بغیر اس سوال کا جواب لئے چین سے نہ بیٹھوں گا، غرض عویمرؓ نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (اغراض کی حالت میں) دیکھے تو کیا کرے؟ اگر اسے قتل کرے تو آپ لوگ بھی اسے قتل کر دیں گے. بتائیے کوئی اور صورت بھی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے لیے وحی نازل کی ہے جا اپنی بیوی کو لے آ

سہل کہتے ہیں پھر میاں بیوی دونوں نے لعان کیا میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمرؓ کہنے لگے یا رسول اللہ اگر میں اس عورت کو گھر میں رکھوں تو گویا میں جھوٹا ثابت ہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے قبل ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق

لہ وہ شرمندہ ہوئے کہ میں نے ناحق ایسی بات پوچھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے ۱۲ منہ

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

دے دی

ابن شہاب کہتے ہیں بعد ازاں لعان کا یہی طریقہ مروج ہوگیا [1]

۴۸۷۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ۔

(از سعید بن عفیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ ابن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ رفاعہ نے مجھے طلاق بائنہ دی، میں نے عبدالرحمان بن زبیر سے نکاح کرلیا اس کے پاس گویا کپڑے کا پھندنا ہے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد تو پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم موجودہ شوہر سے ہم بستری کرکے لطف نہ اٹھا لو اور وہ تم سے لطف نہ اٹھالے۔

۴۸۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ۔

(از محمد بن بشار از یحیٰی از عبید اللہ از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں [2] اس نے دوسرے مرد سے نکاح کرلیا پھر دوسرے مرد نے (جماع سے پہلے) اسے طلاق دے دی۔ آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا آیا وہ عورت اپنے پہلے خاوند کیلئے حلال ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک دوسرا مرد اس سے لذت جماع نہ حاصل کرے جیسے پہلے مرد نے حاصل کیا تھا

بَاب ۲۷۸۹ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَهُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ لِأَزْوَاجِكَ

باب اپنی بیویوں کو اختیار سونپ دینا۔

ارشاد باری تعالیٰ "اے پیغمبرؐ اپنی بیویوں

[1] کہ لعان کے بعد وہ مل کر نہیں رہ سکتے بلکہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں یہ حدیث جمہور علما و ائمہ اربعہ کی دلیل ہے کہ تین طلاق اکھٹا دیدیئے تب بھی تینوں طلاق پڑ جاتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہیں سے امام بخاری نے ترجمہ نکالا ۱۲ منہ

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

سے کہہ دے اگر تم دنیا کی زندگی کا مزہ اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے کر بہتر سلوک سے رخصت کروں"۔

۴۸۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهٖ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا إِلٰى قَوْلِهٖ أَجْرًا عَظِيْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری) اور لیث کہتے ہیں مجھ سے یونس نے بحوالہ ابن شہاب از ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا پھر فرمایا میں تجھے ایک امر ذکر کرنے والا ہوں تم اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے صلاح و مشورہ نہ کر لو۔ آپ جانتے تھے کہ میرے والدین جدائی کے لئے ہرگز حکم نہیں دے سکتے تھے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا "اے نبی اپنی ازواج سے کہہ دیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہیں الی قولہ اجراً عظیماً تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں تو میں نے کہا کیا اس معاملے میں میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔ عائشہ رض کہتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔

۴۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا۔

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا (آپ کے پاس رہیں یا چھوڑ دیں) مگر ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور ایسا کرنے سے کوئی طلاق واقع نہ ہوئی [1]

[1] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے خاوند کو اختیار کرے تو کوئی طلاق نہیں پڑے گا لیکن اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی الگ ہو جانا تو اس میں اختلاف ہے کہ ایک طلاق پڑتا ہے رجعی یا بائن یا تین طلاق پڑ جاتے ہیں ۱۲ منہ

۴۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوقٌ لَا أُبَالِي أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي

(از مسدد از یحییٰ از اسماعیل از عامر) مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عورت کو اختیار دینے کا مسئلہ معلوم کیا تو فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب بیبیوں کو اختیار دے دیا تھا، تو وہ اختیار طلاق تو نہیں تصور ہوتا مسروق کہتے ہیں اگر میں اپنی عورت کو ایک بار کیا سو بار اختیار دوں پھر وہ مجھے اختیار کرے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (طلاق نہیں واقع ہوگی)

بَاب ۲۷۹۔ إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَقَالَ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِّي بِفِرَاقِهِ۔

باب کوئی شوہر اپنی بیوی سے کہے میں نے تجھے الگ کردیا یا چھوڑ دیا یا تو اب خالی ہے یا الگ ہے یا اور کوئی ایسا لفظ کہے اور طلاق کی نیت ہو تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

ارشاد الٰہی ہے "انہیں اچھی طرح رخصت کردو"[1] (سورہ احزاب) نیز فرمایا "میں تمہیں اچھی طرح رخصت کردوں"[2] اسی طرح (سورہ بقرہ میں) فرمایا یا تو دستور کے مطابق روک لینا چاہیے یا عمدہ طریقے سے رخصت کردینا چاہیے، یہی مضمون (سورہ طلاق) میں بیان کیا گیا۔ اَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ کبھی یہ نہیں کہنے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فراق کرالوں۔

---

[1] تو رخصت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں رکھا۔ مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ صریح طلاق وہی ہے جس میں طلاق کا لفظ ہو یا اس کا مشتق مثلاً انت مطلقۃٌ یا طلقتك یا انت طالق یا علیك الطلاق باقی الفاظ جیسے فراق تسریح خلیہ بریہ وغیرہ ان سے طلاق جب ہی پڑے گا کہ خاوند کی نیت طلاق کی ہو کیونکہ ان الفاظ کے معنیٰ سوا طلاق کے اور بھی آئے ہیں سورۂ احزاب کی اس آیت میں یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا یہاں تسریح سے رخصت کرنا مراد ہے نہ طلاق دینا کیونکہ طلاق کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے اور غیر مدخولہ عورت ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے دوسرے طلاق کا محل کہاں ہے ۱۲ منہ [2] یہاں رخصت سے طلاق مراد ہو سکتا ہے اور دوسرے معنیٰ بھی مراد ہو سکتے ہیں پھر جو لفظ دو معنوں کا محتمل ہوا اس میں ایک معنیٰ کی تعیین بغیر نیت کے نہ ہوگی ۱۲ منہ [3] یہاں تسریح اور فارقوھن سے طلاق مراد نہیں ہے کیونکہ طلاق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۱۲ منہ [4] تو فراق اور تسریح دونوں کے دو دو معنیٰ ہوئے۔ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

باب ۲۷۹۱ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ وَقَالَ الْحَسَنُ نِیَّتُهٗ وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَیْسَ هٰذَا کَالَّذِیْ یُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِاَنَّهٗ لَا یُقَالُ لِلطَّعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَیُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِی الطَّلَاقِ ثَلٰثًا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ وَقَالَ اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ بِهٰذَا فَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا حَرُمَتْ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَكَ

باب اگر کوئی شخص بیوی سے کہے "تو مجھ پر حرام ہے"

حسن بصری رحمۃ اللہ کہتے ہیں اس کی نیت کے مطابق واقع ہوگا[1]۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کے بعد بیوی حرام ہو جاتی ہے تو حرمت طلاق اور فراق سے ثابت کرتے ہیں[2]، مگر یہ حرمت وہ نہیں جیسے کوئی شخص کسی کھانے کو حرام کرے[3] اس کی وجہ یہ ہے کہ حلال کھانے کو حرام نہیں کہہ سکتے اور مطلقہ کو حرام کہتے ہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے تین طلاق والی عورت کے لیے فرمایا کہ وہ سابقہ خاوند کے لیے حلال نہ رہے گی جب تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

لیث بن سعد نافع سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی (تو کیا سمجھا جائے گا؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے اگر ایک یا دو بار طلاق دیتا تو رجعت کر سکتا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا ہی حکم دیا لیکن چونکہ تو نے تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت تجھ پر قطعی حرام ہو گئی جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے[4]۔

۴۸۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد از ابومعاویہ از ہشام بن عروہ از والد ش) حضرت

---

[1] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ ایسا کہنے والے کی نیت اگر طلاق کی ہوگی تو طلاق پڑے گا اگر ظہار کی نیت ہوگی تو ظہار ہو جائے گا حنفیہ کہتے ہیں اگر ایک طلاق یا دو طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن پڑیگا اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ ایلا ہوگا امام سفیان ثوری اور اوزاعی نے کہا ایسا کہنے سے قسم کا کفارہ دے۔ بعضوں نے کہا کہ ظہار کا کفارہ دے مالکیہ کہتے ہیں ایسا کہنے سے تین طلاق پڑ جائیں گے بعضے کہتے ہیں ایسا کہنا لغو ہے اور اس میں کچھ لازم نہ آئے گا۔ غرض اس مسئلے میں قرطبی نے سلف سے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں ۱۲ منہ [2] مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ صرف حرام کہنے سے حرمت نہیں ہو سکتی جب تک طلاق کا لفظ نہ بولے یا طلاق کی نیت نہ کرے ۱۲ منہ [3] کیونکہ کھانے کو اپنے اوپر حرام کرنا محض لغو ہے وہ حرام نہ ہوگا ۱۲ منہ [4] پھر اس سے صحبت کر کے طلاق پائے اور عدت گزر جائے اور اس وقت تیرے لئے حلال ہوگی اس کو ابوالجہم علاء بن موسیٰ باہلی نے اپنی جزء میں وصل کیا ۱۲ منہ

اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَاَتَهٗ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ اِلٰى شَيْءٍ تُرِيْدُهٗ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ طَلَّقَهَا فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ وَاِنِّيْ تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَدَخَلَ بِيْ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ اِلَّا هَنَةً وَّاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّيْ اِلٰى شَيْءٍ اَفَاَحِلُّ لِزَوْجِي الْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا، اس کا عضو کپڑے کے پھندنے کے مثل تھا، عورت کو اس سے حسب خواہش لطف حاصل نہ ہوا، چنانچہ اس کے خاوند نے تھوڑے ہی دنوں اسے رکھ کر طلاق دے دی) وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی تو میں نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا وہ مجھ سے ہم بستری کرنے لگا تو اس کا عضو کپڑے کے پھندنے کی مثل تھا چنانچہ اس سے میرا مقصد پورا نہ ہو سکا تو میں اب پہلے شوہر کی طرف رجوع کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا پہلے خاوند کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ دوسرا شوہر تیری شیرینی (لذت جماع) نہ چکھے اور تو اس کی شیرینی نہ چکھے[۱]

بَاب ۲۷۹ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

۸۷۹۳ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِيْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ اِذَا امْرَاَتَهٗ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَّقَالَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

باب (ارشاد الٰہی) اے پیغمبر جو چیز اللہ تعالے نے تیرے لئے حلال کی اسے تو کیوں حرام کرتا ہے؟

(از حسن بن صباح از ربیع بن نافع از معاویہ از یحیٰی ابن ابی کثیر از یعلی بن حکیم از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر کوئی اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو ایسا کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ[۲] ہے۔

---

[۱] تو صرف حشفہ کا فرج میں غائب ہو جانا تحلیل کے لئے کافی ہے امام حسن بصری رح نے انزال کی بھی شرط رکھی ہے یہ حدیث لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ حقیقۃً حلال یا حرام ہوتی ہے جیسے اس حدیث میں ہے کہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

[۲] جب آپ نے اپنے اوپر ماریہ کو یا شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔ نسائی رح نے سعید بن جبیر رض سے یوں نکالا کہ ایک شخص نے ابن عباس رض سے پوچھا میں نے اپنی جورو کو اپنے اوپر حرام کر لیا انہوں نے کہا تو نے جھوٹ بولا وہ تجھ پر حرام نہیں ہے پھر یہ آیت پڑھی یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۱۲ منہ

۴۸۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِلَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ لِقَوْلِهِ شَرِبْتُ عَسَلًا

(از حسن بن محمد بن صباح از حجاج از ابن جریج از عطاء از عُبید بن عمیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش کے پاس ٹھیر جایا کرتے وہاں شہد پیا کرتے ہیں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ ہم دونوں میں جس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر (بدبودار گوند) کی بو آتی ہے، شائد آپ نے مغافیر[1] کھایا ہے، چنانچہ آپ دونوں میں سے کسی کے پاس تشریف لائے تو حسب مشورہ اس نے یہی کہا تو فرمایا میں تو زینبؓ کے پاس سے شہد پی کر آرہا ہوں اور اب نہ پیا کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اے ہمارے رسول جو شے ہم نے حلال کردی وہ آپ کیوں حرام کر رہے ہیں"

اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رض کو مخاطب کیا گیا ہے اور وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ میں حدیث سے یہی آپ کا فرمان مراد ہے کہ میں نے مغافیر نہیں کھایا شہد پیا ہے۔[2]

۴۸۸۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ

(از فروہ بن ابی المغراء از علی بن مسہر از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور حلوے[3] کو بہت پسند کرتے تھے، آپ کا معمول تھا جب آپ نماز عصر سے فارغ ہو کر کسی بیوی کے پاس لے جایا کرتے کچھ دیر ان میں سے کسی کے پاس بیٹھے رہتے، ایک بار جناب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور بہت

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑی نفرت تھی کہ آپ کے بدن پر یا کپڑے میں سے کوئی بُری بو آئے چونکہ آپ نہایت لطیف المزاج اور نفاست پسند تھے اور ہمیشہ خوشبو میں معطر رہتے تھے حضرت عائشہ رض اور حضرت حفصہ رض نے صلاح اس لئے کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متنفر ہو کر شہد پینا اور حضرت زینبؓ کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں۔ [2] یہ حدیث لا کر گویا امام بخاری نے ابن عباسؓ کے قول کو رد کیا جو کہتے ہیں کہ عورت کے حرام کرنے میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ انہوں نے اسی آیت سے دلیل لی تو امام بخاری نے بیان کر دیا کہ یہ آیت شہد کے حرام کر لینے میں اتری نہ عورت کے حرام کر لینے میں ۱۲ منہ [3] یہ حلوہ کھجور اور دودھ سے بنایا جاتا دوسری روایت میں ہے کہ مسلمان شیریں ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے ہمارے آقا جناب امام حسن رضی اللہ عنہ بھی شیرینی کو بہت پسند فرماتے تھے اور مجھ کو بھی شیرینی بہت پسند ہے ۱۲ منہ

فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكِ وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِّنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ

دیر تک قیام فرمایا مجھے اس پر بہت حسد[1] ہوا اور میں نے وجہ پوچھی تو[2] معلوم ہوا حفصہ رضی اللہ عنہا کی ہم قوم کسی عورت نے شہد بھیجا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس میں سے[3] پلایا یہ سنکر میں نے طے کر لیا میں بھی کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں گے تم کہنا آپ نے شائد مغافیر کھایا ہے آپ کہیں گے نہیں میں نے تو مغافیر نہیں کھایا تم یہ کہنا شائد اس شہد کی مکھی عرفوط کا درخت چوسا ہوگا (جس سے مغافیر بدبودار گوند نکلتا ہے) اور میں بھی آپ سے یہ کہوں گی، صفیہ[4]! تم بھی یہ کہنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سودہ رضؓ نے کہا یہ باتیں ہو رہی تھیں، اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دروازے پر آکھڑے ہوئے، اے عائشہ رضؓ! میں نے تمہارے حکم کے ڈر سے وہ بات کہہ دینا چاہی آنحضرتؐ جب میرے نزدیک آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا پھر یہ بدبو کیسی آرہی ہے آپؐ نے فرمایا حفصہؓ نے شہد کا ایک گھونٹ مجھے پلایا تھا، میں نے کہا شہد کی اس مکھی نے عرفط کا درخت چوسا[5] ہوگا۔

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں پھر آپؐ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی وہی کہا صفیہ رضؓ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی ایسا کہا دوسرے دن آپؐ حضرت حفصہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں آپؐ کو اور شہد پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا اب کوئی حاجت نہیں[6] حضرت عائشہ کہتی ہیں سودہؓ (چپکے سے) مجھ سے کہنے لگیں واللہ یہ تو ہم نے (حیلہ کیا) آپؐ کو

[1] جیسے سوت سے سوت کو ہوا کرتا ہے ۱۲ منہ [2] اپنی لونڈی کو بھیج کر کہا جا دیکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہؓ پاس کیا کر رہے ہیں ۱۲ منہ [3] اگلی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت زینبؓ کے پاس شہد پیا تھا ابن عباس کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت سودہؓ کے پاس سُدی نے نقل کیا کہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس اور راجح یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کے پاس آپ نے شہد پیا تھا اور صلاح حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے مل کر کی تھی اور آگے مذکور ہوگا کہ آنحضرتؐ کی بیبیوں میں دو ٹکڑیاں تھیں ایک ٹکڑی میں حضرت عائشہ رضؓ اور حفصہؓ اور سودہؓ اور صفیہؓ دوسری ٹکڑی میں حضرت زینبؓ اور ام سلمہؓ اور باقی بیبیاں ۱۲ منہ [4] تو اس کی بو شہد میں آگئی ۱۲ منہ [5] اب اتنے آدمی مل کر ایک ہی بات کہیں تو آدمی کو خواہ مخواہ وہم آ ہی جائے گا ۱۲ منہ [6] حضرت عائشہ رضؓ کا چلتر چل گیا ۱۲ منہ

لَقَدْ حَرَّمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي۔

شہد پینے سے روک دیا ہیں نے کہا (بہن!) چپ رہ۔

باب ۲۷۹۳ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوَى فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ ابْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَ

باب نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوسکتی۔

ارشاد الٰہی ہے اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو اور مباشرت سے پہلے ہی طلاق دے دو تو انہیں عدت کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ ان کے ساتھ سلوک کرکے اچھی طرح انہیں رخصت کر دو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ تعالے نے نکاح کے بعد طلاق کو رکھا ہے (اسے امام احمد بیہقی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے) حضرت علی اور سعید بن مسیب سے بھی یہی مروی ہے (عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں بیان کیا) عروہ بن زبیر سے بھی مروی ہے (جسے سعید بن منصور نے درج کیا ہے) ابوبکر بن عبدالرحمان اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بھی یہی مروی ہے (جسے یعقوب بن سفیان اور بیہقی نے درج کیا ہے) ابان بن عثمان اور امام زین العابدین سے شریح قاضی سے، سعید بن جبیر سے قاسم بن محمد و سالم بن عبداللہ بن عمر سے، طاؤس حسن بصری عکرمہ، طاؤس بن ابی رباح، عامر بن سعد جابر بن زید نافع بن جبیر و محمد بن کعب قرظی سے سلیمان بن یسار

۱ کہیں یہ بات کھل نہ جائے اور حفصہؓ تک پہنچ نہ جائے حضرت سودہؓ حالانکہ عمر میں حضرت عائشہؓ سے کہیں بڑی تھیں بلکہ بوڑھی تھیں مگر حضرت عائشہؓ سے ڈرتی رہتی تھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور محبت حضرت عائشہؓ پر بہت تھی ہر ایک بی بی حضرت عائشہؓ کے خلاف کرنے سے ڈرتی کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے خفا نہ کر دیں اس قسم کے چلتر سوکنوں میں ایک معمولی اور فطری ہوتے ہیں یہ کچھ گناہ کی قسم میں نہیں ہیں خصوصًا حضرت عائشہؓ کی حالت پر نظر کرتے ہوئے وہ تو بالکل کم سن اور نوجوان تھیں اور جوانی کی چہل کس میں نہیں ہوتی ۱۲ منہ ۲ اس کو غیلانیات میں نکالا ۱۲ منہ ۳ اس کو سعید بن منصورؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے نکالا ۱۲ منہ ۴ اس کو ابن ابی شیبہؒ سے نکالا ۱۲ منہ ۵ اس کو عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ ۶ اس کو بھی عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ ۷ اس کو اثرم نے نکالا ۱۲ منہ ۸ اس کو طبرانی نے اوسط میں نکالا عطاء سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے ۱۲ منہ ۹ اس سعید بن منصورؒ نے نکالا ۱۲ منہ ۱۰ ان کو ابن

سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ وَّمُجَاهِدٍ وَّالْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ وَّالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَا تَطْلُقُ۔

مجاہد، قاسم بن عبدالرحمان عمرو بن حرم اور شعبی سے بھی مروی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی[1]۔

باب ۲۷۹۴ اِذَا قَالَ لِامْرَاَتِهٖ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِيْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

باب اگر کوئی (ظالم کے ڈر سے) جبراً بیوی کو اپنی بہن کہہ دے تو کچھ نقصان نہیں (طلاق نہ ہوگی نہ ظہار نہ کفارہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت سارہؑ کو کہا یہ میری بہن ہے (یعنی اللہ کی راہ میں دینی بہن ہے[1])

باب ۲۷۹۵ الطَّلَاقِ فِي الْاِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى وَتَلَا الشَّعْبِيُّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَمَا لَا يَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ

باب زبردستی، جبراً، نشہ یا جنون میں طلاق دینا بھول کر طلاق دینا یا شرکیہ کلمہ کہنا، یا بھول کر شرکیہ کام کرنا۔ ارشاد نبوی ہے کہ تمام کام نیت سے صحیح ہوتے ہیں، اور ہر شخص کو وہی ملے گا جیسی نیت کرے[1] عامر شعبیؒ نے یہ آیت پڑھی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔
اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ وسواسی کا اقرار صحیح نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زانی کے اقرار پر اس سے فرمایا تو پاگل تو نہیں ہوگیا ہے[1]؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حمزہ رضؓ نے میری دو لوں اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ دئے ان کے

---

۱ اس کو سعید بن منصور نے نکالا ۱۲ منہ ۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ۱۲ منہ ۳ اس کو بھی ابن ابی شیبہؒ نے نکالا ۱۲ منہ ۴ جو مجمع تابعین میں ہیں اس کو ابی عبید نے نکالا ۱۲ منہ ۵ اس کو وکیع نے نکالا اپنی مصنف میں امام بخاری نے اس مقام پر دو صحابیوں اور تئیس تابعین کے اقوال بیان کئے جو اس امت کے بڑے فقیہ اور عالم گزرے ہیں یہاں سے امام بخاری کی وسعت علم معلوم ہوتی ہے کہ قطع نظر مرفوع حدیثوں کے امام بخاریؒ کو صحابہؓ اور تابعین اور فقہاء کے اقوال بھی بے حساب یاد تھے اتنے حافظے کا تو کوئی شخص اس امت اسلامیہ میں نظر نہیں آتا گویا وہ معجزہ تھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے امام بخاری کے بہت زمانہ بعد پھر حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے یہ بھی آنحضرتؐ کا ایک معجزہ تھے ان کے وسعت علم کی بھی کوئی انتہا نہ تھی ان کی حدیث کی معرفت بھی دریائے بے پایاں تھی دیکھئے ان سب اقوال کی تخریج کہاں کہاں سے ڈھونڈ کر حافظ صاحب ہی نے بیان کی ہے اور سیوطیؒ بھی حافظ حدیث تھے مگر ان میں حدیث کی پرکھ ایسی نہیں ہے جیسے حافظ صاحب میں تھی حافظ صاحب تنقید حدیث اور معرفت رجال میں بھی اپنا نظیر نہ رکھتے تھے جیسے احاطۂ حدیث میں اللّٰھم اجعلنا منھم ۱۲ منہ ۶ اگر کوئی یوں کہے میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے تو ۱۲ منہ ۷ یہ حدیث موصولاً اوپر گزر چکی ہے ابن بطال نے کہا اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اس شخص کا رد کریں جو اپنی جورو سے یوں خطاب کرنا میری بہن بُرا جانتا ہے لیکن عبدالرزاق نے روایت کیا کہ ایک شخص اپنی جورو سے کہہ رہا تھا میری بہن تو آنحضرتؐ نے اس کو جھڑکا اور اسی لئے بعضوں نے کہا اگر نیت ظہار کی ہو تو کفارہ لازم ہوگا ۱۲ منہ ۸ ان سب صورتوں میں طلاق نہیں پڑتا جیسے بھول چوک سے شرک کا کلمہ نکل جانے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا ۱۲ منہ

أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ أَبِكَ جُنُونٌ وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا بَدَا بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْئَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ

گوشت کے کباب بنائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملامت کرنا شروع کر دیا مگر جب حمزہ رضؓ کی آنکھیں مخمور نظر آئیں اور لال نظر آئیں اور حمزہ نے نشے میں ہی کہہ دیا کیا تم (معاذ اللہ) میرے باپ کے غلام نہیں ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ وہ بالکل نشے میں چور ہیں آپؐ وہاں سے نکل آئے ہم بھی آپؐ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے[۱]

حضرت عثمان کہتے ہیں مجنون اور مخمور کی طلاق بے کار ہے (ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) ابن عباسؓ کہتے ہیں نشے میں بدمست اور مجبور کردہ کی طلاق واقع نہ ہوگی (سعید منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا)۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر طلاق کا وسوسہ دل میں آئے (تو زبان پر لفظ آئے بغیر) طلاق واقع نہ ہوگی۔ عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں اگر کسی نے پہلے انت طالق کہا اس کے بعد شرط لگائی تو شرط کے مطابق طلاق پڑے گی[۲]۔

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا اگر ایک شوہر نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو اپنے گھر سے نکلی تو تجھے طلاق بائن ہے پھر وہ نکلی تو کیا حکم ہے ؟ انہوں نے کہا عورت پر طلاق بائن[۳] پڑ جائے گی اگر نہ نکلے تو کچھ نہ ہوگا[۴]۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں (اسے عبدالرزاق نے بیان کیا) اگر کوئی مرد یوں کہے میں ایسا ایسا

---

[۱] جب ان سے معمول چوک میں طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا گیا ۱۲ منہ [۲] یعنی طلاق نہیں پڑا اس کو ہناد نے اپنی فوائد صغیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ [۴] یہ قصہ موصولاً اوپر گزر چکا ہے تو آنحضرتؐ نے نشے کی حالت میں جناب حمزہ رضؓ کی گفتگو پر مواخذہ نہیں کیا ۱۲ منہ [۵] یہ کتاب الشروط میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۶] جیسے یوں کہے اگر تو گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق ہے یعنی تقدیم و تاخیر شرط دونوں کا ایک حکم ہے۔ جب شرط پائی جائے گی تو طلاق پڑے گا ۱۲ منہ

فَإِنْ سَمَّى أَجَلاً أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذَلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنْ قَالَ لاَ حَاجَةَ لِي فِيكِ نِيَّتُهُ وَطَلاَقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلاَثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِي بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلاَقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِي نِيَّتُهُ وَإِنْ نَوَى طَلاَقًا فَهُوَ مَا نَوَى وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلاَثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِيٌّ

نہ کروں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں، اس کے بعد یوں کہے جب میں نے یہ کہا تو ایک مدت معین کی نیت کی تھی (یعنی ایک سال یا دو سال میں یا ایک دن یا دو دن میں) اب اگر اس نے ایسی ہی نیت کی تھی تو اس کی تصدیق کریں گے۔[1] ابراہیم نخعی کہتے ہیں (اسے ابن ابی شیبہ نے درج کیا) اگر کوئی اپنی بیوی سے یوں کہے اب مجھے تیری ضرورت نہیں تو اس کی نیت پر مدار ہو گا[2] ابراہیم نخعی یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل زبان اپنی زبان میں طلاق کا ہم معنی لفظ استعمال کر سکتا ہے[3]۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے اگر تو حاملہ ہو جائے تو تجھ پر تین طلاقیں تو اس عورت کو ہر طہر میں ایک ہی طلاق ہو گی مگر حمل ظاہر ہو جانے پر وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے گی[4] امام حسن بصری کہتے ہیں اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے اپنے میکے میں چلی جا اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں طلاق تو مجبوری سے ضرورت کے وقت دیا جاتا ہے اور غلام آزاد کرنا تو اب اور رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ زہری کہتے ہیں[5] اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو میری بیوی نہیں ہے اور ارادہ طلاق کا کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی[6] حضرت علیؓ نے عمرؓ سے کہا آپ کو معلوم

---

[1] اگر طلاق کی نیت ہوگی تو طلاق پڑ جائے گا کیونکہ یہ کنایہ کا لفظ ہے اور کنایات میں طلاق جب ہی پڑتا ہے جب طلاق کی نیت ہو ۱۲ منہ [2] یعنی طلاق عربی لفظ ہے اگر دوسری زبانوں میں طلاق کی بجائے دوسرا لفظ مستعمل ہو تو اس لفظ سے بھی طلاق پڑ جائے گا مثلاً کوئی ہندی میں کوئی اپنی بی بی سے کہے جا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تجھ کو فارغ خطی دیدی بعضوں نے کہا دوسری زبانوں کے لفظوں سے اسی صورت میں پڑے گا جب طلاق کی نیت ہو اور اب تو اکثر مسلمانوں میں یہی عربی لفظ طلاق ایسا مشہور ہو گیا ہے جس کا معنی غیر ملک غیر زبان والے بھی سمجھتے ہیں مگر انگلستان کے مسلمان اگر ڈی وورس کہیں تو وہ بھی طلاق ہو گا [3] اس پر تین طلاق پڑ جائیں گے یہ جمہور کا قول ہے اور قاسم نے امام مالک سے یوں روایت کی کہ اگر تعلیق کے بعد ایک بار بھی صحبت کرے تو اس کو طلاق پڑ جائیں گے اس کو حمل ظاہر ہو یا نہ ہو [4] اس کو عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [5] کیونکہ یہ کنایہ کا لفظ ہے ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] ہوا یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حضرت عمرؓ پاس لیکر آئے اس کو زنا سے پیٹ رہ گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس وقت حضرت علیؓ نے یہ فرمایا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا یہ فتویٰ سن کر فرمایا لولا علی لھلک عمر اللہ اللہ حضرت عمرؓ کی بے نفسی اور حق پروری۔ ایک بار حضرت عمرؓ منبر پر خطبہ سنا رہے تھے اور گراں گراں مہر باندھنے سے منع کر رہے تھے ایک عورت نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی واٰتیتم احدھن قنطارًا فلا تاخذوا منہ شیئًا حضرت عمرؓ نے بر سر منبر فرمایا کہ عمرؓ سے بڑھ کر سب لوگ سمجھدار ہیں یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی۔ حق شناسی اور انصاف پروری حضرت عمرؓ سے سیکھے جاہل

وَكُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ

نہیں تین اشخاص مرفوع القلم ہیں ایک دیوانہ جبتک صاحب عقل نہ ہو جائے دوسرے بچہ جبتک بالغ نہ ہو جائے تیسرا سونے والا جبتک بیدار نہ ہو لے۔

۴۸۸۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از قتادہ از زرارہ بن اوفی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت اپنے دل میں جو بات کرے (وسوسہ آئے) تو اللہ نے اسے معاف کر دیا جب تک (ہاتھ پاؤں سے وہ کام) نہ کرے یا (زبان سے وہ) بات نہ نکالے۔ قتادہؒ کہتے ہیں اگر اپنی عورت کو دل میں طلاق دے (زبان سے نہ کہے) تو وہ بیکار ہے (طلاق نہ ہوگی)۔

۴۸۸۳ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُونٌ هَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

(از اصبغ از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگا میں نے زنا کیا ہے آپؐ نے یہ سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر اس طرف جا کر کہا جدھر آپؐ نے منہ پھیرا تھا، چار بار زنا کا اقرار کیا آپؐ نے اسے بلایا اور فرمایا تو دیوانہ تو نہیں ہے۔ اچھا یہ بتا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں (شادی شدہ ہوں) اس وقت آپؐ نے حکم دیا وہ عیدگاہ میں سنگسار کیا جائے، جب پتھروں کی مار اسے پڑنے لگی تو وہ بھاگا لیکن لوگوں نے اسے حرہ میں پکڑ لیا اور (اسے سنگسار سے) مار ڈالا۔

۴۸۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وسعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قبیلہ اسلم کا ایک شخص مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پکار کر کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ کمبخت نے زنا کیا آپؐ نے اس کی

---

[1] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ترمذی نے ابوہریرہؓ سے اس کو مرفوعاً روایت کیا معتوہ ہر ایک شخص کو کہیں گے جس کی عقل میں فتور ہو۔ بعضوں نے کہا معتوہ کم سمجھ جو کسی کو مار پیٹ نہ کرتا ہو اور مجنون جو مار پیٹ کرتا ہو۔ بعضوں نے کہا نابالغ اگر عاقل ہو تو اس کا طلاق صحیح ہوگا۔ سعید بن المسیب اور ابن عمرؓ سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یہیں سے نکالا کہ جب آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا تو دیوانہ تو نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اگر دیوانہ ہوتا تو اس کا اقرار قابل اعتبار نہ ہوتا اور جب اقرار قابل اعتبار نہ ہوا تو طلاق بھی اس کا صحیح نہ ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے تصرفات بھی ۱۲ منہ [4] یہ ماعز اسلمیؓ صحابی مرتبہ میں تمام اولیاء اللہ سے زیادہ تھے رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [5] مدینہ کی کالی پتھریلی زمین ۱۲ منہ

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ
فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْآخِرَ قَدْ
زَنَى يَعْنِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ
وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ
فَأَعْرَضَ فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى
نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ
بِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ وَكَانَ
قَدْ أُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي
مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ
قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى
بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ
حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ

طرف سے منہ پھیر لیا، وہ ادھر گیا جس طرف آپؐ نے منہ پھیر لیا تھا اور
پھر یہی کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ کمبخت نے زنا کیا آپؐ نے اس طرف سے
بھی منہ پھیر لیا، پھر وہ ادھر گیا جدھر آپؐ نے منہ پھیرا تھا اور یہی کہنے لگا
آپؐ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا وہ چوتھی بار ادھر بھی گیا اور یہی کہا جب
چار بار وہ زنا کا اقرار کر چکا تو آپؐ نے اسے پاس بلایا اور پوچھا تو
دیوانہ تو نہیں؟ وہ کہنے لگا نہیں، تب آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا اسے
سنگسار کر ڈالو، یہ شخص محصن (شادی شدہ تھا)۔

اسی سند سے زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے
ایک شخص نے بیان کیا اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا تھا وہ کہتے
تھے میں ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اسے سنگسار کیا، ہم
نے اسے مدینہ کی عیدگاہ میں سنگسار کیا، جب پتھروں کی چوٹ اسے
لگی تو بھاگا لیکن مقام حرہ میں ہم نے اسے پکڑ لیا وہاں اتنے زور
سے سنگساری کی کہ وہ مرگیا [1]

بَاب ۲۷۹۶ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى
وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا
آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَى قَوْلِهِ الظَّالِمُونَ
وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُونَ السُّلْطَانِ
وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُونَ عِقَاصِ

باب احکام خلع[2] اور خلع کی صورت میں طلاق کا طریقہ[3]

۔ ارشاد الٰہی "تم نے جو عورتوں کو دیا ہے پھر اس
میں سے کچھ نہ لو" تا ظالمون"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلع کو جائز قرار دیا
ہے[4]۔ اس میں بادشاہ یا قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں
حضرت عثمان رضؓ کہتے ہیں اگر بیوی اپنے مال (سارے)

[1] اللہ اللہ ماعزؓ کا صبر اور استقلال۔ ماعز کے زنا کی یہ سزا اپنی خوشی سے قبول کرنا ہماری ساٹھ عمر کی نیکیوں سے بڑھ کر ہے اس نے جان دینا گوارا کیا مگر آخرت کا عذاب پسند نہ کیا دوسری روایت میں ہے آنحضرتؐ نے جب اس کے بھاگنے کا حال سنا تو فرمایا تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرتا اللہ اس کی توبہ کو قبول فرما کر اس کا گناہ معاف کر دیتا۔ شافعیؒ کا یہی قول ہے کہ جب زنا اقرار سے ثابت ہوا ہو اور رجم کرتے وقت بھاگے تو فوراً اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اب اگر اقرار سے رجوع کرے تو حد ساقط ہو جائے گی ورنہ پھر حد لگائیں گے سبحان اللہ صحابہ کا کیا کہنا ان میں ہزاروں شخص ایسے موجود تھے جنہوں نے عمر بھر کبھی زنا نہیں کیا اور ایک ہمارا زمانہ ہے کہ ہزاروں میں کوئی ایک آدھ شخص نکلے گا جس نے کبھی زنا نہ کیا ہوگا۔ انجیل مقدس میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے سامنے ایک عورت کو لائے جس نے زنا کیا تھا اور آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا تم میں وہ اس کو سنگسار کرے جس نے خود زنا نہ کیا ہو یہ سنتے ہی سب آدمی جو اس کو لائے تھے شرمندہ ہو کر چل دیئے وہ عورت مسکین بیٹھی رہی آخر اس نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا اب میرے باب میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا نیک بخت تو بھی جا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو اللہ تعالیٰ نے تیرا قصور معاف کر دیا ۱۲ منہ [2] خلع اس کو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال اسباب روپیہ پیسہ یا مہر سب یا تھوڑا معاف کر کے خاوند کو فسخ نکاح پر راضی کر لے امام احمدؒ کے نزدیک خلع فسخ نکاح ہے اور شافعیؒ کے نزدیک طلاق ہے ۱۲ منہ [3] صرف خلع سے طلاق پڑ جائے گا یا طلاق کا لفظ کہنا ضروری ہے؟ ۱۲ منہ [4] جو رو خاوند کی مرضی سے ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا

رَأْسِهَا وَقَالَ طَاوُسٌ إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ لَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فِيمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُولَ لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ

کے عوض خلع کرے صرف سر کے بال باندھنے کا فاگر بینے دے تب بھی درست ہے[۱]۔ طاؤس کہتے ہیں إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ لَّا يُقِيمَا۔ کا یہ مطلب ہے کہ جب بیوی اور شوہر اپنے اپنے فرائض متعلقہ حسن معاشرت وصحبت ادا نہ کرسکیں[۲]۔ طاؤس نے ان بیوقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ خلع اسی وقت درست ہے جب عورت کہے[۳] میں جنابت سے غسل ہی نہیں کروں[۴] گی۔

۴۸۸۵۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَّا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِينٍ وَّلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً۔

(از ازہر بن جمیل از عبدالوہاب ثقفی از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی آنحضرتؐ کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ ثابت بن قیس کی دینداری اور اخلاق کی وجہ سے ناخوش نہیں ہوں[۵] مگر میں یہ نہیں چاہتی کہ مسلمان ہوکر خاوند کی ناشکری کے گناہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثابت نے جو باغ تجھے (مہر میں) دیا ہے کیا وہ تو اسے واپس دیتی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں واپس دیتی ہوں۔ تب آپؐ نے ثابت سے فرمایا اپنا باغ واپس لے لے اور اسے طلاق دے دے[۶]۔

۴۸۸۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهٰذَا وَقَالَ تَرُدِّينَ حَدِيقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهٗ يُطَلِّقْهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ

(از اسحاق واسطی از خالد از خالد حذاء) عکرمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی بہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پھر یہی واقعہ بیان کیا (جو اوپر گذرا) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ثابت کا باغ[۷] واپس دے دے گی؟ وہ کہنے لگی جی ہاں چنانچہ اس نے باغ واپس کر دیا اور آپؐ نے ثابت کو حکم دیا کہ اسے

---

[۱] اس کو ابوالقاسم بن سمروان نے امالی میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس وقت خلع درست ہے ۱۲ منہ [۳] بالکل خاوند کا کہنا نہ سنے ۱۲ منہ [۴] اب تو صحبت کیسے کرے گا۔ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا یہ ابن طاؤس کا قول ہے کہ ان بیوقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا انہوں نے اس کا رد کیا کہ خلع صرف اسی وقت درست ہے جب عورت مرد کا کہنا بالکل نہ سنے اور کسی طرح صلاح کی امید نہ ہو جیسے سعید بن منصور نے شعبی سے نکالا ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا میں تو تیری کوئی بات نہیں سننے کی نہ تیری قسم پوری کروں گی اس وقت شعبی نے کہا اگر عورت ایسی ناراض ہے تو اب خاوند کو جائز ہے اس سے کچھ لے لے اور اس کو چھوڑ دے ۱۲ منہ [۵] میرے اور اس کے مزاج میں موافقت نہیں ہے ۱۲ منہ [۶] یہ حکم آپ کا بطریق ایجاب کے نہ تھا بلکہ بطور صلاح خیر کے ۱۲ منہ [۷] جو اس نے تجھ کو مہر میں دیا ہے ۱۲ منہ

عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ طَلِّقْهَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَا أَعْتِبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ وَلَكِنِّي لَا أُطِيقُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ۔

طلاق دے دے۔ ابراہیم بن طہمان[1] نے خالد سے انہوں نے عکرمہؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے (مرسلاً) روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے ثابت سے فرمایا اسے طلاق دے دے ابن طہمان نے ابن ابی تمیمہ از عکرمہ از ابن عباسؓ (مسنداً) بھی روایت کیا اس میں یہ بھی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ میں ثابت کی دینداری اور اخلاقی حالت پر ناخوش نہیں لیکن میں اس کے ساتھ گذارہ نہیں[2] کرسکتی۔" آپؐ نے فرمایا آیا تو اس کا باغ واپس دینے پر رضامند ہے؟ بولی جی ہاں۔

۴۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ إِلَّا أَنِّي أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا۔

(از محمد بن عبداللہ بن مبارک مخرمی از قراد ابو نوح از جریر بن حازم از ایوب از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ میں ثابت کی دینداری اور اخلاق سے ناخوش نہیں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہیں خاوند کی ناشکری میں مبتلا نہ ہو جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا تو اس کا باغ واپس دے دے گی؟ وہ بولی جی ہاں آخر وہ باغ اس نے ثابت کو واپس دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو حکم دیا انہوں نے اسے علیحدہ کر دیا۔

۴۸۸۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

(از سلیمان از حماد از ایوب از عکرمہ) یہی واقعہ نقل کیا (مرسلاً[3])

---

[1] اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت نے اس کے ساتھ کوئی بدخلقی نہیں کی تھی نسائی کی روایت میں ہے کہ ثابت نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ ثابت بدصورت آدمی تھا اس وجہ سے جمیلہ کو اس سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ایک روایت میں ہے ثابت کی جورو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے ثابت کو دیکھا اور بہت آدمیوں کے ساتھ آرہے تھے سب سے زیادہ کالے سب سے زیادہ پست قد اور سب سے زیادہ بدرو اخیر تک ۱۲ منہ [3] ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ راویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے ایوب پر ابن طہمان نے اور جریر نے اس کو موصولاً نقل کیا ہے اور حماد نے مرسلاً۔ ایک روایت میں ہے کہ ثابت کی اس عورت کا نام حبیبہ بنت سہل تھا بزار نے روایت کیا کہ یہ پہلا خلع تھا اسلام میں ابن درید نے امالی میں نقل کیا کہ پہلا خلع عامر بن حارث بن ظرب کی بی بی کا تھا ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۷۹۷ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبِيْرًا

۴۸۸۹ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَاذَنُوْنِيْ اَنْ يَّنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ۔

باب بیوی خاوند میں نا اتفاقی، ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا۔

ارشاد باری ہے "اگر تم میاں بیوی کی نااتفاقی سے ڈرو تو ایک فیصل مرد کے خاندان سے ایک فیصل عورت کے خاندان سے مقرر کرو"۔

(از ابو الولید از لیث از ابن ابی ملیکہ) مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کر دیں لیکن میں اجازت نہیں[1] دیتا۔

بَابٌ ۲۷۹۸ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

باب کنیز کو فروخت کر دینے سے طلاق نہیں ہو[2] جاتی۔

(از اسماعیل بن عبد اللہ از مالک از ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن از قاسم بن محمد) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے شریعت کے تین مسئلے معلوم ہو[3] گئے۔ ایک تو یہ کہ وہ آزاد ہوئی تو اسے اختیار ملا (خاوند کے پاس رہے یا جدا ہو جائے) دوسرا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولا اسے ملے گی جو لونڈی یا غلام آزاد کرے۔ تیسرا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (میرے پاس) تشریف لائے دیکھا تو ہانڈی میں گوشت

---

[1] یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہ حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوئے تو وہ اس ارادے سے باز آئے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت نے جو حضرت علی کو دوسرے نکاح سے روکا تو اسی وجہ سے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ زہرہ میں نا اتفاقی کا ڈر تھا ۱۲ منہ

[2] جب تک خاوند طلاق نہ دے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے لیکن ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ سے منقول ہے کہ لونڈی کی بیع طلاق ہے تابعین میں سے سعید بن المسیب اور حسن اور مجاہد بھی اسی کے قائل ہیں۔ عروہ نے کہا طلاق خریدار کے اختیار میں رہے گا۔ اس باب میں جو حدیث امام بخاری نے بیان کی اس سے باب کا مطلب یوں نکلا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے بریرہ کو آزاد ہونے کے بعد اختیار دیا کہ اپنے خاوند کو رکھے یا اس سے جدا ہو جائے تو معلوم ہوا کہ لونڈی کا آزاد ہونا طلاق نہیں ہے ورنہ اختیار دینے کے کیا معنے ہوتے اور جب آزادی طلاق نہیں ہوتی تو بیع بھی طلاق نہ ہوگی آفرین ہے امام بخاری کی باریکی استنباط اور تفقہ پر اور تعجب ہے ابن تین سے جنہوں نے کہا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے ۱۲ منہ

[3] ام المومنین نے تین مسئلے وہ بتائے جو بنیادی ہیں۔ استخراج سے تو ایک بنیادی مسئلے سے صدہا مسائل نکلتے ہیں اس لئے علماء نے جو چار صد مسائل اس سے نکالے یا اس حدیث کی شرح میں مستقل کتب تالیف کی ہیں اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر انہیں فوقیت یا ترجیح نہ ہوگی۔ ہمارا ایمان ہے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تین مسائل سے استخراج کرتیں تو چار صد کیا چار ہزار مسائل بھی نکال سکتی تھیں۔ عبد الرزاق

وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ۔

ابل رہا ہے پھر آپ کے سامنے (کھانے کے لیے) روٹی رکھی گئی اور کچھ سالن (گوشت کے علاوہ) آپ نے فرمایا میں نے تو خود دیکھا ہانڈی میں گوشت ابل رہا ہے، عرض کیا گیا صحیح ہے مگر وہ گوشت بریرہ رض کو صدقے میں ملا ہے، آپ تو صدقہ کی چیز نہیں کھاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے لئے تھا، ہمارے لئے تو بریرہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تحفہ اور ہدیہ ہوگا۔

بَابٌ ۲۷۹۹ خِيَارُ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ۔

باب اگر کنیز کسی غلام کے نکاح میں ہو تو کنیز کو آزاد کرتے وقت اختیار دینا۔

۴۸۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ۔

(از ابوالولید از شعبہ وہمام از قتادہ از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کو دیکھا تھا، وہ بھی غلام ہی تھا۔

۴۸۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا۔

(از عبدالاعلی بن حماد از وہیب از ایوب از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر مغیث فلاں لوگوں کا تھا (یعنی مغیرہ کا) گویا میں اس وقت اسے دیکھ رہا ہوں وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتا جا رہا تھا۔

۴۸۹۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ

(از قتیبہ بن سعید از عبدالوہاب از ایوب از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بریرہ رض کا خاوند ایک کالا غلام

سلہ تازہ سالن کیوں نہیں لاتے ۱۲ منہ سلہ کیونکہ نکاح رضامندی کا سودا ہے اور لونڈی اپنے میں اس کو اپنے نفس پر اختیار نہ تھا ممکن ہے کہ مولی نے جس سے اس کا نکاح کر دیا ہو وہ اس کو پسند نہ کرتی ہو اس وجہ سے آزادی کے بعد اس کو اختیار دیا گیا اور بعضی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا مگر امام بخاری کے ترجمہ باب سے یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے اس کے غلام ہونے کو ترجیح دی ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ لونڈی کو یہ اختیار اسی وقت ہوگا جب اس کا خاوند غلام ہو اگر آزاد ہو تو یہ اختیار نہ ہوگا لیکن امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک لونڈی کو آزادی کے وقت ہر حال میں اختیار ہوگا خواہ اس کا خاوند غلام ہو یا آزاد ۱۲ منہ سلہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وہ اس کے پیچھے پیچھے روتا جاتا تھا یعنی بریرہ کی جدائی پر ۱۲ منہ سلہ ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تھی اس وقت اس کا خاوند ایک کالا غلام تھا اب اسود نے جو حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا تو یہ خلاف ہے دوسری روایتوں کے ابراہیم بن ابی طالب نے کہا اسود نے اس باب میں سب لوگوں کا خلاف کیا امام احمد نے کہا صرف اسود کے نزدیک یہ صحیح ہوا کہ بریرہ رض کا خاوند آزاد تھا لیکن ابن عباس رض وغیرہ دوسرے لوگوں سے بصحت منقول ہے کہ وہ غلام تھا اور مدینہ کے عالموں نے ایسا ہی نقل کیا ہے اور جب مدینہ کے عالم کوئی حدیث روایت کریں اور اس پر عمل کریں تو وہی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہوگی ۱۲ منہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ عَبْدًا لِبَنِي فُلَانٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَاءَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ۔

تھا مغیث کہتے تھے وہ غلام تھا فلاں لوگوں کا گویا میری نگاہیں اب تک اسے مدینے کی گلیوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے پھرتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔

باب ۲۸۰ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ رض کی سفارش کرنا (کہ بریرۃؓ اسے قبول کرے جدا نہ کرے)

۴۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ۔

(از محمد از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) ابن عباس رض سے مروی ہے کہ بریرہ رض کا خاوند غلام تھا اس کا نام مغیثؓ تھا گویا میں اسے اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہؓ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا گھوم رہا تھا، اس کے آنسو داڑھی پر بہہ رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر حضرت عباسؓ سے فرمایا عباس! تمہیں تعجب نہیں آتا دیکھو مغیثؓ کو بریرہؓ سے کیسی محبت ہے! اور بریرہؓ کو اس سے کیسی نفرت ہے! پھر آپؐ نے بریرہؓ سے فرمایا تو مغیث کے پاس رہ جائے تو اچھا ہے۔ بریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ یہ حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (یہ حکم نہیں) میں بطور سفارش کہتا ہوں، چنانچہ بریرہؓ نے کہا مجھے مغیث کے پاس رہنے کی خواہش نہیں

باب ۲۸۰۱

باب

۴۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَبَى مَوَالِيهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ إِنَّ هَذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

(از عبداللہ بن رجاء از شعبہ از حکم از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہؓ کو خریدنا چاہا تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچیں گے کہ بریرہ رض کا ترکہ ہم لیں گے حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا تو خرید کر اسے آزاد کر دے ترکہ تو اسی کو ملے گا جو لونڈی یا غلام کو آزاد کرے۔ ایک بار آپؐ کے پاس گوشت لایا گیا کسی نے عرض کیا یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رض کو بطور خیرات ملا ہے (آپؐ نہ کھائیے) آپؐ نے فرمایا بریرہؓ کو خیرات میں ملا ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

۴۸۹۶ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا ـ

(از آدم از شعبہ) یہی روایت نقل کی ہے، اتنے زیادہ الفاظ ہیں کہ بریرہ رضؓ کو خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا ـ

بَاب ۲۸۰۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ـ

باب ارشادِ الٰہیٰ مشرک عورتیں جب تک مسلمان نہ ہوں ان سے نکاح نہ کرو، مسلمان لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ مشرک عورت حسین وجمیل ہونے کی وجہ سے تمہیں پسند ہو[1]"۔

۴۸۹۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَآ اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْبَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ

(از قتیبہ از لیث) نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب یہ مسئلہ دریافت کیا جاتا آیا نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح جائز ہے؟ تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتوں سے نکاح کرنا حرام ٹھہرایا ہے اور اس سے زیادہ اور کیا شرک ہوگا کہ کوئی عورت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا خدا کہے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے ایک بندے ہیں[2]۔

بَاب ۲۸۰۳ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ ـ

باب اگر مشرک عورتیں مسلمان ہو جائیں تو ان کے نکاح اور عدت کا بیان[3]

۴۸۹۸ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ اَهْلِ حَرْبٍ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو دو طرح کے مشرکین سے سابقہ تھا ایک تو ان مشرکوں سے جن سے ان کی لڑائی تھی۔ ان سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرتے اور وہ آپ سے جنگ کرتے دوسرے، ان مشرکوں سے جن سے عہد وپیمان ہوا تھا نہ وہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] بریرہ کے مالک اگر اس کے خلاف شرط کریں تو لغو ہوگی ۱۲ منہ [2] اگرچہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں مگر حق تعالیٰ نے ان عورتوں سے نکاح جائز رکھا ہے فرمایا والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم تو وہ خاص کرلی گئی ہیں اس آیت کو بعضوں نے کہا مشرک سے یہاں بت پرست اور مجوسی مراد ہیں یہ ابن منذر نے نقل کیا یہ آیت اس وقت اتری حبیب مرثد نے عناق نامی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا وہ مشرک تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھا ۱۲ منہ [3] یہ خاص ابن عمرؓ کی رائے تھی دوسرے سلف نے ان کا خلاف کیا ہے شاید ابن عمرؓ سورۂ مائدہ کی اس آیت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم کو منسوخ سمجھے ہوں ابن عباسؓ نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے اور ابن عمرؓ کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح درست نہیں اور امام بخاری کا بھی میلان ابن عمرؓ کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے عطاء نے کہا یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح نادرست ہے اور بہت سے صحابہؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل کتاب عورتوں سے نکاح کیا ۱۲ منہ [4] اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جو عورت دار الحرب سے مسلمان ہو کر دار الاسلام میں ہجرت کرے اس کو تین حیض تک یا وضع حمل تک اگر حاملہ ہو عدت کرنا چاہیے اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ہجرت کرتے ہی وہ اپنے کافر خاوند سے جدا ہو گئی اب عدت کی ضرورت نہیں ہے ۱۲ منہ

يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُونَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ عَهْدٍ مِثْلَ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِّلْمُشْرِكِينَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ۔

علیہ وسلم سے لڑتے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لڑتے۔

جن مشرکوں سے لڑائی تھی، ان کی اگر کوئی عورت بھاگ کر دارالاسلام میں چلی آتی تو جب تک اُسے تین حیض نہ آ لیتے کوئی شخص اسے پیغام نکاح نہ دیتا۔ البتہ جب حیض سے پاک ہو لیتی اس وقت اس سے نکاح کرنا درست ہوتا لیکن اگر ابھی تک اس عورت نے (کسی مسلمان سے) نکاح نہ کیا ہوا ور لتنے میں اس کا خاوند بھی (مسلمان ہو کر) آجائے تو وہ اسی کی عورت تصور کی جاتی۔

اگر ان مشرکوں کا کوئی غلام یا لونڈی بھاگ آئے جن سے لڑائی تھی تو وہ آزاد سمجھا جاتا اور دوسرے (آزاد) مہاجرین کے برابر ہوتا۔

بعد ازاں عطاء نے ان مشرکوں کا حال جن سے عہد و پیمان تھا مجاہد کی طرح بیان کیا یعنی اگر ان مشرکوں کا کوئی غلام لونڈی بھاگ آتا تو مشرکوں کے حوالے نہ کیا جاتا البتہ ان کی قیمت مشرکوں کو دے دی جاتی۔

(اسی اسناد سے) عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قُرَیبہ بنت ابو امیہ (ام المومنین ام سلمہؓ کی بہن) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی انہوں نے اسے طلاق دیدی تو معاویہ بن سفیان نے اس سے نکاح کر لیا اور ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی عیاض بن غنم کے نکاح میں تھی انہوں نے اُسے طلاق دے دی تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا۔[1]

بَاب ۲۸۰۴ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ

وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ

باب اگر مشرکہ یا نصرانی (یا یہودی) عورت جو ذمی یا حربی کافر کے نکاح میں ہو مسلمان ہو جائے

عبدالوارث بن سعید بحوالہ خالد حذاء از عکرمہ از ابن عباسؓ رض روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] یہ دونوں عورتیں کافرہ تھیں مگر ان کو طلاق دیدیا گیا اور جب طلاق دیا گیا تو انہوں نے عدت بھی کی ہوگی لہٰذا باب کا مطلب نکل آیا بعضوں نے کہا قُرَیْبَہ مسلمان ہو گئی تھی بعضوں نے کہا قریبہ دو تھیں ایک تو وہ جو مسلمان ہو کر ہجرت کر آئی تھی ایک وہ جو کافر رہی تھی اور یہاں مراد دوسری قریبہ ہے اب مکہ کے کافروں سے گو عہد تھا کہ ان کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر آ جائے تو وہ واپس کر دیا جائیگا مگر یہ عہد خاص تھا مردوں کے لئے بعضوں نے کہا عہد کا یہ جزو اس آیت سے منسوخ ہو گیا تھا فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ
حَرُمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ
عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ
ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ
امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ
بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَصَدَاقٍ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ
يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللهُ تَعَالَى لَا هُنَّ
حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ
وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي
مَجُوسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلَى
نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا
صَاحِبَهُ وَأَبَى الْآخَرُ بَانَتْ
لَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا وَقَالَ ابْنُ
جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ امْرَأَةٌ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ جَاءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ
أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ
تَعَالَى وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا قَالَ
لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ
الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ

جب نصرانی عورت اپنے خاوند سے ایک گھنٹہ پہلے بھی مسلمان ہوجائے تو وہ اپنے خاوند پر حرام ہوجائے گی[1]۔ داؤد بن ابی نصرت ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عطاء بن ابی رباح سے دریافت کیا گیا اگر ذمی کافر کی عورت مسلمان ہوجائے پھر ابھی اس عورت کی عدت باقی ہو کہ اس کا خاوند مسلمان ہوجائے کیا وہ اس کی عورت رہے گی۔؟ انہوں نے کہا نہیں، ہاں اگر عورت چاہے تو نیا نکاح نیا مہر مقرر کرکے اس کی عورت بن سکتی ہے۔

مجاہد بن جبر (تابعی) کہتے ہیں اگر عورت بھی عدت میں ہو اور خاوند مسلمان ہوجائے تو وہ اسکی عورت رہے گی۔

(اللہ تعالیٰ (سورہ ممتحنہ میں) فرماتے ہیں نہ عورتیں (جو مسلمان ہوگئیں) کافروں کے لئے حلال ہیں نہ وہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں[2]۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ کہتے ہیں اگر پارسی بیوی خاوند دونوں (اکھٹے) مسلمان ہوجائیں تو دونوں کا نکاح باقی رہے گا اگر ایک دوسرے سے پہلے مسلمان ہوجائیں اور دوسرا اسلام لانے سے انکار کرے تو عورت مرد میں جدائی ہوجائے گی[3]

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا اگر مشرکوں میں سے ایک عورت مسلمانوں کے پاس

---

[1] یعنی بمجرد اسلام کے نکاح فسخ ہوجائے گا اگرچہ ایک گھڑی کا تقدم اور تاخر ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے اور امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے لیکن غیر مقلدوں کا قول ہے کہ عدت پوری ہونے تک نکاح فسخ نہ ہوگا اگر عدت کے اندر خاوند بھی مسلمان ہوجائے تو نکاح باقی رہے گا امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل نے اسی کو اختیار کیا ہے [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] بظاہر امام بخاری نے یہ حدیث لاکر عطاء کے قول کی تائید کی کہ عورت کے اسلام لاتے ہی وہ اپنے خاوند سے جدا ہوگئی لیکن اوپر ابن عباسؓ کا قول گزر چکا ہے کہ عورت کو نکاح کا پیغام نہ دیا جائے جب تک حیض نہ آئے اور اس سے پاک نہ ہو اس سے یہ نکلتا ہے کہ عدت گزرنے تک اگر اس کا خاوند مسلمان ہوجائے تو وہ اسی کی جورو رہے گی ۱۲ منہ [5] البتہ اگر دونوں

فِی صُلْحِ بَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بَیْنَ قُرَیْشٍ ۔

چلی آئے تو کیا اس کا خاوند نکاح کے اخراجات ادا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ سورہ ممتحنہ میں فرماتے ہیں کافروں نے جو نکاح میں خرچ کیا وہ دے دو انہوں نے کہا نہیں کیونکہ آنحضرت سے اور ان مشرکوں سے ایسا اقرار ہوا تھا مجاہد کہتے ہیں یہ سب اس صلح میں تھا جو آنحضرت اور کفار قریش میں ہوئی تھی۔

۴۸۹۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ وَقَالَ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَہْبٍ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا ہَاجَرْنَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْتَحِنُہُنَّ بِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُہٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْہُنَّ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَنْ اَقَرَّ بِہٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَۃِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِکَ مِنْ قَوْلِہِنَّ قَالَ لَہُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَایَعْتُکُنَّ لَا وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَ امْرَاَۃٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّہٗ بَایَعَہُنَّ بِالْکَلَامِ وَاللّٰہِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النِّسَاءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَہُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَیْہِنَّ قَدْ بَایَعْتُکُنَّ کَلَامًا ۔

(از ابن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب)

(از ابراہیم بن منذر از عبداللہ بن وہب از یونس از ابن شہاب) عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کافروں کی عورتیں جو مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینے میں) چلی آتی تھیں، آپ ان کا امتحان لیتے تھے[1] بموجب حکم الہیٰ "اے ایمان والو جب کافر عورتیں مسلمان ہو کر اپنا ملک چھوڑ کر تمہارے پاس آجائیں تو ان کا امتحان لو آخر آیت تک۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر جو عورت ان شرائط آیت کو قبول کرتی وہ امتحان میں پوری اترتی، جب وہ عورتیں ان شرائط کے پورا کر لے کا اقرار کر لیتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اچھا جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی، خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت سے نہ لگتا، صرف زبان سے ان سے بیعت لیتے، بخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے ان باتوں کا عہد جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا بس اسی طرح لے لیا یعنی زبان سے ان کا اقرار کرا لیا۔ بعد ازاں آپ بھی زبان سے فرما دیتے میں نے تم سے بیعت لے لی[2]"

[1] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] کہ ایمان کے شوق سے نکلی ہیں یا اور کسی نیت سے ۱۲ منہ [3] بس عورتوں سے یہی بیعت ہے کہ زبان سے ان سے توبہ کرائے اور جن جاہل فقیروں نے عورتوں سے مرید کرتے وقت ہاتھ ملانا اختیار کیا ہے وہ خلاف شرع فعل کے مرتکب ہوئے ۱۲ منہ

باب ۲۸۰۵ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اِلٰى قَوْلِهٖ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَآؤُا رَجَعُوْا۔

باب ارشاد الٰہی "جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مدت مقرر ہے" آخر آیت تک فَاؤُا کا معنی رجوع کرلیں (یعنی قسم چھوڑ کر صحبت کرلیں)

۴۹۰۰ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ اٰلٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ۔

(از اسماعیل بن ابی اویس از برادرش از سلیمان از حمید طویل) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کیا (قسم کھائی ایک ماہ بیویوں کے پاس نہ جاؤں گا) آپؐ کے پاؤں میں کوئی چوٹ آگئی تھی تو آپؐ انتیس راتوں تک ایک بالاخانے میں بیٹھے رہے، بعد ازاں اتر آئے (بیویوں کے پاس تشریف لے گئے) انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی آپؐ نے فرمایا "مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے"۔

۴۹۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاِيْلَآءِ الَّذِيْ سَمَّى اللهُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّآ اَنْ يُّمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَآ اَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ لِيْ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمٰنَ وَعَلِيٍّ وَّاَبِي الدَّرْدَآءِ وَعَآئِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از قتیبہ از لیث از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے اس ایلاء میں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے ہر شخص کو مدت گزرنے کے بعد (سوائے دو باتوں کے) اور کچھ درست نہیں، یا تو حسب دستور اپنی عورت کو گھر میں رہنے دے، یا طلاق دے دے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم[1] دیا۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بحوالہ امام مالک از نافع از ابن عمرؓ بیان کیا جب چار ماہ گذر جائیں[2] تو مرد کو مجبور کریں گے یا تو قسم سے رجوع کرے (صحبت کرے) یا طلاق دے۔ اور جب تک خاوند طلاق نہ دے[3]، عورت پر طلاق نہیں پڑتی حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو الدرداء، رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بارہ دیگر صحابہؓ سے ایسا ہی منقول ہے[4]۔

---

[1] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ ایلاء کی مدت یعنی چار مہینے پورا ہونے سے کہیں گے یا تو صحبت کر یا طلاق دے اگر خاوند نہ سنے تو قاضی خاوند جورو کو جدا کر دیگا۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر چار مہینے تک قربت نہ کرے تو خود بخود عورت پر طلاق بائن پڑ جائیگا حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور زید بن ثابتؓ سے ایسا ہی منقول ہے بعضوں نے کہا طلاق رجعی پڑ جاتا ہے اور عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے بعضوں نے کہا چار مہینے گزرنے پر طلاق پڑ جاتا ہے اور عورت پر عدت لازم نہیں ۱۲ منہ [2] اور مرد صحبت نہ کرے ۱۲ منہ [3] یا قاضی خاوند کی طرف سے طلاق کا حکم نہ دے ۱۲ منہ [4] حضرت عثمانؓ کا قول شافعی اور ابن ابی شیبہ نے اور علیؓ کا بھی شافعی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابو الدرداء کا اسمٰعیل قاضی اور ابن ابی شیبہ نے اور حضرت عائشہؓ کا سعید بن منصور نے وصل کیا اور بارہ صحابیوں کا قول امام بخاری نے تاریخ میں ثابت بن عبید سے روایت کیا امام مالک (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

باب ۲۸۰۶ حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُودٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَنْ فُلَانٍ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوا بِاللُّقَطَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُودِ۔

باب جو شخص گم ہو جائے اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہوگا۔ سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں اگر کوئی شخص میدان جنگ میں سے کھو جائے تو اس کی بیوی ایک سال تک انتظار کرے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کسی شخص سے خریدی۔ پھر اس کے مالک کو (قیمت دینے کے لئے) ایک سال ڈھونڈھتے رہے (وہ غائب ہو گیا تھا) سال بھر کی تلاش کے بعد قیمت کے روپوں میں سے ایک ایک دو دو روپے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شروع کئے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے یا اللہ یہ خیرات فلاں کی طرف سے قبول کر اگر وہ آجائے گا تو خیرات کا ثواب میرا ہے میں اس کا روپیہ ادا کروں گا۔ ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پڑی ہوئی چیز پاؤ تو اس میں بھی ایسا ہی کرو۔ ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں اگر کوئی شخص کافروں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے اور اس کا پتہ نہ لگے تو اسکی عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی نہ اسکا مال وارثوں میں تقسیم ہو سکتا ہے جب اس کی خبر سے بالکل مایوس ہو جائے تو اس کا حکم مفقود کی طرح ہوگا۔

۴۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از یحییٰ بن سعید از یزید مولی منبعث) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گم شدہ بکری کے متعلق مسئلہ دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اسے پکڑ لے وہ یا تیری ہوگی یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی ہوگی (کوئی نہ پکڑے تو بھیڑیا کھائے گا) پھر گم شدہ اونٹ کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ غصے ہو گئے آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے فرمانے لگے کیا مقصد؟ اس کی کیا فکر ہے؟ اس کا

بقیہ صفحہ سابقہ) اور امام شافعی اور امام احمد نے اسی کو اختیار کیا لیکن حنفیہ دوسری روایت سے حجت لیتے ہیں جس کو ابن ابی شیبہ نے ابن عباس اور ابن عمرؓ سے نکالا۔ ان دونوں نے کہا جب ایلا میں چار مہینے گزر جائیں اور خاوند اپنی قسم سے رجوع نہ کرے تو عورت پر ایک طلاق بائن پڑے گی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) لے اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ نہ اس کی نعش ملے نہ اس کی خبر معلوم ہو ۱۲ منہ ۳ اس کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے امام مالک کا یہی قول ہے ۱۲ منہ ۴ اس کو سفیان ابن عیینہ نے جامع میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وصل کیا ۱۲ منہ ۵ اس کو سعید بن منصور نے نکالا ۶ پہچاننے کے بعد جب اس کا مالک نہ ملے ۷ اس

وَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيَانُ وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَحْيٰى وَيَقُولُ رَبِيعَةُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ لَهُ۔

موزہ اور مشکیزہ اس کے پاس ہے وہ خود گھوم کر کھانا پانی حاصل کر سکتا ہے، اس کا مالک اس کو تلاش کر لے گا آنحضرتؐ سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کا سربند ھن اور تھیلا پہچان رکھ اور سال بھر لوگوں سے دریافت کرتا رہ اگر پہچاننے والا کوئی آئے (تو اسے دے دے) ورنہ اپنے مال میں شامل کر لے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میری ربیعہ بن ابی عبدالرحمان سے ملاقات ہوئی مجھے ان سے سوائے اس کے اور کوئی حدیث نہیں ملی میں نے ان سے پوچھا یزید کی حدیث گم شدہ چیز کے متعلق جو روایت کی جاتی ہے آیا وہ زید بن خالد (صحابی) سے مروی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں[1] سفیان کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ کہا تھا کہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمان اس حدیث کو بحوالہ یزید از زید بن خالد موصولاً روایت کرتے ہیں اسی وجہ سے میں نے ربیعہ سے ملاقات کی[2] اور دریافت کیا۔

بَابُ ۲۸۰ الظِّهَارِ

باب ظہار کا بیان۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا إِلٰى قَوْلِهِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَقَالَ لِي إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءٌ وَّعِكْرِمَةُ إِنْ

ارشاد الٰہی اللہ نے اس عورت کا کہنا سن لیا جو اپنے خاوند کے مقدمے میں آپؐ سے جھگڑا کرتی تھی[3] امام بخاری کہتے ہیں مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بحوالہ امام مالکؒ بیان کیا کہ ابن شہاب سے کسی نے پوچھا اگر غلام ظہار کرے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کا بھی وہی حکم ہے جو آزاد کے ظہار کا ہے مگر غلام کفارے میں صرف دو مہینے کے روزے رکھے[4] حسن بن حر کہتے ہیں کہ آزاد اور غلام اگر آزاد عورت یا لونڈی سے ظہار کرے تو ایک ہی حکم ہے[5] عکرمہؒ کہتے ہیں اگر مرد اپنی لونڈی سے ظہار کرے

[1] یعنی یزید نے اس کو زید بن خالد سے سُنا ہے تو حدیث موصول ہوگئی مرسل نہ رہی ۱۲ منہ [2] ورنہ سفیان ربیعہ سے ملنا یا ان سے حدیث روایت کرنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ وہ اصحاب الرائے میں سے تھے اور محدثین ہمیشہ ایسے لوگوں سے بھاگتے رہے نص ہوتے ہوئے رائے کو دخل دینا اور اس پر عمل کرنا نص کو چھوڑ دینا حقیقت میں بڑی کج بختی کی بات ہے ۱۲ منہ [3] یعنی مرد کا عورت کو یوں کہنا تو مجھ پر میری ماں یا بہن کی طرح ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ غلام کو بردہ آزاد کرنا یا کھانا کھلانا ممکن نہیں ہوتا ۱۲ منہ [5] اس کو طحاوی نے کتاب اختلاف العلماء میں وصل کیا

ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ[1]
إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ وَ
فِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوا أَيْ فِيمَا
قَالُوا وَفِي بَعْضِ مَا قَالُوا وَهٰذَا
أَوْلَى لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ
وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ظہار آزاد عورت سے ہوتا ہے[1] عربی زبان میں لِمَا قَالُوا بمعنی فِيمَا قَالُوا بھی آتا ہے۔ تو معنی یہ ہوگا کہ پھر اس عورت کو رکھنا چاہیں اور کلمۂ ظہار کو باطل کرنا چاہیں، یہ ترجمہ[2] بہتر ہے کیونکہ ظہار کو اللہ نے منکر اور زور یعنی جھوٹ قرار دیا ہے تو اس کے اعادہ کے لیے کیسے کہہ سکتے ہیں۔

بَابُ ۲۸۰۸ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّي فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ

باب اشارہ سے طلاق وغیرہ[3] دینا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنسو بہانے پر عذاب نہ دیں گے اپنی زبان کی طرف اشارہ[4] کرتے ہوئے ارشاد ہوا اس پر عذاب ہوگا۔

کعب بن مالک رضؓ نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اشارے سے فرمایا (آدھا قرض معاف کردے) آدھا لے لے۔[5]

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نمازِ کسوف پڑھ رہے تھے میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے جو نماز میں تھیں پوچھا لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے سورج کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا یہ بھی کوئی آیت الٰہی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کرکے بتایا ہاں[6]۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت نے اپنے ہاتھ

---

[1] باقی علماء کے نزدیک لونڈی سے بھی ظہار ہو سکتا ہے حنفیہ اور شافعیہ یہ کہتے ہیں مِنْ نِّسَآئِهِمْ سے آزاد عورتیں مراد ہیں ۱۲ منہ [2] جو امام داؤد ظاہری نے کیا ہے کہ ظہار کا کلمہ دوبارہ زبان سے نکالتے ہیں وہ کہتے ہیں جب تک ظہار کا کلمہ دوبارہ زبان سے نہ نکالے تو کفارہ لازم نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس باب میں وہ حدیثیں بیان کیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ جس اشارے سے مطلب سمجھا دے تو وہ بولنے کی طرح ہے اگر گونگا شخص یک انگلی اٹھا کر طلاق کا اشارہ کرے تو طلاق پڑ جائے گا ۱۲ منہ [4] یعنی زبان سے کفر اور ناشکری کے کلمے نکالنے پر اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت نے زبان کی طرف اشارہ کرکے گویا زبان سے یہ لفظ فرمایا کہ اللہ زبان پر عذاب کریگا تو اشارہ جب سمجھا دے تو اس کا حکم زبان سے بولنے کی طرح ہوگا تمام عقود جیسے بیع اور شراء وغیرہ میں بھی اشارہ بجائے ایجاب و قبول کے کافی سمجھا جائے گا ۱۲ منہ [5] یہ حدیث کتاب الملازمۃ میں اوپر موصولاً گزر چکی ہے [6] یہ حدیث کتاب الکسوف میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَحَدٌ مِّنْكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا۔

سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کیا اور ابن عباسؓ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا (رمی کر لے) کچھ مضائقہ نہیں۔

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے جو احرام باندھے ہوئے تھے فرمایا تم میں سے کسی نے اس جانور کے شکار کرنے کا حکم دیا یا اسکی طرف اشارہ کیا؟ انہوں نے کہا نہیں[1]۔ آپؐ نے فرمایا تو کھا لو[2]۔

۴۹۰۳۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيرِهِ وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ۔

عبداللہ بن محمد از ابو عامر عبدالملک بن عمرو از ابراہیم از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار رہ کر طواف کیا جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اشارہ کرتے اور اللہ اکبر[3] کہتے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج ماجوج کے دروازے اس طرح کھل گئے ہیں آپؐ نے انگلیوں کو جوڑ کر نوے کا اشارہ کیا۔

۴۹۰۴۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُّصَلِّي فَسَأَلَ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ أَنْمُلَتَهُ عَلَى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصَرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

(از مسدد از بشر بن مفضل از سلمہ بن علقمہ از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو مسلمان کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ سے طلب کرے تو اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے، یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنی انگلیوں کے پورو ے درمیانی اور چھنگلیا انگلی پر رکھے ہم اس کا مطلب یہ سمجھے کہ وہ گھڑی تھوڑی دیر رہتی ہے[4]

عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی کہتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم

[1] بلکہ ابو قتادہ نے اپنے آپ دیکھ کر شکار کیا ۱۲ منہ [2] ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اشارہ بھی بولنے کی طرح ہے جب مخاطب اس کا مطلب سمجھ جائے۔ ۱۲ منہ [3] ایک بزرگ سے منقول ہے میں نے آنحضرتؐ کی سب سنتوں کو ادا کیا کم سے کم بعض سنت کو ایک ہی بار ادا کیا لیکن اونٹ پر سوار رہ کر طواف کرنے کا مجھ کو موقع نہ مل سکا۔ ۱۲ منہ [4] اس ساعت کی تعیین میں چالیس پر کئی قول ہیں بعضوں نے کہا بیچ کی انگلی پر رکھنے سے یہ بتلایا کہ یہ ساعت دن کے بیچ میں ہے اور چھنگلیا پر رکھ کر یہ بتلایا کہ کبھی

ابن سعد عن شعبة بن الحجاج عن هشام بن زيد عن انس بن مالك قال عدا يهودي في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على جارية فاخذ اوضاحا كانت عليها ورضخ راسها فاتى بها اهلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي في اخر رمق وقد اصمتت فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتلك فلان لغير الذي قتلها فاشارت براسها ان لا قال فقال لرجل اخر غير الذي قتلها فاشارت ان لا فقال ففلان لقاتلها فاشارت ان نعم فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرضخ راسه بين حجرين۔

ابن سعد نے بحوالہ شعبہ بن حجاج از ہشام بن زید از انس بن مالک بیان کیا کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی پر ستم کیا اس کا زیور اتار لیا اور اس کا سر پتھر سے کچل ڈالا، اس لڑکی کے گھر والے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے، اس میں ایک رمق جان باقی تھی، زبان بند ہو گئی تھی[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا تمہیں کس نے مارا؟ فلاں یہودی نے تو نہیں مارا؟ اس نے اشارے سے کہا نہیں۔ پھر آپؐ نے اس یہودی کا نام لیا جس نے مارا تھا، اس نے اشارے سے کہا ہاں۔ (یعنی وہی قاتل ہے) چنانچہ اس وقت آپؐ نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا گیا۔

۴۹۰۵۔ حدثنا قبيصة قال حدثنا سفيان عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول الفتنة من هنا و اشار الى المشرق۔

(از قبیصہ از سفیان از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے (آخر زمانے میں) فتنہ (اور فساد) اس طرف سے اُٹھے گا، یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا

۴۹۰۶۔ حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا جرير بن عبد الحميد عن ابي اسحق الشيباني عن عبد الله بن ابي اوفى قال كنا في سفر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما غربت الشمس قال لرجل انزل فاجدح لي قال يا رسول الله لو امسيت

(از علی بن عبداللہ از جریر ابن عبدالحمید از ابواسحاق شیبانی) عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شامل تھے، جب سورج غروب ہو گیا تو آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا اترا اور ستو تیار کر دے اوہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہونے دیجئے! آپؐ نے دوبارہ فرمایا اُترا اور ستو تیار کر دے اوہ کہنے لگا یا رسول اللہ شام تو ہونے

[1] بات نہیں کر سکتی تھی مگر حواس اور ہوش قائم تھے ۱۲ منہ

إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

۴۹۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ أَذَانُهُ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِي أَوْ قَالَ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ وَأَظْهَرَ يَزِيدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرَى۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ

دیکھیے! ابھی تو دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نیچے اتر ستو گھول دے آخر وہ صحابی تیسری بار کے فرمانے سے اترا اور ستو گھول دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا فرمایا جب تم دیکھو کہ مشرق کی طرف سے رات کی تاریکی نمودار ہو تو روزے کے افطار کا وہی وقت ہوگا۔

(از عبداللہ بن مسلم از یزید بن ذریع از سلیمان تیمی از ابو عثمان) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر کہیں تم سحری کھانے سے رک نہ جانا، بلالؓ تو (پو پھٹنے سے قبل) اس لئے ندا یا فرمایا اذان دیتے ہیں کہ جو شخص تم میں (نماز تہجد میں) کھڑا ہو وہ لوٹ جائے[1] اور صبح یا فجر کی وہ روشنی نہیں ہے جو اس طرح جتنی ظاہر ہوتی ہے۔ یزید راوی نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر بتایا (یہ صبح کاذب ہے) پھر ایک ہاتھ کو دوسرے سے جدا کر کے دائیں بائیں جانب کھینچا (یہ صبح صادق ہے[2])

لیث بن[3] سعد کہتے ہیں مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بحوالہ عبدالرحمن بن ہرمز از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل یا سخی کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کے کرتے چھاتی سے لے کر ہنسلی تک پہنے ہوں، خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو اس کا کرتہ کھنچ کر اور لمبا چوڑا کشادہ ہو جاتا ہے، اتنا کشادہ کہ (پاؤں کی) انگلیوں تک ڈھانپ لیتا ہے، اور رستہ چلنے میں اس کے قدم کے نشان مٹاتا جاتا ہے (اتنا نیچا ہو جاتا ہے) لیکن بخیل جب کچھ خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کرتے کا ایک ایک حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ کر اور تنگ ہو جاتا ہے وہ چاہتا ہے ذرا ڈھیلا ہو لیکن ڈھیلا نہیں ہوتا آخر وہ انگلی سے اپنے حلق کی

۲ یعنی آسمان کے کنارے کنارے جو سورج کی روشنی ظاہر ہوتی ہے جس کو پو پھٹنا کہتے ہیں ۱۲ منہ ۳ اس کو خود امام بخاری نے کتاب الزکوٰۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ

كُلُّ حَلْقَةٍ مَّوْضِعَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلَى حَلْقِهِ۔

اشارہ کرتا ہے

بَابُ ۲۸۰۹ اللِّعَانِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَاَتَهٗ بِكِتَابٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَّعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَازَ الْاِشَارَةَ فِي الْفَرَآئِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اللهُ تَعَالَى فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا وَقَالَ الضَّحَّاكُ اِلَّا رَمْزًا اِشَارَةً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ اَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ اَوْ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَآءٍ جَائِزٌ

باب لعان کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد " جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں اور خود ان کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہو" مِنَ الصّٰدِقِیْنَ تک (سورہ نور) لہٰذا اگر گونگا اپنی بیوی پر لکھ کر یا قابلِ فہم اشارہ سے زنا کا الزام لگائے تو اُس کا حکم وہی ہوگا جو زبان سے الزام لگانے والے کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کی ادائیگی میں اشارے کو کافی سمجھا ہے۔ (مثلاً نماز میں رکوع و سجدہ نہ کر سکے تو اشارہ کافی ہے) حجاز اور دوسرے مقامات کے بعض علماء کا یہی قول ہے۔ اللہ تعالیٰ (سورہ مریم میں) فرماتے ہیں " "مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا ہم اس بچے سے کیا بات کریں جو ابھی پنگھوڑے یا گود میں ہے"

ضحاک[1] نے اللہ تعالیٰ کے اس قول " اِلَّا رَمْزًا" کے یہی معنی کئے ہیں یعنی اشارے سے[2] اور بعض حضرات[3] کہتے ہیں اگر گونگا اشارے سے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو نہ اُسے قذف پڑے گی اور نہ لعان واجب ہے گا پھر انہی لوگوں نے کہا ہے اگر لکھ کر یا اشارے سے طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی حالانکہ طلاق اور

---

[1] یعنی ضحاک بن مزاحم نے جو تفسیر کے امام ہیں اور عبد بن حمید اور ابو حذیفہ نے سفیان ثوری کی تفسیر میں اس کی تصریح کر دی ہے اب کرمانی کا یہ کہنا کہ یہ ضحاک بن شراحیل ہیں محض غلط ہے ضحاک بن شراحیل تو تابعی ہیں لیکن ان سے قرآن کی تفسیر منقول نہیں ہے اور امام بخاری نے صرف دو حدیثیں اس کتاب میں نقل کی ہیں ایک فضائل قرآن میں ایک استتابہ مرتدین میں۔ میں کہتا ہوں علم حدیث میں قیاس سے ایک بات کہہ دینے میں یہی خرابیاں ہوتی ہیں جو کرمانی اور عینی سے اکثر مقاموں میں ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کو جزائے خیر دے انہوں نے کرمانی کی بہت سی غلطیاں ہم کو بتلا دیں ۱۲ منہ [2] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی امام ابو حنیفہ اور کوفہ والوں نے ۱۲ منہ

وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ قِيلَ لَهُ كَذَلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِكَلَامٍ وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ وَكَذَلِكَ الْأَصَمُّ يُلَاعِنُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ تَبِينُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ وَقَالَ حَمَّادٌ الْأَخْرَسُ وَالْأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ۔

الزام زنا دونوں کا ایک حکم ہونا چاہیئے جیسے زنا کا الزام زبان سے لگایا جاتا ہے ویسے ہی طلاق بھی زبان سے دی جاتی ہے۔ اگر اشارے کا اعتبار یہ لوگ نہیں کرتے تو طلاق اور قذف جو اشارے سے کیا جائے سب کو باطل کہنا چاہیئے نیز عتق کو بھی باطل کہنا چاہیئے۔ اسی طرح جیسے گونگے پر لعان واجب ہوتا ہے ویسے ہی بہرے پر بھی واجب ہوگا۔

شعبی اور قتادہ کہتے ہیں اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تجھ پر طلاق ہے اور انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا تو وہ عورت بائن ہو جائے گی۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں اگر گونگا شخص اپنے ہاتھ سے طلاق لکھ کر دے تو طلاق پڑ جائے گی۔ حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں اگر گونگا یا بہرہ سر سے اشارہ کرے تو یہ درست ہے۔

۴۹۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔

(از قتیبہ از لیث از یحیی بن سعید انصاری) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کا عمدہ سے عمدہ گھرانہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا بتائیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بنی نجار کا گھرانہ پھر وہ لوگ جو ان کے قریب رہتے ہیں یعنی بنو عبد الاشہل پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں یعنی بنو حارث بن خزرج پھر جو ان سے متصل ہیں بنو ساعدہ۔ پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ انگلیوں کو بند کر کے کھولا جیسے کوئی شخص کوئی چیز پھینکتا ہے۔ پھر فرمایا انصار کے تو سب گھرانے عمدہ ہی عمدہ ہیں۔

۴۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُو حَازِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابو حازم) سہل بن سعد ساعدی صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ أَوْ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔

میری بعثت اور قیامت دونوں اس طرح قریب قریب ہیں جیسے یہ انگلی اس انگلی کے نزدیک ہے۔ آپ نے کلمے کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر بتایا[1]۔

۴۹۱۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي ثَلَاثِينَ ثُمَّ قَالَ وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَقُولُ مَرَّةً ثَلَاثِينَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِينَ۔

(از آدم از شعبہ از جبلہ بن سحیم) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنے دن کا ہوتا ہے اور اتنے دن کا اور اتنے دن کا (یعنی تیس ۳۰ دن کا، دسوں انگلیوں سے تین بار اشارہ کیا) اور کبھی اتنے دن کا اور اتنے دن کا اور اتنے دن کا (یعنی انتیس ۲۹ دن کا، آخری مرتبہ آپ نے انگوٹھا بند کر لیا)

۴۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ الْإِيمَانُ هٰهُنَا مَرَّتَيْنِ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔

(از محمد بن مثنی از یحییٰ بن سعید از اسمٰعیل از قیس) ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ایمان یہاں ہے دوبارہ یہ فرمایا[2]۔ دیکھو خبردار ہو جاؤ، سخت دلی اور اکھڑپن ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کے پیچھے چلاتے رہتے ہیں، وہیں سے شیطان کی دونوں چوٹیاں نمودار ہوں گی۔ یعنی ربیعہ اور مضر قبیلوں سے۔

۴۹۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ

(از عمرو بن زرارہ از عبد العزیز بن ابی حازم از والدش) حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] کرمانی کے زمانہ تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر سات سو اسی برس گزر چکے تھے اب تو چودہ سو برس کے قریب ہوتے ہیں پھر اس قرب کے کیا معنی ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرب بہ نسبت اس زمانہ کے ہے جو آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تک گزر چکا تھا وہ تو ہزاروں سال کا زمانہ تھا یا قرب سے یہ مقصود ہے کہ مجھ میں اور قیامت کے بیچ میں اب کوئی نیا پیغمبر صاحب شریعت آنے والا نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب دنیا میں پھر تشریف لائیں گے تو ان کی کوئی نئی شریعت نہیں ہوگی بلکہ شریعت محمدی پر چلیں گے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی تعریف کی کہ وہاں ایمان ہے چونکہ یمن کے لوگ اپنی خوشی سے بہت جلد مسلمان ہو گئے تھے اور ربیعہ اور مضر کی مذمت کی یہ لوگ بڑے سخت دل اور اکھڑ اور اسلام کے مخالف تھے ۱۲ منہ

عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

نے فرمایا میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا دونوں بہشت میں اس طرح اکٹھے رہیں گے آپ نے درمیانی انگلی اور کلمے کی انگلی کو ذرا کھول کر اشارہ کیا۔

بَاب ۲۸۱۰ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

باب اشارہ اور کنایہ سے اپنے بچے سے انکار کرنا۔

۴۹۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ۔

(از یحیی بن قزعہ از مالک از ابن شہاب از سعید بن المسیب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرا ایک لڑکا پیدا ہوا جو کالے رنگ کا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ وہ کہنے لگا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر یہ خاکی رنگ کہاں سے آگیا؟[1] کہنے لگا شاید مادہ کی کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا تو تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔[2]

بَاب ۲۸۱۱ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ

باب لعان کرنے والے کا قسمیں دینا۔[3]

۴۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔

(از موسی بن اسمٰعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری نے اپنی عورت پر زنا کا الزام لگایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور مرد دونوں کو قسمیں دلائیں پھر دونوں میں علیحدگی کر دی۔

بَاب ۲۸۱۲ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

باب لعان میں پہلے مرد سے قسمیں لی جائیں (پھر عورت سے)

۴۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از ہشام بن حسان از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے

---

[1] جب سب اونٹ سرخ رنگ کے تھے تو ان کی اولاد خاکی رنگ کی کیونکر ہوئی ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ صرف لڑکے کی صورت یا رنگ کے اختلاف پر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے جب تک قوی دلیل سے حرامکاری کا ثبوت نہ ہو مثلاً آنکھوں سے اس کو زنا کرتے دیکھا ہو یا جب خاوند نے جماع کیا ہو اس سے چھ مہینے کم میں لڑکا پیدا ہو یا جب جماع کیا ہو اس سے چار برس بعد لڑکا پیدا ہوا ہو۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اشارہ اور کنایہ میں قذف کرنا موجب حد نہیں اور مالکیہ کے نزدیک اس میں بھی حد واجب ہوگی ۱۲ منہ

[3] جیسے قرآن شریف میں وارد ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ ابْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ۔

اپنی عورت پر زنا کا الزام لگایا پھر ہلال نے پانچ گواہیاں دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے اللہ خوب جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے کون جھوٹا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے (یا نہیں؟) اس کے بعد اُس کی بیوی کھڑی ہوئی اس نے بھی گواہیاں دیں[1]۔

بَابُ ۲۸۱۳ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ۔

باب لعان کے بعد طلاق دینے کا بیان[2]۔

۴۹۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب) سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہنے لگے بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو (برا کام کرتے) دیکھے تو کیا اُسے مار ڈالے؟ اس طرح تو (قصاص میں) آپ حضرات اسے بھی مار ڈالیں گے۔ اگر وہ نہ مارے تو کیا کرے (بے غیرت تو بن نہیں سکتا) جناب عاصم صاحب! آپ میری خاطر یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیے! عاصم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے ایسے سوالات کو ناپسند فرمایا اور معیوب سمجھا، عاصم رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی گراں گزری۔ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر آئے تو عویمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے کہنے لگے عاصم! آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا؟ آپ نے کیا فرمایا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ تو میرے پاس بھلائی لے کر نہیں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مسئلہ جو آپ نے میرے ذریعے دریافت کرایا تھا ناگوار گزرا، عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم

---

[1] حدیث سے یہ نکلا کہ پہلے مرد سے گواہیاں لینا چاہیئے شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اگر عورت سے پہلے گواہیاں لی جائیں تب بھی لعان درست ہو جائے گا کہتے ہیں اس عورت نے پانچویں بار میں ذرا تأمل کیا ابن عباس نے کہا ہم سمجھے کہ وہ قصور کا اقرار کرے گی مگر پھر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے ذلیل نہیں کر سکتی اور اس نے پانچویں گواہی بھی دے دی ۱۲ منہ

[2] یہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے مطابق ہے جو کہتے ہیں خود لعان سے جدائی نہیں ہوتی جب تک حاکم جدائی کا حکم نہ دے یا مرد طلاق نہ دے اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد کا ایک روایت میں یہ قول ہے کہ خود لعان سے مرد اور عورت ساری عمر کے لئے جدا ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ

سَلَّمَ الْمَسْئَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

میں تو باز نہیں آنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور دریافت کروں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ اس وقت آئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھری محفل میں تشریف فرما تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے اگر کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ (قابل اعتراض حالت میں) دیکھے تو کیا کرے؟ اگر قتل کر دے تو آپ اسے بھی (قصاص میں) قتل کر دیں گے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں اپنا حکم نازل فرمایا ہے۔ جا اپنی بیوی کو لے آ۔

سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میاں بیوی نے لعان کیا۔ میں اس وقت سب لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر اب میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے غلط الزام لگایا۔ آخر عویمر رضی اللہ عنہ نے اسے تین طلاقیں دے دیں ابھی آپ نے عویمر رضی اللہ عنہ کو (طلاق دینے کا) حکم بھی نہیں دیا تھا۔

ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر لعان کرنے والوں کا یہی دستور ہو گیا[1]۔ (کہ لعان کے بعد طلاق دینے لگے)

بَابٌ ۲۸۱۴ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں لعان کرنے کا بیان۔

۴۹۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ

(از یحییٰ از عبدالرزاق از ابن جریج) ابن شہاب نے لعان کا طریقہ بیان کرتے ہوئے سہل بن سعد ساعدی کی حدیث بیان کی کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا اگر کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ (ناجائز حالت میں) دیکھے تو کیا کرے؟ کیا اسے ہلاک کر دے یا کیا کرے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنی کتاب میں لعان کا حکم نازل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا۔ اب اللہ نے تیرا اور تیری بیوی کا فیصلہ کر دیا۔ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میاں بیوی دونوں نے مسجد میں لعان کیا میں

---

[1] احناف نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اگر طلاق کی ضرورت نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور وضاحت فرماتے تاکہ امت کو مسئلے کا صحیح طریقہ معلوم ہو جائے۔ مگر آپ کی خاموشی بجائے خود حدیث اثبات ہے۔ عبدالرزاق غفرلہٗ۔

فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَضَى اللَّهُ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوهِ مِنْ ذَلِكَ

اس وقت موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ کہنے لگا یا رسول اللہ! اب اگر اس عورت کو رکھوں تو اس کا مطلب ہے میں نے جھوٹا الزام لگایا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ نے لعان سے فارغ ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قبل ہی اسے تین طلاق دے دیں، اور آپ کے سامنے ہی اس سے مفارقت اختیار کرلی۔

سہل یا ابن شہاب کا کہنا ہے دونوں لعان کرنے والوں میں اس طرح جدائی ہوجاتی ہے۔

ابن جریج کہتے ہیں، ابن شہاب کہا کرتے تھے اس کے بعد یہی طریقہ مروج ہوگیا کہ لعان کرنے والے دونوں میاں بیوی میں جدائی کردی جاتی اگر عورت حاملہ ہوتی تو اُس کا بچہ فقط اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا[1] لعان کرنے والی عورت میں یہ قاعدہ بھی جاری ہوا کہ وہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصوں کے مطابق اپنے بچے کی وارث ہوگی اور بچہ اپنی اس ماں کا وارث ہوگا[2]۔

ابن جریج نے بحوالہ ابن شہاب از سہل بن سعد ساعدی روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لعان کے بعد) فرمایا خیال رکھنا اگر بچہ سرخ رنگ پست قد پیدا ہوا تو میں گمان کروں گا کہ عورت سچی ہے اور مرد نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔ اگر سیاہ رنگ، موٹی آنکھ، موٹی سرینوں والا پیدا ہوا تو میں خیال کروں گا کہ مرد سچا ہے (عورت جھوٹی ہے) چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو بری شکل کا (یعنی اسی مرد کی صورت پر) ہوا جس سے بدنام ہوئی تھی[3]۔

---

[1] خاوند کا بیٹا نہیں کہلاتا تھا [2] مگر اس کا خاوند اس بچہ کا وارث نہ ہوگا نہ یہ بچہ اس کا وارث ہوگا ۱۲ منہ [3] جس مرد سے تہمت لگائی گئی تھی اس کی سی شکل ہوگی ۱۲ منہ

[4] اس حدیث سے علم قیافہ کا معتبر ہونا پایا جاتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالہام غیبی علم قیافہ کی وہ بات بتائی جاتی ہے جو حقیقت میں بھی ہوتی دوسرے لوگ اس علم کی رو سے قطعًا کوئی حکم نہیں دے سکتے امام شافعی نے بھی علم قیافہ کو معتبر رکھا ہے اور بے شک قیافہ اکثر مقاموں میں صحیح بھی نکلتا ہے مگر یہ علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے کبھی اس کے قاعدے غلط بھی ہوجاتے ہیں ۱۲ منہ

باب ۲۸۱۵ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ۔

۴۹۱۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهِ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلًا

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں بغیر گواہوں کے سنگسار کرانے والا ہوتا (تو اس عورت کو سنگسار کرا دیتا)

(از سعید بن عفیر از لیث از یحییٰ بن سعید از عبدالرحمن بن قاسم ابن محمد) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کے متعلق ذکر تھا تو عاصم بن عدی نے ایک غرور کی بات کہی[1]۔ یہ کہہ کر عاصم چلے گئے تو اُن کی قوم کا ایک آدمی آیا اور یہی شکوہ کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (بُری حالت میں) پایا۔ عاصم نے کہا۔ یہ میرے منہ سے جو بُری بات (غرور کی) نکلی تھی، اسی کی سزا ہے[2]۔ غرض عاصم اس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ اور اس کی عورت کا جو حال گزرا تھا بیان کیا۔ یہ شخص زرد رنگ، دُبلا پتلا اور سیدھے بالوں والا تھا اور جس پر تہمت لگاتا تھا وہ موٹی پنڈلیوں والا گندمی رنگ پُر گوشت آدمی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ تو اصل حقیقت ہم پر واضح فرما دے۔ چنانچہ اس عورت کا بچہ پیدا ہوا تو اُس شخص کے مشابہ تھا جس سے تہمت لگائی گئی تھی۔ آپ نے اس مقدمے میں میاں بیوی کو حکم لعان دیا۔ یہ حدیث سن کر ایک شخص[3] پوچھنے لگا کیا یہ وہی عورت تھی جس کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں گواہوں کے بغیر کسی کو سنگسار کرتا تو اس عورت کو سنگسار کراتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں، یہ ایک عورت تھی جس کی بدکاری اسلام کے زمانے میں بالکل عیاں ہو گئی تھی[4]۔

ابو صالح اور عبداللہ بن یوسف نے اس حدیث میں بجائے خَدْلًا کے خَدِلًا (دال کی زیر کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ (معنی میں کوئی فرق نہیں)

---

[1] انہوں نے کہا ہم تو تلوار سے اسی وقت مار ڈالیں گے لعان اور کوئی کرے گا ۱۲ منہ [2] خود میری قوم میں یہ واقعہ پیش آیا ۱۲ منہ [3] عبداللہ بن شداد بن ہاد ۱۲ منہ
[4] مگر گواہوں سے یا اقرار سے ثابت نہیں ہوئی تھی ۱۲ منہ

باب ۲۸۱۶ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

باب لعان کرنے والی کا مہر[1]

۴۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ قَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي قَالَ قِيلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ۔

(از عمرو بن زرارہ از اسمٰعیل از ایوب) سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت پر تہمت زنا لگائے (تو کیا حکم ہے؟) انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے مرد اور عورت میں جدائی[2] ڈال دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں ایک جھوٹا ہے دیکھو وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ ان دونوں نے توبہ سے انکار کر دیا (خود کو سچا کہنے لگے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم دونوں میں ایک لازماً جھوٹا ہے آیا وہ توبہ کرتا ہے؟ مگر ان دونوں نے تسلیم نہ کیا[3]۔ چنانچہ آپ نے سہ بارہ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں ایک جھوٹا ہے آیا وہ توبہ بھی کرتا ہے؟ (یا نہیں) مگر کسی نے تسلیم نہ کیا۔ آخر آپ نے دونوں میں علیحدگی کرادی۔

ایوب سختیانی کہتے ہیں عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک اور بات بھی تھی جسے تم نقل نہیں کرتے[4] وہ یہ کہ جس مرد نے لعان کیا تھا اس نے (لعان کے بعد) یہ کہا میں نے جو مہر کی رقم ادا کی تھی اس کا کیا ہوگا؟ کہا گیا اب وہ روپیہ تجھے کیسے واپس مل سکتا ہے؟ اگر تو سچا ہے جب بھی تو اس عورت سے صحبت کر چکا ہے[5]۔ اگر تو جھوٹا ہے تب تو بطریق اولیٰ تجھے مہر نہیں ملنا چاہیئے[6]۔

باب ۲۸۱۷ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

باب حاکم کا لعان کرنے والوں سے یہ کہنا کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ آیا وہ توبہ کرتا ہے؟

۴۸۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو) سعید بن جبیرؓ

---

[1] اگر اس سے صحبت کر چکا ہے تو پورا مہر کی مستحق ہوگی ورنہ آدھے مہر کی بعضوں نے کہا جب اس سے لعان کیے تو سارا مہر دینا ہوگا بعضوں نے کہا کچھ نہ دینا ہوگا زہری کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ سے بھی ایسا ہی مروی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی عویمر اور اس کی بی بی میں ۱۲ منہ [3] تم نے اس کو چھوڑ دیا یا شاید سعید بن جبیر نے تم سے اس کو بیان نہیں کیا ۱۲ منہ [4] تو مہر صحبت کا معاوضہ ہو گیا ۱۲ منہ [5] کیونکہ تو نے اس بیچاری سے صحبت بھی کی اور پھر اس پر طوفان بھی جوڑا اس کو بد نام کیا ۱۲ منہ [6] اپنی بات پر قائم رہے۔ سچا تو اس لئے کہ وہ سچا ہے مگر جھوٹے نے اپنا عیب چھپانے کے لئے توبہ نہ کی۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ۔

کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں (میاں بیوی) لعان کرنے والوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے[1] تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر مرد سے فرمایا اب تیرا تعلق عورت سے نہیں رہا۔ وہ کہنے لگا میرا مال (کدھر گیا جو میں نے مہر میں دیا) آپ نے فرمایا اب مال کہاں سے ملے گا؟ اگر تو سچا ہے تو مال اس کا بدلہ ہو گیا جو تو نے اس کی عصمت سے فائدہ اٹھایا۔ اگر تو جھوٹا ہے تب تو بدرجہ اولیٰ تجھے مال نہ ملنا چاہیئے۔

سفیان کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے سن کر یاد رکھی۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اگر کوئی مرد اپنی عورت سے لعان کرے[2] (تو کیا ہو گا؟) یہ سن کر عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ سفیان نے (اس اشارے کو اس طرح بتایا) کلمے کی انگلی اور درمیان کی انگلی کو جدا کر کے دکھایا اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے مرد اور عورت میں جدائی کر دی اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں ایک جھوٹا ہے، آیا وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ تین بار یہ ارشاد فرمایا۔

علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے مجھ سے کہا میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار اور ایوب سے سن کر یاد رکھی تھی ویسی ہی تجھ سے بیان کر دی[3]۔

بَابُ ۲۸۱۸ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

باب لعان کرنے والوں (میاں بیوی) میں جُدائی کرا دینا۔

۴۹۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبیداللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یعنی قیامت کے دن جو جھوٹا ہو گا اس کو سزا ملے گی ۱۲ منہ [2] تو کیا دونوں میں جدائی ہو جائے گی ۱۲ منہ [3] حاصل یہ ہوا کہ سفیان نے اس حدیث کو عمرو بن دینار والیوب سختیانی دونوں نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّ امْرَاَةٍ قَذَفَهَا وَاَحْلَفَهُمَا۔

نے اس مرد کو بیوی سے جدا کرا دیا جس نے اپنی عورت پر تہمت زنا لگائی تھی اور دونوں کو قسمیں دلائیں (لعان کرایا)

۴۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

(از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد اور عورت میں (لعان کے بعد) جدائی کر دی[1]۔

بَاب ۲۸۱۹ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ۔

باب لعان کے بعد بچہ (جس کے متعلق مرد کہے میرا بچہ نہیں) ماں کو مل جائیگا (اسی کا بچہ کہلائے گا)

۴۹۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از مالک از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی بیوی میں لعان کرایا، مرد کہنے لگا اس کا بچہ میرا نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے دونوں کو جدا کر دیا اور بچے کا نسب صرف عورت سے کرا دیا (باپ کی طرف منسوب نہ کیا)

بَاب ۲۸۲۰ قَوْلِ الْاِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ۔

باب امام یعنی حاکم کا لعان کے وقت یہ دعا کرنا "یا اللہ اصل حقیقت واضح فرما دے"

۴۹۲۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ

(از اسمٰعیل از سلیمان بن بلال از یحییٰ بن سعید از عبدالرحمٰن ابن قاسم از قاسم بن محمد) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان کرنے والوں کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی نے ایک (غرور کا) کلمہ کہا اور واپس لوٹ گئے اتنے میں انہی کی قوم کا ایک شخص (عویمر عجلانی) ان کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا۔ عاصم نے کہا یہ مصیبت جو مجھ پر آئی[2] تو میرے (مغرورانہ)

---

[1] اب لعان کے بعد وہ مرد اور عورت پھر کبھی نہیں مل سکتے اکثر علماء کا یہی مذہب ہے یعنی وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے بعضوں نے کہا ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوتی بلکہ عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جاتا ہے تو مرد اس سے نیا نکاح کر سکتا ہے۔ بعضوں نے کہا اگر مرد اپنے تئیں جھٹلا دے تو پھر وہ عورت اس کو مل سکتی ہے لیکن مرد پر حد قذف پڑے گی ۱۲ منہ

[2] میری ہی قوم کا ایک شخص اس آفت میں پھنسا ۱۲ منہ

فَذَكَرَلَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَّا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَزَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِّابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْرَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَّرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْٓءَ فِي الْاِسْلَامِ۔

کلمے کی وجہ سے آئی۔ بہرحال عاصم اس شخص کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے بیان کیا کہ اس شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہے۔ یہ شخص (یعنی خاوند) تو ایک زرد رنگ دبلا پتلا سیدھے بال والا آدمی تھا لیکن جس شخص سے عورت کو بدنام کیا تھا وہ گندمی رنگ موٹی پنڈلیوں والا موٹا تازہ بہت گھنگریلے بالوں والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ اصل حقیقت واضح فرما دے[1]"۔ چنانچہ اس عورت نے اس شخص کی صورت کا بچہ تولد کیا جس سے بدنام ہوئی تھی۔ تب آپ نے دونوں میاں بیوی میں لعان کرایا۔

یہ حدیث سن کر ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا۔ کیا یہ عورت وہی تھی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر گواہوں کے کسی کو سنگسار کراتا تو اس عورت کو کراتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں یہ عورت دوسری تھی جو زمانۂ اسلام میں علانیہ بدکاری کیا کرتی تھی[2]۔

باب ۲۸۲ اِذَا طَلَّقَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَمْ يَمَسَّهَا۔

باب اگر شوہر عورت کو تین طلاقیں دے۔ عورت عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کرے لیکن دوسرے مرد نے اس سے صحبت نہ کی ہو تو کیا پہلے خاوند کے لئے حلال ہو سکتی ہے[3]۔

۴۹۲۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عمرو بن علی از یحییٰ از ہشام از والدش از عائشہ رضی اللہ عنہا) از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسری سند (از عثمان بن ابی شیبہ از عبدہ بن سلیمان از ہشام

---

[1] یعنی عورت بچہ جنے تاکہ بچے کی صورت سے یہ پتہ لگے کہ اس کا باپ کون ہے ۱۲ منہ [2] مگر گواہوں سے اس پر بدکاری ثابت نہیں ہوئی نہ اس نے اقرار کیا اس وجہ سے حد نہ پڑ سکی ۱۲ منہ [3] بعض نسخوں میں اس باب سے پہلے یہ عبارت ہے کتاب عدت کے بیان میں اور یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث کا لعان سے کوئی تعلق نہیں ہے ۱۲ منہ

۴۹۲۶- حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیَّ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ اٰخَرَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهٗ اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْهَا وَاَنَّهٗ لَیْسَ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ

(از والد ش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رفاعہ قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ پھر اُسے طلاق دے دی۔ اس نے دوسرا خاوند کر لیا۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یارسول اللہ! یہ دوسرا خاوند مجھ سے ہمبستری نہیں کرتا اس کے پاس تو بس ایک کپڑے کا پھندنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو پہلے خاوند کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک دوسرے خاوند سے ہمبستری کا لطف حاصل نہ کر لے اور وہ تجھ سے لطف حاصل کر لے۔[1]

بَاب ۲۸۲۲ وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

باب وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ کی تفسیر۔

قَالَ مُجَاهِدٌ اِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا یَحِضْنَ اَوْلَا یَحِضْنَ وَاللَّائِیْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَیْضِ وَاللَّائِیْ لَمْ یَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ۔

مجاہد کہتے ہیں جن عورتوں کا حال تمہیں معلوم نہ ہو کہ انہیں حیض آتا ہے کہ نہیں اسی طرح وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں (ضعیف العمری کے باعث) اسی طرح وہ عورتیں (جو نابالغ ہیں) جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں ان سب عورتوں کی عدت تین ماہ ہے۔[2]

بَاب ۲۸۲۳ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

باب حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے

۴۹۲۷- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَیْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از جعفر بن ربیعہ از عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج از ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن) زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں میری والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت جس کا نام سُبَیعہ تھا حاملہ تھی اور اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ ابوالسنابل بن بعکک نے اسے پیغام نکاح بھیجا لیکن عورت

[1] تمام علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ حلالہ کے لئے دوسرے خاوند کا صحبت کرنا شرط ہے یعنی حشفہ کا دخول ہو جانا گو انزال نہ ہو اور امام حسن بصریؒ نے انزال کو بھی شرط رکھا ہے اور سعید بن المسیب نے صرف نکاح کو بھی حلالہ کے لئے کافی سمجھا ہے ابن سعید کے سوا کوئی بھی اس کا قائل نہیں البتہ خوارج کا مذہب سعید کے موافق ہے اور شاید سعید کو یہ حدیث نہ پہنچی ہوگی ۱۲ منہ [2] اب جس عورت کو حیض آتا ہو لیکن بند ہو گیا ہو اس کی عدت میں اختلاف ہے اکثر فقہاء کا یہ قول ہے کہ وہ حیض کی منتظر رہے یہاں تک کہ اس عمر کو پہنچے جس میں حیض موقوف ہو جاتا ہے اس وقت تین مہینے عدت کرے لیکن یہ قول باعث حرج ہے اور آسان امام مالک اور اوزاعی کا قول ہے کہ ایسی عورت کو نو مہینے تک انتظار کرنا چاہیئے اگر حیض آئے فبہا ورنہ تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے بعضوں نے کہا اِنِ ارْتَبْتُمْ کے معنی یہ ہیں کہ باسٹھ برس کی عمر میں خون آئے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ خون حیض کا ہے یا استحاضہ کا تو ایسی عورتوں کی عدت تین مہینے ہوگی ۱۲ منہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ اَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ فَمَكَثَتْ قَرِيْبًا مِّنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْكِحِيْ ۔

نے اس سے نکاح کرنا منظور نہ کیا[1] ابوالسنابل کہنے لگا جب تک دونوں[2] مدتوں میں سے لمبی مدت پوری نہ ہو جائے تو نکاح نہیں کر سکتی ۔ یہ سن کر وہ عورت (زچگی کے بعد) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا تو (بلا تامل) نکاح کر لے ۔

۴۹۲۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَتَبَ اِلَى ابْنِ الْاَرْقَمِ اَنْ سَلْ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ كَيْفَ اَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَفْتَانِيْ اِذَا وَضَعْتُ اَنْ اَنْكِحَ ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یزید از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ) عبیداللہ کے والد عبداللہ نے ابن ارقم کی طرف خط لکھا کہ آپ سبیعہ اسلمیہ سے دریافت کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کیا فتویٰ دیا تھا؟ اس نے کہا آپ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جب وضع حمل ہو جائے تو دوسرا نکاح کیا جا سکتا ہے ۔

۴۹۲۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ ۔

(از یحییٰ بن قزعہ از مالک از ہشام بن عروہ از والدش از مسور بن مخرمہ) سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد چند راتوں کے بعد وضع حمل کیا چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دوسرے نکاح کی اجازت طلب کی اور آپؐ نے اس کو اجازت دے دی ۔ اس نے دوسرا نکاح کر لیا[3]۔

بَابُ ۲۸۲۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

باب ارشادِ الٰہی، جن عورتوں کو طلاق دی جائے تو وہ تین حیض تک عدت گزاریں ۔

---

[1] وہ بوڑھا تھا پھر ابو البشر بن حارث نے جو نوجوان تھا اس کو نکاح کا پیغام بھیجا عورت راضی ہو گئی اور بناؤ سنگار کرنے لگی اس وقت ابو السنابل نے اس سے یہ کہا ۱۲ منہ

[2] چار مہینے دس دن اور وضع حمل میں سے ۱۲ [3] ابو السنابل نے عورت کو یہ غلط مسئلہ سمجھا کر اس لئے ٹھہرایا کہ بالفعل وہ اپنا نکاح ملتوی کر دے تو اس کے عزیز واقارب جو اس وقت موجود نہ تھے آجائیں گے اور اس کو سمجھا بجھا کر مجھ سے نکاح کرنے پر راضی کر دیں گے ۱۲ منہ [4] تو یہ آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ مخصص ہے اس آیت کی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۱۲ اور حضرت علیؓ سے یہ منقول ہے کہ ابعد الاجلین تک عدت کرے ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے لیکن باقی صحابہؓ سب اس کے خلاف ہیں اور ابن عباسؓ سے رجوع بھی منقول ہے ایسے ہی عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے تھے جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو حاضر ہوں کہ سورہ طلاق اخیر میں اتری اور اس سے یہ آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ حاملہ عورتوں کے باب میں منسوخ ہو گئی ۱۲ منہ

ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهٗ ثَلٰثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا تَحْتَسِبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تَحْتَسِبُ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں اگر کوئی شخص عدت میں نکاح[1] کرے پھر اسے دوسرے شوہر کے پاس تین حیض آجائیں تو اب پہلے خاوند سے جدا سمجھی جائے گی اور یہ حیض دوسرے خاوند کی عدت کے لئے کافی نہ ہوں گے (جس کا نکاح فاسد تھا) بلکہ اس کے لئے پوری عدت علیحدہ گزارنا ہوگی۔

زہری کہتے ہیں یہ حیض دوسری عدت میں بھی شمار کئے جائیں گے[2] سفیان ثوری (امام اعظم رحمۃ اللہ نے) زہری کا قول زیادہ پسند کیا ہے، معمر بن مثنیٰ کہتے ہیں کہ عرب لوگ کہا کرتے ہیں أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ یعنی عورت کا زمانۂ حیض قریب آگیا یا اس کے طہر کا زمانہ قریب[3] آگیا، یہ بھی فقرہ ہے مَا قَرَأَتْ بِسَلًى

قَطُّ یعنی اسے کبھی حمل نہیں ٹھیرا۔

باب ۲۸۲۵ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَقَوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ إِلٰى قَوْلِهٖ يُسْرًا۔

باب فاطمہ بنت قیس[4] کا واقعہ۔

ارشاد الٰہی ہے۔ "اپنے خداوند پروردگار سے ڈرو، ان عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو نہ وہ خود نکلیں۔ ہاں اس حالت میں (نکال دینا روا ہے) جب وہ علانیہ بدکاری کریں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں جو کوئی ان سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ معلوم نہیں شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نئی صورت پیدا کرے (شوہر کے دل میں محبت ڈال دے) جہاں

---

[1] حالانکہ عدت میں نکاح کرنا فاسد ہے ۱۲ منہ [2] اور اہل مدینہ نے امام مالک سے یوں نقل کیا ہے اگر خاوند کی طلاق پر ایک حیض یا دو حیض گزر چکے تھے تو جو مدت باقی رہی تھی وہ پوری کرے اب پھر دوسری عدت شروع کرے شافعی اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ۱۲ قسط [3] تو دونوں کے لئے ایک ہی عدت کافی ہے حنفیہ بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ [4] تو قرء حیض اور طہر دونوں معنوں میں آتا ہے اس لئے امام ابوحنیفہ نے ثلثۃ قروء سے تین حیض مراد رکھے ہیں اور امام شافعی نے تین طہر مگر امام ابوحنیفہ کا مذہب راجح ہے کس لئے کہ طلاق طہر میں مشروع ہے نہ حیض میں اب اگر کسی نے ایک طہر میں طلاق دیا تو یا تو یہ طہر عدت میں محسوب ہوگا جیسے شافعیہ کہتے ہیں تب تو عدت تین طہر سے کم ٹھہرے گی اگر محسوب نہ ہوگا تو عدت تین طہر سے زائد ہو جائے گی شافعیہ جواب دیتے ہیں کہ دو طہر اور تیسرے طہر کے ایک حصے کو تین طہر کہہ سکتے ہیں جیسے فرمایا الحج اشھر معلومات حالانکہ حقیقت میں حج کے دو مہینے دس دن ہیں ۱۲ منہ [5] یہ ضحاک کی بہن تھی جو یزید کی طرف سے عراق کا حاکم ہوا تھا عمر میں ضحاک سے بہت بڑی اور بہت حسین اللہ سمجھدار عورت تھی اس کا خاوند ابوعمرو بن حفص خالد بن ولید کا چچا زاد بھائی تھا اس نے یمن سے اس کو تیسرا طلاق کہلا بھیجا جو باقی رہ گیا تھا فاطمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکان اور خرچ کا شکوہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تجھ کو مکان ملیگا اور نہ خرچہ ۱۲ منہ

تمہاری رہائش ہو حسب استطاعت انہیں بھی وہیں رکھو۔ انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف مت دو۔ اگر وہ پیٹ سے ہوں تو زچگی تک ان پر خرچ کرو تا بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا۔

۴۹۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا قَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمٰنَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي وَقَالَ الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ۔

(از اسمٰعیل از مالک از یحییٰ بن سعید) قاسم بن محمد و سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق دی تو اس کا باپ عبدالرحمٰن اپنی بیٹی کو وہاں سے لے آیا[1] یہ واقعہ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے مروان (لڑکی کا چچا) کو جو حاکم مدینہ تھا کہلا بھیجا خدا سے ڈرو اور لڑکی کو اسی گھر میں بھیج دے جہاں اسے طلاق دی گئی ہے[2]۔

سلیمان کہتے ہیں کہ مروان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ جواب دیا کہ عبدالرحمٰن بن حکم (لڑکی کے والد نے مجھے مجبور کر دیا وہ میرا کہنا نہیں مانتا) قاسم بن محمد کہتے ہیں۔ مروان نے یہ جواب دیا اے ام المؤمنین آیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کی حدیث نہیں معلوم ہوئی ہے[3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فاطمہ کا واقعہ اگر تو نہ بیان کرے تب بھی کیا نقصان ہے[4]۔ مروان نے کہا اگر فاطمہ کے نکلنے کا باعث یہ تھا کہ اس میں اور خاوند کے قرابت داروں میں نت نیا جھگڑا رہتا تھا تو یہاں میاں بیوی[5] میں جو جھگڑا ہے وہ مکان سے نکلنے کے لئے کافی ہے۔

۴۹۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِي فِي قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فاطمہ بنت قیس خدا سے نہیں ڈرتی جو کہتی ہے جس عورت کو طلاق بائن ملے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا[6]۔

---

[1] جہاں اس کو طلاق دیا گیا تھا ۱۲ منہ [2] عدت گزرنے تک وہیں رکھو ۱۲ منہ [3] وہ بھی اپنے خاوند کے گھر سے نکل گئی تھیں دوسری جگہ انہوں نے عدت گزاری تھی ۱۲ منہ [4] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے کیوں دلیل لیتا ہے فاطمہ کا گھر سے نکل جانا ایک عذر کی وجہ سے تھا اس عذر میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے گھر خوفناک تھا کوئی کہتا ہے فاطمہ بدزبان عورت تھی ۱۲ منہ [5] عمرہ اور اس کے خاوند یحییٰ بن سعید ۱۲ منہ [6] لیکن جس عورت کو طلاق رجعی دیا جائے اس کے لئے سب کے نزدیک مسکن اور خرچہ خاوند پر لازم ہوگا یعنی عدت پورے ہونے تک گو حاملہ نہ ہو اور طلاق بائن والی کے لئے بعضے سلف نے مسکن واجب رکھا ہے اس آیت سے أَسْكِنُوهُنَّ لیکن نفقہ واجب نہیں رکھا اور حاملہ عورت کے لئے وضع حمل تک مسکن اور خرچہ سب نے لازم رکھا ہے لیکن غیر حاملہ میں جس کو طلاق بائن دیا جائے اختلاف ہے جیسے اوپر گزر چکا حنفیہ نے اس کے لئے بھی مسکن اور نفقہ واجب رکھا ہے کیونکہ آیت عام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل لیتے ہیں (بقیہ بر آئندہ)

۴۹۳۲ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ اَلَمْ تَرَيْ اِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَزَادَ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ اَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَّحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ اَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عمرو بن عباس از ابن مہدی از سفیان از عبدالرحمن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ عمرہ بنت حکم کو اس کے شوہر نے اسے طلاق بائن دی تو وہ (عدت کے اندر ہی) اس کے گھر سے نکل گئی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس نے برا کیا۔

عروہ نے عرض کیا آپ نے فاطمہ بنت قیس کی روایت نہیں سنی؟ انہوں نے کہا فاطمہ کے لئے اس حدیث کا بیان کرنا اچھا نہیں (کیونکہ دوسرے لوگ بھی اس سے نکل جانا جائز سمجھیں گے حالانکہ فاطمہ کو یہ خصوصی حالات میں اجازت دی گئی تھی)

عبدالرحمن بن ابی الزناد نے بحوالہ ہشام از والدش اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس کی اس بات کو بہت معیوب سمجھا[۱] حضرت عائشہ نے کہا فاطمہ (طلاق کے وقت) ایک اجاڑ مکان میں رہتی تھی اندیشہ تھا کہیں بدکار لوگ اسے ستائیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نقل مکانی کی اجازت دی تھی۔

بَابُ ۲۸۲۶ الْمُطَلَّقَةِ اِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا اَنْ يُّقْتَحَمَ عَلَيْهَا اَوْ تَبْذُوَ عَلٰى اَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ۔

باب مطلقہ عورت کو اگر شوہر کے گھر ڈر لگتا ہو کہ کوئی اسے ستائے یا وہ خاوند کے عزیزوں سے آئے دن بد زبانی کرتی ہو تو اسے (عدت کے اندر) وہاں سے اٹھ جانا درست ہے۔

۴۹۳۳ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ۔

(از حبان از عبداللہ از ابن جریج از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس کی بات کا انکار کیا یعنی اس امر کو بہت برا سمجھا[۱]

(بقیہ از صفحہ سابقہ) کہ انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی روایت کو رد کیا اور کہا ہم اللہ کی کتاب اور پیغمبر کی سنت ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے جو معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی حالانکہ حضرت عمر نے بائنہ عورت کے لئے صرف مسکن کو لازم رکھا نہ نفقہ کو دوسرے امام احمد نے کہا حضرت عمر سے یہ قول ثابت نہیں ہے شوکانی نے فیصلہ کیا کہ مذہب یہ رکھا ہے کہ نفقہ اور سکنی صرف مطلقہ رجعی کے لئے واجب ہے مطلقہ بائنہ کیلئے واجب نہیں ہے مگر جب حاملہ ہو اسی طرح وفات کی عدت میں بھی نفقہ اور سکنی واجب نہیں ہے مگر جب حاملہ ہو ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] کہ وہ یہ حدیث بیان کرتی پھرتی ہے ۱۲ منہ [۲] روز جھگڑے ٹنٹے پیدا ہوں ۱۲ منہ [۳] جو وہ کہتی تھی تین طلاق والی کے لئے نہ مسکن ہے نہ خرچہ حدیث سے ترجمہ باب نہیں نکلتا مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تیرا

باب ۲۸۲۷ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَبَلِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ خداوند عالم نے جو شے عورتوں کے رحم میں ودیعت کردی ہے اسے چھپا لینا عورتوں کو جائز نہیں یعنی حیض اور حمل چھپانا درست نہیں[1]

۴۹۳۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرَى أَوْ حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي إِذًا۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از حکم از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج وداع سے فارغ ہوکر مکے سے) کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو خیمے کے دروازے پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مغموم کھڑی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ او زخمی حلق ترا شیدہ[2] تو شاید ہمیں روکے رہے گی؟ تو نے دسویں تاریخ طواف الزیارت کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں کرچکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر کیا غم ہے[3] چل کوچ کر[4]

باب ۲۸۲۸ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "عدت کے اندر عورتوں کے خاوندان کے زیادہ حق دار ہیں یعنی رجعت کے حقدار ہیں نیز اس کا بیان کہ جب عورت کو ایک یا دو طلاقیں ملی ہوں تو کیسے رجعت کرے۔

۴۹۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً۔

(از محمد از عبدالوہاب از یونس از حسن بصری) معقل بن یسار رضؓ نے اپنی بہن کا نکاح ایک شخص سے کردیا[5] اس نے اس کی بہن کو ایک طلاق دے دی۔

۴۹۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالاعلیٰ از سعید از قتادہ) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک شخص کے نکاح میں تھی اس نے اسے طلاق دے دی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ مثلاً عورت حاملہ ہو اور خاوند سے یہ نہ کہے کہ مجھ کو پیٹ ہے اس خیال سے کہ خاوند کہیں طلاق دینے میں دیری کرے اور وضع حمل کا انتظار کرے یا حیض آرہا ہو خاوند سے کہہ دے میں پاک ہوں تاکہ خاوند جلد طلاق دے دے حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کرے ۱۲ منہ [2] عرب میں یہ پیار کے کلے ہیں اس سے بددعا مقصود نہیں ہے عقریٰ یعنی اللہ تجھ کو زخمی کرے حلقی تیرے حلق میں زخم لگے ۱۲ منہ [3] طواف الوداع نہ ہوا تو نہ ہو ۱۲ منہ [4] یہ حدیث کتاب الحج میں گزرچکی ہے اس کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف صفیہ کا قول ان کے حائضہ ہونے کے باب میں معتبر رکھا تو معلوم ہوا کہ خاوند کے مقابلہ میں بھی یعنی رجعت اور سقوط رجعت اور عدت گزرجانے وغیرہ ان امور میں عورت کے قول کی تصدیق کریں گے ۱۲ منہ
[5] ابوالبداح یا بداح بن عاصم یا عاصم یا عبداللہ بن رواحہ ۱۲ منہ

كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلَّى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ أَنَفًا فَقَالَ خَلَّى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِأَمْرِ اللَّهِ۔

پھر علیحدہ رہا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی۔ عدت گزر جانے کے بعد اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ غیرت اور غصے کی وجہ سے یہ پیغام منظور نہیں کر رہے تھے اور کہنے لگے جب عدت باقی تھی اور وہ رجعت کر سکتا تھا اس وقت تو رجعت نہ کی اب جب عدت گزر گئی تو پیغام دیتا ہے۔ چنانچہ معقل رضی اللہ عنہ نے یہ نکاح طے نہ ہونے دیا[1]۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ الآية نازل فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی تو معقل رضی اللہ عنہ نے اپنی غیرت اور غصے کو ترک کر دیا اور حکم الٰہی پہ سر جھکا دیا[2] (تسلیم کیا)

۴۹۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ

(از قتیبہ از لیث از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رجعت کر لیں[3] پھر عورت کو رہنے دیں۔ جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو۔ پھر دوسرا حیض آئے۔ پھر اسے روک لے حتیٰ کہ دوسرے حیض سے پاک ہو۔ اس کے بعد اگر چاہے تو اس طہر میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دے۔ یہی زمانہ طہر اس کی عدت کا زمانہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ[4]) کہ اس وقت عورتوں کو طلاق دی جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی تین طلاق دینے کا مسئلہ دریافت کرتا تو وہ فرماتے اگر تو نے اسے تین طلاقیں دی

---

[1] حالانکہ عورت چاہتی تھی کہ پھر نکاح ہو جائے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ ایمان کی یہی نشانی ہے غیرت اور قومی رسم و رسوم سب پر اللہ کے حکم کے سامنے خاک ڈالنا چاہیے بیوہ کا نکاح ثانی کرنا یہ اللہ کا حکم ہے اور پیغمبروں کی سنت ہے اس میں بھی ننگ و عار کرنا مسلمانی کا شیوہ نہیں بلکہ راجپوت وغیرہ کافروں کی تقلید ہے اس حدیث میں جس رجعت کا ذکر ہے وہ عدت گزر جانے کے بعد جو بہ نکاحِ جدید کی جاتی ہے اور آئندہ حدیث میں اس رجعت کا بیان ہے جو عدت کے اندر ہوتی ہے وہ رجعت عورت کے بے رضا بھی خاوند کے اختیار میں ہے اب اختلاف ہے کہ رجعت کاہے سے ہوتی ہے امام اوزاعی اور امام مالک اور اسحاق اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جب عورت سے جماع کرے تو رجعت ہو گئی گو زبان سے نہ کہے کہ میں نے رجعت کی اور امام شافعی کے نزدیک زبان سے رجعت کا لفظ کہنا ضروری ہے ۱۲ منہ

[3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اب حیض کی حالت میں اگر کوئی طلاق دے تو رجعت کرنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور مالکیہ نے کہا مستحب ہے اور غیر مقلدوں کے نزدیک تو حیض کی حالت میں طلاق دینا ہی لغو ہے طلاق نہ پڑے گا جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [4] امام شافعی نے اسی سے نکالا ہے کہ قروء کے معنی فعدتهن ثلثة قروء میں طہر کے ہیں کیونکہ لعدتہن میں لام توقیت کا ہے یعنی وقت عدتہن حنفیہ کہتے ہیں لعدتہن کے معنی یہ ہیں تاکہ ان کی عدت پوری ہو سکے مطلب یہ ہے کہ طہر میں طلاق دو تاکہ تین حیض پورے ہونے تک اس کی عدت ختم ہو جائے ۱۲ منہ۔

لِامْرَأَتِهِ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا۔

ہیں تو اب وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے (اور وہ صحبت کرے پھر طلاق دے)

قتیبہ کے سوا اور حضرات نے (جیسے ابو الجہم) اس حدیث میں لیث سے اتنا زیادہ نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دے (تو اس سے رجعت کر سکتا ہے) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (ایک طلاق کے بعد) رجعت کا حکم دیا۔[1]

بَابٌ ۲۸۲۹ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

باب حیض والی عورت سے رجوع کرنا

۴۹۳۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ۔

(از حجاج از یزید بن ابراہیم از محمد بن سیرین) یونس بن جبیرؒ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ دریافت کیا[2] تو انہوں نے کہا میں نے اپنی عورت کو بحالتِ حیض طلاق دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ابن عمرؓ سے کہو رجعت کر لے پھر اس وقت طلاق دے جب اس کی عدت شروع ہو (یعنی طہر کی حالت میں) میں نے کہا یہ طلاق دے چکا ہوں قابلِ اعتبار رہے یا نہیں؟ (یہ جو حیض میں طلاق دی) انہوں نے کہا یہ بھی کوئی بات ہے اگر طلاق دینے والا شرع کے احکام بجا لانے سے عاجز ہو یا احمق ہو[3] (تو کیا طلاق نہ پڑے گی؟)

بَابٌ ۲۸۳۰ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ

باب بیوی کو اپنے شوہر کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ منانا چاہیئے[4]

زہری کہتے ہیں اگر نابالغ لڑکی کا خاوند مر جائے تو وہ بھی (سوگ کرے) خوشبو نہ لگائے۔ کیونکہ اس پر بھی (ان کے نزدیک) عدت گزارنا واجب ہے۔

---

[1] اس روایت کو ابو الجہم نے اپنی جزو میں وصل کیا ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تو نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے اور تیری نیت تین طلاق کی تھی تو وہ حرام ہو جائے گی۔ جب تک دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے ۱۲ منہ [2] اگر کوئی اپنی عورت کو حیض میں طلاق دے تو کیا . . . ۱۲ منہ [3] تو کیا طلاق نہیں پڑے گا؟ مطلب یہ ہے کہ اس طلاق کا شمار ہو گا ۱۲ منہ [4] زیب زینت نہ کرے رنگین پوشاک زینت کی نیت سے نہ پہنے نہ سرمہ اور خوشبو لگائے نہ زعفران یا مہندی اسی طرح جو زیور زینت کے لئے پہنے جاتے ہیں وہ نہ پہنے بس ہماری شریعت میں صرف خاوند کے لئے اس کی جورو کو چار مہینے اور دس دن سوگ کرنے کا حکم ہے اور دوسرے مردوں پر تین دن تک اس سے زیادہ کسی پر سوگ کرنا حرام اور ناجائز ہے ۱۲ منہ

۴۹۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ الثَّلٰثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم از حمید بن نافع) زینب بنت ابی سلمہ نے یہ تین حدیثیں بیان کیں۔ ایک یہ کہ" میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب ان کے والد ابوسفیان (شام کے ملک میں) انتقال کر گئے تھے تو انہوں نے (چوتھے دن) زرد خوشبو منگائی پہلے ایک لڑکی کے خوشبو لگائی پھر اپنے رخسار پہ ملی اور کہا خدا کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آتا ہے کہ جو عورت اللہ پر ایمان رکھتی ہے وہ سوائے شوہر کے اور کسی کا سوگ۔ تین دن سے زیادہ نہ منائے۔ صرف شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن تک منائے۔

دوسری حدیث:- میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے پاس گئی جب ان کے بھائی انتقال کر گئے۔ انہوں نے (تین دن کے بعد) خوشبو منگا کر لگائی اور کہا خدا کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت قطعاً نہیں، لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پہ یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو عورت اللہ اور قیامت پہ ایمان رکھتی ہے اسے سوائے اپنے شوہر کے کسی میت پر تین دن (رات) سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔ صرف شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

تیسری حدیث:- میں نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ فرماتی تھیں ایک عورت بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر مر گیا اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا اس کی آنکھوں میں سُرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپؐ نے

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِي ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا۔

باب ۲۸۳ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

۴۹۴۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ

دو یا تین بار فرمایا نہیں نہیں! پھر حکم ہوا اسے چار ماہ دس دن تک منتظر رہنا چاہیئے۔ زمانۂ جاہلیت میں تو عورتیں ایک سال کے بعد مینگنیاں پھینکا کرتیں اور اس وقت عدت ختم کیا کرتیں۔

حمید کہتے ہیں میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا مینگنیں پھینکنے کا کیا مقصد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ (زمانۂ جاہلیت میں) جب عورت بیوہ ہو جایا کرتی تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں چلی جایا کرتی اور خراب کپڑے پہن لیتی خوشبو نہ لگاتی (نہ کوئی اور زینت کرتی) چنانچہ ایک سال گزر جانے پر اس کے پاس کوئی چوپایہ گدھا یا بکری یا پرندہ وغیرہ لے جایا کرتے اور وہ عورت اپنا بدن اس جانور سے رگڑتی۔ اکثر یہ جانور مر جاتا پھر باہر نکل آتی[1] اس وقت اونٹ کی ایک مینگنی اس کے ہاتھ میں دیتے وہ اپنے سامنے اسے پھینک دیتی[2] وہاں سے واپس وہ خوشبو وغیرہ جو چاہے لگا سکتی تھی[3]

امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تَفْتَضُّ بِہٖ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا "اپنا بدن اس جانور سے رگڑتی[4]"

باب سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا (منع ہے)

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از حمید بن نافع از زینب بنت ام سلمہ) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا۔ اس کی آنکھوں کے ضائع

---

[1] مُعتنی کی صورت میں بال ناخن بڑھے ہوئے میلی کچیلی غلیظ ۱۲ منہ [2] اب گویا عدت ختم ہوتی ہے ۱۲ منہ [3] نہاتی کپڑے بدلتی ناخن تراشتی ۱۲ منہ [4] کم بخت سال بھر بند اس برے حال میں وہ عورت کیا ہوتی ایک بھتنی ہو جاتی اس کے بدن پر تمام زہریلا مادہ میل کچیل کا جم جاتا اور یہی وجہ تھی کہ بدن پر رگڑنے کے بعد وہ جانور بیچارہ مر جاتا۔ واہ رے جہالت اپنی جان کو بھی تکلیف اور ایک بیچارے جانور کی اوپر سے جان لینا۔ بعضوں نے یہ معنی کیا ہے کہ اپنی شرمگاہ سے رگڑتی۔ ایک روایت میں تقبص ہے یعنی دوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی کیونکہ اس کو اپنا حال دیکھ کر شرم آتی کہ کہیں دوسرے لوگ نہ دیکھیں بعض کہتے ہیں تفتض کا معنی یہ ہے کہ اپنا سوگ اس جانور سے توڑتی بعضوں نے کہا غسل کر کے پاک صاف ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ جاہلیت کے زمانہ کی تکلیفیں بھول گئیں اول تو سال بھر تک انتظار کرنا دوسرے ایسے خراب بھونڈے اور ایسے پھٹے حال میں رہنا اور اسلام کے زمانہ میں جو آسانی ملی اس کی قدر نہیں کرتیں اب چار مہینے دس دن بھی تم سے صبر نہیں کیا جاتا۔ اتنے دن کسی حال میں گزر جائیں گے سرمہ نہ لگاؤ گی تو کیا مر جاؤ گی ۱۲ منہ

امْرَأَةٌ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوا عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلْ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا وَشَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔

ہونے کا اندیشہ[1] ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سُرمہ لگانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا نہیں سُرمہ مت لگاؤ[2] (وہ وقت یاد نہیں جب) عورت ایک سال تک خراب سے خراب کپڑے پہنتی اور بدتریں جھونپڑے میں پڑی رہتی۔ سال پورا ہونے پر اونٹ کی مینگنی اس وقت پھینکتی جب کتا سامنے سے نکلتا[3] (اگر کتا نہ نکلتا تو ٹھہری رہتی) دوبارہ آپؐ نے فرمایا چار ماہ دس دن تک سُرمہ نہ لگائے۔

حُمید کہتے ہیں میں نے زینب بنت ابی سلمہ سے یہ بھی سنا وہ ام المؤمنین ام حبیبہ سے نقل کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

۱۵۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ۔

(از مُسدد از بشر از سلمہ بن علقمہ از محمد بن سیرین) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرنا منع کر دیا گیا تھا البتہ خاوند کے لئے اس سے زیادہ کی اجازت تھی[4]

بَابٌ ۲۸۳۲ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ۔

باب سوگ والی عورت کو حیض سے پاک ہوتے وقت عود کا استعمال درست ہے۔

[1] کہیں اندھی نہ ہو جائیں اس کی آنکھوں میں درد تھا ۱۲ منہ [2] ابن منذر کی روایت میں یوں ہے اس کو سخت آشوب چشم ہوا اس کی آنکھ جانے کا ڈر ہو گیا ابن حزم کی روایت میں یوں ہے میں ڈرتا ہوں کہ اس کی آنکھ نہ چلی جائے آپ نے فرمایا پھوٹ جانے دو مگر سرمہ نہیں لگا سکتی امام مالک نے اسی کو اختیار کیا کہ سوگ والی عورت ضرورت سے بھی سرمہ نہیں لگا سکتی لیکن شافعیہ نے ضرورت سے رات کو لگانا جائز رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر آشوب چشم ہو تو سرمہ کی کیا ضرورت ہے اور بہت سی دوائیں ہیں مثلاً ایلوا پھٹکری رسوت وغیرہ ۱۲ منہ [3] خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنے کا حکم ہوا کیونکہ خاوند عورت کے لئے بڑی نعمت ہے تو اس کے جدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اتنی مدت تک رنج کرنا جائز رکھا ہے ہمارے زمانے میں جاہل مسلمانوں نے اپنی شادی بھی سوگ کی طرح کر لی ہے سوگ اس وقت ہوتا ہے جب خاوند مرجاتا ہے اور شادی میں گویا دلہن کو مارنے کی فکر کرتے ہیں اول سے مسلمان لڑکیاں بوجہ رسمی پردے کے بیچاری ضعیف وناتوان اور دائم المرض رہتی ہے اوپر سے شادی کی رسمیں اور ان بیچاریوں کا علاج کر دیتی ہیں بیچاری غریب قابل رحم لڑکی کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیتے ہیں پیشاب پاخانہ کو بھی بڑی مشکل سے اوڑھے لپیٹے قدم قدم پر گرتی ہوئی ٹھوکریں کھاتی ہوئی جاتی ہے اگر قسمت سے یہ مصیبت جھیل گئی تو آگے چل کر بیمار بنانے کی اور فکریں کی جاتی ہیں مثلاً ہاتھ پاؤں سارے بدن پر مہندی لتھیڑنا ہلدی لگانا سر سے پاؤں تک عطر میں ڈبونا پھولوں کے زیور پہنانا بھاری بھاری کپڑوں کا بدن پر لادنا ایسا سونا پہنانا جس سے پھٹیں کان۔ غرض کیا کیا رسمیں اور خرابیاں کہاں تک بخدا شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان دلہن شادی کے بعد تندرست ہو ورنہ بخار یا دق یا کھانسی یا زکام میں تو ضرور مبتلا رہتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ

۴۹۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَّحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَّكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْقُسْطُ وَالْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ۔

(از عبداللہ بن عبدالوہاب از حماد بن زید از ایوب از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں شوہر کے علاوہ اور کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے کی ہمیں ممانعت تھی صرف شوہر کے لئے چار ماہ دس دن کا سوگ تھا۔ ہم لوگ سرمہ یا خوشبو استعمال نہ کرتے تھے نہ رنگین کپڑے پہنا کرتے البتہ یمن کا رنگین کپڑا پہننے کی اجازت تھی۔ حیض سے فراغت ہوتی تو ظفار کا کچھ عود استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے کی بھی ممانعت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کُست اور قُسط ہم معنیٰ ہیں (عود کو کہتے ہیں) جیسے کافور اور قافور ہم معنیٰ ہیں[۱]۔

بَاب ۲۸۳۳ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ۔

باب سوگوار عورت یمن کے دھاری دار کپڑے (یا بننے سے قبل رنگے ہوئے کپڑے) پہن سکتی ہے۔

۴۹۴۳۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ۔ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسَّ طِيْبًا إِلَّا أَدْنٰى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ وَّأَظْفَارٍ۔

(از فضل بن دکین از عبدالسلام بن حرب از ہشام از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ سوائے شوہر کے اور کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ کرے اور سوگ میں سُرمہ یا رنگین کپڑا بھی نہ پہنے البتہ وہ کپڑا جو بننے سے پہلے رنگا ہوا ہو (یا یمنی دھاری دار کپڑا) پہن سکتی ہے۔

انصاری کہتے ہیں کہ ہشام نے بحوالہ حضرت حفصہ بنت سیرین حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے منع کیا[۲] اور خوشبو بھی استعمال نہ کرے البتہ بعد فراغت حیض تھوڑا سا عود یا ظفار[۳] استعمال کر سکتی ہے۔

---

[۱] تو کاف قاف سے اور تا طا سے بدل جاتی ہے ۱۲ منہ [۲] کسی میت پر خاوند کے سوا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے ۱۲ منہ [۳] ایک قسم کی خوشبو ہے ۱۲ منہ

باب ۲۸۳ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

۴۴۹۴۔ **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً اِنْ شَآءَتْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرَ اِخْرَاجٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ اِنْ شَآءَتْ

باب خداوندعالم کا ارشاد (آیت) تم میں سے جو لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مرجاتے ہیں تا بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

(از اسحاق بن منصور از روح بن عبادہ از شبل از ابن ابی نجیح) مجاہد سے مروی ہے کہ اس آیت میں یعنی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ یعنی وفات کی عدت کا بیان ہے۔ یہ عدت عورت کو خاوند کے گھروالوں کے پاس واجب ہے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ الْاٰيَةَ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سات مہینے بیس دن بڑھا کر سال پورا کردیا۔ یعنی خاوند کے انتقال کے بعد ایک سال تک عورت کو اختیار ہے خواہ وہ وصیت کے مطابق ایک سال تک خاوند کے گھروالوں کے پاس رہے خواہ وہاں سے چلی جائے[1]۔ غَيْرَ اِخْرَاجٍ کا یہی مطلب ہے کہ خاوند کے عزیزوں کو عورت کا نکال دینا درست نہیں[2] البتہ اگر وہ خود چلی جائے[3] تو خاوند کے گھروالوں پر کچھ گناہ نہیں۔ غرض چار ماہ دس دن تک سسرال میں عدت گزارنا واجب ہے باقی سات ماہ بیس دن عورت کا اختیار ہے۔ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت (اربعۃ اشھر وعشرا) نے اس عدت کو منسوخ کردیا جس کا ذکر متاعا الی الحول غیر اخراج کی آیت میں ہے اب

---

[1] چار مہینے دس دن پورے کرکے ۱۲ منہ [2] جب تک ایک سال پورا نہ ہو ۱۲ منہ [3] اگر عورت سات مہینے بیس دن اور یعنی ایک سال پورا ہونے تک اپنے سسرال میں رہنا چاہے تو سسرال اس کو نکال نہیں سکتے غیر اخراج کا یہی مطلب ہے یہ مذہب خاص مجاہد کا ہے انہوں نے یہ خیال کیا کہ ایک سال کی عدت کا حکم بعد میں اترا ہے اور چار مہینے دس دن کا پہلے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ناسخ منسوخ سے پہلے اترے اس لئے انہوں نے دونوں آیتوں میں یوں جمع کیا باقی تمام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی عدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کم کرکے چار مہینے دس دن رکھے اور دوسری آیت اتاری ۱۲ منہ

اِعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا۔

عورت کو اختیار میسر ہے جہاں چاہے وہ عدت گزارے[1] اور یہ قول غَیْرَ اِخْرَاجٍ بھی منسوخ ہو گیا۔ عطاء یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت کو اختیار ہے خواہ خاوند کے گھر میں عدت گزارے جیسے اس نے وصیت کی ہو خواہ وہاں سے نکل کر اور کہیں عدت گزارے[2] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر عورتیں دستور کے مطابق اپنے فائدے کی کوئی بات کریں[3] تو خاوند کے وارثو! تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

عطاء کہتے ہیں پھر اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی اس نے بھی خاوند کے گھر میں خواہ مخواہ رہنے کو منسوخ کر دیا[4] اب عورت (وفات کی) عدت جہاں چاہے وہاں گزارے[5] اور اس عورت کے مسکن کا خرچ عدت تک خاوند پر لازم نہ ہوگا۔

۴۹۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ ابْنَةِ اَبِيْ سُفْيٰنَ لَمَّا جَآءَهَا نَعْيُ اَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم از حمید بن نافع از زینب بنت ام سلمہ) ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب ان کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو (ان کی وفات کے دن کے بعد) خوشبو منگا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور (پھر) فرمایا اگرچہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ شوہر کے علاوہ اور کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ منائے صرف شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک منایا جائے۔

بَابُ ۲۸۳۵ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا اَخَذَتْ وَ

باب رنڈی کی خرچی اور نکاح

امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں[6] اگر نادانستہ ایسی عورت سے نکاح ہو جائے جو درحقیقت حرام ہے[7] تو اس عورت کو خاوند سے جدا کر دیں گے[8] مگر جو کچھ وہ لے چکی وہ اسی

---

[1] خواہ سسرال میں خواہ میکے میں ۱۲ منہ [2] کیونکہ وفات اسی طرح تین طلاق کے بعد خاوند کے گھر میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں خاوند کے گھر میں عدت کرنا اسی وقت عورت پر واجب ہے جب طلاق رجعی ہو کیونکہ خاوند کے رجوع کرنے کی امید ہوتی ہے ۱۲ منہ [3] تمہارے گھر سے نکل جائیں ۱۲ منہ [4] جیسے اس آیت فان خرجن فلا جناح علیکم نے منسوخ کر دیا تھا ۱۲ منہ [5] خواہ سسرال میں رہے خواہ میکے میں چلی جائے ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] یعنی اس سے نکاح حرام ہے جیسے ماں بہن وغیرہ ۱۲ منہ [8] کیونکہ نکاح صحیح نہیں ہوا ۱۲ منہ

لَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا۔

کا ہو چکا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملے گا۔ مگر امام صاحب کا بعد کا قول یہ بھی ہے اسے مہر مثل ملے گا[1]۔

۴۹۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از زہری از ابو بکر بن عبد الرحمٰن) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، نجومی کی شیرینی[2] (مزدوری) رنڈی فاحشہ کی خرچی[3] سے منع فرمایا۔

۴۹۴۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰو وَمُوْكِلَهُ وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ۔

(از آدم از شعبہ از عون بن ابی جحیفہ) ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدانے والی عورت، سود خوار اور سود کھلانے والے پر لعنت کی نیز کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر بھی لعنت کی۔

۴۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ۔

(از علی بن جعد از شعبہ از محمد بن جحادہ از ابو حازم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی حرام کمائی (مثلاً زنا کی کمائی) سے منع فرمایا۔

بَابٌ ۲۸۳۶ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ۔

باب وہ بیوی جس کے ساتھ صحبت کر لی گئی ہے صحبت کا کیا معنٰی ہے؟ دخول یا مس سے قبل بیوی کو طلاق دینا۔

۴۹۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ

(از عمرو بن زرارہ از اسمٰعیل از ایوب) سعید بن جبیر

---

[1] یہی اکثر علماء کا قول ہے بعضوں نے کہا جو مہر ٹھہرا تھا وہی ملے گا ۱۲ منہ [2] جو غیب کی بات بتا کر وہ کمائے ۱۲ منہ [3] یہ سب کمائیاں حرام ہیں بعضوں نے شکاری کتے کی بیع درست رکھی ہے اب جو مولوی مشائخ رنڈیوں کی دعوتیں کھاتے ہیں یا خال تعویذ گنڈے کر کے رنڈیوں سے پیسہ لیتے ہیں وہ مولوی مشائخ کاہے کو ہیں اچھے خاصے حرام خور ہیں ۱۲ منہ [4] جماع کرنا یا خلوت ہو جانا امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اوزاعی اور اہل کوفہ کا یہ مذہب ہے کہ جب عورت مرد میں خلوت ہو جائے دروازہ بند کرلے پردہ ڈال لے تو بس پورا مہر واجب ہو گیا اگر مرد اور عورت میں کوئی جماع کا مانع نہ ہو مثلاً بیماری یا روزہ یا حیض وغیرہ اور امام شافعی کا یہ قول ہے کہ پورا مہر جب ہی واجب ہوگا جب جماع کرے ۱۲ منہ

قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْءٌ لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُهٗ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ۔

کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا اگر کسی مرد نے اپنی بیوی پر زنا کاری کی تہمت لگائی (تو کیا حکم ہے؟) انہوں نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بنی عجلان کے ایک زن وشو میں (اسی طرح کے مقدمے میں) علیحدگی کرادی تھی آپ نے فرمایا تھا خدا جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ بتاؤ کون توبہ کرتا ہے؟ مگر دونوں میں سے کسی نے بھی توبہ نہ کی تو آپ نے پھر فرمایا خدا کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے لہٰذا کون توبہ کرے گا؟ مگر دونوں نے انکار کیا[1] چنانچہ آپ نے دونوں میں جدائی کرادی۔

ایوب سختیانی کہتے ہیں عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا مجھے محسوس ہوتا ہے تم نے ایک بات اس حدیث میں چھوڑ دی وہ یہ ہے کہ[2] مرد کہنے لگا اب میرا مال[3] مجھے واپس کرا دیجئے۔ آپ نے فرمایا اب تیرا مال تجھے واپس کیسے ملے گا[4]۔ یا تو تو سچا ہے (عورت نے بدکاری کی ہے) جب بھی تو اس عورت سے دخول کر چکا ہے[5]۔ اگر جھوٹا ہے تب تو بالکل مستحق نہیں ہے[6]۔

بَابُ ۲۸۳ الْمُتْعَةِ الَّتِيْ لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

باب جس عورت کا مہر مقرر نہ ہوا ہو اسے کچھ فائدہ پہنچانا[7]۔

ارشاد باری ہے "تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں سے صحبت سے پہلے اور مہر مقرر کرنے سے پہلے انہیں طلاق دے دو تو انہیں کچھ متعہ دو (فائدہ پہنچاؤ[8])

---

[1] کہنے لگے ہم سچے ہیں ۱۲ منہ [2] جب آنحضرتؐ جدو مرد میں جدائی کرادی تو[3] جو عورت کو میں نے مہر دیا ہے ۱۲ منہ [4] دو حال سے خالی نہیں ۱۲ منہ [5] یعنی اس عورت سے صحبت کر چکا ہے مہر وہیں سے باب کا پہلا مطلب نکلتا ہے مگر مخالفین کہتے ہیں دخلت بہا سے یہاں جماع مراد ہے کیونکہ دوسری روایت میں بما احللت من فرجہا ہے اور باب کا دوسرا مطلب حدیث کے مفہوم سے نکلا یعنی اگر وہ مرد اس عورت سے صحبت نہ کر چکا ہوتا تو بے شک اگر اس نے سارا مہر ادا کر دیا ہوتا تو اس سے اس کو کچھ یعنی نصف واپس ملتا ۱۲ منہ [6] کیونکہ تو نے اس عورت سے صحبت بھی کی اور پھر اس کو بدنام بھی کیا ۱۲ منہ [7] سلوک کے طور پر کچھ دینا کپڑا یا زیور یا نقد ۱۲ منہ [8] اس متعہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ حنفیہ اور عطاء اور شعبی اور نخعی کا قول ہے کہ یہ متعہ اس عورت کے لئے واجب ہے جس کا مہر مقرر نہ ہوا اور صحبت سے پہلے طلاق دے دیا جائے۔ بعضوں نے کہا کسی کے لئے متعہ واجب نہیں امام مالک سے یہی منقول ہے۔ امام بخاری کا میلان دوسرے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ

وَقَوْلِهِ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِيْنَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا۔

مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی قدرت کے مطابق دے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک۔ اللہ تعالیٰ (اسی سورت میں) فرماتے ہیں مطلقہ عورتوں کو دستور کے مطابق دینا پرہیزگاروں پر لازم ہے۔ لعان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کا ذکر نہیں کیا یعنی جب مرد طلاق دے (تو لعان والی عورت کو متعہ دینا ہوگا یا نہیں)

۴۹۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا۔

(از قتیبہ بن سعید از سفیان از عمرو از سعید بن جبیر) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد اور عورت سے کہا اب اللہ تم سے حساب لے گا[1] مرد سے فرمایا اب عورت سے تیرا کوئی تعلق نہیں رہا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ میرا مال (مجھے ملنا چاہئے) آپ نے فرمایا اب مال کیسے ملے گا؟ اگر تو سچا ہے تو بھی مال اس لطف اندوزی و مباشرت کے عوض ہے جو تو نے اس سے کی، اور اگر تو جھوٹا ہے تو بدرجۂ اولیٰ اس حق سے بعید تر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

کتاب نفقہ (بیوی بچوں کیلئے اخراجات و مصارف)

بَابُ ۲۸۳۸ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ

باب۔ بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت۔

(اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ اے پیغمبر! تجھ سے

[1] یہ متعہ مہر کے سوا ہے اس کا کوئی انداز مقرر نہیں ہے جتنا ہو سکے دے سکتے ہیں بیس درہم کم سے کم ہے اور نصف مہر سے زیادہ نہیں ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم متعہ میں دیئے ۱۲ منہ [2] جو جھوٹا ہے اس کو سزا دے گا ۱۲ منہ

قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ الْفَضْلُ۔

پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو ضروریات سے بچ رہے[1] (وہ خرچ کر دیں) اللہ اسی طرح اپنے احکامات تمہارے سامنے واضح کرتا ہے تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں خوب غور فکر کرو[2]۔

امام حسن بصریؒ کہتے ہیں (اس آیت میں) عفو سے وہ مال مراد ہے (جو اپنے ضروری خرچ کے بعد) بچ رہے[3]۔

۴۹۵۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از عدی بن ثابت) عبداللہ ابن یزید انصاری نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا آپ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں؟ ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتا ہوں) آپ نے فرمایا جب مسلمان مرد اپنی بیوی اور بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اسے صدقے کا ثواب ملے گا۔

۴۹۵۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔

(از اسمٰعیل از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے تو خرچ کرتا رہ میں تجھے دیتے جاؤں گا[4]۔

۴۹۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ

(از یحییٰ بن قزعہ از مالک از ثور بن زید از ابوالغیث)

---

[1] جو رو بال بچوں کے خرچ سے ۱۲ منہ [2] دونوں کی اصلاح کرو سبحان اللہ ہمارا دین عجیب جامع اور فضیلت والا دین ہے جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی تکمیل کا حکم ہے جورو بچوں عزیزوں کو کھلانا پلانا آپ کھانا پینا یہ دنیا کا دھندا ہے اس کے بعد جو مال بچ رہے اس سے آخرت کی تکمیل کرو یعنی اللہ کی راہ میں دو۔ افسوس کہ جس دین میں دنیا و دین دونوں کی اصلاح کا حکم تھا وہ دین والے تو خراب ہو جائیں نہ دنیا درست رکھیں نہ دین اور جن دینوں میں دنیا کی اصلاح کا ذرا بھی حکم نہ تھا نری فقیری اور درویشی تھی اس دین والے ساری دنیا کے حاکم بن جائیں ہمارے زمانے میں بعضے مسلمانوں سے کہو بھائیو! زراعت اور تجارت اور صنعت و حرفت اور تحصیل علوم اور کمالات اور ہنر میں ترقی کرو تو جواب دیتے ہیں اجی یہ دنیا کے دھندے ہیں مسلمان کو آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ ارے بے وقوفو! ہمارے دین میں تو دونوں کی اصلاح کا برابر حکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاٰخرۃ لطف یہ ہے کہ یہ ایسے مسلمان محنت سے دل چرا کر گویا یوں ٹالتے ہیں کہ ہم کو آخرت کی فکر کرنا چاہیئے اور ان ایدیوں سے آخرت کی فکر بھی ذرا نہیں ہوتی ان مسلمانوں نے آخرت کو بھی برباد کر رکھا ہے دیکھو جہاں جہاں نصاریٰ کی حکومت ہے انہوں نے اپنے دین کا بھی کیسا عمدہ انتظام کر رکھا ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک جاہل ناخواندہ شخص ان کے چرچ میں لوگوں کی امامت کرے مگر مسلمانوں میں ماشاء اللہ جیسے دنیا خراب ہے دین اس سے بھی زیادہ خراب ہے مسلمان حکومتوں میں نہ نماز کا بندوبست ہے نہ روزے کا مسلمان بادشاہ اور رئیس عید یا جمعہ تک کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے قاضی اور محتسب اور پیش امام وہ لوگ کئے جاتے ہیں جو الف کے نام بھالا نہیں جانتے مسجد میں عالموں کے موجود ہوتے ہوئے جاہل امام بن جاتے ہیں جو اپنی بھی نماز خراب کرتے ہیں اور دوسروں کی بھی۔ کیا آخرت کی یہی اصلاح ہے مسلمانو! تمہارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے نہ دین درست رہا نہ دنیا ہی ملی خسر الدنیا والاٰخرۃ اس پر یہ دعویٰ کہ ہمارے برابر دنیا میں کوئی عقل مند نہیں کیا زیب دیتا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی میرے خزانوں میں کمی نہیں۔

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوگان اور مساکین کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کرے[1] اس کا ثواب ولیا ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کر رہا ہے۔ رات بھر نماز میں کھڑا ہے اور دن کو روزہ رکھ رہا ہے[2]

۴۹۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِي مَالٌ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنْ تَدَعْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُونَ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از سعد بن ابراہیم از عامر بن سعد) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مکے میں[3] بیمار ہو گیا تھا آپؐ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مالدار ہوں[4] کیا میں اپنے سارے مال کو راہ خدا میں دینے کی وصیت کر جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا آدھے مال کی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ آپؐ نے فرمایا اچھا تہائی مال کی (راہ خدا میں وصیت کر سکتے ہو) گو تہائی مال بھی زیادہ ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر تو اپنے (مرنے کے بعد) وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج اور ہاتھ پھیلانے والا چھوڑ جائے۔ دیکھو تو جو کچھ بھی[5] خرچ کرے اس میں تجھے صدقے کا ثواب ملے گا۔ اس لقمے میں بھی ثواب ملے گا جو تو اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اور اللہ تیرا درجہ بلند کرے[6] (تجھے مجاہد حاکم بنائے) تیری وجہ سے کچھ لوگوں کو (مسلمان قوم کو) فائدہ پہنچے اور کچھ لوگوں کو (کفار کو) نقصان پہنچے[7]۔

---

[1] یتیم خانہ، محتاج خانہ بنوائے یا بیوہ فنڈ جمع کرے ۱۲ منہ [2] یتیموں اور بیواؤں اور محتاجوں کی پرورش بھی مسلمانوں نے بالکل چھوڑ دی ہے نصاریٰ نے اپنے ملکوں میں اس کا بھی خوب انتظام کیا ہے ان کی قوم کا کوئی شخص محتاجی کی وجہ سے دوسری قوموں میں جا کر نہیں ملتا لیکن مسلمانوں کی لاپرواہی کی وجہ سے ان کی بیوائیں اور یتیم بچے مجبور ہو کر عیسائیوں میں جا کر مل جاتے ہیں مسلمانی ریاستوں میں جا کر دیکھو تو عجیب منظر نظر آتا ہے بڑے بڑے امراء اور رئیس اور ان کے عالی شان محل اور مکانات پُر تکلف سواریاں پر سوار ہو کر نکلتے ہیں کوئی رئیس اور امیروں میں چار جوڑے بدلتے ہیں رات اور دن گانوں بجانوں اور ناچ کے جلسوں اور شادی بیاہ میں ہزارہا روپیہ اڑاتے ہیں مگر خود انہی کے محلوں میں یتیم لڑکے لڑکیاں اور بیوائیں بھوکی مرتی رہتی ہیں ان کی خبر تک نہیں لیتے جس اسلامی ریاست میں جا کر دیکھو نہ کوئی محتاج خانہ نظر آتا ہے نہ کوئی یتیم خانہ نہ کہیں بیوہ فنڈ کا سراغ ملتا ہے غرض عجیب اندھا دھند ہے یہ اللہ کا قہر نہیں تو اور کیا ہے ان کی عقل اندھی ہو گئی ہے ۱۲ منہ [3] جب آنحضرت حجۃ الوداع میں تشریف لے گئے تھے [4] میری ایک بیٹی ہے اور کوئی وارث نہیں ۱۲ منہ [5] اللہ کا حکم بجا لانے کی نیت سے ۱۲ منہ [6] تو ابھی گھبراتا کیوں ہے شاید تو زندہ رہے ۱۲ منہ [7] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسی پیشگوئی فرمائی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کیا سعد بن ابی وقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدت دراز تک زندہ رہے عراق کا ملک انہوں نے ہی فتح کیا کافروں کو زیر کیا اور مدت کے عرصے تک حاکم رہے رضی اللہ عنہ

باب ۲۸۳۹ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ -

۴۹۵۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ أَطْعِمْنِيْ إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ فَقَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ -

۴۹۵۶ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ -

باب بیوی بچوں کو نان نفقہ دینا واجب ہے[1]

(از عمر بن حفص از والدش از اعمش از ابوصالح) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ وہ افضل ہے جسے دے کر صدقہ دینے والا مال دار رہے[2] اور (بہرحال) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے[3] پہلے ان لوگوں کا خرچہ دے جن کا تو نگہبان ہے۔ بیوی کہتی ہے مجھے خرچ دے ورنہ طلاق دے۔ غلام کہتا ہے کھلائیے تو کام لیجئے۔ بیٹا کہتا ہے مجھے کھلائیے مجھے کس پر آپ چھوڑتے ہیں؟ میرے اخراجات برداشت کیجئے[4]۔

لوگوں نے دریافت کیا اے ابوہریرہ رض! یہ حدیث آپ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی؟ انہوں نے کہا نہیں یہ میں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے[5]

(از سعید بن عفیر از لیث از عبدالرحمن بن خالد بن مسافر از ابن شہاب از ابن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر خیرات وہی ہے کہ دینے والا خود غریب نہ ہو جائے اور صدقہ پہلے پہلے ان لوگوں کو دے جو تیری پرورش میں ہیں (جن کی کفالت تیرے ذمہ ہے)

---

[1] اسی طرح ماں باپ دادا دادی نانا نانی کا جب وہ محتاج ہوں اسی طرح اپنے غلام لونڈی کا لیکن جو دن گزر جائیں ان کا خرچ دینا واجب نہیں یہاں تک کہ اپنی بی بی کا بھی گزشتہ دنوں کا خرچ دینا واجب نہیں حنفیہ کا یہی قول ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اعتدال کے ساتھ خیرات کرے یہ نہیں کہ سارا مال لٹا دے اور پھر محتاج ہو کر بیٹھے ایک ایک سے مانگتا پھرے اور یہ جو امام حسن رض سے منقول ہے کہ انہوں نے کئی بار اپنا سارا اسباب خیرات کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو آئندہ دوسری آمدنی کی امید تھی تو گویا مالدار رہے ۱۲ منہ [3] اوپر والا دینے والا ہاتھ اور نیچے والا مانگنے والا ہاتھ ۱۲ منہ [4] مطلب یہ ہے کہ سب لوگوں کو خرچ دینا خیرات پر مقدم ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بیٹے کا خرچہ باپ پر واجب ہے جب بیٹا نابالغ اور محتاج ہو یا بالغ ہو مگر محتاج ہو اسی طرح باپ کا بیٹے پر ۱۲ منہ [5] تو اتنی عبارت مندرج ہوگی گویا حدیث وہاں تک ختم ہوگئی وابدأ بمن تعول تک۔ بعضوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ انکار کی راہ سے کہا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں تو کیا میں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے؟ ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۸۴ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ۔

باب اپنے اہل وعیال کے لئے ایک سال کے اخراجات جمع کر دینا اور ان کا طریقۂ خرچ[1]

۴۹۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِيْ مَعْمَرٌ قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ اَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِيْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَيَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ۔

(از محمد بن سلام از وکیع از ابن عیینہ) معمر کہتے ہیں مجھ سے سفیان ثوری نے دریافت کیا کہ وہ آدمی جو اپنے بیوی بچوں کے اخراجات سال بھر یا اس سے کم کے لئے جمع کر لے اس شخص کے متعلق کچھ معلوم ہے کیا حکم ہے؟ معمر کہتے ہیں مجھے اس وقت کسی حدیث کا خیال نہیں آیا پھر مجھے وہ حدیث یاد آئی جو ابن شہاب نے مجھ سے بیان کی انہوں نے مالک بن اوس سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر (ایک یہودی قبیلہ) کے باغ بیچ[2] کر اس کی آمدنی سے ازواج مطہرات کی ایک سال کی خوراک رکھ چھوڑتے تھے[3]۔

۴۹۵۸ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِّنْ حَدِيْثِهٖ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ اِذْ اَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَاُ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عُثْمٰنَ وَ

(از سعید بن عفیر از لیث از عُقیل) ابن شہاب مالک بن اوس بن حدثان سے روایت کرتے ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں پہلے محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے امام مالک رح کی یہ حدیث کچھ بیان کی تھی پھر میں خود مالک بن اوس کے پاس گیا ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ایک بار میں گھر میں تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک شخص مجھے بلانے کے لئے آیا۔ میں روانہ ہوا اور حاضر خدمت ہوا میں نے دیکھا ان کا دربان یرفا نامی آکر کہنے لگا آپ عثمان بن عفان، عبد الرحمن بن عوف

---

[1] باب کا دوسرا ترجمہ حدیث سے نہیں نکلتا یہ جو باب کی حدیث میں ہے کہ آپ سال بھر کا خرچ رکھ لیتے یہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ آپ کل کے لئے کچھ نہ رکھتے کیوں کہ دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خاص اپنے نفس کے لئے کچھ نہ رکھتے اب یہ جو روایت ہے۔ کہ وفات کے وقت آپ کی زرہ کچھ جو کے بدل ایک یہودی پاس گرو تھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ سال بھر کا خرچہ اہل وعیال کا نکال رکھتے مگر غیر معمولی مہمانوں کے آجانے سے وہ سال سے پیشتر ہی اٹھ جاتا تو قرض لینے کی ضرورت پڑتی قسطلانی نے کہا بال بچوں کے واسطے سال بھر کا خرچہ یا غلہ فراہم کرنا اور رکھ چھوڑنا توکل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سید المتوکلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور اسباب کا ترک کرنا توکل کے لئے ضرور نہیں ہے بلکہ منع ہے اسباب حاصل کرکے بھروسہ اللہ پر رکھے جو مسبب الاسباب ہے یہی توکل ہے ۱۲ منہ [2] جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئے تھے ۱۲ منہ [3] باقی جہاد وغیرہ کے سامان میں صرف کرتے ۱۲ منہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَّسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ
نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا
فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ
لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا
فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ
يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا
فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمٰنُ وَأَصْحَابُهٗ يَا أَمِيْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا
مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ
الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ
تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُّرِيْدُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ
الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ
وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ
أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ
رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ
بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ مَآ
أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ
فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا

زبیر اور سعد بن ابی وقاص آپ سے ملنا چاہتے ہیں، اجازت طلب
کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ یرفا نے انہیں اجازت دی۔
وہ حضرات آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کرکے بیٹھ گئے۔ یرفا
تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور کہنے لگا آپ سے علیؓ اور عباسؓ ملنا
چاہتے ہیں (آپ اجازت دیتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔
چنانچہ یرفا نے انہیں اجازت دی وہ بھی اندر آکر سلام کرکے بیٹھ گئے
حضرت عباس رضی اللہ نے کہا اے امیر المومنین میرا اور علیؓ کا
فیصلہ کر دیجئے۔ یہ سن کر دوسرے مصاحبوں یعنی حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بھی کہا اے امیر المومنین ان کا فیصلہ
کر دیجئے (بہتر ہے) دونوں کو آرام ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا ٹھہرو (جلدی نہ کرو) میں تمہیں اس خداوند کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم
زمین و آسمان قائم ہیں۔ تم یہ جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا (جو مال و اسباب) ہم
چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے تئیں (اور دوسرے انبیاء کو) مراد لیا۔ حضرت عثمانؓ اور انکے ساتھیوں
نے کہا بیشک [1] پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہو کر
فرمانے لگے میں تم دونوں کو بھی خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تم دونوں جانتے ہو
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا بیشک۔ آپ نے
یونہی فرمایا ہے تب حضرت عمرؓ نے کہا (ٹھہرو) اب میں تم سے اس جائیداد کی
حقیقت بیان کرتا ہوں (جس پر تم دونوں جھگڑ رہے ہو) ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ
نے خاص اپنے پیغمبر کیلئے یہ حکم دیا تھا کہ جو جائیداد کفار سے بغیر جنگ میسر آجائے
(یعنی فے) وہ پیغمبر کی ہوگی۔ دوسرے کسی کے لئے نہیں دیا [2]۔ اللہ تعالیٰ نے (سورہ حشر
میں) فرمایا فما اوجفتم علیه من خیل۔ قدیرؒ تک تو یہ جائیداد یں [3]

[1] ہم جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے ۱۲ منہ [2] آپ کے بعد اور کسی خلیفہ یا بادشاہ کو یہ حق حاصل نہیں ۱۲ منہ [3] جو میں نے تم دونوں کے سپرد کردی ہیں بنی نضیر فدک و خیبر وغیرہ ۱۲ منہ

اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ تَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا

خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں (اور کسی مسلمان کا اس میں حق نہ تھا مگر) آپؐ نے اس پر بھی ان جائیدادوں میں سے کوئی دولت اپنی ذات کے لئے نہیں جوڑی نہ ان کی آمدنی خاص اپنے لئے رکھی بلکہ[1] سے تم ہی لوگوں پر خرچ کرتے تھے، تم ہی لوگوں کو دیتے تھے۔ یہ وہی جائیدادیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچ رہی تھیں۔ آپ یوں کرتے کہ اپنی ازواج کا سال بھر کا خرچ ان میں سے نکال لیتے اور جو بچ رہتا وہ مسلمانوں کے عام کاموں میں خرچ کیا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر یہی معمول رکھا۔ عثمانؓ اور ان کے ساتھیو! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں یہ تمہیں معلوم ہے کہ نہیں۔ انہوں نے کہا بے شک معلوم ہے (اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا علیؓ اور عباسؓ میں تمہیں بھی خدا کی قسم دیتا ہوں تمہیں یہ معلوم ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا بیشک معلوم ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (دنیا سے) اٹھا لیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان جائیدادوں کو اپنے قبضے میں رکھ کر اسی طرح خرچ کرتے رہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں خرچ کیا کرتے تھے اس وقت علیؓ اور عباسؓ تم دونوں یہ خیال کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کیا[2] مگر اللہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس جائیداد کے متعلق کیا (وہ درست کیا) وہ راست باز نیک بخت، انصاف پسند، حق پر چلنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دنیا سے اٹھا لیا۔ میں نے کہا اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کا جانشین ہوں، میں نے بھی شروع شروع دو سال ان جائیدادوں کو اپنے قبضے میں رکھا اور جو جو خرچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کیا کرتے تھے انہی میں خرچ کیا بعد ازاں (علیؓ اور عباسؓ) تم دونوں

[1] اپنی بیبیوں وغیرہ کا خرچ نکال کر بچ رہتا تھا ۱۲ منہ [2] یعنی برا کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ ہمارے حوالے نہیں کیا ۱۲ منہ

جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَى هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ فَقَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا

میرے پاس آئے۔ اس وقت تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی ایک بات تھی[1] اے عباسؓ تم نے تو یہ کہا میرے بھتیجے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں سے میرا حصہ دلاؤ اور علیؓ تم نے یہ دعویٰ کیا کہ میری بیوی (یعنی حضرت فاطمہؓ) کا حصہ ان کے مال میں سے مجھے دلاؤ۔ میں نے تمہیں یہی جواب دیا تھا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ جائیداد اس شرط پر تمہارے حوالے کئے دیتا ہوں،[2] تم اللہ کا نام لے کر پختہ عہد و پیمان کرو کہ تم اسے دینی کاموں پر خرچ کرو گے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خرچ کرتے رہے اور جن میں میں خود اپنی شروع خلافت سے اب تک خرچ کرتا رہا۔ اگر یہ اقرار کرتے ہو تب تو میں یہ جائیداد تمہارے سپرد کئے دیتا ہوں ورنہ اس جائیداد کی گفتگو چھوڑ دو۔ تم نے کہا اسی شرط پر یہ جائیداد ہم دونوں کے حوالے کر دو میں نے تم دونوں کے حوالے کر دی۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اے عثمانؓ اور اس کے ساتھیو! کیا میں نے اس شرط پر جائیداد ان دونوں کے حوالے کر دی یا نہیں؟ وہ بولے بے شک۔ پھر آپ نے علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے تمہیں اسی شرط پر تم دونوں کو یہ جائیداد دی تھی؟ انہوں نے کہا بے شک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا کوئی اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو[3]؟ قسم اس پروردگار کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں قیامت تک اس جائیداد کے متعلق کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کرنے والا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم سے اس جائیداد کا انتظام نہیں ہو سکتا[4] تو بہتر ہے جائیداد میرے حوالے کر دو میں اس کا بھی بندوبست آپ ہی کر لوں گا[5]۔

بَابُ ۲۸۴۱ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ

باب ارشاد الٰہی "جو شخص دودھ کی مدت پورا کرنا چاہے تو دو برس تک مائیں دودھ پلائیں۔

(سورۂ بقرہ)

---

[1] آپس میں کوئی تکرار نہ تھی ۱۲ منہ [2] یں ذاتی ملک املاک کی طرح یہ جائیداد تم دونوں میں تقسیم کر دوں یہ نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [3] اور آپس میں دونوں لڑتے بھڑتے رہو ۱۲ منہ [4] جہاں اور خلافت کے سینکڑوں کام کرتا ہوں ۱۲ منہ

يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ إِلَى قَوْلِهِ بَصِيرٌ وَّقَالَ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا وَّقَالَ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ إِلَى قَوْلِهِ يُسْرًا وَّقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُولَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَآءً وَّأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبٰى بَعْدَ أَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَّفْسِهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ أَنْ يُّضَآرَّ بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَّهَا إِلَى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يَّسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ

اور فرمایا حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ مقرر کی گئی ہے (سورۂ احقاف)

نیز ارشاد ہوتا ہے اگر تم دونوں شوہر بیوی دودھ پلانے میں ضد اور تنگی کروگے تو کوئی دوسری عورت اس کے بچے کو دودھ پلائے گی، جسے اللہ نے گنجائش دی ہو وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے الآیۃ[1]

یونس نے زہری سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا یعنی عورت اپنے بچے کی وجہ سے بچے کے باپ کو نقصان نہ پہنچائے، اس کی صورت یہ ہے مثلاً عورت بچے کو دودھ پلانے سے انکار کرے[2]۔ حالانکہ ماں کا دودھ بچے کی اچھی غذا ہے اور ماں کو اپنے بچے پر شفقت اور محبت ہوتی ہے وہ دوسری عورت کو کہاں ہوگی، تو ماں کو دودھ پلانے سے انکار نہ کرنا چاہیئے جب بچے کا باپ اس کا حق ادا کرے (روٹی کپڑا ادا کرے) اسی طرح فرمایا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهُ بِوَلَدِهٖ یعنی باپ اپنے بچے کی وجہ سے ماں کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی صورت یہ ہے مثلاً باپ بچے کی ماں کو دودھ پلانے سے روکے اور خواہ مخواہ دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لئے مقرر کرے، البتہ اگر ماں باپ دونوں اپنی خوشی سے کسی دوسری عورت

[1] پہلی آیت سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ ماں کو اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے یا کوئی آیا نہ ملے یا باپ محتاج ہو اور آیا کا مقدور نہ رکھتا ہو اس آیت سے وہ مائیں مراد ہیں جن کو خاوند نے طلاق دیدیا ہو تو ایسی عورتوں کو دودھ پلائی کی اجرت خاوند کو دینا ہوگی دوسری آیت میں دودھ پلانے کی مدت مذکور ہے اس آیت کو اور سورۂ لقمان کی اس آیت وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ دونوں کو حضرت علیؓ نے ملا کر یہ نکالا ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں تیسری آیت میں یہ مذکور ہے کہ خاوند دودھ پلائی کی اجرت اپنے مقدور کے موافق دے ۱۲ منہ [2] اس کو عبداللہ ابن وہب نے اپنی جامع میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] یا اتنی اجرت طلب کرے جو خاوند کے مقدور میں نہیں ۱۲ منہ

أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فِصَالُهُ فِطَامُهُ -

کو دودھ پلانے کے لئے مقرر کرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اگر ماں باپ دونوں اپنی خوشی سے مشورہ کر کے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو بھی ان پر کچھ گناہ نہ ہوگا (گو ابھی مدت رضاعت باقی ہو) فصالہ کا معنی دودھ چھڑانا

بَابٌ ۲۸۴۲ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ -

باب اگر شوہر غائب ہو تو عورت کیسے خرچ کرے؟

اولاد کے اخراجات کا بیان[1]

۴۹۵۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ -

(از ابن مقاتل از عبداللہ از یونس از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہندہ[2] رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایک نہایت بخیل انسان ہے (اس کی عدم موجودگی میں) اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کس طرح کھلا سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا دستور کے مطابق تو اس کے مال میں سے لے سکتی ہے[3]۔

۴۹۶۰ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ -

(از یحیٰی از عبدالرزاق از معمر از ہمام) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے بغیر اس کی اجازت کے (معمولی) خیرات کرے تو خاوند کو بھی آدھا ثواب ملے گا[4]

بَابٌ ۲۸۴۳ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا -

باب عورت کا اپنے گھر میں کام کاج کرنا۔

۴۹۶۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(از مسدد از یحیٰی از شعبہ از حکم از ابن ابی لیلی) حضرت علی رضی اللہ

---

[1] اگر خاوند کہیں چل دیا ہو اور اس کا پتہ معلوم ہو تو عورت اپنے شہر کے قاضی کے پاس جائے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ کر جہاں اس کا خاوند ہو خرچہ منگوا دے اگر یہ ممکن نہ ہو جیسے زمانہ میں ہے کہ ہر ایک ملک میں کافر مسلط ہیں اور بیچارے قاضیوں کو ایک دمڑی برابر اختیار ان کافروں نے نہیں دیا ہے تو عورت اپنے شہر کے قاضی کو اطلاع دے اور وہ نکاح فسخ کر دے رویانی نے کہا اسی پر فتویٰ ہے اگر خاوند کا بالکل پتہ نہ ہو جب بھی قاضی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے اسی طرح اگر خاوند مفلس ہو اور نان نفقہ نہ دے سکتا ہو ۱۲ منہ

[2] جو عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی معاویہ رض کی والدہ تھی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے یہ نکلا کہ ضرورت کے وقت عورت خاوند کا مال لے اس کی اجازت کے خرچ کر سکتی ہے ۱۲ منہ

[4] یہ حدیث اوپر گزر چکی مراد وہی خیرات ہے جو معمولی ہوتی ہے جس کی خاوند کی طرف سے اجازت ہوتی ہے مثلاً فقیر کو ایک آدھ پیسہ یا روٹی دینا ۱۲ منہ

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

عنہما کہتے ہیں کہ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تاکہ چکی پیستے پیستے جو ہاتھوں کا حال ہو گیا تھا اس کی شکایت کریں۔ انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باندیاں اور غلام آئے ہیں۔ اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ملے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال بیان کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ذکر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (رات کو) اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں پر (سونے کے لئے) جا چکے تھے۔ ہم نے چاہا کہ اٹھ بیٹھیں لیکن آپ نے فرمایا نہیں اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپ آکر میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک میری پیٹھ کو لگی۔ آپ نے فرمایا لونڈی غلام جو تم چاہتے ہو اس سے بہتر بات میں تمہیں بتاؤں۔ جب تم اپنے بستر پر سونے لگو یا بستر پر جا کر سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ یہ لونڈی غلام سے تمہارے لئے بہتر ہے[1]۔

بَابُ ۳۸۸ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

باب عورت کے لئے نوکر رکھنا

۴۹۶۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا

(از حمیدی از سفیان از عبید اللہ بن ابی یزید از عبد الرحمن بن ابی لیلی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں، ایک خادم چاہتی تھیں۔ (جو گھر کا کام کاج کرے) آپ نے فرمایا

[1] تو آپ سے ایک لونڈی یا غلام لیں گے ۱۲ منہ [2] اللہ تم کو کام کاج کی طاقت دے گا اور خادم کی احتیاج نہ رہے گی سبحان اللہ ہماری بادشاہزادی نے دنیا میں اس طرح سے بسر کی یوں تکلیف سے کاٹی کہ اپنے ہاتھ سے چکی پیس لیتیں پانی بھر لیتیں کھانا پکا لیتیں پھر دوسری عورتوں کی کیا حقیقت ہے جو اپنے تئیں بڑی خاندانی سمجھ کر ان کاموں سے ننگ و عار کریں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے سودا لے کر اپنے ہاتھ میں اٹھا لاتے حالانکہ صدہا خادم آپ پر اپنی جان نثار کرنے کو موجود تھے اگر ان حدیثوں کو دیکھ کر بھی کسی کو آپ کے سچے پیغمبر ہونے میں شبہ رہے تو وہ بڑا بدبخت اور بد نصیب ہے ۱۲ منہ

السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ تُسَبِّحِينَ اللهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدِينَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرِينَ اللهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ۔

میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو تیرے لئے خادم سے بہتر ہے؟ جب تو سونے لگے تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیا کر۔

پھر سفیان بن عیینہ (اس حدیث میں) یوں کہنے لگے ان تینوں کلموں میں سے کوئی کلمہ ۳۴ بار کہہ لیا کر۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں ہر رات یہ کلمات (سوتے وقت) کہتا رہا۔ کبھی نہیں چھوڑے۔ لوگوں نے دریافت کیا کیا جنگ صفین کی شب میں بھی یہ ورد ترک نہیں کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس شب میں بھی نہیں چھوڑا۔

بَابُ ۲۸۴۵ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ۔

باب مرد کا اپنے گھر کے کام کاج انجام دینا

۴۹۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ۔

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ از حکم بن عتیبہ از ابراہیم) اسود بن یزید سے مروی ہے۔ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ تو فرمایا کہ گھر کے کام کاج کرتے رہتے۔ آذان کی آواز سن کر (نماز کے لئے) باہر تشریف لے جاتے۔

بَابُ ۲۸۴۶ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ۔

باب اگر شوہر اپنی بیوی کو اخراجات نہ دے تو شوہر کی لاعلمی میں بھی اپنے اور بچوں کے خرچ کے مطابق بیوی اس کے مال میں سے خرچہ لے سکتی ہے۔

لہ جہاں معاویہ بن ابی سفیان سے بڑی جنگ ہوئی تھی حالانکہ وہ سخت پریشانی کا وقت تھا۔ ابن بطال نے بعضے شیوخ سے نقل کیا کہ عورت پر گھر کے کام کاج کے لئے جبر نہیں ہو سکتا اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خاوند پر ان کاموں کا بندوبست لازم ہے اور طحاوی نے اس پر بھی اجماع نقل کیا ہے کہ مرد عورت کے خادم کو گھر سے نہیں نکال سکتا اور شافعیہ نے کہا ہے کہ مرد پر عورت کے خادم اور عورت دونوں کا نفقہ لازم ہے اگر مرد اتنا مقدور رکھتا ہو اور اہل ظاہر نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں مرد پر عورت کے خادم کا بندوبست لازم نہیں گو عورت بادشاہِ وقت کی بیٹی ہو اور جمہور علماء اس آیت سے دلیل لیتے ہیں وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۱۲ فتح ملخصًا۔

۴۹۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَآ اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

(از محمد بن مثنی از یحیٰی از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہندہ بن عتبہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوسفیان (میرا شوہر) ایک سخت بخیل آدمی ہے اور میری ضرورت کے مطابق میرا اور میری اولاد کا خرچ نہیں دیتا لہٰذا میں اس کی لاعلمی سے کچھ لے لیتی ہوں، آپؐ نے فرمایا دستور کے مطابق اتنا لے لے جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔

بَابٌ ۳۸۴ حِفْظِ الْمَرْاَةِ زَوْجِهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ

باب بیوی کا شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور بیوی کا نان نفقہ۔

۴۹۶۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَآءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعٰوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابن طاؤس از والدش و ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شتر سوار قبیلوں کی عورتوں میں سے بہتر اور نیک عورتیں قریش کی ہیں یہ اپنی اولاد پر ان کے عہد طفلی میں بہت مہربان اور خاوند کے مال اسباب کی بخوبی نگہبان ہوتی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے[1]۔

بَابٌ ۳۸۵ كِسْوَةِ الْمَرْاَةِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

باب عورتوں کو حسب دستور کپڑا دینا چاہیئے۔

۴۹۶۶۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اٰتٰى اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از حجاج بن منہال از شعبہ از عبد الملک بن میسرہ از زید بن وہب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے ایک ریشمی جوڑا (بطور تحفہ) بھیجا[2]۔ میں نے پہن لیا آپؐ نے جب دیکھا تو غصہ آگیا، میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں

[1] معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام احمد اور طبرانی نے اور ابن عباس کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھ کو عنایت کیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔

بَابٌ ۲۸۴ عَوْنِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهٖ۔

۴۹۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ أَوْ قَالَ خَيْرًا۔

بَابٌ ۲۸۵ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهٖ۔

میں تقسیم کر دیا۔

باب شوہر کے بچوں کی نگہداشت میں عورت کا شوہر کو مدد دینا۔

(از مسدد از حماد بن زید از عمرو) حضرت جابر بن عبد اللہ رض کہتے ہیں کہ میرے والد نے انتقال کے وقت سات یا نو لڑکیاں چھوڑیں چنانچہ ایک بیوہ عورت کے ساتھ میں نے نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے۔ تو فرمایا بھلا کنواری سے کیوں نہ کیا؟ کہ وہ تمہارے ساتھ اور تم اس کے ساتھ کھیلتے، وہ تجھ سے دل لگی کرتی تو اس سے کرتا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں[1]، تو یہ نامناسب معلوم ہوا کہ ان کے دیکھ بھال کے لئے انہیں کی برابر کی لڑکی لاؤں یہ سوچ کر میں ایسی عورت لایا کہ ان کی دیکھ بھال کے ساتھ انہیں سلیقہ بھی سکھاتی رہے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے یا فرمایا بھلائی عطا فرما[2]۔

باب مفلس آدمی کا اپنے بال بچوں کے مصارف برداشت کرنا۔

---

[1] یعنی اپنی رشتہ دار عورتوں کو کیونکہ حضرت علی رض کی بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سوا حضرت فاطمہ زہراء رض کے اور کوئی عورت نہ تھی دوسری روایت میں یوں ہے میں نے فاطموں کو بانٹ دیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی رض کی والدہ اور فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہن ۱۲ منہ [2] یعنی اس اولاد کی تعلیم و تربیت میں جو اس کے پیٹ سے نہ ہو حالانکہ باب کی حدیث میں جابر کی بی بی کی جابر کی بہنوں کی تعلیم و پرورش میں مدد نکلتی ہے مگر اولاد کو بھی بہنوں پر قیاس کیا یہ خدمت کچھ عورت پر واجب نہیں ہے جیسے ابن بطال نے کہا ملکہ اگر عورت ایسا کرے تو اس کی مروت اور خوش خلقی ہے ۱۲ منہ [3] ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک جہاندیدہ عورت کی ضرورت تھی ۱۲ منہ [4] جابر رض کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بہت برکت دی ان کا قرضہ بھی سب ادا کرا دیا ہمیشہ خوش و خرم رہے اور سب سے بڑی برکت یہ ہوئی کہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منظور نظر رہے ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض کے ساتھ ایک پہاڑ کی چوٹی پر تشریف رکھتے ہیں اور میں اور ایک اور آدمی اس پہاڑ کے نیچے ایک مقام پر وضو کر رہے ہیں میں نے اس شخص سے پوچھا تم کون شخص ہو انہوں نے کہا میں جابر بن عبد اللہ انصاری ہوں میں نے کہا کیا خوب تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پہچانتے ہو۔ بھلا بتلاؤ تو یہ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر نظر آتے ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں حضرت جابر رض نے آپ کی طرف اشارہ کیا آپ اس وقت سفید عمامہ باندھے ہوئے تھے میں نے دور سے آپ کو دیکھا پھر یہ خواب ختم ہو گیا ۱۲ منہ [5] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باب کی حدیث میں اس مفلس شخص سے فرمایا جس پر رمضان کا کفارہ تھا جب تھا جاؤ تم میاں بی بی اس کھجور کے زیادہ حقدار ہو دوسری روایت میں یوں ہے تو بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا تو آپ نے کفارہ کی ادائیگی پر اس کے گھر والوں کا کھانا مقدم سمجھا یا اس شخص نے کفارہ کے وجوب کے ساتھ اپنے گھر والوں کے خرچ کا اہتمام کیا اور ان کی محتاجی ظاہر کی اگر گھر والوں کو کھلانا ضروری نہ ہوتا

۴۹۶۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِي قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا۔

(از احمد بن یونس از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از حمید بن عبدالرحمان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں تو تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا کیا ہوا! وہ کہنے لگا میں رمضان میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا آپ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر دے وہ کہنے لگا میرے پاس غلام نہیں۔ آپ نے فرمایا دو مہینے لگاتار روزے رکھ اس نے عرض کیا یہ بھی میری طاقت سے باہر ہے پھر فرمایا اچھا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے وہ کہنے لگا اس کی بھی حیثیت نہیں۔ اتنے میں کوئی شخص کھجوروں کا تھیلا[1] لے آیا اور بارگاہ نبوی میں پیش کیا آپ نے فرمایا وہ شخص کہاں چلا گیا؟ اس نے خود عرض کر دیا میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا لو اور یہ لے کر صدقہ کر دو۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ اپنے سے زیادہ ضرورت مند کو دینا چاہیے، مگر یا رسول اللہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا مدینے کے دونوں پتھریلے میدانوں میں کوئی کنبہ ہم سے زیادہ غریب حاجتمند نہیں یہ سن کر آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا اچھا پھر خود تم ہی صرف کر لو[2]۔

بَاب ۲۸۵ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔

باب ارشاد باری تعالیٰ بچے کے وارث پر بھی یہی لازم ہے[3] کیا عورت پر کوئی اجرت واجب ہے[4] نیز ارشاد باری تعالیٰ "اللہ تعالیٰ دو مردوں کی مثال بیان کرتا ہے ایک گونگا ہے جو کچھ قدرت نہیں رکھتا صراط مستقیم تک۔

---

[1] اس میں پندرہ صاع کھجور ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب الصوم میں گزر چکی ۱۲ منہ [3] اگر بچہ کا باپ مر جائے ۱۲ منہ [4] یعنی دودھ پلانے والی کا نان نفقہ خرچ وغیرہ دینا اس مسئلہ میں اختلاف ہے یعنی جب بچہ کا کچھ مال نہ ہو تو اس کی پرورش کا خرچہ کون دیگا امام احمد کے نزدیک اس بچہ کے وارث دیں گے اور حنفیہ کے نزدیک ہر ایک محرم رشتہ دار اور جمہور کے نزدیک وارثوں کو یہ خرچہ دینا ضرور نہیں اور وعلی الوارث مثل ذلک کے معنے انہوں نے یہ کئے ہیں کہ وارث بھی کسی کو نقصان نہ پہنچائے زید بن ثابت نے کہا ہے کہ اگر بچہ کی ماں اور چچا دونوں ہوں تو ہر ایک بقدر اپنے حصہ وراثت کے اس کا خرچہ اٹھائے گا یہ باب لا کر امام بخاری نے زید کا قول رد کیا کہ عورت کی مثال گونگے کی سی ہے اور گونگے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا لایقدر علی شیٔ تو عورت پر کوئی خرچہ واجب نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

۴۹۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از وہیب از ہشام از والدش از زینب بنت ابی سلمہ) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے (بارگاہ نبوی میں) عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ابوسلمہ (سابقہ شوہر) کے بیٹوں پر کچھ خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا؟ اور میں ان کی خبرگیری کیسے ترک کروں وہ میرے ہی تو بیٹے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تو جو کچھ ان پر خرچ کرے گی اس کا ثواب تجھے ملے گا[1]

۴۹۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ هِنْدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ قَالَ خُذِي بِالْمَعْرُوفِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہندہ رضی کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ (میرا شوہر) ایک کنجوس آدمی ہے اگر میں اپنے اور اپنے بیٹوں کی ضرورت کے مطابق اس کے مال میں سے لے لوں تو مجھ پر کچھ گناہ تو نہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا دستور کے مطابق تو لے سکتی ہے[2]

بَابُ ۲۸۵۲ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو شخص قرض یا بیکس[3] اولاد چھوڑ جائے تو ان کا انتظام کرنا میرے ذمے ہے

۴۹۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جو مقروض ہو کر مرجاتا تو آپؐ دریافت فرماتے آیا اس نے ادائیگی قرض کے لئے مال چھوڑا ہے یا نہیں؟ اگر لوگ کہتے چھوڑا ہے تو آپؐ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرما دیتے تم اپنے ساتھی پر نماز

---

[1] تو حدیث سے یہ نکلا کہ ماں پر اپنی اولاد کا خرچہ واجب نہیں ہے اگر تبرع کے طور پر خرچ کرے تو تو ثواب ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اولاد کا خرچ باپ پر ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہندہ کو یہ حکم دیتے کہ بیٹوں کا آدھا خرچہ تو دے اور آدھا ابوسفیان کے ۱۲ منہ [3] جن کی خبر نہ لی جائے تو ہلاک ہو جائیں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَ اِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ۔

پڑھ لو (آپ نہ پڑھتے) پھر جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات ملکی کا سلسلہ وسیع کر دیا (روپیہ آنے لگا) تو آپؐ نے فرمایا مومنوں کا خیال مجھے ان کی ذات سے زیادہ ہے اب اگر کوئی مومن مر جائے اور قرضہ چھوڑ جائے تو اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے اور جو مومن جائیداد چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کی ہے[1]۔

بَابُ ۲۸۵۳ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَ غَيْرِهِنَّ۔

باب لونڈی اور آزاد دونوں دودھ پلا سکتی ہیں۔

۴۹۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ اُخْتِيَ ابْنَةَ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَ اَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ اُخْتِيْ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ ابْنَةَ اَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حِجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ از زینب بنت ابی سلمہ) ام المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ میری بہن سے نکاح کر لیجئے جو ابوسفیان کی بیٹی ہے، آپؐ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! میں اب بھی تو آپؐ کے گھر اکیلی نہیں (اور بھی میری سوکنیں ہیں) تو میری بہن کو فائدہ پہنچے تو غیروں کی نسبت مجھے بہتر محسوس ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن تیری بہن سے نکاح کرنا مجھے درست نہیں[2]۔ پھر میں نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ تو یہ باتیں کر رہے تھے کہ آپؐ ابوسلمہ کی بیٹی دُرہ سے نکاح کرنے والے ہیں، آپؐ نے فرمایا اُم سلمہ کی بیٹی سے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا (دُرہ تو میری اہلیہ ہے) اگر میری اہلیہ نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے درست نہ ہوتی وہ تو میری رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ دونوں ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے، لہٰذا اپنی بیٹیوں

---

[1] اس سے یہ مقصود ہے کہ لوگ قرض کی فکر رکھیں، وہ زندگی ہی میں اس کو ادا کر جائیں اگر زندگی میں ادا نہ کر سکیں تو قرضہ کے ادائگی کے موافق جائیداد چھوڑ جائیں اس باب کے یہاں لانے سے امام بخاری کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی مسلمان اولاد چھوڑ جائے اور ان کی پرورش کے لئے کوئی جائیداد نہ ہو تو حاکم اسلام بیت المال میں سے ان کی پرورش کرے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر گزر چکی اس بیان ہو چکا ہے کہ مسلمان لوگ اگلے زمانہ میں جو اسلامی سلطنت کی دل و جان سے خیر خواہی کرتے تھے اس کے بچانے کیلئے اپنے خون بے دریغ بہاتے تھے تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کو معلوم تھا کہ ہمارے بال بچوں کی پرورش خزانہ سلطنت سے ہوگی ہمارا قرضہ بھی خزانہ سلطنت ادا کر دیگا پھر کیا فکر ہے اللہ کی راہ میں جان دینا اور غازی اور شہید کا ثواب حاصل کرنا اس سے بڑھ کر کونسی نعمت ہوگی مگر جب کہ زمانہ میں مسلمان بادشاہوں نے یہ ستم کیا کہ خزانہ سلطنت کو اپنی ملک سمجھ لیا لگے اپنی عیش و عشرت میں اڑانے اب لوگوں نے کہا جب بادشاہ سلامت خود تو عیش و عشرت کرتے ہیں اور ہماری راحت و تکلیف کی ذرا بھی ان کو پرواہ نہیں ہے تو ایسے بادشاہ سے ہم کیوں ہمدردی کریں اب بادشاہ صاحب کا ساتھ مصیبت میں صرف ان کی نوکر فوج دینے لگی عام رعیت نے مدد چھوڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ان پر غالب آگئے سارا ملک غنیم کے قبضے میں آگیا اور اپنی بداعمالیوں سے ملک و قوم کو غیر قوموں کا غلام بنا دیا [3] کہ دوسری سوت آنا گوارا نہ کروں ۱۲ منہ [4] جب تو میرے نکاح میں سے سالی [5] جن آپ خبر نہ لی جاتے تو ہلاک ہو جائیں ۱۲ منہ

الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ۔

اور بہنوں کو میرے لئے منتخب نہ کیا کرو!

شعیب بحوالہ زہری از عروہ کہتے ہیں ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَقَوْلِهٖ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَقَوْلِهٖ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طعام کے آداب و اقسام[2]

ارشاد باری تعالیٰ ہے "کھاؤ وہ کھانے جو ہم نے تمہیں پاک قسم کے عطا کئے" نیز فرمایا "جو پاکیزہ مال کھاؤ ان میں سے خرچ کرو" نیز ارشاد فرمایا "پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے اعمال بجا لاؤ، میں تمہارے کام خوب جانتا ہوں"۔

۴۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي الْأَسِيْرُ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از منصور از ابو وائل) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے پیاسے کو کھانا کھلاؤ (پلاؤ) بیمار کی عیادت (مزاج پرسی) کرو، قیدی کو رہا کراؤ

سفیان کہتے ہیں عانی سے مراد قیدی ہے۔

۴۹۷۴۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ

(از یوسف بن عیسیٰ از محمد بن فضیل از والد[3] از ابو حازم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی کہ آنحضرتؐ کے میلاد کی محفل جس میں آپؐ کے ولادت کی خوشی کی جائے درست ہے کیونکہ ابولہب نے یہ خوشی کی اور ثوبیہ کو آزاد کر دیا البتہ آپؐ کی وفات کی محفل کرنا درست نہیں کیونکہ رنج کی محفل ہے آنحضرتؐ نے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے ہم کہتے ہیں ابولہب کا فعل کیونکر حجت ہو سکتا ہے وہ تو کافر تھا اور کفر ہی پر مرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ہجو قرآن پاک میں اتاری جو قیامت تک پڑھی جائے گی اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ لونڈی انا ہو سکتی ہے یعنی آزاد مردوں کو دودھ پلا سکتی ہے ۱۲ منہ [2] اطعمہ طعام کی جمع ہے طعام ہر کھانے کو کہتے ہیں اور کبھی خالص گیہوں کو بھی کہتے ہیں طعم بالفتح مزہ اور ذائقہ اور طعم بالضم طعام ۱۲ منہ [3] فضیل بن غزوان بن جریر کوفی ۱۲ منہ

حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ آلُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ
فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ
آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا
عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي
مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ يَا أَبَا
هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ
سَعْدَيْكَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَ
عَرَفَ الَّذِي بِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ
فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ
ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ
ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوَى
بَطْنِي فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَ
وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي وَقُلْتُ
لَهُ تَوَلَّى اللهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ
يَا عُمَرُ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ
وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ وَاللهِ
لَأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ

کی آل پر آپؐ کے وصال تک ایسا زمانہ نہیں گذرا کہ تین دن مسلسل[1] پیٹ بھر کر کھایا ہو۔

(اسی سند سے) ابوحازم سے روایت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں مجھے بھوک لگی تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے ان سے کہا قرآن کی فلاں آیت مجھے پڑھ کر سنائیے! وہ اپنے گھر میں گئے اور وہ آیت مجھے پڑھ کر سنائی سمجھائی[2]، آخر میں وہاں سے چلا تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ بھوک کے مارے اوندھے منہ گر پڑا کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سرہانے کھڑے ہیں، آپؐ نے فرمایا ابوہریرہ رض! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور آپؐ کی خدمت کے لئے مستعد ہوں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا آپؐ پہچان گئے کہ بھوک کے مارے میری یہ حالت ہو رہی ہے آپؐ اپنے گھر مجھے لے گئے اور دودھ کا پیالہ میرے لئے لانے کا حکم دیا میں نے دودھ پیا، پھر فرمایا ابوہریرہ اور پی! میں نے اور پیا پھر فرمایا ابوہریرہ اور پی لے میں نے مزید پیا حتی کہ میرا پیٹ تن کر تیر کی طرح برابر ہو گیا[3]۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں پھر حضرت عمر رض سے ملا اور میں نے اپنا حال بیان کیا[4]۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دور کرنے کے لیے ایسے شخص کو بھیج دیا جو آپ سے زیادہ اس شفقت[5] کے لائق تھے۔ خدا کی قسم میں نے جو آپ سے کہا تھا کہ یہ آیت مجھے پڑھ کر سنائیے[6]، یہ آیت تو آپ سے زیادہ مجھے یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہنے لگے ابوہریرہ! خدا کی قسم

---

[1] بلکہ فقر و فاقہ میں گذری ایک دن پیٹ بھر کر ملا تو دوسرے دن فاقہ ہوا دوسری روایت میں یوں ہے کہ گیہوں کی روٹی تین دن برابر پیٹ بھر کر نہیں کھائی ایک روایت میں یوں ہے کہ جو کی روٹی دو دن برابر پیٹ بھر کر نہیں کھائی بعضوں نے کہا اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ اور آپ کی آل پیٹ بھر کر کھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ حذیفہ رض کی حدیث میں ہے جو شخص کم کھائے گا اس کا پیٹ اچھا رہے گا اس کا قلب روشن ہوگا اندرون از طعام خالی دار تا درو نور معرفت بینی۔ حضرات صوفیا نے لکھا ہے کہ سلوک تصوف کا خلاصہ تین باتیں ہیں کم کھانا کم سونا کم بات کرنا ۱۲ منہ [2] لیکن میرا مطلب نہ سمجھے میری غرض یہ تھی کہ مجھ کو کچھ کھانا کھلائیں ۱۲ منہ [3] یعنی پہلے بھوک کی حالت میں پیٹ سکڑ کر گڈھے کی طرح ہو گیا تھا اب پھول کر برابر ہو گیا گڈھا نہ رہا ۱۲ منہ [4] کہ میں نے تم سے یہ آیت صرف اس لئے پوچھی تھی کہ تم سمجھ جاؤ اور مجھ کو کھانا کھلاؤ ۱۲ منہ [5] یعنی محتاجوں کو کھانا کھلانے اور ان کا پیٹ بھر دینے کے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ منہ [6] تو اس وجہ سے نہیں کہا تھا کہ میں اس آیت کو بھول گیا تھا ۱۲ منہ

يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ۔

اگر میں اس وقت تمہیں اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتا (تمہاری ضیافت کرتا) تو یہ امر مجھے سُرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہے (یعنی لال اور عمدہ اونٹ ملنے سے بھی زیادہ مجھے خوشی ہوتی)

بَابٌ ۲۸۵۴ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِينِ۔

باب کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا، اور دائیں ہاتھ سے کھانا

۴۹۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از ولید بن کثیر از وہب بن کیسان) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ہیں (ابوسلمہؓ کے انتقال کے بعد) بچہ تھا، آنحضرتؐ کی پرورش میں کھانے کے وقت میرا ہاتھ پلیٹ کے چاروں طرف پڑتا (کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے کھاتا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بچے بسم اللہ کہہ پھر دائیں ہاتھ سے اپنے نزدیک سے کھا[1] بعدازاں میں ہمیشہ اسی طرح کھاتا رہا۔

بَابٌ ۲۸۵۵ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ

باب اپنے نزدیک سے کھانا

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھانا چاہیئے۔

۴۹۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از محمد بن جعفر از محمد بن عمرو بن حلحلہ از وہب بن کیسان از ابونعیم) عمر بن ابی سلمہ جو ام المومنین ام سلمہ کے پہلے شوہر سے ان کے فرزند ہیں کہتے ہیں ایک دن میں (لڑکپن میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں مشغول تھا اور

ؐ مگر افسوس ہے کہ میں اس وقت تمہارا مطلب نہیں سمجھا اور تم نے بھی کچھ نہیں کہا میں یہی سمجھا کہ ایک آیت بھول گئے ہو اس کو پوچھنا چاہتے ہو اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیٹ بھر کر کھانا درست ہے کیونکہ ابوہریرہؓ نے پیٹ بھر کر دودھ پیا ۱۲ منہ [2] اگر شروع میں بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت یوں کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ اگر بہت سے آدمی کھانے پر ہوں تو پکار کر بسم اللہ کہے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آ جائے امام شافعی نے کہا اگر کھانے والوں میں سے ایک بھی بسم اللہ کہہ لے تو اوروں کو کفایت کرے گی اب علمائے ظاہر کے نزدیک کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا [illegible] طرح دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا واجب ہے اکثر علماء اس کو سنت کہتے ہیں لیکن ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا اچھا داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا پھر اس کا داہنا ہاتھ بالکل رہ گیا (مفلوج ہو گیا) اٹھ ہی نہ سکا بے ادبی کی سزا ملی۔ [3] اس کو امام مسلم اور نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ

وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

پیالے میں چاروں طرف سے کھا رہا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ! (دوسرے کے آگے جو کھانا ہے اس سے مت کھاؤ)

۴۹۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ اللهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

(از عبداللہ بن یوسف از مالک) وہب بن کیسان ابو نعیم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اس وقت آپؐ کے ربیب عمرو بن ابی سلمہ بھی بیٹھے تھے تو ان سے فرمایا بسم اللہ کہہ کر اپنے آگے سے شروع کرو

بَابٌ ۲۸۵۶ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ كَرَاهِيَةً.

باب پیالے کا کھانا چاروں طرف تلاش کرنا جب معلوم ہو کہ ساتھ کھانے والے کو ناگوار نہ گذرے گا[1]

۴۹۷۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ.

(از قتیبہ از مالک از اسحاق بن ابی طلحہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کھانا تیار کیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت میں گیا چنانچہ آپؐ نے کھاتے وقت پیالے سے چاروں طرف ڈھونڈھ کر کدو نکالو، اس دن سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا[2]

بَابٌ ۲۸۵۷ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ.

باب کھانے پینے وغیرہ میں دائیں ہاتھ سے کام لینا۔

[1] یہ اس شخص کے لئے جائز ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ کھائے یا ان لوگوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ بڑھانا برا نہ جانیں جیسے صحابہ رضہ آنحضرتؐ کا کیونکہ آپ کا ہاتھ لگنا تو باعث برکت تھا صحابہ رضہ اس کو غنیمت جانتے تھے اور متبرک سمجھتے تھے یہاں تک کہ آپ کا تھوک بھی متبرک ہونے کی وجہ سے ملن پر مل لیتے تھے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاتا تھا۔ ایمان کی یہی نشانی ہے کہ جو چیز پیغمبر صاحب پسند کرتے تھے اس کو مسلمان بھی پسند کرے ۱۲ منہ

۴۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ۔

(از عبدان از عبداللہ از شعبہ از اشعث از والدش از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو غسل، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں ہاتھ سے کام لیتے اور دائیں طرف سے شروع کرنے کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیتے۔ شعبہ رح کہتے ہیں اشعث اس حدیث کا راوی جب واسط[1] میں تھا تو اس نے اس حدیث میں یوں کہا تھا ہر ایک کام میں دائیں طرف کو پسند کرتے تھے[2]

بَابٌ ۲۸۵۸ مَنْ اَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ

باب پیٹ بھر کر کھانا درست ہے۔

۴۹۸۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ

(از اسماعیل از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک) ایک بار ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں نقاہت محسوس کر رہا ہوں، معلوم ہوتا ہے آپؐ بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں اپنے دوپٹے میں لپیٹ کر انس رض کہتے ہیں میرے کپڑے میں چھپا دیں، چنانچہ مسجد نبوی میں پہنچا وہاں اصحاب جمع تھے میں خاموش کھڑا ہو گیا آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا تمہیں ابوطلحہ رض نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی! آپؐ نے سب اصحاب سے فرمایا چلو اور سب کے سب روانہ ہو گئے، میں (قصداً) ان سے بہت آگے نکل آیا اور ابوطلحہ رض کے پاس پہنچ گیا (انہیں اطلاع دی[3])۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہا ام سلیم سے کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب رض کے تشریف لا رہے ہیں ہمارے پاس تو اتنا کھانا نہیں جو سب کو کافی ہو (اب کیا ہوگا بڑی ندامت ہوگی) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ اور اس کا رسول (ہر کام کی مصلحت) خوب جانتے

---

[1] جو بصرے کے قریب ایک بستی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ہر ایک کام میں آپ داہنی جانب سے شروع کرتے قسطلانی نے کہا مشکل ان کاموں میں جن میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے مثلاً پاخانہ میں جب جائے تو پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اسی طرح جب مسجد سے نکلے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر کام سے وہ کام مراد ہیں جن میں داہنے طرف سے شروع کرنا مستحب ہے مثلاً کپڑے پہننا جوتا یا موزہ یا جراب پہننا یا مسجد میں داخل ہونا یا سرمہ لگانا یا ناخن کترانا وغیرہ ۱۲ منہ [3] کہ میں چپکے سے آپ کو یہ روٹیاں دے آئے کیونکہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے ان سب کو یہ روٹیاں کافی نہ تھیں ۱۲ منہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ ثَمَانُونَ رَجُلًا۔

ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لیے آگے بڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ رض دونوں مل کر اندر آئے آنحضرت نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو کھانا تیرے پاس ہے وہ لا، ام سلیم رض نے وہی روٹیاں (جو انس رض کو دی تھیں) سامنے رکھیں آپ نے فرمایا ان روٹیوں کو توڑ کر چورا کرو، اوپر سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کی کپی اس پر نچوڑ دی، وہی گویا سالن ہوا۔ اب آپ نے زبان مبارک سے چند کلمے فرمائے جو اللہ کو منظور تھا (برکت کی دعا کی) بعدازاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا باہر سے دس آدمیوں کو بلاؤ، انہوں نے بلایا وہ پیٹ بھر کر کھا کر چلے گئے پھر اور دس آدمیوں کو بلانے کو کہا وہ بھی آکر شکم سیر ہو کر چلے گئے پھر اور دس آدمیوں کو بلایا، وہ بھی آئے اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور پھر اور دس آدمیوں کو بلایا، اسی طرح سب لوگوں نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔ یہ سب اسی آدمی تھے۔

لہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاتنے ہمراہیوں کے تشریف لا رہے ہیں ۱۲ منہ ؎۲ جو بڑی عاقلہ اور فرزانہ تھیں کہا تم کو کیا فکر ۱۲ منہ ؎۳ ام سلیم سمجھ گئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اتنے لوگوں کو لا رہے ہیں تو اس وقت اللہ کی مدد ضرور آئے گی اور کھانے میں برکت ہوگی کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رض کے گھر پہنچے تو ابوطلحہ رض نے چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو صرف آپ کو بلایا تھا آپ اتنے آدمیوں کو لے آئے اب کیا ہوگا آپ نے فرمایا چل اندر چل اللہ برکت دے گا ۱۲ منہ ؎۴ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رض کے مکان کے قریب پہنچے ۱۲ منہ ؎۵ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا تب بھی کھانا بچ رہا۔ (سبحان اللہ) یہ حدیث اوپر علامات نبوت میں گزر چکی امام بخاری اس کو اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں شکم سیر ہو کر کھانا مذکور ہے ۱۲ منہ

۴۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيهِ قَالَ وَحَدَّثَ اَبُو عُثْمَانَ اَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَّسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَيْعٌ اَمْ عَطِيَّةٌ اَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ فَاَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلٰثِينَ وَمِائَةٍ اِلَّا قَدْ حَزَّ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاهَا لَهٗ ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلْنَا اَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهٗ عَلَى الْبَعِيرِ اَوْ كَمَا قَالَ -

(از موسیٰ از معتمر از والدش وابوعثمان نہدی) عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم لوگ ایک سوتیس آدمی ایک بار سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپؐ نے فرمایا کیا کسی کے پاس کچھ کھانا وغیرہ ہے؟ تو ایک شخص نے تقریباً ایک صاع آٹے کا نکالا، وہ گوندھا گیا، پھر سامنے سے ایک لمبا جسیم کوئی مشرک اپنی بکریاں لئے ہوئے گذرا، آپؐ نے خود اس سے پوچھا ان میں سے ایک بکری ہمیں مفت دیتا ہے یا بیچتا ہے؟ اس نے کہا بیچتا ہوں (مفت نہیں دیتا) آپؐ نے ایک بکری اس سے مول لی وہ کاٹ گئی پھر حکم دیا کہ اس کی کلیجی بھونی جائے عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (اس کلیجی میں ایسی برکت ہوئی) خدا کی قسم ان ایک سوتیس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہ رہا جسے آپؐ نے اس کلیجی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو جو موجود تھا اسے اسی وقت دیا گیا، جو موجود نہ تھا اس کا حصہ محفوظ رکھ لیا گیا، پھر بکری کا گوشت دو کونڈوں میں نکالا گیا ہم سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا، پھر بھی کونڈوں میں گوشت بچ رہا، میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا۔

عبدالرحمان نے ایسا ہی کوئی کلمہ کہا (یہ راوی کو شک ہے)

۴۹۸۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ

(از مسلم از وہیب از منصور از والدش) حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ جس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت ہمیں پانی اور کھجور با افراط ملنے لگا تھا۔[2] (اس سے پہلے غذا کی کمی تھی)

[1] یہ حدیث اوپر بیع اور ہبہ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ شروع زمانہ میں غذا کی ایسی قلت تھی کہ کبھی بھی پیٹ بھر کر نہ ملتی پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت ہوئی کہ ہم کو کھجور با فراط پیٹ بھر کر ملنے لگی ۱۲ منہ

باب ۲۸۵۹ لَيْسَ عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ إِلَى قَوْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔

۴۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءًا۔

باب ارشاد باری تعالیٰ "اندھے لنگڑے اور[1] بیمار تمہارے ساتھ ملکر کھائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں"

(از علی بن عبداللہ از سفیان از یحییٰ بن سعید از بشیر ابن یسار) سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، چنانچہ مقام صہبا پہنچ کر" جو لقول یحییٰ" طے ہونے ہیں خیبر سے دوپہر کا وقت تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا چنانچہ ستو گھولے گئے (اور کوئی کھانا نہ تھا) ہم نے اسی کو سو کھا پھانک لیا پھر آپؐ نے پانی منگوایا اور کلی کی اور نماز مغرب پڑھائی وضو نہیں کیا۔

سفیان کہتے ہیں میں نے یحییٰ سے اس حدیث میں یوں سُنا کہ آپؐ نے نہ ستو کھاتے وقت وضو کیا نہ کھانے سے فارغ ہو کر[2]۔

باب ۲۸۶۰ الْخُبْزُ الْمُرَقَّقُ وَالْأَكْلُ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ۔

۴۹۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ۔

باب باریک چپاتیاں اور خوان (میز) اور دستر خوان پر کھانا۔

(از محمد بن سنان از ہمام) قتادہ کہتے ہیں ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اس وقت ان کا باورچی بھی موجود تھا، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی باریک چپاتی (میدے کی) نہیں کھائی اور نہ دم پخت کی ہوئی بکری کھائی تا آنکہ آپؐ کا وصال ہو گیا

---

[1] اس آیت کی مناسبت باب کی حدیث سے یہ ہے کہ باب کی حدیث میں سب کا ایک ساتھ مل کر ستو کھانا ثابت ہوتا ہے اور آیت کا بھی یہی مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ اندھے لنگڑے بیمار مل کر کھائیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ ہوا یہ تھا کہ عرب لوگ ایسے اندھوں بیماروں وغیرہ کے ساتھ کھانے میں تامل کرتے تھے اس لئے کہ یہ لوگ معذوری کی وجہ سے دیر میں کھاتے تھے اور تندرست لوگ جلدی جلدی کھا لیتے تھے تو ان کو برا معلوم ہوتا کہیں ان کی حق تلفی کی وجہ سے ہم گناہ گار نہ ہوں بعضوں نے کہا امام بخاری کا مقصد اس آیت کا یہ فقرہ ہے لاجناح علیکم ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا او رحدیث سے بھی ایک جاگہ اکٹھا ہو کر کھانا ثابت کیا بعضے نسخوں میں ترجمہ باب میں اتنی عبارت اور زیادہ ہے والنہد والاجتماع فی الطعام یعنی اس باب میں نہد کا اور کھانے پر جمع ہونے کا بھی بیان ہے نہد کا معنی سب ساتھی مل کر برابر برابر روپیہ خرچ کے لئے اکٹھا کر دیں اس میں سے خرچ ہوتا رہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا وضو سے ہاتھ دھونا مراد ہے ۱۲ منہ

۴۹۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ قَالَ عَلِیٌّ ھُوَ الْاِسْکَافُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَلٰی سُکُرُّجَۃٍ قَطُّ وَلَاخُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ۔

(از علی بن عبداللہ از معاذ بن ہشام از والدش از یونس (بقول علی بن مدینی) یونس اسکاف[1] از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے علم میں نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں کھانا کھایا ہو یا باریک چپاتی تناول فرمائی ہو یا میز پر کھانا کھایا ہو[2]۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو آپؐ کھانا کس چیز پر رکھ کر کھاتے تھے تو انہوں نے کہا دسترخوانوں پر۔

۴۹۸۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدٌ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْنِیْ بِصَفِیَّۃَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْہَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰی بِہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ۔

(از ابن ابی مریم از محمد بن جعفر از حُمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (خیبر سے مدینے کو آئے ہوئے) ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ کے لئے بلایا چنانچہ چمڑے کے دسترخوان بچھائے گئے ان پر کھجور پنیر اور گھی چُنا گیا۔

عمرو نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب عروسی منائی تو ولیمے میں حیس (حلوے کی قسم کا طعام) دسترخوان پر چُنا گیا۔

۴۹۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِیَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ وَعَنْ وَھْبِ بْنِ کَیْسَانَ قَالَ کَانَ

(از محمد از ابومعاویہ از ہشام) ہشام کے والد حضرت عروہ اور وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ (بعض مخالف) شامی لوگ عبداللہ ابن زبیر پر طعنہ مارتے تھے، انہیں کہتے تھے اے دو کمر بند والی

لہ حدیث میں شاۃ مسموطہ ہے یعنی وہ بکری جس کے بال گرم پانی سے دور کئے جائیں پھر چمڑے سمیت بھون لی جائے یہ حلوان کے ساتھ کرتے ہیں چونکہ اس کا گوشت نرم ہوتا ہے اور یہ دنیادار متکبروں کا فعل ہے اول تو جانور کو کم عمری میں ذبح کرنا دوسرے اس کی کھال ضائع کرنا جس سے دوسرے مسلمان فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے چپاتی آئی تو وہ دیکھ کر رو دیئے اور کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک زندہ رہے ہمیشہ غریبی کھانا تناول کرتے رہے یعنی گیہوں یا جو کی روٹیاں وہ بھی موٹے بے چھنے آٹے کی اور آپ کا سالن کبھی سرکہ ہوتا کبھی شہد کبھی گوشت کبھی گھی آپ نے ہمیشہ ایک ہی سالن پر اکتفا کی اور شیرینی میں کھجور یا شہد پر قناعت کی اب بھی جو لوگ صاحب علم اور معرفت ہیں وہ ایسی ہی غذا سے صحت قائم رہتی ہے آٹے کا چھاننا اس کا میدہ نکالنا اور میدے کی روٹی کھانا موجب قبض ہے اس سے ہزاروں طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۱۲ منہ سلہ نہ یونس بن عبید بصری ۱۲ منہ سلہ اس طشتری پر چٹنی جوارش اچار رکھا کرتے تاکہ کھانا جلدی ہضم ہو ۱۲ منہ سلہ یہ میز فرش پر رکھی جاتی ہے لوگ بھی فرش پر بیٹھتے ہیں اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کھاتے میں جھکنا نہ پڑے مکہ معظمہ میں امیر لوگ اسی طرح کھاتے ہیں اور نصاریٰ چونکہ کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اس لئے وہ بھی میز پر کھاتے ہیں مگر ان کی میز اور زیادہ بلند ہوتی ہے میز پر کھانا طریقہ سنت کے برخلاف ہے مگر جائز ہے ۱۲ منہ

أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِيْ مَا كَانَ النِّطَاقَانِ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهٖ آخَرَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ إِيْهًا وَالْإِلٰهِ . تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

۴۹۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ۔

بَابُ ۲۸۶۱ السَّوِيْقِ۔

۴۹۸۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ

کے بیٹے! ایک دفعہ ان کی والدہ (اسماء بنت ابی بکرؓ) نے کہا بیٹا شامی لوگ تجھ پر یہ طعنہ کرتے ہیں کہ تو دو کمر بند والی کا بیٹا ہے تجھے معلوم ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ ہوا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے لگے تو میں نے اپنا کمر بند پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے سے تو آپؐ کا (پانی کا) مشکیزہ باندھا اور ایک ٹکڑے کو آپؐ کا دسترخوان بنایا (اس میں توشہ لپیٹا)

وہب رضہ کہتے ہیں اس کے بعد اگر شامی لوگ عبداللہ بن زبیر پر طعنہ مارتے

(از ابوالنعمان از ابوعوانہ از ابوبشر از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حفید بنت حارث بن حزن نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہوتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی، پنیر اور (تلے ہوئے) گھوڑ پھوڑوں کا حصہ بھیجا، آپؐ کے دسترخوان پر لوگوں نے ان گھوڑ پھوڑوں کو کھایا لیکن آپؐ نے نہیں کھایا آپؐ کو نفرت آئی (چونکہ آپؐ کے ملک میں ان کے کھانے کی عادت نہ تھی) اگر گھوڑ پھوڑ حرام ہوتا تو آپؐ کے دسترخوانوں پر لوگ کیوں کھاتے؟ نہ آپؐ لوگوں کو ان کے کھانے کا حکم دیتے۔

باب ستو کھانے کا بیان

(از سلیمان بن حرب از حماد از یحییٰ از بشیر بن یسار) سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ ایک بار (مقام صہبا پر) مقیم تھے

لہ یہ ایک مصرع ہے بڑے قصیدے کا جو ابو ذویب شاعر کی تصنیف ہے اس کا پہلا مصرع یہ ہے وعیرنی الواشون انی احبہا۔ مردود شام والے عبداللہ بن زبیرؓ پر اس بات کا عیب کرتے جو سراسر شرف اور فخر ہے ان شام والوں مردودوں کی ہفتاد پشت کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت گزاری کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ گل است سعدی و در چشم دشمن خار است۔ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر ثابت کیا کہ دسترخوان کپڑے کا بھی ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْ اِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

جو خیبر سے صرف ایک منزل پر ہے چنانچہ نماز کا وقت آگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا مانگا تو ستو پیش کئے گئے، آپؐ نے بغیر پانی کے خود کھائے ہم لوگوں نے بھی کھائے بعد ازاں آپؐ نے کلی کی اور نماز پڑھائی، اس وقت آپؐ نے وضو نہ فرمایا

بَاب ۳۸۶۲ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهُ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شے تناول نہ فرمایا کرتے جب تک اسے دریافت نہ فرمالیتے کہ کیا شے ہے؟

۴۹۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهِ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمّٰى لَهُ فَاَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ اِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ

(از محمد بن مقاتل ابوالحسن از عبداللہ از یونس از زہری از ابوامامہ بن سہل بن حنیف انصاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سیف اللہ خالد بن ولید نے بتایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا حضرت میمونہ خالد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ تھیں[1] وہاں سوسمار کا بھنا ہوا گوشت آیا ہوا تھا جو ان کی بہن حُفیدہ بنت حارث نجد سے لے کر آئی تھیں، حضرت میمونہ رضؓ نے یہ سوسمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے، آپؐ کا معمول تھا جب تک لوگ بیان نہ کرتے کہ یہ فلاں کھانا ہے تو آپؐ ہاتھ نہ بڑھاتے، غرض آپؐ نے اپنا ہاتھ گوہ پر (کھانے کے لئے) بڑھایا، اس وقت جو عورتیں موجود تھیں، ان میں سے ایک نے کہہ دیا آپؐ کو بتا دیا جائے کہ یہ کیا چیز ہے یارسول اللہ یہ گوہ ہے۔ آپؐ نے سنتے ہی اپنا ہاتھ اس طرف سے کھینچ، خالد نے دریافت کیا کیا گوہ حرام ہے یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا حرام نہیں لیکن میرے ملک میں یہ جانور نہیں ہوتا دلوگ

[1] خالد کی والدہ لبابہ صغریٰ تھیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ لبابہ کبریٰ دونوں حارث کی بیٹیاں تھیں اور میمونہ کی بہنیں ۱۲ منہ

أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيَّ ۔

نہیں کھاتے) اس وجہ سے مجھے نفرت آتی ہے۔ خالدؓ کہتے ہیں چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے اٹھالیا اور خود کھایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کھاتے ملاحظہ فرماتے رہے۔

بَابٌ ۲۸۶۳ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ ۔

باب ایک آدمی کا کھانا دو[1] کے لئے کافی ہے۔

۴۹۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک)
دوسری سند (از اسماعیل از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے، اور تین آدمیوں کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے۔

بَابٌ ۲۸۶۴ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ۔

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے (یعنی کم کھاتا ہے)۔

۴۹۹۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى

(از محمد بن بشار از عبدالصمد از شعبہ از واقد بن محمد)
نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی وہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کوئی غریب مسکین ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہوتا۔

---

[1] یعنی دو کے کھانے پر تین آدمی اور تین آدمی کے کھانے پر چار آدمی قناعت کر سکتے ہیں بظاہر حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں صاف یوں ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هَذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

نافع کہتے ہیں[1] ایک بار میں ایک مسکین ان کے پاس لے گیا تاکہ ان کے ساتھ کھانا کھالے، وہ شخص بہت کھانا کھا گیا ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے کہنے لگے اب اسے یہاں کھانے کے لئے نہ لانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن تو صرف ایک ہی آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے[2]۔

۴۹۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا أَدْرِي أَيَّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

(از محمد بن سلام از عبدہ از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق عبدہ کہتے ہیں مجھے یاد نہیں عبد اللہ نے کون سا لفظ کہا، ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔

یحییٰ بن بکیر[3] کہتے ہیں مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے نافع سے نقل کیا انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث نقل کی۔

۴۹۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُو نَهِيكٍ رَجُلًا أَكُولًا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ فَقَالَ فَأَنَا أُومِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ ابو نہیک (مکی) رضی اللہ عنہ بڑے پُرخور انسان تھے حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں بھر کر کھانا کھاتا ہے، تو ابو نہیک رض بولے میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں (کافر نہیں[4])

---

[1] سبحان اللہ کیا عمدہ عادت تھی ۱۲منہ [2] تو پُرخوری کافروں کی صفت ہے کمبخت یہ کافر اتنا نہیں سمجھتے کہ پُرخوری سے فائدہ ہی کیا ہے ہزاروں بیماریاں پیٹ بھر کر کھانے سے پیدا ہوتی ہیں میں نے ایک ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ باوجودیکہ میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہوئی مگر میں نے کبھی کوئی چورن یا ہاضمہ کے لئے کوئی دوا نہیں کھائی انہوں نے کہا شاید آپ کم کھاتے ہیں جو شخص بھوک سے کم کھایا کرے اس کو کسی دوا کی احتیاج نہیں ہے نہ کھانا کھانے کے بعد اس کو سستی پیدا ہوتی ہے نہ آرام طلبی کو جی چاہتا ہے مجھ کو کھانا کھانے کے بعد درستی ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آنکھوں میں روشنی آگئی ہے ہمیشہ اتنا کھاتا ہوں کہ اگر چاہوں تو اتنا اور کھا لوں ۱۲منہ [3] اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲منہ [4] باوجود اس کے بہت کھاتا ہوں تو معلوم ہوا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۴۹۹۵ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

(از اسماعیل بن ابی اویس از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

۴۹۹۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عدی بن ثابت از ابوحازم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کھانا بہت کھایا کرتا تھا مگر جب مسلمان ہوگیا تو غذا کم کردی اس کا ذکر بارگاہ رسالت میں ہوا[1] تو آپ نے ارشاد فرمایا مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں بھر کر غذا کھاتا ہے۔

بَابٌ ۲۸۶۵ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

باب تکیہ لگا کر کھانا[2]

۴۹۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا۔

(از ابونعیم از مسعر از علی بن اقمر) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا کرتا (جیسے مغرور لوگ کھاتے ہیں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ حدیث میں جو مذکور ہے وہ بطور اکثر کے ہے نہ یہ کہ کل بہت کھانے والے کافر ہی ہوتے ہیں بعضے مومن بھی زیادہ کھاتے ہیں حافظ نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے بعضوں نے کہا سات آنتوں سے سات خواہشیں مراد ہیں طبیعت کی خواہش نفس کی خواہش، آنکھ کی خواہش، منہ کی خواہش، کان کی خواہش، ناک کی خواہش، پیٹ کی خواہش۔ کافر ان سب خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور مومن تمام خواہشوں کو مار کر ضروری خواہش یعنی پیٹ کی خواہش پوری کرتا ہے کیونکہ حیات اس پر موقوف ہے میں کہتا ہوں حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ کافر ان ساتوں خواہشوں پر عمل کرتا ہے اور مومن ان ساتوں خواہشوں کو مار کر ایک خواہش کر دیتا ہے یعنی اللہ کی رضامندی حاصل ہونا تو گویا کافر نے سات آنتوں میں کھایا اور مومن نے ایک آنت میں۔ تمام مذہبوں میں تزکیہ نفس بلکہ یعنی نجات کا مدار رکھا ہے اور یہ تزکیہ بغیر اس کے حاصل نہیں ہوتا کہ ان ساتوں خواہشوں کو مار کر عقل اور شریعت کے تابع کر دے ایک آٹھویں خواہش بھی ہے زبان کی خواہش یعنی باتیں کرنے کی۔ غرض خواہش اور غصہ ان دونوں کو جس نے دبایا وہ انسانیت کے مرتبہ کو پہنچ گیا اور جس نے خواہش اور غصے کو سردار بنایا عقل کو دبایا وہ درحقیقت جانور ہے ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] جہاہ عقاری یا ابونضرہ غفاری یا ثمامہ بن اثال ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں کفر کی حالت میں سات بکریوں کا دودھ پی گیا مسلمان ہونے کے بعد ایک بکری کا دودھ بھی پورا نہ پی سکا ۱۲ منہ [3] اکثر علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے ابن عباس اور خالد بن ولید اور ابوعبیدہ سلمانی اور ابن سیرین اور عطاء بن یسار اور زہری سے اس کا جواز نقل کیا ہے اور صحیح حدیثوں میں اس کی ممانعت نہیں آئی اسی لئے امام بخاری نے ترجمہ باب میں یہ نہیں کہا کہ یہ منع ہے ابن شاہین نے مرسلاً نکالا کہ جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے دیکھا تو منع کیا ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک بار کے کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے علماء نے کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کھاتے وقت دونوں گھٹنوں اور قدموں کی پشت پر بیٹھے یا داہنا پاؤں کھڑا رکھے بائیں پاؤں پر بیٹھے ۱۲ منہ

۴۹۹۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ۔

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از علی بن اقمر) ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا

بَابُ ۲۸۶۶ الشِّوَاءِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ أَيْ مَشْوِيٍّ

باب بھنا ہوا گوشت

ارشاد الٰہی "وہ بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لایا"۔

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَا يَكُونُ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ

(از علی بن عبداللہ از ہشام بن یوسف از معمر از زہری از ابوامامہ بن سہل از ابن عباس) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار بارگاہ نبوت میں گوہ کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا، آپ نے اس کے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اتنے میں کسی نے کہہ دیا یا رسول اللہ یہ گوہ ہے چنانچہ آپ نے یہ سن کر ہاتھ کھینچ لیا، خالد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا آیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میری قوم کے علاقے میں یہ جانور نہیں ہوتا اس لئے مجھے کچھ نفرت سی معلوم ہوتی ہے چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[1] دیکھ رہے تھے۔ امام بخاری نے زہری سے بجائے مشوی کے محنوذ کا لفظ نقل کیا۔

بَابُ ۲۸۶۷ الْخَزِيرَةِ قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ۔

باب خزیرہ[2] کا بیان

نضر بن شمیل کہتے ہیں خزیرہ بھوسی سے بنایا جاتا ہے اور حریرہ دودھ سے۔

۵۰۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) محمود بن ربیع انصاری کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک جو بدری صحابی ہیں ایک بار

---

[1] باب کا مطلب امام بخاری نے اس حدیث سے یوں نکالا کہ گوہ پھوڑ ہونے سے آپ نے چھوڑ دیا ورنہ کھاتے تو بھنا ہوا گوشت کھانا ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] خزیرہ چھوٹے چھوٹے گوشت کے ٹکڑوں سے پتلا پتلا ہریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اگر گوشت نہ ہو نرے آٹے سے بنایا جائے تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں یعنی حریرہ ۱۲ منہ [3] معنی دونوں لفظوں کا ایک ہے ۱۲ منہ

قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَّكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَنْكَرْتُ بَصَرِیْ وَاَنَا اُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِی الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِیَ مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّیَ لَهُمْ فَوَدِدْتُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَاْتِیَ فَتُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَّخِذَهٗ مُصَلًّى فَقَالَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِیْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ لِیْ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِكَ فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِیَةٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِیْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِی الْبَیْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اَیْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یُرِیْدُ

بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی بینائی میں فرق پاتا ہوں اور اپنی قوم کا پیش امام ہوں لیکن جب مینہ برستا ہے تو میرے اور ان کے گھروں کے درمیان پانی والا نالہ پانی سے بھر جاتا ہے چنانچہ میں مسجد تک نہیں جا سکتا کہ ان کی امامت کروں، میری آرزو یہ ہے کہ ایک بار آپ تشریف لا کر میرے گھر میں نماز پڑھ دیجئے تو میں اسی جگہ کو نماز گاہ بنا لوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ میں آؤں گا۔ عتبان کہتے ہیں دوسرے روز دن چڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی، اندر آتے ہی آپ بیٹھے بھی نہیں مجھ سے پوچھنے لگے کہ تو اپنے گھر میں کہاں چاہتا ہے کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے گھر کا ایک کونہ بتا دیا، آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا، ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ہم نے (آپ سے کہا ٹھیرے رہیے) ایک خزیرہ جو ہم نے بنایا تھا اس کے پینے کے لئے آپ کو روک لیا اتنے میں محلے کے اور بہت سے لوگ بھی میرے گھر میں جمع ہو گئے، ان میں سے ایک نے کہا مالک بن دخشن (نہیں آیا) کہاں ہے؟ دوسرا بولا وہ تو منافق ہے اسے اللہ اور اس کے رسول سے کچھ محبت نہیں، آپ نے فرمایا ایسا مت کہہ! کیا وہ لا الہ الا اللہ کہہ کر اللہ کی رضامندی نہیں چاہتا اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (کہ حقیقت کیا ہے) مگر ہم لوگ تو بظاہر یہی دیکھتے ہیں کہ اس کی توجہ منافقوں ہی کی طرف رہتی ہے، انہی کی خیر خواہی کا طالب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جو رضائے الٰہی کے لئے خلوص نیت سے لا الہ الا اللہ کہے۔

بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَّكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ۔

ابن شہاب کہتے ہیں میں نے محمود سے یہ حدیث سن کر حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے شرفاء میں سے تھا محمود کی حدیث کے متعلق تصدیق چاہی تو کہا ہاں اس نے ٹھیک کہا ہے۔

بَاب ۲۸۶۸ الْاَقِطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَاَلْقَى التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا۔

باب پنیر کا بیان

حُمید کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شب عروسی منائی تو دعوت ولیمہ میں، کھجور، پنیر اور گھی (دسترخوان پر) رکھا[1]۔

عمرو بن ابی عمرو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَیس (ایک قسم کا حلوا) بنایا (یہ حدیث کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے)

۱۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَّاَقِطًا وَّلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَاَكَلَ الْاَقِطَ۔

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از ابی البشر از سعید) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری خالہ (میمونہ رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ کا گوشت، پنیر اور دودھ بھیجا گوہ کا گوشت آپ کے دسترخوان پر رکھا گیا (خالد رضی نے کھایا) اگر حرام ہوتا تو کبھی دسترخوان پر نہ رکھا جاتا۔ آپ نے اس موقع پر صرف دودھ پیا اور پنیر تناول فرمایا۔

بَاب ۲۸۶۹ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

باب چقندر اور جو کا بیان

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے دوزخ کے حرام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ طبقہ مؤمن پر حرام ہے جس میں کافر اور منافق رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہنا مسلمان پر حرام ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے باب الخبز المرقق میں وصل کیا ۱۲ منہ

۵۰۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ أُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ۔

(از یحییٰ بن بکیر از یعقوب بن عبدالرحمان از ابوحازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ جمعہ آنے سے بہت خوش ہوجاتے اس لئے کہ ایک بڑھیا اس روز چقندر کی جڑیں تھوڑے سے جو میں ملا کر پکایا کرتی تھی چنانچہ بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس ضعیفہ کے یہاں جاتے اور وہ پکے ہوئے جو اور چقندر جو ہمارے سامنے پیش کرتی کھایا کرتے، جمعہ کے دن ہمیں اس کھانے کا بڑا لطف حاصل ہوتا نیز جمعہ کے دن ہم کھانے اور قیلولہ (دوپہر کا سونا) نماز کے بعد کرتے، خدا کی قسم ضعیفہ کے اس چقندر اور جو میں گھی اور چکنائی وغیرہ کا نام نہ ہوتا (جب بھی ہم اسے مزے سے[1] کھاتے)

بَابُ ۲۸۷ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ۔

باب گوشت پکنے سے پہلے ہانڈی سے نکال کر اور اگلے دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانا۔

۵۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

(از عبداللہ بن عبدالوہاب از حماد از ایوب از محمد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شانے کا گوشت دانتوں سے توڑ کر کھایا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھائی، وضو نہیں کیا) اور اسی سند سے) ایوب سختیانی اور عاصم نے بحوالہ عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہانڈی سے گوشت کی ہڈی نکال کر گوشت کھایا (ابھی گوشت گلا نہیں تھا) پھر نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا

[1] کوفتہ را نانِ تہی کوفتہ است مسلمانو! رونے کا مقام ہے۔ ہمارے پیشواؤں نے اس طرح تکلیف سے زندگی بسر کی ہے اور کبھی بجز شکر کے کوئی شکایت کا کلمہ زبان پر نہیں لائے اور ہم ہیں کہ ہزاروں طرح کی نعمتیں اڑاتے ہیں پھر بھی خدا کا شکر نہیں بجا لاتے نہ اس کے سچے دین کی کچھ مدد کرتے ہیں صحابہؓ نے سوکھی روٹیاں کھا کر فقر و فاقہ کے ساتھ جتنے ملک فتح کئے تھے اور اسلام کا ڈنکا وہاں بجایا تھا ہم ان ملکوں کو کھو بیٹھے ہیں۔ اللہ اکبر کہاں وہ مسلمان تھے کہ شمار میں چوبیس ہزار تھے اور انہوں نے روم اور ایران کی سی زوردار سلطنتوں کو نیم میں سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور کہاں ہم کہ شمار میں کروڑوں ہیں پر بے فائدہ۔ اپنا گھر بھی دشمنوں کو ڈر کے مارے حوالہ کر دیتے ہیں مگر چوں تک نہیں کہتے ۱۲ منہ

باب ۲۸۷ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ

۵۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ اَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ وَاَحَبُّوْا لَوْ اَنِّيْ اَبْصَرْتُهٗ فَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُهٗ فَقُمْتُ اِلَى الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُّ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهٗ ثُمَّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَاْكُلُوْنَهٗ ثُمَّ

باب بازو کا گوشت دانتوں سے توڑ کر کھانا۔

(از محمد بن مثنی از عثمان بن عمر از فلیح از ابوحازم مدنی از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسری سند (از عبدالعزیز بن عبداللہ از محمد بن جعفر از ابوحازم از عبداللہ بن ابی قتادہ سلمی) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن میں دیگر صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھا تھا، ہم لوگ راہ مکہ میں ایک جگہ مقیم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آگے بڑھ کر ایک مقام میں اترے ہوئے تھے[1]۔ میرے تمام ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے ایک میں ہی احرام میں نہ تھا ان حضرات نے ایک گورخر دیکھا، میں اپنا جوتا مرمت کر رہا تھا، انہوں نے مجھے اطلاع نہ دی[2] لیکن دل سے وہ چاہتے تھے کاش میں اس گورخر کو دیکھ لیتا[3] اتنے میں میری نگاہ بھی اس پر پڑ گئی میں فوراً اٹھا گھوڑے پر زین لگایا اور سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور بھالا لینا بھول گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا میرا کوڑا اور بھالا اٹھا دو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم کوئی سہارا نہ دے سکیں گے[4]۔ مجھے ان کی بات پر غصہ تو آیا مگر خاموشی سے خود ہی اتر کر کوڑہ اور نیزہ لے لیا اور سوار ہو کر گورخر کا پیچھا کیا، اور اسے زخمی کر ڈالا پھر ان کے پاس لے آیا، اس وقت وہ مر گیا تھا، جب اس کا گوشت پکایا گیا تو سب کھانے لگے پھر انہیں شک پیدا ہوا کہ بحالت احرام ایسا گوشت کھانا درست ہے یا نہیں اور ہم اس منزل سے روانہ ہو گئے میں نے گورخر کا ایک بازو اپنے پاس چھپا رکھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہوئی تو آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا اس کا گوشت کچھ تمہارے پاس باقی ہے؟

---

[1] ہم لوگ پیچھے اترے تھے ۱۲ منہ [2] چونکہ احرام کی حالت میں شکار کا بتلانا بھی منع ہے ۱۲ منہ [3] تو اس کا شکار کرتا وہ بھی کھاتے ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے ۱۲ منہ

اِنَّهُمْ شَكَوْا فِيْ اَكْلِهِمْ اِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَّحَدَّثَنِيْ زَيْدُ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ۔

میں نے وہی بازو (جو چھپائے رکھا تھا) نکال کر آپؐ کو دیا، آپؐ نے اس کا گوشت چھڑا چھڑا کر اور توڑ توڑ کر کھانا شروع کیا، اور صاف کر دیا[1]، اگرچہ آپؐ بھی حالت احرام میں تھے۔

محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ زید بن اسلم نے بحوالہ عطاء بن یسار از ابو قتادہ اسی کے ہم معنی حدیث روایت کی۔

بَابٌ ۳۸۷ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ۔

باب چھری (یا چاقو) سے گوشت کاٹ کر کھانا[2]۔

۵۰۰۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرَو بْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از جعفر بن عمرو بن امیہ) عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانے کا گوشت چھری سے کاٹ کر تناول فرماتے دیکھا اتنے میں نماز کی طرف بلائے گئے تو چھری ہاتھ سے پھینک دی جس سے گوشت کاٹ رہے تھے اور کھڑے ہو کر بغیر تازہ وضو کئے نماز پڑھائی[3]

---

[1] گوشت کھا لیا ہڈی رہ گئی ۱۲ منہ [2] گوشت چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ایک حدیث میں مروی ہے مگر ابو داؤد نے کہا وہ حدیث ضعیف ہے حافظ نے کہا اس کا ایک شاہد اور ہے جس کو ترمذی نے صفوان بن امیہ سے نکالا کہ گوشت کو منہ سے نوچ کر کھاؤ وہ جلدی ہضم ہوگا اس کی سند بھی ضعیف ہے علاوہ ازیں اس میں ممانعت کہا ہے کہ چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ تو چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہوگا غایت ما فی الباب یہ ہے کہ منہ سے کاٹ کر کھانا اولیٰ ہے میں کہتا ہوں جب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا درست رہا تو روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہوگا اسی طرح کانٹے سے کھانا بھی درست ہوگا اسی طرح چمچے سے اور جن لوگوں نے ان باتوں میں تشدد اور غلو کیا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنایا ہے میں ان کا یہ تشدد ہرگز پسند نہیں کرتا کافروں کی مشابہت کرنا گو منع ہے مگر وہ وہی مشابہت ہے جو ان کی قوم یا مذہب کی خاص نشانی ہو جیسے صلیب لٹکانا یا انگریزی ٹوپی پہننا لیکن جب کسی کی نیت مشابہت کی نہ ہو یا وہ امر لباس مسلمانوں میں بھی رائج ہو مثلاً ترک یا ایران کے مسلمانوں میں تو اس کو ممنوع مشابہت میں داخل نہیں کر سکتے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جو اہم کام تھے ان کو تو چھوڑ دیا ہے مثلاً وعظ و نصیحت سے اسلام کے عقائد پھیلانا دینی کتابوں کے تراجم دوسری زبانوں میں شائع کرنا دینی مدارس قائم کرنا بچوں کو مذہبی عقائد کی تعلیم کرنا مگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑ کر آپس میں نا اتفاقی اور پھوٹ ڈال دی ہے[3] دوسری روایت میں یوں ہے آپ گوشت کاٹ رہے تھے اتنے میں اتنے میں بلال رضؓ نے آذان دی آپ نے فرمایا بلال کو کیا ہو گیا اس کے ہاتھوں میں مٹی لگے اور چھری پھینک دی اور نماز کو تشریف لے گئے اس حدیث کے راوی عمرو بن امیہ ضمری مشہور صحابی ہیں ایک بخت بعضے جھوٹے لوگوں نے ان صحابی پر کیا کیا اتہام کیا ہے ان کو عیار بنایا ہے اور حضرت امیر حمزہ رضؓ کا رفیق اور یار غار قرار دے کر جھوٹے جھوٹے عجب افسانے بیان کئے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین ۱۲ منہ

بَابُ ۲۸۷۳ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا۔

۵۰۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے سے کبھی اظہار نفرت نہ فرمایا کرتے۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از ابو حازم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے سے اظہار نفرت نہیں فرمایا اگر جی چاہا تو کھایا نہ چاہا تو چھوڑ دیا (خاموش رہے[1])

بَابُ ۲۸۷۴ النَّفْخُ فِي الشَّعِيرِ۔

۵۰۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلَكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ۔

باب جو کو پیس کر منہ سے پھونک کر اس کا بھوسہ اڑا دینا۔

(از سعید بن ابی مریم از ابو غسان) ابو حازم کہتے ہیں کہ انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میدہ دیکھا تھا؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا آخر آپ جو کو چھلنی میں پیس کر چھانتے تھے یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہم چھلنی میں نہیں چھانتے تھے (پیس کر منہ سے پھونک کر[2] آٹا گوندھ لیا کرتے)

بَابُ ۲۸۷۵ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ۔

۵۰۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی خوراک کا بیان۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عباس جریری از ابو عثمان نہدی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو کھجوریں تقسیم فرمائیں تو ہر شخص کو سات سات کھجوریں عنایت فرمائیں مجھے بھی سات کھجوریں عطا کیں

---

[1] بعضوں نے اسی حدیث سے کھانے کا عیب بیان کرنا مطلقاً مکروہ رکھا ہے۔ نووی نے کہا جیسے یوں کہنا اس میں نمک نہیں ہے پھیکا ہے یا تمام نمک زہر ہے بعضوں نے کہا اس قسم کے عیب کرنا درست ہیں جو انسان کی کاریگری یعنی پخت اور ترکیب سے متعلق ہوں ۱۲ منہ [2] بھوسی اڑا دیتے تھے موٹا موٹا بھوسا اڑ جاتا اور باریک بھوسا آٹے میں شریک رہتا اسی قسم کا آٹا کھانا مفید اور باعث صحت ہے لیکن چھان چھان کر اس کا میدہ نکالنا نری نادانی ہے میدہ قبض کرتا ہے اور بواسیر کا باعث ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِي مَضَاغِي۔

ان میں ایک کھجور اچھی نہ تھی بڑی سخت تھی، عجیب کھجور تھی اس کا چبانا مجھے مشکل[1] ہو گیا۔

٥٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ أَوِ الْحَبَلَةِ حَتَّى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي۔

(از عبداللہ بن محمد از وہیب بن جریر از شعبہ از اسماعیل از قیس) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب (مسلمان کل سات تھے[2]) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں آدمی تھا ہمیں کھانے کے لئے بھی کیکر کے پھل یا پتے کے سوا اور کچھ میسر نہ ہوتا یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کا پاخانہ بکری کی مینگنوں کی طرح ہو گیا تھا یا اب وہ زمانہ ہے جب قبیلہ بنی اسد کے لوگ مجھے تبلیغ اسلام دینے لگے ہیں[3] اگر میں ابھی تک اس حال میں ہوں کہ بنی اسد کے لوگ مجھے شریعت کے احکام سکھائیں تب تو نقصان میں رہا اور میری تمام سعی لاحاصل ہی[4]

٥١٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ قَالَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب) ابو حازم کہتے ہیں میں نے سہل بن سعد سے دریافت کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کھایا ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جب سے مبعوث ہوئے (پیغمبر بنے) اپنے وصال تک میدہ دیکھا تک نہیں۔ میں نے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے تو جب سے اللہ نے آپؐ کو پیغمبر بنایا اپنے وصال تک چھلنی دیکھی تک نہیں، میں نے کہا جب چھلنی نہ تھی تو جو کی روٹی کیسے کھاتے

---

[1] ابوہریرہ کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ سات کھجوریں ایک آدمی کو کھانے کو ملتیں ان میں بھی خراب اور سخت کھجوریں ملی ہوئی ۱۲ منہ

[2] یعنی ابوبکرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور زیدؓ بن حارثہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ہوا یہ تھا کہ سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے وہاں بنی اسد کے لوگوں نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی منجملہ اور شکایتوں کے یہ بھی تھی کہ سعد کو نماز پڑھنی بھی اچھی طرح نہیں آتی سعدؓ نے ان کا رد کیا کہ اگر مجھ کو نماز پڑھنی اب تک نہ آئی حالانکہ میں اتنا قدیم الاسلام ہوں کہ جب میں مسلمان ہوا تھا تو کل چھ آدمی اور تھے اور میں ساتواں تھا تو تم کو نماز پڑھنا کیسا آ گیا تم تو کل مسلمان ہوئے ہو بنو اسد کی سب شکایتیں غلط تھیں اور سعد پر ان کا اعتراض کرنا ایسا تھا کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است ۱۲ منہ

[4] بقول شخصے دس برس دہلی میں رہے بھاڑ جھونکنا نہ آیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو میں نے اتنی عمر گزاری وہ سب بیکار ہوئی کہ دین کے احکام تک مجھ کو نہ آئے اور بنی اسد کی تعلیم کا محتاج ہوا؟ تف برین عقل و دانش ۱۲ عبدالرزاق

قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِیْنَ ابْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ کُنَّا نَطْحَنُہُ وَنَنْفُخُہُ فَیَطِیْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِیَ ثَرَّیْنَاہُ فَاَکَلْنَاہُ

تھے (اس کا بھوسہ کیسے الگ کرتے تھے؟) انہوں نے کہا جو کو ہم پیس کر منہ سے پھونکتے تھے جو اڑ جاتا وہ اڑ جاتا (یعنی موٹا بھوسہ اڑ جاتا) اور جو رہ جاتا (یعنی آٹا اور باریک بھوسہ) اسے گوندھ کر (روٹی پکاتے) پھر کھاتے۔

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ شَاۃٌ مَصْلِیَّۃٌ فَدَعَوْہُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ

(از اسحاق بن ابراہیم از روح بن عبادہ از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک بار کسی گروہ کے پاس سے گذرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے آپ کو بکری کا بھنا ہوا گوشت کھلانا چاہا لیکن ابو ہریرہ رضؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی[1]۔

۵۰۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُّوْنُسَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَّلَا فِیْ سُکُرُّجَۃٍ وَّلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَۃَ عَلٰی مَا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ

(از عبد اللہ بن ابی الاسود از معاذ از والدش از یونس از قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا نہ چھوٹی پیالیوں میں نہ کبھی آپ کے لئے باریک چپاتی تیار کی گئی۔
یونس کہتے ہیں میں نے قتادہ سے پوچھا پھر کس چیز پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے؟ انہوں نے کہا دسترخوان پر[2]۔

۵۰۱۳- حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ

(از قتیبہ از جریر از منصور از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال اور آل و ازواج نے جب سے آپ مدینے میں تشریف لائے تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ[3]

---

[1] ابو ہریرہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یاد کر کے اس کا کھانا گوارا نہ کیا اور چونکہ یہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اس لئے اس کا قبول کرنا ضروری نہ تھا ۱۲ منہ [2] جو چمڑے کا ہوتا زمین پر بچھا کر ۱۲ منہ [3] یہ قید اس واسطے لگائی کہ پیغمبری سے پہلے تو آپ تجارت اور سوداگری کے لئے شام کے ملک کو تشریف لے گئے تھے شام کے لوگ اس وقت بہت آسودہ تھے وہاں شاید میدہ اور چپاتی کو دیکھا ہوگا لیکن پیغمبری کے بعد تو آپ مکہ اور مدینہ اور طائف میں رہے تبوک کی طرف ایک بار گئے تھے لیکن وہاں ٹھہرے نہیں ان ملکوں میں میدہ اور چپاتی وغیرہ کا رواج نہ تھا ۱۲ منہ

مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ

دنیا سے تشریف لے گئے۔

بَاب ۲۸۶ التَّلْبِيْنَةِ۔

باب تلبینہ (یعنی حریرہ) کا بیان[1]۔

۵۰۱۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت شریفہ تھی کہ جب ان کے عزیزوں میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا اور عورتیں اکٹھی ہو کر چلی جاتیں صرف گھر والے اور خاص خاص لوگ رہ جاتے تو آپ کے حکم سے تلبینہ کی ایک ہانڈی پکائی جاتی پھر ثرید بنا کر تلبینہ اس پر ڈال دیا جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں یہ کھاؤ! کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے تلبینہ سے بیمار دل کو تسکین ہوتی ہے[2] اور اس کا غم قدرے غلط ہو جاتا ہے۔

بَاب ۲۸۷ الثَّرِيْدِ

باب ثرید کا بیان[3]۔

۵۰۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عمرو بن مرہ جملی از مرہ ہمدانی) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو بہت کامل لوگ گذرے ہیں مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے سوا اور کوئی کامل عورت نہیں گذری۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورت پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں[4] پر۔

---

[1] بلکہ ایک دن گیہوں کی روٹی ملی تو دوسرے دن جو کی کبھی جو کی بھی نہ ملتی تو صرف کھجور اور پانی پر گذارہ کرتے ۱۲ منہ [2] تلبینہ آٹے اور دودھ یا بھوسی اور دودھ سے بنایا جاتا ہے اس میں شہد بھی ڈالتے ہیں ۱۲ منہ [3] گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکائیں تو اس کو ثرید کہتے ہیں کبھی گوشت بھی اس میں شریک رہتا ہے ۱۲ منہ [4] ثرید بہترین کھانا ہے کیونکہ سریع الہضم اور جید الکیموس اور مقوی ہے اس لئے قابض نہیں دوسرے کھانے گو زیادہ مزیدار ہوں مگر قابض اور بطی الہضم ہوتے ہیں ۱۲ منہ

۵۰۱۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ طُوَالَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَآئِرِ الطَّعَامِ

(از عمرو بن عون از خالد بن عبداللہ از ابو طوالہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔

۵۰۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا حَاتِمٍ الْاَشْهَلَ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَیَّاطٍ فَقَدَّمَ اِلَیْهِ قَصْعَةً فِیْهَا ثَرِیْدٌ قَالَ وَاَقْبَلَ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ فَاَضَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ۔

(از عبداللہ بن منیر از ابو حاتم اشہل از ابن عون از ثمامہ ابن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک غلام کے یہاں گیا وہ درزی کا کام کرتا تھا، اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثرید کا پیالہ پیش کیا اور اپنے کام (خیاطت) میں مشغول ہوگیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیالے سے کدو کے ٹکڑے ڈھونڈ ڈھونڈھ کر کھانے لگے میں نے بھی یہ دیکھ کر پیالے سے کدو کے ٹکڑے چن چن کر آپ کے سامنے رکھے

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دن سے ہمیشہ مجھے کدو پسند و مرغوب رہا۔

بَابُ ۲۸۷ شَاةٍ مَّسْمُوْطَةٍ وَّالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ۔

باب کھال سمیت بھنی ہوئی بکری اور شانے اور پسلی کے گوشت کا بیان۔

۵۰۱۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِیْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّخَبَّازُهٗ قَآئِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَآ اَعْلَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَغِیْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰی شَاةً سَمِیْطًا بِعَیْنِهٖ قَطُّ۔

(از ہدبہ بن خالد از ہمام بن یحییٰ) قتادہ کہتے ہیں ہم انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ان کے باورچی سامنے کھڑا ہوتا۔ انس رضی اللہ عنہ (لوگوں سے کہتے) کھاؤ! مجھے تو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وصال تک پتلی چپاتی دیکھی بھی ہو اور نہ کبھی دم پخت بکری دیکھی۔

۵۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّةَ الضَّمْرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از معمر از زہری از جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری) عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانے کا گوشت (چھری سے)

[1] تاکہ آپ فراغت سے کھائیں ۱۲ منہ

قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

کاٹ کاٹ کر کھاتے دیکھا پھر نماز کے لئے بلائے گئے تو چھری کو پھینک کر کھڑے ہوئے اور جا کر بغیر (نیا) وضو کئے نماز پڑھائی۔[1]

بَابٌ ۲۸۷ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَاَسْفَارِهِمْ مِّنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاَسْمَآءُ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً۔

باب اگلے لوگ اپنے گھروں میں یا سفر میں کیسے کھانے جمع کرتے؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور (آپ کی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے (ہجرت کے وقت) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توشہ دان تیار کیا۔

۵۰۲۰۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهٗ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَاَرَادَ اَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَاْكُلُهٗ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ اِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَّاْدُوْمٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا۔

(از خلاد بن یحییٰ از سفیان از عبدالرحمٰن بن عابس) حضرت عابس بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے گوشت کے لئے تین دن سے زیادہ رکھنے کو منع فرمایا ہے؟ تو جواب دیا صرف اس سال جب کہ عوام بھوک سے پریشان تھے، اس حکم کا مقصد یہ تھا کہ مالدار لوگ غرباء کو یہ گوشت کھلا دیں (جمع کر کے نہ رکھ لیں) اور ہم تو بکری کے پائے رکھ لیا کرتے اور پندرہ دن کے بعد کھایا کرتے[2] عابس کہتے ہیں میں نے پوچھا کیوں اس کی کیا ضرورت تھی؟ تو آپ ہنس دیں[3] اور فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبے کو کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی سالن کے ساتھ میسر نہ ہو سکی حتی کہ آپؐ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

امام بخاری کہتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے اس حدیث کو بحوالہ سفیان ثوری از عبدالرحمٰن بن عابس رضی اللہ عنہ روایت کیا۔

---

[1] باب میں پسلی کا بھی ذکر ہے لیکن حدیث میں پسلی کا ذکر نہیں ہے حافظ نے کہا شاید امام بخاری نے ام سلمہؓ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنی ہوئی پسلی رکھی آپ نے اس میں سے کھایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ

[2] جو پندرہ دن تک پایہ رکھ چھوڑیں ۱۲ منہ [3] انہوں نے عابسؓ کے پوچھنے پر تعجب کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اس زمانہ میں لوگوں پر تنگی تھی ۱۲ منہ

۵۰۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْهَدْيِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عمرو از عطاء) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ عہد نبوی میں جو قربانیاں مکے میں لے جاتے ان کا گوشت رکھ کر مدینے تک آتے ۔

عبداللہ بن محمد کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن سلام نے بھی سفیان بن عُیَینہ سے روایت کیا ہے[1]

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا کیا آپ نے یوں کہا ہے؟ "ہم مدینے تک آتے" انہوں نے کہا نہیں[2]۔

بَاب ۲۸۸ الْحَيْسِ

باب حیس کا بیان[3]

۵۰۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ

(از قتیبہ از اسماعیل بن جعفر از عمرو بن ابی عمرو مولیٰ مطلب بن عبداللہ بن حنطب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا میری خدمت کے لئے تلاش کرو چنانچہ ابوطلحہ رضہ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر لے گئے (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، جب آپ کسی منزل پر اترتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ فکر و غم[4] ماندگی (کسی کام سے عاجزی) سستی، کنجوسی، بزدلی، قرضداری کے بوجھ اور دشمنوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

میں برابر آپ کی خدمت انجام دیا کرتا تھا حتی کہ ہم لوگ فتح خیبر سے واپس ہوئے آپ نے صفیہ رضہ کو نکاح کے لئے انتخاب فرمایا اور ساتھ لے کر آئے چنانچہ انہیں اپنی سواری پر ہی بٹھا لیا کرتے اور ایک چادر (عماری کے طور پر باندھ لیا کرتے

---

[1] اس کو ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں نکالا ۱۲ منہ [2] حالاں کہ عمرو بن دینار کی دینار کی روایت میں یہ موجود ہے کہ شاید عطاء سے یہ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی کبھی انہوں نے اس لفظ کو یاد رکھا کبھی انکار کیا مسلم کی روایت میں یوں ہے میں نے عطاء سے پوچھا کیا جابر نے یہ کہا ہے حتی جئنا المدینة انہوں نے کہا ہاں ۱۲ منہ [3] حلوا جو کھجور گھی پنیر یا آٹے سے بنایا جاتا ہے ۱۲ منہ [4] حدیث میں من الھم والحزن ہے دونوں کا ایک معنی ہے بعضوں نے کہا ہم یہ ہے کہ ایک آفت آنے والی ہو اس کی فکر اور تشویش اور حزن یہ ہے کہ جو آفت گزر چکی اس کا رنج ۱۲ منہ

بِعَبَاءَةٍ اَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطْعٍ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَاَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا بَدَا لَهُ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

چنانچہ مقام صہبا میں پہنچے تو آپؐ نے ایک چمڑے کے دسترخوان پر حیس تیار کیا اور مجھے (دعوت کے لئے) بھیجا، میں نے کئی لوگوں کو دعوت دی، انہوں نے بھی حیس کھایا یہی صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تھا چنانچہ وہاں سے روانہ ہوئے جب اُحد پہاڑ نظر آنے لگا تو ارشاد ہوا یہ ہے وہ پہاڑ جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور جس سے ہم محبت رکھتے ہیں[1]۔ جب شہر مدینہ دکھائی دینے لگا تو فرمایا میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیانی زمین کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا یا اللہ مدینے والوں کے مد اور صاع میں برکت دے[2]

باب ۲۸۸ الْاَكْلِ فِيْ اِنَاءٍ مُفَضَّضٍ۔

باب چاندی چڑھے ہوئے برتن میں کھانا[3] پینا

۵۰۲۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا

(از ابونعیم از سیف بن ابی سلیمان از مجاہد) عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں ہم لوگ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں انہوں نے پینے کا پانی مانگا چنانچہ ایک مجوس (چاندی کے گلاس میں) پانی لایا، حذیفہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں دیا، انہوں نے ہاتھ میں لیتے ہی وہ گلاس پارسی پر پھینک مارا اور فرمانے لگے اگر میں کئی بار منع نہ کر چکا ہوتا تو یہ گلاس میں اس کے منہ پر نہ مارتا[4]۔ بات یہ ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے حریر و دیباج (ریشم) کے کپڑے نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتن میں نہ پانی پیو نہ سونے چاندی کی رکابیوں میں کھانا کھاؤ، کیونکہ سونے چاندی

---

[1] پہاڑ کو بھی ادراک اور عقل ہے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں سے فرمایا یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ ایک حدیث میں ہے کہ آپ مع ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ خوشی سے جھوم گیا (اترانے لگا) ۱۲ منہ [2] یہ دعا آپ کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی مدینہ ایک مدت تک دارالسلطنت رہا اور روم اور ایران اور توران اور مصر اور حبش وغیرہ سب اس کے ماتحت رہے اور میں نے تجربہ کیا ہے مدینہ منورہ میں ایک روٹی سے پیٹ بھر جاتا ہے دوسرے شہروں میں ویسی دو روٹیوں سے بھی پیٹ نہیں بھرتا یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ہے ۱۲ منہ [3] چاندی کا پتر لگا ہو یا ملمع ہو بعضوں نے چاندی سونے کا اگر ملمع ہو تو اس میں کھانا پینا جائز رکھا ہے اسی طرح اگر برتن جوڑنے کے لئے چاندی کا تار لگایا ہو تو اس میں کھانا پینا حرام نہیں ۱۲ منہ [4] حذیفہ کئی بار اس کو چاندی کے گلاس میں پانی لانے سے منع کر چکے تھے پر اس نے پھر وہی کیا آخر انہوں نے غصے میں آن کر وہ گلاس اس پر پھینک مارا۔ ۱۲ منہ۔

فِي صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ۔

کے برتن دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں[1]۔

بَابٌ ۲۸۸ ذِكْرِ الطَّعَامِ

باب کھانے کا بیان۔

۵۰۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔

(از قتیبہ از ابوعوانہ از قتادہ از انس) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تلاوت قرآن کرنے والا مومن نارنگی کی مثل ہوتا ہے کہ اس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں اچھے ہوتے ہیں (رنگ بھی اچھا ہوتا ہے) قرآن نہ پڑھنے والا مومن کھجور جیسا ہوتا ہے کہ ذائقہ تو میٹھا ہے مگر خوشبو نہیں[2] جو منافق قرآن پاک کی تلاوت کرے اس کی مثال گل ریحان کی ہے کہ اس میں خوشبو تو ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے[3]، جو منافق تلاوت قرآن سے بھی محروم ہے وہ ایسے ہے جیسے اندرائن کہ خوشبو بھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا۔

۵۰۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

(از مسدد از خالد از عبداللہ بن عبدالرحمٰن) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] خالص چاندی اور خالص سونے کے برتن میں تو کھانا پینا بالاتفاق حرام ہے مرد اور عورت سب کے لئے اور جس میں چاندی اور تانبا یا سونا اور پیتل مخلوط ہو یا چاندی سونے کا ملمع ہو ان میں اختلاف ہے اور راجح اس کی حرمت ہے مسلمانوں کو جو آپ نے ریشمی کپڑے اور چاندی سونے کے برتنوں کے استعمال سے منع کیا اس سے اصلی غرض یہ تھی کہ مسلمان کافروں کی طرح آرائش و آسائش طلب نہ ہو جائیں اور عیش و عشرت میں نہ پڑ جائیں اور مسلمانوں کے پاس اگر سونا چاندی ہو تو اپنے بھائیوں کی مدد کریں جہاد کے سامان پر خرچ کریں بھوکوں کو کھلائیں ننگوں کو کپڑا پہنائیں پہننے کو سوتی کپڑا اور وامنی کپڑا اور کھانے پینے کو مٹی، تانبے اور پیتل اور ٹین اور چینی اور شیشہ کے برتن کافی ہیں مسلمانوں کی ابتدا سپاہگری سے ہوئی ہے اور ان کے باپ دادا سپاہی گزرے ہیں سپاہیوں کو عورتوں کی طرح تکلفات اور تنعمات سے کیا واسطہ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کچھ خیال نہ رکھا اور مسلمان بادشاہوں اور امیروں نے کافروں سے بھی زیادہ بڑھ کر تکلفات شروع کئے کافروں سے کئی حصے زیادہ عیش و عشرت کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی دولت اور حکومت خاک میں مل گئی اب وہی مسلمان جو چاندی سونے کے برتنوں میں کھاتے پیتے تھے نان شبینہ کو محتاج ہیں اور کافروں کی خدمت گزاری سائیسی کر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں یہ خود انہی کے افعال بد کی سزا ہے اپنے تئیں آپ ملامت کریں جو قوم علم حاصل کر کے سادی اور بے تکلفانہ سپاہیانہ زندگی بسر کرے گی وہ دنیا میں غالب آئے گی عیش پسند اور جاہل قوم کبھی اس پر غالب نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [2] اسی طرح ایمان کی خوبی اس میں موجود ہے گو ظاہری رنگ روپ نہیں ۱۲ منہ [3] خراب ایسے ہی منافق قرآن کا قاری ظاہر میں اچھا معلوم ہوتا ہے مگر اندر نفاق کی تلخی بھری ہوئی ہے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس باب میں لا کر امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مزیدار اور خوشبودار کھانا کھانا درست ہے کیونکہ مومن کی مثال آپ نے اس سے دی حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر حلال طور سے اللہ تعالیٰ مزیدار کھانے عنایت فرمائے تو ان کو خوشی سے کھائے حق تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور مزیدار کھانے کھانا زہد اور درویشی کے خلاف نہیں ہے اور جو بعضے جاہل فقیر مزیدار کھانے کو پانی یا نمک ملا کر بدمزہ بنا کر کھاتے ہیں یہ خوب نہیں ہے بعضے بزرگوں نے کہا ہے کہ خوش ذائقہ کھانے پر تجلی الٰہی ہے اس کو بدمزہ کرنا حماقت اور نادانی ہے ۱۲ منہ

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے خانوں پر۔

۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

(از ابونعیم از مالک از سُمی از ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر ایک طرح کا عذاب ہے، نہ سفر میں سونا اچھی طرح ملتا ہے نہ کھانا، پھر جب تم میں سے کوئی شخص (سفر کا) مطلب پورا کرے تو جلدی اپنے گھر چلا آئے۔

بَابٌ ۲۸۸۳ الْاُدْمِ

باب سالن اور ترکاری کا بیان۔

۵۰۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَّبِيْعَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَآءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ وَاُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ اَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا اَوْ تُفَارِقَهٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَآءِ فَاُتِيَ بِخُبْزٍ وَّاُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَاَهْدَتْهُ لَنَا

(از قتیبہ بن سعید از اسماعیل بن جعفر از ربیعہ) قاسم بن محمد کہتے تھے بریرہ رضی اللہ عنہا (لونڈی) کی وجہ سے دین کی تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے خریدنا چاہا تاکہ بعد میں اسے آزاد کریں تو اس کے مالک کہنے لگے کہ "اس کا ولاء (ترکہ) ہم لیں گے" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو اگر چاہتی ہے تو ولاء کی شرط انہی کے لئے کرلے[1]۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولاء اسی کو ملے گا جو (لونڈی یا غلام) آزاد کرے۔ (۲) قاسم کہتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوگئی تو اسے اختیار ملا چاہے اپنے سابقہ خاوند کی بیوی بنے خواہ اس سے الگ ہو جائے (۳) تیسری بات یہ ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے دیکھا تو ہنڈی آگ پر چڑھی ابل رہی ہے آپ نے کھانا مانگا تو حضرت عائشہ نے روٹی اور گھر کی کچی ہوئی باسی ترکاری لے آئیں آپ نے فرمایا میں نے خود دیکھا ہے گوشت پک رہا تھا انہوں نے کہا بجا فرمایا ہے یہاں آپ مگر وہ تو حضور خیرات کا گوشت ہے جو بریرہؓ کو کسی نے دیا ہے وہ اس نے بطور تحفہ ہمارے

[1] یعنی اس شرط کو منظور کرلے کہ ولاء وہی لیں گے ۱۲ منہ [2] اور آپ خیرات کی چیز نہیں کھاتے ۱۲ منہ

فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا۔

پاس آئی آپ نے فرمایا بریرہ کیلئے یہ گوشت خیرات تھا اور ہمارے لئے تو تحفہ ہے۔

بَابٌ ۲۸۸۴ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

باب میٹھے اور شہد کا بیان۔

۵۰۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔

(از اسحاق بن ابراہیم حنظلی از ابواسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میٹھے اور شہد کو پسند کرتے تھے [۲]۔

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِي حِينَ لَا آكُلُ الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةُ وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ وَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا۔

(از عبدالرحمان بن شیبہ از ابن ابی فدیک از ابن ابی ذئب از مقبری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتا، اس وقت صرف پیٹ بھر کھانا مل جانا غنیمت تھا [۳] اور نہ تو اس وقت خمیری روٹی ہوتی نہ ریشمی کپڑا نہ میرے پاس کوئی غلام تھا نہ لونڈی (اپنا کام آپ کرتا) بھوک کے مارے اپنا پیٹ کنکریوں سے لگا دیتا [۴] اور کسی شخص سے کہتا فلاں آیت تو مجھے سناؤ حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی اس سے میری غرض یہ ہوتی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جا کر کھانا کھلائے غرباء اور مساکین سے عمدہ سلوک کرنے والے سب سے زیادہ جعفر ابن ابی طالب تھے وہ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ ان کے گھر میں ہوتا وہ کھلاتے حتی کہ (اندر سے) خالی کپی اٹھا لاتے، ہم اسے پھاڑ کر جو کچھ اس میں ہوتا وہ چاٹ لیتے [۵]۔

بَابٌ ۲۸۸۵ الدُّبَّاءِ

باب کدو کا بیان۔

---

[۱] اور آپ خیرات کی چیز نہیں کھاتے ۱۲ منہ [۲] کہتے ہیں آپ کا میٹھا کھانا یہ تھا شیر خرما یہ ثعالبی نے فقہ اللغۃ میں نقل کیا قسطلانی نے کہا اگر یہ نقل صحیح ہو تو خیر ورنہ حلوا ہر میٹھے کھانے کو شامل ہے حالانکہ شہد بھی مٹھائی میں آگیا مگر شہد کو ذکر کیا کیونکہ وہ تمام میٹھوں میں افضل ہے۔ ہم دوا و ہم غذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا فیہ شفاء للناس ۱۲ منہ [۳] یہ جب ہے کہ حدیث میں لشبع بطنی ہو لام سے اور اگر بشبع بطنی ہو بائے موحدہ سے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ پیٹ بھر کر میں آپ کے ساتھ لگا رہتا یعنی جب کہیں سے مجھ کو کھانا مل جاتا اور پیٹ بھر جاتا تو اب دوسرا کوئی کام مجھ کو نہ تھا نہ کوئی دھندا بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا ۱۲ منہ [۴] تاکہ ان کی ٹھنڈک سے پیٹ کی گرمی کم ہو ۱۲ منہ [۵] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے ابن منیر نے کہا چونکہ اکثر کپیوں میں شہد ہی ہوتا ہے اور ایک طریق میں اس کی صراحت آئی ہے (یعنی شہد کی کپی) تو باب کی مناسبت حاصل ہو گئی امام بخاری نے اس طریق کی طرف گویا اشارہ کیا ۱۲ منہ [۶] تاکہ دھوپ میں ان کی گرمی سے بھوک کا احساس کم ہو یا سردی میں ان کی ٹھنڈک سے پیٹ کی گرمی نہ معلوم ہو ۱۲ الحیدی

۵۰۳۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا فَأُتِيَ بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ۔

(از عمرو بن علی از ازہر بن سعد از ابن عون از ثمامہ بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے جسے آپؐ نے آزاد کر دیا تھا، آپؐ کے سامنے کدو کی ترکاری پیش کی گئی، آپؐ تناول کرنے لگے۔ میں نے جب سے آپؐ کو کدو (بڑے شوق سے) کھاتے دیکھا کدو ہمیشہ پسند کرتا ہوں۔

بَابُ ۲۸۸۶ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

باب (دوستوں اور مسلمان) بھائیوں کے لئے پرتکلف دعوت طعام۔

۵۰۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَدْعُو رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ۔

(از محمد بن یوسف از اعمش از ابو وائل) ابو مسعود انصاری کہتے ہیں ایک انصاری (ابوشعیبؓ) کا ایک قصائی غلام تھا ابوشعیبؓ نے اس غلام کو پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا چار صحابی اور پانچویں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کو دعوت دی لیکن ایک اور شخص بھی ہمارے ساتھ چلا گیا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو شعیبؓ کے مکان پر پہنچے تو فرمایا ابوشعیب! تو نے ہم پانچ اشخاص کی دعوت کی تھی، یہ چھٹا شخص (بھی ہمارے ساتھ (تیرے بلائے بغیر) چلا آیا ہے، اب تجھے اختیار ہے خواہ اسے (شرکت طعام میں) اجازت دے یا نہ دے (واپس کر دے) ابوشعیبؓ نے کہا میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

لہ ایک روایت میں ہے کہ انسؓ کدو کھاتے اور کہتے کہ تو وہ درخت ہے جو مجھے بہت محبوب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت رکھتے تھے امام احمد نے روایت کی کہ سب کھانوں میں آپ کو کدو بہت پسند تھا حضرت عائشہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہانڈی میں کدو بہت ڈالو اس سے آدمی کا رنج دفع ہوتا ہے ایک حدیث میں ہے کدو اور خربوزہ دونوں بہشت کے میوے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ کدو سے دماغ کو قوت ہوتی ہے عقل بڑھتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ بصارت کو قوی کرتا ہے قلب کو روشنی کرتا ہے ۱۲ منہ ۔ ۲ے باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ اس نے خاص پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تو ضرور اس میں تکلف کیا ہوگا معلوم ہوا کہ میزبان کو اختیار ہے طفیلی شخص کو جو بن بلائے چلا آئے اجازت دے یا نہ دے بن بلائے دعوت میں جانا حرام ہے لیکن جب یہ یقین ہو کہ میزبان اس کے جانے سے خوش ہوگا اور دوستوں میں بے تکلفی ہو تو درست ہے اسی طرح اگر عام دعوت ہو تو اس میں بھی بن بلائے جانا جائز ہے مثلاً ساری بستی والوں کی یا سارے محلہ والوں کی دعوت ہو بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال محمد بن یوسف سمعت محمد بن اسمٰعیل یقول اذا کان القوم علی المائدۃ لیس لہم ان ینا ولوا من مائدۃ الی المائدۃ الاخری ولکن یناول بعضہم بعضا فی تلک المائدۃ او یدعوا یعنی محمد بن یوسف نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا اگر کئی دستر خوان الگ الگ بچھے ہوں تو ایک دستر خوان والے دوسرے دستر خوان والوں کو کوئی کھانا اٹھا کر نہیں دے سکتے ایک دستر خوان والے آپس میں ایک دوسرے کو دے یا چھوڑ دیں ۱۲ منہ

باب ۲۸۸۷ مَنْ اَضَافَ رَجُلًا اِلٰی طَعَامٍ وَّ اَقْبَلَ هُوَ عَلٰی عَمَلِهٖ۔

۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَّهٗ خَيَّاطٍ فَاَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَّعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ اَجْمَعُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ اَنَسٌ لَّا اَزَالُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ۔

باب صاحبِ خانہ مہمانوں کو کھانے میں مصروف کرکے خود کسی اور کام میں لگ جائے (اس کی اجازت ہے)

(از عبداللہ بن منیر از نضر از ابن عون از ثمامہ بن عبداللہ بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (عہد نبوی میں) میں ایک لڑکا تھا، آپؐ کے ساتھ (دعوت وغیرہ میں) چلا جاتا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک غلام کے پاس گئے جو درزی کا پیشہ کرتا تھا اس نے آپؐ کی خدمت میں ایک پیالہ جس میں کھانے والی چیز اور کدو تھا پیش کیا، چنانچہ آپؐ کدو کے ٹکڑے (پیالے میں) ڈھونڈنے لگے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے آپؐ کی یہ رغبت دیکھ کر سب ٹکڑے جمع کرکے آپؐ کے سامنے کرنے لگا (جب آپؐ کھا رہے تھے) تو غلام اپنے کام میں (سینے پرونے میں) مشغول تھا[1]۔ انس کہتے ہیں جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو اس شوق سے کھاتے دیکھا تب سے مجھے کدو آج تک برابر مرغوب رہا ہے۔

باب ۲۸۸۸ الْمَرَقِ

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّ قَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ۔

باب شوربے کا بیان۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے کھانا تیار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی میں بھی آپؐ کے ساتھ گیا، درزی نے جو کی روٹی شوربے دار کدو کا سالن اور سوکھا گوشت پیش خدمت کیا میں نے آپؐ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھا رہے تھے اس روز سے برابر مجھے کدو سے بڑی رغبت ہے۔

[1] اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں کھایا ۱۲ منہ

باب ۲۸۸۹ القدید

۵۰۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهُ۔

باب سوکھے گوشت کا بیان۔

(از ابونعیم از مالک بن انس از اسحاق بن عبداللہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوربا لایا گیا، اس میں کدو تھا اور سوکھا ہوا گوشت، آپ کدو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔

۵۰۳۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثًا۔

(از قبیصہ از سفیان از عبدالرحمن بن عابس از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے (گوشت سکھانے سے) صرف اس سال ممانعت فرمائی جب لوگ بھوک کی وجہ سے پریشان تھے اس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ مالدار لوگ فقراء غرباء کو (گوشت) کھلائیں (جمع نہ کریں) اور ہم تو بکری کے پائے اٹھا کر رکھ لیتے پندرہ پندرہ دن کے بعد کھاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی اور سالن پیٹ بھر کر نہیں کھایا

باب ۲۸۹۰ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ لِصَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا قَالَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرٰى

باب کوئی آدمی کسی کے لئے کچھ لائے یا دوسرے کو دسترخوانوں پر کوئی چیز اٹھا کر دے (تو اس میں قباحت نہیں۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس میں کچھ قباحت نہیں اگر ایک دسترخوان والے دوسروں کو کوئی چیز دیں لیکن دوسرے دسترخوان والوں کو نہیں دے سکتے

۵۰۳۶- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ

(از اسماعیل از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک درزی نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ گیا، اس نے جو کی روٹی، کدو کا شوربا اور سوکھا گوشت سامنے رکھا میں نے دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں سے کدو تیار کر کر کے کھا رہے ہیں

ؔلہ اس کو خود امام بخاری نے کتاب البر والصلہ میں وصل کیا ۱۲ منہ

فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّ مَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَّوْمَئِذٍ وَّقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ -

اس روز سے مجھے بھی کدو برابر مرغوب ہے۔

اسی روایت میں اضافے کے ساتھ ثمامہ بحوالہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کدو کے ٹکڑے برتن سے تلاش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھنے لگا۔[1]

بَابٌ ۲۸۹۱ الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

۵۰۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ -

باب کھجور کو ککڑی یا کھیرے سے ملا کر کھانا۔[2]

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از والدش) عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تر کھجور اور ککڑی ملا کر کھاتے ہوئے دیکھا۔

بَابٌ ۲۸۹۲ الْحَشَفِ

۵۰۳۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِيْ سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ -

باب ادنیٰ درجے کی کھجور کھانا۔

(از مسدد از حماد بن زید از عباس جریری) ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سات دن تک بطور مہمان قیام کیا وہ، ان کی بیوی اور ان کا غلام رات کو باری باری بیدار رہتے، ہر تہائی رات ایک جاگتا نماز پڑھتا رہتا پھر دوسرے کو جگا دیتا، میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے آپ نے صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کیں تو میرے حصے میں بھی سات کھجوریں آئیں، ان میں ایک ادنیٰ (سخت) کھجور تھی۔

۵۰۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ

(از محمد بن صباح از اسماعیل بن ذکریا از عاصم از ابوعثمان

[1] امام بخاری نے اسی ثمامہ کی روایت سے ترجمہ باب نکالا کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک دسترخوان والے دوسرے شخص کو جو اسی دسترخوان پر بیٹھا ہو کھانا دے سکتے ہیں خواہ کھانا ایک ہی برتن میں ہو یا علیحدہ برتنوں میں ۱۲ منہ

[2] یہ بڑی حکمت کی دانائی کی بات ہے ایک دوسرے کا مصلح ہیں کھجور کی گرمی ککڑی توڑ دیتی ہے جو ٹھنڈی ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَاَصَابَنِيْ مِنْهُ خَمْسٌ اَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَّحَشَفَةٌ ثُمَّ رَاَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ اَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِيْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں کھجوریں تقسیم کیں، میرے حصے میں پانچ کھجوریں آئیں ان میں بھی ایک ناقص کھجور تھی، وہ ایسی سخت تھی کہ میرے دانتوں کو اس کا چبانا دشوار ہو گیا[1]

بَابٌ ۲۸۹۳ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

باب تر اور خشک کھجور۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَنْصُوْرِ ابْنِ صَفِيَّةَ حَدَّثَتْنِيْٓ اُمِّيْ عَنْ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ۔

(سورہ مریم میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کھجور کی جڑ پکڑ کر ہلا، تجھ پر تازہ تازہ پکی کھجوریں گر پڑیں گی[2]۔" محمد بن یوسف فریابی بحوالہ سفیان ثوری از منصور بن صفیہ از والدہ اش روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے ہم کھجور اور پانی سے سیر ہو گئے تھے[3]۔

۴۰۵۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَآ اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْٓ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَّكَانَ يُسْلِفُنِيْ فِيْ تَمْرِيْٓ اِلَى الْجِدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْاَرْضُ الَّتِيْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ

(از سعید بن ابی مریم از ابو غسان از ابو حازم از ابراہیم ابن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ) حضرت جابر بن عبداللہ رض کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا وہ میرے باغ کی کھجوریں اترنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا، میرے پاس وہ زمین تھی جو بیر رومہ کے رستے پر واقع ہے[4]۔ ایک سال خالی گذرا اس زمین میں کھجور پیدا نہ ہوئی[5]۔ میوہ کٹنے کی فصل میں وہ یہودی (حسب معمول)

[1] اگلی روایت میں سات کھجوریں مذکور ہیں اور اس میں پانچ۔ بعضوں نے کہا شاید یہ واقعہ کئی بار ہوا ہوگا ۱۲ منہ [2] جو عورت بچہ جنے اس کے لئے تازہ کھجور سے بہتر کوئی غذا نہیں اگر تازہ کھجور نہ مل سکے تو خشک کھجور سہی کھجور سے نفاس کا خون خوب بہتا ہے اور عورت کے مزاج میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور قوت آتی ہے کھجور رگوں کو نرم کر دیتی ہے اور بچہ جننے سے جو رگوں میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اس کا درد رفع کر دیتی ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ خیبر آپ کی وفات سے تین سال پہلے فتح ہو گیا تھا وہاں سے بہت کھجور آنے لگی تھی ۱۲ منہ [4] یعنی کھانے کے لئے کھجور قرض دیتا پھر باغ کی کھجور نکلنے پر اپنا قرض وصول کر لیتا ۱۲ منہ [5] جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا تھا جا[بر] کا باغ تھا ۱۲ منہ

فَجَلَسَتْ نَخْلًا عَامًا فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجِدَادِ
وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى
قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ
مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَاءُونِي فِي نَخْلِي فَجَعَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ فَيَقُولُ
أَبَا الْقَاسِمِ لَا أُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ
جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ
رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جَابِرُ
فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ افْرُشْ لِي فِيهِ فَفَرَشْتُهُ
فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ
أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ
فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ
ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ
فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِنْهُ
فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ وَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوشَاتٍ مَا يُعَرَّشُ
مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرِ ذَلِكَ يُقَالُ عُرُوشُهَا
أَبْنِيَتُهَا۔

قرض وصول کرنے) آیا لیکن میں تو اس باغ سے کچھ نہ کاٹ سکا تھا
(کیونکہ پھل بہت کم تھا) میں نے آئندہ سال دینے کی مہلت مانگنے
لگا مگر وہ نہ مانا چنانچہ اس واقعے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچی، آپ نے صحابہ سے فرمایا چلو ہم یہودی سے کہیں کہ جابرؓ
کو مہلت دے۔ آپ مع صحابہ کرام میرے باغ میں تشریف لائے اور
یہودی سے گفتگو کرنے لگے وہ کہنے لگا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں
تو جابرؓ کو مہلت نہیں دوں گا۔ آپ یہودی کی یہ بات سن کر کھڑے
ہو گئے اور کھجور کے درختوں میں ایک چکر لگایا، پھر یہودی سے آکر
فرمایا مہلت دے، وہ نہ مانا۔ آخر جابرؓ کہتے ہیں میں اٹھا اور
باغ میں سے کچھ تازہ کھجور لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیں آپ
نے تناول فرمایا اور پوچھا جابر! اس باغ میں تیری جھونپڑی
کہاں ہے (جس میں تو بیٹھتا اور آرام کرتا ہے؟) میں نے عرض
کیا وہ ہے۔ آپ نے فرمایا جا وہاں میرے لئے بچھونا کر دے!
چنانچہ میں نے بچھونا بچھایا آپ جا کر اس میں سو رہے پھر بیدار
ہوئے تو میں ایک اور مٹھی بھر تازہ کھجور لایا آپ نے وہ بھی کھائیں پھر
کھڑے ہوئے اور یہودی کو سمجھایا لیکن اس (بدبخت) نے اب بھی
انکار کیا، آخر آپ دوسری بار ان درختوں کے نیچے کھڑے ہوئے
اور مجھ سے فرمایا جابر تو کھجور کاٹنا شروع کر اور یہودی کا قرض ادا
کر دے، آپ وہیں ٹھہرے رہے میں نے کھجور کاٹنا شروع کیا اور
یہودی کا سارا قرضہ ادا کر دیا، کچھ کھجور بچ گئی، میں لوٹ کر آپ
کے پاس آیا، آپ کو یہ خوشخبری سنائی (کہ یہودی کا تمام قرض ادا
ہو گیا کھجور اور بھی بچ رہی) آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ
کا رسول ہوں۔ امام بخاری کہتے ہیں اس حدیث میں عروش کا لفظ ہے عرش اور عریش
چھت کو کہتے ہیں ابن عباس کہتے ہیں معروشات ان جگہوں کو کہتے ہیں جو انگور کی ٹٹیوں سے گھر جاتی ہیں اور عروشہا یعنی ان کی چھتیں۔

۱؎ یا زمین نے اس سال دغا دی یعنی کچھ میوہ نہیں نکالی پہلا معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں فجلست نخلا عاما ہو اور دوسرا معنی اس صورت میں ہے جب فجاست نخلا عاما ہو جیسے ابو ذر کی روایت میں ہے کرمانی سے ۱۲ منہ ۲؎ ایسا کھلا معجزہ بدون تائید خداوندی کے کسی بشر سے ظاہر نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

بَاب ۲۸۹۴ اَكْلِ الْجُمَّارِ

۵۰۴۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ إِذْ أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ۔

باب کھجور کا گابھہ کھانا

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از مجاہد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم بارگاہ رسالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کہیں سے کھجور کا گابھہ کوئی لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو درختوں میں ایک درخت مسلمان آدمی کی طرح برکت دار[1] ہے۔ میں نے سوچا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کھجور سے ہے چنانچہ خیال میں آیا کہ عرض ہی کر دوں وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن چاروں طرف دیکھا تو میں دس آدمیوں میں سے سب سے[2] چھوٹا تھا، چنانچہ میری ہمت نہ پڑی اور خاموش رہا آخر آپؐ نے خود ہی فرما دیا وہ کھجور کا درخت[3] ہے

بَاب ۲۸۹۵ الْعَجْوَةِ

۵۰۴۲ - حَدَّثَنَا جُمُعَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ۔

باب عجوہ کھجور کا بیان۔

(از جمعہ[4] بن عبداللہ از مروان از ہاشم بن ہاشم از عامر بن سعد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح ہونے پر سات عجوہ کھجوریں کھا لے اس پر دن بھر کوئی زہر یا جادو اثر نہ کرے گا۔

بَاب ۲۸۹۶ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ۔

۵۰۴۳ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا

باب دو دو کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا

(منع ہے جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھا رہا ہو[5])

(از آدم از شعبہ) جبلہ بن سُحیم کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر

---

[1] اس کی ہر چیز سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ۱۲ منہ [2] بزرگوں کے ہوتے ہوئے بات کرنا خلاف ادب سمجھا ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر پہلے پارے میں گزر چکی ہے کھجور کا درخت آدمی سے بہت مشابہت رکھتا ہے اس کے گابا میں ایسی بو ہوتی ہے جیسے آدمی کے نطفہ میں اور اس کا سر کاٹ ڈالو تو آدمی کی طرح مر جاتا ہے اور درخت نہیں مرتے پھر اُگ آتے ہیں ۱۲ منہ [4] ان کی کنیت ابوبکر بلخی ہے اور نام یحییٰ جمعہ ان کا لقب ہے ابو خاقان بھی ان کی کنیت ہے ان سے ایک یہی حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور باقی صحاح ستہ کی کتابوں میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے ۱۲ منہ [5] اگر اکیلا کھا رہا ہو تو مضائقہ نہیں دس دس کو ملا کر کھائے بعض اہل ظاہر نے مطلقاً اس کو حرام کیا ہے ۱۲ منہ

شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ۔

کی خلافت میں ایک سال ہم پر قحط آیا تو صرف کھجوریں کھانے کو ملا کرتیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے کھجوریں کھاتے وقت کبھی کبھی اس طرف نکل آتے تو کہا کرتے دو دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے[1]۔ ابن عمر رض پھر کہتے البتہ دو دو کھجوریں اس وقت کھا سکتے ہیں جب اپنے ساتھ کھانے والے بھائی سے اجازت لے لی جائے۔ شعبہ کہتے ہیں اجازت لینے کا فقرہ ابن عمر رض کا ذاتی قول ہے۔

بَابٌ ۲۸۹۷ بَرَكَةِ النَّخْلِ

باب کھجور کے درخت کی برکت

۵۰۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ تَكُونُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ۔

(از ابو نعیم از محمد بن طلحہ از زبید از مجاہد) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جو مسلمان کی صفات کا حامل ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے

بَابٌ ۲۸۹۸ الْقِثَّاءِ

باب ککڑی کھانے کا بیان

۵۰۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ۔

(از اسماعیل بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از والدش) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور ککڑی سے ملا کر کھاتے دیکھا ہے

بَابٌ ۲۸۹۹ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ۔

باب دو طرح کے میوے یا دو طرح کا کھانا ملا کر کھانا درست ہے[2]۔

۵۰۴۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

(از ابن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از ابراہیم بن سعد

---

[1] کیونکہ یہ بھوکا پن ہے دوسرے اپنے بھائیوں کو نقصان دینا ہے ۱۲ منہ [2] یہ باب لا کر امام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد ملا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا دو سالن ملے ہوئے ہیں نہ میں کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے باب کی حدیث میں گو صرف دو میووں کو ملا کر کھانے کا ذکر ہے مگر اور کھانوں کو اس پر قیاس کر لیا ۱۲ منہ

عَبْدُاللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ۔

ازو الدش) عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور لکڑی سے ملاکر کھاتے دیکھا ہے۔

بَابٌ ۲۹ مَنْ اَدْخَلَ الضِّیْفَانَ عَشَرَۃً عَشَرَۃً وَّالْجُلُوْسِ عَلَی الطَّعَامِ عَشَرَۃً عَشَرَۃً۔

باب دس دس مہمانوں کی ایک جماعت کو دسترخوان پر کھانے کے لئے بلانا۔

۵۰۴۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ ھِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰی مُدٍّ مِّنْ شَعِیْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِیْفَۃً وَّعَصَرَتْ عُکَّۃً عِنْدَھَا ثُمَّ بَعَثَتْنِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ وَھُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ قَالَ وَمَنْ مَّعِیْ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اِنَّهٗ یَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِیْ فَخَرَجَ اِلَیْهِ اَبُوْطَلْحَۃَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا ھُوَ شَیْءٌ صَنَعَتْهُ اُمُّ سُلَیْمٍ فَدَخَلَ فَجِیْءَ بِهٖ وَقَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَۃً فَدَخَلُوْا فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَۃً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ ھَلْ نَقَصَ مِنْھَا شَیْءٌ۔

(ازصلت بن محمد از حماد بن زید از جعد ابی عثمان از انس) دوسری سند (ازصلت بن محمد از حماد بن زید از ہشام بن حسان ازدی از محمد بن سیرین از انس رض)

تیسری سند (ازصلت بن محمد از حماد بن زید از ابو ربیعہ سنان از انس رض) مروی ہے کہ اُم سلیم نے ایک مُد جو لیے انہیں موٹا پیس کر (دلیا بناکر) پکایا اوپر سے گھی کی کپی جو ان کے پاس تھی نچوڑ دی۔ پھر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا (کہ بلا لاؤں) میں نے جاکر دیکھا آپؐ کئی اور صحابہ کیساتھ بیٹھے ہیں میں نے آپ کو دعوت دی آپؐ نے پوچھا اور میرے ساتھ جو لوگ ہیں انہیں بھی دعوت ہے یا نہیں ؟ میں لوٹ کر والدہ کے پاس آیا ان سے کہا آپ یہ فرماتے ہیں میں بھی آؤں اور کیا میرے ساتھ جو لوگ ہیں وہ بھی آئیں ؟ یہ سن کر ابوطلحہ آپؐ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ وہاں تو تھوڑا سا کھانا ہے جو ام سلیم نے تیار کیا ہے آنحضرتؐ تشریف لائے اور وہ کھانا سامنے لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر بلالے چنانچہ وہ اندر آئے اور پیٹ بھرکر چلے گئے آپ نے پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلالے غرضیکہ اسی طرح چالیس آدمیوں کا شمار کیا بعد ازاں آپؐ نے کھایا پھر اٹھے۔ انس کہتے ہیں میں کھانے کو حیرت سے دیکھنے لگا کہ آیا کچھ کم ہوا یا نہیں[1]؟ (کیونکہ وہ بدستور باقی تھا)

[1] میرے ساتھیوں میں سے ۱۲ منہ [2] مُد تہائی یا دُو یا سیر کا ہوتا ہے اتنے سے کھانے میں چالیس آدمیوں کا کھانا اور پیٹ بھرکر کھانا صریح معجزہ ہے آپ نے دس دس آدمیوں کو شاید اس لئے بلایا ہو کہ مکان میں زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہ ہوئی ہوگی دوسرے ایک برتن میں اتنے بہت سے آدمی ایک مرتبہ کیسے بیٹھ کر کھا سکتے تھے ۱۲ منہ

بَابُ ۲۹۰۱ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب لہسن اور دوسری بدبودار ترکاریاں (جیسے پیاز مولی وغیرہ) کھانے کی کراہت اس کے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۵۰۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَّا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّوْمِ فَقَالَ مَنْ اَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا۔

(از مسدد از عبدالوارث از عبدالعزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا آپ نے لہسن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا جو شخص (لہسن) کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے[1]۔

۵۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا۔

(از علی بن عبداللہ از ابوصفوان عبداللہ بن سعید از یونس از ابن شہاب از عطاء) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا یوں فرمایا (ابن شہاب کو شک ہے) ہماری مسجد سے الگ رہے[2]۔

بَابُ ۲۹۰۲ الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْاَرَاكِ

باب پیلو کا پھل کھانا۔

۵۰۵۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْيَبُ فَقَالَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا۔

(از سعید بن عفیر از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از ابوسلمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام مرالظہران میں تھے (جو مکے سے ایک منزل پر مقام ہے) پیلو کے پھل چن رہے تھے آپ نے فرمایا کالے کالے دیکھ کر چنو وہ خوش مزہ ہوتے ہیں[3] لوگوں نے عرض کیا (یا جابرؓ نے عرض کیا) یا رسول اللہ کیا آپ نے بکریاں بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں کوئی بھی ایسا پیغمبر نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں[4]۔

[1] یہ روایت موصولاً اوپر گزر چکی ہے طبرانی نے جامع صغیر میں مولی کی بھی کراہت نقل کی یہ حدیثیں کچی و پکی سب کو شامل ہیں بعضوں نے کہا پکا کر کھانے میں قباحت نہیں کیونکہ پکانے سے اس کی بو جاتی رہتی ہے ابوداؤد کی روایت ان کی دلیل ہے اس میں یوں ہے آپ نے لہسن کھانے سے منع فرمایا مگر پکا کر ۱۲ منہ [2] ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے بعضوں نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ یہ ممانعت مسجد نبوی سے خاص تھی کیونکہ وہاں وحی اترتی تھی فرشتے آتے تھے ان کو لہسن کی بو سے تکلیف ہوتی تھی اور صحیح یہ ہے کہ ممانعت عام ہے ہر مسجد کو شامل ہے کیونکہ سب مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں ۱۲ منہ [3] جنگل جنگل پھر کے رہے ہیں جبھی جنگلی پھل پہچانتے ہیں واللہ [4] یہ حدیث بھی اوپر گزر چکی ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر پیغمبر سے بکریاں چروائیں اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں جیسے بے غمی کی وجہ سے غرور نہ آ جاتا دل میں شفقت پیدا ہونا بکریاں چرا کر آدمی چرانے کی لیاقت پیدا کرنا ۔ درحقیقت ہر بادشاہ راعی یعنی چرواہا ہے اور رعایا اس کی بکریاں ہیں ۱۲ منہ

باب ۲۹۰۳ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ

۵۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُولُ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيَى۔

باب کھانے کے بعد کُلّی کرنا۔

(از علی بن عبداللہ مدینی از سفیان بن عینیہ از یحییٰ بن سعید از بشر بن یسار) سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم جنگ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے جب صہبا میں پہنچے (جو خیبر کے قریب ہے) تو آپؐ نے کھانے کو منگوایا لیکن صرف ستو (اور کوئی کھانا نہ تھا) ہم نے اسی کو کھایا پھر آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپؐ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی۔

یحییٰ کہتے ہیں میں نے بُشر سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے سوید رضؓ نے بیان کیا ہم خیبر کی طرف آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوئے جب صہبا میں پہنچے یحییٰ کہتے ہیں صہبا خیبر سے دوپہر کا راستہ ہے یعنی چھ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے تو آپؐ نے کھانا منگوایا لیکن فقط ستو آئے ہم نے اسی کو پھانک لیا اور کھایا پھر آپؐ نے پانی منگوایا کلی کی ہم نے بھی کلی کی بعد ازاں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔[1]

سفیان نے علی بن مدینی سے کہا تم سے یہ حدیث میں اسی طرح ہو بہو بیان کر رہا ہوں گویا کہ تم یحییٰ ہی سے سن رہے ہو۔[2]

باب ۲۹۰۴ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيلِ

۵۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

باب انگلیوں کا چاٹنا چوسنا اس کے بعد رومال سے پونچھنا[3]

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو بن دینار از عطاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ نہ پونچھے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا کسی دوسرے کو چٹوا نہ دے۔[4]

---

[1] ہاتھ اس لئے نہیں دھوئے کہ ہاتھ بھرے نہ ہوں گے ۱۲ منہ [2] اس سند کو لا کر امام بخاری نے یحییٰ کا سماع بشیر سے اور بشیر کا سوید سے ثابت کیا ۱۲ منہ [3] رومال سے یہاں وہ تولیہ مراد نہیں ہے جس سے غسل یا وضو کے بعد بدن پونچھتے ہیں بلکہ وہ کپڑا مراد ہے جو کھانے کے بعد ہاتھ کی چکنائی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں چاٹ کر اس رومال سے پونچھنے کا حکم اس لئے دیا کہ عرب لوگ ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے اگر بن چاٹے اس رومال سے پونچھیں گے تو سارا رومال لتھڑ کر غلیظ ہو جائیگا (بقیہ اگلے)

باب ۲۹۰۵ الْمِنْدِيلِ

۵۰۵۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ۔

باب رومال کا بیان[1]

(از ابراہیم بن منذر از محمد بن فلیح از والدش) سعید بن حارث نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا آیا جو کھانا آگ سے پکا ہوا ہوا سے کھا کر وضو کرنا چاہیئے انہوں نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آگ کا پکا ہوا کھانا ہمیں کم ملتا (اکثر دودھ یا کھجور پر اکتفا کرتے) اور جب ملتا بھی تو (اس زمانے میں) ہم لوگوں کے پاس رومال یا تولیئے نہ تھے، بس ہتھیلیوں، بازوؤں، پیروں وغیرہ اعضاء سے ہاتھ رگڑ لیتے، پھر نماز پڑھتے (نیا) وضو نہ کرتے (پہلے وضو پر اکتفا کرتے)

باب ۲۹۰۶ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

۵۰۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔

باب کھانے سے فارغ ہو کر کیا کلمات کہنے چاہییں؟

(از ابو نعیم از سفیان از ثور از خالد بن معدان) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان جب بڑھایا جاتا تو آپ فرماتے الحمد للہ (ترجمہ) اللہ کا شکر و حمد بہت سا شکر، پاکیزہ و برکت والا شکر، ایسا شکر نہیں جو ایک بار ہو کر رہ جائے ختم ہو جائے اور پھر اس کی حاجت نہ رہے[2]۔

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

(از ابو عاصم از ثور بن یزید از خالد بن معدان) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے (کبھی راوی نے یوں کہا) جب آپ

(بقیہ از صفحہ سابقہ) اب یہ اشکال ہوتا ہے کہ باب کی حدیث میں تو رومال کا ذکر نہیں ہے پھر امام بخاری نے ترجمہ باب میں رومال سے پونچھنا کیسے بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم رحمہ نے نکالا اس میں یوں ہے فلا یمسح یدہٗ بالمندیل اور جس نے انگلیوں کا چاٹنا مکروہ اور غلیظ خیال کیا وہ نادان ہے اگر انگلیاں غلیظ ہوں تو بار بار کھانے میں کیوں منہ میں ڈالتا ہے دوسرے انگلیاں منہ میں ڈال کر منہ کیوں دھوتا ہے اور حدیث کی تعمیل یوں بھی ہو سکتی ہے کہ انگلیاں غلام لونڈی یا بکری وغیرہ کو چٹا دے ۱۲ منہ [3] مسلم کی روایت میں کعب بن مالک سے یوں ہے کہ آنحضرت تین انگلیوں سے کھاتے اور کھانے سے فارغ ہو کر ان کو چاٹتے اگر کوئی چمچہ یا کانٹا سے کھائے تب انگلیوں کے دھونے کی ضرورت ہے نہ چاٹنے کی صرف کلی کرنا کافی ہے ۱۲ منہ [4] جس سے کھانا کھا کر ہاتھ منہ پونچھتے ہیں ۱۲ منہ [5] نہیں بلکہ ہمیشہ اس کی نعمتیں ہم کو ملتی رہیں اور ہمیشہ شکر ہوتا رہے ۱۲ منہ

إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّقَالَ مَرَّةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا۔

بَابٌ ۲۹۰۷ الْاَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

۵۰۵۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ اَوْ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ فَاِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ۔

بَابٌ ۲۹۰۸ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ

مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابٌ ۲۹۰۹ اَلرَّجُلِ يُدْعٰى

اِلٰى طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِيْ

کا دسترخوان بڑھایا جاتا تو آپؐ فرماتے اللہ کا شکر[1] جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھلایا پلایا، یہ شکر ایسا نہیں کہ ایک بار ختم ہو جائے یا پھر ناشکری کی جائے، کبھی آپؐ یوں فرماتے سب تعریف وشکر ہے اللہ کے لئے جو ہمارا پروردگار ہے، ایسا شکر نہیں جو ایک بار ہو کر رہ جائے یا چھوٹ جائے یا پھر اس سے ہم بے پروا ہو جائیں اے ہمارے رب[2]

باب نوکر کے ساتھ کھانا[3]

(از حفص بن عمر از شعبہ از محمد ابن زیاد) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم (نوکر) کھانا پکا کر لائے تو اگر اسے اپنے ساتھ (کھانے کو) نہ بٹھائے (جو بہتر ہے) تو خیر یہی کرے کہ ایک نوالہ یا دو نوالے یا ایک لقمہ یا دو لقمے اسے دے[4] دے کیونکہ اس نے چولہے کی گرد وغیرہ برداشت کی ہے اور محنت اٹھا کر کوٹ[5] پیس کر کھانا تیار کیا ہے۔

باب کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (ثواب)

میں صابر روزہ دار کے برابر ہے۔ اس کے متعلق ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

باب کوئی شخص دعوت میں جائے اور (میزبان

سے) دوسرے شخص کے متعلق (جس کی دعوت نہ ہو)

---

[1] ابوداؤد کی روایت میں کھانے کے بعد یہ دعا ہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے الحمد للہ الذی اطعم وسقی وسوغہ وجعل لہ مخرجا کہتے ہیں جو شخص کھانے کے بعد ہمیشہ یہ اخیری دعا پڑھتا رہے وہ قبض کے عارضہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا ۱۲ منہ [2] یہ افضل ہے دوسری حدیث میں ہے جو تم کھاؤ وہ ان کو بھی کھلاؤ جو تم پہنو وہ ان کو بھی پہناؤ۔ اب کہاں ہیں وہ پادری جو لونڈی غلام کے جواز سے اسلام پر طعن کرتے ہیں۔ ارے پادریو! تم اپنے دل میں شرمندہ نہیں ہوتے ہو اسلام پر تو لونڈی غلامی کے جواز کا طعن کرتے ہو اور تم آزاد لوگوں کو لونڈی غلام سے بدتر رکھتے ہو ساتھ کھلانا اور اپنا سا کپڑا پہنانا تو بڑی بات ہے تم یہ بھی روا دار نہیں ہوتے کہ وہ تمہارے گرجا میں آکر نماز پڑھیں والے ہٹ دھرمی اس حدیث کو دیکھ کر ان مسلمانوں کو نصیحت لینا چاہئے جو شاگرد پیشہ اور خدمت گاروں کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے کو برا جانتے ہیں حالانکہ یہ خدمتگار آزاد اور برادر مسلمان ہیں اور پھر الگ الگ رکابیوں میں کھاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لونڈی غلام کو بھی اپنے ساتھ ایک ہی رکابی میں کھلانے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت عرب لوگ الگ الگ رکابیوں میں نہیں کھاتے تھے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے پیر و مرشد ابو النجیب سہروردی کے لئے بادشاہ نے فرنگی قیدیوں کے سر پر کھانا رکھ کر بھجوایا شیخ نے فرمایا میں نہیں کھاؤں گا جب تک یہ قیدی بھی میرے ساتھ کھانے کو نہیں بیٹھیں گے جب قیدی سب دسترخوان پر بیٹھے تو شیخ انہی میں مل کر بیٹھ گئے اور کھانا کھایا ۱۲ منہ [3] اس کھانے میں سے۔ [4] دھوئیں میں جل کر ۱۲ منہ

وَقَالَ أَنَسٌ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ۔

کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب تو کسی ایسے مسلمان کے پاس جائے جس پر کوئی الزام نہیں ہے تو اس کا کھانا کھا اور پانی پی[1]۔

۵۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ وَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ۔

(از عبداللہ بن ابی الاسود از ابواسامہ از اعمش از شقیق) ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوشعیب انصاری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صحابہ کرام کے جمگھٹے میں بیٹھے تھے آپ کے چہرے پر بھوک کا نشان دیکھا تو اپنے قصائی غلام کے پاس جاکر اسے بولا پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کر رہا ہوں" چنانچہ اس نے یہ مختصر سا کھانا تیار کیا اور ابوشعیبؓ نے آپ کو (مع اور صحابہ کے) دعوت دی، لیکن ان کے ساتھ ایک اور (چھٹا) شخص بھی ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوشعیب ایک شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اب تو چاہے تو اسے اجازت دے چاہے واپس کر دے اس نے کہا نہیں، میں اسے اجازت دیتا ہوں (وہ بھی کھائے)۔

بَابٌ ۲۹۱ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهِ۔

باب اگر رات کا کھانا (عشائیہ) تیار ہو اور شام یا رات کی نماز (مغرب یا عشاء) بھی تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے[2]۔

---

[1] کیونکہ نماز میں اطمینان کی ضرورت ہے کھانے میں اتنے اطمینان کی ضرورت نہیں ہے افسوس ہے مسلمانوں نے اس حدیث کے خلاف عمل کرنا شروع کر دیا روزہ کھولتے وقت کھانا سامنے آ جاتا ہے تو جلدی جلدی مغرب کی نماز پڑھ کر اطمینان سے بیٹھ کر کھاتے ہیں حالانکہ کھانا کھا کر مغرب کی نماز اطمینان سے پڑھنا چاہیئے ۱۲ منہ

[2] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ۔ [3] اگر سخت بھوک لگی ہے تب تو پہلے کھانا کھا لے اور پھر جماعت کے لئے کم از کم دو مسلمان تلاش کر لے کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی تاکیدی امر ہے اگر جماعت کے فوت ہونے کا خطرہ ہے تو پہلے دو چار لقمے کھا کر فرض نماز با جماعت ادا کر لے باقی نماز کھانا کھانے کے بعد پڑھ لے مقصد یہ ہے کہ بھوک کی بےچینی بھی شدید نہ ہو اور جماعت کا اہتمام بھی قائم رہے۔ اب اشکال ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایتوں میں پہلے کھانے کا ذکر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کھانے سے یہ مقصد تو نہیں کہ کافی دیر لگائے تھوڑا سا کھا کر جماعت میں شریک ہو سکتا ہے دوسری تیسری رکعت میں یا التحیات میں۔ کتنا بھی بھوکا آدمی ہو دو چار لقمے کھا کر قدرے تسکین ہو جائے گی۔ حدیث کا منشا تو یہ ہے کہ جماعت میں شروع ہی میں ملنے کی کوشش خواہ مخواہ نہ کرے (بقیہ آئندہ)

۵۰۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) دوسری سند (از لیث بن سعد از یونس از ابن شہاب از جعفر بن عمرو بن اُمیہ) عمرو بن اُمیہ ضمری کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں بکری کے شانے کا گوشت بھنا ہوا تھا، آپؐ اسے تراش تراش کر تناول فرما رہے تھے اتنے میں نماز کے لئے بلائے گئے تو وہ آپؐ دہ چاقو یا چھری اور شانہ ایک طرف رکھ کر تشریف لے گئے اور بغیر نیا وضو کیے نماز پڑھائی۔

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ۔ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

(از معلی بن اسد از وہیب از ایوب از ابو قلابہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا کھانا سامنے آجائے اور ادھر نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھالو۔

(اسی سند سے) ایوب سختیانی نے بحوالہ نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث نقل کی نیز (اسی سند سے) ایوب نے بحوالہ نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ ایک بار ابن عمر رضی اللہ عنہما شام کے کھانے میں مشغول رہے اور امام کی نماز کی آواز ان کے کانوں میں آ رہی تھی (وہ نماز پڑھا رہا تھا)

۵۰۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ قَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ

(از محمد بن یوسف از سفیان از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو ادھر کھانا (سامنے) لایا جائے تو پہلے کھانا کھالو۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید کی روایتوں میں ہشام سے بجائے حضر العشاء کے وُضع العشاء کے الفاظ ہیں (مفہوم ایک ہے)[1]

(بقیہ صفحہ سابقہ) جب بھوک سخت لگی ہو حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ جماعت ترک کردے اور کھانے میں خوب آرام سے وقت صرف کرے۔ یہ تو مغرب کی نماز کے لئے بیان کیا گیا اگر عشاء کی نماز تیار ہو تو کھانا کھا کر کسی دوسری مسجد میں جماعت مل جائے گی یا جو لوگ جماعت سے رہ گئے ہوں ان کی جماعت بنا لینی چاہیے۔ اگر کھانے والے مسافر ہوں تو ان کی اپنی جماعت ہو سکتی ہے خواہ نماز مغرب ہو یا عشاء۔ حدیث کا یہ مفہوم بھی نہیں کہ معمولی بھوک سے جماعت چھوڑ دے فلیحذر (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] وہیب کی روایت کو

بَابُ ۲۹۱۱ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا۔

۵۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَنَّ اَنَسًا قَالَ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یَسْاَلُنِیْ عَنْہُ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَیْنَبَ ابْنَۃِ جَحْشٍ وَّکَانَ تَزَوَّجَھَا بِالْمَدِیْنَۃِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّھَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَہٗ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰی قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَشٰی وَمَشَیْتُ مَعَہٗ حَتّٰی بَلَغَ بَابَ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّھُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَہٗ فَاِذَا ھُمْ جُلُوْسٌ مَّکَانَھُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَہُ الثَّانِیَۃَ حَتّٰی بَلَغَ بَابَ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَہٗ فَاِذَا ھُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سِتْرًا وَّاُنْزِلَ الْحِجَابُ۔

باب ارشاد باری تعالیٰ کھانے سے فارغ ہوکر ادھر ادھر کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔

(از عبداللہ بن محمد از یعقوب بن ابراہیم از والد شلہ از صالح از ابن شہاب) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آیت پردہ کے متعلق میں سب لوگوں سے زیادہ واقف ہوں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (حالانکہ جلیل القدر صحابی تھے لیکن) مجھ سے پردے کا حال دریافت کرتے تھے، ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مدینے میں عقد نکاح کیا اور دن چڑھے لوگوں کو دعوت ولیمہ دی چنانچہ جب ولیمے کا کھانا کھا کر لوگ چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) بیٹھے رہے آپؐ کے ساتھ اور بھی کئی آدمی (باتیں کرتے ہوئے) بیٹھے رہے، آپؐ اُٹھ کر وہاں سے چلے میں بھی آپؐ کے ساتھ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچ کر آپؐ نے یہ خیال کیا کہ اب وہ لوگ چلے گئے ہوں گے چنانچہ واپس آئے میں بھی ساتھ تھا دیکھا تو وہ لوگ ابھی وہیں بیٹھے ہیں، آپؐ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف گئے، پھر وہاں سے لوٹے میں بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ لوٹا اب وہ لوگ جا چکے تھے پھر آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور حکم پردہ نازل ہوا۔

لہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ۱۲ منہ سلہ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مروت کے مارے ان سے تو کچھ نہیں فرمایا ۱۲ منہ سلہ اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں اس لئے لائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کھانے کا ایک ادب بیان کیا کہ جب کھانے سے فارغ ہوں تو اٹھ کر چلا جانا چاہیئے وہاں جمے رہنا اور صاحب خانہ کو ایذا دینا نادانی ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ

بَابُ ۲۹۱۲ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ وَ تَحْنِيْكِهٖ -

۵۰۶۲ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُرَيْدٌ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رض قَالَ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ وَّدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَ دَفَعَهٗ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِيْ مُوْسٰى

۵۰۶۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهٗ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ

۵۰۶۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کتاب عقیقہ کے بیان میں[1]

باب جو شخص عقیقہ کرنا نہ چاہے وہ بچے[2] کا نام پیدا ہوتے ہی رکھ دے۔ اور جب بچہ پیدا ہو تو کھجور یا اور کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں دی[3] جائے

(از اسحاق بن نصر از ابو اسامہ از برید از ابو بردہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا میں اسے (پیدا ہوتے ہی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور چبا کر اس کے منہ میں دی، اور دعائے برکت کی، پھر بچہ مجھے دے دیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑا لڑکا یہی تھا۔

(از مسدد از یحییٰ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک بچے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحنیک کے لئے لایا گیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے اس مقام پر پانی بہا دیا۔

(از اسحاق بن نصر از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مکے عبداللہ بن زبیر کا حمل ٹھیر گیا چنانچہ ایام حمل پورے ہونے کے

[1] عقیقہ وہ قربانی ہے جو نومولود بچہ کا سر منڈانے کے وقت کی جاتی ہے اکثر علماء کے نزدیک یہ سنت مؤکدہ ہے حنفیہ کا بھی یہی قول ہے شوکانی نے بعضوں کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور امام ابن حزم اور لیث بن سعد اور داؤد ظاہری اور ابوالزناد عقیقہ کو واجب کہتے ہیں امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے یہ عقیقہ ساتویں دن کرنا بہتر ہے اسی دن نام رکھنا سر منڈانا اور بالوں کو تول کر اس کے وزن برابر سونا یا چاندی خیرات کرنا باقی قربانی کا خون بچہ کے سر پر لتھیڑنا گو ایک ضعیف روایت میں وارد ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت نہیں ہے اسی طرح کان چھیدنا یہ جاہلیت کے کام تھے اسی طرح یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈی نہ توڑیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے [2] ورنہ ساتویں دن نام رکھنا بہتر ہے یہ باب لا کر امام بخاری نے عقیقہ کا واجب نہ ہونا ثابت کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو تحنیک کہتے ہیں ۱۲ منہ

بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا حَمَلَتْ بِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ بِمَکَّۃَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَنَزَلْتُ قُبَاءً فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَیْتُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُہٗ فِیْ حَجْرِہٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَۃٍ فَمَضَغَھَا ثُمَّ تَفَلَ فِیْ فِیْہِ فَکَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ دَخَلَ جَوْفَہٗ رِیْقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّکَہٗ بِالتَّمْرَۃِ ثُمَّ دَعَا لَہٗ فَبَرَّکَ عَلَیْہِ وَکَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُّلِدَ فِی الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِہٖ فَرَحًا شَدِیْدًا لِاَنَّھُمْ قِیْلَ لَھُمْ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَدْ سَحَرَتْکُمْ فَلَا یُوْلَدُ لَکُمْ۔

بعد میں وہاں سے مکے کے لئے روانہ ہوئی مدینے کے قریب قباء میں اُتری وہیں عبداللہ پیدا ہوئے، میں اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپؐ کی گود میں بٹھا دیا، آپؐ نے ایک کھجور منگوا کر چبائی اور اس کے منہ پر تھوک ڈالا، پہلی چیز جو عبداللہ بن زبیرؓ کے پیٹ میں اتری وہ یہی آپؐ کا لعاب مبارک تھا پھر چبائی ہوئی کھجور اس کے تالو میں لگائی اور دعائے برکت دی، ہجرت کے بعد عبداللہ پہلے بچے تھے جو اسلام کے زمانے میں پیدا ہوئے، مسلمانوں کو ان کے پیدا ہونے پر بہت خوشی ہوئی کیوں کہ لوگوں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ یہودیوں نے تم پر جادو کر دیا ہے، اب تمہاری اولاد پیدا نہیں ہوگی[1]

۵۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھٰرُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ ابْنٌ لِّاَبِیْ طَلْحَۃَ یَشْتَکِیْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَۃَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ ھُوَ اَسْکَنُ مَا کَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْہِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰی ثُمَّ اَصَابَ مِنْھَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارِ الصَّبِیَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَۃَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ

(از مطر بن فضل از یزید بن ہارون از عبداللہ بن عون از انس بن سیرین) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار[2] تھا۔ ابوطلحہؓ باہر گئے ہوئے تھے ان کی عدم موجودگی میں بچے کا انتقال ہو گیا، جب ابوطلحہؓ واپس آئے تو بچے کا حال پوچھا، ام سلیم نے کہا اب اسے آرام ملا ہے (اس کا انتقال ہو چکا ہے) صبح کو ابوطلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیوی کا حال بیان کیا[3]۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم میاں بیوی نے مباشرت کی انہوں نے کہا جی ہاں، آپؐ نے دعا کی یا اللہ انہیں برکت دے چنانچہ جب ام سلیمؓ نے لڑکا جنا۔ انسؓ کہتے ہیں ابوطلحہؓ نے

---

[1] اور مسلمان نگوڑے تاطھے رد کر دنیا سے چل دیں گے چلو چھٹی ہوئی یہودیوں کی یہ پوچ باتیں ہنسی کے قابل تھیں مگر بعضے مسلمانوں کو بھی ایک مدت تک اولاد نہ ہونے سے کچھ وہم ہو گیا تھا جب عبداللہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ سارا مدینہ گونج گیا ۱۲ منہ [2] عمیر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کرتے تھے عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنی تمہاری چڑیا کیسی ہے ۱۲ منہ [3] کہ اس نے بچہ کی موت چھپا رکھی ۱۲ منہ

أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ

مجھ سے کہا تو اس بچے کو حفاظت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا (یہ آپ کی دعا ہی سے پیدا ہوا ہے) انس رضی اللہ عنہ اسے آپ کے پاس لائے، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجوریں بھی ساتھ دے دیں، آپ نے بچے کو لیا اور پوچھا اس کیساتھ کچھ اور بھی بھیجا ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں کھجوریں بھیجی ہیں، آپ نے انہیں لے کر چبایا اور اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈالیں اور اس کا نام عبداللہ رکھا[1]

۵۰۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

(از محمد بن مثنی از ابن ابی عدی از ابن عون از محمد از انس) مذکورہ حدیث بیان کی۔

بَاب ۲۹۱۳ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ۔

باب عقیقے کے دن بچے کے بال مونڈنا (یا ختنہ کرنا)۔

۵۰۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ وَقَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ

(از ابو النعمان از حماد ابن زید از ایوب از محمد بن سیرین) سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہیے۔[2] حجاج بن منہال کہتے ہیں ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا انہوں نے کہا ایوب سختیانی و قتادہ و ہشام بن حسان و حبیب شہید ان چاروں نے بیان کیا بحوالہ محمد بن سیرین از سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔[3] ایک سے زیادہ آدمیوں نے عاصم بن سلیمان و ہشام بن حسان از حفصہ بنت سیرین از رباب بنت صلیع[4] از سلمان از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ ابو طلحہ نے عقیقہ نہیں کیا اور بچہ کا نام اسی دن رکھوا دیا معلوم ہوا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے کچھ واجب نہیں ہے ۱۲ منہ [2] اس کو طحاوی اور ابن عبدالبر اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ سلمان بن عامر کی روایت کو جس کو حماد بن زید نے موقوفاً نقل کیا حماد بن سلمہ نے مرفوعاً روایت کیا حماد ابن سلمہ نے مرفوعاً روایت کیا حماد بن سلمہ میں گو بعضوں نے کلام کیا ہے لیکن بہتوں نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے ۱۲ منہ [4] جیسے سفیان بن عیینہ وغیرہ ۱۲ منہ

سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ، وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى۔

(مرفوعًا) اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ یزید بن ابراہیم[۱] نے محمد بن سیرین سے انہوں نے سلمان سے مرفوعًا[۲] روایت کیا اصبغ بن فرج کہتے ہیں[۳] مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بحوالہ جریر بن حازم از ایوب سختیانی از محمد بن سیرین از سلمان بن عامر ضبی بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے، لہٰذا اس کی طرف سے قربانی کرو اور اس کے بال دور کرو (سر منڈاؤ یا ختنہ کرو[۴])

۵۰۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ۔

(از عبداللہ بن ابی الاسود از قریش بن انس) حبیب بن شہید کہتے ہیں مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری[۵] سے دریافت کروں کہ عقیقہ کی حدیث انہوں نے کس سے سنی ہے[۶] میں نے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے[۷]۔

بَابٌ ۱۴۲۹ الْفَرَعِ۔

باب فرع کا بیان[۸]

۵۰۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(از عبدان[۹] از عبداللہ[۱۰] از معمر از زہری از ابن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

۱ مطلب یہ ہے کہ سلمان بن عامر کی روایت کو جس کو حماد بن زید نے مرفوعًا نقل کیا حماد بن سلمہ نے مرفوعًا روایت کیا حماد بن سلمہ میں گو بعضوں نے کلام کیا، لیکن بہتوں نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے ۱۲ منہ ۲ جیسے سفیان بن عیینہ وغیرہ ۱۲ منہ ۳ اس کو امام احمد اور نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۴ جیسے حماد ابن زید نے اس کو امام طحاوی نے مشکل الآثار میں وصل کیا ۱۲ منہ ۵ اس کو امام طحاوی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۶ حسن اور قتادہ نے اسی حدیث کی رو سے کہا ہے کہ لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہیئے اور لڑکی کا عقیقہ ضرور نہیں ہے اگر عقیقہ میں اونٹ یا گائے ذبح کرے تب بھی درست ہوگا جمہور کے نزدیک ۱۲ منہ ۷ امام بخاری نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ کون سی حدیث ہے اور شاید مراد لیا انہوں نے اس حدیث کو جو اصحاب سنن نے سمرہؓ سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے جائے اس کا مونڈا جائے اس کا نام رکھا جائے ۱۲ منہ ۸ فرع اونٹنی کا پہلا بچہ یعنی پہلاٹھا جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ اپنے بتوں کے سامنے کاٹتے اسلام کے زمانہ میں بھی یہ رسم اس طرح قائم رہی کہ اللہ کے لئے ذبح کرنے لگے پھر یہ رسم موقوف اور منسوخ کردی گئی بعضوں نے کہا فرع اس کھانے کو کہتے ہیں جو اونٹنی جننے کے وقت لوگوں کو کھلایا جاتا ۱۲ منہ ۹ جن کا لقب عبداللہ ہے ۱۲ منہ ۱۰ عبداللہ بن مبارک عجب مبارک شخص گزرے ہیں جنہیں فقہاء سے بھی امام کہتے ہیں ابو حنیفہؒ کے فقہ میں شاگرد بھی تھے ادھر حضرات صوفیاء ولقیہ آئمہ

الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِي رَجَبَ

نے فرمایا فرع اور عتیرہ کی کوئی اصلیت نہیں۔ فرع اونٹنی کا پہلوٹی کا بچہ ہے جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کیا کرتے اور عتیرہ ماہ رجب میں جو قربانی کی جاتی ہے اسے کہتے ہیں (اسے رجبیہ بھی کہتے ہیں[1])

باب ۲۹۱۵ الْعَتِيْرَةِ۔

باب عتیرہ کا بیان۔

۵۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِي رَجَبَ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سعید بن مسیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اسلام میں) فرع اور عتیرہ کی کوئی حقیقت واصلیت نہیں۔ فرع اونٹنی کے پہلوٹے بچے کو کہتے ہیں جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور عتیرہ وہ (خود ساختہ رسم قربانی) ہے جسے رجب کے مہینے میں وہ کیا کرتے (پھر اس کی کھال درخت پر ڈال دیتے[2])

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ وَيَتْلُوْهُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ

إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى

پارہ بائیسواں تمام ہوا۔ اب تیئیسواں پارہ شروع ہوتا ہے اللہ کے بھروسے پر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کے رہنما بڑے اولیاء اللہ میں بھی گنے جاتے ہیں ایسی جامعیت کے شخص اس امت میں بہت کم ہیں جو فقہاء اور صوفیا دونوں میں مقتدا اور پیشوا گنے جائیں ایک یہ ہیں عبداللہ بن مبارکؒ دوسرے سفیان ثوری تیسرے وکیع بن جراح چوتھے حضرت امام حسن بصری رح ۱۲ منہ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا[1]) اب تک جاہلوں میں یہ رسم جاری ہے رجب میں کونڈے کرتے ہیں اور بیشمار خرافات کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کھڑ پیر کی نیاز ہے اس کو سب لوگ کھڑے کھڑے کھاتے ہیں دین کیا ہے ٹھٹھا مذاق مقرر کیا ہے جو جی میں آیا دین میں شریک کردیا اس پر ستم ظریفی یہ کہ ان خرافات سے بچنے والے اور سنت پر چلنے والے کو بے دین اور وہابی اور گستاخ کہتے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ [2] دوسری روایت میں یوں ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرو جس مہینے میں چاہو۔ بعضوں نے کہا لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ کا یہ مطلب ہے کہ واجب نہیں ہیں لیکن ان کا استحباب باقی ہے اگر اللہ کے لئے ذبح ہو اور شافعی رح سے بھی جواز منقول ہے۔ میں کہتا ہوں لا فرع ولا عتیرۃ سے اصل قربانی کا ابطال منظور نہیں ہے، قربانی تو جب اللہ تعالیٰ کے لئے کرے تو ثواب ہی ثواب ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلوٹے بچے کی تخصیص، اسی طرح رجب کے مہینے کی تخصیص کہ خواہ مخواہ یہ قربانی رجب کے مہینے ہی میں ہو لغو اور واہیات ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ کبھی اصل فعل جائز بلکہ ثواب ہوتا ہے لیکن تخصیص کے اعتقاد سے وہ لغو اور مذموم ہو جاتا ہے مثلاً ایصال ثواب میت کو جائز ہے مگر یہ اعتقاد کہ تیجے یا دسویں یا چہلم ہی کے دن ثواب ہو سکتا ہے یہ بدعت اور خود ساختہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هِدَايَةُ النَّحو

بلا حاشیہ بلا اعراب

علامہ ابنِ حاجبؒ نے اپنی مشہور کتاب "کافیہ" میں علمِ نحو کے قواعد و مسائل نہایت جامع و مختصر انداز میں بیان کیے ہیں اور اکثر مسائل کی مثالیں بھی نہیں دی ہیں جسکی وجہ سے اسکو شرح کے بغیر سمجھنا دشوار تھا صاحبِ ہدایۃ النحو نے احسانِ عظیم فرمایا کہ طلبہ کی اس مشکل کے پیشِ نظر "کافیہ" کی ترتیب کے مطابق "ہدایۃ النحو" تصنیف فرمائی جس میں علمِ نحو کے قواعد کو تفصیل سے اور اس کے دقیق مسائل کو مثالیں دے کر واضح کیا۔ اب اس کے پڑھنے کے بعد "کافیہ" کو سمجھنے کی پوری استعداد پیدا ہو جاتی ہے

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

مولانا وحید الدین خان

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

الهدية المرضيّة

في ترجمة

الطّريقة العصريّة

الجزء الاوّل

مترجم

عبد المنان فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور